

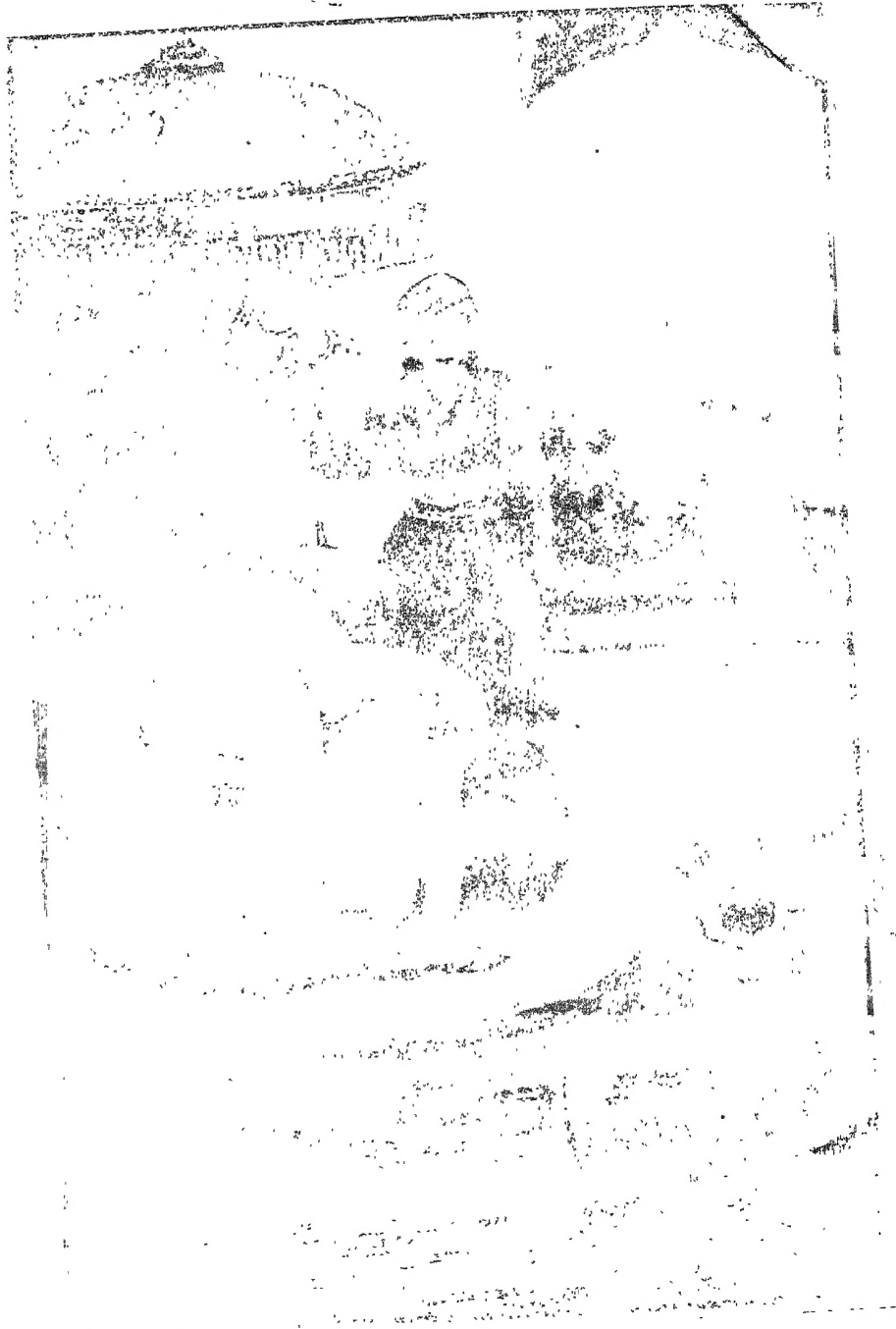
हिन्दुस्तानी एकेडेमी, पुस्तकालय
इलाहाबाद

वर्ग संख्या.....

पुस्तक संख्या.....

क्रम संख्या..... २०१२.....

25-1-32
300-1-32
د. سید علی امیر غفران



مُصَنَّفٌ لِمَكْرُمٍ وَكَانَ فَضِيلٌ زَيْنٌ وَزِينٌ
بِهِ عَوْنٌ بَيْنَ بَيْنٍ وَبَيْنَ بَيْنٍ

دَفْتَرِ اَوَّلِ

دَلِشَادِ اَبِیْ حَسَنِ

بَابِ مَقْتَمِ

سَطْرِ نَامِ مَنَشِدِ نَوَاسْتَوَاقِ
دَرْجِ مِیْ حَیْ لَیْ لَیْ حَسَنُونَ

آغاز داستان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

واقعہ گاران زنگین تحریر و مؤرخان شیرین تقریر نو کنندگان فسانہ گن یاد دہندگان پرینہ سخن یونان
 کرتے ہیں کہ سرزمین ایران جنت نشین ملک ملائین کا ایک شہنشاہ تھا قبا و کامران نام کا وہ شہنشاہ نام کا
 رعیت پروری میں لاجواب اور عدالت گسری میں نظیر اس کا یاب عدل گسری اس کے عدل کو در جو روم ہوا تھا
 قلاخ و عیش سن یار میں بیدار ظلم و بیداد خواب عدم میں ہوتا تھا اس کے ملک میں محتاج فقیر مثل عقلمندان
 اغیار کو تہ دینے کو محتاج ارباب اتحقاق کوئی نہ ملتا تھا چیران اور زیر دست زیر دست یکساں تھے باز بختک شہر
 تھے چھوٹا بڑا ایک گریہ و گنجوی کرتا تھا اور ایک دوسرے پر احسان نہ دھرتا تھا دن رات دروازہ کھولنے کے شل خیمہ پاس
 کھلے رہتے تھے کہ در و خانہ ملک سیاہ عدالت میں بیجا جاتا تھا چور چوری سے بھی نہ اچھوٹی گزبان پر نہ لاتا تھا اگر اہل
 زمین کچھ بڑا یا سنا تو دھونڈ کر مالک کو دے جاتا تھا شجاع و شیردل و روز و آوایا کہ رسم باین شہادت تو نہ مانی اس کے مقابلے
 میں شل پر زان لوان بزل گنا جاتا اور اس بادشاہ حجاب کی چالیس ویریا عقل و دانش شلج تیر تھے اسیات حکیم کہ افرا
 وار سطور تھے سائے طفل و بستان تھے سب عقل و کیا ست و فہم و فراست میں یکساں تھے ہر ایک علوم حکمت ہندوستان میں
 و نجوم میں جالینوس اقلیدس و فیثاغورث کو خطاب کے لائق نہ جانتا اسیات سوزید کہ علم اور علم مجلس میں ہر شہنشاہ وادان
 اور چارہ ہزار پہلوانان کہ اگر سام ویرکانی رسم و رانی کے در و آوے سوزید کی میدان پہلوانی میں ہر ایک کے حلقہ خاکری کوئی
 میں نہ گئے اور تین سو بادشاہ تاجدار کہ ہر ایک بجا کھڑکوں ملک بختا تھا اس کے باج گزرا تھے رعایت خم کیسہ ہوا بلکہ آرا و رسم لاکھ لاکھ

کینہ خواہاں چالیس سالہ زین کمر مرغ مغربی بھلا اس بادشاہ کی مجلس شکر و فرودس ترمین میں حاضر رہا کرتے
خدمت گذاری میں جسے بھلا بچان شاری کا دم بھرا کرتے اور اسی شہر میں ایک حکیم خواجہ نجات جمال نے اولاد میں حضرت
پیغمبر علیہ السلام کے مقیم تھا علم و حکمت و رمل و نجوم و جفر میں یادگار حکماء سلف بہت نایاب حکیم ملک القش نے
نیر شاہ نے اکثر اس حکیم کے حکام کو آزمایا اور بہت نامے تاکا زانو سے شاگردی اسکے رو بہ رو کیا اور ایسا اسکا معتقد و گردیدہ
ہوا کہ ایک دم جمائی اسکی گوارا نہ کر تا چند روز کے عرصہ میں القش نے علم رمل میں ایسی عمارت پیدا کی اور وہ دستگاہ ہم
یہو خانی کہ خواجہ احمد کاشا گرد رشید مشہور ہوا اور شہرہ اسکا دور دور ہوا ایک دن اسنے خواجہ سے کہا کہ شب کو بے غلی سے
دل جو بھلا یا میں نے تمھارے واسطے قرعہ بھینکا مشکون کے ملانے سے ظلم ہوا کہ اختر تمھارا خانہ غوث میں پر جذبہ گردش
تمھاری نعمت میں ہو چالیس سالہ کسی خانہ میں بیٹا گیا پس تنہا دن گھر سے باہر قدم نہ کیے گا اور کسی کا اعتبار نہ کیے گا حتی کہ
میں بھی اتنے دنوں تک سنگ جلیں بھی پھیلتی رہے و گامقات آپ سے نہ کر و گا خواجہ القش کے فرمانے کے بموجب پہلے کھڑا ہوا
بندر کے غرات گزین ہوا دوست و آشنا سے ترک ملاقات کر کے گوشہ نشین ہوا جب تنہا لیسن خیریت سے گزر گئے
ایام غصت اور دلہر سے اتر گئے چالیسویں دن خواجہ سے نہ لایا بیٹھے بیٹھے گھبرا گیا عھا باقمہ میں لیکر گھر سے باہر نکلا کہ
القش دیر سے چکر ملاقات کیے اپنی ٹھٹھٹے عافیت سے اسکو خردہ دیکھے کہ سوائے اسکے اس شہر میں کوئی بنایا ر و فادان نہیں
و بموجب شاعرین ہی اتفاقا شاہراہ کو چھوڑ کر دیرانہ کی طرف سے دریا پر جا چکا چونکہ گرمی کا موسم تھا تازت اقباب سے
بتیاب ہو کر ایک درخت سایہ دار کے نیچے بیٹھ گیا ناگاہ ایک عمارت عایشان سامنے سے نظر آئی گرجا پر دیواری اسکی گرمی تھا
یکچھ جی میں جی آیا تو ٹھٹھٹے ٹھٹھٹے اطراف بٹھا دیکھا کہ اکثر کائنات سمار ہو گئے ہیں دالان ٹوٹے پڑے ہیں لیکن ایک دالان
باقیم و شل دل عاشقان پریشان سنسان اور اس دالان میں ایک کوٹھری کا دروازہ اینٹوں سے تیغا گیا صبح و شام
خواجہ نے اینٹوں کو جو بٹھا یا دست راست کی طرف ایک چھوٹا سا دروازہ نظر آیا اگر مقل خواجہ نے چاہا کہ کسی بیٹ پھر سے
اسکو کھولوں تو تھوڑی زور آزمائی کر دینا اس راہ سے اس میں ہاتھ لگایا تو نقل ہاتھ لگاتے ہی کھل کر گر پڑا خواجہ نے بڑھ کر اسے
اندر قدم رکھا ایک ترخانہ دیکھا اس میں گچ زر و جواہر بیش جا کے شداو کے جمع کیے ہوئے تھے خواجہ اس میں خوف کے سبب
پھر سے نہ سکا اٹے پاؤں ہانے پھر ایہ خبر فرحت اترنے کے پاس گیا القش نے جو خواجہ کو دیکھا بہت خوش
ہوا اور منہ پر بھلا کے بعد اظہار اشتیاق بولا کہ آج چالیسواں دن تھا اپنے کیون تکلیف فرمائی کل میں خود شہر و خصوصاً
نافض محبت سے اکتساب عات کامل کرنا خواجہ نے درجا باتیں کر کے ہفت گچ کی حقیقت کی نعمت غیر تر قصبہ کی کف
یان کی اور کہا کہ ہر چند میرا خطر طالع چمکا کہ ایسا خیر انداز دال نظر پڑا لیکن چونکہ یہ خزانہ ملک شاہی میں ہے مجھے
رب کو کب ہم ہوسکتا ہی اس کے لینے کو مقرر نہیں کیا ہی ہذا میں نے اپنے دل میں تجویز کیا کہ آپ وزیر میں اور اس حال کے
بست بہ نظیر میں اس بیٹھیاں خزانے کا نشان آپ کو دوں آپ جو چھو بٹھا اٹھا کر مجھے عنایت کریں اسکو خیر اور بے غلو

القص نے جہ سفت گنج کا نام سنا خوشی کے باعث پھولا نہ سہیا فی الفور دو گھوڑے تیار کر کے ایک برخواستہ کو سوا
 کیا اور دوسرے پر ایک سوار ہو کر خواجہ کے ہمراہ اسل ویرانہ کا راستہ لیا جاتے جاتے منزل مقصود تک پہنچا ہفت گنج
 کو دیکھے ہی گھبرا گیا قریب تھا کہ شادی مرگ ہو جائے اس خوشی میں اپنی جان گنوائے سوا کہ میر معصوم نے یہ دولت
 غیر متوقع جگہ دی ہو اسی کی حمایت ملی ہو کر چلیم خواجہ نجات جمال اس راز سے ماہر ہو تا حقیقت حال اس بظاہر گھبرا
 ہوا اپنے رسوخ کو واسطے بادشاہ کو مطلع کرے تو اس وقت اور لینے کے دینے پر اس وقت میں جان بچنے سے دولت خدا داد
 بھی ہاتھ سے جائے اور بادشاہ خان کو بھی منہ نہ دے بلکہ غیب نہیں ہو کہ گھر کو میر سے ضبط کرے
 مجھ کو زندان میں بھیجے اہل و عیال پریشان حیران ہوں گھر بار کھو جا جائے یہ نام و نشان ہوں اس سے بترس رہا کہ
 خواجہ کو مار کر اسی مکان میں ڈال دیجے بے دسوا اس خزانہ لازوال قیصر کیجے تاکہ غنی قسطنطینیہ و زکسی برطانیہ
 اہل انویہ سوچ کر فی الفور اس کے بچھاڑا اچھا پیڑ پڑھ بیٹھا اور خیر اس کی گردن پر رکھ دیا خواجہ اس کی اس حرکت سے خدا
 ادا اور کہنے لگا کہ ای القش گئے کیا ہو گیا نیکی کا غم ہو ہی ہوتا ہو احسان کا بدلہ ہی ہوتا ہو میں کون سی قیصر کا
 کہ جس کے عوض تو نے میری تدبیر کی ہی ہر جن اس مظلوم مدیر نے زان نالی کی عجز و انکساری کی لیکن اس شکل کا
 دل بیسیجا اور مظلوم کا اس مظلوم پر رحم نہ کیا جب اس مرد ضعیف نے دکھا کہ اس ظلم کے نتیجے سے جھوٹا حال ہوم کے
 دی میں خرم ہی کے ہاتھ سے ہمال ہو جا جا رہا کہ گناہ شغل ہمارا لاش کی تشہیر ہو ضرور یہ آئندہ
 انکوئی نہ کسی دفا کرے + ای القش آخر تو تو مجھ کو کترا میرے خون ناحق سے دست ظلم ہوتا ہو میری دوستی میں
 اگر تو حل کرے تو میں بیان گردن آخر عمر اتنا ہی تیرا بار احسان گردن پر لون وہ احسان فراموش بولا کہ حلیہ کر ڈال
 کہ یہاں عمر لہر پڑی خوش بیدار خونریزی برتن ہو اس بیچارے نے کہا میر حسن اچھا ہاں بلکہ اسی شعر دوست گئے
 تھے جسے ہم دہی دشمن نکلا ہوا ہر جانتے تھے جھکو وہ رہزن نکلا کہ میرے گھر میں سوائے آج کے کل کے
 کھانے کا ٹھکانا نہیں ہو مطلقاً اب وہاں نہیں ہو لہذا کچھ خرچ بچھڑنا آں بکسیوں کی خبر لینا اور دوسری وصیت یہ
 کہ میری منکوہ کو امید فرزند ہی تنہا کہہ دینا اگر مینا تولد ہو تو اس کا نام بزرگمیر رکھنا اور بیٹی پیدا ہو تو جھکو اختیار
 ہو جی چاہے سو نام مقرر کرنا یہ کہ اگر کہیں بندگیں اور کلمہ پڑھنا شروع کیا مظلوم تھا اسید و امغرت ہوا اس قاتل
 بے در نے خبر بدینے سے خواجہ مظلوم کا کار کاٹا اور گھوڑے کو بھی فوج کیا اور اسی تہ خانہ میں کہ خزانہ سے معمو تھا
 لاشوں کا کٹا اور دروازے کو بستور بند کر کے دربار گیا خیر اور ہاتھ کا موہو ہوا دولت و دروزہ
 القش کا سینہ نجات جمال پر بٹھنا اور ختم سے اس کا سر کاٹا اور اس کے گھوڑے کو مار ڈالا



کے واسطے ایمان اپنا رکھو یا پھر سوار ہو کر اپنے گھر گیا دل میں بہت خوش و مخلوط ہوا دوسرے دن مع ترک سوار ہو کر پھر اس مکان میں پہنچا اور اسے دیکھ بھال کر دار بند کو حکم دیا کہ میان ہمارے واسطے ایک باغ تیار ہو اور باغ کے گرد اگر دریاں یا نوری سنگ مرمر کی بنے اور اس دالان کو پاٹ کر ایک بنگلہ فیروزے کا ہماری نشست کے واسطے بنایا جائے اسباب گر نہمانا در روزگار ہم پہنچا کے اس عمارت گردون نزلت میں مجھایا جائے حکم کی دیر بھی فی الفور واروند نے معارف در سنگتراش شہر نے بلا کر مدد جاری کی چند روز کے عرصہ میں جاری دیواری مع باغ بنگلہ تیار ہوئی القش دیکھ کر سرد ہوا نام اسکا باغ بیدار رکھا اور خواجہ نخت جمال کے گھر میں جا کر وصیت خواجہ کی بیان کی اور بہت تسلی اور تسفی دی اور بہت روپیہ دیا کہ ایک سو روپے خرچ میں لاؤ پھر جب ضرورت ہوگی ادا کیا جائیگی تکلیف نہو نے پائیگی خواجہ کو میں نے تجارت کیواسطے چین کی طرف بھیجا ہے بہت جلد وہاں سے منفعت اٹھا کر پھر آئے گی پھر اپنے گھر کی راہ لی اصل حقیقت دل میں کھی رہا ہے دران بقا جو با صلا گدشت تلخی خوشی زشت زیا گدشت پنداشت مگر کجا رہا کردہ بر گردن او ماند ویرا بگدشت

داستان بزرگمهر کے پیدا ہونے کی اور مضمون کتاب ہویدا ہونے کی

عندلیب ملک عالمان قصص پاشانی و طوطی خادمہ عیان تیار وانی لون ترانہ بیخ عشرت ہی ہزار زبان سے چمن قطاس میں شادیا نہ خوان سرست ہو کہ خالق در جهان کے فضل و کرم سے وہ روز سعید آیا کہ بعد گزشتہ مدت حل کے جمعہ کے دن ساعت سعید میں خواجہ نخت جمال کی بی بی کے فرزند طالع بلند پیدا ہوا شعلہ رخ گونا گونا آج اپنا چراغ خانہ ہو ویزم میں باہم عزم درہ ویرا نہ ہو پہلے تو اسکی ماں خواجہ کو یاد کر کے اپنی تنہائی پر خوب شکبار ہوئی اسنے بندہ کے کی صورت دیکھ کر اس شمع اقبال پر پروردانہ وار اشارہ ہوئی آفریدگار کا شکر ادا کیا وصیت کے بموجب بزرگمهر اسکا نام رکھا مغوش مادر میں پرورش پائے لگھانے اپنے فضل سے سب آفات سے بچایا صانع مطلق نے دست قدرت سے وہ صورت بنائی کہ حسیناں جہان نے اسکے رد و روم کے باعث شکل یا منی چھپائی جبیں انور سے آثار اقبال نمایاں چہرہ روشن سے شوکت عظمت نور انسان جب بزرگمهر رانج میں کا ہوا تو اسکی ماں ایک معلم کے پاس کہ وہ محلے کے لڑکوں کو پڑھاتا تھا اور خواجہ نخت جمال کے شاگردوں میں شمار تھا لیگی اور کہا کہ خواجہ کا حق تبرہ بہت سا ہو دیر اسکا لڑکا ہو جسکو تعلیم کر دے تو تھا انا اہموگا اسنے بسر و چشم قبول کیا اور اسکی تعلیم میں دل و جان صرف ہوا جسے کہ کوست از ہمارش پیدا است معمول تھا کہ تمام دن ملا کے پاس نشست خزانہ میں مشغول رہتا اور جا گھڑی دن باقی رہ چھٹی یا کہ بچے گھڑانا اسکی ماں جو کچھ محنت مزدوری کر کے بکا رکھتی اسے کھاتا اتفاقاً ایک دن کچھ کھانے کو میسر آیا بزرگمهر نے اپنی ماں سے کہا کہ اتوارے بچوں کے انتہا یں قل ہو اللہ ترہیتی میں اگر کوئی چیز ہو تو نیچے اسکو فروخت کر لاؤں کھانے کی فکر کروں اسکی ماں نے کہا کہ شیا تھی را باب کچھ چھوڑ نہیں گیا کہ کو نیچے کو دوں اور اسکو

اسی طرح کروں مگر ایک کتاب تمہارے ناناکا کی طاق پر دھری ہو بہت برائی لکھی ہو یا رہا تمہارے بارے چاہا کہ اسے
بیچ دے اپنے مصرف میں لادے جب وہ کتاب لینے طاق کے پاس جاتا تھا طاق میں سے ایک ماریاہ بھنگا
مارتا ہوا نکلتا تھا وہ خوف سے ہٹا تھا دیکھو اگر وہ کتاب تمہیں لگے تو لیاؤ اسکو لیکر بیچ کھاؤ سو اُسکے اور تو
ایسی چیز نہیں ہے کہ تلوو دوں وقت پر بیچ کر کھلاؤن مان کے کہنے سے ہر چہ وہ کتاب اٹھالایا اور وہ سانب جو ہوش
کھلتا تھا نظر نہ آیا دو چار صفحے اسکے مطالعہ کر کے پہلے تو زار زار ماندا ہر نو بہار کے وار حسین مار کر خوب رویا بعد اُسکے ایک
مقابلہ دیکھ کر بے اختیار قہقہہ مار کر ہنسا پھرہ زرد جو شک فراتے کہ بے شمع تھی تھا فرشتہ جبریت بات رانی ہو گیا تھا
اس حرکت سے عجیب متحیر ہوئے حیرت نشدہ ہوئے کہ یہ نانا او نہتا کیسا ہو خدا خیر کرے یہ ملکہ کیا ہو اسکی مان کو گمان جنوں کو
گھبرا گئی ہر کسی سے کہنے لگی کہ خدا کیواسطے قصا کو بھلاؤ تو اسکی قصہ کھلا دوں کسی کوئی تعویذ لکھو لاؤ کہ اسکے گلے میں لڑ
کہ مجھ دیکھا کلاسی ایک رشتہ ہو اگر اسکو بھی جنوں ہوا تو کہیں مجھ مصیبت زدہ کا ٹھکانا نہ بنا ہر چہ نے اپنی مان کو جب
مضطرب دیکھا تو کہنے لگا کہ اب اضطراب فرماؤں میں اپنے نہ بھگتا میں انشا اللہ تعالیٰ ایام کلفت جلد رفع ہو جائیگا اس
رج و مصیبت کے عوض خوش حالت پائیگے بخت خود ایدہ بیدار ہوئے ہرین سب احباب خوش و محفوظ ادا خرمسار
ہوئیو اے میں شہرنا سب صبح عید ہوئی ساقیا تشریف نہ پیش کر میں غرض تھا چلے حیرت سے فضل کرتے نہیں گنتی بار ہوا اس
میاوسن میدار نہ بھگتو سودا ہوا نہ داغ میں خلل پیدا ہوا یہ اصل مطلب ہو روئے ہنسنے کا یہ سبب ہو کہ اس کتاب کے
پڑھنے سے تمام حلال گذشتہ و آئندہ مجھ کو معلوم ہو گیا ہو رو یا تو اسواسطے کہ میرے ایک ایک نقش و زیر نے بیگناہ رٹوالہ چنچا پچ
جسکے کی لاش بے گور و کفن پڑی ہو بالائے زمین اسطرح دھری ہو او نہتا اس بات پر کہ میں اس سے اپنے ایک بارہ نو لگاؤ
بلکہ بادشاہ کا وزیر بن کھا جائے پچھنے کا غم نہ کیجئے کھانا بہت ہو اور دس کو دیکھو یہ کھانا ایک دم کو اپنے ساتھ لیکر آئیے گی
دکان پر گیا اور اس سے کہا کہ اس عورت کو استفادہ جنس از قسم مادہ و قند اور لکھی وغیرہ جو انکا کرب ہر روز دیا کر قیمت
لینے کی فکر نہ کیا کرے تاکہ قیمت آخر کی ایک جیسا کیے کیے بنے گی ہر چہ ہر لوگ قیمت مجھے مانگتا ہو اپنا کیا ہوا شاید بھول گیا
ہو تو نے جائز نامے دھقان سے کہ ہزار میں گہیوں لیکر اسکو زہر دیا ہو چار فرزند سمیت غلہ جائیگے واسطے بیفہو مار ڈالا ہو یہ راز
اگر عدالت شاہی میں جا کر فشا کر دیں تو کیا حال ہو گیا تھا رانال ہو بیٹا پتے کی سنکر سن ہو گیا پکڑی آتا کہ قہر میں نہ بھگتی
ٹھکر کر کہنے لگا کہ مینا جی کھلا دے جانے یہ دکان آپ ہی کی ہو جسوقت جو در کا ہوا کہے ملو الیا کہ ویرہ بات جوان کہنی
بچے کہی ہو اسکو اپنے جی میں رکھو ہر چہ ہر لے خادم کہ ہمراہ لیکر قصاب کی دکان پر گیا اس سے کہا کہ ایک من تیرنی
رشت ہر روز اس عورت کو دیدیا کر فائے کہا کہ حساب کب ہوا کہ تیار ہو کہ جسوقت دیجئے گا ہر چہ کہے کہا کہ وہ جو
دے قوس گلاب کی ہزار دینے لیکر قیمت آئیے قوس کو مار کے اپنی دکان کی کوٹھری میں کھاؤ دیا اس میں ہوا کہ
اربا رو قیمت مار لیا ہو تو چاہتا ہو کہ عدالت ہی میں اسکے وار تین چوبیس چھ اسکے خون کا رنگ کھلا دوں کہ گورشت کی

قیمت مجھے طلب کرتا ہوا ایسا غافل ٹھہرا تو قصائی یہ جملہ سنگڑے کی طرح سے کاٹنے لگا اور بے تحاشا بزرگچہر کے بانوں پر
 گر گئے لگا لگا گوشت تو کیا میری جان بھی آپ پر قربان ہو جس قدر سرکار کی نوڈی حکم کریگی آنگوشت تحفہ کریگی کا
 ہر روز تول دیا کر دگا دھوکے سے بھی حرف طلب بھی زبان پر نہ لاؤنگا مگر میری جان حرمت کا خیال فرمائیے گا یہ راز نیا پیر
 نہ لایے گا اسی طرح صرف کو بھی کچھ حوالہ دینا کہ بیان کر کے کھل دینا یا پیر غ دینا رکاوٹ مقرر کر لیا اور خوشی خوشی اپنے گھر میں
 بیٹھ کر وقت کا انتظار کرنے لگا دوست و احباب نے نئے جمع ہو عیش و عشرت پیشا کرنے لگا ع بگڑی بجائی پر قفل خلیا
 داستان مدعو ہو نایاب و شاہ کا نقش کے باغ بیدار و من اور خشن ہوا اس بوستان مٹو سوا و من
 تخلیق دان بوستان اخبار چین پر بیان گلستان ظہار تحفہ کا فضا صفت من اس طرح شہار الفاظ موقع موقع نصیب
 ہاتھ میں صحن شفاف قرطاس کو گل دریا چین صفا میں رنگارنگ سے یوں رنگ تحفہ آڑنگا تھے یہاں کہ جب باغ بیدار
 نیا ہوا نمونہ بہشت شد اور نمودار ہوا نقش خوشی سے بھول گیا نگر داریں بھول گیا فطرت سے بھولانہ سنا تھا
 جا کہ تن سے باہر ہوا جاتا تھا بادشاہ کی خدمت میں عرض کی کہ غلام نے حضور کی بدولت اقبال ایک باغ تیار کیا ہے
 انواع انواع کے درخت شہر دار اور گل بوٹے کے لگائے ہیں دور دور سے بھرت کیترا دنا درخت شگوائے میں باغبان
 نادر کار تخلیقندی میں ہوا شہر بہم ہو چکے ہیں ہزار روپے صرف کر کے سیکڑوں شاد اس فن کے بلوائے ہیں ہر شخص
 لکٹے زانہ ہوا اپنے اپنے ہنرمون بچانہ ہو بیل بوٹے لگائے ہیں کہ مانی و ہزار وانی صنعت شہرے میں بکریاں تیار
 نظر وین سمانین خزان کارنگ باغ میں معلوم ہوتا ہے جب تک ظل سبحانی خلیفہ الرحمانی کا قدم مبارک آسمین جاسا
 میں ناسخ سر سبز ہو جو سبزہ تریا مال ہو ہر ٹھہرے تو جبر شجر کے تلے وہ نہال ہو ہمداد ہوں کہ حضرت خاقان جان
 شیران زبان طریق گلگشت کھی اس طرف توجہ فرما میں خانہ زاد ووردی کا تہہ فلک عظم تک پہنچا میں حضرت قد مونکی
 بیت سے باغ میں جہاں آجائے ہر گل و غنچہ اپنا اپنا رنگ کھائے ازراہ غلام انواری اگر دوا یک میوے نوش جان فرمایا میں
 غلام کو شہر دار حاصل ہوا شہار اسید بالائین بادشاہ نے اس کے التماس کو قبول فرمایا معروضہ اس کا درجہ اجابت میں لایا
 نقش تسلیم بجا لائے گزرائی رخصت ہوا باغ میں لکڑیاں عورت کرنے لگا آنا فانا سب سب مہیا فیت کا مہیا کیا
 اقسام اقسام کے کھانے تیار ہونے لگے طرح طرح کے میوے کشتیوں میں چنے گئے کر باب نشاط کی حاضری کو حکم ہوا
 آتشباروں نے آتش بازی جھوڑنے کا موقع ڈھونڈ ڈھونڈ رکھا روشنی کا سامان ہونے لگا ہزار ہا گلاس جڑھ گیا چھاڑ
 خانوس دیوار گریبان صاف ہونے لگیں دھڑکی کا فوری تھیں جڑھائی گئیں تھوڑی دیر کے بعد بادشاہ غمجاہ فلک نصرت
 خورشید طلعت دادگر انصاف برد رہی مع ارکان دولت اعیان سلطنت بہار افترے باغ بیدار ہوا نقش کا شہر مقصود
 ہار لایا نقش نے ایک تخت روان ہوا اس تکلف کا بادشاہ کو واسطے تیار کیا تھا کہ شہر گل اور بوٹے الماس دریا تو
 کے بنائے تھے اور جہازوں کو فون بجا رہا دس زمر کے چائے تھے آٹھ سو کن کے جوت میں بخوردان جڑا کر رکھ تھے

ہر طاؤس کے بلوین دوزگس دان تعبیه کیے تھے کہ کوزے جیسے صحن لٹکائے تھے زمرہ کے پتے الماس کے ٹھہرے
 بنائے تھے زہرہ امین کھراج کی کینوں کا دیا تھا صانع بچوں کی قدرت کا نمونہ تھا جب بادشاہ کی سواری بلع کے ذریعہ
 ہوئی ان نقش نے تو ہر کارے اور سوار خبر رسائی کو تعینات کر رکھے ہی تھے خبرداروں نے بادشاہ کی آمد کی خبر
 مقدم مبارک شاہی کی دھوم ہوئی شہر صبا پر اندھ لڑائی جو ہوئی گلشن میں ہگلہ بھولے کے ساتھ تین ہزار ہین
 نقش مع اپنے قریبوں اور صاحبین عز کے بطریق استقبال حاضر ہوا وہ تخت اور چالیس ہاتھی چند زینت کی
 بھولیں بڑی ہوئیں ہر دوح اور عمارتیں طلائی جواہر نگار لٹکا جن کے کاکائی ٹھہرن پر بٹھنچے ہوئی از بخیر میں اور بیکلین
 قرنی اور طلائی گردوں میں زینت کی دستک پر تھیں دانتوں پر جاندی اور مینے کی خولین چڑھے ہر مینے سوئڈون
 تاج کی سوئڈون تین بڑی ہوئیں نکس الماس کی ڈنڈیوں کے قیلباؤن کے ہاتھ میں یکسر نیاری بگڑیاں جو
 ہاتھوں کے سر پر تھیں زینت کی برین زری کے گندکمر میں چڑھے ہمارے شجر کے گھٹے کھجور کی مرزانیان پہنے ہوئے
 نیاری ایک پتھر میں سے ہوئے زری کے پھٹے سر پر پٹھے ہوئے برچھے اور ڈنڈے صحن ہاتھوں میں لیے ہوئے گردا گرد
 انھاروں نگارے کا ہر اصرار گھوڑوں پر سوار گھوڑوں کو جاتے آتے ہنر نیا دکھاتے قطار در قطار اور دوسو گھوڑے
 زری عراقی عربی ولایتی کاٹھیا دایر کچی جو گھوڑا بھڑکھلی ترکی تازی بخدی کیلپ دیلا بھنس دھننے اور سوا سو لنگری
 پور گھوڑا شامی رنگوں بہت جلدی بخاری ٹول لٹھری سکی قدم باز اور فار صبا گردا زمین پر قدم نہ جاتے خیال سے
 لے جاتے بری صورت یا صورت ایال ترشے ترشائے عطیہ میں بے بسائے زمین زرین سے مزین زرد دوزی فاشیے
 ان پر ٹپے ہوئے کلفی بوزی تہہ دھجی میں تبد ہیکل صحن گنگا میں ٹرکین جنور لگے ہوئے جال کلاموں بٹھوں پر
 افسر ناظرین جواہر نگارین طلائی ہاتھوں میں زیورہ شینے کے بندھے ہوئے بالانگ زینت لگے پٹھے ہوئے کلاتوں
 اور مین سائیسون کے ہاتھ میں فی راس و سائیس ساتھ میں طلائی کرے سائیسون کے ہاتھوں میں ٹپے
 قزق بیتان سر رہا بڑے بگڑائی شمع کے گھٹے پاؤں میں پہنے گلے میں مرزانیان قزقلاتی کار جوئی کام کی بھاری بھاری
 جوئیاں لٹکا جنی ڈنڈیوں کی کہ جیکے بال بال میں ہوتی ہرے تھے لیے ہوئے نکس زری کرتے تھے آگے چھے دایک مین
 جانور دن کے محل کی نگہائی کرتے تھے اور کئی ہزار ہار شتر عربی بخدی و کوہانی مار واری جیوری بیکانی جن کے
 اوپر بڑا گھوڑا کار جوئی سقرات کھواب کی بھولیں بڑی ہوئیں کافیا سنہری روہانی ہانویہ چڑھے ہوئیں نکس شین
 اور کلاتوں تاک میں ہر ہر خسروا لاجی اپنی خود بینی کی تاک میں وہ کس بل بگڑو جبالا کی سے ہر ایک سائیسون کی جلی
 تھی ہر عایت ناز و محبت سے شہر سوا کی گود میں سر رکھی تھی کمال طاقت سے زمین کی طرف گردن نہ جھکاتی تھی اور
 کئی ہزار قرنی اور طلائی کشیان محل یا قوت الماس زمرہ بیکراج نیلم نیکل درجہ ہونگا قزق و زہرہ جواہر ابدار
 پیش خدمت گھوڑا مایاب اور زیورات صحن کلا بیکل لاجواہر معمول اور کئی ہنر کشی انواع انواع سلاح از

داستان امیر حمزہ

قسمت شہزادہ سانی صفہائی قزوینی ترنگالی گجراتی الیائی مغربی جنوبی قسری فرخ یکی تلوہ مرغی لچ بھج اور پھری اور
 قزوینی شہزادہ کمار دہشتہ قمع بودی اور بندوق ولایتی لوبی دار پھوار سلالی دارم وادار اور طینہ ایک نالہ
 دو نالہ سفت نالہ پھت وغیرہ سے جینی ہوئے جن میں بدو وادار علی ہذا القیاس تھان ہرگز بخواب زربفت چنانہ و شہر شہر
 گلبدن رخا زربار و مال دوپٹے ٹپکے بنارسی بھارتی جامہ لانی کاندانی محمودی چندیلی بھینم جین تار شہزادہ نام ملل کا پٹ
 مین سکھ تن زیب وغیرہ کے کشیتوں میں قرینے سے لے ہوئے پوشاک سرمائی دوشالہ رو مال پٹے گلبدن جامہ و مہدی
 قبا لبادہ کلیہ جاکٹن بہت سلیقہ کے ساتھ چاندی کے خوان اور کشیتوں میں دھڑے ہوئے ساتھ لیکو باہر کے
 جلو خانے میں نذر گزران کے تحت کا یا یہ بکڑے ہمراہ ہوا جب بادشاہ فلک بارگاہ بارغ میں داخل ہوا دیکھا تو وہی
 باغ قابل فطرت فرست فرہ و خوب آراستہ نفیس خوشنما برقصا ہر دروازہ بارغ کا بہت مرقع و عظیم الشان جو کھٹ
 باز و خوب مندل کے انبوس کا دروازہ اسیر چاندی اور فولادی کھین جڑی ہوئے مین از بس سحر اور غیب و ط
 بادشاہ کا باغ پیدا مین جانا اور بارہوی پر تخت طاووسی پر چھیکر نقش کو خلع کی اینا اور پٹ



خلیل سخنان سنگ مرمر کی جو چار دیواری بنائی تھی اسکے دروازوں میں جو اہر کی تحریری مچی کاری کی تھی اور جا بجا دیوار
 میں جو اہر کے درخت جو تعبیر کیے تھے شاخیں اور پتے زبرد کے اور غنچہ گل یا قوت و عمل کے بنائے تھے ان کی شاخوں پر
 بلبس ملو طلی مینا قمری فاختہ لال و پھر سینہ باز و ہر ہر بل کو کلا فیروزے و ہر ظلم و عدل کے بنا کر بٹھائے تھے اور
 نیچے اٹس دیوار کے پٹان مینا کارا بنر انگور کی بیل زبرد کی بنی ہوئی تھی اور خوشے موتیوں کے بجائے خوشہ ہائے
 انگور لٹکے ہوئے تھے اور اصلی خوشے اور بھل جو درختوں میں لگے ہوئے تھے بنر تعلیلان تاش باد کے جڑی ہوئی تھیں
 اور شہی در کلا تون کی ڈوریوں سے بچی ہوئے قیمت میں ایک سے ایک بڑھی ہوئی تھیں جس میں ہر صفائی
 اس روش سے کی تھی کہ دشمن بر بلوں کی پٹیوں کا سات گمان ہوتا تھا بلے نگاہ بھٹنا تھا ویدہ تاشائی میران

ہوتا تھا کیا ربوں میں بھولوں کے ہر قسم کے درخت مثل گل لالہ نازن جعفری واڈوی بابونہ گیتا ہزار بھر کی ہلاکت
 ہو کر چینی جوہی سوسن راسہل سیوٹی لنگی کیوڑہ گل مہندی کلنا فرنگ پھر یہ اورنگ شہو سوچ کھی نرگس نار بونہ
 عباسی عطران گل جواغان کے گے تھے اور کسی چین کے کرڈٹی مہندی کی کتری ہوئی اور کسی کے گرد جیسے کی بارٹھ اور
 کسی کے چار کوٹوں پر نو سہری کے درخت قد آدم جیسے چھٹائے کھڑے تھے اور کسی چین کے گوشوں پر سردھنو بر شمشاد
 ہارنگار کے سر فلک ہوا چین میں انکی خوشبو سے صل علی اور ہی مہاک اور شاخیں بھولوں کی کمال اختلاط و محبت
 سے باہر گرم آغوش وہاں غنچے ایک دوسرے کا مستحجم بہی تھیں اور درختان میوہ دار کی شاخیں بھولوں سے
 لہری ہوئی جھوم بہی تھیں شش قرقرے سارسل وریکات جھکورو رو شوین خوشخوار کی کرپے تھے اور شاخے کلبن
 ہزاروں بلبل ہزار داستان کے چھپے تھے سرد شمشاد و صندوبر پر فاختہ و قمران لباس خاکسری پہنے کوکوزان اور
 ہر چین پر چار چار دروازے محراب و اجاندی کی تیلیوں پر بنر بنیا کیا ہوا کھڑے تھے اور ان کے کنار و پرستون چاندی
 فل جڑھ نہ کمال خوبصورتی سے کڑے تھے جا بجا فیصلہ نیر طاؤس رقص کنان اور جودہ جودہ بندہ بندہ برس
 کی انین زلف کے لنگے پہنے سیرالو کی چنری گرو چکا نکا ہوا اور مہانگ یکا بندہ میا تھے رہ گائے جودہ کی لنگن
 لائی کلائیوں میں پہنے بنائے مانگ مرصع بازوؤں پر چھاب خانی انگلیوں میں بھجورے اٹوٹ چین پانوں میں
 ٹھکان سونے کے ڈالوں کی گلے میں ڈالے طلائی اور نقرئی دستوں کے پہلے گھونکھڑے ہوئے ہاتھوں میں نئے نئے
 ملازکی نالی گھاس روش پیری کی سکھی شاخ ٹوٹی گئی جنوں سے دور کرتی تھیں ہر روش کو خوش خاشاک سے
 ماف کر کے دیکھنے والوں کے دلوں سے دور کرتی تھیں انکی نرم نرم نازک کلائیوں شاخ صندل کو شرماتی تھیں
 ریک باریک انگلیاں خانی انکی شاخ مر جان کو شمار میں نہ لاتی تھیں سینہ شمعان چشم بدور گور احاف صاف
 پریشکار نور علی نور سب ورنج خیلے آگے بدنا ہونا بار اور لیو شرماتا ہوا جا بجا غول کے غول جنوں میں بالی بہا جی تھیں
 پسینہ ہی ٹھونڈل لگی کرتی تھیں خوش احوالی سے جیکے جیکے گنگنائی تھیں کسی روش کی گھاس سوکھی اٹھاؤ کے ایکٹے رنگی
 ی پیری پیری ہری ہری دوب اٹھاؤ کے پہلے سے جامدی کسی کیاری میں درختوں کے تھلے بنائے لگین کسی سخت عیش پیجے کی
 کسی ٹی براتو کی سیل درانے لگین اور آجوبین جو جنوں کے گرد جاری تھیں دوید اس کے کنار و پر بگلے قرقرے سرخاب
 نالی بچے قطار قطار میٹھے تھے اور بڑے بڑے جو درخت تھے انکی ٹہنیوں اور شاخوں پر سفید و بنر و طلائی لیشیم کی
 امی کے خراس بچڑھے تھے اور جا بجا جوڑے سنگ مرمر و خام سنگ موسی افتالی کے ہشت پہل بنے ہوئے تھے اور ہر ایک
 بنوڑے کے آگے حوض گلاب عرق بید مشک و ہار و کیوڑے سے بھرے ہوئے تھے وریان میں ہزارے فوارے بہک
 بل و فاختہ و قمری جواہرات کے تیار تھے اور اجاندی سونے کے خزانے فواروں کے جنوں میں گلے ہوئے بجاری شیار
 ببائے پر بال سے ہزارہ جھوٹا تھا تو ہزار ہزار طرح کا لطف دکھاتا تھا دیکھنے والوں کی آنکھوں میں چمکیں لگی تھیں لالہ باغ

ہوجاتا تھا تاں بلوغ میں ایک ایسا بنگلہ فیروزے کا بنا ہوا تھا کہ کبھی اسکے مقابل کا عالم میں کہیں نہ بنا ہوا تھا اور
 اس کے سامان گنگا جمنی تاملی کے سنہرے روپے ایسا دون پر تے ہوئے تھے درون میں چلوں میں سونے روپے
 کی تیلیوں کی کلاتوں سے گندھی ہوئی پٹری عقیق زلفیت کے پرے یا قوت کی پھر کیوں میں زری کی ڈوریوں
 کے پھینے ہوئے تھے صدر کے آستانے پر سات لاکھ اشرفی کا چوترو تیار ہو ا تھا اور اندر اس بجلی کے ایک
 تخت جواہر سے مغرق لگایا گیا تھا بادشاہ اس جوترو پر ہو کر زینت بخشا یہ کہ شاہی ہوا ندرین گزین نقش کو
 فخر تیار وغیرہ امتناہی ہوا باغ بیداد کی فضا دیکھ کر اپنے باغ واد کی مبار کو خزانہ سمجھا بے اختیار زبان مبارک فرمایا
 کہ فی الحقیقت اس باغ کی زمین شاد کے باغ سے کم نہیں اسکو دیکھ کر بہت خوش طبیعت ہوئی ہر ٹکڑی صاف
 روش قطع پھل تحفہ تحفہ میوے مزے دار پھول نایاب درخت ہوا و حوض مفرح پر فضا بہت خاصی تیار ہوئی ہر کسی
 بہار و تیار کی صفت کا نون سے سنتے تھے اسکو آنکھوں سے دیکھا ماسا را اللہ نہایت دلچسپ اور عمدہ تیار ہوا
 شہنوی المومنین بلوغ ہر شک میں سوادہ اگر دیکھے مردان تو ہوا شاد و کرے یا دشت کی کم ایک بار کہ دیکھی نہیں
 خلد میں یہ بار و روش در روشن و چین و چین کھلے میں گل لالہ و نستر کھلی ہو کہیں جو ہی اوسوئی کسی سمت ہو تکتی کسی
 ملائی ہو زنگر کسی گل سے آنکھ ملانا کوئی گل ہو بلبل سے آنکھ کسی سمت بلبل کے ہیں جیسے ہند واک طرف کرتے ہیں فقیہ
 مودب ہیں استاد و سر و چین و صنوبر ہیں گرد چین حلقہ زن و ہر اک سر کی شاخ پر تیریاں و بالحاظ دوی کو کو زبان
 لگے نخل میں ہر طرف میوہ دار و بھی ناسپاتی و سیب و انار و جوہن تاک میں خوشہ زرگے ہو کیا کیا ہیں میوہ اچھت کئے
 روش بر کہیں ناچے مودب و منڈیرون پر کرتے کہیں شوہرین و نقش گردن زونی بادشاہ کی تحلیف کرنے سے
 بلوغ شگفتہ ہو کر پھولوں نہ سماتا تھا فطرت شاد کے باعث جامہ تن سے باہر ہوا جاتا تھا عرض کرنے لگا کہ سب
 حضرت فل سجاد کا صدقم و درنہ غلاما کیا رہم ہوا جان شار کی عزت دیالا ہوئی کمال فخر ہوا خانہ زاد کا پایہ اغزاز
 فلک تک پہونچا معصرون میں دو چندا بر و دالا ہوا بعد اسکے بادشاہ نے خاصہ نوش جان فرمایا نقش نے صحبت
 عیش و نشاط کو فرمایا قاصان بری پیکر و معشوقان میں ہر یکا کرنے لگے سابقان گلفا جا بلورین کو مو ارغوانی سے
 بھرنے لگے بیاد کی گردش دیکھ کر جام فلک چکر میں آیا اور یو سے زمانے نے اور ہی رنگ کھایا ابتشاری جھوٹے گلی خیم ظاہر کیا
 مزے لوٹنے لگی المخصر کہیں شاد و روز تک بادشاہ نے اس بلوغ میں دو عیش و میوے یسویں دن نقش کو خلعت جیشیدی
 عطا کیا بعد اسکے سواری حاضر ہوئی بہان پناہ سوار شاد و ہوا الوان خسروی میں داخل ہو کر مہر و عطا واد ہوا
 گرفتار کرنا ملک نقش وزیر کا بزرگ چہرے تقصیر کو اور رہا ہونا اسکا پیچہ نقش
 سے اور جمع کرنا بادشاہ کا وزیر اسے باتدبیر کو اور پوچھنا تعبیر کا اور ونا تعبیر کا
 رباعی روز پے گلکشت چمن گردیدم و بزمہ گلے بر سر شاخ دیتم کہم کہ چہرہ دوی کہ از ایس زندگیا کہ دیں بلوغ

ہوا تھا کیا رہوں میں بھولوں کے ہر قسم کے درخت مثل گل لانا فرمان جعفری داؤدی بابو نہ گیندا ہر چہ کی سلامتی
 ہوگا جیسی جو ہی سوسن راسے پل سیوی لنگی کیوڑہ گل منہدی کلفا فرنگ بہر یہ اورنگ شہو سو توج کھی نرسن نازو نہ بیا
 عباسی حضرتان گل چراغان کے لگے تھے اور کسی چین کے گردشی منہدی کی کتری ہوئی اور کسی کے گرد چنے کی بارٹھ اور
 کسی کے چار کوٹوں برنوسری کے درخت قد آدم چھٹے چھٹے کھڑے تھے اور کسی چین کے گوشو بہر سر دھنوبر شمشاد
 ہارنگار کے سر فلک ہوا چین میں انکی خوشبو ہل علی اور ہی مہک اور شاخیں بھولوں کی کمال اختلاط محبت
 سے باہر گرم آغوش وہاں غنچے سے ایک دوسرے کا منہ جوم رہی تھیں اور زخمان میوہ دار کی شاخیں بھولوں سے
 لہری ہوئی جھوم رہی تھیں ہنس قرقسے سارس اور نیک و چکور و وشوین خوشخراچی کر رہے تھے اور شاخے کلبق
 ہزاروں بلبل ہزارستان کے چھپے تھے سر دوشمشاد و دھنوبر پاختہ و قمریان لباس خاکستری پہنے کوکوزان اور
 ہر چین برچار چارہ دروازے محراب و اجاندی کی تیلیوں پر بنر سیکھا ہوا کھڑے تھے اور ان کے کنار و بہر ستون چاندی
 خول چرخہ ہونے کمال خوبصورتی سے لگے تھے جا بجا فیصلہ نیر طاوس رقص کنان و وجود وجود بندہ بندہ برس
 کی بالین زلفت کے لنگے پہنے ہر سالو کی چنری گردن کا نکا ہوا اور بھانگ یسکا بنیدی تھے ہر لگائے ہوئی کنگن
 طلائی کلا یون میں پہنے بنائے مانگ مرصع بازوؤں پر چھاپ خانی انگلیوں میں بھوے آؤٹینچن یاؤن میں
 گھمیان سونے کے ڈالوں کی نگے میں ڈالے طلائی اور نقری دستوں کے نیچے گھونکھ لگے ہوئے ہاتھوں میں نئے نئے
 انداز کی نالی گھاس روش پیری کی سمکھی شاخ ٹوٹی گئی جنوں سے دوڑ کر تھیں ہر روش کو خوش خاشاک سے
 صاف کر کے دیکھنے والوں کے دلوں کو سرور کرتی تھیں انکی نرم نرم نازک کلاسیاں شاخ صندل کو شرماتی تھیں
 باریک باریک انگلیاں خانی انکی شاخ مر جان کو شمار میں نہ لاتی تھیں سینہ شفاف چشم بدوگر اور اصف صاف
 اور ایسے بھار نور علی نور سب و ترنخ جبکے آگے بدنا ہونا اور لیو شرمنا ہوا جا بجا غول کے غول جنوں میں بالی ہاتھیں
 ہر سینہ ہی ٹھٹھول لگی کرتی تھیں خوشحالیاں سے چپے چپے کچھ گنگنائی تھیں کسی دوش کی گھاس سوکھی اکھاڑ کے ایک طرف لگی
 سی پیری پیری ہری دوب اکھاڑ کے بلچے سے جامی کسی کیاری میں وختون کے تھلے بنائے لکین کسی کو سخت عشق پیچے کی
 حد کسی ٹی پانکوس کی پل دوڑائے لکین آجوبین جو جنوں کے گرد جاری تھیں دو دیہے کے کنار و بہر نگے قرقسے سرخاب
 غالی چھ قطار قطار ٹھٹھے تھے اور بڑے بڑے جو درخت تھے انکی ٹہنیوں اور شاخوں پر سفید و بہر و طلائی لیشیم کی
 نامی کے ٹرے پڑے تھے اور جا بجا جو ترے سنگ مرمر و خام سنگ موسی افتائی کے ہشت پہل بنے ہوئے تھے اور ہر ایک
 جو ترے کے آگے حوض گلاب عرق بید مشک و بہار و کیوڑے سے بھرے ہوئے تھے دسیان میں ہزار ہزار ہر شکل
 لیل و ناختہ قمری جواہرات کے تیار تھے اور جاندی سونے کے خزانے فواروں کے جنوں میں لگے ہوئے جاری بنائے تھے
 جب انکے بریال سے ہزار چھوٹا تھا تو ہزار طرح کا لطف دکھاتا تھا دیکھنے والوں کی آنکھیں خلی انکی تھی لیاغ باغ

ہوجاتا تھا ناف بلغ میں ایک ایسا بنگلہ فیروزے کا بنا ہوا تھا کہ کبھی اُسکے مقابل کا عالم میں کہیں نہ بنا ہوا تھا اور
 گرداں کے سائبان لنگا جمنی تاجی کے سنہرے رو پہلے ایسا دون پر تنے ہوئے تھے درون میں چلو میں سونے روپے
 کی تیلیوں کی کلاتوں سے گندھی ہوئی پٹری یقین زلفیت کے پردے یا قوت کی پھر کیوں میں زری کی ڈوریوں
 کے پھینچے ہوئے تھے صدر کے آستانے پر سات لاکھ اشرفی کا چوترو تیار ہو ا تھا اور اندر اس بنگلے کے ایک
 تخت جواہر سے مغرق لگایا گیا تھا بادشاہ اس جوتوبے پر ہو کر زینت بخش رہا کہ شاہی ہوا نذرین گردین نقش کو
 خزانہ یازغیر امتنا ہی ہوا باغ بیداد کی فضا دکھ کر اپنے باغ واد کی عیار کو خزانہ سمجھا بے اختیار زبان مبارک فرمایا
 کہ فی الحقیقت اس باغ کی زمین شاد کے باغ سے کم نہیں اُسکو دکھ کر بہت خوش طبیعت ہماری ہو گئی صاف
 روش قطع پھل تحفہ تحفہ میوے مزے دار پھول نایاب درخت ہوا درون مفرح پر فضا بہت خاصی تیار ہو ا اُسکی
 بہار و تیار کی صفت کا انون سے سنتے تھے اُسکو آنکھوں سے دیکھا ماشاء اللہ نہایت دلچسپ اور عمدہ تیار ہوا ہوا
 شغوی مہتر چمب بلغمی شرک میں سو ادا اگر دیکھے درون تو ہوا شاد و ہرے یا دشت کی کم الیکار کہ دیکھی نہیں
 خلد میں یہ بہار روش درون و چین و چین بکھلے ہیں گل لالہ و نسترن کھلی ہو کہیں جو ہی اویسوی کہی سمست ہو غمہ گشتی
 ہوا اتی ہو گرس کی گل سے آنکھ ملانا کوئی گل ہو بلبل سے آنکھ کسی سمت بلبل کے ہیں جھے تندر واک طرف کرتے ہیں قہقہہ
 سو دہ ہیں استاد سر و چین + صند بزمین گرد چین حلقہ زن + ہر اک سوزی شاخ بر قمریان + بالغان وادی کو کو زبان
 لگے نخل میں ہر طرف میوہ دار + بھی ناسپاتی و سیب و انار + جو ہیں تاک میں خوشہ زرگے + تو کیا کیا ہیں بخوار آہستہ کٹے
 روش پر کہیں ناچے مورین + منڈیرون پر کرتے کہیں شوہرین + نقش گردن زدنی بادشاہ کی تحریف کرنے سے
 باغ باغ شگفتہ ہو کر چھوڑوں نہ سمانا تھا فطانتا ط کے باعث جامہ تن سے باہر ہو جاتا تھا عرض کرنے لگا کیسب
 حضرت ظل سبحان کا صدقم ہو ورنہ غلام کیا رہم ہر جان شار کی عزت دیا ا ہوئی کمال فقار ہو خانہ زاد کا پایہ اعزاز
 فلک تک پہنچا معصرون میں دو حیدر و دالا ہوا بعد اسکے بادشاہ نے خاصہ نوش جان فرمایا نقش نے صحبت
 عیش و نشاط کو فرمایا قاصان بری بیکر و مشوقان میں بری کر کے لگے ساقیان گلہا جا بلورین کو میو ا غلانی سے
 بھرنے لگے پیانہ کی گردش دیکھ کر جام فلک چکر میں آیا اور یوں سے زمانے نے اور ہی رنگ کھایا آتش بازی چھوٹنے لگی غم ظاہر کیا
 مزے لوٹنے لگی المختصر کس شیان روز تک بادشاہ نے اس باغ میں و ایش دی بائیسویں دن نقش کو خلعت خیدی
 عطا کیا بعد اسکے سواری حاضر ہوئی جہان پناہ سوار شاد و ہوا ایوان خسروی میں داخل ہو کر ہر طرف دلدادہ ہوا
 گر قیاس کرنا ملک نقش وزیر کا بزرگمہر بے تقصیر کو اور رہا ہونا اسکا بیچہ نقش
 سے اور جمع کرنا بادشاہ کا وزیر اسے باتدیر کو اور یو چھٹا تعبیر کا اور ونا تعبیر کا
 رباعی روزے پے گلشت چمن گردیم + ہر مردہ کے بر سر شاخ دیتم + کفتم کہ پتہ کردی کہ ترا میسوزندہ گلستا گردین باغ

وے خندیدم باغبان قدرت کی صناعتی سے چمن بہر میں ہر وقت نیا پھول پھولتا ہوا دیدہ ہوشیار عاقبت میں اسکی
صنعت کامل دیکھ کر دنیا و مافیہا بھول گیا ہوا اگر سنا دہن میں غار غم کے یلوں میں چھپا جس شاخ نے عاجزی سے گردن جھکا لی
نور انوار و باغ میں لالی جس معنی نے اپنی حد سے زیادہ سر اٹھایا دست تکلیف نے دفعہ کاٹ ڈالا شمع نہ نگاہ
سرشت حساب اینجا کہ ہم عمر وہ زند بھر و حباب اینجا ہو کیلئے اس بلغم میں نیا گل کھلا اور ہی رنگ کا شگوفہ چٹکا
بزرگ چہر کا قصہ بھر شرع ہوا ہر زمانہ نیرنگی کسی کسی دکھاتا ہوا وادان حکایت کی تحریر ہوا باستانی مقدر دن کی تعمیر ہو کر ہر
زائیکہ ہر دین میں ہوشیار ذی شعور حلیقہ شاعر تھا گوشتہ آزد قبول کر کے پھر رہا تھا مسبوہ حق کی عبادت میں شب روز
بسر ترا تھا ایک دن اسکی مان نے کہا کہ بے اختیار ساگ کھانے کو دل چاہتا ہو یا اگر تکلیف کرتے تو مان کی نیت بھرتی
بزرگ چہر نے بسر و جسم ان کا کھانا قبول کیا یا بغیر اور کی طرف کا راستہ لیا جب باغ کے دروازے پر پہونکا تو بلغم
وہ آواز بندہ بابا باغبان کو آواز دی وہ فوراً اٹھ آیا جی بہ نفل کھولنے کا ارادہ کیا خواہ یہ نہ کہا کہ قفل کو ہاتھ نہ لگانا تو
جو کل سانپ مارا تھا اسکی ناگن قفل کی جھڑ میں تیرے ڈسنے کے لیے بیٹھی ہو اپنے جوتیر کا بدلہ لینے کی فکر کر رہی ہو باغبان
جو غور کیا تو واقعی ایک ناگن کو قفل کے روزن میں بیٹھے دیکھا باغبان نے اسکو مار کر دروازہ کھولا اور قدم پھر کر کہنے
کو آپ نے میری جان بچائی مجھے پہلے سے اطلاع فرمائی ورنہ اسدم مرنے میں باقی کیا رہا تھا صفت میں غلام امان بحق ہوا
تھا ایک بکر بولا کہ کیا حکم ہو نام کو کوئی اسطرح کا قصہ میرا ہی بزرگ چہر نے کہا جھکا تھوڑا سا ساگ چاہیے جو دام ہونگے دیدہ و نگاہ
انے گھر کا راستہ نوٹ لگا باغبان بولا کہ ساگ حاضر ہو قیمت اسکی میں ایسے محسن سے کیا نہ لگایا ورنہ ہی حاضر ہو کر دنگا باغبان
جو ساگ لائے کو گیا دیکھا کہ بکری و عفران زار میں گھسی ہو بے اندیشہ چمن خوب چر رہی ہو باغبان نے سمجھ کر ایک سیلچا اسکو
بالقہ ٹپکے گری جان سے شہوت گزر گئی بزرگ چہر نے کہا کہ ای ظالم یہ بے واسطے تھیں خون تو نے کیوں کیے یہ خون نہایت
اپنی موت پر لے اسے مسکا کر کہا کہ صاحبزادے خیر ہو ایک بکری مری تین خون بتلاتے ہو یہ کیا سخن فرماتے ہو بزرگ چہر نے
کہا کہ ای بیوقوف اس بکری کے بیٹ میں نکالنے فلاںے رنگ کے دو بچے بھی ہیں وہ بھی ایسی کے ساتھ مر گئے اتنے
میں ناگمان جیوقت ان دونوں سے یہ باتیں ہوتی تھیں نقش بھی شہ نشین پر کھیا سنا تھا اسی طرح متوجہ ہو کر
تھا باغبان کو بلا کر در یافت کیا کہ یہ گفتگو کیا تھی کیا ماجرا تھا آسنے دوست کنہہ حال بیان کیا القیش نے بکری کا بیٹ
جو پاک کر کے دیکھا تو اسی رنگ کے دو بچے جیسے بزرگ چہر نے بتائے تھے بکری کے بیٹ سے نکلے اُسے دیکھ کر تعجب ہوا
اور بزرگ چہر کو اپنے پاس بلا کر بٹھایا اور پوچھا کہ کو کون ہوا و تیرے باپ کا کیا نام ہو کہ مان بود و باش کہاں تمام ہو
بزرگ چہر نے کہا کہ خواجہ محبت جمال پٹیا اور حکم کا نواسا ہوں ظاہر سیداع کا ستا یا ہوں میرے باپ کو کسی
ظالم نے اندالہ کی اس سے انتقام لینے کی فکر میں تھا کہ ہوں گوشت نشین اختیار کی ہو چندے اور صبر شکر کر رہا ہوں
لحم حقیقی کی عبادت میں مشغول ہوں ہر وقت رازد میں کے علم میں ہوں انقش نے کہا کہ پھر تو نے اپنے

باب کے غمی کو بایا زجر چہرے کہا کہ خدا اتمہ حقیقی ہوا اسکے نزدیک سب سامان ہر کچھ نہ کچھ نشان مل ہی جائیگا اس
 بچارے مظلوم کا خون نیک دکھائیگا نقش نے کہا کہ بھلا بتلاؤ تو شب کو میرا فیاض کیم کیا تھا بولا کہ تو نے جو فیض بایا ہوا
 دل منت ہاتھ لگا کر ہوتا تھا کہ اپنی جود سے کے لیکن میں کہ کچھ کچھ غلاموں پر ہو رہا یہ بات سنتے ہی نقش کے ہوش بڑھ گئے
 حواس پریشان ہو گئے کچھ اور کے اور ہی سامان بڑھ گئے اور مثل بید کا پنے لگا دل میں سمجھا کہ مبادا راز افشا ہو جائے
 یہ سب مال و متاع اور آفت لائے یہ کار و شغف میرا اور ایسے آدمی کے دل جگر کھانے سے خورندہ بھی روغنہ ہو جائیگا
 اسکو قتل کیا چاہیے اور اسکا دل جگر کھا چاہیے اسکے قتل سے فتنہ و فساد کا خون بھی جاتا رہیگا اور کوئی حرف کسی
 طرح کا کوئی زبان بھی نہ لاسیگا فی الفور بختیار حشری کو کہ اسکا غلام تھا بلا کر خچے سے کہا کہ اگر تو اس بڑے کو ذبح کر کے اسکے
 دل و جگر کے کباب لگا کر کھو کھلا دے تو اسکے ملے میں تیری مراد برآوے اس غلام نے زجر چہرہ کو بموجب حکم کے ایک چھری
 کو چھری میں لیا کر کھچا پڑا جاتا تھا کہ چھری گلے پر چہرے زجر چہرے اختیار کھل کھلا کر ہنسا اور کہا کہ جس توقع رہو
 یہ عذاب ہول لیتا ہو وہ امید تیری اس وعدہ خلافی سے بے زنیگی بلکہ یہ عزت و آبرو جو یہ وہ بھی خاک میں مل جائیگی
 اگر اس حرکت سے تو باز رہیگا تو نشانہ اللہ تعالیٰ تو مجھے کامیاب ہو جائیگا اسے کہا کہ بھلا یہ مطلب کیا ہو اگر تو بتلاؤ گھا
 تو بھی رہائی پاؤ گے زجر چہرے نے کہا تو نقش کی بی بی رہا شوق ہوا دودہ کچھ کچھ کو نہ دیکھا کہ میں البتہ تیرا نکاح اسکے ساتھ
 ٹھہر دوں گا بلکہ تیرے سرخشاں شادی کا خود مشغل ہوں گا تو کھا اسوقت تو کھکو چھوڑ دے آج کے دسویں دن بادشاہ ایک
 خواب دیکھ کر بھول جائیگا اور اپنے ذرا کو وہ خوب سنایگا سب تبیر اسکی بوجھ کا سب کا امتحان کرے گا جب کوئی نہ بتا سکا
 بادشاہ غضبناک ہو گا اسوقت یہ تیرا خانہ کچھ کچھ طلب کرے گا کہ خبردار جب تک تین ملائے کچھ نہ مارے تو کچھ دوتا ناخبر
 خبردار یہ حرف و حکایت زیادہ نہ لانا چاہی نے کہا کہ اسے تیرے دل و جگر کے کباب لگے ہیں اگر میں کسی جانور کے دل و جگر کے
 کباب بنا کر کھاؤں تو وہ حکم کی تعمیل کرے گا تو کچھ بڑا دیکھا زجر چہرے نے کہا کہ شہر کے دروازے پر ایک بکری کا چہرہ اسکو دی
 دودہ دھار لے کر ایک بڑھیا یعنی بڑھیا قیمت لے اسکو لا کر ذبح کرے اس کے دل و جگر کے بھون کر اسکو کھلا باقی گوشت
 اسکا اپنے قریب میں اٹھا بارے اسکو بھی خدا کا خون اور اپنے مطلب حصول کا لالچ آگیا زجر چہرے کے کہنے کے بموجب
 عمل کیا اور اسکے خون سے درگزر ان نقش کباب کھا کر کچھ کباب میں بھی روغنہ میرا صاحب کمال ہوا باغ میں
 میٹھے میٹھے خوشی کے باعث نہال ہوا زجر چہرے جب جیتا جاتا ہے کھرا یا سمجھا کہ رع رسیدہ ہو دلائے دے پھر گذشت
 مادہ مہربان سے سب اجرا زبان بلایا وہ بیچارہ آفت کی ماری کچھ اپنے شوہر کا حال در کچھ اسکی بیسی اودفت رسیدگی
 کا خیال کر کے خوب روئی بیٹی اور کچھ اسکی مٹھولی بڑا کا شکر کھلا لایا اور بیٹی کہ بتاتا ہے پھر سے باہر نہ نکلا کر دوش
 عافیت میں میٹھے ہو جو کچھ خدا شام تک دیا کھا لیتے اسکا شکر ادا کرے دین در کینگاہ ہو خدا نہ کرے کوئی آفت اٹھے
 تمہارے دشمنوں کو خدا نخواستہ کسی آفت میں پھنسا لے اسے کہا کہ اب یہ لیکن کس طرح کھاؤ اس شخص کو کیے تو نشانہ

کیا ظہور میں آتا ہوا اللہ تعالیٰ اپنی قدرت غائی فرماتا ہوا اتفاقات سے اسکے دسویں دن بادشاہ ایک خواب دیکھ کر
بھول گیا صبح کو حکیموں اور وزیروں سے کہا میں نے شب کو ایک خواب دیکھا تھا سو بھول گیا ہوں کسی طرح یا دشمن
آپ کو بت یا دکرنا ہوں تم کو لازم ہو کہ اس خواب کو بیان کر کے تعبیر سنی کہ مجھے مسئلہ اسکو بھولنے نے عرض کی کہ اگر خواب
معلوم ہوتا تو البتہ اسکی تعبیر ہی عقل کے موافق بیان کرتے اپنے ذہن عقل کا امتحان کرتے بادشاہ نے کہا اسکو
وقت میں جو حکیم تھے اکثر اس کے خواب کو کہ وہ دیکھ کر بھول جاتا تھا بتا کر تعبیر بتاتے تھے مسئلہ اس کا یا تے تھے تکو بھی
میں نے اسی ہی مہات کیواسطے ملازم رکھا ہوا اور ہر طرح کا سلوک تم لوگوں کے ساتھ ہو کیا اس کو اگر خواب میرا بتا کر
تعبیر نہ کہو گے تو ایک ایک کو قتل کر دوں گا اور زن و بچہ بلواؤں گا اور گھوڑا لٹواؤں گا اور رے رحم کے چالیس دن کی
مہلت دیتا ہوں اگر تعبیر موافق پسند کے ہی تو خیر ورنہ دیکھنا کسطح پیش کر دوں گا اور نقش پر سے دیا وہ ہو کہ وہ کو
سبے جمانا تھا مجھے حکم اور وزیر و ندیم تھے سب حیران و پریشان تھے کہ بے دیکھا سنا خواب کیونکر بتا دیں کس
نکر و تدبیر سے اس بلا کے ناگہانی سے نجات پاویں جب چالیس دن گزر گئے بادشاہ نے سب کو بلا کر فرمایا کہ خواب
کو دریافت کیا کچھ بتا لگایا اور تو کوئی نہ بولا مگر نقش نے عرض کی کہ علام کو بموجب حکم رمل معلوم ہوا کہ حضور نے
خواب میں دیکھا تھا کہ سان پر سے ایک مرغ نے آکر حضور کو دیا ہے آتش میں ڈال دیا یہ وہ دیکھ کر حضور خوف سے
جوں تک بڑے اور خواب بھول گئے بادشاہ نے برہم ہو کر فرمایا کہ ای مردک درد ع گوم بر دے تو مجھے جھانفہ سنایا
یہی عقل پر دعویٰ حکیم اور رالی کا کرتا ہوا عقل و دانائی کا دم بھرتا ہوا یہ خواب بھلا میں نے دیکھا تھا کہ تو نے بیان کیا
وہ دن کی فرست دو دیتا ہوں اگر قیصر سے دن تو نے خواب کو نہ بتایا ہو گا تو قسم مجھ کو اشد غم و دل کھجکوستے
پے جیتا اگر وہاں ہو گا ایک ایک پر سیاست کر دوں گا کسی کو زندہ نہ چھوڑ دوں گا نقش پریشان حواس میں گھبرا
فی الغور بختیار جی سے بچھا کہ سچ بتا وہ رکھا کہاں ہی اسے زندہ چھوڑ دیا یزید زمین بہان ہوا سے کہا کہ اسکو میرے
جب ہی بموجب حکم خدا تعالیٰ کے گردن مارا اور اسکو دل بھر کر کباب بھونکر حضور کو کھلایا آج مجھے بچھا جاتا ہو کہ وہ
رکھا کہاں پر نقش نے کہا کہ وہ از بسکہ دانا اور در پختہ تھا یقین ہو کہ وہ تیرے ہاتھ سے بچ رہا ہو گا تو خوف حکم عدلی کے
نہیں بتاتا کہ مجھ کو قسم و کلمات و منات کی کہ میں تجھے کچھ مواخذہ نہ کروں گا بلکہ جاگیر و منصب دوں گا تو اسکو بتلاؤ کہ
میری جان بچے اور میرے ساتھ کتنے بندگان خدا کی جان اور آبرو و سلامت رہے اسنے جو پہلے کہا تھا بھلا سی
سخن کا اعادہ کیا تب تو اس گردن زدنی نے تین طیلپے اس زور سے مارے کہ کان کے پردے پھٹ کر لہو
نکل آیا بختیار قیاب ہو کر زمین پر گر پڑا پتھری دیر کے بعد ہوش میں آکر کہنے لگا علام کو مت مارے میں اسکو
ٹھے آہو ہوں اب کیا بنا جاتا ہوں نقش نے کہا کہ اے نادان پہلے میں نے کسطح تجھے بوجھا تو نے سوا کہا کہ اقبال کیا
بجسب مار کھا تو یہ بات نہ بولی بختیار نے کہا کہ اسنے تاکید کی تھی کہ جب تک زمین طیلپے نہ کھا لینا میرا نشان ہو گا

نہ دینا نقش نے اسکو چھاتی سے لگایا اور کہا کہ جلد اسکو بلا لائیں تجھے بہت خوش کروں گا بیشمار زر و جواہر دوں گا
نختہ دار نے اگر نیر جہر کے دروازے پر دستک دی نیر جہر جلد تر گھر سے باہر نکلا اور کیفیت دریافت کر کے
اسکے ساتھ نقش کے پاس گیا نقش نیر جہر سے بغیر قواضع پیش آیا اور اگلی باتوں کا غدر کرنے لگا اور کہا کہ
بادشاہ ایک خواب دیکھ کر بھول گیا ہے سکو مفت پریشان کر رہا ہے کہتا ہے کہ اگر میرا خواب بتاؤ گے تو ایک ایک کو
قتل کروں گا سکو سزا دوں گا پس ہوا آج کے ریس میں طاقت ہی کہ غیب کی بات بتاؤں ہمارے زنی جو نکلا آفت ناگمانی سے
بچائے اگر اسوقت آپ مہربانی کر کے اس خواب کو بتا دیں تو گوں جان بخشی ہماری سب کی کرین نیر جہر نے کہا کہ میں بیان
نہ بتاؤں گا کہ آپ آج صبح کو بادشاہ سے عرض کرین کہ میں حضور کے حکام اور نیا اور وزیر کا امتحان کرتا تھا کہ بھیجی غولی کا
علم رکھتے ہیں یا نہیں جیسا کچھ بلوگ جانتے ہیں مجھے کیا حضور بھی روشن ہو گیا اسکا مسلح علم معلوم نہ ہو رہا تھا
کہ ایک شاگرد ہوا اسکو بلا کر چھین تو ابھی حضور کا خواب بتلاؤں گا سب تفصیل دیکھ کر بادشاہ مجھے بلادیا میں خواب کر گیا
کہ تعبیر کروں گا ایک سو رخ رو کر توں گا سیکر دن بندگان خدا کی جان قتل سے نجات پائیگی آپ کی ترقی مداح ہو جاگی
بیان کرنا نیر جہر کا بادشاہ کے خواب کو وقت خاص میں اور قتل ہونا نقش وزیر کا اسکے اپنے قصہ میں

فرنگم از گدیم بر دیو جویو + از مکافات عمل غافل شو + ہر ناسخ دور دراز یک دفعہ پر رنگ جہان نہیں
وہ کو نسا چمن ہو کہ جسکو نزار نہیں + دنیا دار مکافات ہو ہر کسی کا بلا اکثر تو اسی عالم میں ہو جاتا ہے اور اگر اتفاقات وقت سے
سیان پایہ توقف میں رہا تو حشر مرگ اسکا ہر انسان کو لازم ہو کہ مال کا ریزہ کرے دنیا دولت دور وزہ کی محبت میں
دنیا کی رسوائی اور عقوبت کی عقوبت سر نہ بے مصداق سن مقال کا اور نقصی اس حال کا قصہ نقش بد کردار
ظالم نامہ تجار کا کہ اپنے پادشاه عمل کو پہنچا جس کی شکر ملا و اتفاق قصص پاستانی و دانندگان واقعات زبانی
خواب شب ملا کو زبان خامہ پر لاتے ہیں صبح طراس میں تعبیر سکی سطح فراتے ہیں کہ دوسرے دن جو نقش
بادشاہ کی خدمت میں حاضر ہوا موصی نیر جہر کا زبان بر لایا حکم ہوا کہ اسکو حاضر کرین جلد بارگاہ سلطانی میں لائیں
ایک جویدار نے نیر جہر سے جا کر کہا کہ چلیے بادشاہ نے یا فرمایا ہو بہت جلد آکر بلایا ہے نیر جہر نے کہا کہ میرے واسطے سواری
حضور سے کیا لائے ہو جو میں سوار ہوں حضرت ظل سبحانی کی آستانہ بوسی کو تیار ہوں سے کہا کہ سواری تو نہیں یوں ہی
آیا تھا اور کچھ حکم نفاذ نہیں پایا تھا اب میں جاتا ہوں ار کہہ دوں گے عرض کر کے سوار ی لا تا ہوں جویدار نے جا کر
عرض کی کہ بے سواری وہ نہیں چلے ہو سکتا ہے وہ آدمی بڑی شکر کا حکم ہوا کہ گھوڑا لیجاؤ ابھی آکر جب گھوڑا لیکر جویدار
نیر جہر نے کہا کہ گھوڑے کی پیدائش دسے ہو اور میں نکلی ہوں ظاہر ہو کہ خاک باد سے بایکہ گر گھڑی میں گھوڑے پر تو
نہیں سوار ہوں گا میرے لائق سواری لاؤ تو سب سوار ہو کر جلویں حضرت خلیفۃ الرحمن کی درگاہ میں تشریف آ رہے ہوں جویدار
نے یوں ہی جا کر بادشاہ سے عرض کی فرمایا کہ سب سوار یان لیجاؤ کہ سب کی جا ہے سوار ہو کر آؤ بے وجہ علم شام ہی شام

سواریان تیار ہوئیں فی الفور نیر جہم کے گھر پہنچیں نیر جہم نے سوار یوں کو دیکھا کہ کہا کہ باقی پر میں بڑھنے کا ہے
کہ خالص سوار ی بادشاہ کی ہوا میر سوار ہونے والے اولیٰ میاں نے نیر جہم سے کہا کہ میں ہمارے نہیں ہوں اور نہ مردہ ہوں کہ جا
کے کا نہ ہے بر حاکم جیتے جی آپ کو مردہ بناؤں شکر ہو کہ آفریدہ کار کا گندہ دست ہوں کسی طرح کا نہ ہمارے ہوں نہ دست
ہوں نہ لٹ نہ شتہ نہ صلت اور میں انسان بے حقیقت اسپر سوار ہونے کی طاقت نہیں میں ایسی کچھ نہیں کہ خیر حرامزادہ
ہوں میں حلال لادھیری سوار ی کے قابل نہیں طبیعت میری اس کی طرف بال نہیں بل برہنہ اور دھوبی چڑھتے ہیں میں
نہ دھوبی ہوں نہ بنیا شریف زادہ ہوں اہل علم نیک و بد کا دانہ بنا گدھے پر وہ سپاہی ہوں جو گناہگار ہوں وہ میں نہیں
بیگناہ ایک ہوتی رعایا سے جہان بناہ کی ہوں ان سوار یوں کو پھر لجاؤ اور طرح میں نے کہا ہوا شاہ داؤد کے گوش ہوا
کے پوچھا و عرض کرو لجاو وہ سوار یان جو نوگ کہ لائے تھے پھر لینگے اور بے کم و زیادہ تقریر نیر جہم بادشاہ کھد مت
میں بیان کی بادشاہ نے کہا کہ اس سے پوچھو کہ کون سوار ی ناگتاری جو کہ بولتی ہے اس کی فکر کیا ہے ملازمان شاہی نے
جا کر بادشاہ کا رجمہ کو سنایا اسے کہا کہ اگر بادشاہ کو خواب سننا منظور ہووے تو نقش کی ٹیڈ پر زین کو سوار کیجیے
میں لحاظ انجنس میں لے لے انجنس اسپر سوار ہو کر حضور میں حاضر ہوں اور خواب بادشاہ کا بے کم و کاست عرض کر دوں
دوسرے یہ کہ وہ خرم کا ہوا میں حکیم ہوں اسپر سوار ہونا اور حقوق عیب نہیں مجھے یہ سارے حاضر میں دیا کو یہ نہ کر حیرت
ہوتی کہ یہ کیوں کن لڑواغ کا ہو کس بے اعتنائی سے جواب صاف دیتا ہوا ارشاد شاہی کی بجائوری میں لوگ اپنا فخر جاتے
ہیں کہ کسی سرفراز کے ذریعہ سے ہوئے تو اسکا احسان تھے میں یہاں اہل کمالی نفس نفیس خود یاد فرماتے ہیں قہرات شریف
کس بے پروائی سے پیش تھے میں دانتوں شخص دماغ میں کچھ فتوہ ہی پائے تیرہ کا انسان ہوا میرے فخر کا قصہ ہو بادشاہ یہ
شکر ہے اختیار کھلا کر منہ اور کا نقش کی پشت پر زین کی سکر لجاؤ نیر جہم کو بے ادھر لے گئی یعنی فی الفور نقش کی ٹیڈ پر
زین باندھا گیا اور حضور میں لانا لایا گیا نیر جہم کو زین میں حاضر کیا اسکی مٹی کو قدم کیا نیر جہم رکا نقش کی ٹیڈ پر ہوا و زین
نیر جہم کا نقش کی پشت پر سوار ہونا اور تاشا یونو کا اون کے ساتھ جانا



ہر قدم پر کتا چلا شکر ہو کہ آج میں نے اپنے باپ کے قاتل کو پایا ہوا شہر راہ میں جس نے دیکھا ایک نئی بات سمجھ کر کیا ہکا
 کیا جا رہا تھا ہر ایک اس کے ساتھ ہو گیا جب بادشاہ کی خدمت میں پہنچا کذا لی حاضر ہوا بادشاہ نے بہت عزت
 و حرمت اس کی اور داد و قدر دینا سی اور رتبہ دانی کی دی اور فرمایا کہ پہلے تو یہ تیرا کہ القسختیر کیا قصہ کیا ہو کہ اس کے داد
 سے تو اس سے پیش کر دیو ذلت ہوا ہر چہ میرے عرض کی اول تو یہ خائن ہو کہ حضرت ظل سجائی حاتم ثانی سا جو اویہا
 اتقا اور خداوند نعمت پاکر نے اسی خیانت کی خبر جویری بھی کسی سینہ زوری اسکو خون نہ لایا کہ اگر میری جویری ظاہر ہو جائیگی
 تو کیا انجام ظہور میں آئے گا غضب سلطانی میں پڑو گا زندہ گو رہیں گے و گناہ کوئی آفت ہو کہ سر رہ نہ لگی یہ جویری کیا کیا کر رہا
 نہ دکھائی لگی دوسری بات یہ ہو کہ باوجودیکہ یہ علم ریل میں میرے باپ کا شاگرد تھا اور اس کے ساتھ ایسا سلوک کیا اور وہ
 کو جو علم و ہنر کا دکھا دیا کہ اگر اس کا باپ بھی ہوتا تو اپنے جیتے جی ایسا سلوک کبھی اس کے ساتھ نہ کرنا وہ تو اس بے پروا استاد تھا صاحب
 باطن نیک طبیعت اس کی طرف سے دل شاد تھا ہر استاد سے اس کے ساتھ محبت رکھتا تھا اپنی اولاد سے زیادہ اس سے بے پروا
 اہفت رکھتا تھا کوئی نیک بند اس سے مخفی نہ کرتا تھا کسی شی کو اس ظالم سے پوشیدہ کبھی نہ کرتا تھا سات گنج مترا د کے
 و فن کیے ہوئے اسکو لے تھے آپ نے میکرو دہستی کے لحاظ سے اسکو تبا دیے ایک خر مہرہ بھی اس میں سے نہ لیا سب خر
 اسی کو حوالے کیے اس نے اس ہشت سے کہ مبادا کسی کے کانوں تک یہ بھٹکا اس کی زبان سے ہو نہ جائے اور شدہ شدہ حضور
 کو معلوم ہو تو یہ ہفت گنج میرے ہاتھ سے جاتے رہیں و رفت سر کو ملین اس بگیناہ کو قتل کر کے اسی تھانے میں جہاں
 وہ خزانے میں پسر کیا کچھ خوف خدا اور لحاظ حسن کشی کا نہ کر کے خون ناحق اپنی گردن پر لیا چنانچہ ہنوز نفس اس کی اسی جگہ
 بے گور و کفن پڑی ہو کنگر تھیر کے پتے کچھ کھلی کچھ دی ہو یہ نہ سمجھا کہ بگیناہ کا خون سر پر چھڑکے بکارتا ہو نئی نئی طرح کے رنگ
 دکھا کر جہاں بانی نے وہاں مارتا ہو پس یہاں میں حضور سے عادل بادشاہ سے داد خواہ ہوں مید واپسوں کہ اپنی داد کو چاہوں
 اگر حضور راج عدالت نہ کرے اور وہ نہ دے دینگے تو فردے قیامت کو عادل حقیقی سے کہ وہ وادہ وادہ وادہ وادہ طلب کر دوں گا اور
 اس کا نام الغیب مقم اعمال سے تلافی اعلیٰ چاہوں گا اس وقت حضور بھی پوچھے جائیگے اس امر کے مکانات میں بلایے جائیگے
 کہ مظلوم کی داد کیوں نہ دی اور ظالم کی سزا کیوں نہ کی اس وقت کیا فرمائیے گا اور اس جواب دینے سے اس ملک ظلم کے حضور
 سے کیونکر نجات پائیے گا جب بادشاہ نے یہ ماجرا سنا القسختیر غضب بیکھر فرمایا کہ یہ کیا کتا ہو اس کے باپ تیرا کیا
 قصہ کیا تھا کہ تو نے اس ظلم پر ایسا ظلم بے پایاں کیا اور اس کے تمام حقوق فراموش کر کے کس پر حرمی سے اسکو مار کر اس کے
 فرزند کو قید اور زجر کو اس کی رنج نہ ڈرے گا و یا میرا خون نہیں تو خدا کا بھی خون تجھ کو نہ آیا نہ سوچا کہ میں جو اس دم خون
 کرتا ہوں آخر ایک دن یہ خون رنگ لائے گا روزیہ مجھ کو دکھائیگا میرے تیرے ساتھ ایسی ہی بدی کی تھی کہ جس کے بدی نے
 اسکو یہ سزا دی اگر وہ علم ریل مجھ کو تعلیم نہ کرتا تو تو قبول شیخ مصلح الدین سعدی شمس زری ظلم شافقت
 علم تیرا میں کہ مراقت نشانہ نہ کر دہت تیرا اسکو کیوں نہ لایا اگر وہ سات گنج مترا د کے کہ دولت خدا داد اسکو ملی تھی مجھ کو

نہ دکھاتا تو اسکو بھوک نہ چڑھاتا شہر کوئی باہر نہ جانست کہ بدرود بجا نیک مردان ہمارے دیکھ کر رون دلی
 زندہ سوختی تو بھی اس کردار بد کی کسی نیک سزا پاتا ہی کیسا سیدھا بیخوف و خطر جنم میں جاتا ہی اگر تھکے تو وہ تیرے
 نہ بنایا بڑی خطائی اور خوں لہاف و عدالت اپنے سر پر لیا نقش نے کہا کہ حضور یہ مجھ پر تمت کرتا ہو مفت تھکے
 یہ سزا ہو نہ چھوڑے کہا میں گوے وہ میں میدان بیفائدہ کیا کہنا کیا استننا ہو ہاتھ لنگر کو آڑی کیا ہو لوگ میرے ساتھ
 جیلوں میں اپنے دعویٰ کو ثابت کر دوں گا اس درو غلو کو تا بدر وازہ پہونچا ونگا بادشاہ خود بذات قدس مع ارکان دولت
 اس مقام کی طرف جہاں خواجہ جمال مقبول پڑا تھا متوجہ ہوا بزرگ چہرے کے ساتھ ہو لیا اور حکم دیا کہ نقش کو بھی پار چھوڑ کر
 لیتے آؤ اور یادہ یا اسکو قیدیوں کی طرح جلد دوڑاتے ہوئے وہاں پہونچا وہاں اس ہنگامے سے شہر چھوڑ میں پھل نمی
 تمام مخلوقات اس ظالم کی ہیئت دیکھنے کو دوڑی کوئی تھرا لئی تھک کر الامان الحفیظ زانیہ لانا تھا کوئی بازاری عوام
 میں سے اسکا حال محسوس کی شکر گایاں دیتا چلا جاتا تھا کوئی کہتا تھا کہ بدی کا نمرہ بدی ہو تو بدی کوئی کہتا تھا میرے کام
 کا بد لاکھنی کبھی ہوتا ہو کوئی اسکو بجال خراب تھکے عبرت کرتا تھا کوئی اس حرکت بجا سے حیرت کرتا تھا خلاصہ یہ کہ
 مع جرم تماشا کی اور ملازمین سرکاری بحفاظت تمام اسکو دریاغ تک پہونچا ہر گاہ بلغ میدان میں داخل ہوا بزرگ چہر
 بادشاہ کو اس تختانے میں لیگیا اور اس مقام کا نشان دیا دیکھا تو فی الحقیقت سات گنج اس تختانے میں محفوظ ہیں وریاک
 بلن نقش خواجہ بخت جمال کی سوکھی ہوئی پٹری ہوئی مظلومیت اور سگیا ہی جنازے پر برستی ہو اور مرکب بھی سن کر مہ
 کاہر الپا ہو دست اور استخوان سوکھ کر کاشا ہو گیا بلو شاہ اس خزندہ لازوال کو دیکھ کر باغ باغ ہوا حکم دیا کہ اسکو تختہ
 شامی میں پہونچائیں بحفاظت تمام بہت احتیاط سے کوٹھون میں رکھو میں بموجب ارشاد کے عمل میں آیا مضمون سزا کر زور
 درجہ ان گنج بھادق ہوا اور خواجہ کی لاش نکلو کر با ترکہ و چشم لبہ تجنیز و تکفین بڑی دھوم دھام سے
 سوافق اپنی ملت کے دفن کر کے مقبرہ کی تیاری کا حکم دیا اور بزرگ چہر کو خواجہ کی عزاداری اور فاتحہ وغیرہ کیواسطے
 چالیس دن کی رخصت عنایت کر کے اپنے خزانہ عامرہ سے ہزار ہار دے عطا کیا بزرگ چہر اس روپہ کو ہاتھوں پر لے کر
 اپنے مکان میں لایا اور والدہ مہربان کے روبرو رکھ دیا کہ رکھو یا اور تمام احوال بیان کیا اور فکر حیل میں مشغول ہوا
 اہلکار ہر طرح کے یہی سرکار دیکھا فراہم ہوئے عزیز و قریب دوست و احباب بے ترقی قابل شکر باہم ہوئے بخت طعام
 شروع ہوئی کھانا ہر روز تمام شہر میں تقسیم ہونے لگا بہت تکلف سے تیرہ بندی کا حصہ ہزار ہا خوان جا بجا بھیجا گیا
 جب عامہ شہر ادب برادری وغیرہ سے فراغت ہوئی تو فقرا و مساکین رعایا کی نوبت پہونچی غرض کہ چالیس دن
 برابر سانسک فاطمہ حیل اوہوئے سب تکلفات تقسیم اور بخت طعام کے حد سے مولا سوے لہار کے بزرگ چہر بادشاہ کے حضور میں
 حاضر ہوا خلعت نام برسی کا یا یاد رہا کی حاضر باشی کا حکم ملا ہر روز حاضر ہونے لگا لیکن موقع پار غرض کی کہ اگر حکم ہو
 اس خواب کو اتنا سا بزرگ چہر کے روبرو خود پیشتر ارشاد ہوا کہ اس سے کیا بستر اگر خواب میرا راست رہتا تو بستر تھا

اسکا باؤ گئے بریشانی مابہر دست کی رف ہوجا بیگی طمانیت و تسلی دل کو ایسی بزرگ چہرے عرض کی کہ حضور نے یہ خواب
دیکھا تھا کہ دسترخوان بچھا ہوا اور اسی پر کتا لیس قاب انواع و اقسام کھانے کی جتنی ہوئی ہیں حضور نے ایک
حلوی کی قاب میں سے نوالہ نیا کر جا کر ناول فرما دیں اس میں ایک سگ سیاہ آیا اور وہ نوالہ حضور کے ہاتھ سے
بچھین کر کھا گیا حضور نے خوف نکھایا اور چونک پڑے اور اس خواب کو بھول گئے فرمایا کہ قسم یہ مجھ کو آشکارہ ہو گیا
یہی خواب میں نے دیکھا تھا اور واقعی یہی خواب میرا تھا ہاں بلا سکی تعبیر بیان کر میرے دلو اسکی تعبیر سے نشانہ مان کر چہر
نے ہمارا غلام کو اپنے محل میں پہنچایا اور جانتا تھا کہ عورتیں محل میں ہوں سیکو ایک جگہ جمع ہو نیکا حکم دیکھے سوقت تعبیر
اس خواب کی عرض کر دینا بھی یہی کیفیت بتا دو نیکا بادشاہ بزرگ چہرے کو ساتھ لیکر داخل ہوا اور تمام حرم کو طلب کیا جب سب
بموجب حکم کے کجا حاضر ہوئیں ان سب کا بعد ایک مشورہ ہوا انہوں نے فرمایا کہ شہزادہ بڑی خلعت حور و صورت پوشاک پر کھفت
ہے ہم کوئے جواہرات گرہنما سے آراستہ ہیں جن میں سر و نو خاستہ چند خواہیہن جلوہ بین خرامان خرا بھید شعبہ و ناز و ناز
چال و دھال نے انداز سے جلوہ لگن ہوئی خداموں کے ساتھ ایک جشن نظر پڑی بزرگ چہرے نے اسکا ہاتھ پکڑ کر بادشاہ
عرض کی کہ یہ وہی سگ سیاہ ہے جسے حضور کے ہاتھ سے لقمہ چھین لیا تھا اور وہ قہر یہ شاہزادی ہے جو حضرت سادشاہ
حسن خورشید شمال بدر مثال چھوڑ کر کفران نعمت کر رہی ہے بادشاہ نے مثل آئینہ تہی ہو کر دریافت کیا تو ظاہر ہوا کہ
فی الحقیقت وہ عورت نہیں ہے اور وہی عورت کے لباس میں شاہزادی کے ساتھ محل میں ہا کرتا تھا ارات دن عیش و عشرت
میں بسر کر کے شرف حاصل ہے وغیرہ کیا کرتا تھا بادشاہ کو اس حال کے دریافت ہونے سے کمال غیظ و غضب ہوا اور وار و غرہ ڈلو دیا
تھا بلکہ اس میں گرفتار ہونے خصوصاً وار و غرہ اس محل کا از حد مخدب ہوا اور بادشاہ کے حکم سے اسی وقت وہ جستی تو سگری
کتوں کا راتب ہوا اور وہ شاہزادی بے بخت اول تو گدھے پر سوار کر کے تمام شہر میں ہنڈ والی لگی بعد ازاں سر
مینار میں چنوا لی گئی اور بزرگ چہرے کو خلعت فاخرہ عنایت ہوا القش کی سی دن بیرون شہر بھیجا کہ وہ عید میں
چنوا کر تیر اندازان عیظا کا نشانہ کیا اور مال شلاع مع زلف و زلف القش کا بزرگ چہرے کو عطا فرمایا لاکھوں روپیے کا
لقمہ جنس دم کے دم میں کمان سے کمان آیا بزرگ چہرے نے زلف ان کے رخصت ہوا اور تختیا غلام کو پہلہ لیس کر
القش کے محل میں گیا اسکی بی بی سے کہا کہ کھانا ان دو لقمے کچھ کھا لیں بیباں کوئی ایکہ کو کرے تیر مال قحہ کو مبارک
ہے مگر میں نے بختیار سے وعدہ کیا تھا کہ اپنا ایک لقمہ لینے کے بعد القش کی بی بی سے کہہ دو کہ وہ لقمہ کھا لیں
تیرا ایک لقمہ ایسا روئے کرے گا سب میری خواہش ہے تو ان بی بی کے ہاتھ لقمہ کو دے دے کہ وہ کھا لیں اور وہ لقمہ کھا لیں
اور کچھ یہ بھی قرار کرنا ہوں کہ اگر تیری بی بی کے لقمہ کھا لیں تو کھانا کھا لیں خود قیام کر لیں اور جب میں
کو یہ خبر ہوگی تو اسکو ہمارے القش و نشانہ سے وزارت کا خلعت و لواؤ لنگا القش کی زوجہ نے التماس کیا کچھ
کچھ لیں اس میں کیا عذر ہے بندہ ہے زرخیر ہے جن میں کچھ لیں کچھ لیں ہم لقمہ لیں تو لقمہ لیں کچھ لیں کچھ لیں

[illegible]

کہا کہ مجھ کو اپنے گھر لے چلے خدا نے تجھے رحم فرمایا کہ تجھی عورت کو تجھے دلویا کہ تم کا سارا کاشکر کیجے کہ ایام کلفت رفع ہوئے مصیبت کے دن دفع ہوئے اس کا غم نکھانا کہ روٹی مجھ کو دینا پڑیگی اس سن میں اور آفت سر رینا پڑیگی اور نذرانہ کو کھلا کر کھاؤ گی تیرا نام روشن کرو گی پسکر وہ میری دنیایت خوش ہوا ہے ہمراہ اس کو اپنے گھر لکھنا جب گھر کے قریب پہونچا تو اسکی جو رونے دیکھا بوڑھا آج نیا تسکو دلایا ہو کوئی نیا پھول جنگل میں پھولا ہو ایک عورت جوان پری بیکر طلعت ماہ وشن سمبر ہر لے آتا ہوا لانے لائے قدم رکھا ہو خودی سے باہر ہوا جاتا ہو چیل کی طرح جھنجھلاتی ہوئی وڈری اور کھٹکی کر بوڑھے تجھ کو کیا برعکس لگا ہو کہ مجھ پر اس عمر میں اور سوت لایا ہو یہ ہنسا اس زور سے ایک دو ہوش مارا کہ بوڑھا زمین پر گر پڑا تو میں کہو کہ کی طرح لوٹنے لگا ولا رام نے اس عورت سے یہ کلامتہرہ جھجھکتے کس لیے طیش کھاتی ہو میں نے تمھارا ہوشوہر مرادنی باپ + بچہ کچھ اور دوسواں فرمایا کہ کوئی خدائے دینیں نہ اب لایے + اکی بی فرخندہ خصال جو حال اس رشتے سے آپ میری مادر مہربان بجائے امان جان ہو میں اپنے فرزند دن میں مجھ کو بھی شام کیجے مجھے اپنے ہاتھ سے روٹی اٹھا کر دیکھے اور میں کھانے پینے کی کلیف اچھو نہیں دینگے بلکہ آپ کی خدمت کرونگی اس بوڑھا کو دلاؤم کی تقریر رحم آیا اور اپنی حرکت پر زام ہوئے فرمایا کہ بی بی تم میری جان مال کی مالک ہو گھر باہر تمھارا ہونے مجھے بھی ہاتھ اٹھا کر جو دیدی تمھاری خدمت کیا کرونگی سمول تھا کہ وہ بوڑھا ہر روز شام کو کھڑیاں بیچ کے بازار سے روٹی سول لیکر ورتن اور بارہ تیرہ رکے جو اس کے اندھے لے لنگرے اپنا بچہ تھے اس کو لپیٹ جاتے اور روٹیاں لیکر ایک دیکر بانٹ کھاتے مگر سب کبھی نہ بھرتا بھوکے رہتے تھے بنا چاری رنج و مصیبت سستے تھے ایک دن تو دلاؤم کیفیت کھکھوچکی ہر دم ہی مگر دوسرے دن نہ لگایا اس خاک کش سے کہا کہ بابا جان آج تم کھڑیاں بیچ کر گھوٹوں مول ناروٹیاں بازار کی سی طرح گھر میں نہ پہونچانا تھے کہا اچھا بیٹا آج ایسا ہی کرو گا تمھیں گھوٹوں لادو گا اس دن وہ کھڑیاں بیچ کر گھوٹوں خرید کر کے لایا اور دلاؤم کے سامنے بجنسہ پہونچا دلاؤم ہمایہ میں جا کر ان گھوٹوں کو پیس لئی اور روٹی اسکی بچا کر تین دن تک سب کو بھر بیٹ کھلائی وہ سب اس کو دے دیا وہ نے لگے اور اسائن آرم اسے ظل عافیت میں لینے لگے اور وہ جو روٹ کے پیسے بچے ہوئے تھے اسکی اوننگے ڈوریاں بٹ کے اس بوڑھے کو حوائے میں کر کے بازار میں لیجاؤ اور قیمت مناسب بیچ لادو جتنا بچہ سمول رکھا کہ کسی روز کے گھوٹوں جمع کر کے ایک روز اسکی اون بولوا لئی اور اسکی ڈوریاں بٹ کر بازار سے بکوا چکا تھی رفتہ رفتہ کھوٹے سے دنوٹیں کچھ روپیہ جمع کر کے ایک چھرمول لیا اور اس ضیعت کو دیکر اس کے کھڑیاں لادیا کر واس ضیعت میں تکلیف نہ اٹھایا کہ وہ کھڑیاں بھی زیادہ آسکے گی اور تم بھی ان کے لئے دیکھو کہ وہ کھڑیاں لادو اور اس کے پیسے سے عورتوں کے لئے ہاتھ باندھو اور کسی فلاں دلاؤم کے سمول سے روٹیاں لکھ کر ان کے لئے دیکھو کہ وہ کھڑیاں بھی خرید کر اس بوڑھے کے گھر کی خدمت میں لگے اور وہ روز بروز قبال اس کے ہاتھ سے خوش و خرم رہے میان خود بھی انہی رنگت بدلا ہوا دیکھ کر خوشی بہر رہے کہ جس سہم گری کا آنا

ولا آرام نے کہا کہ بالفعل گرمی کی فصل تک غلاموں کو مع خیر اپنے ساتھ لے جا کر لکڑیاں جنگل سے بازار میں بیچے کونہ لایا کرو
 اور دین بہانہ کی کسی کھوپڑی میں جمع کر لیا کرو جہاڑے اور برسات میں زیادہ قیمت کیسکی کچھ نہ کچھ نفع دینگی اس پر مرد
 ویسا ہی کیا جیسا ولا آرام نے کہا جب برسات آخراور بارش شروع ہوا لکڑیوں کا صرف حمام وغیرہ میں ہونے لگا موم کا
 رنگ بدل گیا سردی نے روپ دکھایا بادشاہ اسی پہاڑ پر پھر شکار کھیلنے کو آیا تا کہ ان دور سے دن شکوایسی برف
 پڑی اس شدت کی سردی ہوئی کہ کسی سے بات نہ کی جاتی تھی ہاتھ پاؤں باہر نہ نکالے جاتے تھے سوائے آگ کے یاروں کے
 اور کسین مفر نہ تھا دانت کوٹھراتے تھے تمام لشکر بادشاہ کا سردی کے مارے پھٹ کر قریب برگ ہو گیا جنگل و میدان
 کا لکڑیوں نے لکڑیاں تانے کو ملاش کرنا شروع کیں اتفاقاً لکڑیوں کا ڈھیر جو پہاڑ کی کھوپڑی میں لٹھیا ہوا تھا
 آگ کی زندگی کا سہارا ہوا آگ لگا کر تانے لگے بیٹھ میں سانس سماں حواس درست ہوئے صبح کو بادشاہ توسع لشکر فرمایا جنگل
 کھیل کر اپنی دارالخلافہ میں منتظر فرمایا اور قیاد و خاکش لکڑیاں لانے کو گیا موافق معمول کے اسی مقام پر پہونچا لکڑیاں
 آونہ پائین کو لکڑیوں کا ڈھیر دیکھا کہ کڑی کے بجائے بیٹھ گیا اور ڈھیر میں مارا کر رونے لگا اشک حسرت سے منہ دھو لگا
 اب اس منہ حقیقی کی قدرت کو ملاحظہ کیجئے کہ قبائلیوں نے قبائلیوں میں ہوا مٹی میں ہاتھ لگائے تو سونا ہوتا
 ان لکڑیوں کا اجرا یوں ہوا کہ اس غار میں سونے کی کان تھی آگ دہکنے سے اسکو گرمی پہونچی وہ بگھل کر ایک
 جگہ جمع ہو گئی بوڑھے نے کوٹھلا کھدوانا شروع کیا پھر بھی جل گیا تھا اسکو بھی کوٹھلا بگھل کھدوانا اسکے بچے کی سلین نکلیں
 بوڑھے نے ولا آرام کے دکھانے کے واسطے کئی چھڑ کوٹھلون سے لاوے دو ایک سلین بھی ہمراہ دھیں جب گھر میں آیا
 ولا آرام کے رو برو کئے ڈاکٹر زار زار روایا اور سب قصہ زبان پر لایا اور کہا کہ سوائے کوٹھلون کے سیکڑوں
 سلین پھر کی بنگلی ہیں ڈھیر کے ڈھیر ٹپے ہیں چنانچہ دو ایک سل بھی بگھل کر اٹھالایا ہوں کہ شاید تھیں یقین آئے
 وہ اپنی نگاہوں سے دیکھ کر بھڑکے بھڑکے بھڑکے پینے کے کام بھی آئی گی ایک آدھ بک بھی جاوے گی ولا آرام نے اس سل
 بھری کی نوک سے اتھاناجہ پھر چا دیکھا کہ سل کندن کی ہو اسی دم بجادہ لشکر واکر کے بولی کہ سچ ہو سچ وہ رانی کو چاہے تو
 بیت کرے اور اپنے دینی باپ سے کہا جلد جاؤ جتنی سلین ہیں چھڑوں پر لاؤ لاؤ پیر مرد فی الفور جا کر بتھو رسلین
 فیصلہ والا ولا آرام نے ایک رقم فیصلہ شمار کے نام لکھ کر قیاد و لکڑیاں کے ہاتھ میں یاد ایک چھڑ بتھو رسلین
 رسلین لے کر واکر کے ہمراہ کر کے کہا کہ بصرہ میں جا کہ یہ رقم اور یہ سلین جو چھڑ پر لاؤی ہیں فیصلہ کر لو گرو وینا اور
 لاؤ کہنا جھڑ سے تم میرے باپ ہوا اسی طرح سے وہ یلے بھائی ہو اسنے میری بڑی دوسوزی فرمائی ہو اس سے کہنا کہ میں
 لا آرام کا وکیل ہوں تھا یہ یا سچ بھائی اور جو مطلب ہو گا وہ اس رقم میں لکھا ہو وہ ان سلوں کا سکہ کر کے تمہارے گرو
 نے آنا خبردار میں کسی جوڑے کے بدعا ش کے کرد فریب میں آنا تھا قیاد و رقم اور رسلین لیکر بصرہ کی طرف روانہ ہوا
 بھر ولا آرام نے باقی سلوں کو ایک گڑھا بہت گہرا اور ٹھنڈے میں کھدوا کر گڑھا دیا اور ایک غلام کو سبیل

دراں کے پاس کہ شہر مدائن میں رہتا تھا بھیجا اور پیغام کہا کہ کئی برس سے میں غلاب سلطانی میں آئی ہوں
ایک خرابے میں بسر کرتی ہوں فلک کو فشار کی ستانی ہوں اگر خدا چاہتا ہو تو بہت جلد بھر سفر فرما ہوتی ہوں
پادشاہ کی بارگاہ میں عنقریب ممان ہوتی ہوں لازم ہو کہ فی الفور تم میرے پاس مع کارگیر معارف اور مزدور
نچاردن وغیرہ کے پہنچو اور مطلقاً سطرک کی روانگی میں تساہل اور تکمل نہ کرو کہ مجھے ایک عمارت نمودار ہواں
تمہاری معرفت ہوائی ہو اگر تمہارے اہتمام سے نجات ہو میرے پسند آئے تو تمہاری کمال خیر خواہی و جانفشانی ہو
سروسٹ جو کچھ تعمیر میں اس عمارت عالیہ کی خرچ ہو گا وہ تم اپنے پاس سے صرف کم از مزدور دن وغیرہ کی مزدوری
چکا دینا انشاء اللہ تعالیٰ بہت جلد تمہارا رہسدا و اہم جاگیر کا دام دام مجھے لے لینا چونکہ سہیل کو دل آرام کا بڑا
اعتبار تھا اس پیغام کے سننے کے ساتھ ہی مع محار و سنگتراش کا علی عاقل استاد ہوشیار لیکر دل آرام کیندرست میں حاضر ہو کر
عرض کیا کہ میں بچا ہوا ہوں جو کچھ ارشاد ہو جا لاؤں دینے لیتے کا نہ کو کر کیا ہو جب خدا آپ کو مرتبہ علی کو پہنچا
مجھے سفر فرما لیتے گا یہ توں کہے ہو نہ جائے گا بساعت سعید عمارت کی بناداری ہزاروں محار مزدور سنگتراش
برہمی کام بنانے لگے اس جنگل میں آبادی کی صورت نکالی تھوڑے عرصہ میں وہ عمارت عالیہ تیار ہو گئی اس میں
خدا کی قدرت نمودار ہو گئی جب وہ مکان تیار ہوا دل آرام نے اپنی اور پادشاہ کی تصویریں تمام مکان کے صفحات
دیوار در پر کھینچوائیں اور ہزاروں شبیہ عمدہ عمدہ نفیس مصوران بھرکا رجا و نگار سے بنوائیں اور اسباب ہائے
منگو کر اس مکان کو خوب سا بجا تھوڑے زمانے میں خایت عملگی اور فراست کی ساتھ اس مکان کو نمودار خانہ از رنگ بنا دیا
اور ہر کار برقدار تلکے فرش خدمتگار خاص بردار چوبدار ہشتی جامہ چین دار و روزگار لازم فرمائے اور ہر فن کا علی
پہلوان چکیت پٹت بنگیت چاکسواریہ بازیہ انداز و درو سے بلوائے اس عرصہ میں قبا و بصرے سے اشرفیان لیکر
پہنچا دل آرام نے قبا و کو حام میں بھیجا قبا و کی نقاد پست میں بھی کئی کسی نے حام کی صورت نہ دیکھی تھی حامی جو کچھ
آپ نے لکھا دیکھا اسکے پاؤں پر گر پڑا کہ مجھے اگر کچھ تصور ہو اہو تو معاف فرمایے مجھے برہنہ کر کے اس گرم مکان میں ٹھونٹے
ہوئے جانی میں نہ جلائے حامی اسکو نو گرفتار دیکھ کر ہنسنا اور اسکو تسلی دے دلاسا دیا اور کہا کہ جیسا تم سمجھے ہو ویسا
نہونے پائیکا خاطر جمع کہ تمہیں تکلیف نہو گی غسل کے بعد بدن صاف اور لہکا ہو جاگیر لنگی جو باندھنے کو دی شربانہ صنی
شرع کی خوشک بہار غلابی بھر ملا گیا بری شکل و رقت سے نکلایا دھلا گیا اور وہ پوشاک اسکو نہائی کہ سوا پادشاہان
دی جبروت کسکو دیکھنا میرا آئی اور حکم دیا کہ کچھ دنے سوا قبا و دیکر اگر کوئی لکھنوارا کسکا تو اسکی زبان گدی کالی
جائیں بری ذلت و خواری سہیگا اور جا رہا پنج روز کے بعد عہدہ شیا اور تحائف روزگار اسکے ساتھ کر کے نر چہر کی
ملاقات کیواسطے بھیجا اور قرینہ و کواب ملاقات فرما و امر کا سکھا پھرا دیا قبا و دارالوزارت میں پہنچا نر چہر کو اطلاع
ہوئی دربار میں چلے سو اگر سے بغلیہ ہو کر رو پیر دیکھ کر کہاں خلاق پسند آیا اور بہت عزاز و اکرام فرمایا بعد ملاقات اظہار

شوق کے قیام نے بوجب فہمائش آرام کے بادشاہ کی ملازمت کی درخواست کی شرف قدیموسی جہاں خواجہ نے کہا بہت خوب آج میں حضرت سے مذکرہ ایجا کر رکھوں گا موافق ایگی ابرو اور عزت کے تقریب کرونگا کل روز بھی چھا ہوا دن بھی فرشتہ کا ہوا دل وقت تشریف لائے بادشاہ کی ملازمت سے شرف ہو جائے قیام و خدمت ہو جائے گھر یا اور جو کچھ خواجہ بزرگچہر نے کہا تھا اس کو کہ سنایا دل آرام نے دوسرے دن سہیل سے دریافت کیا کہ آج بادشاہ کیسی پوشاک پہنے ہوئے کیا لباس قیمتی زیب برکے ہوئے اس نے جیسا بیان کیا دل آرام نے ویسا ہی لباس قیام و سوداگر کو بھیجا کہ بادشاہ کی ملازمت کے واسطے بھیجا قیام و اول خواجہ کے پاس گیا خواجہ بوجب عدلیہ اسکو ہمراہ لیکر ایوان شاہی کی طرف روانہ ہوا اور دربار میں لیجا کر جلو خانے میں ٹھہرایا اور آپ بادشاہ سے تقریب کرنے کو چلا اور بارگاہ سلطانی میں جا کر جو کچھ عرض کرنا تھا بوجہ حسن بادشاہ کی سماعت میں پہونچایا بادشاہ نے استدعا خواجہ قبول کی قیام و سوداگر کی غلطی کی اجازت دی چونکہ بچہ سوائے لکڑی کاٹنے بیچنے کے شاہ و وزیر کی صحبت کی قدر کیا جانتا تھا دل آرام نے چلتے وقت سمجھا دیا تھا کہ جب محل سجانی کے حضور میں جانا پیلے داہنا پائون بڑھانا اور سات تسلیما بہت جھمکے بجالانا اسکو تو بھول گیا مگر بادشاہ کی صورت دیکھ کر دل آرام کی نصیحت یاد آئی اپنے دونوں پائون ملا کر ایک جہت کی وہاں سنگ مرمر کا فرش تھا یا پائون جو جھمکے چوڑوں کے بھل گر پڑا اس حرکت سے بادشاہ مسکرایا ارکان دولت بھی بادشاہ کے مسکرانے سے خندہ زیر لب ہوئے قیام کی اس حرکت سے محفوظ کے سب ہوئے لیکن بالفاظ اس کے خواجہ کے ذریعے سے وہاں تک پہونچا تھا کسی نے دم نہ مارا بادشاہ نے اسکی نذر قبول کی اور اسقدر اسپر نوازش کی کہ ایک ڈلی مصری کی جو ہاتھ میں تھی اسے دی اسنے لیکر سلام کیا اور ساتھ ہی سلام کے اس ڈلی کو تھمیں ڈال لیا جتنے حاضرین دربار تھے سب پر تاب اسکی بے ادبی اور بدتمیزی ہوئی اور بزرگچہر کو بھی اسکی اُن دونوں حرکتوں سے اپنے جی میں کمال شرمندگی ہوئی ہر گاہ دربار پر خاست ہوا تھا وہاں گھر میں آیا اور بادشاہ کی غیبت سے مصری کی ڈلی کا دینا اور آپ سلام کر کے کھا جانا دل آرام سے دہرایا دل آرام اپنے دل میں نہایت خجل ہوئی از بس اس فعل سے ناامید ہوئی اور کہا کہ کمال تم سے بے ادبی ہوئی بہت بدسلوکی ہوئی بادشاہ کی چیز دی ہوئی رد و بادشاہ کے نہیں کھاتے ہیں بلکہ نذر دیکر اور تسلیما بجا لاکر سر پر رکھ لیتے ہیں اور اپنے گھر لپیٹ کر شاہی سے اتے ہیں قیام نے بوجھ کہ عیوب کیا کریں کہ دربار میں نادان نہ بین دل آرام نے کہا کہ اب جو کچھ بادشاہ غیبت فرمائے اسکو سر پر رکھ لینا اور تسلیما بجا لانا اگر موقع نذر کا ہو تو نذر دینا اسنے اس باتکو یاد رکھا دوسرے دن دربار میں حاضر ہوا اسوقت بادشاہ خاصے پر تھا مگر قیام کی حاضر کی اسکی یہ حرکت کھل کر رکھا تھا عرض کی کہ عرض کی فوراً بلوایا قیام کو کچھ مہربانی سے یہاں تو رہے غیبت فرمایا اسنے لیکر کہا کہ کیا دل آرام کی نصیحت یاد کر کے سنا ہے اپنے سر پر لٹ لیا اسنے غور سے سوا گھڑوں کے وارسی و موچین بھی بھیر گئیں تمام جسم خرا گیا بادشاہ نے اپنے دل میں کہا کہ

مطلق اسکو تین سے بہرہ نہیں پہنچو حرکت کرتا ہو سراسر حقات کرتا ہو پھر سپرد دعوی تجارت کرتا ہو خدا کی قدرت ہو اسکا
 ولآرام نے چلتے وقت کہہ دیا تھا کہ خواجہ کو اپنا مشیر و مدین کر کے بادشاہ کی جناب میں دعوت کے واسطے عرض کرنا
 اور اگر قبول فرمائے تو کمال آبرو اور عزت تمھاری ہو جائے چنانچہ قباو نے ایسا ہی کیا ولآرام کے بموجب کہنے سے
 بادشاہ کے حضور میں دعوت کا نام لیا اور یہ شعر سکھایا ہوا ولآرام کا پڑھا شعر درجہ و شہرت سلطان نکشت
 حیرت کم ہزار التفات بھانسرے دہقانے بزرگچہر کو بھی اس کے حال پر رعایت تھی ساعی ہوا بادشاہ کی بھی سبب
 اسکی حرکات اور اسکی سادگی کے نظر لطف تھی دعوت قبول کی قباو شادان اور فرحان ہنستا ہوا رخصت ہو کے ولآرام
 پاس آیا اور بادشاہ کی دعوت قبول کر لیا بیان کیا ولآرام نے تیاری دعوت کی کی سامان ضیافت مہیا کرنے لگی +
 جانا بادشاہ کا قباو رخا کر کشکے گھر میں اور سفر فرما کر ولآرام کا اور نوش فرمانا و نحو کا اور نوادہ جا کا
 جب کار پر وازان قدرت کاملہ نے دو سر روز سپیدہ صبح کا دسترخوان فرش فلک پر بچھایا اور طبق زرین اقیاب
 عاتاب کو نہایت خوش سلیقگی سے بڑی چمک و مکے ساتھ موقع پر لگایا بادشاہ مع بزرگچہر و ارکان دولت قباو و دیگر
 کے مکان میں ضیافت کھانکون شریف فرما ہوا قباو نے پیشوائی کر کے نذر گزرائی اور کما سع ا و آمدنت باعث آبادی +
 جب بادشاہ اس مکان میں رونق افروز ہوا ہوا والان اور شہنشین حجرے کے صفحہ دیوار پر اپنی اور ولآرام کی تصویر کو یا ہم
 دیکھا ولآرام کو یاد کر کے بہت تاسف فرمایا اور جس مکان کو دیکھا بجسٹہ دیوان شاہی کا نقشہ پایا بزرگچہر سے ارشاد کیا
 کہ یہ مکان ہو ہو میرا ہی معلوم ہوتا ہے کتنا خوب ہر شکل و درشاہ بنایا یہ مکہ بارہ درمی میں مسند جواہر نگار پر جا کے مجلس
 کیا طلبے پر تھاپ پڑنے لگی نایب رنگ شمس ہوا تھوڑی دیر کے بعد خادمہ کا سفر چمکی نے نطع بچھا کر دسترخوان بچھایا
 اور کاول نے انواع و اقسام کا نمکین شیرین حلوا آتش ناز قلیہ فالودہ و فواکھات تر و خشک فرد و حبیبی وغوری
 میں جنا قباو نے بموجب اشارہ ولآرام آفتابہ سلجی طلائی جواہر نگار نگاہ بادشاہ کے ہاتھ دھلائے اور بعض بعض
 کھانے اپنے ہاتھ سے بادشاہ کے حضور لگائے بادشاہ جسوقت کھانا تناول فرما چکا ولآرام نے پوشاک شاہانہ لباس میں ملزہ ہنکر
 جلوں کی اوٹ سے جلوہ شاہانہ بادشاہ کو دکھایا اس پر دین بادشاہ کو اپنی طرف بھیا بادشاہ نے جواہر نگار کی جھلک
 دیکھی قباو سے بوجھاکر یہ عورت جو جلوں کے اندر ہی تیری کون ہی نام اسکا کیا یہ عورت خوش سلیقہ ہی بند و بست
 اور انتظام اسی کا معلوم ہوتا ہے قباو نے ہاتھ باندھ کر عین کی کہ غلام کی بیٹی ہو اور یہ جو کچھ ہو اسی کی خوش سلیقگی ہو
 اور حضرت جہان شاہ سے کیا پردہ ہی محل میں شریف ارزائی فرمائیے غلاموں کی عزت و آبرو ڈھائیے نوٹدی بھی شتاق
 زیارت ہو اسکو بھی غایت درجہ تہنات لازم ہے بادشاہ اسکی استدعا کے بموجب محل میں جو گیا تو پہلے تو دور سے دیکھا ولآرام
 کا شہد لا رام پر ہوا جب قریب پہنچا اسے بھرا کیا فرمایا کون ہو ولآرام تو بیان کیا کہ لا رام قدرو پیر گری و جی کھو گری نے لگی
 بادشاہ نے اسے مرکب لایا کر چھائی سے لگایا اور بہت سے کلمات غایت دھرم بانی زبان پر لایا اسنے عرض کی کہ یہ وہی قباو

کھڑا رہی کہ جبکہ حوالے یہ نوٹ دی گئی تھی کمال ذلت و خواری سے اسکو دی گئی تھی حضور کے اقبال سے یہاں تک تو اسکی
نوبت پہنچی ملک التجا رہا حضرت سلطان عالم نے اپنے قدمِ سعادت ازوم سے اسکو برنجی بادشاہ یہ بات سنا کر اپنے ہمین
نہایت منفعل ہوا اور دلا رام کا ہاتھ کر کے سن رہی بن جہان بندہ بھی تھے جا بیٹھا دلا رام کے طبقے کی تعریف کی اور بادشاہ کے بچھایا
بادشاہ کا قباد کے گھر دعوت کھانے چانا اور دلا رام کو سچان کر گئے لگا کر مسند پر بٹھالینا



اور قبا و خلعت فاخرہ عطا کر کے خطاب ملک التجاری کا دیا اور کمال نوازش دلا رام سے جنگ بجانے کی نوازش کی
وہ بموجب ارشاد کے فوراً جنگ بجانے لگی ایسا جنگ بجا یا کہ بونی فلک کو بھی جنگ برپا دیا وہ سامان بندھا کہ حاضرین
بارگاہ دنگ ہوئے تصویر کا نقشہ ہو گیا جب دلا رام جنگ بجا چکی بادشاہ حجاز کو اپنا کمال دکھانے کی بجائے ہلکے تھک
کشمیری قوال ڈھارٹی کا نوت کیسیوں نے بجا کیا تھوڑی دیر کے بعد بادشاہ قباد کو دوبارہ غلبہ کر کے دربار پر حاضر
کر کے دلا رام سوار ہو کر الوداع شاہی میں داخل ہوا اور وہ جو عورتوں سے نفرت ہو گئی تھی مبدلِ غربت ہوئی چند روز
بعد محترم بانو سے کہ بادشاہ کے چچا کی بیٹی تھی عقد شہانہ کیا ایک برس کے بعد شاہزادی کو اسید فرزند ہوئی جب خدا کے
فضل سے مدتِ حمل کی گزری شاہزادی کو دروزہ ہوا بادشاہ نے نرگھڑ سوار کر طلب کیا اور فرمایا کہ شاہزادی کو دروزہ ہی
جسوت رک کا بیہ ہو و اسے طالع کا حال لکھا جائے زانیہ اسکا تیار کیا جائے خواہر ساعت تولید دریافت کرے کیونکہ
ہندی قمری اردوئی اندیزی فرانسیسی گھڑیان اور ستاروں کی گردش معلوم کرنے کے لیے اصطلاحِ تختہ اپنے رد و
رکھ کے قریب ہاتھ میں لیکر سنبھلیٹھا اور فرزندِ مادرِ جنم کی ولادت با سعادت کا انتظار کرنے لگا کہ خالق بھوکے فضل سے خوشیہ
ابھٹ اقبال و نیرِ جہا و جلال نور دیدہ سلطنت نورِ حلیقہ ملکیت یعنی فرزندِ رشید بساعت سعید نیرِ جہا و جلال نور دیدہ
اغوشِ دایہ سے اٹھنا ہوا خواہر نے اسید وقت ساعت لکھ کر قریب تختے پر بٹھایا اور زانیہ بھنی کہ جو سکنو کو ملایا خورشیدِ نیرِ جہا
حل میں آیا اور زہرہ و شری و عطا دروزہ حل و مریم کو برج سعد میں مشرقِ مشرق لکھا خواہر کے اچھین خوشی سے

کھل گئیں بادشاہ کو مبارکباد دیکر عرض کی اور یہ بتیں پڑھیں امیر حمزہ مبارک ہو فرزند امینیک فال + زمین دوست
شمار و عدو با کمال + یہ سلطان ہو ہفت اقلیم کا + فرزند ہوتا ج ویدیم کا + یہ فرزند اجندا کٹر مالک کا حکمران ہوگا
عادل و اگر صاحب مملکت فراوان ہوگا اور شتر بریں سلطنت بڑے کرو فرسے کریگا مگر اپنے ایک ندیم کی حاکمیت سے
اکثر متروک رہے گا یہ کہ نام تجویز کرنے لگا کہ دو عیاروں نے حاضر ہو کر بادشاہ سے التماس کیا کہ چشمہ نوش خاص جو کئی برس
سے سوکھ گیا تھا آج خود بخود پانی آسین روان ہوا بزرگچہر نے فال نیک سمجھ کر شاہزادے کا نام نوشیروان رکھا اور بعض
مورخین نے لکھا ہے کہ ہنگام تولد شاہزادہ بادشاہ کے ہاتھ میں جام و گزنگ تھا بزرگچہر نے زبان فارسی میں التماس
کی کہ قبلہ عالم جام را نوش دروان بفرماید بادشاہ نے خوش ہو کر خواجہ کو خلع کیا اور شاہزادے کا نام نوشیروان
رکھا تھا جو کھو شادمانے بجائے اور تو بجائے میں سلامی شک اڑائے کا حکم ہوا تو بخانون میں توپوں پر تہی پڑنے لگی اور
تھاروں میں شادمانے کی نوبت چھڑنے لگی فوراً امداد مبارک سلامت کنان نکلتے گوسن تک پہنچی عوام و خواص میل
و شریعت پر تہی چھوٹے بڑے میں خوشی اور تمجید ہونے لگی سلمان عیش و نشاط باہم ہوا بلج رنگ کا جاجا جلسہ ٹھہرا
یہ فلکے اس جہان بخت کی سرت ولادت سے مہر و ماہ کا دن سمجھا لائے ہر و شتری نے کمال عشرت سے رقص کا
وہ رنگ جیسا کہ ہر چرخ چکر میں یا خزانوں کے دروازے علی العموم کھلے جھانک فقیر تھے بادشاہ کی زیر نرئی امیر ہو گئے
اور نام رکھا کہ کیا لہجہ معاف ہوا ہر فرد شہر عشرت میں بسر کرنے لگا گیارہویں میں میں جشن میں بادشاہ کو خبرداروں نے
پیدا ہونا نوشیروان کا اور جشن کرنا بلخ واد میں اور اراکین سلطنت کا نذرین دینا بادشاہ کو



خبر دی کہ القش کی بیٹی کے بیٹا پیدا ہوا شاہزادہ آفاق کا جان شاد و جشن در سے ہوا ہوا بادشاہ نے خواجہ سے
مخاطب ہو کر فرمایا کہ القش کے نوے کو ابھی سے مار ڈالنا نسب ہو کہ اگر یہ بزرگ زندہ باقی رہا تو غضب ہو یقین ہو کہ قابو کیا
تسے عدوت کرے کچھ خواہ مخواہ تم سے اپنے نانا کا بدلہ لے گا افعی شتر بچا ش را نجا ہدا شتر کا رخزدندان نیست

اسپر عمل کرنا لازم اور مناسب ہو آئندہ تم کو اختیار ہوں ان امور میں تمہاری رائے صاحب ہو خواہ میرے ہمارے قبل از وقوع
 گناہ تعزیر کرنا کسی مذہب میں روا نہیں ایک طفل معصوم کو قتل کرنا کسی طرح زیبا نہیں بادشاہ نے فرمایا کہ میرے نزدیک
 بمقتضائے قتل المودی قبل لایا اسکے وجود کو عدم کرنا لازم ہو ورنہ یہی بنائے فساد بھی قائم ہو یا دیر ہے مگر اس کی زندگی
 و فکر کی تو اسکے ہاتھ سے دینا تم کو ضرور ہو چکی ہے ہر چہ میرے اسکی شفاعت کی اور بادشاہ کی رائے اس طرف سے پھیری
 اور بادشاہ سے خفت ہو کر القش کے گھر گیا اور بختیار کے رٹکے کا نام بختیار رکھا جب نوشیروان چار برس
 چار مہینے کا ہوا بادشاہ نے تعلیم کیواسطے بزرگ چہرہ کو سونپا بزرگ چہرے نے ایک ہفتے کے بعد بختیار کو بادشاہ کو نذر دلوائی
 اور عرض کر کے جاگیر القش کی اسکے نام پر بھلوائی اور نوشیروان نے ساتھ اسکو بھی تعلیم کرنے لگا اور نہایت سوزی
 اسکی تعلیم میں بھی مصروف ہوا چونکہ نوشیروان از بس ذہین تھا کئی سال کے عرصے میں علوم مشہور یعنی فہرہ نمود
 معانی منطق حکمت ادب ریاضی نجوم رمل ہند سہ سہیت جغرافیہ تاریخ وغیرہ سے فراغت حاصل فرمائی اور فنون سپاہ گری میں
 بھی علم استاد کی بلند کیا مہارت کاملہ ہم ہو چائی اتفاقاً ایک دن جہین کے سوداگر اس شہر میں وارد ہوئے بادشاہ کی خدمت میں
 تحائف گزرا کر شاہزادے کو بھی نذر دینے کی اجازت لی بادشاہ نے خستہ عطا کرنا اجازت حاصل کی دی جسے داکر واک
 شاہزادے کی خدمت میں تحائف عجائب غرائب پیش کیے اور کچھ تحفے نفیس شیا بطیف کچھ نذر گزرا نے نوشیروان خاقان
 جہین کے حال کا استفسار ہوا سوداگر نے اسکا حال مفصل عرض کیا اور کہا کہ خاقان جہین کی ایک بیٹی مہر انگیزہ نامہ طلعت
 مہر خبین گل اندام نازنین بمن بر مو کر حور و شہری پیکر جسکے حسن کا شہر قاف سے قاف ہو چکا ہو ایک عالم اسکے جمال خدا داد کا
 شیدا ہو ہزاروں شہزادے اسکے چاہ الفت میں پانی نہرتے ہیں سیکڑوں بادشاہ اسنے ہر فضال برہتے ہیں شہر نہ تھا عشق
 از دیدار خیزد و بسا کیوں دل از گفتار خیزد و ہند کرہ مہر انگیزہ کا شاہزادے کے دل میں مہر انگیزہ ہوا ناسرہ عشق محبوب
 نوشیروان کے سینہ میں متعلخ خیز ہوا جگر سے یہ محبت کا بار ہو گیا حضرت عشق کا شہزادے پر وارد ہو گیا شہزادہ تاب کا
 نے جواب یا مہر انگیزہ کی نے اپنا راستہ لیا خواب خور حرام ہو ایک چپ سی لگ گئی ہنسنا کھینا اخلال کار لیا تعلیم بھو گیا
 وزارت اسکے تصور میں پانے دل سے باتیں کیا کرتا تھا اور عالم تصور میں سکوانا مقابل کر کے یہ شعار و اسوخت جو لان کے
 طرح کرتا تھا اشعار یا تو وہ دن تھے کہ جب فصل بہار پاتی تھی + گلشن کو طبیعت میری لہرتی تھی + چشتل سو گلزار جو
 لہجائی تھی ہند کو ڈالیان بھولوں کی ہمالا لاتی تھی + ساتھ جابجے اور زمرہ بر واری تھی + حقے گاہ تھے باہم بھی گلیاں بھی
 باغ عالم میں نہ خیمہ کی طرح تھا دل ننگ + وا شاہ دل سے تھا رگل صفت یمن و نگ + رات دن جوش یہ رہتا تھا گل عشق کا
 رنگ + اٹھی ہر وقت طبیعت سے تھی کہ آنہ اسکا ہلکے خون جہن میں کچھ کا نہ تھا کسی کا شیفہ عارض گلغام تھا
 جانا کا سکو تھا مہر اندوہ کا نام + آنے پانا نہ تھا لب کچھ فیضہ کلا + بادہ نوشی سے بستر کا تھا ہر رات بام + روز
 بے عجب بسر ہوتی تھی ہر جسے تاشام + ہر گلشن تھی ہم دوست تھے نوشی تھی + یاد گلشت تھی + در غم سے فراموشی تھی + اندوہ

نہ تھا دامن خاطر یہ غبار + رو برو آنکھ کے رہتا تھا کھلا بارغ و بہار + شاہد عیش سے حاصل تھا سدا بوس و کنار + یا تو
 دکھائے نچے چرخ نے اب لیل و نهار + ہر شہر عشق نے یہ شیفہ حالی ڈالی + شہر دل کی جہاں ہو گئی ڈالی ڈالی + دفعہ زرد ہو
 برگ خزان کی صورت بگل عشرت سے ہوئی باد بہاری رخصت + آنکھ گئی پہلو سے یکبار عروس راحت + چرخ نے اس کے
 عوض رخ کی بخشی صحبت بگل زہر وہ کے مانند جھکائے سر ہون + شکل ز گیس میں حیران ہون + دشت دہون + ہو گئی لال
 زبان صورت برگ سوسن + خود بخود جاک ہوا صورت گل پیل اس + چھپے چھپے نہ کچھ یاد رہی سیر حسن + صورت طائر
 برستہ ہون ڈائے گردن + بگل حلقہ غم صورت تھری دارم + وہ کہ کردست بمن کار مراد شوام + بکھ خون چشم سے ہر وہ
 پڑا ہتا ہی + دل ہی تھہرے جو کچھ دروالم ہتا ہی + طاقت ضبط نہ اندست خدیا چہ کنم + درود دل با کہ یوم ویداد چہ کنم +
 سیل دریائے تالم میں گھرا ہون ایسا + نظر آتا کسی جانب نیند حاصل جبکہ + موج ہر ایک ہو اک سلسلہ رنج و بلا +
 دیکھے خوبی تقدیر دکھائے کیا کیا + آشنا کوئی نہ غواہ ہو اس وقت مرا + کون جز ذات خدایا ہو اس وقت مرا کیا کون کس سے
 ہون بخت ہون فت میں بھنسا + تنش عشق میں زرات میں جلتا ہون پڑا + سانس کے ساتھ نکلتا ہو دہن شعلہ + ضبط اس
 سوز غمازی کو کروں تا کجا شمع این آتش جانسوز مفتن تائے + ہو ختم سو ختم این راز گفت تائے + ہر چند ضبط کیا مگر رنگت
 کی زردی لب کی شگلی آہ سر دل پر ور رہے چھپے نہ دیا جب روز بروز شاہزادے کا حال تیر ہونے لگا خیر خواہان نے
 بادشاہ کے حضور میں التماس کیا کہ معلوم ہنیں کہ نصیب اعدا شاہزادے کو کیا مرقن ہوا ہو خود و نوشن لعل ترک ہو گیا کہ
 نیکی کی سنتے ہیں نہ اپنی کہتے ہیں + یکنہ حیرت زدہ تصور کی صورت بیٹھے رہتے ہیں یہ خبر سنتے ہی بادشاہ نے سما کی مانند بیکر
 ہو کر خواجہ نیر تجر سے یہ ماجرا بیان کیا خواجہ نے بادشاہ کو تسلی می طمیان کیا اور نوشیروان کے پاس آیا اور تخلیک کے کہا
 زخیر تو یہ حال بکا ہو مزاج مبارک کیسا ہو بکا احوال ایسا کیوں تیر ہی سچ راز دل کا بیان کرنا بہتر ہو تاکہ اس کا
 علاج کروں آپ کے معالجے میں مصروف ہون نوشیروان نے کہا کہ خواجہ صاحب اول تو آپ میرے باپ کے وزیر ہیں اور
 دوسرے میرے استاد ہیں + وزیر ہیں میں آپ کو اپنا بزرگ جانتا ہوں اگرچہ مقام شرم و حجاب ہو اس راز نہفتہ کا
 افسانہ از بس مرنا صواب ہو ادب رخصت نہیں تیار ہو کہ اپنے حال سے آنکھ مطلع کروں درود دل سے آگہی دوں لیکن
 بلحاظ الامر فوقی لا ادب زمان بر لاتا ہوں کہ میں صفت حسن ملکہ ہر نگینہ دختر خاقان چین کی مشکندہ عیدہ عاشق
 ہو اہوں اس کے نازک عشق کا نشا نہ بنا ہوں + خوب یقین ہو کہ اگر اس کے ساتھ میری شادی ہوگی تو جیتا نہ پوچھنا یہ عجیب بین نامر لو
 رکھنا نہ غافل نظر کر کے ضبط آہ جانسوز کی + تو اگلے دان لیں لگی + حارث طاری ہو ایش پیش + ہوئی مبارک دل میری عجیب
 شمش خواجہ بکا شاہزادے اس قدر مصروف ہون بخودی منونا جائیے عالی ہمتی سے بعد ہوا اس درجہ ہوش و حواس
 نکھونا جائیے کہ کون بڑی بات ہو جبکہ واسطے صورت اپنی اپنے بنائی ہو اس قدر بیٹھے بھائے بیفاؤ کی تکلیف اٹھائی کہ
 خدا کے لیے اس عزم کیستہ + دروازے کھانا پستانو شہ کی عیش و نشاط میں دل بھلائے + بچا نام نہا کا سر کیا ہو سطرین سلطان



بادشاہ عظیم الشان کیجا جسے عقد کچھ بیگم بننے
 کے لئے دربار سے بیگانہ نہ رہا یہ کیا امر حال ہو حسین خاں نچو استیاب کی تلف جان کا حال
 نچو طرہ جمع زمینیں میں ہم کو میں خود جا کر آپ کے واسطے سرور نگاہ آپ کا جام استیاق بادہ مراد سے بھرنا گاہ تو شیران
 کو اسکے کلام مہر انگیز سے تقویت ہوئی ملک مہر انگیز کے ملنے کی امید باعث طمینان طبیعت ہوئی فی الفوج چھپر کھٹ سے
 اٹھ کر جام کیا رہتا اور صاحبین کو بلوایا اور دیشاکہ تبدیل کر کے خاصہ نوش فرمایا فریاد چھپر دہان سے بادشاہ کی خدمت
 میں آیا اور احوال شاہزادے کے عاشق ہوئے کا حضرت کی سماعت میں پہونچا یا بادشاہ نے فرمایا کہ خواجہ یہ امر
 بے شمارے ذریعہ کمال انجام نہ پایا گیا تمھاری تدبیر صاحب اسکا انتظام ہو جائیگا کہ وہ بادشاہ اولوالعزم عالی شان کی
 صاحب ملک سنج والا و دو مان ہو نسبت و قربت کا واسطہ ناز کہ ہو کوئی شخص حلیل القدر اس میں بیٹھ جائے
 ایسے ہر شرف انتظام کرنے والا مرد ہو شیاد و باتدبیر چاہیے آخر بعد صلاح و مشورہ یہ امر قرار پایا کہ خواجہ خود
 لکچمین کی طرف جادے اور تقریب عقد کی اپنے واسطے سے ٹھہرا وے چنانچہ سامان سفر میاں ہوا بزرگ چھپر چھپر
 پیادہ اپنے ہمراہ بیکر چھین کی طرف چلا نچو کنگ جال میں کعب سے ہوش سنبھالا اپنے نانا کا حال مستر ہر روز دیکھتا
 ان سے کہتا تھا کہ میں جب بندہ چھپر کا ٹھہر دیکھتا ہوں میری آنکھوں میں خون اترتا ہوں نانا کا حال یاد کر کے دل بھرا
 اتنا ہی جیتک اپنے نانا کا بدلہ نہ لوں گا تب تک چھین نہ ہونگا قابو با نا شطر ہو کبھی کبھی تو دام میں آئیگا اور ہمیشہ
 زچھپر کی ہڈی کے نوشیروان کے کان اپنی دانست میں سکی طرف سے بھڑک رہا تھا اور جو جو ملین آتا جھوٹ بیچ نکال
 ماکرتا تھا مگر نوشیروان اسکو نعت ملاست کہ کہتا تھا کہ خواجہ کی نیکیوں کو اپنی ساتھ دیکھ دو تیرے ساتھ تو کیا کیا
 ملوک کرتا ہو اور تو اسکی جانب سے ایسے ایسے اوہام باطل اور شکوک کرتا ہو اس کے بخت وہ طرح سے تیرا محسن ہو تو یہ کر
 میں تو خسر لے لیا و آخرت ہو گا خدا کو کیا ٹھہر دیکھا گئے گا اور دنیا میں ذلیل و خوار گرفتار نہ لے ہو گا +
 روانہ ہونا بزرگ چھپر کا چھین کی طرف باجاء و چشم اور لانا ملک مہر انگیز کا اور عقد ہونا طالع الب و بطلان کا ہم
 نغمہ میرا ان عشرت مکہ کا حال و سرور و ناز ان محفل متعالی کا انون تحریر مسرت انگیز اور جنگ آفرین فرحت خیز سے سنگام
 ماوی بریا کرتے ہیں اور جلسہ عروسی و دامادی کو اس طرح گرم بے انتہا کرتے ہیں کہ جب خواجہ بزرگ چھپر بادشاہ سے
 صحت ہو کر باختمت و حلال و ترک احتیام کمال طحی مسافت کر لے ہوا نسا دل اور مراحل دشوار گزشتے سے گزرتا ہوا
 نہر چین میں داخل ہوا خبر داروں نے خاقان چین کو مطلع کیا کہ بادشاہ ہفت کشتی کا وزیر باتدبیر خواجہ بزرگ چھپر
 منور کے پاس آیا ہوا شاہنشاہ زمان قیام کا مران کا کوئی بیگم لایا ہو یہ سنکر خاقان چین ارکان دولت کو خواجہ کی
 نیوالی کی واسطے بھیجا اور جب قریب پہونچا اپنے بیٹوں کو مع سلاطین خطا و خصلت استقبال کا حکم واجب بزرگ چھپر
 میں داخل ہوا لکشاہی کو ریش بجالایا اپنے شاہنشاہ کی طرف سے ملحق و شاہانہ باطن شوق و شوق کے ساتھ ملت

بہارہ لیکھا تھا اپنے بادشاہ کی طرف سے خاقان چین کی خدمت میں پیش کیے اور اس میں بادشاہ اور اس کے
 سلاح اور تہمتہ نصفہ حضور میں بادشاہ کے رکھ دیے خاقان چین نے اسے سلیقہ خواجہ کا دست پسند کیا اور خاقان چین
 سے خایت خرمند ہو کر خواجہ کو خلعت فاخرہ سے سرفراز کیا زرد مال بشتار دیا لکھتے ہیں کہ پہلی ہی محبت میں خواجہ کو
 بارہ بار خلعت عطا فرمایا اور اس کا اعزاز و اکرام جس سوا بڑھایا یعنی جو خاقان زبان برلاتا تھا اس کا جواب
 صواب پاتا تھا خلعت عطا فرماتا تھا ہر گاہ سبب آئیکا بوجھا اسکو لیا یا بین شاستہ خواجہ نے بیان کیا کہ خاقان
 بدل جان سے مہر انگیز کی شادی نوشیروان کے ساتھ قبول کی اور سواے اس کے کسانان لینے کے اور کوئی بات نہیں
 فرمائی یہ بارعام میں یہ کلمہ ارشاد کیا کہ دے سعادت میری کہ نوشیروان ساواما و جگہ ملا اور اسیدم حکم دیا کہ جلد ترسایا
 فرما مہیا کریں اور جہا تک ہو سکے کمال سرعت سے قصد ملک مدائن کا کریں خلاصہ یہ کہ فقط حکم کی ادیتھی کئی روز
 یہ میں سامان سفر تیار ہوا خاقان چین نے کہا جینی اور قلا بہ جینی کو کہ یہ دونوں خاقان کے خلف ارشد
 مہر انگیز کے ہمراہ چالیس ہزار ترک سے روانہ کیا اور کئی پشت کا اندوختہ زرد و جوہر و لباس و اشیا و عہرہ
 نقد اور کئی سو کینز و غلام ترکی و حبشی خطائی خطی جہیز میں دیے کئی مہینے کے عرصہ میں خواجہ مع ملکہ مہر انگیز
 اوان شادان قریب ملک ایران کے بانیل رام تھوڑے فاصلے پر وارد ہوا اور اس جگہ شب کی شب نیم بر وقت عصمت
 یا صبح کو سرداران قوم نے اپنے اپنے لشکر کو آراستہ کیا اور شاہزادگان چین نے سامان جہیز اور شادی کا کمال انتظام
 تمام ہمراہ لیا جب اہل شہر کو یہ خبر ہوئی فحش فرما معلوم ہوا تو ہر طرف سے خلائق کا ہجوم ہوا بادشاہ نوشیروان نے
 استقبال کیا اور طبق طبق زرد و جوہر مہر انگیز کے غمانے پر سے تار کر کے فقیروں کو دولت سے مالا مال کر دیا اور خواجہ
 پر چہرہ کا چین سے ملکہ مہر انگیز کو بجلوس شاہانہ لانا اور بادشاہ کا مع نوشیروان استقبال کرنا



نیر چہرہ کو با انواع شفقت و مہربانی گلے سے لگایا اور انواع الزار و خلع تھا سے مخلص فرمایا اور شاہانہ سامان شادی کا کر کے ساعت سعید بین نوشیروان کا عقد ملکہ مہر انگیز کے ساتھ کیا اور بعد برات کے ایک سال تک جشن شادی کا رہا۔ میر حمزہ ہوئی بسکہ شادی میں وہ دھوم دھام، جیسے دیکھ کر خوش ہوئے خاص عام پہلا شب کو دوپہا جوتاروں کی چھانوں، زہرے بھی باہر رکھا گھر سے پائون، ہوئی روشنی سے شب تار روزہ کہ نوشہ تھا خورشید عالم فروز و وہ تختوں پر تھے تختہ تختہ چمن، تسکنت گل لالہ دیا سمن، فیصلت دیکھوں دن بہرہ رکھی رات کہ وہ شب حقیقت میں بھی شب برات، مبارک سلامت کا تھا شور و غل، مذہب شاد و غم خدائی تھی کل، ہوا زرجو شاہ بر سے تار ہنگامے زمانہ ہوئے مالدار، بادشاہ اصلاح خواجہ نوشیروان کو تخت پر بٹھلائے آپ گوشہ نشین ہوا اور طریقہ ترک دنیا اختیار کر کے ازرا گزین ہوا اور مکرر کہہ کر نوشیروان کو نصیحت کی کہ بغیر مشورہ خواجہ بزرگ میر کوئی کام نہ کرنا اور تخت کا امور شاہی میں مداخلت نہ کرنا کہ سلطنت کو زوال نہ دے اور عطا طر پر خورشید اقبال نہ دے کہ ہیں کہ حبیب بادشاہ نے نوشیروان کو تخت پر بٹھانے کے لیے بزرگ میر سے مشورہ چاہا اور مکھنوں خاطر اپنا زبان فیض ترجان پر لایا تو خواجہ نے یہ عرض کی کہ جالیس دن کے بعد شہزادے کو شوق سے تخت پر بٹھلائے گا خاطر خواہ جشن تخت نشینی شاہزادہ اور قریب ولیعہدی فرمائیے گا اور اتنے دنوں تک شہزادے پر میر اختیار رہے جو میں مناسباً نوکاسو کر ونگا دوسرے شخص کو اس میں اختیار نہ دوں گا بادشاہ نے بدل جان قبول کیا اور اسکو اختیار دیدیا خواجہ نے سیدم نوشیروان کو پانچویں کر کے زندان میں بھیجا اور اکتالیسویں دن قید سے رہا کر کے پیدل بنی سواری کے ساتھ دوڑاتا ہوا ایوان شاہی تک لے گیا اور تین تاریاں اس زور سے نوشیروان کے مارے کہ نوشیروان تلمل گیا دھوپ کی سختی میدانوں کی ریت اسپر تھی داد و دش مارے گرمی کے لہلہا گیا بعد ازاں تلواریں کھینچ کر نوشیروان کے ہاتھ میں دی اور اپنا سر جھکا کر یہ بات عرض کی کہ اس بے ادبی کی سزا یہ ہو کہ جھکو قتل کیجئے اس بے ادبی کی سزا دیکھیے نوشیروان خواجہ کے گلے سے لپٹ گیا اور بے اختیار اس کے سینے سے چٹ گیا اور کہا کہ خواجہ اس میں بھی کچھ حکمت ہوگی ورنہ تم جھکو اس قدر تکلیف نہ دیتے اور وبال میری مصیبت کا اپنے سر پر نہ لیتے ہر گاہ دوسرے کے بعد بادشاہ نے انتقال کیا تخت کا کی گرم بازاری ہوئی اس مروت نے نوشیروان سے کیا کیا ظلم و بدعت نکروانی مخلوق کو کیا کیا رنج اور تکلیف نہ دیوائی حتیٰ کہ زمانے میں نوشیروان ظالم مشہور ہوا اور اس کے جو رو تعدی کا شہرہ دور دور ہوا ناگمان ایک قزاق بعلت راہزنی کی دیا نہایت خوشخوار بدعادت طاعن طریقہ کا سردار ہزار باخون بیگناہ کیے سیکڑیوں چھانچے بے ہتھوں کے سترن سے آمارے اکثر سافز ہر دیکر مارے نوشیروان نے اس کے قتل کا حکم دیا جلاو قتل گاہ کو پہنچا اس وقت اس نے عرض کی کہ قتل تو میں کیا ہی جاؤنگا پاؤاش علی پاؤنگا لیکن اگر جالیس دن کی مہلت مجھ کو ملے بادشاہ اتنی فرصت دے اور بھی شراب کیاب شاہر عنا بھی عنایت ہو تو میں ایک یسا علم جانتا ہوں اور نیا ہنر استاد سے سیکھا ہوں کہ دربار شاہی میں کوئی نہ جانتا ہوگا بلکہ کسی نے کیم نہ سیکھا ہوگا بے جالیس

جسکو حکم ہوگا تعلیم کرونگا پھر جیسا میرے بارے میں حکم ہوگا بجا لاؤنگا نو شیروان نے پوچھا کہ وہ علم کیا ہے اور کچھ مفید
 بھی ہوتا ہے نہ کہ اس میں سب جانوروں کی زبان کا عالم ہوں اس علم کو خود جانتا ہوں ہر چڑیا کی بولی کو بت اچھی طرح پہچانتا
 نو شیروان نے اسکی طرف کو قبول کر کے بزرگ چہرے سے کہہ دیا بزرگ چہرے نے اسکو ایک مکان رہنے کو دیا اور حسب وجہ
 اسکے سامان عیش عشرت کا اسکے مسکن پر بچھوایا اور لباس اور اکل و شرب میں نہایت انتہام فرمایا کہ اس نے
 چالیس روز تک خاطر خواہ عیش کی اور جی بھر کے داد عشرت دی اکتالیسویں دن بزرگ چہرے نے اس سے کہا کہ
 چالیس دن گزر گئے علم زیادہ انی حیوانات جمہل کو تعلیم دینے میں موافق اپنے وعدے کے وہ علم عجیب مجھے بتائیے اسنے کہا کہ
 جمیع علوم سے جاہل مطلق ہوں مجھے علوم سے کیا کام مرد بیوقوف اور حق ہوں مگر خدا اپنے گروہوں کو خشک کھلاتا ہے
 اپنی قدرت میں دکھلاتا ہے اسکی شان ہو کہ قفل سے مجھے بچایا اور انواع انواع عشرت سے مجھے کھانا اور پانی اقامت اقامت
 فرمایا میں عیش کرتی تھی اس میں حیل سے اپنے دل کی آرزو پوری کر لی اب حاضر ہوں گردن مارے یا پھانسی دیجئے جس طرح
 دہن آئے جان لیجئے خواجہ یہ بفریر سنکر منہ نہ دیا اور سکوراہنری اور چوری کی قدر کر رہا کیا ایک دن بادشاہ کا جیلنا ہو
 کسی طرف چلا گیا اور سوائے بزرگ چہرے و جنک کے تیسرے شخص ہرگز نہ تھا ایک تمام پردہ کھیا کہ دو آلو ایک رخت پر بیٹھیں یا پانی
 بولی بولی ہے میں نو شیروان نے بزرگ چہرے سے پوچھا کہ اسکا کیا کام ہو کس میں منورہ کر رہے ہیں بزرگ چہرے نے کہا کہ یہ
 گفتگو اپنے لوگوں کی شادی کرتے ہیں فکر اور تدبیر خانہ آبادی کی کرتے ہیں بیٹے والا بیٹی والے سے کہتا ہوں کہ تین دیرانے
 اگر تو اپنی بیٹی کے جنیر میں دنیا قبول کرے تو میں اپنے بیٹے سے تیری بیٹی کی شادی کرتا ہوں ورنہ مجھے منظور نہیں گفتگو
 میں دوسری جگہ اپنے فرزند کی دامادی کی کرتا ہوں اسنے کہا کہ اگر نو شیروان کی زندگی سے اور ایسا ہی ظلم عباد اللہ پر
 کرتا رہا تو تین دیرانے کیا جتنا ملک نو شیروان کا ہے میں سب جنیر میں دو گنا تیرا میں تنہا جو صلے سے زیادہ کلمے
 مراد سے بھر دونگا نو شیروان بولا کہ اب ہمارے ظلم کا چرچا جانوروں میں بھی ہونے لگا تذکرہ جو رو بیا د کا
 دور دور ہو چکا یہ کمکر بہت متنبہ ہوا اپنے افعال سے ناامد اور شرمندہ ہو کر زار زار رہا اور اتنے ہی بخیر عدالت دیوان
 خاص میں بندھوا دی اور تمام شہر میں شادی کردادی کہ جو کوئی داد خواہ آوے زنجیر کو لہا دے کسی کی معرفت خبر ہوگی
 کچھ حاجت نہیں ہے جو بد ار اور ہر کار سے کی ضرورت نہیں چنانچہ ایسا ہی عمل ہو گیا جو داد خواہ آیا اسی ذریعہ
 سے اپنی داد کو پہونچا پھر تو ایسی عدالت کی کہ آج تک نو شیروان کا عدل مشہور ہے چھوٹا بڑا اسکے نام
 سے واقف ہے ہر تشریح اسکی کیا ضرور ہے کئی برس کے بعد بادشاہ کی ایک بیٹی اور دو بیٹے ملکہ کے لکھن
 سے پیدا ہوئے کئی اختر اقبال افق جاہ و جلال سے ہویدا ہوئے بیٹوں کا تو ہر مزا و فراز راہی کا ہر نگار
 نام رکھا اور انکی پرورش بطور شاہانہ ہونے لگی بادشاہ نے تعلیم و تعلم سے کام رکھا خواجہ کیسیا بھی دربار میں
 ایک کامیاب تھی اور دوسرے کا دریا دل نام رکھا اور دونوں کی پرورش میں انتہام کرنے کا بخت تک کو بھی تھا

ایک بیٹا عطا فرمایا جسے مجتبیٰ رک کے نام سے پکارا راوی لکھتا ہے کہ ایک شب کو نوشیروان نے خواب دیکھا کہ مشرق سے ایک زافع سیاہ آیا اور میرے سر سے تلخ آتا کر لیکھا پھر مغرب کی طرف سے ایک باز نمودار ہوا جس نے اس زافع کو مار کر تلخ میرا میرے سر پر بکھڑایا یہ خواب دیکھ کر بادشاہ جاگ اٹھا اور صبح کو بزرگ چہرے سے بیان کر کے تعبیر پوچھنے لگا بزرگ چہرے نے عرض کی کہ مشرق کی طرف ایک شہر خیر ہو اس شہر میں ایک بادشاہ ہزارہہ خشام بن علقمہ تیرے بیٹے کے پیدا ہو گا آپ سے اور اس سے جنگ و جدل ہوگی بڑا فساد برپا ہوگا وہ آنکر حضور کا تاج و تخت چھین لیکھا اور آپ کو شکست فاش دیگا پھر مغرب کی طرف ایک شہر مکہ ہر آدمی سے ایک لڑکا حمزہ نامے آویگا وہ اس بے ادب کو مار کر پھرتاج و تخت حضور کو دیگا اور آپ کا مقام اس سے لیگا بادشاہ یہ بات سنا کر بہت خوش ہوا اور خواجہ کو خلعت لیکر مکہ معظمہ کی طرف بھیجا کہ اس بار میں دوادوش کرو کہ اگر وہ لڑکا پیدا ہوا ہو تو چار فرزند شہزادوں کے بائیں شانہ اس کی پرورش کرو خواجہ بزرگ چہرے نے اس بات پر قسم کھائی تھا اور زور دیا کہ مکہ معظمہ کی طرف روانہ ہوا اور اس فرزند ارجمند کی تلاش کرنے لگا تجسلی کے حال کا خانہ نمائندہ خواجہ بزرگ چہرے کا ملے کی طرف جانا اور امیر حمزہ کے پیدا ہونے کی خبر کا یہ حکمہ سراسر غلط لگانا

خبر ان اخبار کو ناگوں و نہیان آثار بقظون رمزدنایان معارف واقعہ دانی و دقیقه سخاں مصداق سخن دانی یوں سمند خاتمہ کو میدان تحریر میں جولان کرتے ہیں حکایت شیریں کو اس طرح بیان کرتے ہیں کہ جب خواجہ بعد طومار دل و قطع مرآہ ملکہ معظمہ کے قریب پہنچا ایک خط اس مقام سے خواجہ عبدالمطلب کے قوم سنی ہاشم کے شہزادے سے اس مضمون کا لکھا کہ بندہ خاکسار مکہ معظمہ کی زیارت کے واسطے آیا ہے اور آپ سے بھی ملازمت کی تمنا ہے مگر صد ہوں کہ آپ اپنی ملاقات سے محفوظ فرمادیں سفر فوازی کو عمل میں لاویں خواجہ عبدالمطلب خط پڑھ کر بہت خوش ہوئے اور جمیع رؤساء مکہ کو ساتھ لیکر بزرگ چہرے کے استقبال کو گئے اور کمال عزت و توقیر سے آئے اور مکانات عمدہ عمدہ کی سکونت کی اسطے خالی کروائے پہلے تو بزرگ چہرے نے خواجہ عبدالمطلب کیساتھ کعبے کی زیارت کی بعد ازاں شہر کے رئیسین سے ملاقات کمال غفلت کی اور ہر ایک کو روپیہ انرفی دیکر کہا کہ سلطان ایران نے فرمایا ہے کہ میں تم سے ارضی بے انتہا ہوں اور تم لوگوں کو ایسا دعا گو جانتا ہوں اور ہمیشہ دعا خیر کا خواہاں ہوں اور امر نیک کا مستحی اور جو مان ہوں یہ کہہ کر ڈھنڈے پر بے کو ہلا کر منادی پھر داوی کہ آج کے دن سے جسکے گھر میں بیٹا پیدا ہوگا وہ لوکر سلطان ایران کا ہر گاہ پیدا ہونے کے ساتھ ہی لڑکے کے وارث ہمارے پاس آویں اور اس مولود کو ہمیں دکھائیں کہ ہم اس کی پرورش کے واسطے سلطان کی طرف سے اخراجات مقرر کریں اور اسکا نام بھی ہم خود ہی رکھیں اور چونکہ خواجہ بزرگ چہرے کیساتھ فیج کبیر شہقی اسراطے شہر کے باہر ختم شہید ہو سبب کثرت لشکر کے اس جگہ اتفاق قیام ہو گیا ہمیشہ خواجہ عبدالمطلب کی ملاقات کے واسطے شہر میں آتے اور کبھی کبھی خواجہ عبدالمطلب بھی خواجہ بزرگ چہرے کے پاس تشریف لیا کرتے لیکن چندہ میں روزے بعد خواجہ بزرگ چہرے خواجہ عبدالمطلب کی ملاقات کو وقت مقررہ پر آئے تو خواجہ عبدالمطلب نے سلام علیک کے فرما کر اپنے زبیر سے کہا

خداے قدیم نے فرزند زینہ عطا کیا ہو بزرگ چہرے اسی دم منگو اگر چہ وہ دیکھا اور قرعہ بھینک کر زراچہ کھینچی معلوم ہوا کہ یہ وہی لڑکا ہے جو شاہان ہفت اقلیم سے خراج لیکا اور تمام جوان میں اپنا عمل کر لیکا اور جتنے پردہ دنیا اور کوہ قاف پر زبردست ہیں وہ سب اسکے زیر دست ہونگے اور بڑے بڑے سرداران روئے زمین اس اختراع قبائل کے روبرو پست ہونگے اور کفر کا تزلزل اور اسلام کی ترقی ہوگی عدالت کی زیادتی ظلم کی کمی ہوگی بزرگ چہرے پشائی ہوئے دیا اور حمزہ نام رکھا اور خوش ہو کر خواجہ عبدالمطلب کو مبارکباد دی اور اسپین مبارک سلامت ہونے لگی جتنے حاضرین تھے سبھوں نے من خواجہ بزرگ چہرہ کیبے منگہ کیطرت ہاتھ اٹھائے فاتحہ پڑھا امیر حمزہ کی سلامتی کیواسطے دعا مانگی خالق حقیقی کا شکر ادا کیا اور کئی صندوق اشرفیوں کے بزرگ چہرے نے امیر حمزہ کی پرورش کے واسطے خواجہ عبدالمطلب کو دیے اور بہت سے جواہرات پیش ہوا اور طاقہ پاربہ ہاے پوشاک پٹنہ کے خواجہ عبدالمطلب نے موافق رسم عرب کے شہرت تیار کر کے چاہا کہ حاضرین کو بلاوین اور ہمایون اور برادری میں بھیجوا دین بزرگ چہرے نے کہا کہ تھوڑا جبر کئے اور دو شخصوں کو بھی آئینے دیکھے کہ انکے بھی لڑکے آپ کے صاحبزادے کے رفیق دیا ہونگے خیر خواہ نیک عمل یا درجان نثار ہونگے بزرگ چہرے کہتا رہا تھا کہ شیر نامے غلام خواجہ عبدالمطلب کا اپنے لڑکے کو لایا اور کہا کہ غلام کے یہاں بھی خاندان پیدا ہوا بزرگ چہرے نے نام اس لڑکے کا مقبل و فادار رکھا اور شیر کو ایک ٹوڑا لٹکا مقبل کی پرورش کیواسطے دیا اور کہا کہ یہ لڑکا فن تیر اندازی میں شلو ہوگا نشانہ بازی تیر اندازی میں قادر ہوگا ہر گاہ بشیر نصرت ہوگا اپنے گھر کی طرف چلا آئندہ راہ میں امیہ ضمیری نامے ساریاں سے ملاقی ہوا اسنے بشیر سے پوچھا کہ تو کہاں سے آتا ہے تو طوطا شہر کی کاکیو کہہ کر لے آیا جو اسنے فصل حالی بیان کیا امیہ ضمیری خوشی خوشی اپنے گھر میں گیا اور سارا قصہ سنایا اور وہاں جا کر اپنی جورو سے کہنے لگا کہ تو ہمیشہ کہا کرتی رہی کہ میں بیٹ سے ہوں جلدی لڑکا جن کرو پیے اشرفیان ہاتھ آوین اور خوشی خوشی عیش و عشرت میں اٹھا دین اسے کہا کہ تجھے خیر ہی ہوش کے ناخن نے تجھے بھی ساتواں ہینا شروع ہو فوج میرے ابھی لڑکا ہووے میرے ننوں کو اندرون و رویر کا دھڑکا ہووے امیہ نے کہا کہ تو کانگھنا شروع کر البتہ لڑکا پیدا ہوگا اگر آجکل فرزند تو لے ہوا تو ہوا اور نہ ورنہ اور دو ہینے کے بعد جو پیدا ہوگا تو جھکو فائدہ کیا ہوگا وہ جھنڈا کے کہنے لگی کہ مردوے کی عقل مار لیگی ہر سید و دانہ کا جنوا تہی زور نہ ظلم عقل کی کوتاہی مجھے آنکھیں دکھائی تھیں کہ جو طیش آیا ایک لائٹ اسکے پیٹ پر اسنے دوسرے ماری کہ وہ بیجاری بلبل کر درو کے مارنے لوٹنے لگی بچہ تو اسکے پیٹ سے نکل پڑا اور اسکا دم فنا ہو گیا اچھی نے جھٹ پٹ لڑکے کو اپنے غزل کی آستین میں لپیٹ لیا اور بزرگ چہرے کے سامنے لپی کر کہنے لگا حضرت اس نکو کر کے بھی لڑکا پیدا ہوا اسے طالع بیدار نے یہ دن دکھایا ہر حضور کے دکھلائیکو لایا ہون اور اسکا نام بھی دفتر شاہی میں لکھوانے آیا ہون خواجہ بزرگ چہرے اس کو دیکھ کر سنس دیا اور خواجہ عبدالمطلب سے مخاطب ہو کر کہا کہ یہ لڑکا شاہ عیاران روزگار ہوگا چارچالان ہوگا اور مکار ہوگا اور بڑے بڑے بادشاہ ذی جبروت و عالیشان اوو میلان تو ہی کل غیرت رسم و فرمان کے نام

لڑ گئے اور اسکا ذکرِ شکر پیشاب کر دیئے اور سیکڑوں بلکہ ہزاروں قلعے تہنایح کر گئے بڑے بڑے لشکروں کو اکیلا ہوتا
 دیکھا بڑا ہی طاع اور مفری و چالاک ہو گا بیرجم و جفا کار و ناخدا ترس ہٹا گا ہو گا مگر امیر حمزہ کا رفیق و بہم ہو گا
 انکی رفاقت میں منک حلال و ثابت قدم ہو گا یہ کہہ کر بزرگ چہرے جو اسکو اپنی گودی میں لے لیا چہنیں مار کر رونے لگا
 خواجہ بزرگ چہرے اپنی انگلی اسکے منہ میں دیدی اُسے انکو مٹھی خواجہ کی منہ سے اتار لی اور چپ ہو رہا اور مطلق نہ رہا
 ہر گاہ خواجہ نے انکو مٹھی اپنی انگلی میں نہ دیکھی عبا کی جیون میں ڈھونڈ مٹھی جب نہ ملی تو مصلحتاً خاموشی اختیار کی
 جس وقت سب نے شربت پیا خواجہ نے ایک قطرہ شربت کا اسکے منہ میں بھی ڈال دیا مٹھ جو اسکا گھلا انکو مٹھی منہ سے
 گر پڑی بزرگ چہرے اٹھائی اور ہنسر خواجہ عبدالمطلب سے کہا کہ یہ میلی اسکی چوری ہو اول بسم اللہ مجھی یہ ہو یہ
 کہہ کر فرمایا کہ میں نے ہکا بکا عمر و بافتح رکھا اور دو صندوق ہنرفیون کے اُسیہ کو دیکر کہا کہ جتنا طاع سے اسکی پرورش بدل کرنا و
 تعلیم اور تعلم میں اسکی دل و جان سے توجہ کامل کرنا اُسے صندوق ہنرفیون کے تولے لیے مگر کہنے لگا کہ اسکی مان جنت ہے
 مرگئی ہو میں اسکو کوئی نکر بردش کر دینا بزرگ چہرے خواجہ عبدالمطلب سے کہا کہ حمزہ کی مان نے بھی شغال کیا
 اور ان دنوں لڑا کوئی بھی ائیں مرگئی ہیں پس سب ہر آپ ان دنوں کو نکو بھی اپنے پیچ میں رکھیں اور عادیہ باؤ محمدی کو
 کی مان کہ اسکو حضرت ابراہیم نے عالم رویا میں شرف باسلام کر کے حمزہ کے درود پلانے کے واسطے ارشاد فرمایا ہو سو
 وہ جلی آتی ہو آپ استقبال کر کے اُسکے آئیں اور دہائی چھاتی کا درود حمزہ کو اور بائیں چھاتی کا درود
 مستقبل و فاوار اور عمر و عیار کو پلو میں خواجہ عبدالمطلب بوجہ حکم خواجہ بزرگ چہرے عادیہ باؤ کو خوشی
 کر کے لے آئے اور رسم ہمانداری بجا لاکر شربت پلایا مٹھ یا توں ڈھلا لے اور تینوں لڑا کو اسکی گود میں دیا اور درود
 پلانے کے واسطے اسکے حوالے کیا جب چہ دن امیر کے تولد کو گزرے اور چھٹی ہو چکی بزرگ چہرے خواجہ عبدالمطلب سے کہا
 کہ صبح کو گہوارا امیر کا بالا خانہ پر رکھو ادیکھیے گا اور اگر وہ گہوارہ غائب ہو جائے تو کچھ تفتیش نہ کیجیے گا کہ آفرین کا عالم نے
 مخلوقات عجیب و غریب اپنی قدرت کاملہ سے پیدا کی ہو اور ہر ہر جماعت کی قیام گاہ اور صورت معاش با انواع جدا گانہ
 مقرر فرمادی ہو چنانچہ راج سکون کے گرد احاطہ دریاے عظیم الشان کا ہو اسین جزائر اور بناوہت وسیع اور آباد میں
 منجملہ اسکے ایک مقام سکون خلدات اور بنی جان کا ہو کہ جسکو کوہ قاف کہتے ہیں اسکے گرد بہت سی تپان ہیں کہ انہیں جن
 پری یو غول شتر پاک و پاؤں سرگوش فیل نیم تن سمہ پاگوں مٹھ وغیرہ رہتے ہیں اور وہاں کا بادشاہ شہسار بن شمس بہت
 وجہ جمیل و خوبصورت مہر طلعت عبد الرحمن وزیر اسکا ہو لفظل زمانے میں کوئی عدیل نظیر اس کا نہیں ہو حال صاحب
 تدبیر نظم شانہ روز عبادت الہی میں مصروف رہتا ہو گہوارہ حمزہ کا اپنے بادشاہ کے پاس منگو ایگا اور سات دن کے بعد
 پھر آئے پاس بھیجوا ایگا اس میں فوائد کثیر تبت ہو گئے طرح طرح کے منافع اور مقاصد اس پردے میں حاصل ہو گئے لیکر خواجہ
 عبدالمطلب سے رخصت ہوا اور اپنے لشکر میں گیا خواجہ عبدالمطلب منظر وقت رہا کرتے تھے اس وقت عود کا ہنار کیا کرتے تھے

جانا گوارہ امیر حمزہ کا پردہ قاف کی طرف اور لیجانا اس نہر کمال کو کوه قاف کی طرف

راہل صبار قار خلد جادو نگار مورخان بحقیق دریک سرگردانی قلم مضامین باہنہ بیان با ترقی و تکرار قاف
کوه قاف کے زبان پلاتا ہر مشتاق قصص و حکایات پارسیہ کو فقرے داستان عجیب کے سنا تا ہر کینہ نہر سہال
بن شاہ رخ فرمانفرما کوه قاف باخان و شوکت شاہی و کروڑا متناہی تخت سلیمانی اریک جگرانی پر بیٹھا تھا اور
جوانب اطراف پردہ قاف کے اٹھارہ بادشاہ کہ اس کے خراج گزار وزیر فرمان و باجگزار تھے دربار میں حاضر موجود تھے
اور یوں تو رئیس اور اکابر جوار دست بستہ خدمت میں حاضر نامعد و درختے محلدار نے حاضر ہو کر تسلیم کیا کہ تشریف دیا کہ اختر
برج سادات عصمت و زہرہ فلک شاد و عفت یعنی شاہزادی خستری خصال مہر جمال زینت بخش مہر و مہوئی
روقی افزا و دودمان انور مہوئی بادشاہ نے خواجہ عبدالرحمن سے کہ اس کا وزیر زیارت کنندہ صحبت یافتہ حضرت
سلیمان اور جمیع علوم کا عالم و نشان تھا فرمایا کہ اس لڑکی کا نام کچھ رکھو اور اس کے طالع کو دیکھو کہ کیسا ہو اور کیا نجات
و اقبال کا تارہ کیا ہو خواجہ عبدالرحمن نے حب الحکم بادشاہ کے شاہزادی کا تو نام آسمان پر مئی لکھا اور فرزند چنیک کہ
نواچے کھینچ کر شکو نکو ملا یا یہ شاشت تمام بادشاہ کو یہ مژدہ سنایا کہ حضور کو مبارک ہو سے یہ لڑکی قاف کے اٹھارہ پردے پر
حکومت کر لگی شان و شوکت سے اس ممالک کی ریاست کر لگی لیکن آج کے اٹھارہویں برس جو دوزیر دست کہ اس وقت
زیر دست ہیں کسیر سرکشی کر گئے انتہا کی لغارت اختیار کر کے قدم جادو اطاعت سے باہر رکھ کرے ادبی کر گئے اور سوائے شہر
کلتان ارم زرین کوین قائم وغیرہ جتنے شہر ہیں سب حضور کے قبضے سے نکلی نکلے گئے گھر میں مانے میں لکھا و تم او بل سکون کیوں
سے اگر ان مہمزدوں کو زبردیر کر شکست فاش دیکھا اور نئے سرے سب ملک اپنی قوت سے لیکر حضور کے زیر نگین کر گیا بادشاہ یہ
بات سکر نہایت خوش ہوا اور کمال مسرت سے آپسے باہر ہو گیا اور فرمایا کہ دیکھو تو وہ لڑکا پیدا ہوا نہیں غرض ماہ میں جلوہ فرمایا
یا نہیں اور کس ملک کا بادشاہ ہر کس برج اقبال کا اختر نامزدہ ہو خواجہ عبدالرحمن نے فرزند چنیک کہ لکھا کہ ملک عرب بن ایک
شہر کہ ہر وہاں کے سردار کا وہ لڑکا ہو اور آج چھٹا روز ہو کہ وہ پیدا ہوا ہو اور اس کا نام حمزہ رکھا گیا ہو اور آج گوارہ اس کا
بالا خانے پر اس کے لب نے رکھا ہو بادشاہ نے حکم دیا کہ چار ہریزاد جا کر اس کا گوارہ اٹھا لائیں اور جلد اس کو ویدہ جاہ و جلال کو
امیر حمزہ کو بالا خانے کی محبت پر گوارے میں لٹانا اور جنات کا مع گوارہ پرستان میں اٹھا لیجانا



سہارے روہر دیو پنچا دین اور آپ جن میں مصروف ہوا اور دروازہ خزانے کا صرف شادی کے واسطے کھلوا دیا
 مہنوز بادشاہ جن میں تھا کہ پیریزا دون نے تھرہ کا گہوارہ لا کر تخت کے آگے بٹھایا اور جس صفت کے جلد وین
 ہر بنی جان انعام مانگنے لگا جتنے ناظرین تھے اُن کا حسن و جمال دیکھ کر بصورت تصویر حیران ہو گئے انکی شکل شامل دیکھ کر
 پیریزا دون کے چوہن پیران ہو گئے بادشاہ نے امیر کو گہوارے سے اپنی گود میں لیکر اٹھا لیا پشانی پر بوسہ دیا اور مہر مہلیانی
 منگوا کر آنکھوں میں لگا دیا اور دایہ اور چپو چھو اور دوا کے حاضر کرنے کے واسطے ارشاد فرمایا بموجب حکم کے فوراً سب
 حاضر ہوئیں اور دیو پیری جن غول شیر پانگ کا دودھ سات روز تک پلویا خواجہ عبدالرحمن نے کہا کہ از دے رطل
 معلوم ہوتا ہے کہ اسی رطل سے ملکہ آسمان پر پری کی شادی ہوگی اور آسمان میں بنی آدم اور بنی جان کے پرمخوشی و طامادی
 ہوگی بادشاہ نے خوش ہو کر ایک گہوارہ کہ جسکے ڈنڈے اور پائے زمو کے تھے اور پشیمان یا قوت کی اور طرح طرح کے جواہرات
 بیش قیمت اس میں جڑے تھے اپنی دولت سے منکر اگر آئین امیر کو لٹایا اور نہایت احتیاط سے اس میں سلایا اور کئی
 داتے نعل شجران کے رشیم سرخ میں گوندھوا کر اس گہوارے میں لگا دیے اور طرح طرح کے جواہر گہوارے میں بٹھوا دیے
 اور چوپریز اوکلائے تھے اُن سے فرمایا کہ جہان سے لائے ہو وہیں چھکو با احتیاط تمام یہودیچا آؤ اور اسکی غیر و عافیت اور سگشت
 راہ و مکان اور احوال اس سرزمین کا مجھے آکر سناؤ حکم ہوتا ہے یہ بزرادوں نے گہوارہ امیر کا اٹھی بالاخانے پر جہان
 سے اٹھا لائے تھے یہودیچا دیا اور شادان و فرحان تھوڑی دیر کے بعد تمام احوال اہ کا بادشاہ کے حضور میں تفصیل عرض کیا

بزرگ چہر کا مدائن کی طرف روانہ ہونا اور وہاں پہنچ کر حسن شاہانہ ہونا

سافر خانہ تیز رفتار طوسافت صحائف و طاس میں عاجل بہر مہلہ پیانی منازل و استان جدید میں یون ہرگز
 و راجل ہو کہ ایک ہفتہ کے بعد خواجہ بزرگ چہر نے خواجہ عبدالملک کہلا بھیجا کہ خبر تو لیجیے گہوارہ امیر کا پردہ
 قاف سے آیا کہ نہیں وہ یوسف گم گشتہ اپنا آپ نے پایا کہ نہیں یہ سن کر خواجہ عبدالملک نے آدمی کو جو کچھ بولنے کو
 بھیجا تو اسکو گہوارہ دیکھ کر سکتہ سا ہو گیا گہوارے کی جوت سے ہر ایک کو چکا چونڈ لگ گئی حیرت سے ٹٹکی بندھ گئی خواجہ کو
 خبر دی کہ یہ امیر ایک اور گہوارہ کہ چشم فلک نے جبکا تانی نہ دیکھا ہوگا دیکھ کر آئے میں کہ جس سے بالاخانہ روشن ہو رہا ہے
 کو ٹٹھا حل و جواہر کا معدن ہو رہا ہے یوسف گم گشتہ باز آمد بہ کفان غم مخور خواجہ عبدالملک نے خبر سننے ہی پر رات بھر
 تمام کیفیت خواجہ بزرگ چہر سے کہلا بھیجی وہ سنتے ہی اپنے لشکر سے آیا اور امیر کے دیدار سے اپنی آنکھوں کو منور فرمایا اور
 خواجہ عبدالملک سے کہا کہ مجھے حضرت ظل سبحانی کے قدم چھوڑے مدت گذری اور میرے اہل عیال پر بھی میری
 مفارقت میں خدا جانے کیا کیفیت گذری اب شوق زیارت حضرت شاہنشاہی کا دل میں جوش زن ہو بیتابی عنان
 عزیت کشان جانب وطن ہو رہا میں تو بھست ہوتا ہوں امیدوار دعا ہے خیر کا ہوں لیکن آپ امیر اور قبیل عمر کے پالنے
 اور نگہبانی میں غفلت نفرمایے گا اور حتی المقدور انکی تعلیم اور تعالیم میں کمال سعی و کوشش میں لائیے گا اور جب بھی پہنچاؤں گا

آوے جو اب اسکا جلد عنایت ہوا کہ سے مطالبہ ضروری تفصیل وار درج کتابت ہوا کہ میں اور امیر کو بیہ خواہہ بادشاہ ہفت کتو مشہور کیے گا دور و نزدیک اپنے بیگانوں میں اس امر کی شہرت دیکھے گا خواجہ عبدالمطلب نے بسرچشم قبول کر کے ایک عرضی شکریہ لکھ کر خواجہ بزرگچہرہ کو حوالہ کی کہ اسکو بادشاہ ہفت کتو کی خدمت میں گذران دیجیے گا مراتب رسم سلام اور تحیت میری طرف سے ادا کیجیے گا بزرگچہرہ وہ عرضی لیکر مدائن کی طرف روانہ ہوا چند روز کے عرصے میں اپنے وطن میں پہونچا اور موقوف آداب شاہی خدمت ظل سبحانی میں مشرف ہوا کہ وہ عرضی گذرانی اور خواجہ عبدالمطلب کے اخلاق اور علوم مرتب اور والا قانداغی کی بہت ثنا اور صفت کی بادشاہ اسکو بڑے محکم بہت خوش ہوا اور بزرگچہرہ کو خلعت فاخرہ سے سرفراز کیا اور اسکے کئی مہینے کے بعد لیکن نو شیران تخت کاؤس پر جلوس افروز تھا ہر مرتبہ کا وزیر امیر صنیر و کیر لعل کمال صاحب جلال سعادت حضوری سے بہرہ اندوز تھا اراکین دولت اپنے اپنے مقام پر حاضر تھے سفیران ممالک تاجران اطراف و جہوب دربار میں موجود اخبار دیار و احوال حضور میں پڑھے جاتے تھے کہ جن کے اخبار نویس کی عرضداشت گذری اس میں یہ خبر لکھی تھی کہ بہرام گرد خاقان حسین خلع خاقان الاعظم تخت نشین ہوا صاحب ملج و نگین ہوا چونکہ قوت و زور میں اپنا عدیل فیض نہیں رکھتا ہر رسم و ریزمان کا اس کے زور و ریت پر نال کا ہی صید گاہ میں جن میں نال مست جنگی کی مستک پر گھونسا لگا تا ہر وہ چنگھاڑ مار کر بیٹھ جاتا ہر اور شیر پھر چرائی کو کتے کے برابر بھی نہیں جانتا ہر ہر شاہنشاہ اور پہلوان جہان اس کے زور کو ماننا ہر سوائے حسین و ما حسین کے کئی شہنشاہ بھی بزرگچہرہ اپنے قبضے میں کیے ہیں بہت بڑے بڑے ملک وسیع زرخیز اپنی قوت بازو سے چھین لیے ہیں اور چار سال کا خرچ جو اس کے دربار اس کے ادا کرنے کی نیت نہیں ہر ما گذاری سرکار دولت مدار داخل کرنے پر طبیعت نہیں ہر اپنی طاقت اور قوت پر یہ گھنڈہ مسایا ہر کہ عیجا با کتا ہر کہ بادشاہ ہفت کتو کی خیر اس میں ہر کو کھو غلبندی دیوے اور اپنے زرباقیات کا نام لےوے نہیں تو ملدرا سن کو غارت اور تاراج کر دے گا تمام مملکت میں ایک جھوڑا نمک نہ جھوڑوں کا بادشاہ نے ستوش ہو کر بزرگچہرہ سے فرمایا کہ کیا صلاح ہر اسکی فکر کرنا چاہیے اس میں کچھ مشورہ اور تدبیر کیا چاہیے خواجہ نے عرض کی صلاح تو یہی ہر کہ ابھی بہت زور سے چل نہیں ہوا ہر کسی کو حکم دیجیے کوئی ملائم شاہی جبار اور کار گزار اس پر مقرر کیجیے کہ اس سرکش کو گرفتار کر کے حضور میں حاضر کرے یا اس سرکش کا عاقبت ہدیش کا سرختر بیکر کاٹ کر حضور میں لا کر دھرے نہیں تو در صورت زور پکڑنے کے ہتھیال اسکا دشوار ہوگا ملک میں اسکی ذات سے فتنہ و فساد کا شکار ہوگا بادشاہ نے فرمایا کہ انکو اختیار ہر جسکو مناسب جانو اسکو بھیج اس باغی کی سرکوبی کے واسطے جسے چاہو روانہ کرو بزرگچہرہ نے گستاخ بھاشک نرین کفش ساساتی کو کہ سہارا لار نامی تھا اور ان پہلوانوں کی جماعت میں گرامی تھا بادشاہ سے خلعت دلو کر بارہ روز اور چار سے بہرام خاقان حسین کی تنزیہ تاویب کیواسطے بھیجا اور بھی مہران اولوالعزم جنگ آرمہا جانشین ہوتا دھواہ کیا اور جنگی حکم دیا کہ اسکو خرچہ جائز نہ انداز نہ بھی اس سے بطریق جرمانہ لینا اور صورت تفری تسکٹ فاش دنیا اور فساد کر کے

باب نہدیمین روانہ کرنا خواہ خبردار اس میں غفلت نہ کرنا چاہئے کہ تم اس شخصیت بجالایا اور حسین کی طرف واپس
داستان عمرو کے لعل چورانے کی اور تعلیم کے واسطے مکتب میں جانے کی

اطفال نے سوار قطہ ہارے ملا و میدان قنطاس میں یون جولان میں تلاش مضامین دیکھ پامیر و عمرو کے مکتب میں
ہر طرف دون میں کہ عادیہ یا تو کامیاب تھا کہ ایک چھاتی کا دودھ اکیلے امیر حمزہ کو اور دوسری چھاتی کا دودھ
مقبض و عمرو کو بلاتی تھی اور بنیت اُن دونوں کے امیر حمزہ پر زیادہ شفقت فرماتی تھی لیکن امیر روز بروز
دبے ہوتے اور عمرو موٹا ہوتا جاتا تھا کہ گو دوسری ایک چھاتی کا دودھ پاتا تھا سب حیران تھے کہ کیا سبب ہے
کہ یہ اور لڑکوں سے تیار ہے الفہ خواہ مرزا دمی تندرست اور روداد ہے لیکن عادیہ ات کو تے سوتے جو کبھی
تو کھیتی کیا ہے کہ عمرو نے امیر اور لعل کو تو بلانگ کے نیچے دھکیل دیا ہے اور آپ دونوں چھاتیوں کا دودھ غٹ پی پاتا ہے
صبح کو عادیہ نے یہ کیفیت سب بیان کر کے کہا کہ یہ لڑکا جب بڑا ہو گا نامی چورانے وقت کا ہو گا کہ ابھی سے ایسی
کستن کرتا ہے غضب کی غوغیاں کر رہا ہے اس کے چند روز کے بعد جب پاؤں جلنے کا عمر و نے یہ اختیار کیا کہ جب سب لوگ
گھر کے سوجھتے تو آج بھٹیوں جلا کر جس دکان میں آتا عورتوں کا چھلا اگلو تھی اور جو زور کی قسم پاتا اٹھا لاکر
عادیہ کے پاندان یا اسکے تکیے کے نیچے رکھ دیتا اور آپ سوجھتا ہی کہ سب جانتا مال ڈھونڈتے تو عادیہ باؤ کے
تکیے کے نیچے یا اسکے پاندان میں پاتے اپنا اپنا سبب مال اٹھا لیتے عادیہ سخت متحیر ہوتی اور شرماتی مگر کچھ زبان نہ لاتی
لیکن امیر کے گوارے کا لعل چورانے منہ میں رکھ لیا اور سٹکا گیا معلوم ہوا اور یہ خبر خواجہ عبدالمطلب کو پہنچی مگر
گوارے کا ایک لعل کم پو کیا وہ جو اہمیتی مکان ہی سے کھو گیا ناگہان اس میں خواجہ کی نظر پڑی تو کھینچ کر لے گیا کہ طرف کا
گال کچھ سوجھا ہے خواجہ اور بھی عادیہ و لڑکوں پر جو لڑکوں کی محافظت میں تھا ہوئے اور عمرو کو پاس نہ لے کر دیکھنے لگے کہ
یہ دم کیسا ہے گال بدو با یا اسکے منہ سے لعل نکلتا ہے خواجہ نے کہا کہ خلیفہ کرے ہر گاہ اس خبر کو سالی میں پہنچا حال ہی تو جانی میں دیکھے
یہ کیا کر گیا کیا غضب ڈھایا گیا عادیہ و عمرو کے ہاتھ سے سب مالان تھے اور کبھی اسکی حرکات صغیر سے بعض اوقات خندان تھے
جب امیر حمزہ اور مقبل و عمرو و خیمالہ ہوئے خواجہ عبدالمطلب نے ایک ملا کے پاس کہ سنی ہا تسلیم اور سنی امیر کے
لڑکوں کو بڑھا تا تھا ان تینوں لڑکوں کو بھی پڑھنے کو بھیجا ایک کتاب خانے میں بطریق رسم ملک کے بھیجا یا پہلے دن تو سبم اسٹڈ
پڑھائی گئی موافق روانہ زمانہ کے تفریب شادی کی عمل میں لائی گئی جب دوسرے دن ملا انکو سبق دینے کا امیر اور مقبل نے
تو جو کچھ ملانے پہلایا کوٹھا لیکن عمرو سے حیا سے کہا کہ الف بولا است ورجو ہو ملانے کہ میں کہتا ہوں کہ الف کہو کہتا ہوں
کہ رست ورجو یہ کیا بات ہے کیا حق ہے عمرو نے کہا کہ جو آپ کہتے ہیں میں کہتا ہوں جیسا کہ میں کہتا ہوں جیسا کہ میں کہتا ہوں
خدمت عالی میں عرض کر رہا ہوں یعنی آپ کہتے ہیں الف میں کہتا ہوں رست ورجو یہ سب سوزنی سننے کی جو یعنی
الف سیدھا ہو اور الف کا عدد ایک ہے اور ذات وحدہ لا شریک کی بھی وحدہ ہے اگر یہ غلط ہے تو توبہ

آپ تلاویب اور تنبیہ فرمائیے مجھے قائل کیجیے اور کسی طور پر سمجھائیے آپ اس میں کیا کہتے ہیں کیا خدا و احد نہیں ہو
 کوئی اور بھی اس سے شراکت رکھتا ہو اس کے سواے اور کوئی شان و حرانیت رکھتا ہو غرض کہ ہزار خرابی عمر و نے
 پہلی تختی پر بھی جیوں تیوں دوسری تختی کی نوبت پہنچی جب الف خالی بے کے نیچے ایک نقطے کے اوپر دو نقطے کے
 کے اوپر تین نقطے کی باری بڑھانے کی آئی تو اوجھی عمر و کی طبیعت گہرائی مزاج نے شرارت دکھائی بڑھنے کی طرف
 توجہ مطلق نہ کرتا سیودہ بکا کرتا تھا ملا اگرچہ چشم نمائی کرتا مگر خیال میں نہ لاتا تھا ہٹا کھاتا کرتا باتوں میں اڑتا تھا چار
 حمزہ سے کہنے لگا کہ تم کو اختیار ہو اس ملا کے پاس بڑھو اپنی اوقات ضائع کرو میں تو نہیں بڑھنے کا ایسے علم سے
 باز کیا اس تعلیم اور تعلم سے درگزر میں قاعدہ بڑھنے کو آیا مہوں یا حساب سمجھنے کو کتاب لایا مہوں اگر الف خالی ہو
 تو مجھ کو کیا کسی کے پاس ایک دو تین نقطے میں تو مجھے کیا پروا خلاصہ یہ کہ عمر و ایسی ہی باتیں لایعنی شرارت آمیز کہا
 کرتا تھا ملا ایک شب کو خواجہ عبدالمطلب کے پاس گیا اور عمر و کا شکوہ حد سے زیادہ کیا اور تمام احوال کھاک
 نہ تو آپ سبق لیتا ہو اور نہ حمزہ کو بڑھنے دیتا ہو اگر حمزہ کو بڑھوا منظور ہو تو اس کو کسی کے سپرد کیجیے ورنہ میں
 یہ آفت اپنے اوپر نہ لوں گا ان دونوں کو کون کو بھی بلوایے خواجہ نے چاہا کہ عمر و کو اور میں بڑھنے کو بھانپیں میر نے
 قبول نہ کیا بلکہ یہ بات سن کر رو دیا اور کہنے لگے کہ جہاں عمر و جا رہا وہاں میں بھی جاؤں گا نہیں تو ایک حرف بڑھنے کا
 زبان پر نہ لاؤں گا خواجہ ناچار ہو کر جب ہو رہا اور پھر زبان سے کچھ نہ کہا مہول تھا کہ سب لڑکوں کے لیجان کے ان
 باب بقدر حیثیت کے کھانا بکواتے اور مکتب میں بھواتے ایک روز کا اتفاق سینے کہ کھانا موافق معمول کے ہر ایک
 کے گھر سے مکتب میں آیا تھا اور موقع موقع پر رکھا ہوا تھا کہ دوپہر کو مع ملا سب کے سب سو گئے مگر عمر و جاگتا تھا
 جو کچھ چاہا اس میں سے لیکر آپ کھا لیا اور باقی ملا کے نیکے کے نیچے چھپا کر رکھ دیا جب جاگے کھانا ڈھونڈتا تو
 نہ پایا ہر روز کا بھوک کی شدت سے گھبرا یا ملانے کا کہ سواے عمر و کے یہ کام اور کس کا ہو اس کے سامنے کس کا ایسا کچھ ہو عمر و نے کہا
 کہ وہ حضرت یہ وہی لڑکے کہ شہر میں اونٹ بڑا ملا آپ ڈھونڈھو لیئے پہلے خوب اس امر کی تحقیق فرمائیے جسے ثابت ہو وہ
 قابل تفریر ہو مگر ایک نقص یہ کہ ملانے کا کہ تو ہی ڈھونڈھو عمر و نے تجاہل عارفانہ کر کے پہلے تو سب لڑکوں کا جائز لیا
 اور ادھر ادھر دیکھنے لگا بعد کے ملا کے کچھ نہ کھونے تیکے جھارے تمام کپڑے اٹ ڈالے سمجھون نے دیکھا کہ ملا کے تکیوں کے نیچے سے
 لٹا کا کاغذ چھپا کر کہنے لگا کہ دیکھو صاحبو جو کفر از کعبہ برغیر و کجا ماند مسلمانانہ ہر گاہ ملا صاحب کی نیت ہو حضرت نے
 ایسی طبیعت ہو تو مابہر حال جاہلون کے حمزہ چلو اٹھو اپنے باب سے کہو کہ جو ملا کے پاس ہم تو بڑھ چھٹے ایسے
 ہم علم سے جاہل ہی رہیں گے ہر کوئی ساہوکار خوش نیت کے پاس بڑھو لیئے اور کسی خوش نیت ملا کے پاس بٹھالیئے
 لئے کھانے ہو کرو تین ملا نیچے زور زور سے عمر و کو مارے اس پر بھی باز نہ آیا تو ٹوڑے بٹھکارتے میر نے عمر و
 ل تقصیر معاف کر دئی اور زیادہ مار تہونے پائی دوسرے دن دوپہر کے وقت جب ملا اور لڑکے سو گئے عمر و نے ملا کا

شلہ کرانی حلوئی کے پاس گورکھا پانچ روپے کی مٹھائی لاکے مکتب خانہ میں رکھ دی اور خود سو رہا ملانے اٹھ کر جب مٹھائی بکشت دیکھی تو دل میں خوش ہوا اگر ساتھ ہی عمرو کی چالاک کی طرف بھی خیال کیا ہوا کہ اس کے سے پوچھا کہ کیسی مٹھائی ہو اور کہاں سے آئی ہو بھون نے ناواقفیت بیان کی حقیقت حال کی کسی کو معلوم نہ تھی عمرو کو جگا کر پوچھا تو آپ نے جواب دیا کہ بابا جان نے نیاز مانی تھی سو یہ شیرینی لیکر آئے تھے دو ایک آٹا بھی اور ہمراہ لائے تھے پلو سوتے سے جگا لائے ادبی سمجھے جلتے وقت مجھ سے کہ گئے تھے کہ جب ملا صاحب سو کر اٹھیں امیر فاختہ دوائے تعمیر کر دینا اور میرا حصہ خود لے لینا ملانے پوچھا کہ فاختہ کسکے نام پر پڑھوں مکاندار کسکو بخشوں تو لاکر بابا شلہ کے نام پر ملانے کہا کہ کیا کلام جوڑ کسکا نام ہو لاکہ فقیر کے ایسے ہی نام ہوا کرتے ہیں ایسے ہی ناموں سے نکلے میرا نگو بھار کرتے ہیں ملانے فاختہ دیکر اوپر سے اچھی اچھی مٹھائی اٹھا کر پہلے آپ ہی نوش فرمائی باقی عمرو نے سب لٹکوں کو بانٹ دی اور آپ بھی کھائی ان پیڑوں میں جبکہ ملا صاحب نے تناول فرمایا تھا عمرو نے کچھ جال کوڑ ملا دیا تھا غوطی دیر بعد ملا صاحب کے پیٹ میں کرب و درد شروع ہوا تو رات و بچ بڑ بچ ہونے لگا ملا کو شدت سے دست آنے لگے پانچا نے تک جانا تو ہوا ہوا ہوا یانوں خرقہ اسنے لگے ملانے عمرو سے پوچھا کہ ارے اس مٹھائی میں کیا ملا ہوا تھا کہ جس کے کھانے سے میرا حال ایسا پتلا ہوا عمرو نے کہا کہ حضرت کو تمام قاعدے میں سے رے ایسی یاد ہو کہ سخن تکیہ ہو گیا اور میں بھی لام کان منہ سے مکا لو لگا کا مجھ کو یہی قاعدہ خوب ازبر ہو ہوا اور مٹھائی تو ہم سب نے کھائی ہو کہ ڈکار تک نہیں آئی ہو اگر مٹھائی کے کھانے سے حضرت کا حال تپا ہوا ہو تو ہم لوگوں کو کیا ہو اہو مگر مان اگر یہ ہو تو بٹول مشور ہو کہ کسی کو بیگنی پچائیے او کسی کو نہ بچے یا آپ نے میرے جانے کے قبل بالابا لاشیرینی کسی لٹکے سے اڑوائی ہوگی یا بے اعتقاد اور بے احتیاطی سے وہ مٹھائی کھائی ہوگی بابا شلہ ایسے نہ تھے کہ کوئی ان سے بے اعتقاد ہو دے اور اس کے بعد میں کسی طرح کا فساد نہ ہوے اور سوائے اسکے آپ کا ہر کو ہو کے کے مارے بہت سی کھا گئے کہ سفیر میں فتور ہوا تحلیل میں قصور ہوا عمرو کی شرارت امیر نے دریافت کر کے مٹھا منگوایا ملا کو بلوایا اور کہا کہ شیرینی کی حرارت ہوئی ہو اسنے گرمی کی ہو آپ وہی نوش فرمائیے اور دل میں اور طرح کا وسوسہ نہ لائیے خدا خدا کہ کے ملا کی جان بچی اس بلوے ناگہانی سے فرصت ملی جب جا اٹھڑی دن باقی رہا ملانے لٹکوں کو چھڑی دی بھون نے اپنے اپنے گھر کی راہ لی ملا نے اپنا جیب عامہ سمجھا لاد دیکھیں تو شلہ نہیں ملتا لکھ گیا ہچا کر کہ بند کا عامہ سر پہ بندھو کے گھر کو جلا جلا حلوئی کی دوکان کے قریب پہنچا تو حلوئی شلہ لیکر دوڑا اور کہنے لگا کہ حضرت کو شلہ بھیجی مٹھائی منگوانا کیا ضرورت تھا کیا مجھے خفیف کرنا منظور تھا یا پانچ روپے بھی ایسے ہیں کہ مجھ کو آپ کا اعتبار نہ تو مادمس با پانچ روپے کے واسطے قرار نہ ہونا دہون کی چندان ضرورت نہیں جب خرچ آیا کرے مجھ کو ادیا کیجیے یہ دوکان آپ ہی تھی ہو کہ جس قسم کی مٹھائی کو بچی پانچ روپے منگوایا کیجیے ملانے یہ جملہ شکے کچھ کلمات زمانہ ساز ہی کے اس کے جواب میں کہے اور شلہ لیکر مجھ پر پانچ روپے جیب سے نکال کر اس کے

ہاتھ دھوے اور جین سو جا کر یہ وہی بھٹائی ہو کر عمر و نے آج فاختہ دلوئی ہر شب بھر صبح کو عمر و ہر اور میں ہوں
کوڑا ہر اور اسکی پشت و کمر ہر اور میں ہوں اسدن کا حال سینکھ صبح ہوتے ہی سب سے پہلے عمر و کتب میں آیا اور چھوٹے
کو جھاپڑا جوڑا کا مسند تکبہ لگا کر کتاب کھول کے پڑھنے لگا ملانے جو ہر گز کو کتب میں دیکھا دل میں کہا اس پر
میرا خون غالب ہو رہی کہ سب سے پہلے آیا ہر آج جسکو کچھ نہ کہا جا ہیے بھلا داد دیا جا ہیے ملانے سب کو سبق دیکر کہا
کہ میں حمام میں جاتا ہوں بہت جلد وہاں سے فراغت کر کے آتا ہوں تم لوگ بیٹھے ہوئے پڑھو اور اپنا اپنا سبق یاد
کر دو اور خضاب تیار کر کے عمر و کے ہاتھ پہلے سے حمام میں بھیج دیا اور سمجھے آپ قصہ حمام کا کیا عمر و نے راہ میں فرصت
پا کر مسہ بھر ہر مال خوب باریک پسکر خضاب میں ملا دیا ہر گاہ ملا جی حمام میں گئے وہ خضاب ڈاٹھی ہو کچھون میں
لگا کر ایک ساعت کے بعد گرم پانی سے جو دھویا موچھ ڈاٹھی کا صفایا ہو گیا اشک ندرت سے نکھڑ دھویا ملا نہ نہ نہ
سے پانی پانی ہوا ہر ایک سے منہ چھپانے لگا رات کو ایک فریق چہرے پہ ڈال کے خواجہ عبدالمطلب کی خدمت میں گیا
اور صورت اپنی دکھا کر خوب منہ میٹا اور رو کر کہا عمر و نے اس بڑھاپے میں میری شکل بنائی اس اخیر میں میں تجھے
دکھائی مارے غم کے کسی کو منہ نہیں دکھا سکتا ہوں کسی دوست آشنا کے پاس کیونکر جاسکتا ہوں اور تمام
قصہ شملہ اور بھٹائی اور میں جہاں گئے ٹڈالہ نیے کا بیان کیا خواجہ نے انکو تو عذر کر کے خدمت فرمایا اور عمر و کو نذر دیکر
گھر سے نکال دیا میرے کہا کہ اگر کبھی تم نے عمر و کا نام لیا تو ہم تم سے بہت آزر دہ ہونگے بیٹا ایسے نالائق شہریر کو اپنے پاس
کوئی بیٹھا تا ہر شہر دے گئے کو کوئی گھر میں بلاتا ہر ایسے آدمی کی صحبت میں انسان بدنام ہوتا ہر صحبت بدکار ہر انجام ہوتا
میر کو عمر و کی جدائی کب گوارا ملتی دو شبانہ روز تک بھوکے پیاسے سہے کوٹھے پر بیجا جاکے رویا کیے یہ خبر خواجہ عبدالمطلب
کو پہنچی چار چار عمر و کو بلاد کر تفصیر معاف کی میرے حوالے کیا اور ایک دفعہ ملا کو سفارش میں لکھ دیا ملانے قصہ معاف
کیا اور برستو عمر و کو بھر کتب میں داخل ہوا ایک دن کسی شاگرد کے گھر سے ملا کو واسطے کھانا آیا ملا صاحب نے عمر و کو دیکر
فرمایا کہ اسکو میرے گھر میں پہنچا آئے الہ راہ میں کچھ چالاکی نہ دکھائیے اگر راہ میں کھولا تو اس میں مرغ کا چوزہ ہر
اڑ جائیگا بھر شکل سے بھی ہاتھ نہ آئیگا عمر و بولا کہ مجھ کو کھولنے سے کام کیا ہر مجھے کیا کتے نے کاٹا ہر استانی صاحب کو
دے آتا ہوں انہی سے جواب لاتا ہوں اس خوان کو لیکر دہانسنے تو روانہ ہوا جب ملا کے مکان کے نزدیک پہنچا تو ایک چلہ
محفوظ دیکھ کر خوان سرے سے تار کر کھڑا تو اس میں بیٹھے حادل نظر آئے منہ میں پانی بھرا آیا بھوکا تو تھا ہی اس صاحب نے بھر خوب
بیٹ بھر کے نوش جان فرمایا جب قدرتی رہے وہ کشتوں کے آگے ڈال دیے اور خالی قاب خوان میں کھڑ کر کئے اس خوان پر خوش
بھاڑ کے آگے بڑھ کے ملا کے دروازے پہ پہنچ کر استانی کو کپارادہ دروازے پر جب آئیں انھیں وہ خوان حوالے کر کے کہا
کہ ملا صاحب نے اسے کھولنے کو منع کیا ہر اور فرمایا ہر کہ کھانا کچھ نہ کھانا اور مہمانے میں جو ایک دو دست تھا راہی
اس کو بھی کھانا کھانے کو منع کرنا اور انکے یہاں کھانا کھانا کھانا ہر ناوہ سحاری تو عمر و کے تہ سے ناقد تھی اسے اب بھی

کچھ نہ بچا یا اور مہسائے میں بھی دو بیسیوں کو کہانسی دیرت جانی تھیں کھانا پکانے کو منع کر اٹھو یا اتفاقاً اس روز جو ملا صاحب کنب سے اٹھے تو ایک دوست کی ملاقات کو گئے کہ کھڑی بھر دیدو ادید کرتے چلین کچھ گفت و شنید کرتے چلین اسنے دو بہرات گئے تک ملا کو نہ چھوڑا ہر خبر کھانا کھانے کو کہا لانے کہ بیٹھے جاو لون کا مڑے تھن تھا کچھ نہ کھا یا جب فرصت ہو کر گھر میں گیا اور بی بی سے پوچھا کہ آج کیا بچا یا ہو تم کو آج بڑی تکلیف ہوئی میرے انتظار کی تھنے کچھ کھایا یا ابھی تک کچھ نہیں کھایا اسنے کہا کہ کچھ کچھ کھانے کو منع کر دیا تھا اور فلاں فلاں بیسیوں کو بھی میں نے تمھارے بموجب کہنے کے کھانا پکانے کو منع کر دیا تھا سو آج خلاف معمول دو بہرات تک باہر رہے مہمانوں سے ایسے سنجیدہ رہے وہ بیچارے بھی اپنے خاوندوں اور لڑکوں سمیت بھوکے پیٹھے ہیں کھانے کی راہ تک رہی میں بہر حال کھانا جو تم نے بھیجا ہو وہ رکھا ہو پہلے تو کچھ اُن بیچاروں کو کہ جنکو تمھارے کہنے سے میں نے ہمان کیا ہو بھیجو پھر آپ نوش جان کرو ملا نے یہ جملہ شکر اپنے دل میں کہا کہ خدا خیر کرے یہ حرکت عمر و کی خالی از علت نہیں ہوا میں کچھ کالا ہو یہ امر بھی خالی از شرارت نہیں ہو خوان جو کھول کر دیکھا تو اس میں خالی قاب پائی دل میں سوچا آرمودہ را از مودہ جیل است تیر عقل پر کیا شناخت آئی کہ اس نجات ازلی کے ہاتھ سے زک اٹھا چکا ہو اور پھر اس پر اعتماد کرتا ہو ملا نے سنا اہل و عیال اُس شب کو فاقہ کیا اور یہ حال سن کر اُنکے ہسایوں نے جو مدعو تھے آخرین احکام ساتھ دیا صبح کو ملا نے کچھ ناشتا کر کے کتب میں جا کر عمرو سے پوچھا کہ کل جو کھانا خوان میں بھیجا تھا وہ کیا ہوا عمرو نے کہا کہ کھانے سے تو میں نہیں واقف وہ مرغ جو آپ نے بھیجا تھا آتش راہ میں خوان پوش اور کسنے کو پھاڑ کر کڑ گیا میں نے بہت تلاش کیا پتا نہیں نہ کھا ملا نے کہا کہ تو نے کھانا پکانے کو میرے گھر میں کیوں منع کیا اور بیفائدہ گھر والو کو رنج دیا اور میں نے کب کہا تھا کہ مہسائے کے لوگوں کو مدعو کرنا اور انکو بھی میرے ساتھ لے کر عمرو بولا کہ یہ البتہ تقصیر ہوئی ملا نے عمرو کو باز دھکڑا دھکی مزاد دی امیر نے اسکی تقصیر معاف کر لی اور اُس بغیر سے رہائی دلائی اور کہا کہ اب اس سے ایسا قصور ہوگا اسکو اپنا نقصان منظور نہوگا لیکن عمرو دسین ملا کا جانی دشمن ہو گیا ہر وقت اس بیچارے کے دیر دولت ہوا چو کہ اچھل اور اسی سفیان بھی اس تہ خانے میں بیٹھے تھے دوپہر کے وقت جب سب لڑکے سو رہے تھیں غافل ہو گئے عمرو نے انکو بھی اچھل کی انگلی سے اتار لی ملا کے گھر میں جا کے ملا کی بیٹی کے صندوق میں رکھ دی اور اُس لڑکی کے کان کی بالی ملا کے نام سے لاکر اچھل کے ہاتھ میں لی اور چپکا لٹا ہا دم سادہ لیا جب سب لڑکے جاگے تھے ہاتھ دھو کر بیٹھے گئے ملا نے اچھل کی انگلی میں رہتی بیٹی کی کان کی بالی جو دیکھی تو کچھ کان کھڑے ہوئے لیکن کچھ کہہ سکے اچھل سے پوچھا کہ یہ بالی تو نے کیونکر پائی ہو اچھل اپنے ہاتھ کو دیکھ کر سخت متحیر ہوا اور گہرا کر کہنے لگا کہ میں نہیں کہہ سکتا کہ کہنے یہ بالی میرے ہاتھ میں پائی ہو عمرو بولا کہ تمھارے پوچھنے میں اس بات سے خوب واقف ہوں یہ راز مجھ کا شکار ہو اگرچہ خلاف ادب اس کا اظہار بہر ملائے کہا کہ

عمر و بولا کہ دوہر کو جب آپ اور سب لڑکے سو جاتے ہیں یہ اٹھ کر آپ کے گھر جا کر تباہی پھر اسی بانوں جھٹ پٹے پھر
 آیا کرتا ہوا آج جو یہ اٹھ کر حلقہ اقصا کا میری آنکھ سو وقت کھل گئی میں بھی اُسکے پیچھے دے بانوں گیا جب یہ آپ کے
 دروازے پر پہنچا اسے دروازے کی زنجیر ملائی آپ کی صاحبزادی اندر سے دوڑی آئی پہلے تو بائیکہ مگر بوسن کتا پوچھ
 آنے جانے کا قول دیا اور الوداع ان کچھ باتیں ماز و نیاز کی ہوئیں چلتے وقت الجھل نے اپنی آنکھیں اسی کو دی اور
 اُسکے کان کی بالی آپ کی میں یہ ماجرا سب دکھتا رہا بعد ازاں خفیہ بیان آکر سونا بنگیا سنکر ملائی آنکھوں میں
 خون اتر آیا بول چال سے بالی لیکر اندر اُسکو جو مینا کر کے مارا کہ اُسے چھٹی کا دودھ اگل دیا اور اُسی غیظ میں اپنے گھر جا کر
 بیٹی کو پاس بلایا اور اُسکا صندوقچہ منگایا دیکھا تو فی الحقیقت اُس میں اُنکو ٹھپی الجھل کی رکھی ہر نہایت احتیاط سے
 محفوظ دھری ہو یہ دیکھتے ہی اس بھاری کے سر کے بال کپڑے ایسے ملاچے اُسکے گل سے رخساروں پر لگائے کہ وہ تلمکائی
 غش لگائی اور منہ اس کا تابنا سا ہو گیا مان اُسکی گالیاں دیتی ہوئی دھڑکی کہ کیا تجھ کو سودا ہوا ہو شیطان سر پر چڑھا ہو
 اُس بھاری کو مارے ڈالتا ہوا تصور اُسکا بارے کیا ہو اور ایک دہ چڑھ چڑھ پر رات تو ملا بی بی کو چھوڑ کر اُسکو لپٹا اُسکی
 داڑھی اُسکے ہاتھ میں اور اُسکی جوئی اُسکے ہاتھ میں لوگ محلے کے غل شور مکر دوڑے اور ملا سے کہنے لگے کہ تم کو عورت پر
 دست درازی کرنے کا سبق کسے پڑھا یا ہو اور کس استاد نے آپ کو علم تعلیم فرمایا جس کتاب میں یہ لکھا ہو کہ خیمہ چور کو مارے
 ہو تو دکھا دو یہ مسئلہ کونسی خوبی سمجھا دو البتہ بیچ بچاؤ کر کے ہر ایک کو لغت طاعت کرنے لگے اور عورت پر دست درازی کی
 ممانعت کرنے لگے فقہار اُسکے دوسرے دن جب وہ کلان تھا لڑکوں کی چھٹی تھی جا بجا موعوب میں مشغول ہر ایک طفل
 کم سن تھا مگر عمر کوئی سوچتی تھی ایک بساطی سے جا کر کہا کہ تمھاری جو رو کا حال برہم ہو چھ ممت کر کے لوگوں نے
 خبر کرنے کو بھیجا ہو بساطی یہ بات سنتے ہی روتا بیٹا اپنی داڑھی کھسٹتا کھسٹتا کہ حلال عمر و تھوڑی دور اُسکے ساتھ جا کر
 الگ ہوا اور اُسے بانوں اور راہ سے دوکان پر آکر اُسکے شاگرد سے کہا کہ وہ بڑا کس جو سوئیوں کا ہو تمھارے
 استاد نے مانگا ہو کہ ایک شخص مول لگیا دام خاطر خواہ دیجاد وہ خود نہ اُسکے اس واسطے تجھ کو بھیجا ہو آئندہ تم کو اختیار ہو
 دینے نہ دینے کا اسے یہ سمجھ کر کہ کڑا کا ظاہر میں معتبر معلوم ہوتا ہو ذریعہ اور دغا بازی کیا جانتا ہو کاس سوئیوں کا کوا کیا عمو و لیکر
 کتب میں پوچھا اور بیان خالی پا کر ملے نام بچوئے اور تکیے میں سریاں چھوئے اور آپ نے گھر کو چلایا چوڑا کس دن ملا اور اُس کی
 جو رو سے جوتی نیز اہل ہو چکی تھی گھر میں کھانا وغیرہ کچھ نہ بچا تھا آفت تھی تھی ملا روٹھ کر کتب میں آیا اور پتھر پھینکا کہ آج
 میں سو رہو گا اور گھر پھر کر دھاؤں گا جو میں بچوئے پر بانوں رکھا وہ سوئیوں تلوون میں چھپ گئیں چیخ مار کے بیٹھ گیا
 جو پتھر چھد گئے سوئیوں پار ہوئیں میناب ہو کر جو لپٹ گیا تو کمر اور پیٹھ میں سوئیوں کو لگائیں تیغاری سے کوٹیں لے لگا
 تمام بدن صورت غریب بنگیا دن جب وہ کاشا گرد بھی نہ تھے کہ سوئیوں کو اُسکے بدن سے نکالنے استاد کو اس
 رنج و محن سے چھوڑ داتے وہ سوئیوں جیسے بدن میں بوست ہوئی تھیں ویسے ہی بوست رہیں سارا بدن سوچ گیا

اور ہر بن موسے خون کا فوارہ چھوٹنے لگا دوسرے دن ہفتے کو جوڑ کے آئے تو دیکھا کہ ملا صاحب مچھلی کی طرح قریب سے بہتے بہتے ہیں کراہتے بہتے ہیں اور کچھ نے پر بتیاب اور تیر مردہ پڑے ہیں لڑکے سوئیاں نکالنے لگے اور ملا در سے جو چھین مارتے تھے انکو سنبھالنے لگے اس میں عمر بھی کا شہن سب کے پیچھے گیا تھا پہونچا ملا کو دیکھ کر رو کر کہنے لگا کہ جسے یہ حرکت کی ہے اگر فحشکو معلوم ہووے تو ایسا ہی حال اسکا بھی کروں اپنے استاد جی کا بدلہ اس سے بخوبی لوں اور جھٹ پٹ ایک میانہ لاکر ملا صاحب کو سوار کیا اور قراج کے گھر لچلا جب اس بساطی کی دوکان کے قریب میانہ پہونچا وہ عمر کو پہچان کر دوڑا اور کہنے لگا کہ اولڑکے تو بڑا فتنہ انگیز اور تاشاہر تو نے جھکو تو جھوٹ موٹ فقرہ دیکر کہ تیری جودو جان بلب ہو گھر کو روانہ کیا اور میرے شاگرد سے میرا نام لیکر کئی ہزار سوئی کا بڑا لیکر چلتا ہوا اب تو کہاں جاتا ہو ابھی تیرا کچھ خبر نکالتا ہوں سوئیاں اپنی جگہ سے لوٹ گئے تھے اس جالالی کا مزہ دکھاؤ گھاٹلے کان کھڑے ہوئے جو یہ تقریر سنی اس بساطی سے مخاطب ہو کر بوجھنے لگا کہ یک سوئیاں تیری دوکان سے لے گیا تھا عمر و نے دیکھا کہ راز افشا ہوا جھٹ پٹ آنکھ بجا کر وہاں سے چلتا ہوا اور مکتب میں آکر امیر اور مفضل سے کہا کہ لو خدا حافظ ہر اینا تو اس شہر میں رہنا نہیں ہو سکتا امیر کو بے عمر و کے کب چین اساتھ یہ کلام عمر و کلسکے گھر آکر بوجھا خیر تو ہر سچ بتا کیا معاملہ گذر عمر و نے کہا کہ میرے تو جو اس وقت جمع نہیں ہیں کہ ماجرا کون سارا قصہ راہ کا آپ کو کہناؤں جب قدرے اطمینان ہو گا سب بفضل عرض کروں گا تمام سرگزشت سماعت مبارک میں پہونچاؤ گا تب تو امیر نے کہا کہ کمال کہاں چلتا ہے تیرے ہمارا دل کب سنبھلتا ہو ہم بھی تیرے ہمراہ ہیں گو کہ آپ کی حرکتوں سے خوب آگاہ ہیں امیر و مفضل اور جن جن لڑکوں کو امیر کے ساتھ محبت ہو گئی تھی سب کے سب عمر و کے ساتھ ہوئے اور خفیہ لڑان اور نرساں آگے پیچھے دیکھتے ہوئے اسکے جلو میں چلے عمر و کو ساتھ لیکر وہ البوقیس کے در سے میں جا کر چھپا اور سہرا ہیون سمیت اس مقام میں ایک شبانہ روز راجب ایک رات فاقے سے گزرا تو دیکر دن امیر نے عمر و سے کہا کہ اب تو جھوک کے مارے اپنا قافیہ تنگ ہو فاقے کے سبب طبیعت کا اور رنگ ہر کچھ کھانے کی فکر کیا جا ہیے کسی طرح بیٹ بھریا جا ہیے عمر و نے کہا آپ بالیکہ گرا نے ہر اہیون سے تھلاط کیجیے غلام کھانا لاتا ہے دیکھیے تو کسی کینچی تینیں حضور کو اس مقام میں کھلو آتا ہے یہ کہ کٹر سر کی طرف روانہ ہوا ایک قصائی سے دو ہاتھ رووہ آنت لیکر تھیدہ بڑھیا کے گھر کے پچھوڑے پہونچا اسکی مرغیان گھورے پر جرتی تھیں وہ بیکری شروع کیں اس طرح سے کہ رووے کے ایک سرے پر گرہ دیکر گھورے پر پھینکا جب مرغی نکل گئی دوسرے سرے کی طرف سے پھونکنا شروع کیا آنت جب پھول گئی مرغی کے گلے میں گرہ پھنی پھندا لگا فوراً بکڑ کے ذبح کیا اور صاف کر کے ایک رومال میں باندھ لیا جب نذرہ سولہ مرغیان رومال میں باندھ چکا اور کچھ لینے دینے کی تدبیر سوچا چار پنج پتھر چھوڑ لیے اس بڑھیا کے چہرے پر پھینکے اور آپ منظر وقت کھڑے رہے وہ ضعیفہ عمل جاتی ہوئی گھر سے باہر نکلی چاروں طرف دیکھتی ہوئی

حیران و ششدر رہی عمرو نے دوسری طرف سے اس کے گھر میں بھس کے کچھ سی دیلنا شروع کی وہاں ایک ہانڈی میں
 مرغیوں کے انڈے جمع تھے لیکر اپنی راہ لی آگے بڑھ کے ایک کباہی سے ان مرغیوں کے کباب بھجوائے اور انڈوں
 کے چلوے خالیگئے بنوائے اور پانچ روپے کی شیرمالین اور مٹاری اس سے لین اور خوشنکین کھین اور کباب اور
 انڈے رکھ لے اپنی جا کو کسا اور اپنے سر پر رکھا اور کباہی سے کہا کہ اپنا آدمی ساتھ کر دے میرے ساتھ چل کر دیر نہ لگی
 اس وقت بھاری آدمی کے ہاتھ دام بھجوا دوں گا اور خواجہ عبدالملک سے کہہ کے بیان آج حباب کی دعوت ہو رہی
 روٹیوں کی قیمت و لواؤں کا اُس نے جو خواجہ کا نام سنانا فوراً اپنا آدمی عمر کے ساتھ کیا اور ذرا بھی تکرار نہ کی
 سودا دینے میں کچھ انکار نہ کی عمرو نے غلطی دور جا کر اس آدمی سے کہا کہ تم آگے بڑھو خواجہ کے دیوانے میں چلے چلو
 مجھے برقرار لینا ہے لیکر آتا ہوں انھیں بھی قیمت دلو تاہم وہ تو سڑن کو گیا اور آپ کوہ البوقیس کی طرف روانہ ہوا
 جب امیر کے پاس پہنچا خواں دیکھ کر سمجھون کا دل خوش ہوا خواں کو چھوٹا انواع انواع کھانا اس جھوک میں پایا امیر
 شیراز و طاغیہ و کباب دیکھ کر بہت حیرت ہوئے عمرو کی جا لاکھون سے تو واقف ہی تھے فرمایا کہ پہلے یہ ارشاد ہو
 کہ کھانا کس فضا سے آیا ہے کوئی جا لاکھ اور عیاری کو کام فرمایا ہے عمرو نے کہا کہ اول طعام بعد کلام پہلے خاصہ
 تناول فرمائیے بعد اسکے ایسے کلمات زبان مبارک پر لائیے میرے بہر امیوں سمیت کھنکھناتول فرمایا اب اس آدمی کا
 حال سنئے جبکہ کباہی نے روٹیوں کی قیمت کے واسطے عمر کے ساتھ کیا تھا خواجہ عبدالملک کے پاس گیا اور کہا
 کہ استاد نے لہذا اب تسلیات عرض کیا ہے کہ حضور نے عمرو کی معرفت پانچ روپے کی شیرمالین جو سنگوائی میں اُسکی
 قیمت کیواسطے غلام کو بھیجا ہے ملا صاحب تو پہلے ہی سے بیٹھے ہوئے عمرو کا ذکر شروع تھے سینکڑوں کے ہوش پران
 ہوئے امین ایک بوڑھا روتی سنی ہوئی زیادتی آئی کہ عمر و جھجھکا کی مرغیان اور انڈے اس خرید عیاری سے لگائی
 دیکھے مجھ یہ محتاج کو کیسا تباہ اور غریب دے گیا ہے خواجہ عبدالملک نے کباہی کے آدمی سے پوچھا کہ آخر عمر و کو دیا
 اُسے کہا کہ کوہ البوقیس کے سمت جاتا تھا اور جاہلون طرف دیکھتا ہوا بھوکا سا تھا خواجہ عبدالملک نے اس کو
 پانچ روپے منگادیے اور بڑھیا کو بھی دام مرغیوں اور انڈوں کے دلوادیے اور ملا سے کہا کہ آپ کوہ البوقیس تک تکلیف
 فرمائیے شاگردوں سے عمر و کو پکڑوا کر لے آئیے ملا کی جو ناسات آئے شاگردوں کو ہر ایک کوہ کا ہتھ لیا اور عمر و کی گرفتاری کا
 قصد کیا کوہ البوقیس کے قریب پہنچا عمرو نے دور سے کچھ لڑکے تھکے مارا اور امیر سے کہا کہ ملاجی کوہ کا ہتھ لے آئے ہیں انہ
 شاگردوں کو ساتھ لاتے ہیں دیکھیے تو میں کسی گت بنا تاہم اس میں گت ہے گھر بھجواتا ہوں نیکر ملا صاحب تو ٹھٹھکا اچھی طرح
 عمر و کے لڑکوں والو سفیان وغیرہ کو عمر و کے پکڑنے کا حکم دیا اور آپ کچھ دور تک تباہا شروع کیا جب
 ابوہل وغیرہ قریب پہنچے تو عمرو نے بچار کہا کہ تم لوگوں کی ناسات آئی ہے بیٹھے بھٹکے کھڑے بھلائی ہوئی
 نو خط ہوا ہے تمہیں کیا لےنے کا تاہم بھلا چاہتے ہو تو پھر جاؤ فیرو عافیت سے اپنے مان باپ کو کھنکھانے والا ہو

مانتا تھا اجرات کر کے آگے بڑھا عمر و بنے سنگریزے اٹھا کر اس زور سے ابوجہل کے منہ پر مارے کہ تمام منہ
 اس کا زخمی ہو گیا اور کنکریوں کے سوراخوں سے سارا بدن گویا جلینی ہو گیا بلا کے سنگریزے تھے گویا چھری تھے
 ابوجہل کی پیشانی اور خساروں میں ٹھس گئے تب تو ابوجہل دما آنکھیں ملتا سمجھے کوہٹا اور لڑکون نے ابوجہل کا حال
 جو دیکھا ایک آگے نہ بڑھا ملا یہ سمجھ کر کہ میرا خون ہو گا عمر و کے بکڑے کو آپ چلا جو بہن نزدیکی پہنچا ایک پتھر اٹھا کر ایسا
 مارا کہ سر تھکا کا پھٹ گیا پیش روی سے قدم ہٹ گیا اور خون کا قوارہ سر سے چھوٹنے لگا تب تو ملا جی بھی برس حساب
 ہو کر کھچلے پاؤں پٹے اور گھر کا راستہ لیا اور خون میں بھلے ہوئے چلے اور اپنا سر اور ابوجہل کا منہ خواجہ عبدالمطلب
 کو جاکے دکھا کر تمام ماجرا بیان کیا اور کہا کہ میں عمر و کے بڑھانے سے باز آیا آپ نے خوب سلوک میرے ساتھ فرمایا خواجہ یہ
 تمام قصہ سنکر آپ سوار ہو کر کوہ اوقمیس کی طرف گئے اس نشان پر جہان ملانے بتایا تھا چلے عمر و نے دور سے دیکھ کر کہا
 امیر خواجہ آتے ہیں اسے میرا کچھ پس نہیں چلے گا جھکنا دینگے تو معلوم نہیں کیا سزا دینگے میں اپنی راہ لیتا ہوں حق
 غلامی کا ادا کیا دیتا ہوں اب آپ جانیں اور آپ کا کام جانے جب خواجہ درہ کوہ تک پہنچے عمر و کو تو نیا یلین
 امیر کو دلاسا دیکر اونٹ بٹہ بٹہ ساتھ بٹھایا اور بائیل مرام دوٹھانے کا راستہ لیا اور فصل کو لڑکون سمیت اپنے غلام
 کے ساتھ کیا جب گھر میں آئے تو امیر کو تسلی اور تسفی دیکر فرمایا کہ بابا خبردار خبردار اب عمر و کا نام تم زبان پر نہ لاتا
 اور اسکو اب بھی اپنے گھر نہ بلوانا تشریف ز اوے ایسی صحبت بد سے پرہیز کرتے ہیں ایسے مفری تھنی کے ساتھ کیشت و
 برخاست سے گریز کرتے ہیں وہ تھیں بد راہ اور بد نام کر لیا تھا ارے آباؤ اجداد کا نام ڈوبو دیکھا امیر کو عمر و کے کہاں ہیں
 دو آرام تھلے اختیار ہونے لگے اور خواجہ نے ہر چند سمجھایا بچھایا کچھ جواب نہ دیا چپکے ہو رہے اور سات دن تک کھانا نہ
 کھایا اور پانی کچھ منہ سے نہ لگایا تب تو خواجہ عبدالمطلب گہرائے کہ حمزہ کی جان مفت جا دیلی ناچار پھر عمر و کی
 تلاش کو آدمی بھجوائے لیکن امیر سے کہا کہ اب عمر و کے کہنے پر عمل نہ کرنا اس لائق کی باتوں کو ضالمین نہ لانا جی گھر آئے
 تو اپنے باغ میں جا کر سیر کرنا دل بہلانا پرانے باغ میں بھول کر بھی نہ قدم رکھنا ہمارے کہنے کا خیال ہر دم رکھنا شعر سن
 گلگشت گل پر انکو ہم یوں ابھارتے ہیں چہ سحر میں کو چلیے لیل پکارتے ہیں ایک فرزند نے امیر کو ترغیب دی کہ آج چلے
 باغ کی سیر کیجئے گلشن کی راہ لیجئے موجب اسکے ورنہ علانے کے مقبل عمر و کو اپنے ساتھ لیکر اپنے باغ میں تشریف لے
 گئے اور ہشاش بشاش بوستان کی سیر کرنے لگے عمر و اس باغ سے نکلا کہ ایک غیر شخص کے باغ میں گیا اور دہانے خرب چلے
 چھکا کر آیا اور کہا حضور یہاں سے قریب ایک ایسا باغ جنت نشان ہے کہ آپ کے باغ کی بہا اسکے آگے خزان ہی میرے پوچھا
 کہ کتنے فاصلہ پر اور کہ جہاں لولا کہ یہی آپ کے باغ سے قریب تر ہے امیر نے مقبل عمر و کے ساتھ اس طرف چلے اور حرا ان
 خردان اس باغ میں پہنچے دیکھا تو واقعی تختہ تختہ ہر قسم کے پھولوں کے گلے ہوئے ہیں اور چند درختیں خوش خرم
 کے لگے ہوئے ہیں ہنرین خوبصورت اس دشن میں جاری ہیں کیا ریاں اور پیران ہر پختہ کی آغوش میں رہتی ہیں اس باغ

کے میوے دیکھ کر دیکھنے والے کے منہ میں بانی بھڑائے ایک خراجواہ سنیں کا کھانے تولدت اور میوؤں کی بھول جلتے اور نانات
 بلغ میں ایک جو ترہ سنگ در کا ایسا صاف مصفا بنا ہوا کہ اگر کچھ نہیں ٹھہرتی ہر پائے نگاہ پھسلتا ہی امیر اس چوبترے
 پر بیٹھ گئے سیر کرنے لگے اور عمر وادھو اور ہر پھر کے میوے توڑ توڑ کر اپنا پیٹ بھرنے لگا تھوڑی دیر میں ایک چند خوشے
 خرمے کے توڑ کر کھاتا ہوا امیر کے سامنے آیا امیر نے فرمایا کہ ہم بھی ان خرموں کا ذائقہ چکھیں زبان کو لذت بخش بولا کہ
 بیٹھو صاحب کس کس محنت سے درخت پر چڑھ کے یہ خرمے لایا ہوں جان پھیل کے آیا ہوں سو آپ نہ کھاؤں تو کلو
 کھلاؤں اگر کھانے کا شوق ہو تو دست خود دیاں خود آپ بھی اس درخت کے نیچے تشریف لے آئیے اپنے ہاتھ
 سے توڑ کر کھائیے امیر نے جو درخت کے پاس جا کر چڑھے کا قصد کیا تو عمر و بولا کہ حضرت ایسے کام کا آدمی غلام ہی
 نہ کہ ایسے مولے آدمیوں کا درخت پر چڑھنا کام ہی اگر تمھارا سادہ بن میرا ہوتا تو درخت کو جڑ سے اکھاڑا ہوتا امیر
 کو عمر و کے کہنے پر کچھ غیرت سی معلوم ہوئی طیش سا آیا تہ درخت پر ایک دھکا جو مارا درخت زمین پر گر پڑا جڑ سے
 اکھڑ گیا عمر و بولا کہ اس درخت کا گڑنا تکلف نہیں رکھتا ہر ایسے پتلے درخت کا گڑنا حقیقت کیا ہر میں بھی چاہتا تو اس
 ضعیف جتنے پر گرا دیتا بھی آپ کو اپنی طاقت دکھا دیتا یہ درخت کمر خورہ تھا اسکا اکھاڑنا حقیقت کیا یہ سنگ
 امیر کا غضب بڑھا ایک اور درخت کو جڑ سے اکھاڑ پھینک دیا عمر و بولا کہ یہ بھی درخت گھنا تھا مگر ان وہ جو
 سامنے درخت پیش نظر ہو اللہ مضبوط اور بناوہر ہو اسکو اکھاڑنا اللہ کام ہو گڑنا اسکا بیشک زور آزمائی کا
 مقام ہو اکھڑے بھی معلوم ہووے امیر کو طیش آیا اس درخت کو بھی اکھاڑ ڈالا تب تو کہنے لگا کہ او عرب جھوک گیا ہوا ہو
 کیوں پر اپنا بلوغ اُچارے ڈالتا ہوا اپنے زور کے سامنے کسی کو نہیں سمجھتا کچھ بھی خوف خدا ہو اور یہ کسکا مالک باغ کو توڑ
 اور باغبان کو اطلاع کر دی کہ اسوقت ایسے زور سے آندھی آئی تھی کہ تیرے باغ کے تین درخت جڑ سے کھڑے
 گئے پہلے تو کچھ شاخیں ٹوٹیں بعد اسکے ایک ہی جھوکے میں ایک بار کی زمین پر گر پڑے اسنے کہا کہ بیان تو نہیں ہو
 امیر حمزہ کا مع عمر و باغ میں جانا اور عمر و کا درخت پر چڑھ کر خرمے توڑنا اور حمزہ کا تین درخت خرمے اکھاڑنا



ہوا مین چلی کہ تپا بھی ہلتا ایک بھل ہی پھل درخت کے نیچے مین ملتا باغ مین ایسی ہوا کہاں سے آئی کہ درختوں کو گرا گئی عمرو بولا کہ باغ مین جا کر دیکھو ٹھٹھ سچ معلوم ہو جائیگا راستہ دروغ اسکی ہفت فہم مین آئیگا باغبان جو باغ مین گیا دیکھا تو واقعی مین درخت جو تمام باغ کی جان تھے گر پڑے مین زمین سے لگے ہوئے مین زار زار رونے لگا کہ اوقات اس بچارے کی انھین درختوں پر تھی اسکے بیوے پر اس کے اہل و عیال کی گذر تھی مہر کو اسکے حال پر رحم آیا اسکو تسلی اور دلاسا فرمایا مین اونٹ درختوں کے بدلے عنایت کیے فوراً اپنے آدمی کو بھجوا کر دیا باغبان باغ مین ہو گیا دل سے ہزاروں دعا مین دینے لگا استخارہ مید تے سر سے ہرے ہوئے عمرو نے اس باغبان سے کہا تو رکون کو پھسا کے اونٹ لے لیتا ہر بھلا جب تک مجھکو شریک نہ کرے گا مین کب تجھے یہ اونٹ بچنے دوں گا شتر بے ہمار دیکھ تو کیسا تیرا نام مین دم کروں گا اس نے ڈر کے مارے ایک اونٹ عمر کو دیا اور دو اونٹ آپ لیکر اپنا راستہ لیا

داستان نظر کردہ کرنا امیر و فصل و عمر و گواو لیا راستہ کا

شہسواران انال نشان پشیمین شکیں خامہ خوشخام کو میدان بیان مین یون جولان فرماتے مین اشہب تیز گام فلم کی چالاکیاں معرکہ قرطاس مین کس خوبصورتی سے دکھاتے مین کہ ایک نذر امیر متقبل و عمر و اپنی دولت اس کے برآمدے پر بیٹھے ہوئے تھے مع رفیق و حباب اس مقام پر جلوہ فرما رہے تھے کہ لوگوں کو اس طرف سے بکثرت جلتے ہوئے دیکھا یہ دیکھ کر عمرو سے کہا خبر تو لاؤ یہ لوگ کہاں جاتے مین تجھے جلد اگر نشان تبار و جہان جاتے مین عمرو نے اگر خبر دی کہ کچھ سوداگر گھوڑے لائے مین باہر سے کئی کاروان آئے مین ان گھوڑوں کے دیکھنے کو خلقت جاتی ہی اچھی طرح سے بے ممانعت دیکھ بھال آتی ہو اگر حضور کے دل مین شوق ہو تو تکلیف فرمائیے سیر حلاک دیکھ آئیے امیر نے گھوڑوں کا نام مسکرائی طرف کا قصد فرمایا و فرط شوق سے پایہ پا دوست و حباب سے قدم بڑھایا وہاں جا کر دیکھا تو واقعی بہت عمدہ عمدہ گھوڑے مین ہر قسم کے ترکی تازی عربی نجدی ہندی کب وغیرہ موقع موقع پر بندھے مین اور اس کاروان مین ایک گھوڑا زارنجیرون سے بچھا ہوا تھ مین چھینکا دیا ہوا آنکھوں پر باندھیریاں بڑی ہوئیں پائونین اکاٹری بچھاڑی کی جگہ زنجیرین بڑی بڑی مین ایک شامیانے کے نیچے بندھا ہوا شیرینا ہوا کھڑا ہوا عمرو نے اس کے مالک سے جا کر رابطہ کیا اور بچھا کر اس گھوڑے کو زنجیرین سے کیون باندھا ہوا کہنے کو نسا حضور کیا ہوا بولا یہ گھوڑا بڑا بڑا ہی بیخ عیب شرمعی رکھتا ہر جڑھا تو کیا کوئی اسکے پاس بھی مین جاسکتا ہو چھینکوں مین لٹکر اسکو دانہ پانی دیا جاتا ہر بڑی مشکون سے پانی پینا اور دانہ کھاتا ہر عمر و بولا کہ یہ تو کہنے ہی کی بات ہر یہ کیا مہلات ہر کہ کوئی اس پر سوار مین ہو سکتا ہر ہوتا بنا رکھا ہر بھلا اگر کوئی اس پر چڑھے تو کیا ہارو گے اور اسکو کیا دو گے اس نے کہا کہ ایسا تو مین بیان کیسکو مین دیکھتا ہوں ان لوگوں کو خوب زانچا ہوں اگر کوئی سوار ہوئے اور اسکو دس پانچ قدم پھیرے تو ہی گھوڑا بیدارم و درم نذر کروں گا ہزاروں کی ایت دید و گنگا عمرو نے یہ سن کر خوب قول و قرار مضبوط کر کے ہاتھ مار لیا اور چند سوار گردن کو کہ دہان اترے ہوئے تھے اس شرط پر گواہ کیا

اور امیر سے آکر شرط کی نقل کی اور اس گھوڑے پر چڑھنے کی ترغیب دی امیر اس گھوڑے کے پاس گئے اور اس پر
 نہیں بندھوا کر زنجیریں اور لاندھیریاں اسکی کھلمادین میدان میں منگایا جب قصد چڑھنے کا کیا ایال پر ہاتھ رکھا گھوڑے
 کھلتے ہی اپنے جوہر ذاتی دکھانے لگا چراغ باہر کرتا لیان بجانے لگا امیر اس کے نزدیک جا کے ایک جت کے اسکی پیٹھ پر
 جا بیٹھے اسنے موزے پر منھ ڈالا تاہیں مارنے لگا کاندھی دی شبتک جھاڑی امیر نے ایک گھونسا ایسے زور سے
 اس کے سر پر چڑا کہ گھوڑا تباہ ہو گیا عرق میں غرق ہو گیا اور بکری کی طرح کان ٹال دئے حواس باختہ ہو گئے پہلے
 تو امیر نے اسے قدم پر لگا یا پھر جھاڑی اور پوئی اور سرپٹ و دوڑایا پٹری جو کڑی کی تو گھوڑے کو ہوا لگی
 از بسکہ منھ زور تھا ہر چند باگ کو کھینچا لیکن دھما پچاس کوس تک بگٹ چلا گیا آخر امیر نے نالنگو دیکر اسکی کمر لڑ ڈالی
 تمام شرارت اور بدی کی لذت دکھا دی گھوڑا تو گر گیا امیر سیدل گھر کو پھر کبھی پیادہ بائی کی عادت نہ تھی سیدل چلنے کی کثر
 نہ تھی پاؤں میں پھلے پڑ گئے گھر پہنچنے کے لئے پڑ گئے قدم اٹھاتے ہیں تو اٹھ نہیں سکتے تھک کر ایک درخت کے نیچے بیٹھ گئے تھوڑی
 دیر کے بعد دیکھتے کیا ہیں کہ ایک سوار نقاب پوش آتا ہوا ایک گھوڑا لہن رنگ زین مرصع سے زین کو تل ہمارہ لاتا ہوا
 لمتر حمہ نظم کرے وصف اس سپ کا گر زخم صبا نگ ہونا مکتی قلم نہ کمان بائی خنگ فلک نے یہ چال نہ کرے باد
 صرصر کو وہ بائمال ہے جب پیر نقاب پوش امیر کے پاس آیا طریقہ سلام علیک بجا لایا اور کہا کہ یا حمرہ یہ خنگ سخن بنی علیہ السلام
 کی سواری کا ہو اور اسکا نام سیاہ قیطاس ہے کہ اسین وصف باد بہاری کا ہو خدا کے حکم سے تیری سواری کے واسطے لایا ہوں
 اور بموجب حکم خدا تجھ کو اپنا نظر کردہ کرنے آیا ہوں کوئی پہلوان تجھ زبردست ہو گا تیرا وچ اقبال کے مقابلین انشاء اللہ سبست ہو گا

سیاہ قیطاس دینا پیر مرد کا امیر کو



سب تیرے تیر دست رہینگے اور سب کے سب تیری اطاعت کریں گے یہ پتھر جو سامنے پڑا ہو انبار سا لگا ہو اس کو
 ہٹا کر زمین کو کھود و اسین سے ایک صندوق نمبون کے سلاح کا برآمد ہو گا اسین ہتھیار ہر ہر قسم کا تحفہ سے تحفہ
 بیشمار و جید ہو گا اس کو اپنے بدن پر لگانا وقت ہر اس کے جو ہر آزار مانا امیر نے فی الفور اس پتھر کو ہٹایا اور زور دیا ہاتھ
 پاؤں میں اس قدر پایا کہ گمان میں بھی نہ تھا اسکا چہرہ دھیان میں بھی نہ تھا زمین کے کھودنے میں

پڑا اور آرمایا اسین پیر بہن حضرت سید علی خود حضرت ہود زہ حضرت داؤد دستا نہ حضرت یوسف موزہ حضرت صالح کمر بند و خنجر رستم عصا و مقام بر خیا سپر گرشاسب گرز سام بن زریان بنیچہ سہراب نیزہ حضرت نوح بنی علیہ السلام کا نکال کر دیکھا بھالا اور ان ہتھیاروں اور لباس کو زیب تن فرمایا اور ہم اندر کے سیاہ قیاس کو زیر ران لایا شعر آیا جو زیر ران وہ گھوڑا زمین چڑھاپل غل پڑ گیا کہ خاتم زمین پر نگیں چڑھاپل اور وہ نقاب پیش نظر سے اوجھل ہو گیا اور ایک آن کی آن میں سامنے سے غائب یہ چل وہ چل ہو گیا لکھتے ہیں کہ وہ نقاب پوش حضرت جبریل علیہ السلام تھے جو اُتو وقت معین و معاون امیر عالمیت قائم تھے و اللہ اعلم بالصواب میر تو مکہ کی طرف ہنفت فرما ہوئے دولت سر کی طرف تشریف لیچلے اب عمرو کا حال بیٹھے کہ دل کوس تک تو میر کے چچے بچے کر تیار ہوتا چلا آیا اور رفاقت چھوڑی ساتھ دوڑنے سے قدم نہ ہٹایا جب تلوے پاؤں کے خار خیلان سے خار زہنور ہو گئے چل نہ سکا ایک درخت کے نیچے بیہوش ہو کر گر پڑا خدا کی قدرت سے حضرت خضر علیہ السلام عمرو کے سر پر پہنچے اور اسکی تشفی اور دجوئی کرنے لگے اور زمین سے اُسکو اٹھایا اور اُسکو اپنا نظر روہ کر کے فرمایا کہ اے عمرو اٹھ مجھے حکم خدا سے چھوڑنا نظر کر دہ کیا تجھ سے آگے کوئی نہ جاسیگا یہ کسک نظر دن سے غائب ہو گئے خدا جانے کہاں سے کہاں پہنچے عمرو نے اٹھ کر امتحاناً ایک دوڑ ماری اُنکے فرمانے کی آزمائش کی دیکھا تو فی الحقیقت ہوا سے بھی آگے قدم بڑھتا ہوا سمند خیال بھی مجھ سے آگے بڑھ جانے محال کیا ہر سجدہ شکر کر کے امیر کی تلافی کو چلا اُس سمت کی طرف جدھر امیر کو چھوڑا تھا بڑھا چند قدم نہ گیا تھا کہ سامنے سے میر نمودار ہوئے دونوں طرف سے ذوق و شوق اور مصائب راہ کے اظہار ہوئے عمرو سلاح اور گھوڑے کو دیکھ کر متحیر ہوا میر سے کہنے لگا کہ اے عرب وہ گھوڑا سردا گر کا کیا کیا اور سچ بتا کہ کسا خون کے یہ گھوڑا اور سا جھپین لیا میر نے فرمایا کہ پرانی جان کا مازنا تیرا کام ہو یہ کیا نامعقول کلام ہر مین خدا کے حکم سے نظر کر دہ حضرت جبریل ہوا ہوں افضل سلاح انبیاء علیہم السلام کا ہوں اور یہ گھوڑا سیاہ قیاس نامے حضرت اسحق کی سواری کا ہوا اور بقیہ سلاح نبیوں کا خداوند کریم نے چھو غایت کیا ہر عمرو بولا کہ یہ تو میں جب جانوں بچا در شاو سچ مانوں کہ آپ کا گھوڑا مجھ سے آگے نکلا دے اور میرا قدم تھوڑا سا بھی پچھل جاوے امیر نے اپنے دل میں کہا کہ یہ کیا بکتا ہوا اس سحرے کو سودا ہوا ہر آدمی کہیں ایسے گھوڑے کے برابر دوڑ سکتا ہی انسان اس سے آگے نکلیا نہ کیا تیار کھتا ہر فرمایا کہ لیجیے آئیے اپنی دوڑ میرے گھوڑے کے روبرو دکھائیے عمرو نے کہا کہ پہلے کچھ شربت لیجیے میری دُکھی کر دیجیے امیر نے کہا کہ جوتیرا چاہے ہم سے شربت دے عمرو نے کہا کہ اگر میں اس گھوڑے سے آگے نکلیا تو دس اُشتر آپ سے لون اور اگر گھوڑا مجھ سے آگے نکلیا تو میرا باپ ایک سال تک ہمیز و محنت تیرے باپ کے اونٹوں کا گلہ جوادے میر نے قبول کیا اور گھوڑے کی باگ لی عمرو بھی ساتھ ہوا دنوں کس تک گئے عمرو اور گھوڑے کے قدم برابر پڑتے تھے دونوں گوش بگوش چلے جاتے تھے دونوں تیر رفتاری میں صبا کہ بدوش اُٹتے تھے

امیر عمرو کی دوڑ کو دیکھ کر نہایت متحیر ہوئے کھٹکی چالا کی سے ششدر ہوئے عمرو نے عرض کی کہ کیا امیر میں بھی نظر کر رہے
 حضرت خضر علیہ السلام ہوا ہوں اور جن میں یافتہ ایک بڑے بنی کا ہوں اب ذرا احوال خواجہ عبدالمطلب کا سینے کہ
 جب گھوڑا سوداگر کا امیر کو لیکر بھاگا اور عمرو امیر کے پیچھے سرگردان روانہ ہوا یہ خبر من و عن خواجہ عبدالمطلب کو
 پہونچی خواجہ بدحواس ہو گئے اور مع رؤسا مکہ شہر کے باہر نکلے دیکھا کہ سامنے سے امیر سلاح خمدوی لگائے خود زرہ بکتر
 پہنے سجائے سیاہ قیطاس پر سوار علامت اقبال و ثمت جبین سادات آگین سے نمودار اور عمرو و کھاشاکار بند بکتر سے
 ہونے پر چلے آتے ہیں شہر سے آنار مسرت و نشاط پائے جاتے ہیں یہ دیکھ کر خواجہ کا وزن و ملال مفارقت دفع
 ہوا سرخی چہرے پر دوڑ گئی سجدہ شکر ادا کیا امیر خواجہ کو دیکھ کر گھڑے سے اتر پڑے اور تسلیم بجالا کر قدمبوس ہوئے
 خواجہ نے امیر کو چھاتی سے لگایا آنسو آنکھوں میں بھر آئے اور خوش خوش امیر کو لیکر گھر میں آئے اور بہت کچھ امیر پر سے
 تصدیق کیا فقر اور سسائیں کا کاسہ امید بھردیا پھر کیفیت اسب اور سلاح کی پوچھی امیر نے تفصیل اسب عرض کی خواجہ
 نہایت محظوظ ہوئے اور نعم حقیقی کا شکر کرنے کے قبل دفا دار کا حال سنا چاہیے جس تکمال خیر خواہ کی ہر خواہی ملاحظہ کیا جائے
 جب یہ معلوم ہوا کہ امیر عمرو و نظر کردہ جبریل خضر علیہ السلام ہوئے خدا کے فضل سے یہ دونوں برگزیدہ انام کو
 دل میں سوچا کہ تو ان دونوں یا قوت میں کب تسکیر کر سکتا ہوں ان دونوں کے ارادے اور ہمتیں بلند ہیں تو کیونکر ان میں
 گذر کر سکتا ہوں بہتر یہ ہو کر چل کر نوشیروان کی خدمت اختیار کریں چندے ہکا دربار کریں خدا چاہے تو کسی عہدہ معزز پر
 مامور ہو کر بربر اعتبار ہو جائیں نصیب جاگین بخت بیدار ہو جائیں میان سب کی عزت برابر ہو جائے سلطان میں ایک
 دور سے کھمبہ ہو بخیاں بلاؤ بجا کر شہر سے باہر نکلا اور ملے اس کی طرف روانہ ہو چاہا پانچ کوس تک گیا ہو گا کہ ماند ہو کر ایک
 درخت کے نیچے بیٹھ گیا دل سے کہنے لگا ایسے جیسے سے تو زنا بہتر اس دولت و خواری سے تو جان سے گذرنا بہتر نہ اور راہ ہر
 نہ سواری ہر کسی نصیب اور دولت و خواری ہر یہ سوچو درخت پر چڑھ کے ایک سرانچہ کے منہ کا درخت میں باندھا اور
 دو ملہ سر اچھانسی بنا کر اپنے گلے میں ڈالا اور تنگ کرنا تھ پانچوں مارنے لگا قریب تھا کہ گرجے میں غصہ غصہ سے بیرون
 کر جائے کوئی دم کے دم میں وارفتا سے گزر جائے کہ شیر خدا صاحب ہل اتنی شاہ خیر شکن ثانی خچن نے پہونچ کر آواز
 دی قبل زمین پر گر پڑا حضرت نے ہٹکواٹھا لیا پانچ تیر ایک کمان عنایت کر کے فرمایا کہ مجھے چھ کو تیر اندازی کا فن عطا
 کیا اس فن میں نے نظر و بے بدل کر دیا بڑے بڑے استاد زمانہ تیری شاگردی سے فتح کر سکے جس فن میں شاطران
 روزگار تیرا مقابلہ نہ کر سکتے مقبل نے عرض کی کہ اگر کوئی مجھے پوچھے کہ تو کسا نظر کردہ ہو تو کیا تیرا ونگا تھیں تو کیا
 جواب دوں گا فرمایا کہ کیوں اسد اسد انائب کا نظر کردہ ہوں ہی خاندان کا نام پروردہ ہوں مقبل وہ پانچون تیرا ونگا
 لیکر شاد شاد کی طرف روانہ ہوا وہاں امیر عمرو نے مقبل کو چونہ دیکھا تو گھبرا کے عمرو مقبل کی تلاش کو
 نکلا شہر کے باہر قدم بڑھایا تھا کہ سامنے سے مقبل نظر پڑا خوش خوش دروازہ مقبل سے لپٹ گیا امیر کے پاس بے چلا

مقبول امیر خیر متین حاضر ہو کر وہ تیر دکان کھائی اور کیفیت اپنی نظر کر دگی کہ سنانی بہت خوش ہوئے اور خود ہاتھ لپیے کر بیٹے

خراج لینا امیر کا اور مسلمان کرنا شاہ مین خوش تقدیر کا

کلید خاں سے قفل دوت کھول کر خیمہ مضامین ارباب ہنر پرانہ کار کرتے ہیں دریا سے سمائی مخفی کو درج حمزہ سے نکال کر آویزہ گوشہ سامعین بلیقہ شہار کرتے ہیں کہ ساتواں برس امیر کو شروع تھا کہ ایک دن بطریق سیر بازار کی طرف مع مقبل و عمر و تشریف لے گئے اور دھبازار میں کچھ لوگ سہیل مہنی پہلا لار شاہ مین کے بوجہ حکم شاہ مین خزانہ تحصیل کیا گیا آئے تھے دوکانداروں سے خزانہ تحصیل کرتے تھے جسکے پاس کچھ نیے کو نہ تھا وہ وعدہ کرتا تھا لیکن ہر جمعہ نہ مانتے تھے مار دھاڑتے دلیل و خوار کرتے تھے امیر نے عمرو سے فرمایا کہ دیکھو تو یہ غل و شور کیسیا ہو عمرو خبر لایا کہ سہیل مہنی کے آدمی خزانہ تحصیل کرتے ہیں جو بازار سی غدر کرتا ہو امیر مار پیٹ کر کے بار پالنگ دھرتے ہیں امیر کو اُنکے حال پر رحم آیا عمرو سے فرمایا کہ جاؤ ہماری طرف سے منع کرو اُن لوگوں کو اس ظلم و تعدی سے باز رکھو عمرو بموجب حکم کے اُس مقام پر گیا وہاں کوں مشتاک تھا امیر خود متوجہ ہوئے عمرو کو حکم دیا کہ دوکانداروں سے کمد کوئی کیسی کچھ نہ دے اور جو کچھ سپاہیوں نے تحصیل کیا ہو وہ بھی اُنسے چھین لے حکم ملنے ہی مقبل و عمر و محصلوں کے مزاحم ہوئے اُن لوگوں کو جبر اور ظلم سے روکنے لگے ان لوگوں نے لڑکا کھجھ کر سادگی کی امیر نے دوچار آدمیوں پر تہنیہ قرار واقعی کی کسی کا ہاتھ توڑ کسی کا پاؤں کسی کا سر پھوڑا ان لوگوں نے بھاگ کر سہیل مہنی کے خیمے میں پناہ لی اور یہ کیفیت جا کر بیان کی کہ ایک لڑکا شہالہ حمزہ نامے نے پہلے تو خزانہ کی تحصیل سے پہلو روکا ہر گاہ ہم نے نہ مانا وہ لوگوں سمیت کہ اُس کے ساتھ مین ہماری طرف متوجہ ہلا کر یہ حال ہمارا کیا اور جو کچھ خزانہ تحصیل کیا تھا وہ بھی سبے چھین لیا یہ کہہ رہے تھے کہ امیر سیاہ قیاس پر سو اساتے سے نظر آئے اور مقبل و عمر و دست راست و دست چپ شکار بند کر پڑے ہوئے برابر آئے سہیل مہنی خیمے سے باہر نکل آیا اور امیر سے متوجہ ہو کر کہنے لگا کہ امیڑکے تیرا گھوڑا اور ہتھیار مجھ کو پسند آئے ہیں شاید گھر بیٹھے مجھ کو تقدیر نے دلوائے ہیں لا جلد شیکش کر کہ میں تیرا قصور برف کرون تیری خطا سے دنگہ رون نہیں تو اپنے کیے کی سزا پائیگا اپنی زیادتی کرنے کا مزہ اٹھائیگا یہ سنکر امیر بہت ہلکا ہلکا کہنے سے اور فرمانے لگے کہ اگر تجھ کو اپنی جان پیاری ہو تو اول تو شرف اسلام قبول کر سکے ہم سے برسر کلام ہو اور میری اطاعت قبول کر نہیں تو بھتیائیگا انجام میں فرمایا سہیل مہنی نے کہا کہ اس لڑکے کو کیا ہو گیا ہے کہ اپنی بساط سے باہر گفتگو کرتا ہو ان اسکو گھوڑے پر سے اتار لو سب سپاہ چھین لو ہر مین نے بموجب اس کے حکم کے چارہ طرف سے امیر کو گھیر لیا اور امیر پر دست اندازی کرنا کہ ارادہ کیا امیر نے بعضوں کو تیروں سے بعضوں کو گرز سے بعض کو شمشیر جان گزا سے جہنم دھل کیا بعضوں کو گھوڑے کی ٹاپوں سے روند کر قمر و رخ مین چل کیا اور مقبل نے تیر لگانا شروع کیے جو دو تین آدمی آگے بھیجے ہوئے چھدر کر گڑے جب سہیل نے دیکھا کہ کئی ہزار آدمی کام آئے تب طیش میں آ کر آپ امیر حمزہ سے برسر مقام آیا امیر نے ہلکا کر بند پڑنے کے سر سے ہنر کیا گھوڑے پر سے

اٹھایا جاتے تھے کہ زمین پر ہر ایک ٹیکین اس سرکش کو بھی خاک میں ملائیں کہ اس نے امان مانگی جان بخشی جا ہی امیر نے
 آہستگی تمام زمین پر چھوڑ دیا سیل مہنی اس وقت ہزار پہلوان سے سلمان ہوا امیر نے اسکو چھاتی سے لگایا اور اپنے برابر
 اسکو بٹھلایا اور کمال شفقت و مہربانی اس کے حال پر فرمائی کمال عزت اور آبرو اسکی بڑھائی سیل مہنی اور قبل وفات
 و عمر اور پہلوانوں نے کہ جو سیل مہنی کے ساتھ مشرف باسلام ہوئے تھے اور اس خدا شناس کی صدمت و جلالت
 کے باعث رام ہوئے تھے امیر کی سواری اپنے اوپر منظور کر کے امیر کو نہرین گذر تین اور سوار کی انقیاد و اطاعت
 میں گردین بٹھلادین امیر نے قسم فرما کر ہر ایک کو اس کے لائق خلع کیا اور موافق لیاقت اور حقیقت کے ہر ایک کو اپنا
 دیا اور شہر میں آکر پہلے تو کبھی کی زیارت کی دور کت شکونے کی بڑھی پھر خواجہ عبدالطلب کے حضور میں آکر قدموں
 ہوئے اور اپنے امیر ہونے اور سیل مہنی کے سلمان ہونے کا حال عرض کیا اور تمام قتل کفار اور قلع و قمع کا قصہ خواجہ کی
 ساعت میں ہو گیا دیا خواجہ نے کہا کہ ہر چند میرے خوش ہونے کی جاہ ہزار ہزار شکر خدا ہے کہ اس نے مجھکو یہ روز سعید کھلایا
 اپنے کمال فضل سے تمہیں اس قوم نامدار کا سر دے دینا لیکن روم و شہر حسد کرے کہ آتش حسرت میں جلینگے اور بادشاہ میں
 کہ اس وقت چالیس ہزار سوار جبار اور لاکھوں پیادے اور ملازم اس کے فرمانبرداری میں اور کئی بادشاہ اولوالہرم اس کے محکوم اور
 خراج گذار تین ہزار تین فوج کشی کرے اور متوجہ ہووے تو اہل مکہ گھبرا ئینگے اور تمہیں کو الزام لگانگے امیر نے عرض کی کہ حضرت
 کی دعا اور حاکم حقیقی کا فضل چاہیے وہ ادھر آنے دیا بیگا فروی جا کر درصورت اسلام قبول نہ کرنے کے روز بد اس کو
 دکھائیگا آخر دو چار روز کے بعد امیر خواجہ عبدالطلب سے رخصت ہو کر مین کی طرف منقل و عمر و وسیل مہنی محبت
 ہزار سوار روانہ ہوئے سامان سفر کے باترک و خشتام تمام نصرت و قبال ہر کا بس ملک کو چلے عزیز و قریب و
 آشنا و بار غریب و سردار پیادہ و سوار رخصت کرنے کو شہر کے باہر تک ہمراہ آئے دم و دواع کسی نے دعا پڑھنے کو کسی نے
 قود بدار و پرمانہ ہا خواجہ نے بھی گلے لگا کر خدا کے حفظ و امان میں سپرد کیا اور کچھ کلمات نصیحت آمیز کانین فرمائے لقمہ
 منزل مقصود کی راہ کی دوسری منزل کے آثار راہ میں ہر فوج سے الگ ہو کر عمرو سے باتین کرنے لگو طے بڑھائے
 چلے جاتے تھے گمانے شگفتہ اشجار و غور و کی بہار دیکھے میدان کی ہوائے سرو کھاتے چلے جاتے تھے کہ دیکھا ایک صاحب جال
 سولہ سترہ برس کا سن و سال فقیرانہ لباس پہنے ہوئے سرشوریدہ زانوے حسرت پر بلول بٹھایا ہوا آثار خزن ملال حیرت سے
 ہوا امیر کو کمر بستہ آیا اس کے جانب گھوڑا بڑھایا کہ ایسا جوان اور فقیر ہو جائے خدا نیا خاک میں ملائے امیر سلام علیک کر کے
 اس کے حال کے مستفسر ہوئے اس نے کچھ جواب دیا تب زیادہ مصرعہ کہ امیر کے ان کے کچھ حیلہ و چلا میں سوچا کہ یہ عزیز
 بے اشتہار و نام نہانگاہ خواہ مخواہ درو دل کہنا پڑ گیا شعر ناسخ کیوں ہو گیا دو چار میں اس سوار سے بجاتی ہی تکیب
 اختیار سے امیر کے ہزار کے روبرو کچھ نہ چلا آہ سر دیکھ کر کہنے لگا میرا بی بیگرا می شعر بدردمانہ انیک مبتلا می
 کہ عیسیٰ مرگ میگوید دوایم بدای عزیز میں وہ در در رکھتا ہوں کہ دنیا میں جس کی دوا نہیں ہر عالم میں کوئی علاج

اسکا نہیں ہی اور یہ اشعار واسوخت میان بھر کے پڑھے واسوخت میان بھر باغ عشق صبر کا کوئی بہار نہ ہو
 دم نکھجائے بلا سے یہ آزار نہ ہو شعلہ حسن کبھی گرمی بازار نہ ہو بکھوٹے دامون کوئی یوسف کا خرمیدار نہ ہو
 حسن پرستی کا مزہ آنکھوں میں ماہ روداغ نظر آئین صلا آنکھوں میں عشق جو دیکھیں دوام تو ہو جائیں ملک
 دامن بشت جو اس خار سے اچھے تو ہو خاک میں یہ ہوا بارغ کو لگجائے تو گل ہو خاشاک پڑے ویرا میں یہ طرہ تو اڑے
 آئین خاک پھٹ پڑے سر نہاک عشق جو پراہو جائے یہ بلا طور پناہ لی ہو تو سر ہوا جائے بہ کیا ب نکلتا کوہ ہوی
 شور انگیز ہو بھٹائی ہی جو لون کے لیے زہر آمیز یہ بلا خرمین جان پر ہو سدا آتش زہر یہ کچھ اس گیسے سیاب کے مانند
 گریز زندہ عیسیٰ بھی ہوتا نہیں بار اسکا آگ پانی میں لگتا ہی شہرہ اسکا قتل کر لے کے بے خبر بران ہی عشق کشتی
 دل کے ڈبو دینے کو طوفان ہی عشق + رخنہ زلیست ہی نیش رگ شریان ہی عشق + نہ چھٹے جس سے کہہ پر بھی زندہ
 ہی عشق حق تعالیٰ نہ اس آفت میں کسی کو ڈالے نام اسکا جو کوئی لے تو زبان وٹھو ڈالے عشق کا نام سے انسان
 عیاذ باللہ + اڑ کے بھی کوہ کی منزل کو نہ پہونچے برکاتہ قیس فرادہ ہوئے ٹھوکر میں کھا کھا کے تباہ + قافلے لگے لاکھوں
 ہوئے گھر خاک سیاہ + دل جلا کر یہ اڑا تا ہی دھوئیں نیامین + یہ فرستوں کو جھنکا تا ہی کنوئیں نیامین + عشق کیا یاد
 جس دلیہ نہ تھا تا ہی + شک خون دیدہ خشتاق سے برساتا ہی ہوا عقد آہ شہر بار کا چمکتا تا ہی + نگے ناموس حمیت
 کو ڈبو جاتا ہی + اسکی بارش ہو جہان سبز وہاں خاک + نو + گل + سنبل کے چین میں خس خاشاک + نو + نو + نونا لوگ بدن
 پھول کا کاٹا بجائے + تیغ جلا دکا بھل شاخ گلو سے ہاتھ آئے + عشق وہ فصل بہاری ہی جو زنگینا دکھاے لاکھ دانگو
 سے تن زار کو کلنا رہا ہے + پیچ در پیچ طبیعت رہے سنبل کی طرح مرغ دل لہ و شیون کرے بابل کی طرح + ڈوکر آئین
 کسی کو نہ پھلتے دیکھا + در جان کو صدق تن سے نکلتے دیکھا + ہشل بر طانہ دل اس آگ میں جلتے دیکھا + جسم کو شمع
 کے مانند پھلتے دیکھا + گریہ و آہ و بہت جامہ تن دیکھے ہیں + کپڑے یار دن نے جو بدلے تو کھین دیکھے ہیں کسی کی
 چال یہ بھونے کی کوئی اپنی چال + دیکھ کر کھیرے ہوئے بال نہ لے سر پہ و بال + عورت مال کا دشمن + جو جلیون کا جانا
 چاہیے خراب میں بھی آئے کسی کا خیال + جامہ زیبون کا بشطالاب + یار نہو + بانگی دھنوں سے متفر ہو کر کار
 نہو + آئی آفت جو کسی شہر پہ طبیعت آئی + ہفت قلم میں شہور ہوے سودا کی + آبر و کھوئی کسی جا کہیں دولت
 پائی + پیار کرتا بھی زانے میں ہی کیا سودا کی + تا بمقدور مجاہد نہ کرے بہتر ہی + نہ ہر کھا جائے کہیں بے سے بہتر ہی + ہر
 بولے کہ سوائے مرزا موت کے کوئی در وایا نہیں کہ جسکا عارج ہوا نہیں اسے شفقت امیر کی دیکھ کر بیان کیا اسکا
 خسادہ و عفرانی پر گرنے لگا یوں سرگدشتا پنی کہنے لگا شہر خاطر شفتہ دارم و دل سرور لاہ سا نم بداع غنٹ
 ورو ملک مغرب آبا و جد کا مقام ہی توارہ وشت بلوہوں سلطان نجات میرا نام ہو بادشاہ مغرب کا بیٹا ہو
 شاہ یمن کی بیٹی کے عشق نے مجھ کو اس پر ہو چا یا نگا نامو کی خیال نہیں عزیز و قریب مجھ سے گھرانا چھوڑا -

یک جا رہتے نہیں عاشق بدنام کہیں + دن کہیں رات کہیں صبح کہیں شام کہیں + چونکہ اُسکے شرائط ادا کرنے کی
 طاقت نہیں تھی چار دینا سے افسردہ خاطر ہو کر فقیری اختیار کی امیر نے کہا کہ یہ طریقہ دشوار نہیں کچھ متقا
 نہیں کون ایسی شکل ہو جو حل نہیں ہوئی کوئی ایسی مہیت ہو جو راحت سے مبتدل نہیں ہوئی انسان
 وہ جو اس میں نیا ہے اولیٰ سے امر میں ہر سہمہ اس قدر ہونا چاہیے شہر کے نیست کہ آسان نشو و نما
 مان نشو و نما کے قتل سے امیدوار رہے صبر شکیبائی اختیار کیجئے ایک یہاں سے اچھے بندے پر کرم کیجئے
 یہ کہ جو کرم میری محبت میں بادی کی لہجے اس تم کو انشاء اللہ تعالیٰ آپ کی واسطے سرگرد گنگا کو ہر واسطے تم کو دامن
 میرے اس دن اسی جا رہی تھا کیا اور سلطان نجات مغربی کو داخل دارۃ الاسلام کیا خادمان باہر گاہ کو حکم ہوا شہزاد
 فقیر نادر وادین حمام و غسل کے بعد پوشاک نفیس عمدہ بھائیوں پر خیمہ چراگاہ واطیل جو جو کہ چاہیے تھا اُسکے
 چہرہ مقرر کیا اور ہمیشہ اس کا اُسکا مد نظر رکھا شاہزادہ امیر کے ظل حمایت میں بسر کرنے لگا روز و شب بڑے
 سانس سے گذر کر لگا لگا ہی منزل کے بعد آٹھ گز راہ میں ایک جوان کو دیکھا کہ شیر کی کھال کی ٹوپی اور قبائے
 بھائی اور ایک شیر زائے کے سامنے بندھا ہوا قریب جا کر اُس سے پوچھا کہ اسے جو ان تو کون ہے اور نام و نشان تیرا
 اس شیر کو کیوں باندھ رکھا ہے وہ بولا کہ میں راہزن قزاق ہوں اس گناہ میں غیظ و رعبیت شاق ہوں نام میر
 بن حمران ہے بالفعل ہی میدان میرا سرکار و مسکن ہے جو کوئی اور میر سے نکلتا ہے جو اس فرار میں چلتا ہے اس شیر کو
 بندیا ہوں جب شیر اسکو مار ڈالتا ہے اسکا سبب سبب میں لے لیتا ہوں ورنہ گشت سکا شیر کو کھلا تا ہوں اور
 غیرہ بچکر خوب چکر جاتا ہوں میر نے فرمایا کہ ای جوان بیگنا ہوں کی خودی زہری سے تو بیکر نہیں تو غصہ خیز لے دلا
 رہو گا تو بال خرومی اور ذلت غوی میر پر تیار ہے ایک دن اُسکے پلاش میں دلیل منخواہ ہو گا وہ بولا کہ اسی شخص
 نے حسن و جمال پر رحم آتا ہے یہ بیفائدہ گفتگو کیوں کر رہا ہوا اپنی جان کے بچھے لڑا ہوا خیر میں ہے کہ کھڑا اور سراج
 باکھے دے اور غصہ نہ غصہ ہے اپنی راہ بچھ کر یہاں دوں اور تیری جان بچھ کر بخشنوں میر نے کہا یہاں کوئی
 دہرائی ہو کہیوں شام کی ہے شیر کو اپنے چھوڑ کر قدرت خدا کا تماشا دیکھ دلی ساز و خدا داد ہمارا دیکھ
 تم ہی شیر کے سے ڈرو گی چکر امیر کی طرف اشارہ کیا شیر نے جو امیر رحبت کی امیر نے نیزہ سے شیر کو
 جوان بچھ لکڑیا دہ امیر کی قوت دیکھ کر تیرا ہوا اور تلو کاٹھین چکر حاکم اور ہوا امیر نے نیزہ کی ڈاڈ سے اسکو
 موڑے سے اڑ کر اسکی گردن بکڑ کے اٹھایا چاہتے تھے کہ اسے زمین پر دے ماریں صفحہ ہستی سے نام اسکا
 اسے امان مانگی اور جان بخشی چاہی امیر نے ہستہ اسکو چھوڑ دیا اور کھڑکسکا تو خبر دیا اسنے راہزن سے توبہ کی
 اور بڑھ چلی میر نے اسکو مسلمان کر دینے لشکر کا نشان بردار کیا اور اپنی غایات اور نوازش سے اسکو
 روا اختیار کیا رفتہ رفتہ بعدے مسافت جب قلعہ کہیں پہنچ کر اس راہ امیر نے ایک سبزہ زار خوش فضا

دیکھ کر حکم دیا کہ بیان آج مقام ہو چنیدے اس آتش کے لشکر کا انتظام ہو مجھ و حکم کے نیچے اونٹوں سے اُترنے لگے جا بجا
 موقع موقع پر نصب ہوئے اب منظر شاہ مہنی کا حال سنئے وہ لوگ جو سہیل مہنی کے لشکر سے بھاگ کر مہین گئے تھے
 جان اپنی بچا کر اپنے وطن پہونچے تھے انھوں نے ساری حقیقت امیر کی بڑائی اور سہیل مہنی کے مسلمان ہونے
 کی بیان کی اور ساری کیفیت اس بشیر ہشتہ شجاعت کی تفصیل دار کی منظر شاہ نے نعمان نامے اپنے بیٹے کو دے
 ہزار سوار سے قلعے میں چھوڑا اور آپ قسطنطنیہ سے کی طرف روانہ ہوا مگر اور راہ سے گیا اور امیر کا لشکر اور راہ سے پہونچا
 امیر نے پہلے ایک نامہ لکھ کر نعمان کو بھیجا اور ایک سفیر روانہ کیا کہ میں ہمارے تاجدار کو اس سے آیا ہوں اس کے ساتھ
 عقہر چاہتا ہوں اسکی شرطوں سے مجھ کو طاعت کرو وہ شرطیں میں ادا کروں گا ہمارے تاجدار کو اپنے ہمراہ لجاؤں گا
 نعمان نے اپنی بہن سے کہا اسنے جو خوش آئند میدان کے آراستہ کر نیک حکم دیا اور کہا کہ صبح کو جو گان بازی میں زیر کر کے
 اس کا قلعے کے گنگرے پر چڑھاؤنگی طاعت اور سپاہ گری اور شجاعت کا حال بتاؤنگی مردانگی ساری بھلاؤنگی بہرشی
 کا مزہ چکھاؤنگی نعمان نے جواب میں لکھا کہ بہت بہتر ہو یہ لو آپ کی رعایت مد نظر ہو کل جو گان بازی ہوگی ہر شخص
 کی تیر آزمائی ہوگی اگر آپ کو ۷ میدان سے لجاؤنگے ہمارے تاجدار کو یاد دینگے اور زمین تو آپ کا سر قلعے کے گنگرے پر چڑھنے
 طرفین میں کشت و خون ہوگا وہاں اسکا آپ پر ٹیگا امیر جو گان بازی کا نام لشکر بہت خوش ہوئے اور شجاعان کوہ لشکر اور
 پہلو انان بیلتن کا دل بڑھانے لگے اور طبل جنگ کھنے کا حکم دیا تا آنکہ رات دو نوں لشکروں میں طبل نہارہ بجایا امیر شب بیدار
 رہے اور حجاب باری میں مصروف مناجات استغفار رہے جب شاہ خاوند تخت فلک پر جلوہ افروز ہوا اور شعاع نورانی
 سے میدان زمین پر نیرہ بازی کرنے لگا نعمان اپنے لشکر کو لیکر میدان میں نکلا پہلو انان صفت شکن یلاناں
 تھمتن کا ہر جاے ہوئے غصہ و غامیں آپ ہو بجا سلطان ذی وقار صا جھقراں روزگار امیر باوقار یعنی حمزہ
 نامہ از خود بر سر زہ در بر شیر در کمر بھی مسلح ہو کر سیاہ قیطاس بر سوار یہ ہے نیرہ ہاتھ میں لیا جلو میں اصحاب
 و رفیق جان شاربوئے طوق بن حراں نے علم کا سایہ صا جھقراں پر کیا ہمارے اوج سعادت اپنے دام میں لیا
 دست راست سلطان بخت مغربی اور دست چپ کو سہیل مہنی سوار جو اہر نگار بدن برسے ہو کا وہ خود
 شباب جام کاسہ بر سر ہو اور عیار یکینا مدار خنجر را کنگار کمال جستی و جلال کی گھوڑے کے اٹھے بھلائیں باز خوش
 فعلیاں کرتا چلا اور لشکریوں کو ہمت دلا تا بڑھاؤ دیا چلا آں بان سے بڑی شوکت شان خندان خندان گھوڑے
 کے آگے بڑھا اور قسطنطنیہ کو اسد امیر نے ہرا دل کیا وہی رسالہ ہزار سوار کا جو سہیل مہنی کے ساتھ مسلمان ہوا تھا
 مقبیل کہ ہمارے دیار و عمارتوں سے صفتی قائم کین کہ غنیمت بھی اس لشکر ظفر سیکر کو دیکھ کر حیران ہوا یا رخ چھ ہزار
 سپاہی کا امیر کے لشکر کے گمان ہوا اوو نوں طرف سے جب صف آرائی ہو چکی مبارز طلبی کی جب فوجت ہوئی امیر
 ہمارے تاجدار کے اشتیاق میں منظر شاہ کے مقابل کھڑے تھے خیر غزان کی طرح بکار نہ ہونے بڑھ

رہے تھے کہ ایک جوان نقاب زمروین چہرے پر ڈالے سر سے پاؤں تک مع مرکبے یاے جواہر میں غرق بہر طور
 خیر و کماں ترکش نیزہ خطی دوش پر بٹھکائے جوگان ہاتھ میں لیے ہموار کو خیر کے اچھوٹے لایا خرا ان خرا ان میدان
 آیا امیر کی طرف بٹھکا آواز دی کہ خواہندہ ہمارے تاجدار کون ای میرے سامنے آوے ہی کو سے ہی میدان ہو
 پناکب ہنر و کھلاوس امیر لغو سنتے ہی خنگ اسحق نبی علیہ السلام کو برق کی طرح چمکا کر میدان میں لے گئے کاوا لیں
 رنگے کچھ اڑائے کچھ تاتے اسرا سب خوشترام کو معرکے میں لائے اور فرمایا کہ اوجوان ہونیاد ہوسا زمین میدان ہمیں
 جوگان زمین کو سے اسے عیار نے گوے کو میدان میں لا کر ڈال دیا اور اس عشق نے گھوڑے کو ران سے لگا کر گھوڑے کو جوگان
 استیلا جاتی تھی گوے کو لیا وے اپنی جالا کی اور استاد ہی کھاوے کہ امیر نے سڑوئے ہاتھ سے جوگان بیکر گھوڑے کو لگا
 ٹھہر کر اس براق کرنا کو اسن سے دیا یا جوگان کو بٹھکا لکر گوے پر راتوت خدا داد کا جلوہ دکھایا اس عشق نے تو لٹھا کہ
 ہاتھ سے بازی جاتی تمام شعبہ بازی و شاتی خاک میں ملی جاتی ہو جھٹ پٹ نقاب الٹ کر چہرہ پر نور واکیا حال
 جہاں سے اسے سطح میدان کو منور کر دیا لہر چمک الٹ جو دیا رخ سے اسے نقاب زمین پر دکھائی دیا نقاب
 ہوئی اس سے جب چشم حمزہ دوچار ہوئے عرق حیرت آئینہ وار + امیر تو دیکھ کر شہد ہو گئے صلح مطلق کی
 قدرت کا شاہد نہ کر کے تیر ہو گئے ہمارے تاجدار نے فرصت پا کر پھر گھوڑے کو چمکا لیا اور جوگان کو گوے پر لگایا اسنے اپنی
 دست میں گوے کے لیجانے میں کوتاہی نہ کی تھی کوئی کمر تھی نہ کھٹی تھی لیکن امیر نے وکھوٹھا لال حول ولاقوہ بڑھکر
 استقلال و شہامت کو کام فرمایا مرکب کو جو لائن کر کے کہا ہم تیرا فریب اور چالاکی سمجھے اور تیری مکاری اور
 سفاکی سمجھ سٹم ہو ای دنی تو گو دین کو میدان سے لیجاتی ہو اور مردان عالم سے شرط جیت کر اپنے سر کو قلعے کے ٹکڑے
 پر لٹاتی ہو اگر تو صاحب ہنسے سابقہ نہ پڑا ہوگا کسی مرد دلیر سے معاملہ نہ پڑا ہوگا گوے کو میدان سے یوں لیجاتے
 ہیں جو ہر شجاعت اور مردانگی یوں دکھاتے ہیں ویکھ خردار ہو ہوشیار زمین گوے کو میدان سے لیچلا اور خدا کے فضل
 میدان میرے ہاتھ رہا یہ ذرا کر گوے کو میدان سے لیگئے ہمارے تاجدار کو شکست فاش ہو گئے ہر چند چاہے تاجدار نے
 کر جوگان گوے تک پہنچلی اپنی جالا کی اور ہنروری دکھائی لیکن امیر سے کب سبقت لیجا سکتی تھی اس شہر شہید
 کے روبرو کب فروغ پاسکتی تھی امیر گوے کو لیگئے اور اسکی طرف متوجہ ہو کر فرانے لگے کہ امی ہمارے تاجدار کا کیا
 کہتی ہو کچھ اور بھی حوصلہ پاتی ہو اسے کہا ایک مرتبہ اور امتحان کیا چلیے عرصہ کارزار کو پھر گرم کر کے اپنے اچھوٹے دکھایا
 امیر نے مجھ سے اسے کہنے کے گوے کو میدان میں بھینکے یا اور پھر جوگان بٹھکا لکر اس جستی و چالاکی کو کا فرمایا
 کہ پھر میدان دوبارہ جیت لیا ہمارے تاجدار نے دیکھا کہ بازی ہاتھ سے گئی ہزاروں آدمی میں عزت
 وابر و خاک میں ملی جا پا گھوڑے کو لٹکر کر کے اپنے بھائی نعمان تک پہنچے میدان چھوڑ کر اپنے شکر میں جا
 امیر نے گھوڑے کو خد کر کے ہمارے تاجدار کا کر بند کر کے مرکب جدا کیا اور غم و کھٹ طرف گیند کی طرح بھینکے یا

A black and white woodcut-style illustration depicting a large group of men, likely soldiers or officials, riding horses. They are wearing traditional headgear and armor. In the background, there are buildings and a hill. The style is characteristic of early modern book illustrations.

سیاہ باطنوں کی فوج کا فی کس سب بچٹ گئی رزمگاہ کشتوں سے بٹ گئی شہر آتے تھے اُتھیلیا جو ڈراولوں کو لے
اتھیا رے بٹے ڈال دیے کھول کھول کے ، غازی نے سکویر کیا رول رول کے ، نیز لگائے خویا غین تول تول کے
جس سردار کے سر پر تلوار لگا لی زمین تک اُتر آئی جیکے حامل کا ہاتھ مارا سر گردن مع نصف سینہ تن جدا ہوا قعر فوج
کو سدھارا جسکی کمر بین ہاتھ ڈرا ہوا دن دو کٹرے ہووا اسم نھان بن منظر شاہ یمنی نے انکرا جا کہا ایک تلوار اریہ کے سر
لگائے بازوے نابکار کی طاقت دکھائے ، ایمر نے اُسکے دار کو سپر بر روک کر اُسکے کمر بندین ہاتھ ڈال کے صاف زمین سے
اُٹھالیا اور کچننگ کی طرح اُسٹاں ساز شجاعت نے اُسکو دیو چکر عرو کے حوالا کیا باقی لوگ جتنے تھے اکثر بدحواس ہو کر
بھاگ گئے اور بہت سے قعرہ جنگ شمشیر دیو کمر خیمہ داخل ہوئے ایمر فوج کو لوٹ معاف کر کے منظر منظر ہوا پانچے
سردار خاں دیو سے علیا ، قعر و نہت کئے لگا غلط اُشادی و فرحت بلند ہو جب شب کو نرم عشرت آرا سے ہوئی اسے

نعمان کو طلب فرمایا کہ کہا اب کیا کہتا ہو دلیس بابر اور کیا ہو اسنے اتنا س کیا کہ اگر کوئی میرے بٹا جنس میں ہو تو
 تو اسکی کیا مجال تھی کہ میری فوج جبراً بیلوان دشمنہ گزاری سے مقابلہ کرتا اور جان نہ کھوتا مگر خدا جانے کہ اب ملک میں
 یا انسان میں بہر تقدیر برگزیدہ ۱۵ ہزار و سنان میں کون کیا مسلمان ہوتا ہوں امیر نے اسلام تلقین کر کے اسے چھاتی سے
 لٹکایا اور اپنے برابر اس کے واسطے دو گل کھجور اور ساغر جلا داخل زمرہ اہل ایمان ہوا اور عرصہ شادمانہ گانے لگا جب مجلس خیر
 ہوئی امیر نے نعمان و ملکہ ہماے تاجدار کو کہ اسنے بھی اسلام قبول کیا تھا خلعت لائق سے سرفراز کر کے رخصت کیا
 اور اب خواجگاہ میں تشریف فرما ہوئے تھیں نعمان نے اپنی فوج کو طلب کر کے دعوت اسلام کی سب سے گزرتی طاعت کی
 ایک سریے جھکا دی سب مسلمان ہو گئے تھے سرفار فوج کے تھے سب تشریف اسلامی پائی اور انکو اگر امیر کی ملازمت
 کردانی امیر نے ہر ایک کو خلعت عطا کیا جب یہ خبر منظر شاہ یعنی کوہ پوچی کہ جوگان بازی میں جھڑ گئے سبقت ہما
 جاجدار سے لیکھا بقدر زینت فخر بخشا اور نعمان کو بر سر جنگ گرفتار کر کے مع فوج مسلمان کیا سنتے ہی ملیں حرارت
 غضبناک بن ہوئی کے کا غم فسخ کر کے لٹا پھلا دے میں ہوئے تھے ہر ایک جل جنگ بجوایا امیر نے خبر شکر بنی فوج میں بھی
 جل جنگ کچھ کا حکم دیا صف آرائی کا سامان لشکر نظر سیکر میں ہونے لگا آفتاب کی کرن بھوستے تھے تو نون شکر زرنگاہ میں کہ
 آمادہ کارزار ہوئے یلان شیر مت اور شجاعان تھوڑا ندیش جان بازی پر تیار ہوئے منظر شاہ نے اپنا مرکب میدان میں
 لٹکا کر اوزی حیمت جاہلیت میں اے اس طرح صدا بلند کی کہ امیر جھڑ سرور لشکر کون ہو اور کہاں ہو دیکھوں تو اسکی
 شکل مشاغل کسی ہو کر ثابت تو ان کا انسان ہو میرے سامنے آئے اپنی دیرری اور شجاعت کھائے شہر ہر کہ با فو لا داری
 بچہ کر دیا علیکن خود دل بچہ کر دے کبھی کسی مردے سابقہ نہ پڑا ہو گا کسی جنگ آنے سے معاملہ نہوا ہو گا اپنے خون کا بیاسا ہو
 اندر کے سیر مرگ پر آمادہ ہو یہ سنتے ہو امیر کے مقابل ہوے اور فرمایا کہ کیا ان و گردنات یک رہا ہو کیوں سودا سر پر
 سودا ہو ہو انتہا اللہ تعالیٰ ایک وار میں تو تیرا کام تمام ہوتا ہو دم کے دم میں تیرے اسلام ہوتا ہو اول تو ہی پنا
 نہ ہو دکھا دل کا حوصلہ دل ہی میں نہ لجا اسنے نہ وہ اٹھایا امیر نے کھوڑا دیا اس کے متھل گئے اور تھک ملی کر کے نہ وہ اسکا
 چھین لیا اور اٹھ کر کچھ بھینک دیا اسنے تو اسنے کچھ بھی اسکی ضرب خالی دے کہ میں ہاتھ وال کے کھوڑے سے لکھتے تو
 چھین لی جاتے تھے کہ زمین پر ٹکیں کہ اسنے امان بچا ہو اپنی جان بچائی امیر نے اسکو سبکے میں چھوڑ دیا وہ بھونکا
 اور کھڑے ہو کر صدق دل سے مسلمان ہوا اسکو اپنے غمے میں لائے اور کہاں شققت دھر رہا ہی پیش آئے اسکو اور اس کے
 رفیقوں کو جو فوج کے انتر تھے غلغلیہ تھکے گران بھا فرمایا اور زویا و مراتب عطا فرمایا منظر شاہ نے ایک مینے
 یک امیر کی دعوت کی اور کہا ان خلاص و عقیدت سے فرمانبرداری اور طاعت کی اور اسی روز سے سامان
 شادی نکاح سوانح اپنے مراتب شاہانہ کے کرنے لگا اور سب سکرام امیر کے سلطان بخت مغربی کے ساتھ
 ہماے تاجدار کا عقد کرنے پر مستعد ہوا اسامان بخت نے عرض کی کہ کھٹے تاجدار اب میری زوجہ ہو چکی

حضور کے اقبال سے یہ نعمت غیر مترقبہ مجھے نصیب ہوئی انشاء اللہ تعالیٰ عجل اس روز کو دیکھا جس دن جھوکی شادی ہوگی خداوند نعمت کی خانہ آبادی ہوگی جب تک ہمارے تاجدار گھر میں رہے باپ کے یہاں چندے سے سر کرے امیر نے رسم نشان ادا کر کے ایک جشن شاندار ترتیب دیا اور بعد جشن کے منظر شاہ سے کہا کہ اب میں خصت ہونگا وطن کی طرف جاؤ گا کہ جناب لداجہ متفکر اور پریشان ہونگے میرے نظار میں راہ نگرانی و حیران ہونگے منظر شاہ نے عرض کیا کہ میں بھی ہمراہ رکاب چلتا ہوں خانہ کعبہ حرم محترم اور زیارت حضرت خواجہ صاحب کا شوق ہے انتہا ہوں یہ کہہ کر ملک کا انتظام اپنے نائب پر چھوڑا اور اس ہزار پہلو انوکھ نوحان ساتھ لیکر امیر کی کاپی چلا حشام بن علقمہ خیمہ سری کا عروج اور ملک ملائین بر فرج مہموت خان باقیقن کا بیان یہ یہ دیر معر کے کی داستان کہ جب حشام دوازہ سالہ ہوا ہوش سمجھا لا کمال ولولہ انرمی قدم گھر سے باہر نکالا سر بازار شور و غل مگر بوجھ کیا شور و غل کیا ہو شہر میں یہ کیوں دادیلا ہو لوگوں نے کہا کہ محصلان نوشیہ ان خروج تحصیل کرتے ہیں جو شخص دست ادا کرے میں عذر کرتا ہوں اسکی تذلیل کرتے ہیں حشام کو برا معلوم ہوا چند آدمیوں کو کچھ روکے ناکان کاٹ کر شہر بدر کیا اور قدغن کیا کہ کوئی ایک کوڑی کسی کو نہ دیکھو خراج کہ حسین ہو جاری سرکاری میں غل کرے اور فوج کی نگاہ جاری کی اور توجہ تمام جانب ملک داری کی تھوڑے سے دنوں میں ایک لشکر جبار فراہم کر لیا ملائین کی طرف کوچ کیا جب اخبار نویسوں نے یہ خبر لکھی بادشاہ عادل کا گوش مبارک تک پہنچی کہ حشام بن علقمہ خیمہ سری نے خروج کیا ہو کمال نزدیک حشام فوج کثیرہ لے کر ملائین کا راستہ لیا ہوا بادشاہ نے فرزند چہر سے مشورہ کیا بارکان دولت کو متبع فرمایا فرزند چہر نے صلاح دی کہ اگر حضور خود بذات قدس مقابلہ کریں گے تو میرے نزدیک یا ہزار یا ہوی فدوی کی رائے میں یہ حرکت کمال نادر و اہم کیونکہ اگر سپر فتح ہوئی تو کچھ نام ہوگا اور اگر سبب و صورت دگر ہوں ہوئی تو نیک انجام ہوگا اعدا کو مقابلہ نہ ہوگا کہ بادشاہ ہفت اقلیم کو ایک اونٹنی شخص نے شکست دی پھر ایک کے مقابلہ کی ہمت کی ہر نفس کو تہور اور سرکشی کی جرأت ہوگی اس سے میرے نزدیک یہ بہتر ہو کہ اسکے آنے سے پہلے حضور سے کار کھیلنے کو تشریف لیا دین اور ملائین میں کسی سپہ سالار کو مقرر فرما دین کہ جس وقت کہ گردن زدنی آوے اسکو گوشمالی قرار واقعی دیا جائے کہ پھرانے اور اعلیٰ کے حوصلے پست ہو جائیں سو اعلیٰ عجلت نابھہ داری سے سر نہ اٹھا دین بادشاہ کو یہ بابر چہر کی پس آئی اور اسکی نیک اندیشی تحسین فرمائی آپ کو عید گاہ کی طرف تشریف فرما ہوا شاکر کا حیلہ نہ ستور کیا اور غنیمت قبول گوش کر ہوا ان نامی تھا چاس ہزار سوار سے ملائین کی حفاظت حشام کی گوشمالی کی واسطے مامو کیا ہفتہ عشرہ گزرا تھا کہ حشام بن علقمہ خیمہ سری نے چالیس ہزار سوار خوشنوار سے اگر تلے کو گھیر لیا اور عیا پر دست ظلم و زور کیا ختم فیل گوش نے بھی حق قلم داری کا ادا کر کے تشریف سے کسی کو خدا کی تک آئے فرما فوج عہد کے کسی لشکر کی کو قدم آگے بڑھانے نہ دیا بلکہ نہ علقمہ فیل گوش کے دل میں یہ خیال گذرا کہ حشام چند روز سے شہر کو محاصرہ کیے ہوئے ہیں اور دین

مہینہ ہون حشام ایسا کہاں کا بھادر کیا ہو کہ جس سے میں ڈرون شہر کے باہر نکلا مقابلہ نہ کروں اور دم کے دم میں
 بارون شکست فاش نہ دوں دنیا میں لیکن نام و بھادر کھلاؤ گا اور بادشاہ سے جاگیر منصب پاؤ گا شہر رستم با
 میں یہ نہ ہر ام رہ گیا مردون کا آسان کے تلے نام رہ گیا با پانچ ہزار سوار لیکر شہر سے باہر نکلا حشام اسکو دیکھ کر حقدار کے
 منسا اور لاکھ قضا اسکے سر پہیلی ہی ہر موت اسکو آگے کو ٹھیلی ہی ہو کہ یہ میرے سامنے آیا ہی پناٹھ مجھے دکھایا ہی
 یوں کو اسکے برابر لاکھ گنا ارادہ کیوں اپنی فوج کی خیر نیری اور اپنی جان نہ ہی را ناوہ ہی غمخوار لاکھ و کھیر ام
 شیتہ خانی خانہ زاد ہو کر ابی بکر باندھی ہو دنیا سے دور ذرہ کی موس میں کو رنگی اختیار کی ہو تو نہیں جانتا کہ شاہ منشاہ و حشام
 ایک ادنی غلام تجھ کو سزا دے سکتا ہی یہ تمام تر کر و فر کر حشام بات کی بات میں ناک میں ملا لیکر حشام سے کہا کہ انا و ان کچھ
 بودا ہوا ہوتا سنیں جانتا ہو کہ انا تو ملک کے کشتورستانی میں کون کسا ادا اور کون کسا تا بعد از اور رعیت کھلا تا ہی رع
 بر کشمیر نہ خطبہ نباش خواندہ میں زور کشمیر ترے شاہ منشاہ سے تسلیم دی ہو نکا تمام ملک اور خزانہ بہت
 بلدا نے قبضہ قدرت میں کر و نکا حشام کا یہ کہنا تھا کہ غمخوار نے تو لکے ایک نیزہ حشام کے سینے پر کینے پر را اور نیزہ
 صندوق سینہ حشام سے سر باہر نکلا لیکن حشام نے باوجود زخم کاری کھانے کے غمخوار کو ضرب تیغ سے دو کڑے
 یا اور فوج پر اسکی جا کر افوج بے سردار تھی شہر کی طرف بھاگی حشام مع لشکر انکا تعاقب کرتا ہوا شہر ملاکن
 میں داخل ہوا اور تمام شہر کو تاراج کیا ستر ہزار آدمی مہار اور شہر کے اکون پر اپنے دستے مقرر کر دیے اور جلوس
 سلطنت مع تخت و تاج لیکر اپنے فرد و گاہ پر آیا شب کو بعیش عشرت کا نا صبح کو مع رؤسا خیمہ کی طرف روانہ ہوا
 ہی منزل کے بعد ایک دور راہ ملا ایک راہ کعبہ کو جاتی تھی اور دوسری راہ خیمہ جاتی تھی پھر ہیوں نے کہا ان کا دل
 نے مشورہ دیا کہ یہ لڑائی دنیا کے واسطے بڑے فتنہ اور زحمت کا باب ہوئے ایک نہم تو اب بھی سر کیے عظیم مول لیجئے چکر خانہ
 ناکو ڈھائیے اہل یان کے بعد کو غوذا بند شایع حشام کی تقدیر نے سر پر شامت بلائی یہ راہ کو تاوا ریشو کی پسند آئی
 بعد اندر کی طرف راہی ہوا مکہ معظمہ کا قصد کیا یہ خبر کہ میں منتشر ہوئی یا فوج خاص و عام میں ہو چکی کہ حشام بن علی مقہ خیمہ کی
 ملاکن کو تاراج کر کے کعبہ کے خواب کر گئے کیواسطے آتا ہوا لشکر کثیر طے جاؤ جلال و عظمت شوکت کے ساتھ بھلا ندلم ہر
 لاتا ہوا جسے سنا وہ بید کے مانند لرز گیا خوف کے مارے کا پنے لگا اسی روز چہرہ نامدار بھی مع فوج و لشکر جہاں مظفر
 منصور کے میں ہو چکے کعبہ کی زیارت کر کے اپنے باپ کے قدموں میں ہوئے خواجہ علی علیہ السلام نے انکا سر پہنے قدموں پر
 اٹھایا اور نہایت شفقت سے گلے لگا لیا ہمراہیوں بھی حسب مراتب پیشائے شہر کے گھر کے سنگوٹے سجدات شکر جانا رہی
 میں ایک اور زار زار رونے لگے امیر نے عرض کی کہ حضرت آج روز خوشی کا ہوا ہے وقت میں موقع ریخ و طالی کی بھی دعا
 سرکہ جنگے بھڑ بھڑا رہی فوج کلان حاصل کر کے حاضر ہوا ہوں کہ لوگوں کو گمان بھی تھا نقطہ فضل آتی شام حال ہوا اور حضور
 بجائے شادی غم کرتے ہیں عیش و نشاط در کنار اسکے عوین ریخ و طالم کرتے ہیں خواجہ نے کہا کہ اسے فرزند ارجمند میرے

یہ سبب رونے کا ہو کہ تھوڑے روزوں میں غضب کا سامنا ہونے والا ہو حشام بن علقمہ خمیسری مدائن کو تالیف
کیے ہوئے کعبے کے ڈھانے کو تاہی فوج جزا لشکر قہار کمال کرو فردا رات سگی ہمارہ لانا ہو کو سارا اس شہر کے وسط
یا چہرین کہ وہ بڑا گہرا زور اور صاحب فوج خوشخوار بانی جبروایسلے میں جا رہا ہوں کہ تکو کسی بہانے سے جشن کٹر
بھیج دیں امیر نے کہا کہ قبلہ حاجات قبل زنگ داویلا کیا ضرور ہو آفرید گار اس سے قوی دوتا تر ہو اس کے فضل
اور اپنی دعا کی برکت سے اگر ہماری فتح ہو جائے کیا عقل سے دور ہو میں اسے یہاں تک کہ اپنے دتیا ہوں استقبال کر کے
اسکی جان لیتا ہوں یہ کمر اسی دم باپ رخصت ہوئے اور کعبہ اللہ میں گئے بریت فتح دور کعبہ نماز ادا کی اور خدا سے عین حل
سے اعانت چاہی لشکر ظفر سیکر آراستہ کر کے حشام کی راہ روکنے کو لے ہی ہوئے اور ظالم بدکیش کے قلع قمع کیواسطے تشریف
لیجے واسطہ منزل طے کیے جاتے تھے ایک منزل پر ٹھیک خبر پائی ہر کاروں نے خبر ہو بخالی کہ یہاں سے دو منزل کے فاصلے پر
اس مردود کا لشکر ڈرا ہو کو سوں تک فوج کی سیر و زنگاہ سے میدان بھرا ہو یہ سنتے ہی اس مقام پر اترے فوج کا انتظار
کرنے لگے جا رہی رات گزری ہوگی کہ کئی ہزار سوار اپنے لشکر سے انتخاب کیے اور اس وقت بعزم تاخت اس طرف
کو کوچ کر دیا بہت جلد حشام کے لشکر پر فوج امیر ملائے آسانی کی طرح سے جاگری حشام کے لشکر میں جل پڑی امیر نے
نفرو اللہ اکبر کہہ کر فرمایا کہ اے خوابیدہ بخت بیدار ہو جاؤ و شوم طالع ہو شیام ہو جاؤ کہ قہر ربانی نے تمھیں گھیر لیا ہے بڑے
کافروں کا جی اور سرکشوں کا دل جان سے چھڑا دیا کہ عزرائیل تمھاری روح قبض کر سکے ہو غیا صبح ہوتے ہوتے دس ہزار
آدمی حشام کے لشکر کے قتل کیے حشام اپنے خمیے میں پڑا سو تا تھا کہ آواز قتل قتل کش کش کی اس کے کان میں گئی نفرو
اللہ اکبر کی صدا اسے پہنچی فی الفور جاگ اٹھا اپنے نوکروں سے پوچھنے لگا کہ یہ کیا ماجرا ہو یہ شور و غل کیا ہے لوگوں نے کہا کہ
حمزہ نے کوئی عرب ہو اسے شجون مار کر قتل عالمگیر کیا ہے حضور کی فوج کو تمام کر دیا ہو اگر یہی خونریزی دو چار ساعت ہی
تو لشکر میں آدمی کا مارا نشان نہ رہیگا صبح تک حضور کی طرف کا باقی کوئی انسان اور حیوان نہ رہیگا حشام جھٹ بیٹ
اپنے گینڈے پر سوار ہو کے لشکر میں آیا وہاں سکوبہ حواسن و سرسیر بعضوں کو مقتول اور مجروح پایا کلاسے میں شاہ
خاور بخت فلک پر جلوہ افگن ہوا یعنی شب گذری در روز روشن ہوا سوقت قیس زہرا سوار حشام کیساتھ اور دس
ہزار سوار امیر کے ہمراہ تھا اور بازاری آدمی اور علمہ فعلہ زائد صاحب حشام گینڈے کو میدان میں نکال کے
حمزہ کو دیکھ کر لڑا کہ ادب زانو سے گھوڑا اور سلاح کس تو مانگ لیا ہو اتنی بساط پر مجھ سے مقابلے کو آیا ہو تجھے اپنی
جان کا خوف نہ آیا یہ فائدہ میرے لشکر کو تیا تیری جوانی پر مجھے رحم آتا ہو دفعہ تیسرے قتل کو حکم نہیں دیا جاتلا یہ
سلاح و گھوڑا اگر مجھ کو بطور نذر کے دے دست بستہ یہ چیزیں میں کر کے عقد تقصیر چاہے تو البتہ تیری خطا معاف کر دوں
تو نے جو میری فوج پر شجون مارا اس کے اتمام سے درگزر ہوں تو نے کمال بے ادبی کی اور نہایت تمدنی پر مکرانہ جی
اگر حکم عدولی کر لیا تو تجھ کو بے تیغ اجل روٹا کر و کھن بھی نہ لیا جائے نام و نشان نہ رہے لگا امیر سلوہ کوئی اسکی

شکر غصہ ضبط نہ کر سکے غضب میں آکر فرمانے لگے کہ او گبر ملعون گردن زدنی تو نہیں جانتا کہ میں کون ہوں دوسرے
خاندان کا ہوں خواجہ عبدالمطلب کا بیٹا ہوں اور ہاشم کا پوتا ہوں ہماری تلوار کا شہر کیا تیرے کان تک
نہیں پہنچا ہماری شجاعت کا غلغلا کیا تو نے نہیں سنا ارے جھٹی ذرا ہوش میں آیا تین فضول یا پھر خبردار ست کیوں
شامت آئی تو کیلئے زندگی سے طبیعت بھلائی ہو حشام اس کلام کو سن کر طیش میں آیا اور نیزہ جو اس کے ہاتھ میں تھا میر کے
سینے پر لگا یا میر نے اس کا نیزہ اپنے تیرے کی نوک پر روکا نیزہ بازی ہونے لگی جب سوسوٹھن نیزے کے چلنے اور جاہنیں
نہر نہ ہو چکی تب حشام نے ٹھیکسا نا ہو کر تیرے کو ہاتھ سے پھینک دیا اور تلوار کو میان سے پھینچ لیا چاہتا تھا کہ میر کے برابر اگر
تلوار سے میر سے تم بھی لڑ سکتے تو اس کے ہاتھ سے چھین لی اور اپنے علم ہوں کو پھینک دی اور فرمایا کہ تو اپنے حربے کر چکا اب میر
نہر کو بس نکال نیٹے تھا اور مرکب کو دیکھ بھال دیکھ یہ نہ کہنا کہ خبردار کہ نہ مارا میر وار ہونے پایا باوجودیکہ اسے بس کہہ رہا
صفت اڑائی لشکر امیر اور حشام کی وریک ضرب میں مارا جا تا حشام کا رخ گینڈے امیر کے ہاتھ



ہاتھ لیکن امیر نے لا الہ الا اللہ کہہ کر تلوار اسٹن پاک خود سر کے سر پر لگا لی سپر کو دوبارہ کہہ کے خود فولادی کے دو حصے
کی استخوان مغز کے برنجے اڑائی گردن ہراجی کو قلم کرتی سینے میں عجوبہ نمود کر کے نکلی غازی بن برائے آئی گینڈے کی ٹیٹھ
قی بیٹ سے کل گئی دوست و دشمن کے حواس اڑ گئے ایسی تلوار دیکھی نہ تھی نظم اللہ رے کا ٹاسکا کہ وہ سر پہ نہ ٹھہری
ایک طرف گیند مغزیہ نہ ٹھہری دینی تم گار کے منبر پہ نہ ٹھہری بالائے سپر بھو یوں کہ بستر پہ نہ ٹھہری ہمانند تصویر
مرئی اُدھرائی جس سر پہ رکھا پاؤں زمین پر اتر آئی ملے ترجمہ تلوار نہ کیے اسے یہ برق فلم ہو پٹا نکال یہ ہاتھ ہوا دست خدا

امیرِ حشام کو جنم کی طرف بھیج کر جطرح سے شیر زندہ بکریوں کے گلے میں گھستا ہوا اسکے لشکرِ برگزیدہ ایک دم کشتن کے پتے لگائے بعض رو سیاہ بھاگ کھڑے ہوئے اور اکثر سلمان ہو گئے امیر نے اپنے لشکر کو سوائے تختِ تاج تو شیران کے اور بٹ مطلقِ معاف کی اور اساری کو قید سے رہائی بخشی ہر ایک کے لائق خلعت و سواری و زاد و راہ عطا کیا اور اپنے اپنے گھر جانے کا حکم دیا بعد ازاں ایک عقیقہ نوشیروان کو لکھا کہ میں نے بفضیلتِ تعالیٰ آپ کے اقبال سے اس بکر کو قہر و فتح میں پہنچایا اور ستر ہزار آدمی جو بربایا و ملازمین سے حضور کی اسکی قید میں آئے انکو رہا کیا اور اس سر خود سر کا مقبل و فاوار کے ہمراہ حضورِ نذرین بھیجتا ہوں اور تاج و تختِ خدائی کو اگر حکم ہو تو آپ لیکر حاضر ہوں یا جسکو ارشاد ہو گا اسکے سپرد کروں مقبل و فاوار کو میر حشام اور عقیقہ دیکر بادشاہِ بخند میت میں داخل کیا اور آپ غفور و مہربان کے کی طرف کوچ کیا کہتے ہیں کہ امیر نے سوائے اہلِ کیمتہ کے کبھی خون نہیں لیا اور کبھی ات کو ماتحت اور تاراج کارا نہیں کیا

داستانِ حاضر می مقبل و فاوار کے حضور نوشیروان فلکِ اقتدار

بیلِ خامہ نئی داستان سنانا ہی مھنِ قمراس کو تختہ گلزار بنانا ہی کہ جب چالیس دن کے بعد نوشیروان صید گاہ سے مدائن میں آیا شہر کو دوران اور تختِ تاج بے نشان پایا بزرجمہر سے آبدیدہ ہو کر فرمایا کہ گردشِ فلکی نے یہ روز نکھایا بیان تاک تو تعمیرِ خواب کی ظہور میں آئی جو تم نے بتائی مگر باقی دیکھئے یہ پریشانی ہماری کب جاتی ہو اور وہ تعبیر کون سے آتی ہو بزرجمہر نے کہا انشاء اللہ تعالیٰ آج سے کل تک بھی ظہور ہوگی نشانِ شہادتِ عزت حضور کو لاحق ہوگی ساسانیوں نے کہ جو قتل و اسیری سے بچے تھے بچے تھے کما کہ یہ جو کچھ کیا بزرجمہر نے کیا اگر بادشاہ کو مدائن صید گاہ کی طرف لجا تا تو حشام یسار و زبدہ کو نہ دکھاتا مفت میں عزیز و اقربا ہمارے بے اہل مارے گئے اور میں ماندہ و تنگ ہو کے گور کے کنارے گئے حقیقت میں بزرجمہر نے مذہب کے تعصب سے ہٹ کر دیکھا ہمارے عزیز و رشتہ دار مارے جانے سے دلگوشا کیا بادشاہ کی خدمت میں عرض کر کے ہماری داد و لاؤ ہماری طرف سے زار زالی کر کے اتنا ثواب کماد یہ شور و غوغا ہوا تھا کہ صابر بخد پوش عیارِ نرد و غار سے آلودہ بادشاہ کے حضور میں حاضر ہوا و شرفِ درختِ فزا و خبرِ سرشتِ لاکہ حشام بن علقمہ خمیری کو جو مدائن کو خوابِ برباد کر کے ستر ہزار آدمی کو دیکھ کر کیے خیر کی طرف جاتا تھا اور اپنے تلبر کے روبرو کسی فردِ بشر اور سلطانِ ملک کو شامین لاتا تھا حمزہ نے حضور کے اقبال سے قتل کیا ہی اور رشتہ میں بھڑکاپے ایک فتنے کے ساتھ کہ نام اسکا مقبل و فاوار حضور میں بھیجا ہی اور اسکے لشکر کو پریشان اور تاراج کر کے حضور کی عیال کو اسکی قید سے چھڑا لیا اور اساری کو رہا کر کے خلعت آزادی بخشا ہی یہ مژدہ شکر بادشاہ چھل چلا دوڑ کر بزرجمہر کو چچائی سے لگایا اور فرمایا یہ جلد سب سردار مقبل و فاوار کے اقبال کو جاویں و تہ تیغ تمام اسکو لے آؤں فوراً محل کی اخیل ہوئی امر نامدار اور سلطانِ دی لاقتدار اپنا سامان دست کر کے مقبل کی پیشوائی کو شہر شاہ کے باہر آئے اور تہ تیغ لار آ کرے تمام اسکو اپنے ہمراہ لائے جسوقت مقبل حاضر ہوا بادشاہ کے پایہ تخت کو بوسہ دیا اور عرض کی گدزانی بادشاہ نے اسقدر لیمہر کی توقیر کی

کر لینا امیر کا مقبل سے اپنے ہاتھ میں لے لیا پہلے تو آپ کا کیا بعد ازاں خواجہ بزرگ میر محمد کو دیا اور فرمایا کہ تم اسکو آؤ
 پڑھو اور اس کے معنوں کا اشتہار ہمارے تمام مالک، محروسہ میں لو اور دہنے سا سانی و کیانی و محمد کی تھے اس لفظ کا مفہ
 شکر نیاں ہوں اور بادشاہ کو اس فتح کی مبارکباد دینے لگے بادشاہ نے اس وقت مقبل و فداوار کو خلعت کرنا
 غلط کیا اور زرد جامہ پیش ہا سے منہ اسکا بھڑوایا اور حکم دیا کہ جب تک مقبل و فداوار مدائن میں رہے ہر روز
 میں بلا قید حکم حاضر ہو کر اسے راوی لکھا کہ جس دن مقبل و فداوار نے بادشاہ سے ملازمت کی اتفاقاً اس دن لوگو
 ایک فاختہ بارگاہ جمشیدی کے گلشن میں شاخ سرو پر بیٹھی دیکھی اور بجائے طوقی یکا سیاہ کے گلے میں حلقہ زن نظر
 خیزار و نیچے معاملہ بادشاہ علی گاہ کے گوش حق بنوش تک پہنچا یا بادشاہ نے فرمایا کہ معلوم ہو کہ اپنی ماکو سے آئی ہے
 شاطر سیاہ کو تیرا اسکا خطا نہ کرے مار کے مارنے میں غاند کرے مگر فاختہ پر اگر صدمہ ہو یا تو بھٹکے پڑے ہوگا کسے حامی
 بھری کیسی جرات نہ پڑی اور کوئی اپنی جگہ سے نہ لٹکا کسی طرح اپنے مقام سے نہ سر کا مقبل نے اپنے مقابلے سے اٹھ کر بادشاہ
 کے پایہ تخت کو بوسہ دیا اور جانتے لگے کہ اسکا دھڑکاؤ کیا اور نیزے کی نوک پر ایک بیہ نصیب کر کے ایک شخص کے ہاتھ
 دیا کہ اسے منہ کے زور سے مطلقاً خوف خطر نہ کرے ہاتھ کو جنبش ہونے نہ دے ساتھ جو اپنی شکل میں نظر آئی کیا
 ہو گا کہ اس طرح تلے لگا زبان نکال کر اپنے بصورت کی جانب لپکنے لگا مقبل و فداوار نے فرصت پا کر سرفرازین کو چلے سے
 کیا اور گوشہ کمان کو تابنا گوش پہنچا کر اس میں چھٹا کو طائر روح پر چھوڑ دیا فاختہ کے پر تکتے اسے بٹھکے ہو چکا
 سر زمین ترازو سا ہو گیا سائب تو زمین پر گر پڑا مقبل نے اپنا تیر نکال لیا اور فاختہ پر بجاتی ہوئی اپنے آشیانے کا
 طرہ اڑ گئی بے اختیار ناظرین کے منہ سے جنت و آخرت کی صدا نکلی بادشاہ نے مقبل کے ہاتھوں کو بوسہ دیا اور
 خلعت مرصع سے غلط کیا اور حمزہ کی عرضی کا جواب لکھا اور خلعت شاہانہ بختک کو دیا کہ فاختہ نے پر ہر ہار
 کر کے ہمیں سگان اور ہمیں جوان کسپر و کر و کہ جلد امیر کے پاس جاوین یہ جواب و خلعت بعنوان شائستہ انکو پہنچا
 کہتے ہیں کہ بادشاہ نے اپنے شقیہ میں لکھا تھا کہ اویہلوان زمان گردن سکین سرکشان جہان تو نے میری پسرخواندہ
 نہایت پاس کیا اور میرے دشمن سے کہ باو غرور سے دلع اسکا بھڑا تھا مقابلہ کے نہایت باو کر ویا نفس لالہ
 اگر آج رستم و زہمان ہوتے تو حلقہ اطاعت تیرا ہی گردن گوش میں لٹکتا سہل فرما سفند یار تیرے زور سے
 بدو رسد دعوی نہ اٹھاتے ہمیں سگان اور ہمیں خزان کو میں نے من خلعت بھیجا ہو تخت تاج اور دیگر اثاثہ شا
 جولو نے اس گبر سے واپس کیا ہی بارگاہ حضور میں روانہ کر کے بہت جلد یہاں حاضر ہوا اور میری چشم براہ نظر لکھنے نہ
 نوز جال سے منور کے سر پہ فرما کر یہ خطا ہو چکی کہ اب نہات نے اس شقہ کو تو نہ بھی اور شقہ اس معنوں کا لکھا کہ غریب
 اس سے پہلے ملتا تھا کہ تمام عربوں کو تیرا دیوانہ اور بی ہوشمیت کے گھبراہٹ نہ دیکھوں یہ تجھ سے یہ کام صفت
 اس وقت بن گیا اندامین نے گناہ تیرا معاف کیا اور خلعت ہمیں تیرا ہی پہنچا کہ ہاتھ روٹا نہ کیا اور وہ شقہ

بادشاہ کا نہ بھی لکھا کہ ایک پہلوان عادی نامہ ہمیشہ سنی قلندر تنگ روحا مل میں رہا کرتا تھا اور اسی مقام قلب
 میں شب و روز بسر کیا کرتا تھا حشام بن علقمہ خیمہ خیمہ کی خبر شنکر مکان کو اپنے خالی کیا اور آپ ٹھہرے ہزار سوار
 دامن کو دین چھوڑ دیا کہ ہر گاہ حشام اس طرف سے نکلے تو میں اسکو زیر و زبر کروں کہ ایک عیار نے اسکو خبر دی کہ
 حشام بن علقمہ خیمہ کو حشرہ نے مارا اور اسکا مال متاع لیے ہوئے بعزم مکہ کا اسکا وطن ہو جاتا ہو وہ یہ سنکر بولا
 کہ خیر ہم بھی اس سے اپنا حصہ لیتے اور جو دینے میں کچھ تامل کہ بگا توڑ دینگے ہر گاہ قلندر تنگ روحا کے متصل حشرہ دار ہو
 اس قلم و شکار گزار میں پہونچے عادی اپنی فوج میں سے ایک سردار کو واسطے سفارت انتخاب کیا اور یہ پیغام دیکر حشرہ
 کے پاس بھیجا کہ حشام بن علقمہ میرا شکار تھا بہت روز سے مجھے اسکا انتظار تھا میں سیر تک لگائے ہوئے بیٹھا تھا اسکی
 راہ دیکھ رہا تھا اسکو آپ نے شکار کیا بلکہ ان زمین رہا اب آپ کی خدمت میں یہ تہاں ہو کہ جو کچھ اسکے مال و مال میں
 سے آپ کے ہاتھ آیا ہو جو نشانہ آپ کے خزانے اور ملک پایا ہو نصف مجھ کو دیکھو اور نصف آپ لیکر خیر سے اپنے گھر
 کی راہ لیجئے بہن تو آپ کمال بھی اسکے ساتھ جائیگا بخیر حشرہ و فوسل دیکھو ہاتھ نہ آئیگا امیر یہ پیغام سنکر بہت ہنسے
 اور اسکے اوپر بہت عنایت فرمائے کہ ہمارے طرف سے عادی کو بعد دعا کے کہنا کہ اگر صلح منظور خاطر ہو تو ساغر
 حاضر ہو اگر جنگ سامان دیکھا ہو تو یہی گوئی یہی میدان ہی ہر طرح سے موجود ہوں جو مرغوب ہو اسکی فکر کروں حشرہ
 حشرہ کے اخلاق بہتر جان عاشق ہو گیا اور عادی سے جا کر جواب کے سوال کا کہا اور عرض کیا کہ بہن اپنی اس عمر میں
 سیر یا اخلاق نہیں لکھا کوئی رئیس صاحب ہمت مروت یا ہمارے نظر سے نہیں گذرنا معلوم ہوا کہ یہ ولوالہ عزم و عجب نہیں
 کہ ہفت قلم میں کوس مل لیا گیا و بعد چندے تمام اطراف جوانب کی سلطنت اسکے قبضہ قدرت میں آئے وہ پیغام سنکر
 عادی نے باہر جنگ ہوا عادی بن معدی کہ یہ دو سردار ٹھہرے ہزار سوار کی جمیعت سے کس حرب بجاتا ہوا
 میدان میں آیا امیر بھی اپنی فوج حاضر مہرج لیکر اس سے دوچار ہوئے آمادہ جنگ پیکار ہوئے عادی اس کج
 سے آیا کہ فوج والوں کا دل بھلایا دیکھا تو اکیس ریش کا قہر و قاست ہی سپرستہ بدن کا عرض ہوئی درجہ جاست ہی
 نہایت کیم و کیم ہو تو تن و تش عظیم اور سر بخود اپنی اسپرست بگدیان باہر کھکرات تلے چھوڑے ہیں اس میں کوس بھی
 نمودار تھوڑے تھوڑے ہیں اکیس گنگا کمر گادو ہوا انسان کا اسکو کوئی قلم و سر ہی سپرستہ فولادی بانڈھے زرہ بیکر چار
 آئینہ آستانے رگے موزے کوری پنے سپرستہ تہلو انہر لٹا کر کش زیر کمان یا تلے بانک کی کا ندھے بر دے عمود و نیزہ
 ہاتھ میں سینچا لے ہو حشرہ دیکھ کر امیر سے کہنے لگا کہ بہت آپ کو اپنے زور کا گھمنڈ تھا آج معلوم ہو جائیگا خدا کی قسم
 دانتوں پسینا آئیگا امیر نے ہنسکر فرمایا کہ زور دہندہ میرا اس سے زیادہ توانا تر ہوئے دشمن اگر قویست
 نہ بیان قوی ترست کچھ منظر لکھا ہوا ہمارا معین ہے ہمارا خداوند جل و علا ہو دیکھ کہ کیا ہوتا ہے امیر
 نے اپنے خالی کردیا و کیسے اس کے قہر و قاست سے مطلق نہ رہا اور کب تک اپنے اسکی طرف چھپا کر نہ رہا

کنتی کو ملا دیا برابر ہوتا تھا کہ ایک اوجھڑ سپر کی ایسی اسکے مرکب کی پیشانی پر ماری کہ چند قدم گھوڑا مسکا ہو گیا اور وہ بدحواس ہو کر سر جھاڑنے لگا عادی نے جو یہ قوت حمزہ کی دیکھی سمجھا کہ حرفت زبردست ہی نشہ سے مست ہو لو لاکہ ای جوان معلوم ہوا کہ تجھ میں بھی اس قدر طاقت ہو اور گونہ ہمت و جرات ہو نام ایسا بتا کہ تجھ پہلوان بے نام و نشان میرے ہاتھ سے مارا نہ جائے ایک جری صاحب حسن و جمال نقشہ ہستی سے مشابہ جائے امیر نے کہا جانتا نہیں ہو کہ ہمارے دن کا نام قبضہ شمشیر گوشت کمان پیکان تیرے منقش ہوتا ہے تو یہ نام ابوالاعلیٰ تیری ضرب و دست کے شوق میں آیا ہوں تیرا زور اور ہنر دیکھا چاہتا ہوں لایا ضرب دیکھوں تیرا دیکھا ہے عادی گدگدانا کر تو لکھ امیر کے سر پر آیا اور حریرہ قویٰ میر لایا اور بولایا کہ ابوالاعلیٰ ضرب سے توجا بن نہ ہو گا اس ضرب سے تجھے مغر نہ ہو گا یہ لکھ امیر کے سر پر دگر لگایا خاطر خواہ اپنا جو صلہ اور زور دکھایا امیر نے اسکو رد کر کے کہا کہ ہاں اب دوسری ضرب بھی لگا کہ ارمان دل میں نہ ہے تیری ہوس قلبی نکلے گا بچو گا تو میں بھی ایک ضرب لگاؤں گا اگر جتیار ہا تو ذالہ اسکا کبھی نہ بچو لگا ہمیشہ اس ضرب کو یاد کر لگا عادی یہ سنکر غضب میں آیا اور گدگدانا کر بند سے لٹکایا تلوار سیان سے لے کر اور رکاب سے لٹکایا ہوتا تھا کہ اس کے سر پر تلوار سے ضلالت کفر کا اظہار کرے امیر نے قبضہ اسکا پکڑ کے دوسرا ہاتھ اس کے کمر بند پر ڈال دیا وہ بھی اسے زور کرنے لگا عادی نے قریب کر لیا کہ اس پہلو اتو تم تو آپس میں گاؤ زور یاں کر رہے ہو مرکب بیمار محض ہے ہین کی مگر کیوں توڑتے ہو اگر زور آزمائی منظور ہو تو زمین پر اتر کے زور و طاقت کروا ظہار ہمت و قوت کرو حمزہ اور عادی دونوں نے اسے عمر کی پسند کی اور گھوڑوں کی ریلانی بند کی گھوڑوں کے اترے مقابلے میں کھڑے

حمزہ اور عادی کا باہم کشی کرنا اور امیر کا عادی کو اٹھا کر سر سے بلند کرنا



عاوی نے کہا کہ حمزہؓ ہتھیار میں تو ہم تم دونوں برابر رہے ہیں نیزہ بازی اور گرز بازی اور شمشیر زنی میں ہم سب برابر ہیں
 کو جنگ مغربی میں آزمائش کریں دونوں اپنی اپنی طاقتیں آزمائیں جو غالب ہو غلوب اسکی اطاعت کرے ہمیشہ ضعیف
 قوی کی تابعداری اور ملازمت کرے امیر نے فرمایا کہ میں بہر صورت حاضر ہوں تیری آزمائش کا منظر ہوں یا تھی یا کر
 چار زانو بیٹھ گئے عاوی نے اس قدر زور کیا کہ ہر بن موسیٰ عرق نہ لگا مگر حمزہؓ کو جنبش ہوئی امیر نے زمین بچھوڑی
 بولا کہ حمزہؓ مجھ میں جہاں تک زور تھا کر چکا حد طاقت سے گذر چکا اب تم زور کرو اپنی طاقت دکھاؤ اسکا پالتھی مار کر ٹھنڈا تھا
 کہ حمزہؓ نے پہلے زور میں اسکا لنگہ اٹھالیا اور کئی بار چکر دیا اور پوچھا کہ اب کیا کرتا ہے کچھ اور ارادہ ہو عاوی نے کہا فرما بنا
 ہوں دل و جان سے آپ کی طاقت خدا داد کا قربان و شارب ہوں امیر نے بآہستگی تمام زمین پر رکھ دیا عاوی قدموں
 ہو کر درگاہِ توحید پر چکر مسلمان ہوا اور امیر کو مسح لشکر قلعہ تنگ رواحل میں لیا کر جشن شہانہ ترتیب دیا اور اپنے بھائی کو
 شرف ملازمت سے مشرف کیا امیر نے ہر ایک کو گلے سے لگایا اور خلعت پہلوانی سے سرفراز فرمایا جب امیر نے جشن سے
 فراغت پائی فرمایا تو خدا حافظ ہو اب میں اپنے وطن کو جاتا ہوں انکو اپنا دیدار دکھاتا ہوں جناب والد ماجد کے
 قدموں پہنچا عاوی نے کہا کہ حمزہؓ ایسا تو میں بڑبڑایا بھی نہیں کہ آپ مجھ کو کھانا دے سکیں گے مجھ کو کسوٹے ہمراہ
 نہ لے گئے ہزار من غلہ اگر میرے واسطے مقرر کر دیتے تو میں آسمان و اوقات بسر کروں گا دو وقت نہیں ایک ہی وقت کھاؤں گا
 بولا کہ ماشاء اللہ نضر لاسر میں عاوی کرب کی بھوک نہیں ہو تبت کہ کھانا ہی بھلا اسی کم غذاوائے سے کون نیمہ لوگا
 اس بیچارے کو خوراک کھول توڑیگا امیر نے ہنس کر عاوی سے کہا یہ کیا بات ہو رزاق مطلق کی ذات با صفات ہو مجھ کو
 تنکو دونوں کو وہی رزق دیتا ہو ہر مخلوقات کی وہی خبر لیتا ہو اگر تم چلو تو میرے سر آٹھوں برابر ہو بارے عاوی
 اٹھا رہا رسول لیکر امیر کی ہمرکابی میں آیا اور امیر نے شادانِ فرحان کے کی جانب کوچ فرمایا

امیر کا مکہ معظمہ میں آنا اور نامہ نوشیروان کا شرف و رویا

راویان شیرین زبان حاکمانِ عذب لبیان بیان کرتے ہیں کہ جب امیر کے میں پہونچے اول زیارت نہ مکہ
 سے مشرف ہوئے دو گانہ خج کا ادا کیا اور عاوی سے راہزنی کی توبہ کردائی صلاحیت اور ادائے مراسم اسلام کا اقرار
 لیا بعد ازاں اپنے باپ کی قدموں کو چلے والد ماجد کی زیارت کی طرف متوجہ ہوئے خواجہ علی بن ابی طالبؓ جو امیر کے
 آنکلی خبر سن کر باشندگانِ شہر نے معاودت امیر کی مبارکباد دی روسا و شہر کو ہمراہ لیکر امیر کے استقبال کیلئے روانہ
 ہوئے اور مع اعزاء و اقارب امیر کے لینے کو چلے آئے راہ میں باپ بیٹے کی ملاقات ہوئی امیر نے قدم جوئے خواجہ
 امیر کا سر ٹھکا کر اپنے سینے سے لگایا اور زینت و سفید فقر کو لٹایا فقر اور سائیں تصدق لینے لگے روسا و شہر امیر کو غائب
 دینے لگے کہ قنات حقیقی ہمیشہ محروم فتح نصیب کھے رام دشمن و سیاہ منظر و منصوبہ کرے خواجہ امیر کو جب گھر میں لے آئے اور احوال
 میں کیجئے اور روسا و شہر بھلے امیر نے منظر شاہد منی نعمان بن مظفر شاہ سہیل بنی سلطان تخت مغربی

عاوی کرب طوق بن حمران کی لازمت کردانی ہر ایک کی توصیف تعریف فرائی خواجہ بہت مظلوم ہوگا اور ہر ایک
 حال بر مہربانی کی اور علی قدر مراتب ہر شخص کی توقیر اور قدر دانی اور معافی کی یکدن تذکرۃ امیر معلوم ہو کہ عاوی
 عاویہ بانو کا بیٹا ہوا میر بہت خوش ہوئے کہ میر بھائی دودھ شرباب ہوا سیدن میر نے عاوی کو اپنی نون کا سپہ لار
 اور لشکر کا ہر اول دربار وند دیوانہ خانہ و فرار خانہ و لغارہ خانہ کا کیا اور خلعت ٹھارہ پارچہ و خطائے یا عمر و نے حسب حکم
 امیر عاوی سے بوجھا کہ آگے کھانے کے واسطے جسدہ جنس غیرہ و رکار ہو فرما دیجئے کہ باورچی خانہ کا دار وند ہر روز
 پھونکا دیا کرے یا کھانا پکوائے انکی فرد گاہ میں پھونکا دیا کرے عاوی نے کہا یہ تو کھڑی ہو چکے تو تے موت چاہیے منظور
 یہ تو کہ امیر کے دروازے پر انکی حق اطاعت نباہیے عمر و نے کہا کہ آپ ہر چیز کا نام و مقدار کہہ دیجئے تاوار وند آگے باورچی خانہ
 میں پہونچا دیا کرے گول گول کھانا کیا ضرور ہو شرم و حیا اپنے آقا سے نعمت سے کرا اخصا ورنہ نیا زندگی سے دور
 عاوی نے کہا کہ اچھا بھالی دار وند سے کہہ دو کہ جس کو اکیس اونٹ کی نہاری کھاتا ہوں اور دو پہر کو اکیس ہرن
 اکیس دینے کے کہا بانگوری کے اکیس شیشون کے ساتھ کر کے کرتا ہوں ورنہ اکیس اونٹ اور اس قدر رہتی ورنہ اور
 اس قدر چھینس کے گوشت کا تلیہ کبک کھانے کے واسطے تیار ہوتا ہوں اور اکیس مٹی کے کی روٹیوں کا دو نوٹ قت میں
 کھائے کیواسطے اتنا ہوتا ہوں اگرچہ پیری جیسی چاہیے وہی نہیں ہوتی ہو مگر بان البتہ فاقہ شکنی ہوتی ہوا میر نے مسکرائے
 کہ المضاہف ہر صبح کو عاوی کے باورچی خانہ میں دار وند بھیجا کرے مطلقا اس میں دروغ اور کمی نہ کیا کرے چنانچہ
 وہی رتبہ مقرر ہوا ہر روز کھانا جایا کیا انکی روز کے بعد امیر نے سنا کہ نوشیخون کے اچھی آتے ہیں اس کے نام شہد اور
 خلعت لاتے ہیں خواجہ عبد الملطیب امیر حمزہ مع سرداران شہر کے استقبال کیا واسطے باہر آئے اور تعظیم و تکریم
 لائق پیش کر دیا اپنے مکان پر لائے مکانات عظیم الشان جو در شیشہ آلات غیر سے آراستہ ہو رہے تھے انکے قیام کے لیے
 مقرر فرمائے اور پھوڑی دیر کے بعد کسی خوان نقلیات کے اور شب کو انواع و اذع کے کھانے پکوائے انکی فرد گاہ میں پھونکا
 امیر حمزہ خلعت لیکھ کر اور شیشے کو پڑھ کر چین چین ہوئے آشفہ خاطر اور دل خیز ہوئے خواجہ نے امیر کی زندگی کا
 سبب دریافت کر کے کہا کہ بابا یہ بادشاہ ہیں کبھی سلام سے تیوری بھوین سکھائیے ہیں اور کبھی گالی سے خوش ہو کر
 خلعت دیتے ہیں ناخوش ہونے کا مقام نہیں ہی رخ و مال کا ہنگام نہیں ہی دوسرے جو خوان سالار قدرت نے
 میں خورشید کا اگر کم نور فلک سے کال اور لباطر میں ہر طرف نورانی خلل تمسک کا بچھا یا خواجہ عبد الملطیب نوشیخون کے
 بلچھون کی دعوت کی اور تمام اکابر و وسائے شہر کو بھی اس دعوت میں شریک کیا بعد فرغت اکل و شرب بلچھون نے
 خواجہ کے نام کا شفق خواجہ کو دیا اسکے پڑھنے سے امیر کو اپنی جافغانی اور خیر خواہی برسر ت ہوئی حاضرین کو خبر
 ہوئی کہ ان بلچھون کا عجب نام ہو غور کا مقام لینے بہمن خزان کے نام میں رہے جو نقطہ تھا اسکو خاے حج کا نقطہ تھا
 سمجھ کر خزان پڑھا اور تشدید کان سکھان پر کا تب کی غلطی سے پھل سکو اکان فارسی ان پڑھا اور وہ و نون سی نام سے کہ میں

مشہور ہوئے اسی لقب سے ملقب نزدیک دور ہوئے عمرو شفق کا مضمون سن کر امیر سے بھی زیادہ ناخوش ہو جب
دستر خوان بچپن میں مجمع میں دو جوان کسٹون سے کسکرائے دونوں کے رو برو لایا اور بڑھلا کینے کو آمادہ ہوا مگر امیر
نے منع کیا اور اس حرکت سے باز رکھا لیکن وہ بولا کہ یہ دعوت آپ کی میری طرف سے ہے اور بڑے تکلف اور اہتمام
سے اسے رکھوایا اور اس میں خوراک قابل آپ کے ہو یہ کہہ کر خزان پوش انار کے کسٹون کو کھل کر حق قاب میں گھاس پھٹی
وہ تو ہمیں خزان کے رو برو چوڑائی اور حسین مردوں کی ہڈیاں زمین وہ قلاب میں سگان کے آگے لگائی جتنے حاضرین
بٹھے بھرت تمام عمر سے کہنے لگے کہ یہ کیا حرکت ہو یہ یہ وہ اور یہ بیوقوف کیسی شہرت ہو عمر بولا کہ فروغ کیو سٹے سٹے کے غور سے
نفیس کیا ہو یہی حیوانات کو ملا کر تاہر چونکہ انکی ضیافت مجھے بھی وجہ تھی لہذا میں نے بھی پہلوتی نہ کی ورنہ اپنے دین عمر پر
دانت پیکرہ گئے غلامان مصلحت جانے کچھ نہ نہ سکے جب کھانے سے فراغت ہوئی سب کی طبیعت ہوئی عمر و نے دو کشتیان
خلعت کی منگو میں انکے سامنے رکھو میں ایک پر سے کشتی پوش اٹھا کر بالان پرز رنگالا اور پیچ پر ہمیں خزان کی ڈالا
اور دوسرے میں سے ایک بھول زلفیت کی نکال کے ہمیں سگان کو اڑھائی تب تو اُنہ نے نہ لگایا خنجر نکال کر دونوں عمر و پر ڈرے
اُسکے مارنے پر مستعد ہوئے طوق بن خزان نے خنجر دونوں کے ہاتھوں سے چھین لیے اور گھونے مار کے اُنکے ہاتھ با دون
نرم کیے اسی دم دونوں ایلچی باؤن سر پر رکھ کے بھاگے کسی کے جو اس بجائے رہے میر نے ایک عرضی بادشاہ کی خدمت میں
لکھی اور اپنے ملازم کے ہاتھ روانہ کی مضمون اُسکا یہ تھا کہ جو خدمت و جان شامی اس حقیر سے ظہور میں آئی اسکے
صلے میں حضور نے خوب فدوی کی قدر دانی فرمائی فدوی ایسے ہی شے اور خلعت کا تر او تھا جو کہ حضور سے عنایت ہو چکا
تھا کہ سر فرزند عنایت ہوتا نہ کہ خانا نہ نازل ہوا اور عرضی وثقہ و خلعت کو مہر حقیق کے ہمراہ روانہ کیا اور جو کچھ عرض
کرنا تھا اُسکی زبانی کہلا بھیجا ایلچیوں نے بادشاہ کی خدمت میں حاضر ہو کر تمام حال اپنی خرابی کا بزارنا و نا اریان کیا اور
جھوٹ سچ بہت سا کچھ بتان اپنے سر لیا نوشیروان سنگ نہایت برہم ہوا اور بزر چہر سے مخاطب ہو کر کہا کہ یہ عرب کمال
سکرش میں بڑے بے ادب ہیں ایلچیوں کی تقریر سے معلوم ہوتا ہو کہ ارادہ نجات کار کتے ہیں تبرج چہر عرض
کی کہ جناب عالی حرمہ ساخص با اخلاق و ذوی مروت و صاحب بہمت و فتوت و ادیب آدم تناس دنیا میں بدینا اس
فہم و فراست اور عقل و دانائی کا آدمی دور انہیں ہر اگر ایلچیوں کی تقریر سچ ہو آسمین شائہ نفسانیت نہیں ہوتا
ہر حال معلوم ہو جائیگا جیسا کچھ وقوع میں آئیگا یہ گفتگو ہی ہو رہی تھی کہ مقبل امیر کی عرضی اور خلعت وثقہ جو بادشاہ
کی طرف سے امیر کو پہنچا تھا لیکر حاضر ہوا بادشاہ عرضی کا مضمون اور اپنے شق کی تحریر و خلعت لائق کی یاد دہانہ حال
کو بھی دیکھ کر بخنجر پر عتاب کرنے لگا عمر و کہ یہ کیا خباثت ہو جو تو نے کی ایسی بد ذاتی اور شرارت پر کہ باندھی ہمد ہزار
تومان زر سرخ امیر جہان کیا اور کئی روز تک دربار میں آنے نہ دیا اور امیر کو معذرت نامہ اپنے ہاتھ سے لکھا کہ وہ وثقہ و
خلعت جو تم کو پہنچا تھا وہ خنجر نے بد ذاتی سے بدل کر بھیجا تھا لازماً سعادتمندی کا یہ ہر کہ ہماری طرف سے عباد اپنے

آئینہ دل پر بیٹھنے نہ دوا اور اپنے دل کی کدورت کمال ڈالو اور اسی واسطے یقیناً دخلت خواہ میر گم میں خلع تہید
 خواہ میر گم کے ہمراہ بھی جاتا ہو کہ بختک کو کسی عنوان بد ذاتی کرنے کا موقع نہ ملے شرارت کا تاباں و دسترس نہ ہو بچے
 اور بالفاق خواہ میر گم میں خلع تہید میں حاضر ہو اور تخت و تاج اپنے انھوں سے حضور میں گذرناو شفق دخلت
 شاہانہ لگے خلعت سے گرا کر تہیز خواہ میر گم کے کدیر فرمایا کہ میر گم کے ہاتھ امیر حمزہ کے پاس روانہ کرو اور
 دیکھو غیر کسی طرح کی غفلت اور کسی اور کا دخل نہ دے خواہ میر گم کے گھر میں اگر کساعت سیر ایک علم آرد یا سیر
 طلسم کا ایسا بنا کر جب ہوا بخد کی راہ سے اس کے پیٹ میں جاتی تھی مرتبہ ہزار یا صا حقران کی تہیز اس کے پیٹ سے آتی
 اور ہر دست و دشمن کے کان میں پہنچتی اور خوشبو سے تمام لشکر کا دماغ معطر ہوتا اس کی خوشبو کے سامنے بختک
 و عجز ہوتا اور جب حریف کے پیش نظر آتا امیر کے لشکر کا رعب بے چارہ جاتا اور اس علم کے ساتھ ایک بار کا حضرت و نبال
 پیغمبر کی بھی حریم کے واسطے بھیجی اور چار سو جو اس پارہ براق کسب عیاری میں رکھ کر عمرو کے لیے میر گم امیر
 کو تفویض کیے اور فرمایا کہ ہماری طرف سے عمرو کو پہنچا دینا اور لباس پہننے کی ترکیب میر گم امیر کو تعلیم کر کے کہا
 کہ اسی طرح عمرو کو اپنے ہاتھ سے چھادنا یہ بھیج کر ایک دستہ سواروں کا ساتھ کر کے روانہ کیا اور شیب فرماؤ غور و غار
 اور مراحل کاسب سمجھا دیا جب چار کوس مکہ باقی رہا خواہ میر گم امیر نے مقام کیا تھا و کار آمدت عمر و بالا و جی
 اس طرف گیا تھا میر گم امیر نے قیلان سے پہچانا کہ ہو ہو یہ عمر و ہر نزدیک بکا کر لگے لگایا اور کہا کہ ہم دو دن
 بھائی میں خواہان کجائی میں اسیر اندر بیان کو روانہ کے قیام کرو خباب اللہ ماجد نے کچھ تحفہ عنایت کیا ہر تحفہ واسطے
 ایک دست لباس عیاری بھیجا ہر لباس عربی کو آتا روکے اسے چھائیں اس کی ترکیب محققین تباہین عمرو نے لباس نیا آتا
 میر گم امیر نے اس لباس کو اپنے آدمیوں کے حوالے کیا اور ایک ساعت کامل عمرو کو نگار رکھا اور کہا کہ پھر
 کبھی طمع خام سے نہ گت ہو نا اب ہی لباس عربانی پہنے رہو اور رضاے حق پر راضی ہو کر ننگ لا ڈالے مروت تو عمرو
 بہت گھرا یا زار روتے اور تین کرنے لگا کہ لباس میر امجد عنایت کرو مجھے ننگا اور رہتا ہے آدمیوں میں مت رکھو ہمیشہ
 تھا آدمیوں اور دھاگو رہو نگاہ میں آئے خلعت اور تحفے سے باز آیا اپنے گھر کی راہ لے گا میر گم امیر نے ہنس کر کہا کہ
 بابائے دونوں عالم بہت لوگوں کو تو عربیان و پریشان کر گیا اور بہتوں کے تو کپڑے لٹے آتا رہا اس لیے میں نے تجھ کو
 بہرہ نہ کیا کہ آئندہ یہ وقت یاد رکھے گا عمرو بولا کہ میں حضرت کا شاگرد ہوں میر گم امیر نے بقیہ تو شے خانے سے منگایا اور تنہا
 بے میانی کا عمرو کو پہنچا جو میں اسکو اور بھیجتا تہ عورت عمرو کا ٹکٹے لگا عمرو نے کہا کہ بابا جان بھی کمال سخی میں کہ بالشت جو
 کی سیانی تنہا میں نہ دے میر گم امیر نے آفت بند کلا عمرو دیکھنے لگا تو ایک پھیلی بھی خیل کی ہو پیر سات رنگ کے رہتا
 سے گل اور بٹے بنا کے بھیجے ہو اور اسکی دھڑی میں ایک تکرہ لعل کا نصب کیا ہو کہ وہ بہت جمیتی ہو رہے بہار میر گم امیر
 ستر عمرو کا اسین رکھ کے لنگڑ کی طرح سے کھینچ کر کہا کہ اسکو آفت بند کہتے ہیں بکے بزرگوں بھی بھی ایسے لباس اور کپڑے

سے یاد کیجئے کہ اس کے فوائد بتائے کہ اس سے ایک تو دھڑنے بھلا ناگ بھلا ناگ اپنے میں جھینو کو رحمت نہ پہنچا
اور دوسرے پانی میں پیرنے کے وقت تنہا کے بند کھولنے کی حاجت نہ ہو گی عمر و بولاکہ رحمت ہو جائے اللہ کو کہ میرے
واسطے خلعت بھیجا تو کہ میرے ستر کو بھی مخلص کیا بزرگ امید نے دو پیرسن عمر و کو پہنائے ایک تو حیر کا اور دوسرا کتان
کا اور اس کے فوائد بتائے اور فرمایا کہ ایک جو نرم ہو بدن کے آرام کے واسطے اور دوسرا اعتدال ہوا کے لیے ہو اور تیسرے طورہ
زربفتی نہائی نیم تاج مرصع کہ جیسر ایک طوطا زرد کا جھوٹ پر از مشک معبر سے لعل و عقیقہ کلمی و رطابہ جو ہر نگار
تھا نصب کیا بعد عمر و پیر رکھا اور آہوے شطائی کے پوست کا آفتابگیر آفتاب کی تازت دفع کرنے کو شیشی پر لگا یا
اور ایک فلاخن کو جیسر سات رنگ کا ریشم لپٹا ہوا تھا اور انواع انواع کا زربفتی اسیر بنا ہوا تھا اور لچھڑائے کندہ
کہ جسکے ہر حلقے میں گرہیں زرد و یاقوت کی تھیں چمک میں و نور نور آفتاب پر ترقی کرتی تھیں اور پانچ خیر صفت ستون
کے اور چالیس ننگو عمر و کی کمر میں باندھے بارہ مقام اٹھائیں گوشے چھ آوازے چوبیس شعبے چھ باتائے اور علی و علی
کے باندھنے کے طریقے تعلیم کیے شیشہ کا ورورہ لفظ کمر میں رکھا خوب مضبوط کیا اور قدر سے فصل کی کوئی دو ہون کی بنائی
جوئی شراب میں بھگو کر سوکھائی مہوئی کہ جب مسکو پانی میں بھگو دیجے تو پانی شراب بھجائے بادہ گلنگ کا لطف دکھائے
اور حقہ موم و روغن کا عطردان پر از عطر حقہ نہایت تکلف کا بنا ہوا تریاق کی ڈیا کمال خوشنما گس ان لم طابوس کشیکہ پانی
بھرا تلوارجوہر و صاعقہ بارگہ سہ قرص خورشید کی ہر تر کش کمان توں قزح جسکے آگے پشیمان و قولیان خراسانی
اور صفہا فی نے نظیر لاجواب و لائانی جاوید عیاری لاسنی جوڑی سر سے باؤن تک شل دام باہی مشک کہ جسکو اسٹین
باندھے اسکا دم خفا ہو وے جی نہ بھڑائے سانس نہ رکے جفت پائے باؤش روئی سے زیادہ نرم و سبک اور لچکا
خاک انداز سقر لائی اسٹین صعب کیا ہوا دھڑا ہر سے ریشم میں گندھے ہوئے انہیں باندھنے کے لیے گرتہ رکوس کی دوسر
مارے تو پائون نہ تھکین چلے سے باز نہ رہیں اسی طرح سے چار سو چالیس تازہ براق عیاری ساختہ بزرگ چہرہ سرا عمر و کو پہنائے
اور ہتھیار ہر قسم کے تحفہ تحفہ نفیس نفیس قیمتی اور جوہر دار اس کے بدن پر سجے اور لگائے عمر و بزرگ امید سے
رحمت ہو کر اسی طرح ہیر کجیرت میں گیا اور تمام احوال اپنا مفصل لکھا اور عرض کی کہ نوشیوران نے آپ کی عرضی کے جواب
ایک معذرت نامہ مع خلعت فاخرہ خواجہ بزرگ چہرہ کے بیٹے کے ہاتھ لکھا خواجہ بزرگ امید نام ہو اور وہ شہر سے
دو کوس کے فاصلہ پر فروکش ہوئے ہیں مجھ کو خواجہ بزرگ چہرہ نے بھی ایک علم اثر دیا بیکرا و خیمہ دانیالی آپ کے واسطے
بطریق ہدیہ از سال کیا ہوا اور ایک دستہ لباس مع چار سو چالیس پارہ براق عیاری کہ ہوت میں پہنے اور لگائے
ہوئے مجھ کو عنایت فرمایا ہو اور ان کے صاحبزادے نے یہ سب اسباب مجھے پہنا کر خواہیں ہر چہرہ کا بتایا ہوا میری قردہ سنکر
بہت خوش ہوئے اور مع رفقا و سیاہ تبرک تمام سوار ہو کر خواجہ بزرگ امید کے ہتھکال کی واسطے شہر سے باہر پہنچے
بزرگ امید نے بیٹیم بزرگ گانہ میر سے پیش آیا اور نوشیوران کا معذرت نامہ ملاحظہ سے گذارنا اور خلعت جو نوشیوران نے میر کیلئے

بھی تھا شکیش کیا امیر شہزادہ شاہی بڑھ کر محفوظ ہوئے اور ظمت وغیرہ سے بعض بعض پارچے کو بہت پسند کیا بعد
 اسکے بزرگ امیر نے علم آرد ہاں بیکر و خیمہ دینا ل امیر کی خدمت میں گذران کر باد تمام التماس کیا کہ والد نے آپ کو
 دعا کی ہو اور یہ تحفہ آپ کے لیے بھیجا ہو اور واقعی یہ ہدیہ نادرہ زمانہ عجوبہ و ہر آپ ہی کیوناسطے زیبا ہو میرا پس سے
 کمال شادادہ شکر گزار خواجہ کے ہوسے علم طوق بن حران اور خیمہ عادی کو تفویض کیا اور بزرگ امیر مع لشکر
 مظہر بیکر شہر کی طرف چلے وہاں پہونچکر خواجہ عبدالطلب اور روسا شہر سے ملاقات کر والی اور کئے دنوں تک
 بزرگ امیر کے لیے محفل جشن ترتیب فرمائی ایک دن بزرگ امیر نے امیر سے کہا کہ بادشاہ آپ کا انتظار فرماتے ہو گئے
 تذکرہ آج دوبارہ میں بار بار فرماتے ہو گئے اولیہ ہو اب آپ مدائن کی طرف نہضت فرماوین اپنے حال سہل و آسائش
 سے وہاں کی مخلوق کو بھی محفوظ اور سرور فرمائیں میرا سیدم مع خواجہ کعبہ کی زیارت کر کے خواجہ عبدالطلب سے
 رخصت ہو کر مع منتظر شاہ نمینی و لعلان بن منظر شاہ بن سہیل نمینی و سلطان تخت مغربی و عادی کو بلوچ
 بن حران میں ہزار سوار و خوار و سوار کش کی جمعیت سے مدائن کی طرف تشریف لیجئے ہر روز منزل منزل اترتے ہو
 میرا سیر کرتے جاتے تھے مع رفقا اور ملازمان طے مسافت فرماتے تھے کہ ایک دور اس ملامیر نے خواجہ بزرگ امیر
 سے پوچھا کہ چونکہ اب اس طرف سے تشریف لے گئے تھے آپ کو معلوم ہو گا کہ یہ رہن میں کس طرف کو گئی ہیں اور کس ملک
 کی سرحد میں ملی ہیں بزرگ امیر نے کہا کہ دونوں رہن مدائن کی ہیں ایک اہ بخوف و خطر ہو گا مسافت زیادہ قرار
 ہو جو جیسے میں اس راہ سے گذرتے ہیں اور دوسری راہ سے بہت جلد مدائن کی مسافت طو کرتے ہیں لیکن پانچ برس
 سے یہ راہ بند ہو کر اس راہ میں ہمیشہ فیض ملتا ہوا رہا ہے ہمیشہ میں ایک شیر ہو جو کسی طرف سے آکر رہا ہو وہی کی ہو یا
 نیتان سے نکل کر رہی ہو یا بچارے کو مار ڈالتا ہو ایک ہی پتھر میں کیسا ہی قوی شکل زبردست آدمی ہو جسے ہم نکالتا ہو اور
 اس راہ سے کوئی نہیں جاتا ہوا ہر شخص اپنی جان بچاتا ہو میرے فرمایا کہ وہ نودی خلق اللہ کو ایدو تیار ہو چکا اُسے داتا
 واجب ہو یہ کہکرتنا آپ مع بیک بنو گزار یعنی خواجہ عمر و عیار اس راہ خطرناک سے مدائن کی طرف تشریف لیجئے اور
 لشکر مع رتھائیں راہ سے کہ بخوف و خطر تھی خواجہ بزرگ امیر کی تھ نہضت فرما ہوئے اور اوشاؤ کیا کہ وہ پہلے
 جانا ہر چند منتظر شاہ وغیرہ نے ہمراہ رکاب کی ہمدعا کی لیکن امیر نے نہ مانا دوسرے دن تیسرے پہونچے
 میں ایک نیتان کے متصل پہونچے ہوا وقت آگئے دیکھا کہ گھوڑے سے اتر پڑے ایک چہنمہ ہم چہنمہ حوران نکھایا ہوا
 و شہان نہایت شیریں کنارے پر سہرے کی پیریاں کمال لاشیں کچھ درخت سایہ ایلادھو ایلادھو گھوڑے پہونچے حوران خوش آواز
 خوبصورت رنگین بولتے ہوئے اسکے کنارے پر زین پوش بچا کر بیٹھ گئے اور عمر و مک کو چرانے لگا اور شعل کی ہوا کھانے لگا کہ قہر
 نیتان میں کچھ کھڑا ہٹ پیدا ہوئی جانور کے آمد کی آہٹ پیدا ہوئی اور ایک شیر آہن میں سے نکلا عمر و نے تمام عمر
 سٹی کا بھی شیر دیکھا تھا جو میں اسکو دیکھا خوف سے گھوڑے کو چھوڑ کر ایک درخت عظیم الشان پر چڑھ گیا اور امیر بچانے لگا کہ حمزہ

ایک شیر بڑا ہی لمبا چوڑا اینستان سے نکلا اور آپ کی طرف چلا آتا ہوا خدا کے واسطے خیمے پر سے بھاگ کر سرے پاس چلے آئے یا بھاگ کر جلد کسی درخت پر چڑھ جائے امیر عمر کی بیات سکرت ہنسے اور فرمانے لگے اور باوجود قہمت کیوں بدحواس ہوا جاتا ہے کچھ دیوانہ اور سودا کی ہوا ہے میں خود اس کے مارنے کو ہوں اسے یا بدھن ہوا سے ہتھ پڑتا ہے کی ہر لشکر سے جدا ہوں اور تو مجھے اس سے ڈرا کر بھاگا یا چاہتا ہے جس جنگ میں مجھے نام و نیا چاہتا ہے یہ کبک شیر کی طرف متوجہ ہوئے دیکھا واقعی شیر بڑا طویل اقامت ہو کمال سبب صورت ہر شیر دم نکال پائیں تھکا لانا ہوا اگئے تھے یا وہ بڑا ہوا امیر نے شیر کو لٹکا کر اگے دیکھ کر کہہ جاتا ہے تیرا رفیق میں آن ہو چکا ہوں شیر نے آواز سنتے ہی امیر ریت کی امیر نے بدن چمکے اٹکی آمد خالی دیکے ایک نرہ اشد اکبر کا اس نور سے کیا کہ تمام اینستان گونج اٹھا اور شیر کے پھیلے پاؤں کی طرح

امیر کا شیر کو اٹھا کر زمین پر ٹپکنا اور مر جانا شیر کا اور درخت سے اترنا عمر کا



السا جھٹکا مارا کہ گریا کر کی ٹوٹ گئی دو پہر میں شیر پنج مار کر گر گیا عمر نے میر کے ہاتھوں کو بوسہ یا بھجوا کر شیر کی اکھال کھینکھا صاف کی اور اندر سے خوب شفاف کی اور سین بھس بھس ہر جنگل سے لکڑیاں توڑ لایا نیا شجر کرنے کو چاہا ہوا ایک عراب یا نیا امیر اس شیر کو اس طرح سے ٹھہرایا کہ جو کوئی دیکھے سکون زندہ شیر کا یقین ہوئے اور ایک نرہ دیکھ کر اس کے شیر کو کھو لیا اور امیر کے ساتھ ہوا امیر بلحاظ اس کے کہ شکر مت دنوں میں ملاسن ہو چکا جہاں میں ہر غزالہ و ہر مقام خوش تھا ہوا در پاتے مقام کرتے اور شکار کھیلے جاتے اس سبب امیر اور خود اجہ نرہ گامید برابراں میں پہنچے امیر تاپنے لشکر

مین گئے اور عیرو نے ایک ٹیکرے کے نکر پر کہ قلعہ کی دیوار کے نیچے واقع تھا اسطرح سے اس ٹیکرے پر شہر کو بٹھایا کہ سلاطین
 زہرہ شیر میں اور انھیں فوق نہ باقی رہا چنانچہ دوسرے دن جب دروازہ شہر کھلا گیا سارے اس ٹیکرے کی طرف آتے
 تھے گھاس چھیلنے کے واسطے جاتے تھے ناگہان انھیں سے ایک کی نگاہ شیر پر جا پڑی چنچ مار کر بیوش ہو گیا مگر کچھ
 ٹٹی سا تھی اسکے ادھر ادھر دیکھنے لگے کہ اسنے کیا چیز ایسی حبیبہ دیکھی کہ چنچ مار کر بیوش ہو گیا زمین پر غش کھا کر گر پڑا
 دیکھتے دیکھتے شیر سے جو چار انگلیں بیوش میں سب کے سب شیر شیر لکڑی پر بھاگے کسی کے بیوش جو اس بھارے گھسیارو
 کی زبانی جو یہ خبر سہر ہوئی شہر میں ہل چل پڑ گئی کہ ایک شیر بڑا ہی قد و قامت کا ٹیکرے پر بٹھکا ہوا کوئی دم مین
 ادھر کھڑا متوجہ ہوا چاہتا ہے ہمارے ساتھ کا آدمی ان غش کھا کر گر پڑا تھا دیکھیے وہ گھر نکلتا ہے یا اس شیر کا قہر بھار
 ہر ایک زما تلے اوپر ہو گیا ہر شخص حیران و مضطرب ہو گیا کوئی اپنا دروازہ بند کرنے لگا کوئی بندوق بانہ ہلکانے کو بٹھے
 جا بیٹھا باہر نکلتا بیٹھا بند ہوا نا کون پر خبر داری اور ہوشیاری کرنے کا حکم ہو چکا شہر میں یہ چرچا ہوا کہ دیکھا جیسے ایک خدا
 خواستہ شہر کی طرف شیر نے رخ کیا تو سیکڑوں کا خون کر گیا یہ خبر بادشاہ نے جوسی قلعے کے شاہ برج پر تشریف لگائے اور انھیں
 دولت اور سپہ سالار ہریان شجاعت شہر راہ ہونے دیکھا تو واقعی ٹیکرے کے نکر پر ایک شیر بیٹھا ہوا ہے اور کوئی سکون تھا
 تھا جاتا ہر اتفاقاً مقبل اپنے نیچے سے کہ شہر کے باہر ایسا وہ ہوا تھا بادشاہ کی ملاقات کیا سب سے جاتا تھا جب ٹیکرے کے قریب پہنچا
 تو شیر کھائی دیا بڑکش سے تیر نکلا کمان میں جوڑا اور اسکی طرف جلا قرب ہو چکا غور سے جو دیکھا تو شیر میں جس حرکت بنائی صورت
 دھوکے کی نظر آئی سوچا کہ ایسا شعبہ سوائے عمر کے دوسرے کو سوچنا دشوار ہے یہ ان ذات شریف کا کردار معلوم ہوتا ہے
 کہ امیر شیر کی رہنمائی سنکر بیشیہ فیض کی طرف سے تشریف لائے مین اور اس شیر عروزی اور خوشی سے نکل کر صاف کر آئے
 مین اور شیر کو راہ پر عمرو نے اسکی کھال مین بھس بھر کر لوگوں کے ڈرانے کے لیے اس ٹیکرے پر قائم کر کے ایک شعبہ
 ٹھہرا ہے بادشاہ سے اپنا عند یہ بیان کیا بادشاہ کو بھی باور ہوا اچان پناہ نے خوش ہو کر چند قچے شہر فین کے
 مقبل کو عطا کیے اور خلعت اور جو اہرات پیش بہا بخشے اور فرمایا کہ دیکھو تو امیر کمان فروکش ہونے مین کس
 جانب شہر کے اترے مین جلد تم خود جاؤ اور یہ کارے رو نہ کرو اور دریافت کر کے بہکویت جلد خبر دو مقبل بادشاہ
 سے رخصت ہو کر قلعے سے باہر نکلا اور بیشیہ فیض کی طرف جلا اتفاقاً عمرو مہر کو لشکر میں ہو چکا کہ شہر کی طرف آتا تھا
 بادشاہ کی خدمت میں خبر آمد امیر کی سنلے جاتا تھا اور سے دیکھا کہ ایک جماعت قلعے سے باہر نکلی اور بیشیہ فیض
 کی طرف راہی ہوئی عمرو نے اسکا تعاقب کیا متصل جا کر دیکھا کہ مقبل فرخادار ہے ہاؤ قدیم یا مقبل عمرو کو دیکھ کر بوجھنے لگا
 کہ امیر کمان تشریف رکھتے مین غمے کس طرف ہتا دہئے مین عمرو کو خبر معلوم ہوا کہ نہ تو مجھے سلام علیک کی اور نہ خبر عاقبت
 پوچھی اور نہ گھوڑے سے اتر کر لب لگایا ہوا بلکہ مصافحہ نہ کیا مقبل سے مخاطب ہو کر کہنے لگا کہ سن تو اور سیاہ چکھو امیر نے
 بادشاہ کے حضور میں حاضر رہنے کو بھیجا ہے کہ سیر کر نکو ارشاد کیا ہو مقبل نے کہا کہ مین سنا ہے کہ امیر تشریف لائے مین غمے ہوا اس

سرمین میں آئے ہیں انکی ملازمت کیواسطے جاتا ہوں سیر کسی بادشاہ کی خدمت سے تاہون عمر بولا کہ تو نصرت فرما
 کیا کہ انکی ملاقات کو چاہیے کہ کما عمر تو کیا دیوانہ ہو گیا ہو کہ مجھے برابر ہی کرتا ہو عمر تو بہانہ ہی دھونڈتا تھا تبھی بولا
 کہ اوکا کا زمانہ ہے جو صمد ہوا کہ مجھ سے ایسی گفتگو کرنے لگا نوشیروان نے تین صندوق شرفیوں کے کیا دیے کہ تو
 خواجہ تنگیا جو اس بجا تر ہے یہ کھلے فوراً اپنے نیم تلج سے فلاخن کو کھولا اور ایک سنگ تراشیدہ و خراشیدہ آفتاب دیدہ
 مہتاب خوردہ اور دو خانہ کے پانی سے پرورش پایا ہوا کسی عیاری سے نکالا فلاخن میں رکھا اور چرخ دیکر نشانہ جوتا کہ کے
 مارا قبل کی بنیانی پر پڑا خون کا فوارہ چھوٹنے لگا مقبل اسی صورت سے ہر کے سامنے چلا آیا اور گریزاری کرنے لگا میر
 سمجھ کر کہ شاید اہل عدالت نے ہر کو خون میں نہ لایا ہو کسی مفسد بذات نے ہر کو صدمہ شدید پہنچا یا عین محسن ہوئے کہ
 مقبل نے شکوہ غم و کا کیا میر نے عمر کو بلار کہا کہ یہ کیا حرکت ہو رہی ہے ایسی عداوت ہو عمر و نے عرض کی کہ یہ وہی
 مثل ہو کہ تنہا پیش قاضی روی رہی آئی تھی سے بھی سن لیجئے تب لازم دیجئے فرمایا کہ کیا تو کتنا ہی عین آج کا جواب کیا
 ہو عمر و بولا کہ قبلہ حاجات انسان غیر سے امید رکھتا ہو ہر دس میں صاحب سلامت کا بہت سہارا ہو کہ ساقی ہر ایک
 مدت کے بعد مجھ سے اُن سے ملاقات ہوئی نہ تو مجھ سے سلام علیک کی کہ علامت اسلام اور آدمیت کی ہر اور نہ گھوڑے
 سے اتر کے لنگیر ہوئے کہ نشانی محبت کی ہر اور ظاہر ہو کہ میں اور یہ ایک عقلی کے طے ہے میں میری داد دین آپ کے
 رو برو ہم دونوں برابر ہیں ایک دوسرے کو فوق نہیں و دونوں ہم ہیں میں تو اسکی ملاقات کے لیے کھڑا ہوا اور یہ تہمت
 گھوڑے کی باگ روک کر مجھ سے آگے دیکھنے لگا میں نے غصا لگا کہا کہ اور وسیاہ تجھ کو امیر نے بادشاہ کے حضور میں
 حاضر رہنے کو بھیجا ہو کہ سیر کرنے کو تو بہت بڑا کرتا ہو کہ سیر کرتا پھر تاہر تو یہ اس کے جواب میں مجھے کیا کہتا ہو تو میری
 برابر ہی کرتا ہو خباب عالی انصاف کرین میری داد دین سوائے اسکے کہ حضور کی بدولت ہر کو خدا نے زندہ رکھ لائے کہ
 خلعت مرصع نوشیروان کا دیا ہوا اپنے ہر اور تین صندوق شرفیوں کے پائے میں دس بات میں ہر کو فوق ہو کر گیا
 کرے اسکو نئی قلعی اور دماغ داری کا شوق ہو کہ کسی نے کہا ہو کہ خدا کا طرف کو مقدرا و رنجے کو نائن نہ سے اور کئی دین ہمت
 کو رہے عالی نہ تجھے امیر نے عمر و کی تقریر سنکر مقبل سے فرمایا کہ سچ ہو اس قدر میں قصور تیرا ہو کہ تو نے عمر و سے بیکو کھینچا
 اسپین کسر و خوت کرنا بجا ہو جاؤ اسپین ملجا و مقبل ملنے کو موجود ہو اسپین عمر و نے کہا کہ کیا اور کہا کہ یہ صبا بل ہمال
 ذی حریہ صاحب جاہ و جلال ہیں میں بجا رہے خیارے خیار مجھ کو اسے کیا مناسبت ہو میری ان کے رو برو کیا حقیقت ہو
 مقبل نے دیکھا کہ عمر و صفائی نہیں کرتا ایک صندوق شرفیوں کا عمر و کو دیا اور کہا کہ بھائی آہو میرا گناہ تھا کہ رو اپنا
 دل میری طرف سے صاف کر دو عمر و تو لاجی بندہ تھا ہی شرفیان لیکر مقبل سے مل گیا دوسرے دن خواجہ بزرگ امیر بادشاہ
 کی خدمت میں حاضر ہوئے اور تمام سرگندہ شت اپنے جانے اور امیر کے آنے کی بیان کی بادشاہ بہت شگفتہ خاطر ہوئے اور
 حسب مشورہ بزرگ چہر دوسرے دن مع اہلین دولت امیر کے استقبال کی واسطے چلنے کا ارادہ کیا تب تک نے سامان و کلو و فلان کے

مانعت پر آمادہ کیا کہ دتار اور جاہ و جلال سلطنت پر یہ کیا ستم ہو کہ بادشاہ ہفت کشور ایک عرب زاوے کا
 استقبال کرے ادنیٰ ملازم اور دست گرفتہ کا ہقدرا کرام اور اقبال کرے جو جبہ بزرجمہر نے جو بدیا کہ سوائے اسکے
 حمزہ بادشاہ کا سپر مولود ہو خود بھی اسنے پیر کیا کیا احسان کیا ہو کہ تم لوگوں کو مع اہل عیال غنیم کے بچے سے چڑھا
 کے خلعت و سواری دے اور راہ دیکر آزاد کیا ہو معلوم ہوا کہ تم لوگ تخت بے شرم ہو حسان فرموش ہو اور بالکل
 نقل سے بے بہرہ اور بیوش ہو بارے بزرجمہر کی نہایت سے وہ غل و شور موقوف ہو اس شخص اپنے اپنے مقام
 پر دم بخود ہو رہا بادشاہ چار باغی کے تخت پر سوار ہو کر تیرے قہقام امیر امرائوں کو لیکر پیشوا کی کوچہ ارکین و ملت
 سلطنت ہر کاب ہوئے دو کوس سواری گئی ہوگی کہ سامنے سے گردیاد پیدا ہوئی جب مقرر من مخرج ہوئے گریبان گرد کو جا کہ
 سیا اور چہرہ میدان کو غبار سے نشانہ صبا نے پاک کیا تیس نشان تیس ہزار سوار کے نمودار ہوئے غلو کے پھر ریے دوش صبا
 پٹھے ہوئے برسر اظہار ہوئے سواروں کے حلقے میں مہر علم ازد ہا پیکر کے سائے کے نیچے سیاہ قیلاں پر سوار نظر پڑے بہت رست
 بشان نامدار اور دست چپ کو پہلوانان ذی وقار دکھائی دیے اور جلو میں مہر کے باباے وندگان عالم افسر سرنگان و زنگار
 ماہ عیاران جو گندار خواجہ و عیار نیم تاج زرعی کا سر پر رکھے قطورہ زربفتی پاتابہ سقر لاتی کو کھن عیاری حلقہ ہاے
 کاری سے آہستہ نیچے آب برقی کا کچھا یا چو اڈاب میں خنجر جو ہر بار کمر میں کمان ترکش کا ندھ سے لگائے حلقہ ہاے کچھ کند
 در جابل حریف کی خیال ہاتھوں میں لیے چھ آوازے بارہ مقام جو میں شیعہ اٹھائیں گوتے دین سے دار کز ناگردا گرد
 ناگردوں کو لیے ہوئے چلا آتا تھا دونوں طرف لشکر آہستہ میں ویسا ارپش و پس پیادہ و سوار جنگ آزمودہ نشہ شجاعت سے
 سودہ کہ جلوہ خدا کی قدرت کا تھا بادشاہ نے امیر کو دیکھا تو پندہ سولہ برس کا سن و سال سبزہ خط نمودار و خورشید
 فلک اہل کے حسن کے آگے ذرہ ہمہ قدر ہر شجاعت و فتوت و ہمت و دروت و شوکت سے مرکب سیاہ قیلاں
 سوار ہر کہ چشم فلک نے اس سچ دھج کا جوان پردہ زمین پر وہ سرنہ دیکھا ہو گا جاسم کمالات صوری و معنوی حکیم سلیم
 ی وقار صاحب اعتبار ایسا عالم میں کم کسی نے سنا ہو گا نوشیر دان کی آنکھیں تو گویا مثل چشم زدہ مہر کے سر پر پارک
 یں اور جتنے پہلوان قوی اسکل زبردست قوی باز و بادشاہ کے ہمراہ تھے سبھوں کی نگاہ میں اس خوشید جاہ و جلال پر انگ
 بڑین ہر ایک اپنے دعوے کو پال سمجھا سب کا جھلکے ہو امیر بادشاہ کا تخت دیکھنے ہی مرکب سے کوہ پڑے اور شرف ملازم
 نے واسطے آگے بڑھے اور پایہ تخت کو بوسہ یا اور تخت کھینچی کو جسے شام جمنی لیکھا تھا اپنے سر پر رکھ کے مع تاج و
 طوس شاہی بادشاہ کو نذر کیا مہر کے تخت سر پر اٹھانے کا سبب یہ تھا کہ جب کبھی نے توران سن کر کے ایران پر قبضہ
 سیار ستم بن زال تخت کو اپنے سر پر اٹھائے تیس قدم بادشاہ کی اعظم کو گیا تھا اس لیے مہر نے بھی یہ نوشیر و ان کی
 ذقیر کی کہ تخت کو سر پر اٹھائے چالیس قدم گئے اور اس تخت گران بار کو بھول کی طرح اٹھا کر گل و شام سمجھے کہ ستم میں
 بس جھد زیادہ زور آور ہوں پہلوان جہان اور طاقت دران مانہ کا افسر مہن نوشیر دان جس کت سے میر کی نہایت

خوش ہوا اور اپنے خدام اور ملازمین کو اشارہ کیا کہ تخت کو جلد امیر کے سر پر آتا رہیں اور بقدر مشائخ سرور ہر
 رکھیں اور آب تخت پر سے اتر کر امیر کی طرف جلا اور امیر کی جانب کمال شوق و مسرت دیکھنے لگا امیر بھی نہایت
 امیر کا یہ تجمل و احتشام تخت کو سر پر رکھ کر بالوبسی بادشاہ کو جانا اور بادشاہ کا امیر کو گلے لگانا



اور تناسے چلے جلد جلد آگے بڑھے اور غایت نیاز سے قدموں سے ہوئے نوشیروان نے دونوں بازو
 امیر کے پکڑ کر مانند جان گلے سے لگالیا اور اسی دم ہر فرزند امیر اپنے دونوں بیٹوں کو امیر سے بھلگے ہوئے کو
 کہا اور سب سرداروں سے ملوایا اور ہر شخص کا نام و نشان و عہدہ بحفظ مراتب رشا و فرمایا

داخل ہونا امیر کا شہر دامن میں اور دیکھنا ارشم کے وگل پر اور فوق لیجانا اس قوی ہیکل پر
 راویان بزم افروز سخن مقرران افسانہ کہن اس طرح سے تقریر کرتے ہیں کہ دوسرے دن خواجہ بزرگمہر نے
 سرور بادشاہ سے عمر و کی ملازمت کر والی اور تعریف اس کی بکمال خویش بیانی بادشاہ کے گوش مبارک تک پہنچائی
 اور تمام جوہر عمر و کے بادشاہ سے عرض کیے بادشاہ نے بکمال شفقت دہانی بالذن عمر و کی طرف پھیلا دیے کہ تو
 لیوے اور دست مبارک کو زانو پر رکھا عمر و نے بادشاہ کے قدم جوئے اور ہاتھوں کو آنکھوں سے لگایا اور بکمال کی
 تمام بادشاہ کی انگلی سے انگوٹھی اس سبکی سے اتاری کہ بادشاہ کے خیر فونی بعد ملازمت اور سرور و شہ سے ان کا جب

خواجہ گراز الدین جنک سے نوبت ملنے کی آئی چکے سے وہ انگوٹھی اسکی جیب میں ڈال دی سیدقت بادشاہ کو
 برسطہ پر کر عیان بھان صا جعفران کے بدن کی طرف چلے عمر و بنے عیاروں کو لیکر بادشاہ کی جلو میں ہو چلا گیا
 نارتا ہوا خوش فعلیان تر با جلا عمر و کی اس حرکت سے ہمت کشش کہ نوشیروان کے عیاروں کا سردار تھا جل
 کیاب ہو گیا پکار کے عمر و سے کہنے لگا کہ اوڑھے کے آمدی کے پیر شدی یہ مقام تیرے چلنے کا نہیں ہو میرے رہ
 بجھے بشفہ می نہ با نہیں ہوا اپنے قاعدے سے چلا اپنے جاے سے باہر نہ نکلا بادشاہ کی جلو میں تیرا کیا کام ہو
 سلطان عالم کی جلو میں چلنا کون مقام ہو عمر و لاکہ اول تو میری نسبت تم بڑھے ہو و ویرین جوان ہوں اور تا
 ہوں تم آگے تم کیلے تھے اب میں ہم بلہ عیار ہو چکا ہوں مثل مشہور ہو کہ آب در تنیم بجا ست میرے آگے تم کو پیش
 کرنا چاہیے پڑھے ہوئے ہو جوان پناہ کے تصدق میں کچھ فقر کر کے گوشہ غفلت اختیار کیا چاہیے ہمت کشش عمر
 کی یہ گفتگو سنا کر آگ ہو گیا نرم کر کے لگا بادشاہ اور امیر نے یہ تقریر دونوں کی مستی اور دونوں کے حالات پر نظر کر
 بادشاہ نے آتش سے پوچھا کہ ماحر کیا ہو یہ کیا آپس میں جھگڑا ہوا ہے بیان کیا کہ خانہ زاد قدیم سے اردوے شہا
 عیاروں کا ہمت ہوا اور اس مملکت کے عیاروں میں حضرت کھدے سے مغز اور مفر ہوا اور یہ عیار بچہ نور سیدہ مجھ کو
 کے جلو میں چلے نہیں دیتا ہو نوشیروان عمر و کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا کہ تو کیا کہتا ہو مجھ کو شاید اپنی عیاری کا بھی
 ہو عمر و نے عرض کی کہ قبلہ عالم عیاری فقط باتوں سے علاۃ نہیں رکھتی کسب ہنر ہوا اس پیشے میں بڑا فو
 وندگی اور جستی کا کاما بیشتر ہوا اگر آتش کو منظور اسکا آسمان ہو تو یہی میدان ہو دیر کرے میدان بکرتے بادشاہ نے
 فرمایا کہ عمر و یہ بات تو تو نے بہت اچھی کہی ہمارے پسند ہوئی بیان سے شہر کا دروازہ دو فرسنگ سے تم دونوں ایک
 ایک تیر لیکر دوڑو اور اس قدر مسافت طے کر دو تم سے جو پہلے دربان کو تیرے آوے وہ دوسرے سبقت لیا جو د
 نے قبول کیا بادشاہ کے حکم سے دونوں کو ایک ایک تیر ملا دونوں لیس ہو کر دست بدست کف بکف شہر آسا گرم
 ہوئے کڑی کمان کے تیر کی طرح چلے تھوڑی دور سواری سے بڑھ کر عمر و عملاً تجھے رہا اور آتش آدھ کو سول کے بعد
 دیکھنے والوں نے کہا کہ عمر و نے ناحی بنا و قرا و قرا شہر طے کر کھو یا آخر ہمت آتش عمر و سے آگے نکلیا عمر و نے
 اپنی بالوش کے پاتالے راست کیے نزدیک تھا کہ آتش با شرف تک پہنچے عمر و نے یہ سمجھا کہ دیکھنے والے مجھے
 ہمتے ہوئے بالے دو رنگانہ معلق زناں آتش کے متصل جیت کر کے پیرے کے سپاہی کو تیرو کیے آتش کے پیچھے
 آگ آتی لگائی اور دوسرے ایک جیت جمائی اور گردن کو ایسا گانٹھا کہ آتش جاوٹے جت گر پڑا تا اگر م ردی نی فہ
 جیسی کا دودھ لیا گیا سر پر چھوڑ کی تھوڑی لگی ایک کسب کھویری کی لگی سر پر دیا خوشنوب گیا بیوش اور بد خواست
 عمر و نے نیم تاج عیاری اس کے سر سے لیلے تیر و دربان کو دیکھے کہا کہ مجھ کو بچان کہہ کہ یہ نام عمر و عیار ہی میری عیاری کا شہ
 شہر شہر بادشاہ نے یہ سمجھ کر دونوں کو گھر تک پہنچا دیا ہوں دو غلو کا اچھی طرح کچھ لیتا ہوں ایسا غلو کہ کچھ لے و کر لگا پیا

وارد ہونا گستم کا شہر دامن میں بہرام گرد خاقان چین کے ہمراہ بالکمال عظمت و شوکت و زور
 انکشت خاطر داستان نویسان بنی طاقت کو دکھایا ہو صفحہ کاغذ کے نکل میں کس شان و شوکت سے زور
 آزادانہ و جب امیر تل شاو کام میں تشریف لیکے اور یو شاہ باری تار کی تمھار کھولے استراحت کا ارادہ کیا
 کہ بخت کا رقعہ خواجہ عمر کے نام میں مضمون کا ہو بجا کہ پارخ تسمین نقد اور باجھو کا تمک بطریق نذر نہ بھیجا ہو یہ
 روپیہ کی دعوت کا ہو بہت جلد زرمند رہے بھیکر تمک بھیر لیا جائیگا اور کبھی کبھی در کچھ بھی پیشکش کیا جائیگا امیر کا
 کہ آئندہ ایسا اختلاط نہ کیجے گا اور دبا میں لیتی نشت فاش دیکھے گا کہ میری سبکی ہو دے ذلت اور بے ابر و بی ہو دے
 ایک عداوت سے میں بھی ساسانیوں میں عزت رکھتا ہوں ان لوگوں میں معزز رہا کرتا ہوں عمر و تمن تمک لیکر
 بہت خوش ہوا اور دل میں کہا کہ الحمد للہ پہلے روپے کی صورت تو دیکھی کس قدر جمع ہاتھ لگی تسکون نیک ہوا خدا
 گھر بیٹھے بھیجا اور جواب میں رقعے کے معذرت کی اور رسید زرقہ و تمک کی لکھی دوسرے دن امیر بھر مع
 رفقہ اور بار شاہی میں حاضر ہوئے اور بدستوری ہندی بیٹھے امراے ساسانی دیکھ کر انکاروں پر روئے اور
 اس فکر میں ہوئے کہ کسی تدبیر سے امیر حمزہ کو باو شاہ کی نظر و نمین سبک بے اعتبار کیجے یہ جو بڑھ بڑھ کے بیٹھے ہیں
 اسکا خمرہ انکو دکھا دیجے ایک دن امیر بار میں جب ستور اسی ہندی بیٹھے تھے ایک جوان مینار قامت زو بہتر خود
 چار آئینہ موزے راگے پہنے ہتھیا را بنے بدن پر گائے دامن کو گردانے آستینوں کو رد مال کیے ہاتھوں پر دتے فولادی
 چڑھائے دست بقضہ دربار میں حاضر ہوا باو شاہ کو کوشن عظیم نہایت توقیر و تکریم سے کی جب بیٹھے چکا امیر کی طر
 تر چھی چتون سے دیکھ کر باو شاہ سے اتنا اس کیا کہ میرے باپ کو تو حضور نے کابل کی مہم بھیجا اور اسکی نشست گاہ ہر ایک
 عرب زاوے کو بٹھلایا یہ کیا قدر دانی اور عدالت ہو اور یہی قدیم جان نثاروں کی ابر و عزت ہو وہ قریب مظفر و منصور ہو
 حاضر ہوتا ہی اسوقت دیکھا جائے کہ عرب میں ہندی کی برکت نہ بٹھلے شگفتہ خاطر ہوتا ہی امیر سے یہ تقریر اسکی سنکر نہا گیا
 باو شاہ سے پوچھا کہ یہ کون ہو اور کمانا کہنے والا ہو جو یثا وٹ سکرشی سے پیش لیا اور کیا کتابی نوشیر وان فرمایا کہ نا
 اسکا فولاد بن گستم ہو جو بہرام گرد خاقان چین کو بٹھلایا تھا میں نے اس کے باپ کو اسکی تہنہ کے واسطے بھیجا ہو
 اس کو گرفتار کیے ہوئے لیے آتا ہی قریب ہو بچے گا اور یا مراد بھر گیا اور یہ ہندی جبر تم بیٹھے ہو اسی کے بیٹھے کی ہو یہ جگہ اسکو
 عنایت ہوئی اس سے تمھارا بیٹھا اسکو ناگوار ہو یا بھاری نشست اس کی گردن پر نہایت بار ہو کتابی کہ ہندی
 میرے باپ کے بیٹھے کی ہو انکے بیٹھے کو کیوں ہی ہو امیر نے کہا کہ میں بھی یہی جانتا ہوں کہ اسکا باپ مجھے زور کرے
 اور مغلوب غالب تابع فرمان رہے فولاد کو یہ سنکر طیش آیا تو یہی چرھا کر بولا کہ اسی عوب میرے باپ کے مجھے زور کرنا
 پہلے مجھے تو نجی ملائے اور خوب خاطر خواہ زور دیا آتا ہے امیر نے فرمایا اس قدر فولاد امیر کے متصل بیٹھا امیر نے بچہ کر کے لگا
 امیر کا بچہ لیکے اور وہ کرسی سے بچے گر پڑا کھینا نا ہو کر بچہ میرے گرد امیر نے فرمایا اسکا بچہ چھین لیا میرے فولاد سے

کہے قولاً و تیرا ارادہ کیا مجلس کے درہم برہم کر نیکارو اتنا خفیف بھی ہو چکا امیر نے سینہ زوری سے باز نہیں آتا وہ
 اپنے چہکامٹھ جازاؤہ غل و زور مت مجا سدا آئندہ اور بدلت میں گرفتار ہو سرور بارے عزت و زور ہو وہ سر
 کر کے ہر مفر کے پاس جا بیٹھا بادشاہ نے امیر سے معذرت کر کے دربار پر خاست کیا خلاصہ یہ کہ ہر روز امیر مع فقار
 میں آتے تھے اور جب دربار پر خاست ہوتا تھا تو تل شاد کام پر تشریف لیا اگر ستراحت فرماتے تھے دس بارہ روز
 بعد بادشاہ کو خبر ہوئی کہ گستم گرو خاقان چین کو مع چار ہزار چلوں اور باک گرفتار کر کے لایا ہو اور بیان
 چار کوس کے فاصلے پر بٹھرا ہو مقرر حکم کا ہو جو وقت ارشاد ہو حاضر ہو دس عزت قد مبوی حامل کرے چونکہ تخت
 و میں امیر کی طرف سے بعض بھرا ہوا تھا ہر طرح فکر اور تدبیر میں تھا کہ امیر کو خفیف کر کے کسی صورت ان کا وقار اور
 اور نگھٹائے بادشاہ امیر کی پیشوائی کو لگیا تھا اور لکوں لکوں سکاجر جاتھا تخت کی سی لاگ ڈانٹ بجا کہ بادشاہ
 کو گستم کی پیشوائی کو لیجائے اور یہ بات لوگوں کے دل میں جائے کہ بادشاہ اگر امیر کی پیشوائی کو لگے تو کچھ کا تھوڑا
 کوئی ملازم کشا ہی کوئی ہم سر کر کے اتارے اسکی پیشوائی فرماتے ہیں اور خود بدولت اقبال اسکی عزت اور آبرو بڑھاتے ہیں
 غرض کہ عزم معروض کر کے بادشاہ کو گستم کی پیشوائی کے لیے لے گیا اور آپ بھی ہمراہ رکاب چلا آئے رات میں ہر گھم
 نے بادشاہ سے عرض کی کہ امیر حمزہ کا بھی ہمراہ رکاب ہونا ضروری ہو ایسے رئیس و شجاع اور نامور کی طاقت و فن
 شکر حضور ہی بادشاہ نے اسوقت امیر سے کہلا بھیجا کہ ہم گستم کی پیشوائی کو لے جاتے ہیں تم بھی آؤ اور بیا شد
 اور رفیق تھا ہمراہ لاؤ بادشاہ ایک کوس ستر کے باہر گئے ہوئے کہ دیکھا گستم بن اشک زریں کفش نہ پہن
 بنے کر گرن برسا و پنجھون پڑا و تیا عالم گرگ بیکر کے سالے کے پیچھے چلا آئے ہو اور جھون سے ایسا سلوٹ ہوتا ہو کہ خاقان
 گرو چین کو گرفتار کر کے لانے سے بجائے خود کسی کی شجاعت اور بہادری و طاقت خیال میں نہیں لایا ہو اسکو دیکھ کر امیر ان
 ساسانی خوش دل ہوئے کہ اب یہ لگیا ہو امیر کو ستر لگیا تصورات دل کے حاصل ہوئے گستم نے گھوڑے پر سے اتر
 کے بادشاہ کے پایہ تخت کو بوسہ دیا اور سرگدشت پانی بہادری اور بہرام خاقان چین کی گرفتاری اور جنگ کا
 معرکہ کمال خوش تقریری بیان کیا بادشاہ نے اپنے بونے و سوخاؤں کو سجدہ شکر کیا اور قلعے کی طرف پھر گستم ٹھیک
 کے اشارے سے پیچھے رہ گیا اور بادشاہ کے ہمراہ نوا بھرتے وقت رات میں امیر نے بادشاہ نے امیر سے فرمایا کہ اب بھی
 گستم سے ملے آئے اسکی باتیں سننے تھوڑی دیر چاہیے امیر نے کہا بہت خوب مجھے تعمیل ارشاد میں کیا انکار ہو چکا اور
 حکم کی بیکری سادت و عین تجارتی چٹکاس کا احوال سننے کہ گستم سے امیر کی شکایت کر کے کہا کہ اور تو اور اس
 عرب اور کیا ہی شجاعت کا ایسا گھمنہ ہے کہ بے ادبانه کی صندلی پر تکیہ نہ ہو اور قول کا پیچہ ہر محفل بھی لیا کر اسکو خجل
 و منفعل کیا شکر ہے کہ اب ان ہونے جلد تشریف لائے بغلگ ہوئے کہ وقت ایسا و بایک کا انداز بیان اسکی نرم ہو جائیں کہ اب گھوڑے
 رہے آئندہ آپ کے روبرو قلعی در و در کی حرکتیں تو عین میں میں گستم نے کہا کہ ایسا ہی ہو گا سمین امیر کی سواری ہو چکی ہے گستم

میں داخل ہوئے گسترہ امیر کو دیکھ کر سیاہ ہوا استقبال کیا واسطے آگے بڑھا امیر بھی اپنے کرب و کار نے و نون جان کر چلے بغلیں رونے کے وقت پہلے گسترہ نے امیر کو اپنے ذریعہ دیاد رکھا کہ توفیق و شوق زبان پر لایا پھر امیر نے بھی اپنا اشتیاق ظاہر کر کے اسکو ایسا دیا کہ گسترہ کی مقصد سے کئی بار گزرا اور ہوا شرمندہ ہو کر امیر کے کان میں کہا کہ یا امیر تم جو انور اس حرکت کو کسی کے آگے زبان پر نہ لانا اچھے کہیں نام اور چل نہ فرمانا میرے آپ کے ہی بتا رہا امیر نے فرمایا کہ ایسا ہی ہوگا گسترہ تو قلعے کی طرف روانہ ہوا اور اسکا لشکر بھی اسکے ہمراہ چلا اور امیر سیرۃ راسکی سیر کرنے لگے اور سیرتق و تقابلوں میں لطیفہ سخی کرتے تھے کہ دفعۃً ایک طرف جو نگاہ گئی دیکھا کہ ایک تابوت زنجیر و زنجین کھنچا ہوا اور زنجیر کے کچانہ اڑا کر جڑا ہمارہ چلا آتا ہو نگہبانوں سے پوچھا کہ اس تابوت میں کیا ہو وہ بولے بہرام گرو خاقان چین بندہ ہو چکی جو انور دی اور ہمت کا شہرہ عالم میں بلند ہو امیر نے فرمایا کہ پہلو انون اور بادشاہنوں کو قید کر کے کوئی اسطرح لانا ہو جو انور دلو گزرا کر کے اسطرح کوئی ستا تا ہو منہ دق کو زمین پر رکھو یا اور فوراً اپنے ملازمین سے کھلوا یا اسمیں ایک جوان رننا ہو ہے سے حکم ہوا عشق میں بڑا دیکھا امیر نے اسکو تابوت سے نکال کر قید سے رہا کیا اور گلاب بید رشک اسکے منہ پر چھڑکا اور شربت سیب و نازکہ سبکی پر ہمارہ تھا اسکے منہ میں لٹکایا جب اسکو ہوش آیا امیر نے پوچھا کہ اے بہادر تو کون ہو اسے کہا آپ کے دو تھانہ پر پہونچنے اپنی سرگذشت کہو گا تمام قصہ بنا عرض کرونگا بھی مجھ میں حواس و طاقت نہیں بات منہ سے نکالنے کی قدرت نہیں امیر نے ایک گھوڑا فوراً منگوا کے اسے سوار کیا اور جتنے قیدی اسکے ساتھ تھے سبکو چھوڑ دیا کہاں عزت اپنے ہمراہ چلے آؤ نا نا فاکار دے علی میں داخل ہوئے اور بہرام گرو خاقان چین کو اپنے پلنگ پر لٹکے تلخہ سو گھانے کا حکم دیا اور یہ لطیف تیار کروا کے بلوایا اور اسکے ہمارہ ہوں کیواسطے کھانا نفیس نفیس بکوا کر خوب چھی طرح سے کھلوا یا جب خاقان گرو چین کے حواس بجا ہوئے اوسان بٹھڑے امیر نے کہا کہ اگر جہاں کی کیفیت آپ ہی سے خود پوچھنا ہی موقع اور ارمیت اور لحاظ کے خلاف ہو گو جہرہ مبارک سے ریاست اور جلالت خاندان نمایان صاف بیان ہو لیکن دوسرا س قابل نہیں کہ آپ کی کیفیت اس سے دریافت کروں اور اسقدر انتظار کا یا را نہیں کہ کیا قنطرہ من لہذا آپ ہی سے عرض ہو کہ آپ اپنے حسب نسب مطلع فرمائیے اور اپنا نام و نشان مجھے جلد بتائیے بہرام نے کہا کہ آپ نے میری جان بخشی کی مجھے حیات تازہ بخشی نہیں تو کوئی دم میں بیدم ہو جاتا روانہ ملک عدم ہو جاتا رہت سے میں اس تابوت میں بے آہ و اندہ بند تھا ہر وقت موت کا آرزو مند تھا کہ خدا نے مجھے آپ تک پہونچا یا یہ روضہ سعید دکھایا معلوم ہوتا ہو کہ ابھی کچھ حیات مستحار باقی ہو اور تھوڑے دنوں کی اور زندگی ہو امیر نے فرمایا کہ ای بہرام گسترہ مجھ کو کون غافل بنا اور تو اسکے قابو اور دام میں کس طرح بھنسا اسنے بیان کیا کہ میدان جنگ میں میں اسکو زیر کر کے تاراج کیا تھا اور اسکے لشکر کو قتل و تاراج کر کے اسکو گرفتار کر لیا تھا چار برس تک میری خدمتگداری و اطاعت میں سرگرم رہا اسکا حسن و کرم کا کھینسا ہوا ورنہ کچل گیا فوج میری مجھ سے دودھنی پیاسا ہو جاتا تو اسے پانی مانگا اسنے قابو لے کر دی بیوٹی ملا

ناچھو بلایا جب میں بیہوش ہو گیا اپنے دوستوں اور رفقا کو جو بلا ہر میرے لشکر میں شریک تھے بلایا اور چھو بلایا سلاسل
 بے تابوت میں بند کیا انواع انواع کا رنج و الم چھو دیا امیر کلمات تشفی آمیز فرمائے بہرام نے خوش ہو کر کہا کہ شکر ہے
 شخص کا میں زیر بار احسان ہوا کہ جبکہ ہفت اقلیم میں کوئی ثانی نہ نکلیگا جب یہ خبر گسترہم کو ہوئی کہ امیر بہرام گرد
 اتقان چین کو مع امیران فوج اپنے اردو میں لگے اور اسکو مع فوج قید سے آزاد کیا اور اسکا دل مہانداری
 خاطر داری سے خوب محفوظ اور شاندار کیا غلط سے آگ ہو گیا اور اسیدم بادشاہ سے جا کر مفصل حال کہا بادشاہ کو بھلا
 حرکت امیر کی بہت ناگوار ہوئی نہایت دشوار گزری اسی دم امیر کو طلب کر کے فرمایا کہ اے ابوالعلماء تم جانتے ہو
 رام ساکنی دشمن میرا ہفت اقلیم میں سوگا تمھیں میرا کچھ خیال نہوا تم نے کیا سمجھا اُسے قید سے غلطی ہی امیر نے
 اقبالہ عالم شاہنشاہ ہفت کشور میں آکر پہلوان و رہاد و نکو سیطح فریبے زیر کر گئے تو لوگ کلمات بے ادبی
 ان پر لائیکے تاریخوں میں لکھا جاویگا ابدالاباباک بلو شاہوں کی محفل میں جرجا بیگا نوشیر والی بیامر و تھا کہ
 نے وقت میں پہلوان دغا سے قید ہو کر گرفتار ہوئے تھے اور اس کے ملازم اور کارکنان و ت پہلوان غیر ہیشہ کر دیرت ہی
 اسطے تیار رہتے تھے اور بہرام ایسا کونسا زبردست ہو کہ سر میدان زیرینین ہو سکتا اور اس پر حملہ اور مظفر منصور
 لایرینین ہو سکتا فرمایا بہرام کہاں ہوا اُسے بلو اور بارین جلد حاضر کر دیں اُس سے اسکی گرفتاری
 حال پوچھوں اسکی سرگذشت خود اپنے کانوں سے سن لوں امیر بہرام کو جلو خانے میں چھوڑ گئے تھے اسیدم
 بلو بلایا بادشاہ نے اسکی طرف مخاطب ہو کر فرمایا کہ گسترہم نے تجھ کو بہادری سے گرفتار کیا تھا یا نامردی مطیع اور مجرب
 یا تھا بہرام نے عرض کی کہ حضور اسی کو ملا خطہ کر لین بختیم لکناٹ دیکھیں کہ چار مہینے میں نے فائے کشی کی ہو اب ان
 صورت میں دیکھی ہو اس پر یہ ہو کہ تابوت میں قید آہن سے جکڑا ہوا بند تھا دنیا کی آبی ہلو دیکھنے کا آرزو مند تھا
 چھو امیر بھڑی دیر اور تابوت میں سے نہ نکالتے تو میں مرجھا تھا عالم بقا کو روانہ ہوا تھا اُس سے ظاہر ہو کر اس
 درہون مگر اس حالت میں بھی کہ گسترہم میرے سامنے آئے تو اسکی تلو آچھیں لوں اور اگر نہ چھیں لوں تو سزا
 ل ہوں گسترہم نے سپاہ ساسان حاضر تھا بادشاہ نے فرمایا کہ کیا کتا ہو کس کا کلام استنا ہو گسترہم نے خجالت سے سر نہ
 یا اور مطلقاً کچھ جواب نہ دیا بادشاہ نے پھر بہرام سے پوچھا کہ امیر حمزہ سے زور کر لیا ہوا حاضر ہوں پہلوانی کا نام
 ہے کیونکہ تمھوڑوں میں نے کہا کہ قبلہ عالم یہ بھی نہایت کمزور ہو رہا ہو طاقت اور کس بل اسمیل صلا نہیں ہو جا
 ز تازو نعم سے پروردش پائے گا تو بدستور لوانا ہو جائیگا اسوقت اسکے زور دیکھنے کا البتہ رطف ہی ہمارے طاقت اور
 زامانی کا مزہ ہو بادشاہ کو یہ بات امیر کی بہت پسند آئی امیر و بہرام دونوں کو خلعت عطا کر کے بہت مرحمت
 طائی فرمائی اور شاہد ہوا کہ اچھا حمزہ بہرام تمھاری سپردگی میں ہے اسکی غور و پرداخت تمھارے ہی اتمام سے
 دیوہا لیس نے اُسے اور جسے زور ہوگا طاقت دیکھنے کے ذوق کی کیفیت دیکھنے امیر خوش ہو کر بہرام کو اپنے اردو میں منجھڑا

لے آئے اور پرداخت اٹکی کرنے لگے جب چالیس روز گزرے اکنا لیسویں دن امیر بہرام بادشاہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی کہ بہرام سے لڑوائے خوب کھاپی کرتیار ہوا ہوتی ملاحظہ فرمائیے بادشاہ نے بہرام سے پوچھا کہ تیری کیا مرضی ہو دلمین کیا ٹھنی ہو بولا کہ میں حاضر ہوں حضور کے ارشاد سے کیونکر اٹھا کر دن بادشاہ نے کہا کہ اچھی بات ہے ہم تیرا دیکھینگے تم لوگوں کی کیفیت ملاحظہ کرینگے اکھاڑے کی تیاری کا حکم دیا فوراً اکھاڑا برت کیا گیا امیر و بہرام نے شری کھال کی جانگھیا اور ٹوپ ہینکر لنگوٹ کسا اور خم ٹھوک کر با یکدیگر زور ہونے لگا دونوں نے گردنوں میں لٹخو ڈالکر ایک لگاریسی ماری کہ اگر تودہ فولادیر وہ ٹکڑی تو سر رسا ہو جاتا کسی کی پیشانی کو خبر ہوتی بہر بھوکا ل آپس میں ان دونوں پہنچ چلے مگر کسی دستی حمزہ اور بہرام کی بادشاہ کے سامنے اور حمزہ کا بہرام کو اٹھا کر سر سے ٹپند کرنا



لنگر کسی سے نہ اٹھڑا چٹ ہونیکا کیا ذکر تھا آخر امیر نے نعرہ اللہ اکبر کر کے بہرام کو اٹھا لیا سر سے اوچا کیا بہرام بولا کہ یا امیر معلوم ہوا کہ آپ میں زور داد آئی ہو دنیا میں کوئی آپ سے زور آور نہیں ہو بالفعل آپ کا کوئی سہمسر نہیں ہو مطیع فرمان بردار ہوں تجھے زمین پر چٹ نہ کیجیے گا مجھے ذلت نہرا وں پلو انون میں نہ دیجیے گا امیر نے سبکدستی سے اسکو زمین پر رکھ دیا چاروں طرف سے صدا حدت و آفرین کی بلند ہوئی بادشاہ نے تعریف کی امیر نے سلام کیا اور فرمایا کہ بہرام اب بادشاہ کی خدمت میں رہنا اختیار کر اور اس بارگاہ میں حاصل افتخار کرائے کہ کیا کہ میں سوائے آپ کے کیسے پاس نہیں رہنے کا بندہ بے زہنوں آپ کی اطاعت سے کب باہر ہوں بادشاہ نے فرمایا کہ تمہارے پاس ملو میرے پاس جاؤ خلعت تمہارے

امیر اور ہیرام کو دیے امیر ہیرام کو اپنے اردوین لائے اور کسی پاسداری اور خاطر کھیلنے بیٹھنے وغیرہ کا الگ کر دیا اور چالیس گھوڑے اپنے خاصوں میں سے بازمین و ساز طائی و نقری اور سات قطار شتر بارہ اردو کو مانی اور چالیس خردار زر و سرخ و سفید کے تختے اور سلج خراج ملک مین کا مع غنیمت حسام ہیرام کو عنایت کیا اور تمام سرگنشت تہی مدت تک ایک عرضی میں لکھ کر عمر کے ہمراہ خواجہ عبدالمطلب کی خدمت میں بھیجا اب حال ساسانیوں کا سینے کے مع تختک گستم کے پاس جا کر داد پیدا کرنے لگے چھوٹے بڑے خفہ اور علانیہ جا جا کر اس کے روبرو آؤ و فریاد کرنے لگے کہ ہم لوگ حمزہ کے سامنے بہت بے آبرو اور بیعت میں نہایت ذلیل اور کم حقیقت ہیں اگر حمزہ کے دفع کرنے کی کچھ فکر قرار دیتی نہ ہوگی تو اس شخص حرام ہو کسی صورت زندگی نہ ہوگی اور زبرد باز و شاہ کی سر فرازی ہو جاتی ہو اور ہم لوگوں کی قدر و منزلت رعایت نہ کرتے ہوئی ہر گستم نے کہا کہ زرمین تو حمزہ سے کوئی سر بر نہ آئیگا کبھی اس پر قابو نہ پائیگا لیکن میں دو چار روز میں بساط استی بھجوا کر اسکو مار دوں گا اسکا نام اس ملک سے مٹا دوں گا شکو تو یہ مشورہ ہوا صبح کو گستم سوار ہو کر امیر حمزہ کی خدمت میں گیا اور کمال ملحق چاہا پلو سے پیش آیا اور کمال نکسار اور عجز کرنے لگا امیر نے بہت اچھی خاطر داری کی اور باہم سوار ہو کر بادشاہ کی بارگاہ میں آئے اور راہ میں بہت سے کلمات التیام اور محبت کے طرفین سے زبان پر لائے جب امیر دربار سے اٹھ کر اپنے خیمے کی طرف چلے بارگاہ سلطانی سے باہر نکلے گستم ہمراہ رکاب جا کر امیر کو خیمہ گاہ تک پہنچا آیا گویا دام تزیویر اور زیب کا بچا آیا ہر روز گستم دو بار امیر کی خدمت میں حاضر ہوتا اور انواع و اقسام کی خوشامد کرتا اور خلاص اور یازمندی کا دم بھرتا شدہ شہرہ امیر کے زمین بھی گستم کی طرف سے جگہ ہوئی طبیعت میں کسی طرح کی کدورت نہ رہی اور زرمین نے امیر سے کہا کہ آپ کی عنایت و مہربانی جس قدر میرے حال پر ہر تمام ملائین میں مشہور ہو اس صورت میں میری یازمندی اور خدمت گزار کی کا بھی ظہور ضرور ہو گا لہذا میں چاہتا ہوں کہ میرے باغ میں تشریف فرما ہو کے دو چار روز خوش رہائیے مجھ میں مین میری آبرو اور عزت بڑھائیے میری چونکہ صاف باطن اور پاک طینت تھے دعوت رد نہ کی اسکی عرض قبول کی مینول تھا کہ بادشاہ ایک ہفتہ دربار کرتے تھے اور ایک ہفتہ نازنینان ماہر سے خلوت گاہ میں صحبت رکھتے تھے شہرت اختیار کرتے تھے اس مرتبہ بادشاہ مصروف حسن زمانہ ہوئے متوجہ فقر و تمانہ ہوئے گستم نے امیر سے کہا کہ اس ہفتہ میں فرصت ہو اگر آپ کمترین کے باغ میں تشریف لے جائیں یہ ہفتہ عیش و نشاط میں بسر کریں تو کمال عنایت ہوگی اور زبرد و عزت ہوگی امیر ہیرام گرد خاقان چین اور قبل وغیرہ چند رفیقوں کو ہمراہ لیکر گستم کے باغ کی طرف بڑے ترک و احتشام سے چلا اور خوش خوش دروازہ باغ پر روق افروز ہوئے گستم نے باغ کے دروازے کے بارہ دری تک خواب و زلفت و طس کا پاند نہ کیا تھا اور بارہ دری میں فرش نہایت بجا رکھا تھا امیر اس کے حصے کو دیکھ کر بہت غلط فہمی اور اپنے رفقتے کی خوش بختی کی تعریف کرتے تھے گستم نے تردشک میوہ اور تحائف ملائین کے پیشکش کیا اور قیاق میں بند کو حاضر کیا جام شرب چلنے لگے اور خود کو کوئی طرح سے دامن گردان کر خدمت کے بہانے اوقات ٹالنے لگا اور ہر ہر دوست و دشمن جاننا ز

قابو پرست کم جرات کو دیکھنے بھاننے لگا اور قیل امیر کے تشريف لانے کے چار سو پہلوان کہ جبیر اسکو اعتقاد تھا گوشتہ باغ میں خفیہ ٹھکانے رکھے تھے اور اُن کے کہنا تھا کہ جب میں تو اترتین دستکین دون اس بہانے سے تلو بلاؤں تب تم تو باجو پیکر امیر کو مع ہو اخواہ در ققایتیغ بیدریغ سے قتل کرنا اور خبردار خبردار بادشاہ اور وزیر چہر کی سیاست سے طلفانہ ڈرنا القہر جب گستہم نے دیکھا کہ آدھی رات کا عمل ہوا اور امیر مع رفق ایسے نشے میں سرشار ہوئے کہ سیاہ و سفید میں ہتیاؤں کی سکتے مارہ درمی کی غلام گردش میں آکر تین دستکین تو اترتو والی دین بہت زور سے تین تالان بجائیں لڑائے کے کینچے سے بھلے اور گستہم کیساتھ مع رفق امیر اور امیر کے رفق کے سر پر ہونچے گستہم نے امیر سے چار نکھین کر کے کمالا و عرب نادے بہت تو نے سر اٹھا یا تھا امرائے سلطنت کو نہایت بے حقیقت اور ذلیل سمجھا تھا بے دیکھ اب تیری قضا آن پہونچی موت سر پڑی ہوئی ہو یہ کہ امیر کے سر پر ہونچا اور ایک ہاتھ تلوار کا لگا یا ہرام باوجودیکہ نشے میں چڑھا مگر امیر پر جا پڑا اور ایک سو کیا وہ تلوار گستہم کی امیر پر تو نہ پڑی ہرام کی پشت بر لگی اس طرف سے اس طرف تک کھل گیا اس پہلو سے اُس پہلو تک خنجر کا رسی لگا تمام آنتین اپٹ سے باہر نکل پڑیں مقبل نے ہوشیاری کی تھی کہ شراب بہت کم پی تھی قدر سے قلیل پیتا تھا اور رنگ مجلس کا دیکھ رہا تھا فی الفور کمانکو قبضے میں لیکر تیر مارنے لگا تیر تیر مارنے لگا حتیٰ کہ خون جوان سے زیادہ اُسے زمین پر گرا دیے باغ میں کشتوں کے پتے لگا دیے گستہم نے اپنی درشت میں امیر کو مارا نقادول میں سوچا کہ حمزہ کا کام تو تمام کر چکا اب بیان ٹھہرنا مقبل کا ناحق ہدف نشانہ ہو گیا ہر نفث میں اپنی جان کھوتا ہوا اپنے اُن رفیقوں سمیت کہ مقبل کے ہاتھ سے بچے تھے جان لیکر کھبا لاکسی طرف جلد یا حبوت امیر کا نشانہ امیر نے دیکھا کہ واہ واہ مجلس کا عجب رنگ ہو اور ہی دعوت کا ڈھنگ ہو تمام بارہ درمی اور گسکے آگے کی روش خوشے گلزار ہو رہی ہو باغ میں نئی طرح کی بہار ہو رہی ہو ہرام حکم چاک پڑا سسکتا ہوا اور سو جوان سے زیادہ تیروںے مارا پڑا ہر مقبل سے کیفیت دریافت ہوئی افسوس کی گتہم نے ایسا کیا اس نامورے اُس پردہ کو ہستی میں آگے و منمو نکو مانا جا ہا اور اس کے قریب دینے کی شہرت نزدیک و دور ہوئی آپ کسی طرف بھاگ گیا ہر گاہ یہ خبر حرائن میں کو چہ بگو چہ مشہور ہوئی کہ گستہم نے حمزہ کو اپنے باغین دعوت کی اور دغا سے مارا بادشاہ سکر نہایت غلین ہوا اور فی الفور ہرام تر تاجدار اور وزیر چہر و تختک کو بھیجا کہ حمزہ کی خبردار انکی جلد دو او علاج کرو او علقہ ساطور دست کو تین ہزار سکا گستہم کے گرفتار کرنے کے واسطے روانہ کیا اور بہت سافنام دینے کو کہا جب حکم گرفتاری کا گیا گستہم یہ خبر شکر شہر سے بھاگا اور جان چھوڑ کر مغرور ہوا شاہزادہ ہر تاجدار وزیر چہر و تختک گستہم کے باغین پہونچے امیر کو سلامت دیکھ کر سجدہ شکر ادا کرنے لگا اور ہرام کو حشوح دیکھ کر بہت تاسف کیا امیر نے خواجہ ابنہ رحیم سے کہا کہ آپ حکیم میں ہرام کا جلد علاج کیجئے اس عزیز کی خبر لیجئے کہ امیر ہرام خدو استہ جانہر ہوا تو یاد رکھنا قسم ہر مجھے مگر معظی کی کہ ایک ساسانی کو جتنا نہ چھوڑو کھا ابنہ رحیم ہرام کا زخم دیکھ کر سخت تر ہو ہوئے دو علاج کیا تھیر و مشوش ہوئے حواس جاتے رہاتے میں بابا سے دو رنگان است و شعبہ بازان جہان

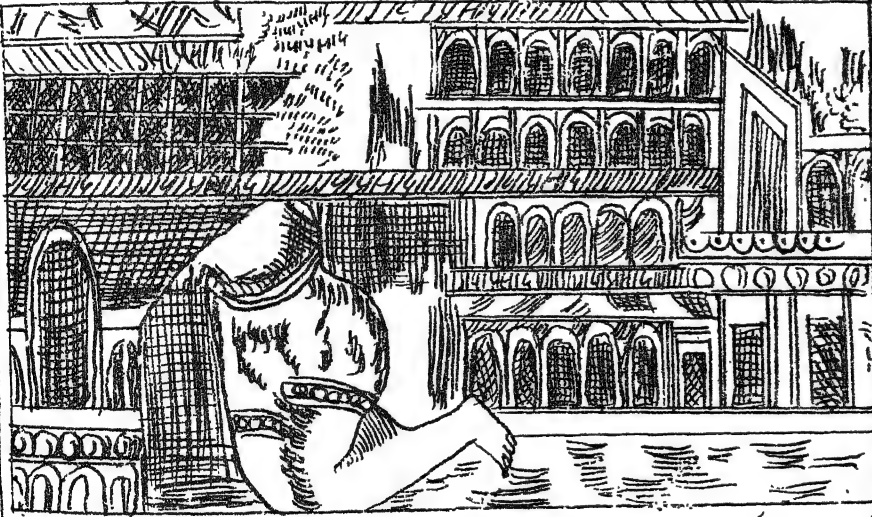
پیش تر آئندہ کا فرمان عیار زملن یعنی خواجہ عمرو بن امیہ ضمری آپ کو بچا خوش خوش خواجہ عبدالمطلب کی غیر عافیت
 امیر کو سنانی مگر بہرام کا حال دیکھ کر رو دیا اور امیر سے کہنے لگا کہ کیوں صاحب قرآن اسی طرح کا سلوک رکھتا ہے کرتے ہیں
 ایسا ہی پاس و تنگی ہی رو سا کرتے ہیں جس پر احسان کیجئے اسکو یوں برباد و پریشان کیجئے امیر نے فرمایا کہ جو عمر و وقت
 نصیحت کا نہیں ہو در پردہ تعین کی جا نہیں ہو بہرام کے اچھا کر نکی ٹکر کیا جا ہیے اس بچارے کی خبر اچھی طرح لیا جائے
 عمر و وقت خواجہ بزرگچہر سے کہا کہ آپ فضلہ تعالیٰ حکیم الحکما ہیں آپ نے کیا علاج تجویز کیا میں خود صبح رہا ہوں صبحی کا
 ٹکر کر رہا ہوں خواجہ نے کہا کہ زخم کاری ہو سب اقسام جرحت سے اسکو تترکتے ہیں بے اس کے کہ تین بیٹ میں جاویں اور
 مقام پر جگہ پاویں ٹانگے لگا نہیں سکتے اور آنتیں بیٹ میں جا نا محال ہو گئے کی آنتیں کھلی جبال میں رو دہ دل پر ہاتھ
 لگانے سے فوراً دم جا بیگا پھر کچھ بن نہ آ بیگا اور یہ غیر ممکن ہو کہ رو دہ دل کو ہاتھ نہ لگایا جائے اور زخم سے سینے کی کوئی تیر عمل ہو
 آئے عمر و بولوا کہ خواجہ واقع میں آپ حکیم حاذق ہیں اور میرے استاد صادق ہیں لیکن حق یہ ہو کہ حکمت بہت مشکل ہو کر
 اس فن میں فی زمانہ مداخلت حاصل ہو یہ کہل ایک ہترہ جب سے کھلا بہرام کو دو دن پاؤں کے درمیانیں دبا کہ
 ہاتھ بیٹ کی طرف بڑھایا خواجہ بزرگچہر نے عمر و سے بوجھا کہ ارادہ کیا ہو سطور پر ذہن لڑا ہو عمر و نے کہا کہ تین بیٹیں بیٹ
 کی باہر نکلی ہوئی ہیں انکو ہاتھ کی صفائی سے صاف کر دو گنا کہ جسمیں زخم سیاجائے پھر ہم لگا کر اچھا کر دو گنا خواجہ بزرگچہر ان ہو۔
 کہ یہ کیا کہتا ہو کہ اس بچارے کی جان لینے کا قصد کیا ہو بہرام نے جو عمر و کی تقریر سنی سناتے میں آیا زندگی سے یا اور
 ہو کر نہایت گھبرایا ٹھنڈی سانس جو حشر سے بھری تمام آنتیں بیٹ میں جاتی رہیں اپنے اپنے مقام پر جا پہنچیں عمر و
 خواجہ سے کہا کہ لیجئے اب تو آپکا مطلب حاصل ہوا دیکھئے کچھ بھی مشکل ہو اٹانے دیکھئے زخمی لیجئے بزرگچہر نے عمر و کی غفلت
 پر آفرین کی اور بت شاہنشی دی اور حاضرین ہنستے ہنستے ہمیں ہو گئے بالاتفاق سب بے شعاع و کی عقل پر ہر ٹیکہ خواجہ
 نے بہرام کے زخم کو سیا اور شربت پلو انکا حکم دیا کہ خون فاسد دور ہو جائے جو کچھ باقی مواد فاسد ہو چکا جائے اور امیر
 کہا کہ بہرام کے ہاتھ پاؤں بندھو ایسے کہ جنبش نہ کر سکے نہیں تو ٹانگے ٹوٹ جائیں گے کہ زخم کے آپس سے جھوٹ جائیگا
 اور اس حالت میں بغیر اسکا خلاف قیاس ہو پھر تو اسکی زندگی سے یاس ہو اور میں ہر روز دونوں وقت آنکر زخم کو دیکھ
 دل و جان سے اسکا علاج کرونگا یہ کہ خواجہ اور شاہزادہ ہر ہر تاجدار و تختکاس امیر سے رخصت ہوئے اور اپنے کام
 کو چلے امیر نے کہ بہرام کو بہت عزیز رکھتے تھے اپنے یاروں سمیت وہیں رہنا اختیار کیا اور اپنے رفقا کو بھی دہر
 رہنے کا حکم دیا بزرگچہر نے تمام احوال بادشاہ سے عرض کیا فرمایا کہ خواجہ باغ داد سے ہنراس میں کوئی
 مکان نہیں اور کوئی عمارت اس سے زیادہ اس شہر میں عالیشان نہیں چاہتا ہوں کہ حجرہ کو وہاں حیدر زور نہ بھولا
 اور اسکا مکان اسکی خاطر داری کروں اور کچھ چھ دنوں کر ملال اسکے دل سے دور ہو ایسا نہ کہ حجرہ چھ بڑگانی کرے
 میرے اشارے سے ستم نے یہ حرکت چھوڑ چکی ہے مجھے ہندو رنج و ایداد ہی ہو کہ سطح میرے کانو لکھی اس خبر کا اثر ہو چکا تو

آتشکدہ غرو دی اگر کھجکھج بھی گستم کے ارادہ فاسد سے خبر جو تم جانتے ہو کہ میں نے اس خبر بد کے سننے ہی جا بجا لوگ اسکی گرفتاری کے واسطے بھیجے ہیں ہر طرف پر دانے ہر کارے روانہ کیے ہیں یہ کہکھاسیدم میر کے واسطے تصدیق بھیجا اپنی تشریف آوری کا مقصد بھی کیا دوسرے وقت بزرگچہر جو بہرام کے دیکھنے کیواسطے گئے امیر سے کہا کہ بادشاہ نے ارشاد کیا ہر دور فرمایا ہو کہ میں نے چھ سہ در ہر چار طرف گستم کے بکڑ لانے کو بھیجے ہیں اور ہر خفیہ ہر کارے اور پروانے بھی روانہ کیے ہیں جسدم مردود پکڑ آتا ہو اسیدم اسکا پیٹ جاگ ہو کر بھس بھرا جاتا ہو اور نہ ہر خسر کرتا ہوں کہ تلوہاں موزی کے ہاتھ سے کچھ صدمہ نہیں پہنچا خدا نے بڑا اپنا فضل و کرم کیا اور یہ تحفہ عنایت کیا ہر کمال شفقت سے یہ ارخان دیا ہو اور فرمایا ہو کہ ہماری طرف سے بہرام کی بھی احوال چرسی کرنا اور امیدوارم سلطان کرنا اور چھ در باب علاج بہت تاکید کی ہو کہ ایسی تدبیر عمل میں آوے کہ بہرام کا زخم جلد تر چھا ہو جاوے اور فرمایا ہو کہ میری خوشی یہ ہو کہ میں ایک صفہ حمزہ کو لیکر باغ واد کی سیر کروں اور وہیں رخ رنقا اور امر کے رہوں مگر جنگ اور عرصہ صحبت میں ہوں کہ دونوں مائے فساد ہیں اور ہم دونوں کے دلوں میں عناد ہو امیر نے قبول کیا اور ارشاد شاہی مان لیا دوسرے دن بادشاہ نے باغ واد میں جا کر امیر کو بلوایا اور اپنی مسند سے قریب امیر کیواسطے مقام ٹھہرایا صاحبقران عادی اور قبل کو اپنے ساتھ لیکے بادشاہ کچھ متین ہو پونے باغ کو دیکھا کہ چار فرسخ کا لانا چوڑا ہو خوش ہمارے اڑیں یہ غضا جو اس باغ کی تعریف علی غلط حالت قفسہ خوان کے حوالے کرتا ہوں کہ قبل اسکے باغ واد کی تعریف کر چکا ہوں امیر بادشاہ کے دست بہرہز تاجدار کے پہلو میں بیٹھے مقبیل فہادار و بزرگچہر و سرداران و دیگر امیر کے دست چپ ٹھہرے سازندہ ہاے دلنوازا اور خوانندہ ہاے خوش آواز اور باب نشا فرحت افزاے حاضر ہوئے محفل عیش و نشاط کی گرم ہوئی بادہ وی کی صحبت جمی پہلے دن بادشاہ نے ایک بارہوی میں جشن کیا جب بریلو زرین آفتاب پر غلات چڑھا اور دس سین ماہ بزم افزو ہوا اس وقت ساقیان ماہ رخسار ساغر جو ابہر نگار صراحیان بادہ گلزار لیکر محفل میں حاضر ہوئے جامہاے بادہ ارغوانی کے دور چلتے لگے بادشاہ نے ایک جام جو ارغوانی کا اپنے ہاتھ سے امیر کو عنایت کیا امیر کو نش بجالائے اور اس کو پی گئے پھر تو دور ساغر تھا ساقیان مہ رخسار خراب ارغوانی سے جام بھر کھڑے دینے اور جو نوشاں مرشار لینے لگے یہاں تک کہ بھر گل آفتاب جن فلک میں کھلا اور گل چاندنی بزمگ دیدہ تر گسے نور ہو اساقیان سین عذائے شہسوار نے خار خسں کو لیکر حاضر ہوئے اور سیہستان بادہ رخسار خوشی سے قاصر ہوئے مغنیان خوش فواہیے گائے بجائے کہ دیوار دور تک و جد میں آئے اب و کلمہ بیتابی ہونشاران روزگار خواجہ عمر و عیار اور دو فقرے لطیف جالاکلی اور ہونشاری اسختین روزگار کے عینے کہ جب امیر کو ایک شبانہ روز عمر و نے نہ دیکھا گھبرا کر مکان سے باہر نکلا تالاشن اور جس کرتا ہوا باغ کے دروازے پر پہنچا وہاں دیکھا کہ عادی پر تکلف کر سی پر بیٹھا ہوا شراب پی رہا ہو اور لوگ ہر طرح کی گز کہ اس کے رو بہ دلاتے ہیں وہ خوش ہو ہو کر کھاتا ہو اور ایسا بندہ سبست ہو کہ پر نرد تک دروازے کی دیوار سے اڑ کر باغ میں نہیں جاسکتا طار خیال تک

حوالی گلشن میں بارہنیں پاسکتا عمر و نے لوگوں سے پوچھنا شروع کیا کہ میضون کیا ہے میرے تو باغ کے اندر ہیں عادی کیوں باہر بیٹھا ہو کسی نے کہا کہ بادشاہ کا حکم ہے کہ عمر و و نجٹک باغ میں نہ آنے یا میں اس واسطے میرے عادی کو دروازے پر بٹھالایا ہے کہ نجٹک و عمر و باغ میں نہ آئیں عمر و عادی سے سلام علیک کر کے کرسی پر بیٹھ گیا عادی نے پوچھا کہ خواجہ کس طرح آئے ہو کس فکر میں تشریف لائے ہو بولا کہ دو دن سے ٹکونہ کھیا تھا آنکھوں میں آنندھیل آنے لگا کرتا پڑتا تھا رے دیکھنے کو آیا بخت نے آسانی سے یہاں تک پہنچایا کہ لوگوں نے مجھے فراموش کیا میں تو نیا زمندی سے باہر ہوا عادی نے شرب و کباب کی دعوت کی اور گزک بھی سامنے رکھ دی عمر و نے ایک پیالہ پیا اور عادی سے کہا کہ آج میں نے ایک لعل خریدی اپنے نزدیک ارمان لیا ہے دیکھو تو میں ٹھگا تو نہیں گیا عادی اپنے دل میں خوش ہوا کہ عمر و ٹھگو جو ہر شناس سمجھتا ہے تب تو لعل پر کھولنے آیا ہے ایسا جو اب میرے دکھانے کو لایا ہے عادی بولا خواجہ متسا جو بہری کون ہو گا تم کو کون ٹھگا سکتا ہے کسا ٹھگا ایسا ہے مگر بہر حال میں دیکھوں بھارے ارشاد کی تعمیل کہ دن عمر و نے جیب میں ہاتھ ڈال کر ریت مٹھی میں نکالی اور عادی کی آنکھوں میں جھونکی عادی تو یکسر آنکھیں پٹنے لگا کہ عمر و تیرا ہوا تو نے مجھ کو اندھا کیا اور لوگ گھبرا کر عادی کی طرف متوجہ ہوئے اور اس کے منہ اور کپڑوں کی خاک بھارتے لگے عمر و جست کر کے باغ کے اندر داخل ہو چھین چھین میں پہنچ گیا عادی نے جب آنکھیں دھو کر پوچھیں اور گرد و غبار سے صاف کیں اور کھٹک آنکھوں کی کم ہوئی طبیعت لڑی لوگوں سے پوچھا کہ عمر و کہاں گیا کوئی نہ بتا سکا کہ کس طرف کو گیا جس جاتیم پوچھا عادی سمجھا کہ میرے خون سے بھاگ گیا باغ کو عمر و دیکھ کر باغ باغ ہو گیا کہ عمر و میرا ایسا باغ دیکھتا ہے نہ تھا گلشن کرتا ہوا اس قصر کی طرف گیا جہاں بادشاہ اور امیر بزم افروز تھے ارباب صحبت مسرت اندوز تھے متصل اس قصر کے لیے خیر ایک درخت چنار کا اسکے نیچے بیٹھ کے دھارا ملا کر گانے لگا عمر و کا گانا مرنے کو جلاتا تھا خفگان گور کو ہوش میں لاتا تھا میرے کان میں جو آواز گئی مقبل و قواد سے فرمے لگے کہ عمر و کی سی آواز آتی ہے اس کے ہوتے کی جھٹک کان میں جاتی ہے ہم نے مادی کو سن کر کیا تھا کہ عمر و کو باغ میں نہ آنے دینا اس کو اس طرف قدم نہ بڑھانے دینا پھر یہ کیونکر آیا جاوے عادی کو تو بلا لایا بادشاہ نے میرے کورس دیکھ کر کہا کہ عادی کو بلا نا کچھ ضرورت نہیں مجھے عمر و کا قصور معاف کیا بان عمر و کو بلا لوانسکی طلب کو چوبدار چوبدار لے کر وے بلانے کو گیا بولا کہ جس صحبت میں بادشاہ اور امیر سے لوگ ہوں وہاں بھلا مجھ غریب عیار یہ اعتبار کا کیا کام ہے اسی مفضل میں منزل ہو یا حبش و عشرت میں مجھ بے حقیقت آدمی کا کہاں مقام ہے باغ و داو کی تفریق سی فقی اس واسطے میں بھی آیا ہوں اور ایک طرف گوشہ میں بیٹھا ہوا گل کا کھلنا لائبل کا زار نہ لے کر نا دیکھوں رہا ہوں اور میں اگر جاؤں نہ شاید کسی کے آئینہ دل پر بڑے جلنے سے غبار بیٹھے تو میں اس کے ہاتھ سے ایدہ اٹھاؤں اس سے بے بقصا سے اسلامتہ فی اللہ وہ اللہ ذات میں اللہ نہیں مٹا بیٹھا خوب ہے گوشہ نشینی اور علیحدگی اور وحدت مجھے مرغوب ہے شعر نیست در عالم ہستے خوشتر از خلوت مرادہ دورے بنود از گرمی صحبت ذرا چوبدار ناچار ہو کر پھرتے اور تقریر لگی بادشاہ کے حضور میں عرض بیان میں لائے بادشاہ نے اختیار نہیں اور

حاضرین محفل ہنستے ہنستے ٹوٹ ٹوٹ گئے بادشاہ امیر کا ہاتھ پکڑے ہوئے قہر کے باہر آئے اور چمنوں کی سیر کرتے ہوئے حسیطہ عمر و بیٹھا گار ہاتھ اس طرف چلے عمر و نے دیکھا کہ بادشاہ امیر صبح ارباب محفل آئے ہیں اس طرف تشریف لاتے ہیں ایک جست کر کے بادشاہ کے قدموں پہنچا اور دعا دیکر کہنے لگا کہ مجھ کو حضور سے یہ امید تھی کہ مجھے محل صحبت جانیں اور اس بزم نشاط و سرور میں مجھے میری حاضری کا حکم نہ دیں اور حمزہ کو تو کیا کون بڑے رفیق پرور اور صاحب مروت ہیں کہ تنہا فرے اٹھتے ہیں اور ذرا سی کیفیت میں جان نثاران قدیم کو بھول جاتے ہیں بادشاہ ہنس پڑے اور عمر و کا ہاتھ پکڑ کے قہر فیروز نگار میں تشریف لیگے جب تخت پر جلاس کیا عمر و کو حکم ساقی گری کا دیا عمر و جام بھر بھر کر پلانے لگا اور خوش فغلیان اپنی دکھانے لگا رات بھر تو ساقی گری کیا کیا حبیب فیروز صبح نمودار ہوئے لگا عمر و نے ہفت بند کو جوڑ کر ایسا بجا یا اور احمان داؤد کی سے ایسا گایا کہ بادشاہ و امیر و یاران صحبت زار زار رونے لگے اور رد مال پر رد مال بھگولنے لگے بادشاہ نے جب ودا میں عمر و کا موتیوں سے بھر دیا اور بہت خلعت و انعام بخشا اور قہر فیروزہ نگار سے قہر زار میں کہ دیوار میں اُن کی خشت طلائی سے بنی تھیں اور دروزن میں سلین جو اہر کی تعبید کی تھیں امیر کو لیکے جا بیٹھے اور اس مکان میں جلوہ فگن ہوئے اب دو کلمے بختک کے حال میں بیان کرتا ہوں سامعین کو ہنسناؤں اُس نے باغ واد میں عمر و کے بیوی بچے کی جو خبر سنی بتیاب ہو گیا بیٹ پکڑے پھرنے لگا یہ کیا غضب ہے عمر و باغ واد میں پہنچے اور میں نہ جاسکوں اُس محفل جنت مشاغل میں خل نہاسکوں خدا جاتے عمر و میدان غالی باکر میرے حق میں کیا کانٹے بوندیگا اس باغ میں کیا گل کھلاوے گی سو جگر کچھ تھان محل و کھواب طلس یزد کے کشتیوں لگا کر گھر سے نکلا جب باغ واد کے دروازے پر پہنچا عادی سے ملاقات کر کے دوستی اظہار کرنے لگا عادی نے بوجھ کر کہہ کر تشریف لائے کیونکر ہیا تنگ آئے بولا کہ آپ کے لیے کچھ تحفہ نذر ملایا ہوں آپ کی خدمت میں گذرانے لیا ہوں اگر اسے قبول کیجئے باغین مجھے جانے دیجئے تو کمال عنایت ہو سر سر مروت ہو عادی یہ بات سن کر نہایت برہم ہوا اور بارز و فخر ہو کر کہنے لگا کہ بختک کیوں کہنچیان آئی ہیں تیری شامتیں بیان لائی ہیں مجھ کو تو نے مرستی مقرر کیا ہو کہ رشوت دیکر باغ میں جا یا جا رہا ہو اگر عزت اپنی رکھنا مستطور ہو سامنے سے دور پہنچیں تو بس میرا بھی تھک چھوٹ کر ونگا سیاہیوں سے گردنی دلو اگر نکلو ادو گنا بختک لے لیکر ونا کام اپنے گھر پھر گیا دن تو رودھ کا صاحب شب ہوئی ایک مندا اور ٹھکر نعل میں دستقیچہ اپنے کپڑوں کا دیا چوروں کی طرح سے چھپتا باب انون کی کھاد سے بچھاؤ غدا کی حیدر کے نیچے پہنچا اور دستقیچہ تو باغ کے اندر پھینک دیا اور آپ بدر رو کی راہ گھسا خواجہ عمر و کا حال سینے کے قہر زنگار میں بادشاہ کے ساقی گری کر رہا تھا جا ہماے بلورین سے لاکھ گون سے بھر رہا تھا کہ بسلی بھڑکی آتش شرارت سینے میں بھڑکی جتنی دین حال کیا کہ اسی طرح گستہم نے بھی امیر کی دعوت کی تھی بظاہر اُن کی کمال خاطر داری اور محبت کی تھی ایسا ہونکہ ہی سامان میں بھی ہو ہی ہی عورت کی چوڑا چکر سن گن لے آنا چاہیے اور دھڑکھیا بجا لاجا ہے بھلیہ رفیع حاجت قہر زار میں سے نکلا تو بہتر

پھر تاجپستان کی سیر کرتا دہنے بائیں دیکھتا ہوا دروازے کے منقل ہو چکا عادی اہل قوت کسی سے کہ رہا تھا کہ آج بختک
 بھگتو رشوت دینے آیا تھا بھگتو بھی اپنے باب سامنکلم سمجھا کہ طبع دیکر باغ میں جایا جانتا تھا یمن جو گوش زرد عمر کے ہوا عمر و
 جو نکا کہ ہر گاہ اس ارادے سے بختک یہاں تک آیا تھا تو ضرور کسی نہ کسی طرح وہ باغ میں آوے گا جھاڑی جھاڑی
 گلشن گلشن بوٹا بوٹا دیکھنے لگا اور نئے نئے روش سے بڑی بڑی چمن چمن ڈھونڈنا شروع کیا ناگاہ اسکی نگاہ دستچو بر پڑی
 اس کی بساط پر آنکھ لڑی دُور سے دیکھا کہ ایک گھڑی زبردیوار باغ بر پڑی ہو اور پرتاک وغیرہ سے خوب بھاری بندھی ہو
 اسکو جو کھولا تو ہمیں پوشاک بختک کی نظرائی مراد دلی برائی باغ باغ ہو گیا پھولانہ سنا تھا گھڑی کو تو ایک گوشے میں
 پتوں کے نیچے چھپا دیا اور خود تلاش کرنے لگا کہ اس باغ میں کس طرف نے کا لگا وہ یہو میان تو جو در کی جان جائے تب کسی کا
 بچاؤ ہو برور و برچو گاہ بڑی بغور لڑائی دیکھا کہ کوئی شخص ہر نکال کر ادھوا دھو دیکھ رہا ہو اور پھر سر کو اندر گھنچ لیتا ہے سمجھا کہ ہاتھ
 بختک کا بدرو کی راہ سے برہنہ ہو کر اندر باغ داد کے جانا



بختک جو وہی کو رنگ ہو خواجہ علف پوش سے کہ مہتر باغناؤ نکاتھا اہا کہ لکھا کہ تو تو غفلت میں سکھ نیند نے رہا ہو
 اور باغ میں ایک چور بدرو کی راہ سے گھسا چاہتا ہو میں نے آہٹ یا کہ خبر دی تجھے مر و معقول جانے از راہ محبت
 طربان اطلاع کردی اب تو جان اور تیرا کام جانے بادشاہ کا ہتھام جانے اگر کچھ نو عید گیارہو گاتو صبح کو تو ہو اور زندان ہو
 پھر دیکھیں باغ کمان ہو وہ گھیر کے مع چند باغبان سلیچے لیکر اٹھا اور بدرو کے منقل دیوار باغ سے لگ رہا جو میں
 بختک بدرو سے باہر نکلا باغبانوں نے لپٹ کر پکڑ لیا ہر خیر آہستہ کہا کہ میں بختک ہوں کسی نے مانا ایک درخت کے ٹٹنے
 میں لٹکا کر ایک نے مجھے خود زور کو پکڑ کر تشریف کی خاطر خواہ قرار دیتی انکی خبر کی عیب خوب ڈھیان بختک کی نرم چوکیں اوڑھیں
 اوسلیان و مرگن عمر و خواجہ علف پوش سے پکار کر پوچھنے لگا کہ خواجہ علف پوش کیا ہو تو یہی علم شو گیا چار کھانے کا کہ تیرے

ایک چور کھڑا ہوا اسکو درخت سے باندھا ہوا تختک نے جو عمر کی آواز سنی اسکی صدرا اسکے کان میں چڑی عمر کو بکارا زبان
عیاری میں کہنے لگا کہ خواجہ عمر و جنگلوان موزیدین کے ہاتھ سے نجات دلو او باغبانوں کی قید سے رہا ہو ان عمر و تختک
منوں رہو نکاح کسی امر میں متے ٹھہر نہ موڑون گا عمر و نے یاس کر خواجہ علف پوش سے کہا او تختک کی سنائش کرنے
لگا کہ فی الحقیقت یہ تختک وزیر بادشاہ کا ہر خدا نے کس آفت میں بیان آ کر ٹھنسا یا ہر نور کر رہا ہو ابھی اسکو چھوڑ دیتے
باغبان تھے سب غنچے کی طرح چمکنے لگے ہر طرح سے کہنے لگے کہ خواجہ صاحب یہ آپ کیا کہتے ہیں میں نے غنچوں میں عجیب رنگ کا
آپ کہتے ہیں تختک کی کیا کھجی ہو کہ اس طرح سے رنگا ہو کہ بد رو کی راہ سے آویگا وہ مقربان بادشاہی سے ہر آپ کو کہیں
چور بنا دیگا سفر چور اچکا ہو یہ حرام زادہ بڑی جرات کرے آیا ہو اسکو اسکی دلیری کی سزا تو ملے انہیں نیکام نہ تو کھیلے اور نظر
اگر تختک ہی پر مبتلائے آفت وہی ہو تو اسوقت ہم میں جھوٹے رنگے صبح تک انہیں سے باہر بنائے دینگے بادشاہ کے رو بہ حسد
ہو گا و لیا ہو گا تختک نے عمر و سے کہا میری پلوشاں بے تو میں پس لیتا ہوں کہہ کر میں تیرے کپڑے آگاہوں اگر ان
لوگوں نے لیے بھی ہوں تو اُن سے ایسی رسم در انہیں کہ دلوادون اور تھے بچھاوون مجھے نہیں معلوم کہ کسے لٹھائے ہیں اگر باغبان
لے اڑائے ہیں یہ کہہ کر عمر و بادشاہ کی خدمت میں حاضر ہوا تمام شب باقی گری کرنا رہا جب صبح صادق ہوئی بادشاہ عرض کی
شر صابر بلگرامی منتقل بہا یہ پرگٹش ہمکے ہے میں پچھوے ہیں بھول کیا کیل چمکے ہے میں ہوا ٹھنڈی ٹھنڈی
پل ہی ہو زور و پرنسیم حری ہو زور کا نر کا ہو وقت گلگشت کا ہو سرخان خوشنوا چمکے ہے میں گل خندان میں غنچے چمک
رہے ہیں اوس بڑے سے خاک جی ہو مٹی میں تنیم باری کے سب سے نمی ہو بادشاہ کے بھی جی میں آگیا امیر کا ہاتھ کپڑے مع
حاضرین تفریح کے لیے چمنان کی طرف چلا عمر و بادشاہ کو لگائے ہوئے سطر لے آیا جہاں تختک سرایا رہتا وقت میں
بندھا ہوا تھا تختک بادشاہ کو دیکھ کر غل بچانے لگا کہ یہ و مرشد باغبانوں نے میرا یہ حال بتایا اور دوسرے خواجہ علف پوش
نے حاضر ہو کر عرض کی کہ رات کو ایک چور بندو کی راہ سے باغبان آیا تھا اسکو غلام نے درخت سے باندھ رکھا تھا جب چارچوٹ
کی مار پڑی تو کہتا ہوں کہ میں تختک وزیر بادشاہ کا ہوں اتفاق وقت اور سوتونی سے یہاں آ کر ٹھنسا ہوں بادشاہ اور امیر
نے جو غور کر کے دیکھا تو واقعی تختک ایک درخت سے بندھا ہوا نظر پڑا عمر و نے بڑھکے کہا کہ آج انہیں بنیا گل چولا تختک تو
بہت فہمدہ اور ہوشیار ہو صاحب جرات بل قابل قاتل ہو گئی کیا کھجی ہو کہ یہاں آنا اور آکھو بلا میں بھینا نا شاید کوئی
بھوت اسے لباس میں آیا ہو حضور کی دل لگی کو یہ تعدد دکھا رہا ہو غالب ہو کہ بعد ایک ساعت کے ہو چکا ہو گیا ہو اس
نظام میں کیسکو نظر نہ لگتا عمر و یہ کہہ رہا تھا اور بادشاہ سیرکنان آئے ٹھہرے تو امیر نے سن کر خواہ مخواہ سنیں شمول غم و
کا ہر ذات شریف کا بیان بھی خل سفر رہا ہو تختک دیکھ کر بادشاہ نے اختیار رنگ گل گل کھلا کر بیٹے و جتنے چہرے
تھے ہنسی کے مارے ایسے جھین ہوئے کہ بے او باندہ بادشاہ کے روبرو تھم مارے لگے امیر نے اسکو کھلوایا ہر دست ناگہانی بے باکیا
دیکھا کہ تمام ہر تختک کا زخمی ہو چکا ہے امیر رہا ہو چاند اونچی ہو گئی ہو بادشاہ نے بر سر تاب ہو کر فرمایا کہ اسی بہت کدائی سے

اسکو نکال دیا ہمارے سامنے سے جلد دور کرو امیر نے تقصیر معاف کر دئی اور پوچھا کہ اسکی عمر سے تین سو تین کو مول لے کر آئے
 عطا فرمائی اور ہمراہ لیا اور تسلی اور دلاسا دیا بادشاہ باغ ہشت بہشت کی طرف کہ باغ داد میں شامل ہیں
 واقعہ تمام مل ہوئے اور اس باغ میں امیر و بیرون و چہرہ ہرگز تا جہاں کو مع قبیل و نجف کے دیگر درباری خیر
 لیکر داخل ہوئے واقعہ میں وہ باغ ہم باہمی تھا منوہ فرزندوں علی تھا عمر و نے نجف کا نام باض رفاہیت میں سر
 لیکھا تھا قتر محتامین سر دفتر لکھا تھا بادشاہ کے روبرو طرقت کرنے لگا اظہار شہادت کرنے لگا کہ قتلہ عالم نجف بچا
 کی ہڈیوں کو باغبانوں نے سلجھون کے مارے باز جس کر دیا سر پر بال باقی نہیں خوب صاف و دم سا جاکہ باہر سر پر لور کڑا
 ہو اگر سکو رحمت مریائی ہوتی تو عین سر فرازی ہوتی اور بتو تقصیر معافی کہ حضور کی حکم عدلی کی یعنی حکیم باغین یا سو ہکا عمر
 ملا اب اس سے ایسا قصہ ہونگا کبھی حکم عدلی کا ترکب پیشو ہونگا کہ کٹر نجف کی طرف متوجہ ہوا اور اس سے کہنے لگا کہ تھوڑے
 کے تو کہ کہ بھر مجھے ایسی حرکت بجا ہونگی ایسی جرات بھر مہمانوگی القصد عمر و نجف کو سخرہ بنا تا تھا اور حاضرین دربار
 ہنسا تا تھا بادشاہ نے فرمایا کہ عادی کو نوبلا و جلد ہمارے حضور میں پہنچا و جب عادی حاضر ہوا بادشاہ نے فرمایا کہ کیوں
 عادی ہم تمھیں دروازے کا نگہبان کریں اور ہم تمھیں کوئی خدمت نہیں اور ہم ایسی غفلت کرو اور ہمارے قول کو خفیف سمجھو کہ
 نجف کا گدرا بے غلے اندر تک ہوا اور تمھیں مطلقاً خبر تکاں نہ دے جائز تھا ہمارے ہاں داخل ہوا و رقم غافل ہو عادی نے یہ نہیں کہا
 کہ قتلہ عالم نجف کی طاقت ہو کہ بے اجازت حضور کے باغ میں قدم رکھے بے حضرت کے اشارے باغ تک بھی پہنچ سکے میر
 پاس یا تھا کہ مجھے نذرانہ لاؤ اور مجھے باغین جانے دو میں نے اسکو جھڑک دیا وہ اپنے گھر شرمندہ ہو کر چلا گیا بادشاہ نے فرمایا کہ دیکھو تو
 کون میٹھا ہے نجف ہو یا کوئی اور آدمی نیا ہو عادی نجف کو دیکھو کہ ہم ہوا اور گردن پکڑ کے بولا کہ باغ سے نکل کے دیکھیے گا
 ایسی کچی خدمت کرتا ہوں کہ سطر آگے ساتھ الہیت کرتا ہوں امیر نے عادی کو منع کیا اور زبرد تو سچ سے باز رکھا کہ نجف سے فرار
 نہ تو بادشاہ نے اسکی تقصیر معاف کی ہر اسکی حماقت سے درگزر فرمایا ہر اپنے مقام پر جا و جہاں بیٹھے تھے وہیں بیٹھو عادی نے
 کے دروازے پر گیا اور محفل میں حاضر کا درجہ صاحب و اس کتاب کو مغرب میں آشیانہ گزین ہوا اور رخصت کیا وہ نے بے ریاے
 اخضر فلک پر خراہا ر شوق کیا سچیلکون نے سمجھاے کا نور جھاڑو میں نشین کین را باشتا طھر مجھے سر نو عیش و عشرت کی
 صحبت جی عمر و تمام شب کچھ تاب سے ہر ایک کو چھکا تا اور طرقت کرتا رہا صبح ہوئی بادشاہ قصر چلے ستونیں نئی فرود ہوئے ہم
 صفت کا یگرون کی اس کاغذ میں لکھ کر حیدر علی کے القصد بادشاہ ہر روز میر کو امیاں نے مکان میں لیجاتے تھے محفل عیش سرور پر
 کرتے تھے اور انواع انواع وضع سے میر کو سرور فرماتے تھے چونکہ باغ شہادہ روز بادشاہ کی بلات چھکا تھی ہمدم بادشاہ کی آنکھ
 لگ گئی امیر بھی پوچھا کہ بے لکے لیے قصر چلے ستون سے باہر تشریف لائے اور رفیق و مصاحب بھی ہمراہ لے کر گئے
 ایک طرف باغ میں جو پہنچے ایک ہندو کبھی کہ جسکی لطافت کے روبرو آئینہ ماہ و صند لا نظر آتا تھا باقی ہر کھانچہ ہونگی
 راہ سے محل میں جاتا تھا بل سے فرمایا کہ غم گل کرینگے پوچھا کہ امیر کی پوچھا کہ امیر کی پوچھا کہ امیر کی پوچھا کہ

منگوئی امیر ہمانے لگے حمام فرمانے لگے اتفاقاً ملکہ مہر نگار دختر نو شیراز عادل فرما کر لے کر بالائے قصر
 جھڑکونہ بیٹھی مٹی تھی ادھر ادھر دیکھ رہی تھی ناخ شہزادے کو اسکے رونے خبر نہ دیا نہ ہر تابان کو نیراکہ نہ دیا نہ امیر پر جو کچھ
 لگا ہوا بڑی عشق امیر اسکے جلنے پر ہو گیا شہزادہ کی ناخ جل اٹھا باغ اسکی برق حسن کی تاثیر سے پھول ابھیں اٹھائے تین آ
 آتشگیر سے نیر عشق کھا کر زمین سوچی کہ محلو تو اس مکان ابرو سے کھائل کیا بیٹھے بھائے زخم عشق و دل غمت و ما
 اسکا سلامت جانا خوب نہیں ہر صاف نکل جانا اسکا طبیعت کو مرغوب نہیں ہر عنصر چلے سے نکالا امیر کیر طیف بھیکا امیر کے
 کا نہ رہے پر گرا امیر نے جو ادھر دیکھا جلوہ قدرت صانع مطلق نظر آیا ضبط نہ کر سکے نظر پڑا اک بت پریش نرالی بہ
 و جج نئی ادا کا جو عمر و دلیو تو دس برس کی یہ تو آفت غضب خدا کا امیر چارون شانے جت بانی پر گئے تھلنے کو کر امیر کو بھلا
 اور گو دین لیکر نہ رہے باہر کا امیر نے اسی آہ سوزناک بھینچی کہ خرم عیش میں آگ لگ گئی شعلہ عشق دلیں بھڑکنے لگا شک
 حسرت آنکھوں سے ٹپکنے لگا ناخ شہزادہ آتش عشق وہ ہنسین ہندر جلجلاے آگ لگائے تو تھیر میں تو تھیر جلجلاے پشمار و پست
 نواب بہادر صاحب کی تخلص کے امیر کی زبان پر تھے شہار و مہر ویت یاد ایام کہ کچھ دلو غم و درد تھا گرم آہیں
 یہ نہ تھیں لب یہ دم نہ تھا پشیمک سرخ آنکھوں سے جاری نہ تھا زرد نہ تھا چارہ تن یہ مرے پرین کو تھا کام
 رکھتے تھے ہرگز کسی خود کام سے ہم ہر رات دن زسیت بسر کرتے تھے آرام سے ہم ہر دلو جو نہ ہی بے بنیابی تھی نہ
 وحشت نہ یہ رونانہ نہ بچو ابی تھی ہمیں طبع میں اک رونق و شادابی تھی ہر صر و پاس غم و درد کی نالیابی تھی باغ عالم کو
 ہوا و نسے دل فرزدہ نہ تھا بے غنجہ خاطر رنگین گل پر مردہ نہ تھا کوئی روتا تھا تو کہتے تھے کہ رونا کیسا غم کے کہتے ہیں منہ جھکوں سے
 دھونا کیسا والد شیفہ محبوبہ ہونا کیسا دل و دین ہوش و خرد عشق کھونا کیسا لوگ مشر و قون کھوں جو رستم سے ہر
 عاشقی چیز ہر کی عشق کسے کہتے ہیں آب جو دیکھا تو دیکھا کہ قیامت ہر عشق ہر کھلم سہید ہر آفت عشق ہر خدا بابت ص
 طعن و ملامت ہر عشق ہر شعلہ خرم دین دل طاقت ہر عشق ہر راہ تھلائے جھک دہی رہن ہو جائے ہر دوستی کیجیے جس بے ہر
 دشمن ہو جائے ہر آتش شہزادی الفت سے نہ ہم تھے آگاہ ہر شرار نے کیا خانہ دل خاک سیاہ لب پانیار جاسور ہر شعلہ
 آہ ہر جگہ لبکسی آہ سے ہم تو وہ آہ نہ ہر زمانہ مائی اسی سے کوہ ناری نے ہر لکھون گھر بھونکے میں اسی جھکاری نے ہر
 قیاس کو اسنے کیا ساکن صحرائے جنوں کیسی شیریں کہ کے سر بہ ہر فرما د کا خون ہر اس نے اس کو کیا تھا عذر کا ماحولہ
 اس فسوسنا زنی مجھ پر بھی کیا ہر افسوس ہر عشق کے بیچ میں راحت کا سر انجام کہاں ہر اب ترستا ہر دل
 آرام کو آرام کہاں ہر ایسے اک جان کے دشمن سے پڑا ہر بالہ ہر جگر سینے میں مجھ داغ بزرگ لالا ہر دل سے غمت
 بخون آتا ہر تالاب نالا ہر آب کو دیدہ و دانستہ بلا میں ڈالا ہر گل سے بہانے دل اور دیکھے سنبھل کی طرف ہر جھانکنا تھا
 اسکے رخ و کا کل کی طرف ہر بیچ میں لائی ہر آخر مجھے وہ زلف سیاہ ہر کرتے کاش اسکے عوض شام غریبان ہر نگاہ ہر شب
 ہر ایک سے بدتر ہر مراد دل و دانستہ ہر ہو گیا گھر بھی سب خانہ زندان مجھے آہ ہر مر جبر ہر عیش دل بے غم تھی ہر

زلف جانان کے عوصن مشک کی بو کیا کم تھی؟ دکھنی تھی نہ مجھے جا ندسی وہ پیشانی پہ تھی مگر عشق کی قسمت میں بلاست
آنی؟ آبِ شہر سے بہتر تھی شہادت بانی؟ اسکے برو کی نہ تلواری تھی لڑھکھائی، بخارِ غارِ غم سحران کا سہم سہا تھا، پر جھپان
لکھانی تھیں ان بلکہ سے بچ رہا تھا، چشمِ بنار سے تھا اسکی مناسب پرہیز، یہ نہ سمجھے کہ ہر سفاک وہ ترکِ خور نہ تھا بلکہ
تھا ہونیکے میں سو خیر تر، جس سے جون آہوے وحشی مجھے لازم تھا گریز، دیدہ نگس پستانہ نظر کرتی تھی، بنوخی چشمِ غزالان
پر نظر کرتی تھی، گرچہ رخسار سے تھے اسٹخ کے سر سے پُور، چاک دل کرنا تھا مانند گشتانِ غفل سے دور، مار کر کرکھ جانا
تو کبھی تا مقدر، لبِ جانِ بخش کلاتے نہ زبان پر نہ کور، کسی آلودہ نہ ان دانتوں پر ہم مرتے کاش، شبِ تاریک
میں انجم پر نظر کرتے کاش، تین تو اندھوں کی طرح چاہے زرخندان میں گرا، دُوب تر جاو کوئین میں تو بہت بہتر تھا، اسکی
گردن کی صفائی پہ حیف دل بھلا، دکھنا گردن میناے بلورین کی صفائی کو کہ تھا رشکِ سحر، نو صفا، سیدہ، دکھنا آئینہ
تھا جھکو بجائے سینہ، دستِ رنگین کی نہ اکت پہ ہوا کیون مال، ملتا ہوں دستِ ماسف کہ گیا ہاتھ سے دل لطف
یہ نیچہ مرجان ہی سے کرتے حاصل، تیج سے موت کمرے کہ ہر ٹکنا مشکل، کامِ ساق و کفک پائے کچھ جھکو، کر دیا
حشمت نے بالال سراپا جھکو، جیسا رسوا ہوں میں اس طرح کوئی خوار نہ ہو، اس بلایں کوئی انسان گرفتار نہ ہو، جو عرض جھکو
ایسا کوئی بیار نہ ہو، اور بیاریاں ہوں میں یہ تیرا نہ ہو، دن جو گذرے تو یہ دھڑکا ہو کہ شب آتی ہے عشق کے نام سے تو
مجھے تپ آتی ہے، عمر بھر دوامِ محبت سے ٹکنا معدوم، ایسے دریا میں ہوں دوبا کہ اچھلنا معدوم، اس بلندی سے گرا ہوں
کو بھلنا معدوم، سیر گلشن کو بھی جاؤں تو بھلنا معدوم، ہوشِ لیل کے بھی نالوئے میں کھو تیا ہوں، مسکراتا ہو اگر غریب تو دور
ہوں، یہ سقدردامِ محبت نے دیا ہو مجھے داغِ پتل آتشکدہ آتی ہے، نظرِ صورتِ باغ، نگہست گل بھی مجھے کئی ہے، شفتہ داغ
روشِ غنچہ ہوں، لنگشِ نین عم سے داغِ پتل شبنم کبھی گہن کے تلے روتا ہوں، اور کبھی سرو کے لگ لگ کے گلے روتا ہوں
تھر تھر دھڑکتے ہیں مجھے ہر سرو کار، ہر دم و دوست ہو کوئی نہ کوئی، ہوسِ یار، کچھ عجب طرح بسر ہوتی ہے، اسبلِ نہانہ، سہوار
انہیں ایک جگہ جھکو، یہ شہرے گا، کجا تا ہوں صحرِ کیطرت، صورتِ سیل کبھی جاتا ہوں دریا کیطرت، کس طرح اس دلِ ناشاد کو
اب شاہِ گردن، کیوں کہیں خانہ ویران کو میں آباد کروں، کون سنتا ہو کمانِ جا کے میں فریاد کو، دنِ عشق نے ظلم کیا کس سے طلب
داو کوں پہ آبِ رسوا تو ہوے اور کسے رسوا کیجیے، شکوہ دوست جو کیجیے تو بھلا کیا کیجیے، بختِ ناساز کا انجی ہی کلا لازم ہو
کنا دشمن کو بھی دشمن نہیں کیا لازم ہو، جو معشوقوں کو عاشق کو وفا لازم ہو، جو دشنام بھی لےوے تو دعا لازم ہو، کبشہر
حسنِ تباں جنبلک آباد ہے، وہ وفا کیجیے کہ عالم میں بہت یاد رہے، قسبل نے میر کو سمجھایا کہ یہ مقام خود فتنی کا نہیں ہے، موقع
یہ بخود ہی کا نہیں ہے، دشمنانِ نبی بدلے اور قسبل میں چلیے بارے ہوقتِ میر نے قسبل کی نصیحت سنی کہ یوشاکِ سیل
قصہ چل ستون میں قزاق لے گئے مگر طبیعت کا اور ہی تعلق تھا بدحواس تھے اور صرف ملکہِ مہر کا حال، نہ ہو مہر کا

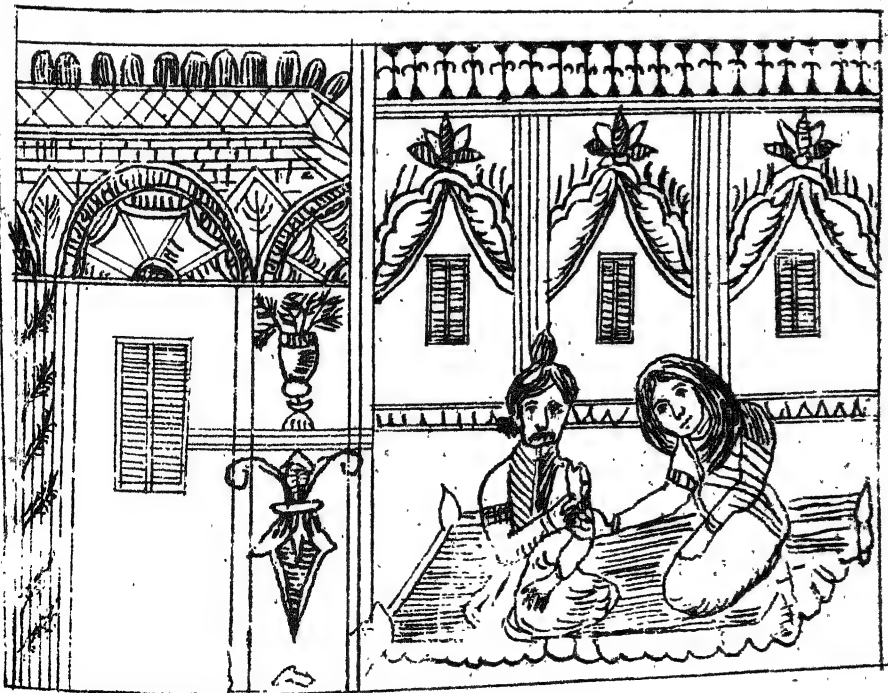
یلاتی کوئی آئینہ الکرچی سپردم کرتی کوئی نا دلی پڑھکھکھوکتی کل قریب خواب غور موقوف ہو گیا کوئی ہاتھ پاؤں سلاقی
ملکہ کو جب فاقہ ہوا اپنے دلمیں سوچی کہ کہیں یہ راز افشا نہ جائے عیش عشق میں غمیں کوئی گل نہ کھلائے خوشی سے کہا کہ تنوش
کا مقام نہیں مجھے خود بخود ہوسقت دوران ہوا سوا با جی ہون بھلی جنگی ہون غل شورت حیا و دل میں نگاہ اودھ کا حال
سینے کہ امیر دم پردم ساعت بساعت دیکھتے تھے کہ دن کہیں تمام ہووے تو بقیہ بی دلی تدریج لکے کہیں تمام ہووے
تو دل ٹھہر جاوے یارے جون توں کر کے دن کو کاٹا اور بہرات تک ضبط کیے بیٹھے رہے آخر صراطِ دل جنہوں میں مضبوط کا
یار اندر رہا بادشاہ سے التماس کیا کہ آج رات چھٹی ہو ملک سے ملک فدوی کی نہیں لگی ہر اکرم ہو تو کسی قدر سہرت کرن
کسی گوشہ باغ میں جا کر سو رہوں بادشاہ نے فرمایا کہ بسم اللہ خدا کو سننا میرے قبل فادار رہے مجلس سے آئے پھر چھوڑ کے
کے نیچے آئے کوئی نگاہ اور جانیکا بنایا لیکن ایک درخت عظیم الشان محل کی دیوار سے ملا ہوا لفظ آیتا نہیں سکی نام پھر
پر پھیلی ہوئی تھیں سندیر سے لگی ہوئی تھیں قبل کو جس درخت کے نیچے کھڑا کر کے آئے درخت پر چڑھ گئے پھر رہو چکے
پہلی ملاقات امیر کی سر حلقہ خوابان روزگار سے یعنی ملکہ بھر نگار سے

اشعار عشق ہوتا زہ کا رتازہ خیال یہ ہر جگہ سکی اک نئی ہو چال کہیں آنسو کی یہ سیریت ہر کہیں یونچکان
حکایت ہو کہ نمک لکوداغ کا پایا پڑ گیا چراغ کا پایا کہیں طالب ہو کہیں مطلوب پہ سکی باتیں عرض میں توں خوب
خامہ دل نگاہیں نسلان عشاق خراج دانا یان بیارن خراق کلاک شوریدہ سر مضامین غنوق و ذوق زبان پر لاتا ہو
ہجر و موصل کی دہان سنا تا ہو کہ امیر نے سقف قصر سے دیکھا کہ ملکہ بھر نگار راہرویان پر پی سکر کے حلقہ میں بیٹھی ہو اور
صریحی سے گلگون سے بھری ہوئی سامنے رکھی ہو جام بلورین ہاتھ میں چھلک رہا ہو بادہ ارغوانی پیالہ سے جھلک رہا ہو
شعر شاپور سے شراب عروش و جام و با خود لذتے دار و پکشت ساقی لبش میکش بچش صحتی دار و پکشت کو شکر
کی لڑھی نوک مزہ سے لالہ بزم ہوا ش عشق کا لون سینہ میں خلد زن ہوا آہ سر دلبونہ ہر نہا کہ کشی کا محل اکثر جو دن کو تو امیر
دور سے دیکھا تھا قبل سے جو نظارہ کیا دیکھا کہ چشمہ خورشید درخشان اس کے حسن کے آگے پانی بھرتا ہوا وادہ تابان اس کے چہرہ
پر نور کے بہتو سے ضیا اقتباس کرتا ہو چاہ زرخندان کو اگر ماروت و ماروت دیکھتے تو ایک غرق فنا پائے غضب کو اگر ترنج
دیکھتا تو دانت کھٹے ہو جاتے قدرے اس کے سر کو پاگل کیا رخساروں نے لالہ کو داغ دیا آنکھوں نے غزالان چین کو صحر
دکھایا امیر کے روبرو ہلال فلک گشت نما ہوا زلف نے سنبل کو بیج و تاب یاثرہ نے دل عاشق میں تیر پار کیا دہن اس
گل کا دیکھیں تو غنچے صرصر شک سے بے سخن کھلا جائیں لبو سے مقابل ہوں تو برگ سمن شرابا جائیں گوش کا بارانہ حلقہ
بگوش بینی راستی سے دوش بدوش لڑھی و انتون کی اگر لولو سے آبدار دیکھے تو حیرت سے آب جگر خشک ہو جائے کمر کو
کیسا ہی بنیاد کیسے نہ موزنظر نہ آئے شکم دریا سے مجھو بی سپر بہ آوردہ دو قباب خرابی نات غوصان دریائے محبت کیو
گرداب پاؤں وہ جسے ہاتھ لگانے کے لیے عاشق میناب لمر حمیرہ کے آفتاب اس سے گرا نکھچا رہ چکا چونکہ ہووے

اُسے بیشمار دہ چار وہ اسکو گرد کیہ پائے : تو وہ داغ پر داغ خجالت سے کھائے : اگر دیکھتا تو حسنِ سنج : تو ہاتھ مسکا
کٹنا : کٹنا ترخ : زلیخا اُسے دیکھ لیتی اگر : تو یوسف بہ کرتی نہ ہرگز نظر : سر ایا : سطح چو تا بان میں ہر مینی کی صنوا :
اک الف نور کا ہو ہر درخشان کچھ بچا : گوش وہ گوش کہ میں کان جو اہرے سوا : آئینہ گرد ہر خسارے پانی وہ صفاد لب
میں وہ لب کہ عقیق مینی خون کرے : دو دانت وہ دانت کہ ہیرے کی کسی خون کرے : وہ دین نکتہ موہوم ہر بے و گمان :
کچھ سخن سہیں میں قدرت خالق ہر عیان : ایسی تنگی کسی غنچے نے بھلا پائی کمان : دیکھ کر چشمہ حیوان اُسے تنگ ہر
نہان : تو خوبصورت دین کس سے کہ جاتے ہیں : لب تقریر بھی خاموش ہے جاتے ہیں : وہ زرخان ہر کہ ہر ایک خدا کی
قدرت : حسن کی بحر کا گرداب ہو کیا خوش صورت : دلکو ہر چاہ زرخان سے سراپا حیرت : اُسے ٹوٹنے کی مہنی ہر اس
سبقت : گر کے ہمیں سے نہ ہرگز کوئی مال نکلے : یہ کوان وہ ہر نہ یوسف کا کبھی ل نکلے : گردن ایسی ہو گا کھنکھانے لگی
زہرا یہ شفق صبح کے ماند دکھائی ہو سار پہ صبح فتنے کے لیے جل مہنی ہر تیار : ہاتھ گردنیں حامل ہوں تو آجاء قرار : جلو ہر
دھیان میں جسوقت سے وہ گردن ہر شمع کا نور سامنے اک روشن ہر : ہاتھ مندری کی جو رنگت سے عہ میں تل اب ستر
دل زار گیا اور بھی مل : ہاتھ سیات میں ہاتھ میں جی ہو کل : چشم میں دل نہیں لایا ہر محبے لائی اجل : سنج بچاتی ہر وقت میں ملتی
مکھو : آجکل کیا نہیں مدت سے کل لئی مکھو : ہاتھ ایسے یہ قدرت سے ہرے میں تیار : یہ تھیلی کی بلائیں یہ بھیا سار : دست
خوشتر درخشان ہو ترنی بہ ہزار : ہاتھ کٹوائے جو اُس بچہ سے آکر ہو دو چار : انگلیوں کی جو جھک دیکھے تو حیران بجائے : بچہ ہر
بھی نکشت بدنہان رہ جائے : جاتی سوجان سے ہر خوبی لیسان نہ تار : ہر سے قدرے یہ کیا خوب گائے میں نا : لویان
باز بہ دو کھی میں باہر شکار : یا ہوتے تھے دو نور کے روشن بلیار : دو یہ گدے تب لب بام دھرے میں گویا : منقلب کر کے بام
دھرے میں گویا : کبھی جھاتی سے ڈیڑھ جو پٹ جاتا ہر : شرم سے جسم میں نکاٹ جاتا ہر : سنج ڈوٹے کے اٹنے کو ملیٹ
جا ہر : دم بیان عاشق بیدم کاٹ جاتا ہر : بند حرم کے شہرے روز کسے ہتھ میں : جاتی دل طرہ بندش میں بھسے ہتھ
وہ شکم صاف کہ آئینہ ہو غیرت سے اب : قدرت حق سے زمین پر ہر یہ قرض متاب : دو صفائی ہر کہ خوشید کو بھی آئے
حجاب : وہ چمک نام کی ہر آئے ستارے کو نہ تاب : ہاتھ لگائے کردہ تو قرار آجائے : بخت سے امین غنقا کا کھا
آجائے : اُنکے تریف میں خاموش زبان ہوتی ہر : بات پر دے کی ہر یہ یسین بیان ہوتی ہر : دل عاشق کو گر
تاب کہاں ہوتی ہر : پردہ شرم میں تشبیہ نہان ہوتی ہر : بیان مضامین حیا خوب پسندیدہ میں : دومہ نوئی
صورت کے یہ جھپیدہ میں : درامیں ایسی کہ ہو سر رکھنے کی خوش ہر بار : دل تیار : ترے کبھی آئے نہ قرار : تکیہ محل
کا اگر نکلے ہزار آئینا : کوئی بے سر رکھے زانو پر قرار : آئینا : بند لیاں گوری میں ایسی کہ خدا کی قدرت : پیش کی کو
کو اُنسے نہ بھی ہو سبت : منج متاب کی بھی کچھ کے فق ہو رنگت : پہونچے اُچھائے نہیں پائے : گر کا طاقت : پید لیاں میں
ولطافت میں فزون فزون میں : خانہ حسن نے کیا پائے ستون دونوں میں : نہ چہ نہ ہر کو ہر سنجہ رپا سے محبت :

ہو رخ ماہ کو ایڑھی کی صفا سے نخلت پہ ہر ستارے کو ہر ناخن کی صفا سے نخلت پہنچو صبح کو ہر رنگ خنک نخلت پہ
 حرم خالی نہ کرے کبک درمی آنکھوں میں پہ خاک پاؤں کو لیجائے پری آنکھوں میں پہ ہر لہرایا جو قیامت تو ہر آنکھ میں بل
 ایسی رقتا چھلاو کیا بھی دل جائے گل پہ نازک ایسی ہر کر چلنے میں سوکھاتی ہر بل پہ وہ لگاؤٹ کے میں انداز دل ہو
 سبکل پہ رنگ لاٹنگی غضب طبع میں رنگینی ہو پہ دور ایسی نام خدا دھیانے خود بینی ہو پہ ابھی آئینے میں کبھی نہیں صورت اپنی پہ
 نہیں معلوم انھیں حسن کی زینت اپنی پہ ابھی سمجھ نہیں ہرگز وہ حقیقت اپنی پہ بھولے اب تک میں بہت خوب قسمت اپنی پہ
 حسن پر ناز نہیں گل پر مژدہ نہیں کسی سے آنکھ لڑائی ابھی منظور نہیں پہ چہرے پر زلفون کے بل کھانے سے گھبراتے ہیں
 آنکھ گیسو کے وہ سلجھانے سے گھبراتے ہیں پہ دیر تک گیسو میں شانے سے گھبراتے ہیں پہ عطر پوشاک میں ملو ایسے
 گھبراتے ہیں پہ خود کو مشوق تباہ کیا کچھ ارمان نہیں پہ جان سے کوئی مرے ہکا بھی دھیان نہیں پہ ایسے مشوق بھی
 عالم میں بہت ہوتے ہیں کم پہ سادی پوشاک سے رہتے ہیں نہایت خرم پہ کہتے ہیں ہار پہننے سے آنکھتا جرم پہ باہر یوں
 کا اٹھے کس سے کہ نازک ہیں ہم پہ ابھی گنے سے می سے انھیں کچھ شوق نہیں پہ کوئی گردن میں بھی منت کے ملو تو نہیں
 آئے جب انھیں کھلاتے ہیں گھبراتے ہیں پہ منہ چھپا لیتے ہیں شرمانے میں گھبراتے ہیں پہ بھاری کپڑو کو جو پنتا ہے میں گھبراتے
 ہیں پہ بند محرم کے جس جاتے ہیں گھبراتے ہیں پہ بان عاشق کی نزاکت سے وہ کب سنتے ہیں پہ دروس ہر تہا ہر نشان جو
 کبھی جیتے ہیں پہ چشم برابر گراں ہر ابھی کابل کا بوجھ پہ دوش سے انکے سنبھلتا نہیں آبل کا بوجھ پہ دور ہوا کے گلے سے ابھی
 میل کا بوجھ پہ ایسے نازک ہیں کہ اٹھتا نہیں ہلکا سا بوجھ پہ تاب کپڑا سے نزاکت کے وہ لاسکتے ہیں پہ ہاتھ کب بند کی دنگ کا اٹھاتے
 ہیں پہ امیر کے حسن پہ لا دیز کو کھیل آپ میں نہ ہے اور بھی شعلہ دے شوق و ملیں بھڑکے ملکہ ہر نگار کو ہمنشینان محرم پہ سمجھا
 رہی تھیں اپنے اپنے طور پر کلمات تشفی آمیز سن رہی تھیں کہ اس گریہ زاری سے میں معلوم کہ کیا طوفان برپا ہو گا یہی ماہ اگلا
 تو دشمن کا خدا جانے حال کیا ہو گا ایسی بچو دہو جاؤ ذرا آپ کو سنبھالو آخر جب کے واسطے تھا اچال ہو ہی اسے بھی کوٹھیا
 ہو اسکو بھی چین کہاں ہو گا وہ تھا اسے فراق میں سرگرداں ہو گا کوئی نہ کوئی تیریر ملنے کی کر کا خواہ خواہ کوئی صورت صل
 کی نکالے گا حاصل سبھوں کے سمجھانے بجانے سے ملکہ کا روزنامہ قوت ہوا اور فتنہ بانوں نے کہ ملکہ کی دایہ کی مٹی تھی ساغر
 ملکہ کے ہاتھ میں دیا کہ اسکو پوشر خواجہ حافظ سے نبوش بادہ کہ ایام غم خواہاں نہ چنانچہ تیرہم خواہاں
 ماندہ ملکہ نے کہا میں سب کے پیچھے بیوگی تھوڑی دیر کے بعد نوش کر دینی پہلے تم تو اپنے صیا و کا نام لیکر پتھر سے قلیل سر
 واسطے رہنے دو سب سے پہلے فتنہ بانوں نے جام بال بل بھرا اور اٹھا کے عمر و عیار کا نام لیکر سایہ نکر امیر دل گھرایا کہ عمر و بیان
 کیونکر آیا یہ سوچتے تھے فکر کر رہے تھے کہ دوسری مشورہ قبیل و خادار کا نام لیکر مگر گلوں کا پیادہ بی گئی اور اسطرح ہر شین
 اور جلس شراب لالہ رنگ بی بی گئی امیر نے اپنے دھن کہ اس مغل اس از سے ہم گاہ نہ تھے ان اور سے ہم وہ بھی اٹھ نہ
 تھے ملکہ نے ساغر و گھنارہ کہ لکھ نہ سے لگا یا کہ شندہ خدام بن خیر کی کیا دین مٹی ہوں کہ جسے تم سلو قیہ چھڑایا امیر نے

سبت مخطوط ہوئے اور سب سے امیر اس ملازمین مخطوط ہوئے ہر جہاں کال نہم بادہ خواری گرم ہری ملکہ سر بار نام
صاحبقران کا لیکر ساغر غائب بنی تھی جب دوپہر سے زیادہ ات گزری مجلسِ نخست یعنی ملکہ چھٹ پرجا کر لیتی ہر چند
کروٹیں لیتی صاحبقران کے خیال میں نیند نہ آتی دازار رفتی جاتی آخر روتے روتے تھک گئی صاحبقران نے دیکھا کہ ملکہ
سو گئی اور ہر عورت اپنے اپنے مقام پر جا کر سو رہی تھیں کی راہ سے بام قصر سے نیچے اترے اور بلے پائین ملکہ کے چھٹ کے پاس گئے دیکھا
کہ ملکہ سو رہی تھیں مگر نظر کھلی ہوئی تھی عجب اب نماز پڑھنے تو سو گیا ہو و رفتہ بارہم پڑھ دیر تک اُسکے روئے
نمود کو دیکھا کیے لیکن چاہے کہ تو طبیعت سے یہاں تک ہو چکا ہو کمال تکلیف اٹھا کے یہ قریب صیبت ہو چکی ہو تو نکال کئی عیال صاحبقران
نے اپنے درون ہاتھ کل تکیہ پر رکھے جا کر اُسکے سر پرین کو چومے اور خستہ تابان کھلی لبوں میں ہاتھ تکیہ لیسے غسل گئے ملکہ کی چھاتی
سے لگ گئے ملکہ چونکہ بڑی امیر کا تو خیال نہ ہاے اختیار تاج مار کے چور چور کئے لگی ہر چار طرف سے حسین گئیں تھک و دھن مہر
نے کہا ارجان میں کندہ شام بن علقہ زخیری ہوں اور مقبول ناز و اداسے مہر نگار بری ہوں ملکہ امیر بھی نکرانے غل جاتے پر
سبب شرمندہ ہوئی اور غنہ و عزت کرنے لگی اور صاحبقران کو جھٹ پٹ چھٹ کے نیچے چھپا دیا خود کو کیسک بھلا دیا
کہ میں بد خواب ہوئی تھی اس سے چچ مار اٹھی اچھام لوگ جا کر سو رہے اپنے مقام پر جاؤ وہ تو نیند کی باتیں یقین اپنے اپنے
مقام پر جا کے سو رہیں صاحبقران اُنکے جاتے ہی نیچے سے نکلا اور آئے ملکہ مہر نگار کے برابر آئے ملکہ نے دنگو تو دور
سے نظارہ کیا تھا اب جو پاس سے دیکھا اور عجیب گشت کر گئی ہوش سے گزر گئی صاحبقران نے منہ سے منہ ملا کر اپنی بوجہ
امیر اور مہر نگار کا بارہ درسی میں پانگ جو ہر نگار پر کی بیٹھنا



ہاتھ سے دو چار جام بھر کے حضور کو بلانے بادشاہ نے فرمایا کہ اس سے کیا بہتر ہے میں بھی منطوق نظر ہوئے ہوں جام
صریحی کو ہاتھ میں لیکر گردش وی اور گرامر می شروع کی جب تین چار جام تو اتروالی بادشاہ کو بلا چکا مہر تاجدار کو ایک
ساغر بلانے امیر کو دیا بعد ازاں خواجہ بزرگچہر کو ایک پیالہ پالیا یا سپر سے گردش کرتا خواجہ گرازا الدین بھی تختک کے منہ سے
پیالہ لگایا اسکا ہاتھ ٹھنکا کہ سوقت ضرور کچھ وال میں کالا ہو کچھ نہ کچھ گل بھونے والا ہو عمر و کی دست عاتقی گری کرنا خالی
از غلت نہیں ہو بلکہ بھی سوئے شہادت کے نہیں ہو عمر و سے کہنے لگا کہ میں نے کل سے توبہ کی ہو میں نہیں بیٹے کا عمر و نے پکار کے
کہا اور سکون دیا کہ عجب بات ہے سب ارباب محفل حتی کہ جہان نہاد تک میری ساتھی گری گوارا کی مگر تختک کو گوارا نہ ہوئی
ناگوار گذر رہی نہیں جانتا کہ اگر اعلیٰ میں سے ہاتھ سے ایک ساغر لی جاتا تو ہزاروں سجدے حضرت آدم کو کرتا ستر تیرہ ٹھاتا
عمر و کے اس لطیفے سے بادشاہ اور جمیع اہل محفل ہنس پڑے اور تختک سے کہنے لگے کہ نفس الامین عمر و کا ساتھی گری کرنا
شکلف سے خالی نہیں ہو کیا تیرہ بیضمون حالی نہیں ہو عجب ہو کہ تم انکار کرتے ہو اور نہ بیٹے پر اصرار کرتے ہو ناچار تختک نے عمر و
سے پیالہ لیکر زہر مار کیا نہا جاری سب کے کہنے سننے سے پی لیا چونکہ سہین عمر و نے کچا جال کو ٹھیلایا تھا تبت قوی الاثر تلاش
کر کے منگوایا تھا ایک ساعت گذر رہی تھی کہ تختک کے پیٹ میں تر از تیرہ پیدا ہو مٹوڑا ہوئے لگا بادشاہ سے عرض کر کے ٹھاکر خاں زہر
رفع ضرورت کی واسطے جاتا ہو ابھی بھرا ہوا آتا ہے جب فراغت کر کے آیا ایک لمحہ نہ تھا کہ بھر پیٹ میں زہر مٹنے لگا مجبور ٹھاکر چلا
عمر و بولا کہ اب کہاں جاتے ہو ابھی تو باہر سے چلے آئے ہو اسنے کہا کہ بیت الخلا عمر و نے کہا کہ خیریت ہو ابھی آپ ہو آئے ہیں بھر
جایا چاہتے ہیں تختک نے نہ تو تین جرما دیکر کے حاجت فح کر لی دم بھرنے بیٹھا تھا کہ غفلت معلوم ہوئی لیکن جرانے کے خون سے
صنبد کیے بیٹھا رہا بہت بیتیاب ہوا تب تو تھام سکا دست خطا ہو گیا اور پائے کے پانچو نے بیکلام و نوہی تاکہ میں تھسا سگر کو
ہاتھ سے رکھ کر بادشاہ کو کچھ متین اتھاں کیا کہ اسوقت حضور کو سوسہر اگر خیابان کی سیہ فرمائے تو دوئی فرحت حاصل ہو پورا
لطف اٹھائے حضور کے صدر قے میں اور لوگ بھی سر کرین دامن تمناعشت سے بھرین بادشاہ نے فرمایا عمر و ہوقت ہمارا بھی
یہی جی جاتا تھا بادشاہ امیر کا ہاتھ پکڑ کے جنتان کی طرف متوجہ ہوئے حاضرین بھی اٹھ کھڑے ہوئے بادشاہ کے چلو میں
پہلے تختک بھی بضرورت اٹھا لوگوں نے دیکھا کہ تختک کی گری نجاست سے بھری ہوئی ہو اور اسکے پانچوں کی راہ سے
نجاست بہ رہی ہو قالین کرانی بھی جو مہر بچھا تھا غلیظ ہو گیا عمر و نے بادشاہ کو اطلاع دی اس حال کی خبر کی بادشاہ کا
دماغ تو پہلے ہی سے پرانڈہ ہو چکا تھا یہ حال سن کر نہایت شفق ہو ا عادی کو بلوایا اور یہ ارشاد فرمایا کہ یہ گوہری
پر تیز ہماری صحبت کے قابل نہیں ہو اسے بارغ سے نکال دو ہمارے سامنے سے دور کرو عادی تو پیشتر سے بہتر نہ کھائے ہوئے
تھا حکم ہوتے ہی تختک کو دڑھی پکڑ کے گھسیٹا ہوا لیکر خواجہ بزرگچہر نے دلو میں کہا کہ ہر چند تختک کی تو بخت علی فعل
سے نکالا مگر امیر کا اضطراب و مبدم بڑھتا جاتا ہو خدا جانے سبب اسکا کیا ہو ایسا نہ کہ بادشاہ کچھ بلین جانے تو بکان ہو
بھلا وہی سامان ہووے ہاتھ باندھ کر بادشاہ سے التماس کیا کہ حمزہ حضور کی قدر دانی سے بہت حسد نہ ہوتا جانتا

سیدہ مراد مریم زنگار حسین سبزہ بیگادہ ہونے میرے یوسف کی خریداری غرض ہر حال یہ نقد جان ہو چکی تھی نقد دل جان ہوا
 عازم گلگشت وہ غار نگار گلشن ہو گیا آدھ روزت نسیم صبح یقینا بانہ ہو چکا نہ کامنوں رہنوشول تم آؤ غافلہ اس کی باتوں پر نہ جاؤ
 ماسخ اک دیوانہ ہو ان اشعار پڑھنے کے بعد یہ غزل مترجم کی پٹھکرے اختیار رونے لگے غزل اس پر ہی بدل جو دیوانہ ہوا
 و شمع جان اپنا بیگانہ ہوا جو بخیر و دہو جلی دیکھ کر کہ اس شعر و برہون پروانہ ہوا باوہ الفت کے پیسے کے لیے بد ساغر
 چشم اسکا چمکانہ ہوا طائر دل دام کال میں جھنسا خال شکنیں اسکا جو دنہ ہوا سپاہ کاکل ہوا بارگراں ہو پھی اس گل
 کاکل شازہ ہوا بعدت مفق عشق یار سے دل کا ہوا دوسرا ہوا دیکھے غالب بچے کس طرح جان بوشن جانی سے
 یار نہ ہوا ان خواہوں نے ملکہ کا حال دیکھ کر فتنہ بانو سے کہا کہ معلوم ہوتا ہو کہ سلک نے کہیں دل اپنا گنویا کہ خواب و غور
 حرام ہو نہ دن کو عین ہر نہ رات کو آرام ہو دایہ سے یعنی اپنی ماں سے اس از کو افشا کروا سنے جا کے یہ ماجرا کہ کہ وہ کچھ
 تدبیر کریں کوئی حدیث انکی وحشت دور ہو چکی نکالیں ورنہ عشق خاناں خراب خانہ ساز نہ ہوتا ہوا انسان کو شرم و
 کوفت کسی کا نہیں رہتا ہو تنگ و ناموس کھتا ہو خلل و ماغ میں پیدا کر تا ہو رنگ گلزار کو زور و زعفران سا کر تا ہو گلی گلی
 کے تنکے جو اتار دھڑکے تھے کھلوتا ہو لہو کو سکھاتا ہو آئی مت بھلاتا ہو مدہم نا کہ گرم کروا کر آہرہ ہر دہشتہ نام
 تنگ سنگ بے صبری سے ٹر داتا ہو بے سرو پا کر کے سر پھونسنے پھڑو اتارو کا نو نینین مینہ غفلت بھر تا ہو نصیحت سننے کو منع
 کر تا ہو شرمناک گلشن عالم میں کیا دست جین چالاک ہو جبب گل سے تا کر یاں بچہ صبر جاں ہو اور اسکی شان میں
 میر حسین خان صاحب آباد نے خوب کہا ہو بھی بدن ترکیب سے و سوخت میں درج کیا ہو مدد ہو تنک و دان بطن سے
 گھبرا تا ہوں آتش عشق کی گرمی سے کھکا جاتا ہوں سو زرخ داغ کی میں تاب کمان لانا ہوں پہلے کیا آگ لگی ہو ہی
 جیلا تا ہوں بد سرو ہوتی ہنیں اسل پنے دل زار کی آگ پہ چھوکر عشق نے کس شعلہ رخسار کی آگ پہ ظلمت دلو کو عشق کے جب
 نور نے کم دیوانہ کی صورت نظر آیا عالم جسٹ کھلانے لگا اپنے تلبیہ ہم پھنسے تھے جانی کے عجب سچ میں ہم نہ دل کلا
 نظر آتا تھا کھٹک کھٹک کیا اب کہ کچھ کر کچھنا متکل خلق میں سکے یہ عشق کا دین زیبا ہو عشق کی کوئی بیاں نہ نہیں
 زیبا ہو کہ کہیں ہم غفر راہ یقین زیبا ہو عشق کا خاتم خاطر نکین زیبا ہو دولت عشق جو عالم میں فراوان ہو جائے دیکھ
 ہو کہ ہر اک نور سلیمان ہو جائے جس اور عشق نہرتے جو عیان دنیا میں ہوتے ظاہر کھچا از نمان دنیا میں ہجی کے آرام کا
 ملانہ نشان دنیا میں دیکھتے لطف نہ کچھ ہو روحان دنیا میں ہر نہ متغتم اس ہنما کو سمجھے بد خلقت عشق سے بند ہے
 خدا کو سمجھے عشق اپنی زگر جلوہ گری کھلانا کچھ بھی متاں درغ جا کر ہی کھلانا چس گشتہ دلیں پر ہی کھلانا بد ختم شکوے
 تر نہ کھلانا نہ دل نہ یون خیفہ زہرہ نائل محبت نہ نہ فرشتے بھی عریق جہل محبت نہ دل مجنون کو اگر عشق کا آنا بیام کہ بھی بھولے
 سے بھی لبتا نہ بولی کا نام نہ دل فراد میں کرنا نہ اگر عشق مقام کچھ بھی نہیں کی جدائی میں تادہ نام سکو عالم میں عشق کی
 سرکاری نہ گرا یا رہتا نہ دل زار ملی نہ گری عشق دلو میں نہ اگر کر لی راہ شمع پر کرتے نہ پڑنے بھی جلنے کی گاہ نہ کھول پور لعل

بھی ہوتا اور اللہ: ماہ کنعا نکی نہ لیا کہ نہ پھر ہوتی چاہ چشمت اگر چاہ نہ کی صورت نہ عیان ہو جاتا تا جلاوہ ماہ سے کوئی چاک
کتان ہو جاتا چشمت شوق ہو اس عشق کے عالم سے مجھ اپہ جذب ہر ترسین کیا حق نے اسی سے پیرا بہ آشکارا ہوا اسی سے
کشش کاہ رہا پد سو جگہ اسنے دل سنگ کو ہر موم کیا پہل اسی سے کسی جی کو نہیں وہ آفت ہو چھوڑا عشق کیسکو نہیں آفت ہو
کس مصیبت میں گرفتار ہو جان نکلین پس کسی صورت میں ہوتی نہیں دم بھر تسکین: حسن اور عشق سے بھی دشمن جان ہو گئے کہیں
ایک ہر جان سوا مذ و نون سے بچنے کی نہیں: کر رہے ہیں دل نالان میں یہ آفت بر پا چھبت شعلا و نس سے ہو قیامت بر پا چھبت
میں اگر نور ہو تو عشق ہو نار: سوز و دو خون ہر شک میں نہیں ہر زنا رہ کر دم دو دو کئی گرمی کا بہت ہر بازار و بھین دونوں نے
جلجھو کئے ہیں سیر و شمار: شعلہ انگیز میں یہ شعلہ یہ روئے نہیں یہ پرخم صبر کو برق شرارت نہیں یہ: ایک خلقت میں قیامت کی شر
خیزی ہو: انکی آتش کی ہر اک لمبیں بڑی تیزی ہو: ہر جگہ انکی نئی لکڑی انگیزی ہو: سامنے انکے ہر آتش کی تیزی ہو: کچھ نئے ٹھنک
کی گرمی پکھا دیتے ہیں: جگہ و لمبیں ہی: آگ جلا دیتے ہیں جس اور عشق میں پست و گریبان و دونوں: ہر جگہ میں یہ سلسلہ
جہان و دونوں: فتنہ بر دار میں غارتگر ایان و دونوں: پھونکے تیر میں ہی آتش نہان و دونوں: ڈھنگا کٹھنک مائیں عجیب ہوتے
ہیں: ہانے نیز مانے نہیں عجیب ہوتے ہیں جس ہر باغ تو عیش ہر آس میں گل کے اندر شگفتہ میں ہر اہن جی میں: ہر شام
کہ نئی طرک کی ترسین: ہر لہر کوئی خوش آئند کوئی ہر سہن: ہر رنگ سوا طرح کے میں صفت ہر اہن کی ہر چشم بدور کہ کیا خوب بنا رکھی ہو
جسکو سب کہتے ہیں دنیا میں خزان اور ہار: ہر اور وصل ہر وہ میں نہیں ہر زنا رہ جس: ہر بھولنے میں تو کٹا نہیں غارت و بدنی کٹا
کے ہیں گو ہر اہن غیار و باغ میں بھولنے اور صبا صافی ہو: بیان ہوا فتنہ و دل عاشق ہو: یا اتی ہے سر سبز ہفتہ چین: ہر
حسن کا ہر خوان ہو نہ کبھی نکلیش: ہر کھوپڑے تنگ انکے دھن: ہر شک گل و ہن کہ بھولنے بھولنے رک ہو: ہر ہن گل کوئی
گل اندام نہ ہر مردہ ہو: یا دغ سے عشق نہ افسردہ ہو: ہر تیری قدرت کے تماشے میں ہر برب کو ہم جس: عشق کی ہر جگہ نئی ہر تیرم: ہر چشم خوندار
میں ہر تو کہیں دل ہر دویم: ایک عیش ہر سورنگ سے ہر لمبیں قیم: ہر صحت کے سنے ہنے فتنے ہر جا پد دل بے تیر سلامت کے
نشانے ہر جا پد: کھینکے ہر کوہی جگہ کہ ہر فہم و ذکا پد عشق کی واسطے دل میں عشق میں بنا چشم سوا اسطے ہر حسن کا دکھ جلاوہ: اسلیے
گوش میں مشرق کی تار آئے صدا: صحت عاشق میں اسی زلف کے سلجھانے کو: یا توں میں کو چہ خوب تاک جائیکو عشق کو یہ نہ سمجھتے
تھے ستم توڑ پکا: تو جوانی میں یہ جہان میں چھوڑ پکا: کب خبر تھی صفت آبلہ دل چھوڑ پکا: چھوڑ پکا: تفرقہ مذہب جوڑ پکا: لاکھ جال کو
نئے دم میں اچھا لگا: چشم عاشق کوئے بیچ یہ کھلا لگا: عشق وہ ہر کوہر ان لمبیں جگہ اسکی ہر پکیمیا سے بھی ہوا قدر اسی س کی ہر جان اس
ظلم کے ناک سے بھی کسی ہر شگیا اسکا کتان تک اسے سبکی ہو: گھاٹ سے موت کے کیا بار تارا نئے: جیسے جی سیکڑو کو مارا تارا سنے: ہر
فتنہ یا نوئے گمان تو نہیں کہنے کی گرتہ امان جان سے کہ اسنے جگہ یہ جال بیان کرومے کہنے سے تمھارا کنا زیادہ ہر کھو تو کھا کیا
مشورہ ہو کیا ارادہ ہر آخر چند خونوں نے بالاتفاق داہ سے اس باجرے کی خبر کی دہر ہر ملکہ پاس ہر ڈی گئی: کھینکے تو واقعی ملکہ
کا عجیب حال ہو نہ کھانے پینے کا ہوش ہو نہ بنا و سوار کا خیال ہو نہ کھپے ہوئے چہر کھٹ میں بڑی ہر ہر سے دست چمک ہی ہو داہ نے

چادر کو منھ سے اٹھا کر کہا کہ بنو خیر تو ہر نصیب بے نشان مہراج کسب از چہرہ کھٹ میں پڑے رہنے کی وجہ کیا ہو چھبے نہ چھپاؤ درود دل
ایسا بیخوف و خطر جھکنا و جھٹکنا سے میں تمھاری محرم راز ہوں صدقے جاؤں تمھارے اور سے شمار او جاننا زمینوں ملک نے
کہا کہ ہر چند شرم مانع ہو کر گئے مئے کے بھی کام نہیں چلتا ہو کہ میرے سوز جگر سے تمھارا دل جلتا ہو کہ یہ کشتہ خنجر میں علقہ کا
تیر عشق میرے جگر کے پار ہو گیا ہو بے مرہم وصال کسی طرح سے یہ زخم اچھا ہوتا نہیں معلوم ہوتا ہو دایہ بولی کہ ملکہ مقام
غیر ہو کہ کیسے کیسے شاہزادگان کی بانی و ساسانی کا پیغام آیا اور تھے قبول نہ فرمایا اور شخص سلمان غیر کف غیر مدد
میرے نزدیک مناسب تو نہیں ہو کہ تم اسکے ہیلو میں بیٹھو مگر کسی ہمت نہیں ہو ملکہ نے کہا اور داعی عشق کو نہ رہا وغیرہ نہ رہا
سے کیا مراد کا یہ یہ تم خوب سمجھ لو کہ یہ وصال صاحب قرآن کے جان میری نہیں کچھ کی لی بصدیقہ بقراری ہو کہ کیا ایک غیر قرآن
ہزار در پیہ کی خرید کا گلے سے اتار کر دایہ کو دیا اور اس عجوزہ روزگار سے کہا کہ دایہ بہت کچھ صاحب قرآن سے میں ہنگام دلواری
اور اپنے پاس سے بھی بہت کچھ عنایت کر دینی دایہ طبع میں خواجہ عمر سے کچھ کم نہ تھی عنبر چہرہ دیکھتے ہی مخدومین بانی بھگت اسب کچھ
مان لیا جو جو ملکہ نے فرمایا اور یہ بھی سوچی کہ ملکہ نصیحت پذیر نہیں ہوگی تو بیا فائدہ کیوں چھوڑے ملکہ سے بولی کہ اگر میری مرضی ہو
دلین ہی مٹنی ہو تو اٹھو حرام کرو پو شا کہ بد لوزیر ہینہ اپنے کو ہر سفت کو ہر رات گذرے لباس شہری کا پہنا کر میں تکو صاحب قرآن
کے پاس بچوں کی تمھاری مٹنے ملی بوری کر دینی مگر صبر کو ماتھ سے ندو کہ راز افشا ہو جائیگا اسکے ظاہر یہ نہیں ہو اسے اٹھان کے کچھ نہ
نظر آئیگا ملکہ کو تسکین ہوئی طبیعت ٹھہری اسوقت اٹھ کر حرام کیا اور لباس کھینچی ہینا جب بھڑکائی نے ہر رات کا گوجر بایا
موگرمی کو گھر پال برنگا دایہ نے ملکہ کو لباس شہری بدلوایا اور آپ بھی مردانہ عین بایا ہر تھر پر جو جھکنا کہ کوش سے باز ہلک
ملکہ کوئے استری اور زل شاد کام کی لہ لہ قنوطری دور امیر کا رڈ و باقی رہا تھا قدرے مسافت طر کرنا تھا کہ تین شخص سیاہ پوش دکھائی
دیے اور اسی جانب جیسے ملکہ جاتی تھی آئے نظر پڑے ملکہ اور دایہ کھڑکھڑا کر دیکھ کر رخت کی آڑ میں بیٹھ گئے دونوں کی دیکھ چانے لگے
امیر کی بھی نگاہ ان دونوں سیاہ پوش پر پڑی اور انکی حرکت دیکھی قبل ہے باور زلبن فرمایا کہ مقبل دیکھنا یہ دونوں سیاہ پوش غور تین
کون میں کہ جو ہر وقت ہمو کے گھر سے باہر گئی ہیں در پردہ اپنے گھر والوں سے کسی طرف جاتی ہیں ملکہ نے آواز امیر کی سچان کے یہ در پردہ
شہر باور زلبن بڑھا یاں خٹکے لیے اپنی یون جان نکلتے ہیں اس آہ سے وہ کیسے اچان نکلتے ہیں دو ہر چارن رنگی مری اور
باوری باسے پوچھت ہو اچان کو دیکھا کوئے مقبل جو نزدیکیہ یاد کیا ملکہ خنجر کا سر شہری کمر باندھ کر ہم گلوں ہم کو میں سے
بچا رہا یہ اختیار نہت غیر مترقبہ کچھ چلا اٹھا کہ آپ تشریف لائے بیان اگر بچانے ملاحظہ فرمائیے کہ کون ہیں اور کیا کا قصہ فرمایا کہ کسی حجتین
گھر سے قدم نکالا ہر شوکس کسکو آرو نہیں تیری خبر لے ہم بار بہتہ چھرتے ہیں جو شہر سے کھلے امیر کو کچھ توئی ملکہ خوشی کے مارے
اپنے جاے میں رسالے باجسین کل گئیں گھر بیٹھے خنجر آئے خوشی سے ایسے چھلے کہ سفت قلم کی سلطنت بھولے ملکہ مانہ بکھڑکے اپنے خچے
کی طرف پھرتے زہرہ و شہری لے ہوئے اپنے مقام پر چلے عروئے اگر سلام کیا اور کمال اب سے یہ کلام کیا کہ حقیقت میں ملکہ افاق
تو اپنے بڑا ہیان کیا کہ ہم لوگوں کو نہایت سوت شہری سے باز رکھا حضرت کی کشش کو بکھینچ لائی ایک صفت میں ہو گئی ہوتا نصیب کی تنائے

دلی برائی سے عشق باز و نہیں کرامات نہو کیا معنی: جس کو جی چاہے ملاقات نہو کیا معنی: یہ ملکہ نے مقبل سے پوچھا کہ کیوں
ہو اور کیا نام ہے کہ ان مسکن و مقام مقبل نے کہا کہ خواجہ عمر و غیاثی ہوتا ہے میں آپ ہی کی عیاری کی شہرت ہو رہی ہے
ملکہ اسکی بہت کدائی دیکھ کر حیران ہوئی اور بار بار امیر کی صورت کو شہرچہ میں کھینچی تھی اور یہ شعر بھی تھی: شہر خوشید
ترے نور سے ہو دشمنین: کون ہے بارہ دریا میں آج جو شہر دشمنین: امیر جب بارگاہ میں ملکہ سے نکلا کہ ایک درخت پر ملکہ
کو اپنے پہلو میں بٹھایا بادہ ارغوانی جام بلورین میں بھر کر اپنے ہاتھ سے پلایا اور ملکہ ایک جام حلی ہاتھ میں لے
امیر کو پلانے لگی عمر و بیٹھا ہوا گایا گیا امیر نے دایہ کو کئی ہزار تومان اور ایک کشتی جو اہرات کی دیکر مالال کر دیا اور بہت سے

امیر اور مہر نگار اور عمر و اور قنتہ بالو کا باہم شہر آبینا



انعام کا امیدوار کیا صابر سے تمام رات تو عیش و نشاط میں گذری: یہ شب وصال کمال غیاثی گذری: قبل از صبح کا وہ
امیر مقبل و عمر و کو اپنے ساتھ لیکر ملکہ مہر نگار کو اس کے قصر میں پہنچا آئے اور دوسری ملاقات کا وعدہ واثق ٹھکانے تاسخ
شعر مزاح وصال کا گیا گزاق یا رہنویہ نہیں ہو نشہ کی کچھ قدر گرا خانا نوید حبیبیت ملکہ مع درخیل میں خل میں تو بعض
خواجہ مہر جاگتے تھے دونوں سیاہ پوشوں کو دیکھ کر جو چور کہنے غل جمانے لگے: یہاں وز روشن ہو اور دزد فہمی نہ کھائی دیا تو اب
ناظر نے ملکہ مہر انگیز سے عرض کی صبح کو جا کر رو رہی ہو لی کون کسے ملین بیٹھا ہے نیک اندر و بد اندر یکساں ہی تو میں ہوتا ہوں
اولی یہ کہ کوئی سردار شاہزادی کے محل کے گرد گھومتا ہے یہ نیکو مقدر ہوئے کہ وہ کمال ہوشیاری اور بیدار رہی سے دیکھ کر ملکہ نے
بیانات پسندی اور بادشاہ کو اطلاع دی بادشاہ نے غصہ متغیرن نامے پہلو تک چار سو سواریاں کی جمعیت سے ملکہ مہر نگار کے
محل کی پاسبانی کیواسطے مامور کیا اور منت پھرنے اور جو کی برے مقرر کر رکھا حکم دیا کہ امیر کی آغوش ات تک ملکہ مہر نگار کا انتظار
کیا جب ملکہ نہ ہوئی اور غصہ متغیرن کا مقرر ہوا محل کی پاسبانی کیواسطے رت اور دل نے بتایا کہ دیاس چون گل گس نمی کا یہ مہر نگار: باز
در تلاش کست یارب یدہ جہان: لباس شہری کا ماسک عمر و امیر حال دیکھ کر دیا اور ہاتھ باندھ کر باؤ پر گر پڑا کہ حمزہ خدا کیواسطے
آج کی رات جیسے سے باہر نہ نکلتا چاہیے: دیکھو بیٹھا نا چاہیے کہ غصہ متغیرن کو بادشاہ نے پاسبانی کیواسطے مقرر کیا ہے اور اس کو نگاہانی

اور ہوشیاری کا حکم دیا ہر مبادا غم سے تفریق نہ کیجھ پائے اور کچھ انداز ہو چاہے خدا نخواستہ نصیب سے نجات آبرو میں
 فرق آویجا جو کچھ آپ نے نام نشان پیدا کیا ہر سب برابر ہوا دیکھا دیکھنا کئی بن ایک لکھن و تفتیح کر نیکی بنی بات بگڑائی یا تو ہر سب سے
 یابے ہتھیار نہیں بڑے اور فرما نیلے کہ عمر و جگہ ہو ایسا ہو جگہ کرنے سے ڈراتا ہو تو نہیں جانتا کہ میں کشندہ ختام بن چکا ہوں خیر
 ہوں اسدن کو خدا کے فضل سے کہ خیال میں لاتا ہوں ان بزدلوں کے مقابلے سے کہ بچکا تا ہوں گر ان جگہ اپنی جان عزیز ہو
 تو میرے ساتھ نہ چل کر سے باہر نہ چل یہ کہہ کر مقبل کو اپنے ساتھ لیا اور ملکہ مہر نگار کے محل کی طرف کا ارادہ کیا عمر و سے کہ رہا
 جاتا تھا پیچھے پیچھے میرے ساتھ لگا ہوا چلا گیا جب باغ واد کے قریب پہنچے تو دیکھا کہ غم سے کھلا ہوا شعلین اور چوہر متاب و شون کے
 میدان باش ہوشیار باش کتنا ہوا چلا آتا ہو اور ہر راہ اسکے ہر کارون کا بھی پرے کا پر ہو کیا بکچھ گنجان درخت تھے مہر ہر ہون
 سمیت ان درختوں میں بنے جب طلائع کل گیا محل کے نیچے جا کر بہتو مقبل کو نگہ کیا تو اسے چھوڑا اور آپس میں عمر و مقف ہر ہون کے
 دیکھا کہ ملکہ مہر نگار پوزن کا شاہانہ بیٹے سلمان مجلس آراستہ کیے بیٹھی ہو اور انتظار امیر کا کر رہی ہو جام و صراحی کی کشیدگی کے لکھی ہوئی
 ہیں ہتھکڑے کا فوری نشت سے کروں ہو رہی ہیں ایک پہلو میں طار خواب مقبل کی عاشق اور دوسرے پہلو میں فتنہ بانو دختر
 دایہ عمر و عیار کی دوست صادق بیٹھی ہیں اور سوساں جو نوکے جو فریب میں کہ ملکہ کی محرم راز ہیں ہ سانسے ساز و سر و لیے ہوئے ہ
 خلوت میں منتظر ارشاد کی ہیں اور ملکہ دیدہ انتظار سقف قصر کس طرف لگائے ہوئے نشاں بیٹھی جو چشم انتظار سے لکھ رہی ہیں ہر سب تیر فراں ہا
 کا سینے میں شب گذر تھا ہر غمہ زخم خدنگ دیدہ انتظار تھا دایہ نے کہا بلالون آج صاحب قرآن کا انہایت خواب ہر کہ غم سے جا
 سوا و پایہ سے طلائع پھر ہر طرف صدائے بیدار باش ہوشیار باش کا غل مجاہد ہو ملکہ بولی کہ دایہ اگر صاحب قرآن آج میں میرے
 حاضر صادق میں تو طلائع تو کیا اگر تمام فرج شاہ کی طلائع پھرے تو کبھی وہ دم کے دم میں آتے ہیں اور ریل و دل گوہی میرے صاحب قرآن کوئی
 دم میں پہنچتے ہیں صاحب قرآن ملکہ کی باتیں سن کر دلین خوش ہوئے اور سقف سے نیچے آئے ملکہ نے دایہ سے کہا کہ کیوں میں نے کتنی ہی
 صاحب قرآن آئے بے بہانے آئے انھیں کب قرار تھا آخر تشریف لائے صاحب سے کشش میں نے ہمارے یا تیر دیکھا یا یہ خود بخود ملکہ
 احمد نہیں وہ دلیہ کیا غالب سے وہ گھر میں آئے ہمارے خدا کی قدرت ہو کبھی ہم انکو کبھی اپنے گھر کو دیکھتے ہیں بلکہ انکو صاحب قرآن
 ہاتھ پکڑنے کی تبت پر بٹھلایا اور بہت شوق و ذوق کا تذکرہ طرین سے زبانیہ آباشر بہ استیقین چھلنے لگی جو دعوائی بہت پر مدح کے لگائے
 اپنے ہاتھ سے جام ہو گا گون جھوٹے میرے کو دیا شروع کیا صاحب قرآن ملکہ کی گردن میں ہاتھ ڈال کر شراب پینے لگا اور دایہ نے
 سے سینے جوڑی تھی میں نے امر عمر و کانے لگا اور یامین اڑانے لگا اسکی خوش خیلہ نے ملکہ کا دل بہت خوش ہو عمر و سے خطاب ہوا کہ ان کو
 سے کوئی پسند ہو کسی کا تو بھی آرزو مند ہو عمر و بولا کہ تیرے عرض کردن وہ اپنی بڑی صاحب ہیں سب محل الیو تیرا غالب ہیں مجھے کا ہنسکر
 قبول کر نیکی میرے نام پر کا لیاں و نیکی ملکہ نے قسم دیکر کہا کہ میں سے جو منظر نظر ہو سکے پہلو میں جا کر بیٹھ اور بے تکلف آگے آؤ
 زانو لگا کر بیٹھ عمر و کو درخوبان کی نعل میں جا بیٹھا اور اسے نظر محبت سے دیکھنے لگا وہ عمر و کو گایاں دینے لگی تیری خوش
 اگر کھڑی ہوئی ملکہ نے کہا کہ عمر و وہ کیا کہنی ہو کیا کچھ بڑا چھلا کہتی ہو عمر و بولا کہ حضور کیا کہنی لگی تار کر تھی میں عمر سے آغا کر تھی میں

دل ہی جانتا ہوگا کیسا ہی خوش ہوا ہوگا ملک پہنستے ہنستے لوٹ لوٹ گئی اور اسے ترے کہنے لگی کہ عمرو سچ کہ اسکی کونسی بات تجھ کو پسند آئی کہ اسے ساتھ محبت اور الفت جمائی عمرو بولا کہ اسکے پاس زور بہت سا ہی اُسید کا مجھے لایا ہوا ہے بات پر دوبارہ ہنسی پڑی تمام مجلس لوٹ گئی طار خوابان جودق ہونے لگی ملک مہر نگار بولی کہ او طرار خوابان تو بھی کتنی بیزوفہ کچھ حسی کتنی اکل کھوری اور روکھی ہواری عمرو دوسرا میر ہو عیار دن او فعلیہ نکایہ ہوا اسکی معشوقہ مجھے رہے میں کم نہیں ہوا اس سے بہتر آدمی سابقہ کیلئے تیرے سر کی قسم نہیں ہوا اس خطا طے کے بعد امیر نے ملک سے جناب حدیث کا اقرار لیا اور حکم تلقین کیا ملک نے اسلام قبول کیا امیر سے کہا کہ جناب میں جیتی ہوئی اطاعت کرونگی آپ کے حکم سے باہر نہ نکلیں امیر فرمایا کہ میں بھی جناب سے عقد نکاح کرونگا کسی عورت کو انکھٹھا کر نہ دیکھو گناہ کیا کہ یہ قول قرار ہو رہا تھا کہ صبح کا تارا چمکا امیر ملک سے خفت ہو اور مع عمرو بام قصر سے نیچے اتر کر اپنے خیمہ گاہ کی طرف چلے شہر صبح و مید شب گذشتہ شین بخانہ رفت ہر دو سحر کیند یار بدین بمان رفت آنا راہ میں مختصر کا طلایہ ملا اور ان لوگوں نے جو چور کمر امیر کو بھیجا امیر نے تلوار کھینچ کر دس بارہ آدمی اہل جہنم کیے اور آپ بخیر و خوبی عافیت تمام اپنے اردو میں پہونچے جب قناب برآمد ہوا مختصر نے دیکھا کہ سوا آئے آدمی کسی غیر شخص کی لاش نظر نہیں آتی سوا سے خیریت کے اور کوئی بات کسی نہیں جاتی بادشاہ سے تمام حال جا کر عرض کیا تو قصر شک کیا اسدن جو صا جعفران حسب دستور دربار میں گئے بادشاہ نے فرمایا کتنے کچھ دشمن ہوا ابو العجل عجیب جملہ میں نے جو دکانا غل منکر مختصر کو محل کی باسالی کیواسطے مقرر کیا تھا سوا آج آخر کو دشمن رہ آدمی اسکے ہمراہ ہو نہیں سکاے اور جو دو کاجہ نہ لگ کر حیدر ہو گئی مگر آپ محل کی نگہبانی کرتے تو چور گرفتار ہوتا یا مارا جاتا تھا ہرے لوگ خوب باسالی کرتے امیر نے کہا میں تباہ ہوں جو حکم ہوگا بجالاؤنگا اور تعمیل رشاؤ کرونگا لوگوں نے سنکر کہہ کیا کہ بادشاہ نے خوب انتظام کیا جو صا جعفران کو محل کی باسالی کا انتظام اگر کوئی ساسانی ہو تو امیر کا نام سنکر کبھی اس طرف کو قدم نہ دھرے گا اور اگر عربوں یا ترکوں میں سے کوئی ہو وہ بھی جرات نہ کرے گا مگر محکم نے اپنے زمین کہا کہ وہی مثل ہوئی سیان ہوئے کو تو ان کے کاہیکہ بادشاہ نے گو سفند کی نگہبانی کیلئے گرگ کو مقرر کیا ہے سو حضرت کی دانائی واہ یہ حضرت کی کارفرمائی بعد برخواست ہونے دربار کے امیر خوش خوش اپنے فیہ میں گئے اور معتبرین حاضر اور سیاہی اپنے زور و بلوائے اور مقبل کیساتھ دوسوا آدمی طلایہ پھرنے کیلئے بھیجے اور آپ بدستور پیر رات گزرے عمرو عیار کو ساتھ لیکر ملک کے پاس پہونچے ساری رات شراب پیئے اور گانا عمرو کا سنتے رہے جب صبح قریب ہوئی امیر ملک سے خدمت کر ملشا و کام پر تشریف لیگے ابو کیس کا خوف خطہ باقی نہ رہا تمام شب خوب نہ لوٹا اور دربار کی وقت بار میں جا کر بادشاہ سے کہا کہ فدوی حسب حکم تمام رات طلایہ پھرنے کی جو کوئی دیکھا بادشاہ نے فرمایا کہ تمہارے خوف سے کوئی نہیں آیا کہ اگر وہ انکا قصد کرونگا تو راجا ونگا لیکر بادشاہ نے امیر کو خلعت یا اور نکاح تحسین مگر بہت خوش کیا سچا کہ بادشاہ سے عفت کی آج قرار دیا تو کہو کہ ساسانیوں میں بزرگ زادہ مشہور ہو طلایہ پھرنے کا حکم دیا اور اسکی کارفرمائی و جانفشانی ملاحظہ کر لیجئے بادشاہ نے اسکا کہنا قبول کیا اور قرار دیا کہ طلایہ پھرنے کا حکم دیا سچا کہ خود قرار دیا تھا کہ وہاں تو طعمہ موتیوں بند کی ولایت میں ہو بہت نیا ریسے طلایہ پھرنے کا

جو سامنے آجئے گرفتار کر لینا چھوڑ کرے تو تھپا کر ناخبردار دیو بھی ہوتا تو ہرگز نہ ڈرنا اسے کہا کہ تو غلط جمع دھتیری مرنی کے بلونق
 کیا کر دیکھا اور بادشاہ کے رد پر بھی سرخرو ہو گا جب وہ بار بار خواست ہوا امیر تمشاک کو اپر تشریف لے گئے اور رفیق اور صاحب بھی
 ساتھ رہے قارن دیو بند نے تین سو سولہ ان جانے دستہ میں سے آٹھ لے گیا اور سر شام طلا یہ پھرنے لگا کہ جو قارن طلا یہ
 کی خبر سنی کمال مضطرب ہوئی نہ یہ سے کہا کہ آج قارن دیو بند طلا یہ پھرنے لگا ہوا امیر یقیناً اس کا قصد کرے گا کہ عزم سے باز
 نہ رہے کوئی ایسا ہوتا کہ وہاں جاتا اور میر بطرف سے امیر کو منع کرتا کہ آج تم آئنا کارادہ نکلا اس راہ سے بھولے سے بھی گذرنا اور
 کہ امیر نے نادان نہیں عین آج وہ آپ نہ آویسے اور انکو بھی تو اپنی عزت اور کما پاس ہو خود تشریف نہ لائے کہ یہ حال سننے کے جب
 دو ہرات گذری لباس شہری کا طلب کیا اور وہ اپنے پاس بیٹھا چھوڑا حلقہ نہیں تھیں کیا ہو گیا ہو ایک رات بھی میر نہیں ہو سکتا
 امیر نے کہا کہ عہد عشق اور میر میں لاکھ و پانچو بھر گزشتہ ہی عشق کی لہری اور میرے جائے کا سداہ کون ہو سکتا ہو سکا کیلئے اور عہد
 کہا قارن دیو بند ایسا ایلان نہیں کہ وقت طرح و بجائے گا اور آئیے میر مقابلہ آئیگا امیر نے فرمایا کہ جب میں قارن
 ڈرا تو عشق عاقبتی کر چکا کہ لکھ لباس شہری نے بد نہ آستہ کیا اور ملکہ کے تھکا راستہ لیا خیمے سے باہر نکلے مقبیل اور عہد بھی
 ہو دیکھا کہ چند گروہ جدا جدا چوتھا میں روشن کیے ہو طلا یہ پھرنے میں جب امیر باغ میں پہنچے دیکھا کہ قارن ایک کھڑکی
 بیٹھا ہوا ہے اپنے غمزدہ ہونے ہو شیار اور خبر داگلی تاکید کر رہا ہے مقبیل نے امیر سے کہا کہ حکم کیے کہ کمان کا نہ سے سے اتار دیں ایک
 تیرا وں کہ قارن کرسی سے اٹھل ہو جائے جگہ سے نہ اٹھنے پائے امیر نے کہا کہ مجھے کیسے مارے کیے کیا کام آری اسے بیٹھا رہنے دیر
 بلا سے اگر نہ سرگرم اہتمام ہو جو کوئی میر سداہ ہو گا اس سے سمجھ نہ گا اسی سے سطح پیشوں دنگا یکسر چھپتے چھپاتے اسکی نگاہ سے نہ
 بچاتے قہر کی دیوار کے نیچے پہنچے مقبیل کو بدستور کھڑکے کے آپ سے عہد کن لگا کر محل میں ٹپکے ملکہ کو دیکھ کر بارغ بارغ ہو گئے
 اور دوڑ کر گئے سے پٹے تمام رات عشق و عشرت میں گذرانی قریب جمع غصت ہوئی کہ میں بھائی صاحب حقان اپنے مقام کے کام ہو
 ملکہ سے غصت ہو کر چلے چلے عہد و تر جب نوبت صاحب حقان کے آتیرنی کی قارن نے دور کر امیر کے تلوار لگائی امیر نے
 وہ تلوار کندہ بربری کندہ و گزشتہ ہو گئی ہر چند صاحب حقان کو مقبیل نے روکا کہ اگر امیر کا مقبیل سے کب سنبھل سکتا تھا صاحب
 کا تلوار سے ٹکرا کر بھوٹ گیا اور تھوڑا سا خون بھی نکلا اسوقت مقبیل سے روئے کسی آدمی سنگ فلاخن تیرے سے اے اور بہت تیرا
 آتا قارن جو دیکھا کہ حمزہ دیکھتا کہ اگر اس کندہ کو بادشاہ کجھت میں گزانا اس پر ہر نام حمزہ کا منقوش تھا بادشاہ دیکھ کر کمال
 ناخوش ہوا اسوقت ہر چہ کہہ کر دیا کہ خواجہ حمزہ نے یہ کیا حرکت کی تیغ عقلمانیے شرف ستانی ہمارے طریق کی تھی ہر چہ
 نے کہا کہ یکن جلی ہو کیے جلسا زیا حمزہ ایسا نہیں ہو کہ جس کیسی حرکت ناما نام تو قریب میں آئے اور جلشای کی کجائے کیسی طور اسکا
 خیال جاو قارن بولا کہ حمزہ کا سر ہی بولا کہ بھوٹ گیا ہو شاید کچھ خون بھی نکلا ہو بلا کر دیکھ لے خود ہی حضور ملاحظہ کیے بادشاہ
 امیر کو طلب کیا جو باطلی کیو سٹھ بھیا امیر کا حال سننے کے جب جے میں پہنچے اور اپنے رازدار و منیر پھر سے ملے پھر کیا کہ یقیناً
 بارن ہم طرح حال بادشاہ سے کیسا کمال سننے کی ہوئی شاید کسی ہوگی تارا نبوی علیہ السلام کی کاویں جاتا تیرے ہو کر رہا گئے

حق نبوت نوشیروان عادل کہ ہو چکی اس حکم بادشاہ کے تختک بارگاہ سے باہر آیا اور بادشاہ نے اس کے قاصد کے ہاتھ سے عرضی لیکر حضور شاہنشاہ کے لایا اور سر لقاؤ کر کے لکھو لا اور سردار باؤ از بلند پر چھنے لگا جو صفت لات و منات اپنے معبود کے وصف دین مذہب فریدیوں قباد و آشکہہ نمرو کے لکھا تھا کہ شاہنشاہ ہفت عالم کی ہے انور پر روشن ہونے کا فرض مظاہر پر سر بہن ہونے کے جیسے پہلے سعدان شاہ میرا بھائی تخت نشین تھا ایک دن صید کے لیے چھٹے لشکر سے جدا ہو کر تین روز مرگردان ہمارے لشکر کا غلبہ ہوا پانی کی تلاش میں ایک چشمے پر پہنچا دیکھا کہ ایک عورت طویل لٹا تین خشکین پانی سے بھری ہوئی کاندھے پر اٹھا یا جا رہی ہے کسی طرف لجا یا جا رہی ہے سعدان شاہ نے اسے کہا کہ میں تیری حق سے پیاسا ہوں تھوڑا سا پانی مجھ کو پلا میرے گلچے کی گرمی مٹا اس نے ان خشکوں کا پانی چھین دیا اور تازہ پانی بہنا شروع کیا سعدان شاہ اس میں حرکت سے اس کی نہایت بہرہم ہوا اور برآشفہ ہو کر دلیں کہا کہ پانی پی لوں تو جیسا اس نے میرے گلچے پر پانی کی مشکوئے بہا ہوا دیا اس کا میں غن بہاؤں باہر سے اس عورت نے ایک برتن میں پانی بھر کر سعدان شاہ کے آگے رکھا جب وہ پانی پینے لگا اس عورت نے ایک دو چار گھونٹ پینے کے بعد ہاتھ بکڑ لیا اور پوچھنے لگی کہ تو کون ہو اور کیا نام ہے تو اس ملک کا ہوا ویر کا مکان مقام ہے سعدان شاہ نے کہا کہ اے عورت پانی تو مجھے پیاس بھر کے پی لینے سے بھر تو جو جیسا میں اس نے نہ مانا اور اپنی حرکت سے باز نہ آئی اور اس کے گلچے کو خیال میں لائی بادشاہ سعدان شاہ نے دو چار گھونٹ پانی بیا جب پیاس بھیجی تو کہہ دینی اس کے مارنیکا قصد کیا وہ عورت بولی کہ آؤ میں تیرا کیا گناہ کیا کہ تجھ کو قتل کرتا ہوں سعدان شاہ نے کہا کہ پہلے تجھے میں کہہ چکا تھا کہ تین مکھیاں اس کا پانی بیکار تھیں تو نے تین خشکین یا علی بھری ہوئی لٹھیاں اور مجھے خالی کر کے کھائیں اور دوبارہ پانی بہنے لگی اور عورت دیر تک لگی تھی دیر اور مجھے پیاسا رکھا جانی دیا اور میں پینے لگا تو اس نے بھر کے پینے نہ ہوا دو چار گھونٹ کے بعد مجھے تو کُن شروع کیا کہ تو کون ہو اور کہا اسے کہ پیاس کا پیاس کا ستلا ہے اس عورت نے ہنس کر کہا میں کی برباد گنہ لازم پہلے تو بیا نام نشان بنا چھ میں چکا جاؤنگی تیری تسلی اور طینان بخوبی کروں گا سعدان شاہ نے کہا کہ اس ملک کا میں بادشاہ ہوں سعدان شاہ میرا نام ہے کہ کھیلنے نکلا تھا کہ کہ وہ بہن سنے کہ کہ تیرا حیف تو ہوا تیرا جزیرہ کا بادشاہ ہو کر عقل سے محذور ہو کر غم فراست سے ہر اہل دہر سعدان شاہ نے کہا کہ سب کو بی دلیل بھی ہر باقسطا میں حق بنا رہا اس نے کہا کہ اس حرکت نے مجھے کہا کہ میں جن دکھ پیاسا ہوں دوسرے پانچ کا مشا آئیہوں میں نے عین وقت سننے ہی چکا تھا اور دوبارہ پانی بھر کر دیا میں بھر کر پینے نہ دیا پہلے تو کوئی دکھ پیاسا تھا جس کے مارے پانی بہت سا تھا میں سچی کہہ رہا تھا اس نے پانی پیار کے گلچے میں پانی لگاؤ وقت جائیگا اگر کوئی دیکھ لگا تو اس کے جوہا میں مجھے گرفتار کر لیا گاں چھوڑنی ہو جائیگی اگر وہ پانی ہو جائیگی سعدان شاہ نے یہ سن کر اس کو دیوالی وار تین ہزار پانچ ہاتھ لائی تخت سے کھاتی ہوں لظاہر کوئی میری خبر گیری کا باعث نہیں ہے سعدان شاہ نے شہر میں اللہ اس کا کیا چند روز کے عرصے میں وہ عورت حاملہ ہوئی اور سعدان شاہ کا انتقال ہوا تخت پر میں بیٹھا بعد ازاں میں نے اس کے وہ عورت بٹھا چکی تھی اس کے کایا بچ کو نکالتا کتنے دن کے بعد وہ عورت بھی گری میں نام کا لہر طور رکھا اور کسی پرورش میں مشغول ہوا اور عثمان اس کے

پلانے کیلئے مقرر کیں اور دو دھڑا دیاں اور کھلا سیان کے کھلا نکا کو رکھیں اور جو زلزلہ دھڑا پلایا تھا اسی دن
میرے بیان بھی لگا تو لہو اس کا نام پتہ جیو رکھا اور دونوں کو پرورش کرنے لگا جب دنوں پنج پانچ برس کے ہوئے ایک دن کھلائی نے
بطور تادیب کے ایک طمانچہ لندھو کو مارا کہ کھلا سیان گیا لندھو نے اس کھلائی کو اٹھا کر زمین پر دے مارا کہ وہ سہرہ ہو کر چھکانے لگی
اور جو لوگ محافظ تھے خوف کھا کر اس سے بھاگے اور میرے پاس آئے اور مجھے اکر کیفیت بیان کی اور تمام گزشتہ جیسے کسی سچ حکم
دیا کہ لندھو کو موت دہتی کے آگے ڈالو اور ابھی گھر سے باہر نکالو مگر جب حکم کے ماتھی آیا اور لندھو کو اس کے آگے ڈالا ماتھی جو کچھ سوچتا
سے اٹھانیکا اسنے سوچ دہتی کی پکڑ ایک جھکایا اساراکو بندھ کر کسی جڑ سے لکھ کر ڈھچ ج مار رہا تھا اور خلیانے میں جا کر ایک ستون کھینچا
کر جتنے ماتھی تھے سکوڑ ڈالا اور تمام شرمین بل چل چڑی بن کے حکم دیا کہ لندھو کو بکڑلاؤ قید خانہ میں لجا کر کسی اور نے جرات کی مگر ایک
وزیر نے کہا کہ یہ میرا کام ہے زمین لندھو کو پکڑے لاتا ہوں حضور کی خدمت میں پہنچاتا ہوں اسنے ایک طباق چلو کیا آگے لندھو کے لیے کھا کر
رکھ دیا جب یہ حلو کھا چکا اسکو رہ پر لگایا اور میرے پاس لایا لندھو نے کچھ دیکھ کر وزیر سے پوچھا کہ یہ کون ہے اور نام کیا ہے وزیر
نے کہا کہ آپ کے چچا صاحب یہاں کے بادشاہ ہیں یہ ملک انھیں کا ہے بولا کہ اس سے پہلے کون بادشاہ تھا کون فرمانروا ہوا وزیر نے کہا کہ اس
آج کا باب تھا لندھو نے کہا کہ یہ کون تھے و تاج کا تو میں مالک ہوں یہ شخص حکمرانی کرے اور میں بیٹھا ہوں وزیر نے عرض کی کہ یہ حقیقت
آپ مالک بادشاہ ہیں یہ ملک آپ ہی کا ہے آپ جہاں نہا ہوں کہنے لگا کہ اسے تخت پر سے اتار دے میں تخت پر بیٹھوں گا آج ہی بادشاہ
اور سلطنت اور فرمانروائی کروں گا وزیر نے مجھے کہا کہ مصلحت اسی میں ہے کہ آپ تخت پر سے علیٰ و ہو بیٹھیں اور اسے بیٹھے دیکھیں میں تخت پر سے
اگر بڑا اور لندھو تخت پر بیٹھا اب ایک ساعت کے لندھو نے وزیر سے کھانا مانگا وزیر نے روئے ہوئی ملا کر کھانا اس کے سامنے لایا بولا
کہ تہہ سال اور جیو کو بھی بلالو کہ وہ بھی میرے ساتھ کھاوین کھانے میں میرا ساتھ دلاوین شاید کہ اس کے کچھ لایا دیا ہو میرا جان لینے کا قصد
کیا ہو یا نہ ضرورت میں تہہ جیو کو بلوایا اور اس کے ساتھ کھانا کھلایا اور تین بیٹھ گئے اور چوتھی دیر سوچو بیٹھے ہے ایک عات کے بعد
وزیر نے مجھے اور جیو کو ایک عترت کو کھایا اور دونوں کو بتو پھر بیٹھیں لایا میں حکم دیا کہ لندھو کو سر سے باز نکالے میں جکر ڈول اور نگ
کو کو رنگ کو جو دونوں شاہزادے لکھنوی کے میں نے پڑ کر وزیر فی الفور حکم لایا اور ان دونوں شاہزادوں کو بلوایا اور حکم شاہی سے
مطلع کیا انھوں نے فی الفور اپنے ہمراہ لکھنوی کے کوئین میں آگے خضر بند کر دیا جس میں کہا جس جادہ مارا کہ میں قید رہا اور عمر تیر
کیا کیا چونکہ لندھو کی ماں اولاد میں شیفیت پیغمبر بھی ایک روز اور رنگ کو رنگ کی بن نے خوب میں کھیا کہ اسنے ایک تخت زمین پر تیار کیا
اگر چہ حضرت شیفیت پیغمبر بیٹھے ہیں اور تمام حال اور رتبہ و نشان لندھو رکھتا کرتا کرتا میں نے کھیا کہ اسنے ایک تخت زمین پر تیار کیا
ایک بیٹا پیدا ہو گا اور وہ بہت صاحب قبال ہو گا وہ جو خواب کے جوئی ایک طباق کھائے گا ایک چاہ جس پر پیوستی گھاساؤں نے پوچھا کہ تو کون کر
اور کیا لائی ہر اور اسوقت کہا اسنے آئی ہر اسنے کہا کہ لندھو کیلئے کھانا لائی ہوں اور ایک بزرگ کی نصیحت دینے سے آئی ہوں وہ چپ
رہے اور کچھ نہ بولے اسنے کوئین میں اتر کر لندھو کو کھانا کھلایا اور اس کے جیو میں سے کھانا بنا خور لندھو کو سنایا اور انجی لہو لکھ کر
چا گئی لندھو نے جو مدت کے لہو آرام پایا تہہ خیر نکالنے سے اسنے کچھ بچر سو دھنکا ہوا لونے کہا کہ لندھو کی زبان تو تین بیسیم کی

تھی آج کیا ہو اور آواز نہ ہونے کی ہنسن آتی رہ گیا اجڑا ہوا ایک جاگ رہا تھا کہ لہندھو جیسے بانوں بھیسکا ہو چکا ہو اور سر پہ تاج
 میں کہ جگڑا ہوا تھا وہ ٹوٹی ہوئی اس کے سر پہ بیڑی پہن وہ آرام کر رہا ہوا سو قتل کیا نوین محل بیڑی خور اور کٹ کوڑک
 کو خرو و دونوں شاہزادے دھڑے آئے اور بت سے پہلوان اپنے ہمراہ لائے دیکھا تو فی الحقیقت لہندھو رہے قید سودا ہوا بانوں
 پھیلائے ڈرا ہی جا کہ سو تھے ہی میں سکو مقید بن کر پھر سکو لوہے میں جکڑ دین لہندھو نے جاگ کر دونوں شاہزادوں کو ٹھاکر دے
 مارا اور تمام احوال گذشتہ زبان پر لایا کہ تھا رہی بہن آئی تھی مجھے کھانا کھلا گئی اور مجھے عمدہ بیان کلاخ کا کر گئی اور ازبک دے
 بند سودا ہ سے کا کر مجھے رہا کر گئی ہوا سو اسے میں نے تھا رہی جان بخشی کی ہنسن تو تم دونوں کی جان جاتی اور اس کے خوابوں کیا
 راست راست مشاود دونوں شاہزادے اس کیفیت کو دریافت کر کے اپنے دل میں خوش ہو کر لہندھو کو اس چاہ تار کے ہاکر
 تخت پر بٹھایا اور سیاہان تخت نشینی اور سلطنت کا ظہور میں لایا لہندھو نے اپنے واسطے ایک ہزار سات سو کم گز تیار کر دیا اور اس گز کو
 ہاتھ میں لیکر ایک کھنڈا لے کر ہوا اور درہا ملر ندیم کی بوجھنے لگا اور کٹ کوڑک کے ہاتھ باندھ کر کہا کہ جہاں جاؤ چہرہ زور تو
 کیجیے سیاہ جمع کے ملر ندیم کی طرف لہجے اسکو یہ بات پسند آئی فصیح عریض فرمائی تو جبکی نگاہ دست شمع کی سیاہ کھنڈ کی طرف
 ہوئی جب لشکر حرارتیہ بوجھا کر ٹی ہوم دھام اور تزک ہشتام سے ملر ندیم کی جانب کوچ کیا اور چند روڑے میں ایک کتلے
 پہونجا وہاں سے جہاز و ہزار ہا ہر ملر ندیم کے قلعے کے نیچے داخل ہوا خبر داروں نے خبر چھوڑ دی اور خیال میں اس خبر نے شہر میں
 میں نے دو لاکھ کی جمعیت جمی ہو کر اس کے مقابلے کیلئے پہونچا اور کئی سو پہلوان کا زور نہ جنگو کوڑک کے ہاکر دیا اور دونوں طرف کا لشکر
 صف آرا ہوا جب جمی ہو اور لہندھو کا مقابلہ ہوا جمی ہو نے دیکھا کہ لہندھو جب گزر لگا تاہو دنل و نل بنیں سب پہلوان اس کے
 سرجاتے ہیں ہر عضو بدن سر ہمو جاتا ہوا جمی ہو بھاگ کر قلعہ بند ہوا اور قلعے پر سے گولی کا میخ لہندھو کے لشکر پر پڑنے لگا لہندھو
 نے قلعے کے دروازے پر پہونچا ایک گز اس زور سے دروازے پر ہاراکہ قلعہ کا دروازہ پاش پاش ہو گیا قلعہ داروں کو بھاگ کر
 متعین کیا مارا اور دروازے کے ٹوٹے ہی قلعے کے اندر جا کر بنا موت کا گم کیا اور تمام قلعے میں محو کی دیا ہوا دیکھے کچھ تدبیر
 بش آئی میں اس کے سامنے اگر اس بنا ہنگامی لہندھو نے کہا کہ کس شرط پر ان گنتا ہو کس رو سے بچھنے لجا لانا میں نے کہا کہ یہ
 سلطنت زیر حکومت نوشیوران عادل شاہنشاہ ہفت قلم ہو چکا وہ حکم کرے گا وہ بموجب حکم اس شاہ عادل کے تحت پھینکا
 آپ چند روز توقف کیجیے جواب میری عرضی کا ایلے دیکھئے جواب کیا کہ جب تک تیرے فریاد نہ مکر جواب دے اور وہ کچھ کچھ لکھو مجھے
 آواک جزییر میں جا کر پھرن جھکو اور نوشیوران کو کیا بچھتا ہوں کیا کچھ کمز اور کم ہمت تجھسا ہوں کہ تیری یا اس کی اطاعت کروں
 یا میں کسی کا خوف کروں ناچار میں جان لیکر شہر سے باہر نکلا اور لہندھو تخت پر بٹھایا چونکہ اطلاع شہر تھی حضور میں میں نے آئندہ حضور
 ملک میں نہ ہر جان شاد لوگ تو اپنے ملک کے ناکر ہیں لہندھو کا قلعہ و قمع قرار تھی نوک تو میرے بال بچے تو سے جہاں کچھ حضور
 سے کیا کیا تر کیے اہل کا نوک یا شاہ نے اس معنوں کو لشکر فرج میرے خلو میں شہر کیا اور فریاد میں نہ ہوں میں شہر کا کار
 بلا ناگامانی کے دفع کر لیا کیا تدبیر ہو اگر اس کوئی سر رہو تو کمال شفیق ہو کر چہرہ عرض کی کہ گستاخ کو ملر ندیم پاشا کا حکم

بعد ازاں سرور بارشاد کیجیہ کہ جو کوئی لہن دھور کو بکڑا دیکھا منہ گار کو اسی کے نامزد کردہ گلاک مال بہت سپاؤں کا سا ساتھ
 میں سے تو کوئی ایسا جبری نظر نہیں آتا کہ لہن دھور کے سر لائی حامی بھرے مگر حمزہ نام و نشان ہزار ہا یقین ہو کہ وہ قابل تر
 اور مینہ و بد شق سے خالی نہیں اگر حمزہ مارا گیا تو آپ بڑائی سے بچے اور اگر لہن دھور کو حمزہ نے زیر کیا تو ہندوستان کا مالک
 آپ کے ہاتھ آیا بادشاہ اپنے ولین بہت خوش ہوا اور ہر چہرہ کی اسے ہا ب پر افرین کی اور اسکا شہر بہت پسند کیا اس وقت تک
 کو کہ بہرام کو زخمی کر کے زابل میں بادشاہ کے خوف سے جا کر قیسا تھا ستر سواروں کے ہاتھ کھٹا بھی اگر چالینس ہزار سوار جو تیر
 ساتھ ہیں ان سمیت ملکر قید میں جا اور لہن دھور کا سر کاٹ کے حضور میں حاضر کر کے قتل و سابق تیرا معاف کیا جاوے اور آئندہ
 سر فراز ہو اور انعام و اکرام پائے دوسرے دن جب حکما و امرا و بایں میں حاضر ہو اور امیر بھی گردن لگے رستم پر بیٹھے بادشاہ نے فرمایا کہ اسے
 اگر دان ناما راوی پہلوان مان روزگار خسر ہندوستان میری عداوت نہ کرنا دعویٰ ہو اور مجھے سرکشی شریعت کی تو تم میں سے جو کوئی اسکا
 سر کاٹ لے گا میں اسکو اپنی فرزند میں قبول کروں گا میرا عزیز کمالیگا مالکہ منہ گار کا مہر خسر ہند کا سر ہوا اسکا تہ تیغ اسی شخص ہو
 جس نے امرا و پہلوان سانی و مجاہد کی کتنے کئی دم نہارا اور کوئی حرف قبول نہ کیا نہ لایا اپنے ولین کہنے لگے کہ اول تو یہ اسکا سر جتنے بھلا جانا
 امحال ہو دوسرے کے مقابلہ کر نیکی اسکو محال ہے جان بچھا کر امید ہو ہم اپنے کو شک میں لانا عقل سے بعید ہے یہ بات خلاف
 صوابیدہ ہو صا جھگڑا نہ لگے اسکا بھلا بادشاہ کو دعاوی نظم مہری سے عمرت ازاد کرنا دوسری ممانہ تو بد خویم تو بد خویم
 اور عقلی کراتن بعد اسکو اگر حکم ہو تو خسر ہندوستان کو حیدر حاضر کرے فقط وہاں پہنچنے کی یہی بد دولت تک مقید باجولان
 کر کے پہنچائے اور اگر مارا گیا تو حضور پر سے تصدق ہو بادشاہ نے تخت پر سے اٹھ کر امیر کو گلے سے لگایا اور فرمایا کہ ای ابو العلاء
 مجھے اس سے زیادہ سے امید ہو اور تقویت ہو شہر کاہ خسر می تاج شاہی بہر گل کو رسد جاشاد کا چشم بد و درع سائیکہ کوست
 از بہار ش پیدا ست اگر یہی جرات منوی تو اس سے کہ کوئی نہ ترقی کرتے اور کیوں جو انہر دی و فعلی کا دم بھرتے اور اسیدم
 خلعت شایانہ سے سرفراز کیا اور تیسرا جہاز کہ جبر نہرا راوی سوار ہوں تیار کر کے حکم دیا امیر شخصت ہو کر اپنے اردو میں تشریف
 لائے اور کوہ کا سامان کرنے لگے اور دلو کو تسلی و تسکین دینے لگے اور لشکر کو حکم دیا کہ تم لوگ آج ہی کوچ کر جاؤ بصرے میں جا کر پورا
 انتظار کرو دو عرصہ کو مارا کر فرمایا کہ اگر چلتے چلتے ایک نظر ملے کو دیکھ لیتے تو حضرت زہتی عمر و نے کہا ایک قہ خواجہ نر چہرہ کو
 گئے البتہ ایسا کئی تہر سے ممکن ہو وہ خیر طلب دوست ملی اور ہر کام میں حین معاون میں میرے اپنے ہاتھ سے خواجہ نر چہرہ کو قہ
 کھانے و نہ خواجہ کے مقام پر جاکے وہ قہ خواجہ کو دیا خواجہ اس کو کھڑکھڑو کو اپنے ہمراہ لیا بادشاہ سے جا کر بیان کیا کہ میرا
 ہندوستان تک حمزہ آگیا واد مشہور ہوگا اور اس معرکہ کا شہر زونیک ورمو کا لیکن کیسی دی ہو کہ شہر بھی بلایا گیا اور حمزہ
 جب حکم جان فدا کرنے کو حاضر ہوا تو شہر ان کے ہنسنا کہا کہ کیا مہنا قہ حمزہ کو بلواؤ آبدار سے کہ شہر نفیس دسی کا گھلو یا خواجہ نے
 فی الفور بموجب حکم بادشاہ کے امیر کو بلوایا اور خون قند گلا کا شہر ت گھلوایا امیر فی الفور بادشاہ کی خدمت میں حاضر ہوا وہ شہر ت ہو کر آئے
 خواجہ امیر کو بیان حقیقت اپنے پاس بھیجا اور شہر ت گھلوایا خواجہ نر چہرہ غلکی کہ دادی کا شہر ت محل میں بلوایا سنا ہے مجھے دیکھو

کہ حقوڑا سا سر اوجھا ہوا آیا حضور نصیحت فرماوین کہ قصہ کس کا ہے اور کس کی طرف سے فساد شروع ہوا ہے یہ کہہ کر تنگ بھی حسیب نے نکال کر
بادشاہ کے روبرو رکھ دیا اور امیدوار انصاف کا ہوا بادشاہ نے تنگ سے فرمایا کہ میں تقدیر میں تو قصور تیرا ہے اس پر حیرت آتا ہے
ہوتا ہے اور دو فرمایا کہ تیرا جو جابلہ اس تمسک کے رو پیٹھرو کے دولے کہ نہیں تو گناہگار عدالت ہو گا دھورت عدم ادائی کے گرفتار
نذرت ہو گا تنگ نے اسی دم غزا پچی سے تمام و کمال و پیر لیا اور عمر کے حوالے کیا اور آپے توانا کا کھٹا اپنے گھر گیا اور عمر وستان جرم
کی طرف راہی بلو عمر تو اس بلو میں تھا میر سہ مقبل محل میں داخل ہوئے خستین میں پہنچے ملکہ عمر انگیز نے یہ کوئی نہیں
میں مسند پر بٹھلایا اور تمام سامان عیش و عشرت کا مہیا فرمایا اور آپ ایک صحنی میں مہر نگار کو لیکر بیٹھی بزم شادی بوجہ حسن جی دیکھ
شریت لائیکہ دیا اور محفل میں غل شور شرابت نوشی کا مجامعہ جوڑو بیٹھی پر پہنچا چاہا کہ اند جانے دربان تو بچا تانہ تھا اُسے لکری
اٹھا کر وکا کہ تو کون ہے کہ محل میں چلا جاتا ہے بوجھے ہاری ڈیوڑھی میں گھسا جاتا ہے عمر و دونوں نکھو نہ پاتھ رکھ کر لوٹ گیا اور محل
چا کر کسے لگا کہ اور باقی تیرا بڑا ہو تو نے میری آنکھیں پھوڑا لیں میری آنکھیں بالکل باقی نہ رکھیں یہ کہہ کر نہ دیکھ کر ملکہ درون کا
جو یہ ہے پر تھا بوجہ میں ہو گیا اور اسی خوشامد کر نیلکا ملکہ عمر انگیز نے شور غل سن کر کہا کہ دیکھو شو کیسا ہے کون روز ہے بچلا اس پر اس
عمر کی آواز سننے ہی بے تحاشا دوڑے میر کے دوڑنے کے ساتھ ہی خواہ بہر چہر بھی چلے دیں تو عمر و آنکھیں بکڑے ہوئے
لوٹ رہا ہے زمین پر بوجہ اس پر اس میر نے کہا کہ عمر و آنکھیں تو کھولنے سے کچھ بول اگر خدا بخوہے کچھ قسم میں تم پہنچا ہو تو خود تیرا
علاج کریں تجھے دو دین عمر و آنکھوں کو کھولتا تھا اور اسے ہلے گئی آنکھ گئی آنکھ کے سوسے اور کچھ بوتل تھا آخر میر نے زبردستی
اُسکے ہاتھوں کو آنکھوں پر سے جدا کیا دیکھا تو آنکھیں صاف تارسی جکتی ہیں کچھ گرد نہ پہنچا ہی تھا میر نے کہا کہ عمر و کیا شرت تھی
کیا یہ وہ حرکت تھی کہ ہو اور خواہ جو کبھی بٹھے بٹھائے دوڑایا اور جناب ملکہ مغضوبہ کو بھی گھبراہٹنے لگا کہ کبے سر کی قسم ہے اس
دربان نے لکڑی میرے ہاتھوں کو اٹھا لی تھی اگر لکڑی مارتا تو میری آنکھوں ہی میں لگتی تو آنکھ پھوڑتی جاتی میر خود جہنس بڑے
اور عمر و کو لیکر محل میں گئے ملکہ عمر انگیز نے جو کیفیت سنی وہ بھی بے اختیار ہنسنے لگیں جب میر مسند پر بیٹھے اور میر کو موافق آداب
شریت پلویا گیا مبارک سلامت کی دھوم مچی ملکہ عمر نگار کی محرم زاروں اور محیوں میں خوشی اور دل لگی ہوئی مونس حشیت
اور لیاقت کے بوجہ حکم ملکہ کے ارباب نشاط وغیرہ کو انعام دلویا گیا ملکہ عمر انگیز نے کہا کہ صاف حق ان عمر نگار عتقاری مات ہے
اور عتقاری ناموس عزت ہے جو وقت تم نظر اور حضور ہندوستان سے چھوگے ہو وقت تھا اسے ساتھ شادی لڑ گئی اور میں
میں نکل مراد سے بھڑکی عمر و نے بڑی چہر کی طرف دیکھ کر کہا کہ وہ واہ صاحب کیا انصاف و روت ہے کیا رسم عبادت ہے کہ تم تو بادشاہ
کے حکم سے ہندوستان میں سز وشی کیو اسطے جائیں اور آپ عمر نگار کو ایک نظر نہ دکھلائیں اگر خدا نہ ہو کہ زندہ بچلا اور باقی قصہ و سائنک
پہنچا یا تو ہم نہیں جانتے کہ آپ کسکے ساتھ حمزہ کی تہادی کر دیتی کسکو اس کے سر چھنگی ہیں کیا معلوم کہ بادشاہ کی بیٹی گوری ہی یا کالی
ہو دبی ہے یا موٹی ہے ہم سوقت دیکھ تو رکھیں کہ آخر کو اور خرابی میں نہ پڑیں اور میں بادشاہ کے تنگ کی قسم ہے کہ تنگ عمر نگار کو دیکھ
نہ لینگے اس مکان سے ہرگز قدم باہر نہ رکھینگے ملکہ عمر انگیز نے عمر کی اس تقریر پر ہنس کر کہا کہ کہیں نہ دیکھا دیکھنے کا تو سوز غل میں ملکی ہوا

اسطے آتی ہیں وہی دیکھ جاتی ہیں عمرو نے عرض کی کہ حضور کا فرامی میں گمیری یہاں کون خالہ عانی بھٹی ہو کھل میں گئے
بلکہ صاحبہ کو دیکھ جائے آپ ہی ہم لوگوں کی سرپرست اور ربی میں جو مناسب ہوگا پرورش فرمائیں گے ہماری عرض قبول کرنا
نے کہا خیر تو اب تمہاری عزت و ناموس ہو ہی چکی جب چاہو دیکھ لو کما اچھا خواجہ تم امیر کو بردے کے اندر لیا دیکھو
لہلا لاؤ نیز چہرہ کو بردے کے اندر لے گئے امیر ملکہ ہر انگیزہ کو دیکھ کر ادب بجالائے اور نذر گد رانی ملکہ عاتق نیلکی ہر نگار
نیچے کیے ہوئے اپنی ہان کے بلو میں بیٹھی کمال شرم و حیا سے سر اوپر نہ اٹھاتی تھی امیر سکو دیکھ کر باغ باغ ہو گئے مارے خوشی کے
لے نہ ساتے تھے اور ملکہ ہر انگیزہ نے جو امیر کو پاس سے دیکھا بے اختیار خوش ہو کر جی جان سے دامادی میں قبول کیا نیز چہرہ نے
یہ ہر نگار سے کہا کہ امیر کو سفر دور دراز در پیش ہر کچھ نشانی اپنی دیکھ کر ہر دم سکونے پاس کھیں آگئی یا دین حضور
ن ہر نگار نے ایک انگلی تھی زرد کی ہاتھ سے اتار کر امیر کو دی امیر نے وہ انگلی تھی تو اپنے ہاتھ میں لین لی اور اپنے ہاتھ کی
یعنی ہر نگار کو دیکھ فرمایا کہ ہماری بھی نشانی آپ کے پاس ہے کہ ہمیں آپ بھولیں کسی بھی یاد دہانی میں عمرو نے ہاتھ
وہ ملکہ ہر انگیزہ سے عرض کی کہ اگر قصور معاف ہو تو میں بھی کچھ عرض کروں اپنی تمنا گوش مبارک تک پہنچاؤں فرمایا کہ
تمہاری تیری آرزو کیا ہو بلا لہر گاہ امیر کی تادی ملکہ ہر نگار سے انشاء اللہ ہوگی تو غلام کی بھی تادی ملکہ صاحبہ کی دیدار
سے خواہ مخواہ ہوگی پس بھلو بھی نشانی دلواد کیجئے خیرت عروسی دریا صاحبہ سے پلواد کیجئے ملکہ ہر انگیزہ نے کہا چہ خوش دایہ
درستی ہر عمرو کیا کتا ہر اور ہی ارادہ اسکا ہر دایہ نے عرض کی کہ خدا ملکہ کو روانہ چڑھنا نصیب ہائے انکی بیوت یہ کلام سننے
ن آئے ملکہ کو جوڑ کر یہ کمان جا نیگی ملکہ کی جو خوشی ہوگی وہ بجالائیگی ہر نگار نے دایہ سے اشارہ کیا اسنے قبول کیا ملکہ
ر انگیزہ نے قلعہ بانو سے کہا کچھ اسی اپنی نشانی عمرو کو دے اسنے کئی سون کی تین کاغذوں یا ملکہ ہر انگیزہ نے کہا کہ قلعہ بانو تو
کی کچھ عمرو سے لے لودا دیا ہوں یہ لکھ کر جب میں سے ایک غروہ اور دو خروٹ نکال کر قلعہ بانو کے ہاتھ میں بکھڑے اور کہا کہ اسکو
بت اچھی طرح سے اپنے پاس رکھنا حاضرین اس حرکت پر عمرو کی ہنستے سنستے لوٹ لوٹ گئے بارے امیر رخصت ہوئے اور
دشاہ کی طرف چلے خواجہ بزرگ چہرہ نے عمرو سے کہا کہ بابا تو لشکر اسلام میں امرائے نامد رکھ کر دے کہ امیر تہیں پہنچا
شریف لائے میں ناکوئی متر و دہنووے تشویش میں نہ پڑے امیر کو بادشاہ سے رخصت کروائے کیو اسطے بلو اتا ہوں غوی
موافق خلعت و غیرہ دلوانا ہوں عمرو تو اسطون گیا خواجہ امیر اور مقبل کو اپنے مکان میں بٹھا کر بادشاہ کے پاس پہنچا اور
نامر کیا کہ ملکہ ہر انگیزہ نے بھی بخوشی امیر کو اپنی دامادی میں قبولی اسطو رکھیا امیر کو پاس بلوایا اور خلعت دامادی عطا
رایا بعد اسکے خواجہ بزرگ چہرہ صاحب حقان کو مکان میں لائے اور امیر کو بعض مضمین نصیحت کر کے شربت پلایا امیر فوراً ہون
ہو گئے آپ سے جاتے رہے امیر کا پہلو اسرے سے چہرہ شاہ مہر اسن رکھا اور نانکے دیکے رسم و آوادی ملکہ مقبل نے پوچھا کہ
حضرت یہ کون دعا ہو فرمایا کہ ملہند و ستان میں ایک شخص امیر کو زہر دیکھا نصیب نستان انکی ہلاکت کی فکر کیا گاہیں کا
ملایا سوائے اسکے عالم میں خلق نہیں ہو اور کوئی نہیں اسکی دوا ہو خروہ و خروہ جب تک عمرو کے ہاتھ سے مار کھانا نہ

اُسکو نہ بتانا یہ کہ کمر ایک عرق کے کسی قطرے امیر کے منہ میں چکائے فوراً ہوش میں آئے چونکہ اس عرصے میں زخم بھر گیا تھا امیر پر بھی اس راز کا حال نہ کھلا اتنے میں عمر و بھی امیر کے اردو سے چوڑا ہو چکا خواجہ نے امیر کو رخصت کیا امیر اپنے اردو میں پہنچے اور موافق معمول امیر ان کے سوار ہو کر سمندر کی طرف چلے بہت سے اراکین اور امراء نے ملت شاہی میں امیر سے موافق تھے بقدر مراتب مشابہت کیواسطے ہر راہ ہوئے شہر تپاؤ تک پہنچا کر رخصت خواہ ہوئے امیر نے سب کو خدائی حفظ و امان میں سوچا اور فوراً وہاں سے کوچ کیا چند روز کے عرصے میں لہر پہنچے مع لکڑیوں پر چل پڑے داخل ہوئے دیکھا کہ تین جہازوں میں بادشاہ کے حکم سے تیار کھڑے ہیں امیر کی تشریف آوری کا انتظار کر رہے ہیں امیر نے تیس ہزار سے ان جہازوں پر سوار ہوئے اور ہندوستان کی ہم کی طرف تیار ہوئے عمر و جہاز سے اتر کر امیر سے کہنے لگا کہ بندہ چین اور جادو اور پانی سے بہت ڈرتا ہوں ہندوستان کی طرف نہیں جاسکا کہ میں جا کر آپ کی فتح کیواسطے قتل حقیقی سے عالمائے گامحیب الدعوات سے التجا کر گیا امیر نے دیکھا کہ یہ کسی طرح سے میرے ساتھ رہا گیا اڑن گھاسیان تباہ کیا گیا کہ چھپاؤں میں تیرے رنج کار وادار نہیں ہوں مگر ذرا توقف کر کہ علیحدہ والد کو لکھ دوں عمر و نے جانا کہ کچھ خط لکھ دینگے مجھے ہیں سے رخصت کر گئے کشتی پر سوار ہو کر جہاز میں امیر کے پاس گیا امیر نے ایک خط لکھ کر عمر و کے ہاتھ میں سوچا اور فرمایا کہ آؤ بھائی لگے تو مل لیوں پھر خدا جانے کب ملاقات ہوگی دیکھئے دردمنا رفت سے کب نجات ہوگی عمر و کی آنکھوں میں آنسو ڈھب آئے اور کچھ قطرے اشک کے ٹپکے امیر نے عمر و کو نفل میں لیکر کہا کہ ہاں تمہیں ہمارا بڑی بڑی مصیبت میں ساتھ نہیں چھوڑا اسوقت میں تمہارا جہاز ہندوستان کو کب گوارا ہوتا ہوں صرغ انجہ باد اباد ماکشتی در آب اند ختم ناماخذ سے کہا کہ ہاں جہاز کا ٹکڑا ٹھٹھا حکم کی دیکھی تگر جہاز کا مسدوم اٹھ گیا جب کنارے سے دور چل گیا امیر نے عمر و کو چھوڑ دیا عمر و دست پاچہ ہو کر جہاز پر دوڑے اور بڑبڑانے لگا کہ میں نے تو اس عرب کے ساتھ حق رفاقت ادا کیا اور میرا دشمن جانی ہوا بھڑکی دور بڑھ کے ایک ٹاپو خنیا تین گز چوڑا چکر نظر آیا عمر و اس ٹاپو کو دیکھ کر دلیں کہنے لگا کہ اس پر کو در گھر تک پہنچ جاؤ گا مگر عمر و جسکو ٹاپو سمجھا تھا وہ ٹھٹھی تھی دھوپ کھانے کو پانی کے اوپر تیرائی تھی عمر و جو اس پر کو در چھلی نے عمر و کے پاؤں کی دھمک سے غوطہ مارا عمر و ڈوبنے لگا کمال بدحواس ہوا یہ ماجرا دیکھ کر صاحبقران نے ملاحت پر تاکید کی خبر دے دوئے بنے بنائے خبردار اب دوسرا غوطہ نہ کھاوے جو اسے نکال لائے گا انعام پائیگا ملاحت نے زنجیریں ہی پھینک کر عمر و کو جہاز پر لٹھایا امیر کے حضور لاکر بٹھا دیا سچ ہر قدر عافیت کسے دانہ کہ مصیبتے گرفتار آید اب جو عمر و دریا سے کھا گیا بھیگی مرغی کی طرح جہاز کے ایک گوشے میں خاموش بیٹھا ہر گئی دن کے عرصے میں ایک جزیرے کے کنارے پہنچے جہاز کو کالنگڑیاب سے پہلے عمر و جست کر کے خشکی میں پہنچا کھلا کھلا بھرنے لگا تغار کا راکب درخت کے نیچے ایک شخص نمک میں بانڈھے بیٹھا تھا عمر و کو دیکھ کر بھینس اٹکی کھل غمگین دلی مراد میں دلیں عمر و سے کہنے لگا کہ آؤ بھائی میری تیری ملاقات کا ہونا بھی مقدمات سے ہر اس مقام میں تیرا پہنچنا تعجبات سے ہر میں نے تو جانا تھا کہ میں خود اور مال بھی تلف ہو لیکن خدا نے حقدار

کو بھیج دیا بڑا میرے حال پر رحم کیا عرو نے مال کا جو نام مسامد کو لے رہا نہیں تو کہا جا رہا تھا کہ میں سر اسیجا بنی کا ہیکہ ہوں
کیون چینی آدمی سے میل سازت میں پیدا کروں عمر و نے اُس کا حال پوچھا اُس نے کہا کہ تو نے مجھے نہ پہچانا ہیکہ کا کہ میں جنگجو ہوں
ساجو پڑ کر سہرا ندیپ کو نکل گیا تھا ہر گاہ میں نے بہت سال سال مثال میں پیدا کیا وہ میں ارادہ کیا جا ہیکہ کو چلے ہر جگہ
سے ٹیلے ناگاہ باد مخالف چلی طوفان آیا سمندر میں تلاطم مچا جہاز اسیجا آنکر ڈوب گیا میں نے جہاز کو ڈوبتا دیکھا ایک
صند و قہجہ ہر کا لیکر صحت کی غنچہ کی من آرہا بلکہ باؤ نہیں ایسی چوٹ آئی کہ چلنے پھرنے میں معذور ہو گیا اس جزیرے میں ایک چراغ
رہتا ہر کینا اپنے وقت کا ہر لوگ ترس کھا کر مجھے لے گئے اور کچھ کھانا پینا بھی دیکھے اُسے اپنے مکان کے قریب ایک مکان کر کے کوئے بنا
اور تیل کی چوڑی لگائے گھر سے ملنے کو عنایت کیا بارے ہوتا تو اب ہوا ہر کین دیکھ کر صغراب سے ٹھٹھکا کر سہرا ندیپ لے گیا لیکن بڑے عرصے سے کاہر جانے کا
تقدیر ہوا نہیں تھا اور دیکھ کر اے چکچکا تاہوں چلنا کیسا کھڑے ہوئے سے بھی جی جراتا ہوں اگر تو جنگجو ہی ہوتا تو میرا لاد کے بچلے تو مجھ پر دہرا
اساں کرے کہ میں مکان پر بھی بیدار ہو پوچھاؤں اور جنگجو تیری امانت بھی سونپ دینا ہوتی وہ صند و قہجہ جو اہرات کا تیرے حوالے
کروں حق بحق دار ہوئے اور میں بھی ایک کنا سے تیرے ساتھ جہاز پر بیٹھ لوں عمر و نے جو اہرات کے صند و قہجہ کا نام نہ تھا میں
بانی ہوا یا سمجھا کہ تقدیر یا درج ہو گیا تو کئی آنکھوں میں گیارہ معلوم ہوتا ہوں مفت کی دولت ہاتھ آئی تقدیر کا چھاپا ہوں تو ناؤ کچھ بھی کھا
جھٹ پٹن وال پا کو اپنی بیوی پر سوار کر لیا اُسے بیٹھ جاتے ہی اپنے پاؤں کو تیسے کھڑے عمر و کی کہ میں خوب لپٹاؤ گھٹوئے تیرے گار کئے گا
کہ ہاں میرے رہا قدم بنا پڑھا دوڑ تو اپنی دکھا عمر و بہت تن جھک گیا ہر چند جا ہا کہ ہاتھ سے اُسکے پاؤں کو اپنی کمر سے جکڑ کر اس بلا اور
قید سے چھوٹے اُسے ہاتھ کو بھی جکڑا اور اپنے ہاتھ سے عمر و کے سر و منہ پر چستین اور دھوس لگانے لگا اور بیٹھ پڑھا اور بیٹھ پڑھوئے
لگانے لگا کہ دوڑتا نہیں ہر منظور قدم چلتا نہیں ہر مفت مال لیکے بے مشقت وارت بنے گا عمر و ساری چالاک اور چھاری بھول
کیا کمال بدحواس اور مضطرب ہوا عمر و نے ناچار میری لاف و دڑاری جہاز کی راہ لی کہ امیر تجھے بہن ملے چڑھائے ہر قید خانہ لاد لیکے
وہاں جا کر جو دیکھا تو وہ وہ عجیب طبع ہر امیر بھی تمام حقوق سمیت سی مصیبت میں گرفتار رہیں جو لوگ شہر کو کا دعویٰ کرتے تھے اپنا دروگ
سمہ یا نوں کا حمزہ اور عمر و اور قسطل اور تمام لشکر پر سوار ہو نا اور ب کو دوڑانا



سو امیرین امیر نے عمرو کو دیکھ کر زبان عیاری میں کہا کہ تم مجھے تھے کہ تم اس بلا میں مبتلا ہو گئے ہو لوگو اگر نجات دے کر مجھے
 گرفتار ہوئے عمرو اپنی بلا میں پھنسنے سے ناچار ہو کر امیر کے پاس سے یا اس جلا کر فکر میں مانی کی یاد دہانہ بھی تو کتنا تھا کہ قدم چلی بھی
 فراموش کرتا تھا کہ کو دیکھ کر اچھل اُسے ہم قوموں کو جو دیکھا کہ سب صاحب مرکب ہیں وہاں کے سب میں کہنے لگا کہ تم بھی بننا بنگھڑا اور ڈرو
 اپنے اپنے مرکبوں کی سرٹ اور پوٹی دکھلاؤ ہم بھی بننا بنگھڑا اور ڈرو اور دین ہمیں کسا کھوڑا اگے بٹھاتا ہو اور کون مجھے یہ کہہ کر بٹھاتا ہو جس کے
 یہ لطف دیکھ کر انھیں مار کر کباب لگانے کے مجھ کو نہ کھا جائے گے یہ نہ کہ سب کے ہوش اڑ گئے تھے طبی سانسین بھرنے لگے پھر اپنے اپنے
 مرکبوں کو اڑتے مارنی شروع کیں پھر اپنے اپنے گھوڑوں کی بائیں میں علوی کا سب سے زیادہ ناک میں دم ہوتا تھا کہ سٹاپ سے قدم
 قدم پر چھوڑیں کھانا تھا عمرو کی کمر کمر سے برسرِ ولادت دم بہر جتید بگذر دے ایسا ڈرو کہ کوئی اٹکی اڑد کہ کوئی بہر جتید سے دیکھوں گے اٹکی
 کیا وہ مرد کہ بہت خوش ہوا بلا کہ امیر ارہو اس سب کے مرکبوں سے بہتر ہر نہایت دوڑ صارتا ہوا کہ بلا یہ عمرو نے ایک مقام پر دیکھا کہ کوئی
 ایک انگور کے درخت لگے ہوئے ہیں خوش ہزاروں ٹھک رہے ہیں اور دانے عرق ٹپک رہے ہیں کادریا بہتا ہے اس کے متصل درختوں پر
 کہ وہ کی سل چھلی پر آئیں سیکڑوں حراجی دار کرد و شک رہے ہیں دور تک اس کی ڈانک چلی گئی تھی اپنے زمین بہت خوش ہوا کہ وہ کی سل بچے
 جا کر اپنے راکب سے بولا کہ جڑا سا کہ دوڑے اور یہ بانی جوان چھلوانے سے ٹپکتا ہو کہ کو سمن ہونے اور چھو لانا اہل کسے پکڑا ہو بھی
 قدم نکالوں خوابتی حتی چالا کی اڑنا جتنا اڑتے کا وہ چھو دکھاؤں اس غفل کے دشمن نے عمرو کے کہنے پر عمل کیا کہ دوڑو تو ہر راکب
 انگور سمن بھرا اور چند قطر سے عمرو کے منہ میں جو لے اور دو چار خوشے بھی توڑ کر کھلائے عمرو چھلوانے سے ٹپکتا ہو کہ کو سمن ہونا کہ
 کانے لگا اور ہلکے خوب نور سے دوڑا وہ مرد کہ بٹاش ہو کر بولا عمرو سے کہنے لگا کہ ای مرکب جبکہ جو کچھ بھی چھلوانے پر انوکھ
 جدا کر دے گا کہ تو منہ سے ادا ہو جی بھلا تا اور قدم بھی خوب جاتا ہو عمرو نے کہا کہ دیکھو یہ بانی تم نے بی لینا میرے اسطے ہیں زیادہ
 اپنے دلیں سمجھا کہ یہ بانی معلوم ہوا کہ بہت عمدہ چیز ہے تب تو یہ مجھے پینے کو منع کرتا ہوا اور اس عرق کے نام سے اس کے منہ میں
 بانی بھرتا ہو دو گھونٹ جو اسے پیے اور ہلکے معلوم ہوا کہ وہ کو منہ سے لگا کر غٹ غٹ پی گیا عمرو کے دوڑنے سے جنگل کی ہوا
 جو اسکو لگی ساری حرازدگی اور ہمسواری پیدا ہو گئی یہ ہوش ہو کر عمرو کی بیٹھ پر سے گر پڑا اطلاع میں خود پریدہ ہوئے خیر
 نکال کر اس کے بیٹ کو چاک کیا اور امیر کے پاس جا کر کہنے لگا کہ او عرب یہ تو نے ایک کا خر کی بیٹی کیو اسطے اتنے سلاؤ کا خون اپنی
 گردن پر لیا اور مجھ کو بھی ایذا دی بہت تنگ کیا دیکھا جاسیے کہ مشرین تیرا کیا حال ہوتا ہو اور اس غر کا بال کیا مال ہوتا ہو میر
 نے کہا کہ ظاہر ہے میں گنہگار ہوں اور تازہ مودہ کا رہوں مگر تم ہدم آتا تو اب کہاؤ کہ مسلمان کی جان بچاؤ عمرو نے کہا کہ
 مجھ کو کیا غصہ ہے کہ یہ بھادہ اتنے دوال پاؤ نکلو قتل کروں اتنے ابا عیج بھارو کا خون اپنی گردن پر لیا میرے فرمایا کہ عذاب کا
 میری گردن پر ہو اور فی کسی دوا شرفی دوں گا اور آپکا ممنون ہو گا عمرو نے قبول کیا اور یہ ایک تیرپا کو سنگ غلاخ سے شکار
 کر کے ڈھیر کر دیا جب سبھوں نے دوال پاؤں کے ہاتھ سے نجات پائی بدقین جان آئی امیر نے خود اہواز پر ہوا ہو کر
 لنگر اٹھوایا جہاز کو آگے بڑھایا کہ یہ جزیرہ مہندوستان کا ہو خدا جانے اور کس وقت کا سامنا ہوئے کو بلا میں شکر تبار

ہوئے دو جہنم کے بعد ایک جزیرہ اور ملنا خداؤں نے امیر سے کہا کہ جہاز و سپہ پانی کا حکم ہو تو بھروسہ کن اور کچھ
 کھانا کھاسا مان غلہ وغیرہ جمع کر لوین امیر نے فرمایا کہ بہتر ہو لوگوں کے کپڑے بھی ملے ہو گئے ہیں جنک باقی بھی جائیگا
 کھڑے کھاٹ کپڑے دھلو لینگے بھرا گئے قصد کیا جائیگا خداؤں نے جہاز و کلوں کو لکھ دیا اور یہ ایک شخص خشکی میں اتر کر بھی ہوا
 دیکھ کر سیر کر نیکو گیا ایک اب بہت خوش قطع نظریہ امیر صاف ہوا پانی جو لہراتے دیکھا بے اختیار جی لہ لیا کہ عمل کچھ کپڑے
 بھی دھلوا لیجئے کپڑوں کو تار کر کنارے پر رکھا اور تالاب میں غوطہ لگا کر باہر سر نکالا تو کپڑوں کو کھاٹ پر بنایا کچھ کا امیر نے
 ہتھ لگا کپڑے اٹھوا نکلائے ہوئے کسی کے ہاتھ چروا کر کہیں رکھوائے ہوئے حمزہ کھڑک پڑ گیا خوب ور سے چین بات
 امیر نے جو عمر کی آواز سنی جانا کہ شاید کسی آفت میں مبتلا ہو بے اختیار دوڑے اور عمر سے کہنے لگے کیا ہوا بھائی عمر وہ تو
 پھر کسی لاین بھینسا عمر بولا کہ اتنے خطرہ کیا کچھ نہیں بھانا جو ننگا مجھے دریا میں کھڑا کر رکھا کپڑے میرے لو ایچھے لگائے
 مسکوا دیجئے امیر نے تم کھائی کہیں ترے کپڑے اگا نہیں ہوں سطح وقف اللہ میں ہوں تب تو عمر و گھر الگ اپنے دین کہنے لگا کہ
 جو میرے کپڑے امیر نے نہیں اٹھوائے اور ان خداؤں نے نہیں اٹھائے تو پھر وہ لیا کون ہے کہ جسے تجھے خلافت کی ہوت
 میں تجھے جوت کی ناکھان گاہ جو عمر کی اوپر کی اور درختوں پر نظر پڑی تو دیکھا درخت پر بندر بیٹھ ہوئے میں کپڑے نوب
 کھڑے ہیں کیسے ہاتھ میں نیم کھائی پیر میں کھلا دیکھتا ہوں کوئی زیر جامہ لے ہوئے کوئی کر بند بنے ہاتھ میں بیٹ لہا عمر کو
 اور لباس بنانا لگا کہ بند اور پہلے نیم تاج کا ہے اچھا لا حول بند کپڑے جو حرکت دیکھا ہر وہی حرکت خود بھی کرتا ہوں اسے بھی عمر کے
 نیم تاج کو اچھا لا کر سوک نہ سکا زمین پر گر پڑا عمر نے اٹھا لیا بیٹھ سے عمر نے سب سہا پہا بنا بندروں کے ہاتھ سے وصل کیا
 روغن افطہ درختوں میں لگا لگا دی جتنے بندر تھے سب جگہ پر گئے انکی بنیاد مٹادی امیر نے فی الفور ہوا ہو کر جہاز کے لئے
 اٹھوا دیے اور جہاز اٹکے کو بڑھے کئی دن کے بعد ایک بارہ ہر فلک پر نمودار ہوا اساعت کی ساعت میں تمام آسمان بھرا گیا ہند چلنے کی
 طوفان کی شکل پیدا ہوئی روز روشن شب لدا سے تاریک تر ہو گیا ہاتھ کے روشن نظر آئے یاد تازہ شدت کبریٰ کا تب محمد پر خفا لگا
 ایک بوجہ پر میں نے طوفان فوج پر ترقی کی جہازوں کے منہ پر طمانچہ موجود کئے دیکھ کر اکباں کو کرب جہاز شکستہ خاطر ہو گئے حاکم سازندہ
 اسے نا امید ہو کر انک حسرت بہانے لگے حال مقصود تو ہاتھ نہ آیا موت کے ہاتھ اسی بہانے لگے امیر نے فرمایا کہ اضطراب و تلاطم مقصود
 انکنا ہے حافظہ حقیقی کی رحمت پر نظر کرنا چاہیے یہ دریں مگر یہ آخر خندہ است ہم در آخر میں مبارک بندہ است و عمر و لو کیا عمر کی
 قمار کھار دکر کہنے لگا کہ اے خدا اے سفینہ وحدت یہ طر مسلمان تو کھاتیرے ہاتھ پر تیار کیا تو اتر کجا کھی کتا تھا یا حضرت الیاس
 اس طر بلکہ کچھ سجدہ صاف میں بھینسا ہوں اسے لگاؤ گے اور اس آفت سے بچاؤ گے ہر چند کہ اس قطرہ بے آب بین طاقت نہیں ہو کر ملو دھوا
 کھو کر پوٹا تھا اسے نام کی دریا میں جھوڑو لگا دو تم بھی نواب ہو گے اور سوائے اسکے تھا ہے بھائی حضرت خضر تھے خوش ہو لگے میں
 اٹھا ہوں اس گرداب میں بھینسا ہوں کھی امیر سے کہتا تھا کہ حمزہ بیٹ بی بی کی کوتاہی ہو اگر میں ان سے بھی تو کسی خراب گورنہ کہیں نہ تھا
 تابوت ہو کچھ کیا توئے کیا میں ہوا سٹے دریا میں اتر تھا تھا اور خدا اس مصیبت سے نرے چکھتا تھا ہوا جو دیکھتے دیکھتے یہاں پر جہاز

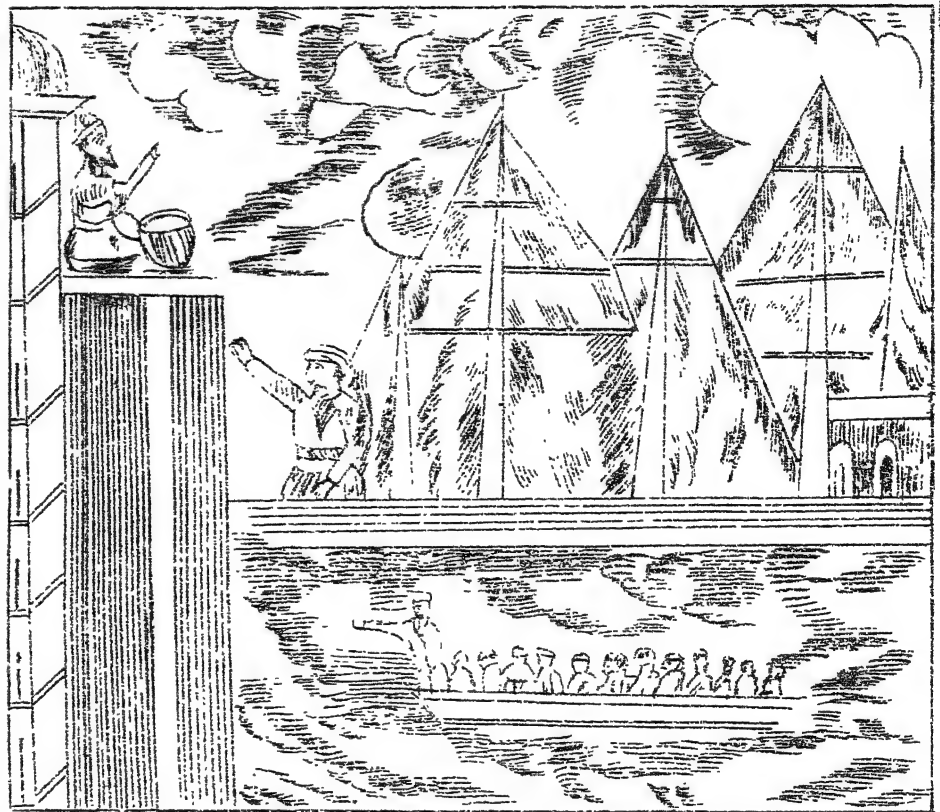
صاف پر روشن تھا کہ میں بانی سے مانند نیل کو سون بھاگتا ہوں حال کی طرح کنارے پہنچا لگا ہا کیا ہوں اتنی عمر میں کبھی جو میں بھی
 یا تو نہیں اتنا رناتے وقت سر سے بانی نہیں ڈالا تو نے اپنی زبردستی سے دریا میں لاکر میرے سفیدہ دلو کو ڈوبا بیچ دریا میں مجھے
 دو ذن جہان سے کھو یا سہمیں یا تو بد جوس عزت کی الم تھے یا یا دجن عمر سے بزم گل لکھ لکھ کے ہنس پڑے بارے خدا خدا
 کر کے تین دن کے بعد یا تندر شک چشم حسرت غرقان بجز الفت طوفان ہوا ہوا اتار کی لے لباس فریسا سپیدہ فکے نے طہر
 کیا موج تے چھیرے موقوف ہوئے دریا کے ٹھنڈے سبل ہونے لگے موج دریا کا حال موج سرب کا سا ہو گیا جوش و خروش مطلق رہا
 میں نہ سب لوگ خوش ہونے لگے اور بامیکہ کر کے لگے کہ بہت زندگی سے ہاتھ دھو چکے تھے جان کئی تھی سبل ہو چکے تھے مگر آؤ یہ گارنے سے
 جان بخشی کو کوئی ہلاک نہ دے میں کیا کچھ باقی رہا تھا لیکن ناخدا سے حقیقی نے بڑا پار لگایا عمر و کما میری علت تم دفعہ کو چلا لاس
 گرداب بلا سے باہر نکالا یہ کیا کیا منتیں میں نے نہیں مانی ہیں کسی کسی مراد میں نہیں ٹھانی ہیں مان کچھ تھے جاؤ کہ میں نیاز زون
 بزرگوں کے فاتحے دلوں پر شخص نے کچھ کچھ دینا عمر و کو دیے اور مصفون نے دینے کے وعدے کیے عمر و نے کہا کہ حیا الیاس جب
 سر اندر پہنچے پنج دو کتب شکر مل لیا کی بڑیا چڑھاؤ نکاس دریا نے خرمین شکر کمنے لالہ کی بڑیا چڑھاؤ لوگ شکر فرات پر
 ہنسنے لگے اور بہت محظوظ ہوئے ابھی دیکھی کلفت نہ گئی تھی کہ اس میں خبر ہوئی کہ ہرام گرد خاقان چین کے جہاز کا تباہیں لگتا
 چاروں جہاز غائب ہیں کسی طرح آگے کو سراغ اور نشان نہ ملا تباہیں پاتے دور زمین بھی لگا میں مگر نظر نہیں آتے ہر سنتے ہی ہر
 الم میں دُوب گئے رو رو کے زمانے لگے کہ بڑا سنگ بجز جرات و بہت ڈوب گیا جس سے شکر کی آبرو تھی بڑا کھل پڑ نہیں لگا لوگ
 بولے کہ خدا کرے حضرت جہاز کسی طرف تباہ ہو گئے ہیں کسی بندر میں جا لگے ہونگے ملحق قدرت کسی جزیرے کے کنارے لگا دیا وہ
 جامع المتعرفین ہو پھر اپنے فضل سے ایک دو سرے کو ملا دیا عمر و بولا کہ حمزہ کچھ منت انو دیکھیں منت مانی تھی بچ ہمارا دیکھیں
 تو بھی بگلیا امیر نے کہا یہ ظرافت کا مقام نہیں ہر وقت کو سچان کہ میرے طرے تو ہی منت مان حبوت بہر کم صورت کچھ لگا جو تو
 کہیگا سو میں دو نکاح و بولا کہ بہت خوب مگر اگر بار تار کر جو نہیں مار دین یعنی جب بہرام طے فرمائیں کہ تھوڑے عرصے میں آدا
 کر تو جھوٹ کیا رو لگا آپ سے کیا بھناؤ لگا ابھی گرہ سے جھکنا پڑ گیا میرے ہنس کہ کہا کہ ایسا دو قوع میں آئے گا جو تم کہہ گے وہی جیا جائیگا

دوبارہ طوفانی ہونا امیر کے جہاز دکھا اور پڑ جانا گرداب سکندر میں ان مارا دو نکاح اور بھڑکنا
 طوفان سے اور ہو چکا ملک سر اندر میں اور خراج لینا لندھوہر بن جہان حسرتستان سے

خواصان بجز تاریخ دانی و غوطہ زان دریاے قصص بآستانی ڈر بایں سفایں کیوں ہاتھ میں ہے من سلک شرمین کھینچا قدر زمان
 فن کو دکھاتے ہیں کہ طوفان موقوف عینے کے بعد چند روز برابر باد و آبی سطر جہاز کے رہنے والو کو بڑی آسانی نہی ناخدا بال اتراتے
 چلے جاتے تھے جہاز کو بڑھاتے چلے جاتے تھے ایک دن جہازوں کے دید بانوں نے غل جگا کر کہا کہ یار بڑا ہی طوفان آتا ہے طوفان
 اس کے آگے ایک قطرہ دریا کے مقابلے میں تھا دیکھیں خدا کسے بچا تاہو اور یہ قیامت زیادہ تر ہو کہ گرداب سکندر میں یہاں سے
 بہت نزدیکیاں ہو اگر خدا نخواستہ میں جہاز بڑ گئے تو جھک لگا کر ڈوب جائیں گے عین دریا میں غوطے کھائیں گے عمر و کے

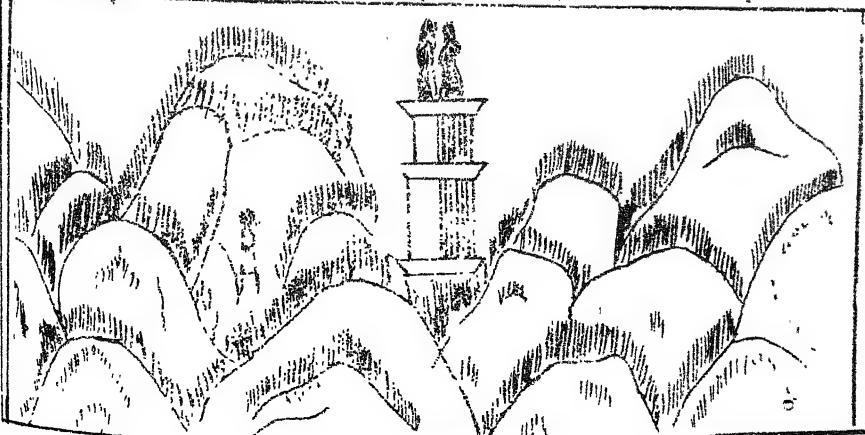
تو وضو ٹوٹ گئے جھکے چھوٹ گئے پھوٹ چھوٹ کر روٹ گیا اور گھبرا کر جان اپنی کھو گیا کبھی کہتا تھا کہ الیاس صاحب! جان میں نے تو پہلے ہی سے کہا کہ میرا اندیشہ یہ ہے کہ اگر آپ کی نیاز چڑھاؤنگا کبھی چلا جاؤ کہ حضرت خواجہ صاحب میری سی نیچے بھائی سے فرماتا کہ جس گرداب بلا اور طوفان یہ ہمتا میں میری امداد کریں خدا سے دعا مانگیں جو نیت کی ہر وہ خشکی میں داخل ہو کر اوروں کا امیر بنے خود غل شکن پوچھا کہ اب یہ مالہ و فریاد کیوں ہو حضرت الیاس اور حضرت خضر علی جناب میں جو ابدیدہ کیوں ہر کانٹوں نے کہا کہ حضرت طوفان بے پابان اٹھا ہوا اس طوفان سے خدا ہی بچائے تو بچائے نہیں تو جانے ہوئے محال معلوم ہوتا ہو گیا ہو گیا تھی کہ طوفان نے آگے اور دیہ میں تلاطم مجاہد و جہازات کی بات میں گواہ بندری میں جا پڑے حکم میں اگر حرج کھائے گئے تو ہر ایک کی عقل جرج میں آئی نہایت طبیعت گھبراہٹ میں نے اس عالم طوفان میں غور کر کے جو دیکھا تو اس بھنور کے بیچ میں ایک ستون تھوڑا سا تادہ ہوا اور کنگا طول و عرض حد سے زیادہ ہوا اس کے سر سے ہر ایک تختی سنگ سفید کی مثل برنجی ہوئی ہر طرف ہٹیں سنگ موسیٰ کے حرف ترشے ہوئے تھیں کہ میں عبارت عربی ہر عبارت کے ٹھٹھ سے معلوم ہوا کہ یہ منہ لکھا تھا کہ ایک زمانے میں صاحب قرآن کے جہاز طرف آئینے اور وہ اس گرداب میں پھنس گئے صاحب قرآن کو لازم ہوا کہ آپس ستون پر چڑھ کر طبل سکندری کو کوس میں مل کر دھرا ہوا ہوا یا نائب کو اس ستون پر چڑھا دے کہ اس کے ہاتھ سے یہ کام سرانجام دے الیہ جہاز اس گرداب سے نکلیا ونگے اس وقت سے نجات پائی گئے میرے عمر سے کہہ کہ لو بھائی ہم تو اس میل پر جاتے ہیں اور بسم اللہ کر کے نقارہ بجاتے ہیں اگر ایک ہماری جان جانے سے ہر اچانک میں تو کیا قیامت ہر مہین جہاز کے بندوں کی جان بچانا منظور ہر صورت ہر عمر و نئے کہہ کہ نائب کے لیے بھی تو لکھا ہوا تھا کبھی نقارہ نوازی کا اذن دیا ہوا ہے نائب آپکا جہاز اس میل پر جا کر طبل سکندری بجاتا ہوں اور اپنے میں سوا کہ اس میل پر چڑھ کر میں سے بٹھہرہ دیا گئے تنگ سے تو بچ گیا جب کوئی ہما زاد ہوا اس کے گاہر چڑھ کر کس طرف اہ لینا جو وہ ٹھٹھ نہیں لکھا ہوا جو حق نہ تھا سطح زندگی بناوا لیا ہر سب سردار و کئی طرف دیکھ کر لولاک یا روم کو کون کابل بکرا ہوا تاہون رقت تو گرہ کھولے جاؤ شاذ بکرمون تو بی محنت کا جو رہاؤں ہر ایک نے ایک کی حکیم سوا اور سو کی جگہ لاکھ دینار کا قسکہ لکھ کر عمر کے حوالے کیا عمر کے قسکہ لکھ کر پڑھا سے درین دریائے بے پابان میں طوفان شور و غل اٹھ گیا بسم اللہ جہاز ہوا و مرسلما : اور دم کو سادہ کر ایک بت کی گڑبیل پہ چکر دم جو ٹھٹھ و دھم سے زمین پر گر پڑا اور نیچے کو حلا دیکھا تو ایک سنگ ٹھٹھ کھولے بیٹھا ہوا منتظر ہوا کہ کبھی عمر کے حوالے آئے کہ یہ بلا کا منہ آئی اگر اس وقت سے بچے تو یہاں جان گنوا لئی ہو اس درست کر کے باؤں اس کے دانو نہ چیک کر حجت جو کی میل کے اوپر چاٹھا ہوا چوٹی پر ستون کے جہاز بچا سب جہاز کتو نہ یہ راہ کیا عمر کی اس چال کی پیچھون نے آفرین کی اور اس کی جرات اور بھڑائی کی داد دی عمر و نئے دیکھا واقعی ایک کوس لکھا ہوا اس کے طبل پر نام سکندر ز و القرمین کا لکھا ہوا ہوا عمر و نئے بسم اللہ کر کے چوبیس لکائی بڑی حبیب آواز آئی اس کی آواز سے چوتھ کوس میں رہا میں تلاطم بڑھ گیا طبل کا شور ہوا جتنے جانور آبی تھے سب دریائے اوپر تیر آئے اوپر بند جو اس میل میں تھے تھے سب کے بچنے کے لئے لڑنے لگے

ایر و بکی ہوا سے جہاز اعلیٰ نکلا مگر عمو اسی سیل پر رہا کہ دل میں پہلے اپنے اس امر کی تمنا تھی لیکن تنہائی سے گھبرا گیا چند دنوں کے عرصے میں سرمد کے جزیرے میں جہازوں کے لنگر رہے اور عمو جعفران مع فوج خشکی میں اترے اُدھر جہازوں کا قریب سرمد کی گریز آب میں آنا اور عمو کا شمارے پر لٹا رہ جانا



عمو کا یہ حال ہوا کہ تنہائی اور مصوبہ کی تکلیف سے بدحواس ہوتا تھا اور خداوند تعالیٰ کی جناب میں دعائیں مانگتا اور روتا تھا کہ ناگاہ عمو کے کان میں آواز سلام علیک کی آئی جب تیرا اور عمو کی طبیعت عمو کی گھبراہٹ سے بھاگتا ہوا گیا اور عمو دیکھ کر اور تیرے ہونے کے لگا کہ بیان ہوا میرے انسان کہاں کہ سلام علیک مجھے کر کے اور میری خبر سے مگر حضرت عزرائیل روح قبض کرنے کو تشریف لائے ہونے کے جان لینے کو آئے ہونے کے حیف صد حیف کیا مرے مقام پر موت آئی نہ تجیز و تکفین بھی نصیب نہ ہوئی مٹی بھی نیائی اتنے میں حضرت خضر نے آپ کو ظاہر کیا عمو نے دیکھا کہ ایک سبز پریشانی صورت بھڑا ہوا اور چہرہ شریف پر برقع بڑا ہی سلام باادب کر کے پوچھا کہ حضرت کا اسم مبارک کیا ہے اور اس مقام پر کس طرح تشریف آوری کا اتفاق ہوا اور حضرت خضر نے کہا کہ میں خضر مومن اور تجھے نجات دینے آیا ہوں انشاء اللہ ابھی جلد ہا کرتا ہوں عمو قد بوس ہوا اور سیرۂ شکر ادا کیا پر عیار بن کر شکر چاکر ہوا و ناناؤ نہ بھیا کہا کہ یا حضرت میں بدو کا

ندرت سے ہوں امید دار اپنی شفقت سے ہوں حضرت خضر نے ایک ن کلیم عنایت کر کے فرمایا کہ اسکو کھامین بانی بھی بیٹے کو
 بڑا اور تجھے اس قیدتِ محن سے رہا کر دے گا اور وہ کلیجہ کا کلیجہ دیکھ کر چل گیا کہ اس کلیجہ سے مجھے سیری کا ہے کو ہوگی بھوک کی جھانجھ
 میں بڑبڑانے لگا کہ یا حضرت اگر آپ پیغمبر خدا ہیں تو آپ کے رہنے کو میں نہیں بھونچتا ہوں لیکن میں بھی فی اللہ کا ہوں بہم سے
 ایسے بڑے وقت میں احتلاط کرتے ہیں یہاں ہم انہی جان کو مرتے ہیں جیسا آدمی سیر متوہا ہی تو احتلاط بھی ہو جھپٹا ہی نہیں تو
 بات کرینی بھی نہیں گوارا ہوتا ہے حضرت خضر نے کہا کہ احتلاط کیا تو نے بھوک کی شکایت کی میں نے تجھے کلیجہ دیا اور بانی پلانے کا
 بھی عہدہ کیا ہے اور لا کہ حضرت یہ وہی مثل ہو کہ اونٹ کے منہ کو زہرا بھلا اس کلیجہ میں سیر کیا ہوتا ہے ایک لٹری بھی تو سیر ہو گیا
 قطب تک عنایت فرمایا حضرت خضر نے کہا کہ مجھے آدمی پہلے تو نیت و ست کر کے کھا دیکھ تو اس کلیجہ کو تمام کھا بھی سکتا ہے اور
 بھی ہے یہ صبر کر کے فائدہ بلکتا ہے ورنہ وہ کلیجہ کھاتا تو باوجود میرے مرنے کے کلیجہ جیسا تھا وہاں سیام ہی سالم رہا حضرت خضر نے
 سیاحت کا ایک مشکیزہ نکالا اور اسے بانی پلا دیا اور کہا تو پہلے سے ایسا قیاب ہوا جاتا تھا اب کیوں کلیجہ باقی رہا ہے اور
 دیکھا کہ پیاس تو بوجھ گئی مگر مشکیزہ بھرے کا بھرا رہا مشکیزہ ادا کر کے کہنے لگا اور حال چلا کہ حضرت بھوک پیاس تو وہی کیسا تھی
 آپ پہلے جاؤ گے اور بیان کیوں تشریف لائے گئے میں پھر بھوک کا پیاسا ہونگا تو کس کو لگا اگر یہ کلیجہ و مشکیزہ مجھ کو عنایت ہوتا
 تو پہلے ہی نہ گئی نہ بھوک نہ پیاس کی فکر ہوتی مشکیزہ گزار رہے نہایت ہوتا حضرت خضر نے عمر و کے لہذا اس کو قبول کیا اور وہ مشکیزہ اور
 کایہ عمر و کو دیدیا اور فرمایا کہ عمر و کلیجہ و مشکیزہ بڑی بڑی کار و موہب تھیں بھوک و کھانا اور ست جگہ تیرے کا آؤنگا اور ہم
 کوس سکندری مع اسباب حمزہ کو دینا اور خبردار سمجھ کر نہ لینا عمر و لا کہ حضرت میں اس جھم کو کیوں نہ کر لجاؤنگا اور اسکا ایک رو
 تھا ونگا حضرت خضر نے ایک کلیجہ دیکر کہا کہ اس میں لپیٹ ہے مطلق بوجھ معلوم نہوگا عمر و نے اپنے زمین کہا کہ کلیجہ بھی جی جی ہو
 کا آؤنگی بڑبڑانے میں اُم دیکر کہا اسباب مع نقارخانہ سکندری کلیجہ میں لپیٹ کر اپنے سر رکھا اور پانوں نے حضرت خضر کو
 پر لکھا اسم اعظم جو حضرت نے لکھا تھا کہ خدا کے یہاں فرمایا تھا انا انما ایں میں ایں میں ہو چکا حضرت خضر نے فرمایا کہ عمر و کھینچ لے تو
 اشارہ سکندری خضر کا انا اور حسب تعلیم لے عمر و کا مع یہ لپیٹ یا حضرت علیہ السلام کے کھڑے ہونا



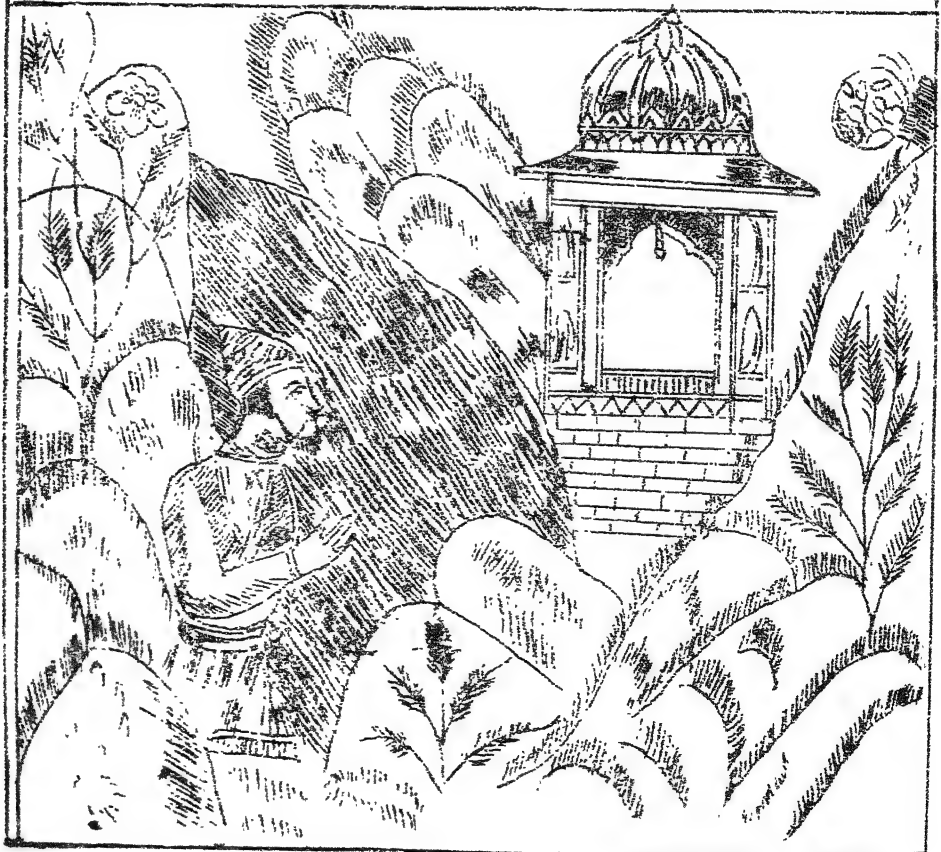
خدا کی قدرت دیکھ لے کہ دم کے دم میں کہاں سے کہاں تک پہنچا ہوا ہے اس مہیبت میں مبتلا تھا کہ بیان کھرا اور عجز و آنکھیں
 کھولیں آپ کو خشکی میں پایا سجدہ شکر خداوند حقیقی کی درگاہ میں بجایا کہوستان کی طرف روانہ ہوا میر کی تلاش میں جلا جلا جھل
 کا حال سنئے کہ جب بندہ سر نہ دیکھتا تھا اور باحوت عافیت مع لشکر خشکی میں پہنچے حضرت حضور الیاسؑ کی
 نذر جو طوفان ہونے میں مانی تھی کمال کشادہ پیشانی افراط سے ادا کی اور فرمایا کہ ہمارا دو مہینے تک اس جگہ پر مقام رہ گیا ہے
 سے کام رہ گیا اور ہم عزاداری عہد کی کر گئے اور اس کے نام پر بہت کچھ لندنگیے ظاہر ہو کہ میں اسکو عزیز اپنی جان کے برابر رکھتا تھا
 اور سب رفقا میں سے دوست زیادہ تر رکھتا تھا اور اتنے بھی میری رفاقت میں کہیں کی نئی جی کہ اسے میرے واسطے اپنی جان
 بھی می جتنے ضرورت تھی مع لشکر عہد کی عزمین سیاہ پوش ہوئے اور مصروف گریہ بکا و جوش و خروش ہوئے چند روز
 بعد عہد نے اس جنگل میں ایک مسجد دیکھی بہت نفیس اور پاکیزہ متبرک بنی ہوئی تھی جب قریب پہنچا تو پانچ آدمی غازی
 نظر آئے ناز پڑھتے پائے عہد بھی شریک ہوا اور فریاد باجماعت ادا کیا جب ناز پڑھ چکے اور درد اور وفات سے بھی
 فارغ ہوئے تو چار شخص تو اپنے مرکبوں پر سوار ہو کر ایک سمت کو چلے اور ایک شخص پیدل چلا عہد نے کمال سوزی
 اس سے حال پوچھا اسے کہا کہ اگر عزیز ہم پانچوں آدمی شہید ہیں خدا کی راہ میں جانیں دی ہیں اس کے عوض میں خدا
 یہ عین عطا کی ہیں کہ مواخذہ انخروی سے کچھ کام نہیں اسے فضل سے ہماری بخشش میں کچھ کام نہیں چاروں شخص
 مع اسب شہید ہوئے تھے اور میں بے گھوڑے شہید ہوا تھا اس سے وہ سواہ میں اور میں پیدل رہ گیا لیکن اگر تو مہربانی
 کرے تو میں بھی صاحب اسب ہو جاؤں تیرے حق میں عاکر تار ہوں عہد نے کہا تجھے جو اپنی خدمت ہو سکے اس کو عاکر
 سعادت جانا ہوں ایسے لوگوں کی اطاعت اور فرمان برداری سبب مغفرت جانشاہوں وہ بولنا کہ بیان سے ایک قصہ
 قہوڑی دود پر ہے اس قصہ کے فلاں محلے میں میر گھڑی اور میرے گھر کے صحن میں ایک درخت ہی کا ہی اسکے تھامے میں ہوا
 اشرفیوں کا لوٹا سر مہر گڑا تو نہرا لکھو ایک سم تو میرے دارثون کو دے اور ایک سم تو لے اور ایک سم میں گھڑا اور
 اسکا اسباب خرید کر کے خدا کی راہ میں میرے نام پر کسی کو دیدے کہ مجھ کو اس پیادہ روی سے نجات دے عہد
 اس سے رخصت ہوا اسکے مکان پر جب اسے اس کی وصیت عمل میں لایا اور آگے کو چلا کئی کوسں راہ طے کی ہوگی کہ
 ایک درخت سایہ دار کے نیچے سنانے کے واسطے بیٹھ گیا ایک لمحے کے بعد ایک بزرگوار کو اپنے داہنے طرف کھڑا دیکھا
 تھم بوس ہو کر پوچھا کہ آپ کون ہیں فرمایا کہ میں نام الیاسؑ ہے تیری مانت تجھ کو دینے آیا ہوں تیرے واسطے یہ
 سامان لایا ہوں یہ حال اور کمالی حال میں توجس قدر بوجھ باندھے گا سب ہلکا دکھائی دے گا اور کمالی جب لگا
 تو تو سب کو دیکھے گا اور تجھ کو کوئی نہ دیکھے گا یہ کہ غائب ہو گئے اور کسی جانب چل نکلے عہد و چند روز میں صاف
 کے لشکر کے نزدیک پہنچا اول دل میں خوش ہوا کہ کچھ لند لشکر تو ملا پھر دیکھا کہ ہر متفلس سادہ
 ہے اور کسی کے رنج میں باختہ ہوش ہے عہد نے اپنے دل میں کہا کہ خدا حمزہ کی خیریت

سنو اے ادنیٰ رعایت سے اسکی شکل دکھاوے ایک شخص نے اپنی فکر کو چھوڑ کر لکھ لکھا ہوا اور شکر تمام مانتی کیوں ہوں
 ہو وہ بولایہ شکر صا جعفران کا ہو چھوڑی مدت سے سین پڑا ہو عیار ایک امیر کا بھائی تھا امیر اس کو بہت پر
 کرتے تھے سو وہ دریائے شور میں ایک میل پر بڑھ کر گیا اس سے ماتم میں صا جعفران سیاہ پوش ہو کر ہوں تھے
 سب سے سارا لشکر سیاہ پوش ہو اور وہ خود قبلانے جوش و خروش پر چنانچہ آج پہلے اسکا ہو فقر و مسکین کو بعد
 فاتحہ خوانی کے کھانا تقسیم ہو رہا ہو عمر و نے دل میں کہا کہ امیر کی بھی محنت کا امتحان ہو گیا دن کو انھیں فقیروں میں چلو
 عمر و کے فاتحے کا کھانا بٹاتا تھا کاتار کا کوکلی اور تھک مودی کر کے خیمے میں گھسا دیکھا تو مودی کرب
 و خیر سوتا ہو اس کی چھاتی پر چڑھ بیٹھا وہ جاگ کر بوجھنے لگا کہ تو کہہ دو اور کہاں سے آیا ہے مجھ سے کیا سبب
 عداوت کا ہو عمر و بولا کہ میں ملک الموت ہوں آج عمر و کی روح کو بہشت میں بھیجتے تھے اس نے
 وہاں جانا گوارا نہ کیا اور خازن بہشت سے کہا کہ مودی کرب میل بڑا دوست ہو میں نے اسے بہشت میں
 بخاؤ نگاہ اسکی ہمراہی جنت کی طرف قدم نہ بڑھاؤ نگاہ اس نے میں نے نہیں جو کہ روں سیرلوستان تھا بہشت ہو
 تو نہ تھک لیجئے باغبان تنہا ہر چند اسکو بھیجا اگر بھی اس کے آنے میں بڑا عرصہ ہو ابھی بہت دور اسکا وعدہ ہو مگر جب
 اس نے نایاب جھکو حکم ہوا کہ جاؤ مودی کرب کی بھی روح کو قبض کر کے لے آؤ سو میں تیری روح کے قبض کرنے کو آیا
 ہوں اور تیری جان لینا ہوں مودی کرب نے کہا ہرگز میں دوست اس کا نہیں ہوں محب اور مخلص اسکا
 نہیں ہوں بلکہ اس کا دشمن جانی رہا کرتا تھا اور اس کی موت کی دعا مانگا کرتا تھا بلکہ ہوا فقط اس سے
 کبھی تھی میرے اسکے بنتی نہ تھی عمر و بولا کہ اگر تم مجھ کو کچھ دو تو میں چھوڑ کر جاؤں اور جو کچھ تم نے کہا ہو حقا
 سے عرض کروں غامی نے کہا کہ وہ سامنے ایک صندوق شرفیوں کا رکھا ہو اب لے لیجئے اور میری حبان
 چھوڑ دیجئے عمر و وہاں سے صندوق لیکر سلطان تخت کے خیمے میں گھسا اور وہی گفتگو اس سے بھی پیش
 کی اس نے بھی ایک صندوق شرفیوں کا دیا گویا اپنی دانست میں اپنی جان بچائی ملک الموت کے بچے سے
 رہائی بائی خلاصہ یہ کہ اس شب کو اسی طرح تمام سرفاروسے عمر و نے شرفیوں تحصیل کی اسی جھولی میں جمع
 کیں عمر و کے آنے کے بعد ہر ایک کو خوف سے تپ و لرزہ آیا اور کسی نے خوف کے مارے رات بھر چین بایا جب
 صبح ہوئی پہلے تو غامی نے رات کا حال امیر سے کہا امیر نے جانا کہ یہ بد خواب ہوئے اس کی باتیں شکر بہت
 سننے اور غایت محفوظ ہوئے سلطان تخت نے بھی اس کی کہانی سنا گزشتہ بیان کی اور مرنے بھی حاضر
 ہو کر ایسا ہی کچھ امیر سے کہا سکھوں نے رات کا واقعہ بیان کیا امیر نے فرمایا کہ جلد یہاں سے خیمہ اٹھاؤ گے
 لشکر کو بڑھاؤ معلوم ہوا کہ یہاں شیطان کا فتور ہو نہیں تو کیا سب کے خوابوں کا ایک ہی طرح ہونا
 ضرور ہی ایسا منور کہ لوگوں کو سودا ہو جائے اور تسلط شیطانیں کا ہو جائے دوسرے روز

عمر و نے امیر سے بھی یہی حرکت کی وہاں بھی ایسی ہی عزت کی امیر نے سماجی بات ہو کہ آواز آتی ہی مگر صاحب آواز نظر
 نہیں آتا کیا خبر ابی امیر نے اٹھ سے ٹھوڑا تو جسم اٹھ من معلوم ہوا امیر نے جس کچھ ایک ہاتھ سے اسکو پکڑا اور دوسرے
 ہاتھ سے چاہا کہ ٹھونس مارین گرد و گردین عمر و نے کہا خبردار اور عرب ٹھونڈا مارنا میرے چوٹ لگے گی تیری مار مجھے
 تکلیف دیگی اور جھٹ گلیں اپنے اوپر سے پھینک دی امیر نے آواز پجالی لگے سے بٹالیا اور کمال خوش ہو کر جھاتی سے
 لگایا عمر و نے تمام سرگشت بیان کی اور ساری اپنی کہانی کئی نقار خانہ وغیرہ اسباب سکندری امیر کو دیا اور کچھ
 شکیںہ اور کچھ دجال امیر کو دکھا کر اپنے پاس رکھا اور کہا کہ یہ حضرت خضر و الیاس نے جھکودیا ہوا اس میں
 اور کوئی نہیں کہ ایک میسر ہوا امیر نے صبح ہوتے ہی وہاں سے کوہ کیا اور کوہ سراندیب کے پیچھے خیمہ زن ہوئے
 اور بڑے مسافت منزل مقصود تک پہنچے چار طرف یہ خبر مشہور ہوئی کہ حمزہ نامے داماد نور شیران عادل
 کا خسرو ہندوستان ملک لندھو رہن سحران سے لڑنے آیا ہوا فوج اگرچہ قلیل ہے مگر ہر شخص شتم
 و تریمان و افرا سیاب کی حقیقت نہیں جانتا اور خود امیر بھی اوی بڑے دم و عوت کا ہو کہہ سراندیب
 پر امیر کے موسم میں پہنچے تھے اطراف و جزائرب کے لوگ وہاں جمع ہوتے جاتے تھے میلہ ہونے کا سبب
 یہ تھا کہ انھیں دفون میں حضرت آدم علی نبیا و علیہ السلام کی توبہ قبول ہوئی ہے اور اللہ تعالیٰ نے
 انھیں اس غم و اندوہ سے نجات بخشی ہے اور اس پیارے ایک پتھر پر حضرت آدم کے قدم کا نشان ہے ہر تارک
 ہندو و مسلمان ہر دو دو چار چار بیٹے کی راہ سے آدمی سبے ستور قدیم آکر پھاڑ کے نیچے اترتے تھے اور روز میں
 کو زیارت اس کی کرتے تھے عمر و نے امیر سے کہا کہ اگر حکم ہو تو پھاڑ کی سیر کرؤں اور وہاں جا کر خیر لاؤں امیر نے
 اجازت دی عمر و نے اپنی راہ لی عمر و جزیرہ کوہ آیا تو راستہ پایا کہ کوہ کے اوپر جاوے اور وہاں کی سیر کر دے ناگام
 ایک جھوٹری نظر پڑی اور کھڑا قصہ کیا وہاں جا کر ایک مرد بزرگ کو عبادت میں مصروف دیکھا اس بزرگ
 نے جو عمر و کا نام لے کر سلام علیک کی عمر و نے دواں پاس پھر کر خیر پھاڑ والا تیوری بدل لی اس بزرگ نے
 ہنس کر کہا کہ اے عمر و میں دواں یا نہیں ہوں حضرت نور علیہ السلام کی اولاد میں ہوں دشمن تیرا نہیں
 سالم میرا نام ہے شب کو مجھے بشارت ہوئی تھی اس سے میں نے تجھے بچا نا نہیں تو میں جھکوا در تیرے نام کو
 کیا جائیگا کہ اگر ایک گز دیا اور فرمایا کہ سامنے جا کر اس گز کے برابر زمین کھود جو تیرے مقصود کا ہے وہ جھک کر ملے گا
 خداوند حقیقی تیری قسمت کا تجھے دینا اگر طبع کو راہ نہ دینا اور جو کچھ مل جائے وہ لے لینا عمر و نے اس گز سے
 ناپ کے زمین کو جو کھودا ایک دانہ لعل خرشروں کا نکلا اسکو کھودنے پر آمادہ ہوا اپنے کیسے میں رکھا اور زمین پھر کھود
 لگا جب کھودتے کھودتے تھک گیا اور کچھ نہ ملا نہ ہوا کہ سلام کے پاس آیا اور وہ لعل کا دانہ دکھایا اسانہ
 نے کہا کہ اب کوہ پر جاؤ آدم علیہ السلام کے قدم کی زیارت کر آؤ عمر و نے کہا کہ پساڑ پر جا سنے کی

راہ کو کسی طرقت نظر نہیں آتی ہوا اس کی بلندی پر چڑھتے ہوئے میری عقل چکر اُتی ہو جاؤں تو کیونکر جاؤں وہاں
 کس طرح پاؤں سالم نے کہا وہ جو بار یک سی بلڈ ٹڈی ہو اس پر سیدھا چلا جا دلمین اپنے کچھ نہ گھبرا سحر و اسی
 راہ سے کوہ کے اوپر گیا مگر چلتے چلتے مر گیا دیکھا کہ ایک احاطہ نہایت عمدہ طیار ہو اور اس احاطہ کے اندر سبز و
 ہوا اور اس سبز کے گرد چشمہ ہائے صفا جاری ہیں اور جا بجا درخت بھی بڑے بڑے بھاری ہیں جب آگے گیا
 تو ایک سنگ سفید پر حضرت آدم علیہ السلام کے قدم کا نشان دیکھا آنکھوں کو ملکہ اس قدم کو بوسہ یا اور
 کی خاک کو آنکھوں میں لگایا اس قدم کے گرد قد آدم جو اہر کے دھیر دیکھ کر بھڑکھڑ میں پانی پھر کیا دلمین لایح مکر آیا سو
 کہ حضرت آدم علیہ السلام کے قدم کی زیارت تو کر چکا اب اس جواہرات کو لیکر یہاں سے جلدی اپنے لشکر کی راہ لے رہا
 کون دیکھنے آتا ہی کون قید کر کے لوجا تہی کملی کچھا کر تمام جواہرات کو مٹھیا لیکن جب دروازے کے پاس پہنچا تو دروازہ
 آنکھوں سے اوجھل ہو گیا کچھ نشان بھی سکا نظر نہ پڑا عمرو نے پھر لٹے پاؤں اگر حیاں جواہر پڑا تھا وہیں ڈال دیا واز
 یہ جوتنگاہ کی دروازہ بدستور دکھائی دیا پھاٹک کا جو کھٹ باز و وغیرہ سب نظر آئے لگا عمرو نے پھر تجویز کیا کہ
 اس دروازے پر نشان رکھنا چاہیے تب جواہر کو بیان سے لوجا نا چاہیے عمرو نے نیم تلج رہنا دروازے کی کھٹ
 کی زبرد پر رکھے جواہر کے دھیر وں کے پاس کھڑے ہو کر دروازے کو تاکا دروازہ اورتاج دکھائی دیا عمرو نے
 دوبارہ اس جواہر کو کملی میں رکھ کر وہاں سے راہ لی جب پاس دروازے کے پہنچا تو دروازہ سے تاج
 غائب تھا کر دنی خوشی دنی پیش سامنے ہوئی دلمین کہنے لگا معلوم ہوا کہ دادا آدم بھی نہایت منظم تھا
 اتنا مال کسی کو نہ بچے گا انھیں کے پیش نظر رکھا رہیگا بدستور جواہر کو رکھ دیا تو تلج دروازہ پھر نظر پڑا عمرو نے
 دیکھا کہ نماز کا وقت آیا اب چشمہ سے وضو تازہ کر کے نماز ادا کی اور زار زار رونے لگا اس مقام متبرک کو کھلی اجاں
 دعا جان کر جناب باری مین دعا مانگی ناگاہ اس گریہ و زاری میں عمرو کی آنکھ جھپک گئی دیکھا کسی بزرگ نورانی
 چہرہ میرے سر پر کھڑے ہیں اور میری طرف شفقت سے دیکھتے ہیں ان میں سے ایک بزرگ طویل قامت نے
 ایک جامہ دیکر فرمایا کہ اے تو بہن سلو و یو جامہ کہتے ہیں اسکے پہننے سے جمع بلیات و آفات سے محفوظ رہیگا اور کسی طرح
 ہر شیطا طین اور جنابت خات کا نہ پہنچے گا اور اس میں جو زنبیل ہو اگر تمام دنیا کی اشیا اس میں ڈال دیا تو ناب
 ہو جائیگی اور سو اے اشیا و نگاہداشتہ کے جو اشیا منظور خاطر ہو گی وہ اس میں سے نکل تیگی اور اس پر لکھ لکھ
 جب کہیگا کہ دادا آدم میری صورت ایسی بن جائے اسی صورت کا بن جا دیکھایا اسکا معجزہ ہو اور جس کی زبان
 چاہیگا بولے گا اور سمجھے گا اور نام میرا آدم ہو عمرو تسلیم بجا لایا اور سر قد بوس ہوئے کو جھپکا یا دوسرے بزرگ
 نے جام دیکر فرمایا کہ اس جام پر جو اسم اعظم لکھا ہوا ہو اسکو یاد رکھنا تیرے بڑے کام آدیکھا اور اس میں تیرا نام خطور
 ہو اور میرا نام اسحاق نبی اللہ تیرے پیغمبر نام اپنا و او و تیا اور ایک تارا دیکر فرمایا کہ جب تو اسکو جاکر

تیرے مقابلے میں کوئی نایک بھی نہ آوگا اگر سامع علم موسیقی بھی نہ جانتا ہوگا تو بھی تیری آواز سے اس کے دل میں جوش
 لگے گی تیرا عاشق اور شیدا ہوگا جو تجھے بزرگ تمام اپنا حاصل سمجھتا ہوگا کہ تیرے کی نسبت بہت کم ہے اور کہا کہ دو طبع میں کوئی
 کچھ سے سر نہ ہوگا اور کوئی رہو بار بھی تیرے برابر ہوگا ہوا سے بھی آگے جاوے گا اور کبھی تھکے گا حضرت صالحؑ یہ فرما رہے تھے کہ
 ایک تخت آسمان پر ہے زمین پر اترا اسپر ایک بزرگ بیٹھے ہوئے تھے انکی صورت دیکھ کر عمر کی آنکھوں میں جھکاؤ نہ ملے گی
 طبیعت عربیہ خوف کھا گئی چاروں پیغمبروں نے تعظیم کی نہایت مکرم کی عمر نے اپنے بوجھ کا یہ کہن بزرگ ہر طرف بھونکے
 کہا یہ پیغمبر آخر ارادہ ان محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں ست بستہ ہو کر کونش کی اور ابتدا سے عرض کرنے لگا کہ یا حضرت
 سب پیغمبروں نے ایک ایک نعمت عنایت کی ہے آپؐ اس قدر ہر ایک میں تین مرتبہ موت مانگوں تب تک کہ ان کو
 میری روح قبض نہ کریں اور میں مرنے سے پہلے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خدا چاہے گا تو ایسا ہی ہووے گا اس میں عمر کی
 ایک کھل گئی دیکھتے تو جو جو عالم رویا میں پیغمبروں سے پایا تھا وہ سب پہلو میں دکھائی دیتا تھا اس لئے کہ وہ عالم ہی و عمر و ان
 تیرے کات کو لیکر سلام کے پاس گیا اور تمام قصہ حیرت بحسن تفصیل دے کر اسے سلام نے کہا کہ عمر و اب جا کر حمزہ کو بھیج دے
 عمر کا پہاڑ پر قدم گاہ آدم کی زیارت کو جانا اور دم و داؤد وغیرہ سے تبرکات پانا



ہا کر اُسکے بھی قریب میں جو کچھ ٹھہرے اور ان سے روایہ ہوا اُنہائے راہ میں احتیاطاً زنبیل پر ہاتھ رکھ کر کہنے لگا کہ یاد آو
 اوم میں طویل القامت ہو جاؤں اور رنگ میل روغن قیر سے بھی زیادہ کالا ہو جاؤں اور حجب تکشمہ و درخشاں
 نہ کروں گھٹنے نہ پاؤں میرا قد و قامت اور جندہ اور بشرہ اس عالم کے آدمیوں سے نرالا ہو جاؤں عمر و نئے دیکھا کہ فر
 قد بڑھ گیا آئینہ میں جو دیکھا تو اپنی صورت سے آپ ڈرا دل میں کہنے لگا کہ ایسا نہوا ایسی ہی صورت رہ جاؤ
 یہی قد و قامت اور رنگ رہ جاؤ زنبیل پر ہاتھ رکھ کر معجزہ طلب کیا کہ میری صورت اصلی ہو جائے شکل
 پہلی سی ہو جائے فی الفور اصلی شکل بن گئی عمر و نئی جان میں جان پڑی تب تو عمر و خوش ہوا بخلین بیانے لگا کہ میر
 جیسی صورت جاہلون کا ویسی ہی بن جائیگی موقع موقع پر ادھی لطف دیکھا یہ سب بھڑھ صورت تبدیل کر کے لشکر اسلام
 ہو چکا وہاں بجا کر گانے لگا جس نے سنا اپنا شغل چھوڑ کر عمر و کے ساتھ ہوا لوگوں نے یہ خبر صا حقران کو پہنچا
 کہ ایک ہندی آدمی اس ہیئت کا اردو میں آیا ہوا دونا بجا رہا یہی کہ سننے والوں کا ہوش نہیں بجار ہوا صا حقران
 نے طلب فرمایا اپنے حضور میں بلوایا دیکھا تو واقعی عجب صورت کا آدمی ہو کہ عالم خواب میں ایسی شکل نہیں دیکھی ہو
 گا نا بجا ہو سنا تو کان کھڑے ہوئے امیر مع امر ایسے محو ہوئے کہ کسی کو اپنی خبر نہ رہی سب کو ٹکٹکی سی لگ گئی
 جب عمر و کا بجا چکا تو امیر نے پوچھا کہ اے شخص تو کہاں کا رہنے والا ہو اور تیرا کیا نام ہو عمر و بولا کہ مجھ کو
 محمود سیاہ بن کہتے ہیں اور رہنے والا اسی مہرندیب کا ہوں خسرو ہندوستان مجھے خوب جانتا
 اور بہت کچھ انعام اس سے پاتا ہوں لیکن میرے حوصلے کے موافق نہیں دیتا کہ یہ پردا ہو جاؤں اور کو
 رئیس کے رو برو دست سوال دیکھلاؤں صا حقران نے فرمایا کہ اسکو ہمارے خزانے میں لیجاؤ حقد رہو
 شرفی جاہر کہ اس سے اٹھ سکے اسکو دلاؤ و سلطان بخت عمر و کو امیر کے خزانے میں لے گیا اور انعام کے ٹکٹکی
 کہا عمر و نے جتنے ہندو خزانے میں تھے ایک ایک کر کے سب نکالے سلطان بخت بولایا تو صدا ہوا عواو کا
 بوجھ ہو چھٹے جس قدر اٹھ سکے آنا اٹھا اور امیر کا جتنا حکم ہو اس قدر مال متاع بھولی میں باندھ کر اپنے
 گھر لیجا اتنی ہوس کیوں کرتا ہی بے فائدہ خزانوں کے ہندو قنبر کرتا ہی عمر و بولا کہ ہاں حضرت وہی ترانا
 نہیں تو کیا میرے پاس عرابے چھکڑے ہیں کہ انہیں لیجاؤ لگایا اور لادنے والوں کو کہیں سے جا کر بلاؤ لگا سلطان بخت
 یہ سمجھ کر کہ شاید اسکو خلل مانع ہی چپ ہو رہا اس کی اس حرکت سے خبر نہوا اور بھی متعلقین اور ملازمین خزانہ
 دیکھا کیے سب کے سب چپ کھڑے رہے عمر و نے ان سب ہندو قون کو حال بچھا کر اوپر تلے رکھا اور رسی
 باندھ کر کا ندھے پر رکھ کر کوہستان کی راہ لینے کا ارادہ کیا دیکھنے والوں کے ہوش اٹھ گئے خواہ اس باتی نہ رہے
 سلطان بخت نے اسے روک کر کہا دراٹھرو ہم اپنے حاکم کو بھی خبر کریں اس کے کان تک بھی کیفیت
 ہو چکا دیوینا عمر و ہندو قون کو کا ندھے پر سے اتار کر بلے لگایا سلطان بخت نے جا کر امیر سے

تمام قصہ کہاکہ یا صاحب قہر ان وہ تو معلوم سنیں کہ جن ہی غول بیابانی کوئی ساحر ہو یا افت راضی ہو یا لایہ
 آسمانی ہو اس نے تمام صندوق خزانے کے ایک جال میں باندھ کر کندھے پر رکھے اور ایسا سبک جال نکلا کہ اس کے
 بائون تک نہ ڈنگائے اور کانہ سے نہ بے فروی نے اس کو روکا ہی کہ ہم اس کی اطلاع اپنے خاوند کو دے لیوین
 تب مجھے نصرت کریں صاحب قہر ان نے سنتے ہی تجویز کیا کہ یہ خواہ مخواہ عمر فرماؤ کوئی اور شعبہ دیکھ کر اٹھو اور
 اس کی جال کی تقریر ہی خود شریف لیا کر فرمایا کہ کیوں بھائی خوب یہ کوشش نہ دکھاتے ہو ہمارے اوپر ہاتھ صاف کر رہے ہو
 عمر و ہنس کر یا میر نے اس کو گلے لگا لیا عمر و نے ساری سرگزشت بیان کر کے کہا کہ آپ کو بھی سالم نے بلایا ہے
 اور کچھ تبرک آپ کو واسطے بھی رکھا ہوا میر نے شب کو آرام کیا صبح کو صبح جمع امراد عمر و داسن کوہ کی طرف
 گئے اور سبزہ زار اور نرون اور چشون کی سیر کرنے لگے ایک میدان دیکھا کہ زمین اس کی صندل سفید و
 گلاب سے خمیر کر کے ہموار کی ہو نہایت دلچسپ اور پُر فضا سطح کہیں سے نہ بچی اور نہ اونچی ہو اور اس کے
 ایک گوشے میں تال سنگی و مگدرو لینم و بلم و گرز و غیرہ اسباب ورزش کے رکھے ہیں اور چند آدمی اس کے
 نکاحان کھڑے ہیں میر نے ان سے پوچھا کہ یہ کس کی ورزش گاہ ہو وہ بولے کہ خسرو ہندوستان ملک
 لندہ صوبہ بن سحدان کی ہو جو یہاں کا بادشاہ ہو امیر نے عمر و سے کہا کہ میں بھی اپنا زور آزمائی ان لوگوں
 کو اپنی طاقت دکھاؤں عمر و نے کہا بسم اللہ آپ کو مبارک یہ ورزش گاہ ہو امیر نے اس تعلیم گاہ میں جا کر جتنے
 تال و مگدرو لینم و بلم تھے سب اٹھا لیے لیکن گرز نہ اٹھا امیر کو از بس کوفت ہوئی گمال ملال ہوا کہ اتنی توی
 عورت اور شرم رکھنے والا ہو جب اس کا گرز نہ اٹھا تو مقابلہ لبتہ اند کے دشوار ہو گا آگے بڑھے مغرم سالم کی طرف
 گئے سالم نے بظلمت ہو کر وہی گرز دے کے کہا کہ آپ اس سے ناپ کر فلانے مقام کی زمین دھو دین جو کچھ
 آپ کا حصہ ہو گا وہ ملے گا وہ آپ میرے پاس لائیں امیر نے سالم کے کہنے پر عمل کیا تو ایک دانہ
 یا قوت کا پایا سالم کو لیا کہ دکھایا سالم نے سما یہ مال آپ کا ہو اس کو اپنی جیب میں رکھیں اور کوہ بزیار
 کے واسطے جلیے آپ کا حافظہ نام خدا ہو جب تک اُدھر سے اعانت نہو گی خسرو ہندوستان
 سے بڑا آئے گا کسی طرح اس پر فتح نہ پائے گا امیر نے پھاڑ پرجا کے حضرت آدم علیہ السلام کے قدم شریف
 کی زیارت کی اور اسی جگہ عبادت میں مشغول ہوئے اور مصروف سناجات و نوحاج و ناری رہے ناگاہ
 سجدہ آخر میں غفلت سی آگئی جھکی سی لگ گئی دیکھا کہ ایک تخت فلک پر سے سطح زمین پر اترا اور اسی
 مقام پر آگے نور فگن ہوا اس پر کئی بزرگ نورانی چہرہ بیٹھے ہیں اور سب کے چہرہ مبارک سے لمعات نور ظاہر
 ہوتے ہیں ان میں سے ایک بزرگ طویل القامت نے نام امیر کا سیکر سلام علیک کی اور دعا سے
 برکت دی اور فرمایا کہ حمزہ یہ بازو بند لے اور اپنے بازو پر باندھ کیجی تیرا پنج حریف سے ختم نہ ہو گا

نہرے ساحل تو می کو کسی طرح الم نہ ہو گا اور اگر حریف کا قہر زار گز بلند ہو گا تو بھی اس بازو بند کی برکت سے تیری لہو
 اس کے سر پر لگی تھی کبھی گز نہ ہو گا لیکن کوس جنگ پر پہلے جو ب نہ لگانا پیشترستی کبھی حریف پر نہ کرنا جتنا تک
 تین حربے حریف نہ کر لیتے تب تک اپنا وار نہ چلانا ایک طیف کور و زبدہ دکھانا جو امان مانگے اس کو امان
 دینا بھاگے ہوئے کا بچھاؤ نہ کرنا کسی شکستہ خاطر کے شیشہ دل کو نہ توڑنا سائل سے منہ نہ موڑنا تو کات کھڑا صفائی
 سے چھیلے گا اور الفت اسلام کا نیزہ بلند کر لیا اور تیکر کبھی نہ کرنا کسی سے ودن کی نہ لینا خاکساروں اور کمزوروں
 کو کبھی تکلیف نہ دینا یہ خویش را خاک رہی سازی و بربادی و بی امان ست کہ بر تخت روان شاد روی اور
 و کیفا نعرہ بے ضرورت نہ کرنا تیرے نعرہ کی آواز سولہ فرشتہ تک جاویں گی سننے والوں کے دلوں میں ہل
 ڈال دے گی یہ نصیحتیں کر کے حضرت آدم علیہ السلام نے امیر کو چھاتی سے لگایا اور سب پیغمبروں نے امیر کے
 حال پر طعنے فرمایا خوشی کے مارے حضرت امیر کی آنکھیں کھل گئیں امیر نے اٹھ کر بنید سے جاگ کے عاقلین
 خواب کی پڑھیں و فتوازہ دوبارہ کیا دو گنا نہ شکر کا اد کیا اور فاتحہ پڑھ کے سالم کے پاس آئے
 اور زدہ بشارت زبان پر لائے سالم نے امیر کو مبارک باد دی اور یہ وصیت کی کہ اس سا فر ملک
 عدم کو فقط آپ ہی کا انتظار تھا آپ کی امانت کی نگہبانی اور راہ بتانے کا بار تھا لو خدا حافظ میں اپنی راہ
 لیتا ہوں مگر اتنے کے دیتا ہوں اپنی تکلیف لگدگوار کر لیجئے گا تجھ پر تکلیفیں میری اپنے ہاتھ سے کیجئے گا یہ کہہ کر دنیا
 سے ہاتھ کھینچ لیے اور حصار پر باذن بھلا دیے کمر تو حید پڑھا اور داخل حنت ہوا رہا سخی کہ رشک برد و فرشتہ
 برپائی مانگے دیو زہ خندہ بہ بیباکی ما امان جو سلامت بہ لب گوہر بریم و شایاں بریں جنتی و جلال کی ما امیر
 نے اس ہستی بے وجود پر اشک حسرت بہائے ان کو گور و کفن دیا اور وہاں سے اٹھ کر لن دھور کے
 ورزش خانے میں آئے وہ جو ایک ہزار سات سو من کا گز تھا اس کو بسم اللہ کہہ کے تنکے کے مانند
 بے جد و جہد اٹھا کر دوسرے گوشے میں رکھ دیا اور بتا شاپنے لشکر میں پہونچے اور وہاں
 آکر کئی ہزار دینار سا کینوں کو خدا کی راہ میں دیے نگاہیا نون نے یہ معرکہ لندھور کے
 کان تک پہونچا یا لندھور نگاہیا نون سے یہ کیفیت سن کر زور خانے میں آیا گز کو
 دوسرے مقام پر دیکھ کے کمال متعجب ہوا کہ اور بھی کوئی میرے مقابلے کا اس مہربان
 پر آہونچا اور نگاہیا نون پر تاکید کی کہ جس شخص نے میرے گز کو ایک گوشے سے
 اٹھا کر دوسرے گوشے میں رکھا ہو اور اپنا زور آزمایا ہو اگر وہ پھر آوے تو مجھ تک اس کو
 لے آنا اور فوراً مجھ کو خبر پہونچانا عمر و کا حال سنئے کہ امیر سے سیر کے بہانے سے رخصت ہو کر
 لندھور کے اردو کی طرف پہونچا ایک خراسانی کی صورت بن دو تارا ہاتھ میں لے خسر مند وستان کے

استان پر جا کر نظر ہوا جو بلارون نے پوچھا تو کون ہی اور تیرا پیشہ کیا ہی اور کس طرف سے اور کس ملک سے آیا ہی بولا کہ شاہ منشاہ ہفت اقلیم کے داماد کے ساتھ یہاں تک پہنچا ہوں خسرو ہندوستان کی قدر دانی کا حال سنکر در دولت پر آیا ہوں ذرا میری خبر کر دو مجھے وہاں تک پہنچاؤ غرض بلیکون نے اپنے واروغہ کو اطلاع دی واروغہ نے لندھور کی خدمت میں عرض کی حکم ہوا کہ حاضر کرد حضور میں لاؤ عمرو بموجب حکم کے دربار میں پہنچا لندھور عمرو کو دیکھ کر متحیر ہوا کیونکہ اس شکل کا آدمی کبھی اس نے نہ دیکھا تھا اس قیامت اور صورت کا انسان اس کی نظر سے گزرنا نہ تھا عمرو سے پوچھا کہ تیرا نام کیا ہی اور تیرا مولد اور مقام کیا ہی عمرو نے لندھور کو دعائے کر بولا کہ جھکویا بابے زود بر وکتے ہیں اور میرے بزرگ لوگ خراسان میں رہتے ہیں لندھور نے کہا کہ عجیب نام ہی اور طرفہ کام ہی معلوم ہوتا ہی تو ہر کسی کو مار آتا ہی اور اس کا مال دست برد کر کے لیجا تا ہی عمرو بولا کہ غلام تار کو مضرب سے مارتا ہی اور سامع قدر دان کے دل کو دست برد کرتا ہی گداز دلی برا بھارتا ہی لندھور اس لطیفہ پر بہت خوش ہوا اور گانے کا حکم دیا عمرو تمام ارباب نشاط سے بالا دست بیٹھا اور دو تارے کو ملانے لگا جتنے گویے بجوئے دربار میں حاضر تھے عمرو کے آگے بیٹھ کے ٹیٹھے پر کن منانے لگے ناک جھون چڑھانے لگے کہ اس میں ایسا کیا کمال ہی کہ نایکون کی طرح ہم پر بالا دست ہو کر بیٹھا ہی دون کی لے رہا ہی لندھور نے کہا اول تو یہ مسلمان ہی اور ایک شاہزادہ عالی وقار کے ہمراہ آیا ہی اور اس کا فقیہی سامان ہی اور اس کی دل جوئی مجھے گو نہ ضرور ہی کہ ملکوں ملکوں جائے گاہر جگہ بیان کا تذکرہ ایک گامین اس کی خاطر شکنی کروں گا تو ملک غیر کا رہنے والا ہی اسکی زبان سے مطعون ہونگا اور اگر خاطر کروں تو بخیر یاد کریگا اسکو بھی یاد رہے گا دوسرے یا مہر ہو کہ نزدیک سے اسکا گانا سننا مجھے منظور ہی تھا رے آزدہ ہونیکا مقام نہیں ہی ان باتوں تمھیں کچھ کام نہیں ہی ان کو سمجھا کہ عمرو سے اشارہ کیا عمرو گانے لگا جتنے ناسعین تھے گویے تک محو ہوئے اور کہنے لگے کہ اسکے گلے میں کہیں ہڈی ہی گلا کا ہے کو بانسلی ہی لوگ تو عمرو کے گانے پر محو تھے سب کے سب غش ہوئے مگر عمرو زمرہ کے طاؤسون پر تخت کے چاروں گوشوں پر تعبیہ کیے ہوئے تھے دانت تیز کیے بیٹھا تھا گرم نگاہوں سے تاکتا تھا لندھور نے محظوظ ہو کر کہا کہ ای باباے زود بر و مانگ کیا مانگتا ہی تیری خواہش کس چیز کی جانب سوا ہی عمرو بولا کہ حضور کی عمر دراز ہو حضور کی عنایت سے خوشی ان کے داماد نے بہت کچھ دیا ہی متاع دنیا سے مجھے بے نیاز کیا ہی پھر تھوڑی دیر کے بعد لندھور نے کہا کہ تو اس وقت مجھ سے کچھ مانگ ملزل تیرے دینے کو چاہتا ہی تجھے کمال دل خوش ہوا ہی عمرو بولا کہ حضور کے صدقے سے مجھ کو کچھ احتیاج نہیں ہی غلام روپے پیسے کا محتاج نہیں ہی

شاہ لندھوور کا تخت طاووس پر جلوہ افروز ہونا اور عمرو کا دو تارا بجا کر گانا



مگر یہ جی چاہتا ہو کہ اس وقت اگر حکم ہو تو ساقی گری کر دن ایک دو بار وہ گل رنگ پلاؤں لندھوور نے ساقی
 اول کی طرف اشارہ کیا اس نے صراحی و جام عمرو کے حوالے کیا عمرو نے ارغوانی جام مرصع من بھر بھر بلانے لگا جب
 دو تین ربل جگا دیکھا کہ لندھوور کی آنکھوں میں گلابی دھڑے نشے کے ٹپکے حواس مختل ہوئے ایک مرتبہ ہاتھ کوڑھایا ان پر
 طاووس نہیں سے ایک کو اکھاڑ کر بغل میں کھال لندھوور نے نکلیوں سے دیکھ کر کہا کہ اترو دو یہ روئے کیا کرتا ہو طاووس کو کیوں
 جھوٹی میں ہڑتائو آنکھ مار کے کہنے لگا چپ ہو ایسا نہ کوئی سنے یا اور کوئی دیکھے لندھوور سن بات برے اختیار رہنا کہ عجیب
 مصلحت ہے کہ میری توال چڑاتا ہو اور مجھے کوڑوں کھانیاں بتاتا ہو کہ چپ رہو ایسا نہ کوئی سنے یا کوئی دیکھے کہ خسرو نے
 فرمایا کہ سنو تو زور و بر دینے تو میری اور دوسرے کے سننے سے کیا ہوگا مجھے چوری کسی ہی مگر چونکہ تیری اس جہد کی بھی

اک عین سینہ زوری ہو اسوقت مزایا اس کے صلے میں باقی طاؤس بھی میں نے جھکوئے تھے اب تو خوش ہوا عمرو نے
 ادا بجا لاکر ان طاؤسون کو حبیب میں رکھا اور کھلی کھری کرنے کی فکر میں ہوا اور لندھو ر کی آگ بھج کر ایشمال
 دار سے بیہوشی زنبیل سے نکال کر شراب کے شیشے میں ملا دی اور دو دو جام لندھو ر اور سب رباب محفل کو
 پلا دی ایک لمحہ نہ گزرا تھا کہ سب کی آنکھوں میں سرسوں بھولی بھولے کو اپنی خودی بھولی نشے کی تریک میں بھونک
 اپنے آپ کو دیا میں شنار بھج کر یاد آ رہا کہ ہمارے غوطہ مار مار کر کتنا رے لگو جھٹ پٹ تیر تیر کر کتنا رے
 پہونچ سکے پہلے لندھو ر کو دا اور منہ کے بھل گرا اور اس کے ساتھ سب بل محفل بھی بی بی جگہ سے اچھلے اور طراق طراق
 بیہوش ہونے کے زمین پر گرے عمر نے دست درازی شروع کی جانتا کہ اس محفل میں آٹھ تھانہ تھا فرش تک اٹھا کے نذر زنبیل کیا
 اور اپنی راہ لی اور بات کی بات میں اپنی فرد گاہ پر پہونچا اور غنیمت کا مال گو یا لیکر مار گئے ہو گیا قضا کا اسوقت اس میر نے
 حکم دیا تھا کہ دیکھو تو عمر وہاں ہر کس فکر میں سرگردان ہو رہی دیر سے غائب ہوا ہو دیکھو شکر میں ہو یا کہیں ہو گیا ہو
 جلد جاو جس حالت میں لے آسٹی طرح لے آؤ لو جو عمر کے خیمہ میں آئے دیکھیں تو کثرت سے اسباب ہر قسم کا بھلا ہوا ہو
 اس میں قسم اصل و دوم جن پہا ہو انھوں نے عمر سے کہا چلے ہما جھڑان نے یا کیا ہو اس طرح حاضر کرنا حکم دیا ہو لا
 اچھا بھائی اسباب بھال لون تو چلتا ہوں تمھارے ساتھ ہی خیمہ سے نکلتا ہوں بونے کفریت ہو مع اسباب چلتا
 ہو گا ورنہ باعث ملال ہما جھڑان کا ہو گا کہ حکم یوں ہی ہو عمر و اسباب سمیت اس میر کج دست میں حاضر ہوا اس میر کج کے
 اسکا کہیں لگ گیا ہنس کر بوجھا کہ یہ اسباب کیسا ہو بولا خوش منہ نے جھکوئے نام دیا ہو ہما جھڑان کو تعین آیا اسوقت تو
 اسباب کو حوالات میں رکھا صبح کو عاوی سے فرمایا کہ تم خسرو ہندوستان کو ہماری طرف سے دعا کہنا اور یہ اسباب مع
 دیگر تحائف جو میں تم کو سونپتا ہوں خسرو ہند کو دیکر یہ پیام پہلے کہنا کہ معلوم ہوا کہ کوٹھڑی آجکی محفل میں حاضر ہوا تھا آجکی محفل
 میں کسی صورت سے پہونچا تھا اسکا تو بیان یہ ہو کہ خسرو ہند وستان نے اسباب بھجوا کر نام دیا ہو یہ سب نانہ بھجوا کر اپنی خوشی
 بخشا ہو لیکن چونکہ بھجوا سکے قول اسکا فعل کا اعتبار نہیں ہو کہ اس سے بڑھ کر کوئی زلے میں عیار نہیں ہو اس واسطے
 اسل اسباب کو میں نے بھیجا ہو اور اس تحفے کو کہ از بس قلیل ہو اگر قبول کیجئے تو میری خوشی کا موجب ہو اسکا منظو
 کرنا عین مناسب ہو اور اگر عمر نے کچھ بے ادبی کی ہو تو میں مطلع ہوں کہ میں اس کو سزا دوں عاوی کمر ب
 اسل اسباب کو راہ لون بر لندھو ر خسرو ہند وستان کی خدمت میں حاضر ہوا اور در دولت پر برکرو فرما ہو بوجھا و
 لندھو ر کی محفل کی یہ کیفیت ہوئی کہ جب مال ظہور فرزند ہوا اور تخت فلک بر جلوہ افروز ہوا لندھو ر سے ارباب
 محفل ہوشیار آ بار گاہ کو اجڑا دیکھا کہ استفسار فرمایا کہ زوہر وہاں ہو کہیں سکا نشان ہو لوگوں نے کہا کہ ہکونین
 معلوم کہ وہ کدھ گیا اور کس طرف چلتا ہے تا ہوا کہ خسرو نے اپنے گلے میں یکے قوند ہا دیکھا کھو کر حویر چھا معلوم ہوا کہ وہ
 زوہر و عمر تھا انھیں ذات شریف کا شب کو بیان گذر تھا اسوقت تمام کے پوشاک پہنی ہمار کی تیاری ہو گئی کاناہار و

بارگاہ میں فرش بچھا یا سر سے کمرون کو سجایا آئے میں ہر کارون اور چوبدارون نے خبر کی کہ عادی کی قربانے
 خوشنور ان کے داماد کا اچھی راتنا ہی بہت کچھ تحفہ و تحائف جہان بناہ کیواسطے لاتا ہوں دھوڑنے کی سدا عادی
 استقبال کیواسطے بھیجے وہ نسب جا کر ہمراہ اپنے عادی کو دربار شاہی میں لاکر پہنچے عادی نے بارگاہ میں حاضر ہو کر
 سرالط آداب ادا کر کے صاحبقران نے جو کچھ کہا تھا اسکا اعادہ کیا اور وہ اسباب جو عمر و دست برد کر کے لیکیا تھا حاج
 تحائف سرسلہ امیر بادشاہ کے حضور میں رکھ دیا خوشنور عادی کی تمیز پر بہت خوش و محظوظ ہوا اور اسکو اپنے سر سے
 بالادست بٹھایا اور صاحبقران کا تحفہ بھیجا ہوا تو نے لیا مگر اسباب کے باب میں حکم دیا کہ ہنر عمر کو معاف کیا اور خوشنور
 تمام اسکو یہ مال بخشا ہماری طرف سے بھونڈا کے امیر کی خدمت میں عرض کرنا کہ حاشا اگر عمر و کی طرف سے ذرا بھی گرو غیا بے
 واسن پر بٹھا ہوا کیسی طرح کا خیال میری خاطر میں سکی جانب گذرا ہو میں نے معاف کیا اب بھی درگزر فرمایا میں نے اسکا خیال
 کسی عنوان لینے لا میں بلکہ میں عمر و کی اصلی صورت دیکھنے کا اشتیاق ہوں اگر آپ اسکو بصورت اصلی میر پاس بھجوا دیں گے
 تو کمال ممنون کریں گے یہ کہ عادی کو غفلت ناخبرہ سے سرفراز فرمایا اور خدمت کیا اور وقت خدمت اشتیاق اپنا عمر و کی
 نسبت دیا بلایا عادی نے جو کچھ دیکھا تھا امیر سے آکر بیان کیا امیر بہت خوش ہوئے اور عمر و سے فرمایا کہ اے
 بابا بے زور و بر و کو خوشنور نے بصورت اصلی بلایا ہوا اسباب تمہارے لیے دایں بھیجا ہوا عمر و حشاش و شاش ہوا
 اس اسباب کو اپنے خیمے میں رکھ کر لہو دھو کی طرف جلا آئے اس راہ میں عمر و نے دیکھا کہ ایک جماعت سودا گروں کی جاتی ہو رہی
 ان کے باس نہایت عمدہ تحفہ مال سودا گری کا ہوا زمین سے ایک ہاتھ میں تلج جو ہر رنگا لاکھون روپے کی قیمت کا ہے کہ
 کبھی کہیں نہ دیکھا ہو نہ سنا ہو عمر و بھی لباس تاجرانہ پہن کر ان کے ساتھ ہوا اسی جماعت کے ہمراہ جلا جلا جماعت بارگاہ کے آستانہ
 پر پہنچی درود ملت ہوا حاضر ہوئی خبردارون نے خبر کی سباب کی جلیبی ہوئی لہو دھو نے جو تلج کو سٹو کر دیکھا بہت خوش
 اپنی سرکار کے داروغہ دیوان خانہ کو بلوایا اور یہ فرمایا کہ جو اسکی قیمت ہوا سودا گروں کو یا ضافہ انعام دلو اور اور خوش
 خوشنور کو خدمت کرو میں بھی اس تاج کو سر پر رکھوں گا اسوقت سے ہونو لگا عمر و نے سٹو کر کہا کہ بچے تلج کی قیمت ہکو
 ملے تب خوشنور تلج کو اپنے سر پر رکھے یا تو بچگی کو سو پنے لہو دھو نے گفتگو سٹو کر تلج مقیم کے حوالے کیا اور فوراً رشہ کو دیا کہ
 اسکی قیمت تاجر و کو دیکر حضور میں آؤ میں سبکی حیرت سے نہیں لیتا ہوں ان باتوں کا میں شیخ و عادی نہیں ہوا ہوں میں
 کو سودا گروں کے پاس لے گیا اور قیمت بوجھنے لگا عمر و نے اس کے ہاتھ سے لیکر کہا کہ روشنی میں دیکھ کر اس کی قیمت
 میں کہو لگا بادشاہوں کا دربار ہی بیان کیجہ جمال کر لین دین کی گفتگو کرونگا مقیم بولا کہ بہت بہتر ہو تمہاری آقا
 صواب پر عمر و خلوت خانے سے باہر نکل کے آسمان کی طرف دیکھ کر گوئی سے کہنے لگا کہ اگر غلیظا اٹھا ہو کچھ اندھیری کی
 آمد آمد ہو غبار سا بھی چھا رہا ہو یہ کہہ کر ایک سمت جلا اور فوراً چلتا ہوا تاجر اور ملازمین شاہی فلک کو چارون
 طرف دیکھ کر کہنے لگے کہ اے عزیز کہیں نشان تک بھی ابر کا ہوا اتنا جھوٹ کیوں بولتا ہے بھر کر؟

دیکھیں تو وہ شخص تاج لیے بھاگا جاتا ہوا اور بہت دور نکل گیا فی الفور یہ خبر خسرو کو پہونچی اور لشکر میں مشہور ہوئی
خسرو آپ اپنے ہاتھی کی تنگ پر بیٹھ کے اس کے پیچھے روانہ ہوا اور عمر کو جاکر دیکھا کہ وہ جھاری کی طرف بھاگا اور
راہ نہ تھی عمر و دست پاچہ ہو کر اوپر اوپر دیکھنے لگا دیکھے تو ایک چھوٹا ہوا سیسہ ایک شخص چکی میں ہاڑ جھٹ پٹ
اس کے گھر میں جا کر اس سے کہنے لگا تو کچھ اپنی موت و زندگی کی بھی خبر نہ پتا ہوا کہ خسرو نے ایک خواب دیکھا ہوا
حکیموں نے بھی اس کی تعبیر کہی ہو کہ اگر کسی حوالے کے سر کا پوست تقارے میں منڈھ کر خسرو اپنے ہاتھ سے بجاوے
تو بہتر ہو خواب کے ضرر سے نجات پاوے سو لوگ تیرے پکڑنے کو درڑے آتے ہیں جلاو کو ساتھ لائے ہیں بھار
اس کے جیتے جی گویا مر گیا کہ مفت میں جان گئی بدحواس ہو کر عمر و سے بوجھنے لگا کہ میں کیونکر ظالموں کے ہاتھ سے بچوں
اور تھوڑی زندگی کے دن تیرے عمر و نے کہا کہ اپنی دھوتی مجھے دے کہ میں پنکڑ چکی پیسنے لگوں تیری جان بخشی کی
فکر کروں تو اس حوض میں غوطہ مار کر چکا بیٹھا ہو کوئی آہنگا میں اس کو جواب دے لوں گا تیرے گھر سے حیلہ حوالہ
کر کے مال دوں گا اس کو گویا حوالہ ملی دوبارہ زندگی ہوئی فی الفور دھوتی عمر و کے حوالے کی پوشاک اپنی فوراً
دیدی اور آپ ننگا حوض میں کود کر بیٹھ رہا عمر و نے اس دھوتی کو باندھ کر چکی پیسنے شروع کیا لندھو ہوا تھی
پرسے آکر اس سیلابان کے گھر میں گھسا اور عمر و سے بوجھا کہ ایسی صورت کا آدمی بھی تیرے گھر میں آیا ہو
سچ بتا کہ وہ کہاں چھپا ہو عمر و نے کہا کہ حوض میں غوطہ مار کر بیٹھا ہوا اس میں پک ہا ہوا لندھو ہو تو کپڑے اتار
کر حوض میں کودا اور عمر و لندھو ہو کر پوشاک لے کر اس گھر سے باہر نکل کے خزانچی کو پوچھتا ہوا جلا خزانچی سے
جو ملاقات ہوئی اس سے کہا کہ خسرو نے یہ نشانی دی ہو کہ جلا خزانچی کو دکھا کر دو سو تمہیں لے آؤ اور بہت
جلدی کی ہو اور بات کی بات میں میرے پاس پہونچاؤ خزانچی نے دو سو تمہیں اس کے حوالے کئے عمر و نے لے
لیے اور پھر اپنے لشکر کی راہ لی اور اپنی چھوٹی بھری اور لندھو حوض میں سے اس سیلابان کو نکالنے
لگا اور اوپر اچھالنے لگا اس نے حوض کے پھروں سے اپنے سر کو کرا کے زخمی کر لیا اور کہنے لگا کہ اب پوست
میرے سر کا خراب ہو گیا کسی کام کا نہیں رہا کسی اور آسٹا گر دان کو تلاش کر کے اس کے سر کے پوست سے تقارہ
منڈھ کر خسرو کو دے اور خاطر خواہ اپنے انعام و خلعت لے خسرو اس کو بجاوے اور تعبیر خواب کی دیگر
اپنی آفت شاد دے لندھو حیران ہوا کہ کیا بگتا ہوا اس کو مایہ خویا ہوا ہو کہ ایسی بے تکی باتیں کر رہا ہو
کوئی دیوانہ اور مجنون سا ہو جب آسیابان حوض سے نکلا لندھو ہوئے دیکھا کہ وہ شخص نہیں ہوا اس میں
اس میں فرق کہیں سے کہیں ہو باہر نکل کے لوگوں سے بوجھا کہ اوپر کوئی آدمی گیا ہو اس گھر سے کوئی اور
آدمی نکلا ہو لوگوں نے کہا کہ اور تو کوئی نہیں گیا ہو مگر جس شخص کو حضور نے پوشاک نشانی دے کر دو سو
تمہیں دلوائے تھے اور اپنے ملبوس خاص عطا فرمائے تھے وہ خزانچی سے تمہیں لیکر اس طرف گیا ہو یہی معلوم

کہان رہتا اور خسرو سمجھا کہ یہ عمر و تھا اسکی ظرافت اور چالاکی اور منصوبے پر عاشق ہو گیا بوشاک بدلتا تھا
 مستقیم صاحبقران کے اردو کی طرف روانہ ہوا امیر کو عیار دن نے خبر دی کہ خسرو ہندوستان
 ملک کندھوور بن سعد ان کیلا ہاتھی کی متاک پر سوار حضور کے خیمہ کی طرف آتا ہے اور کوئی رفیق یا مہم
 یا سپاہی بھی ساتھ نہیں لاتا ہے صاحبقران نے فرمایا کہ آنے دو اور خبردار سب چپکے رہو جب کندھوور
 ہاتھی پر سے اترے اور امیر کے خیمہ کی طرف چلا ہوا صاحبقران تباور خیمہ پیشوا کی کمرے لے آئے اور اپنی کرسی پر بیٹھا
 برٹھا یا اور موافق اسکی حیثیت کے بہت اعزاز و اکرام فرمایا اور جشن کی تیاری کی محفل نشاط آفا ثامین فرمایا
 کندھوور امیر کا خلاق دیکھ کر ایک جان چھوڑ کر حیران سے عقون ہو گیا اور نہایت درجہ شکر سے اخلاق و اسکی اور پوچھ
 عمر و کہان ہی اسکو اسوقت بلوایے مگر بصورت اصلی طلب فرمایا کہ میں اسکی صورت کا مشتاق کمال ہوں تمہیں
 ہوں میرے پاس جب جاتا ہے ہیست بدلتا جاتا ہے اور اپنا فقرہ کہتا ہے حکم ہوتا ہے ہی عمر و بصورت اصلی حاضر
 کندھوور کو آداب بجالایا اور اپنی کرسی پر بٹھا ساقیان سمین من زین لباس با جام و صراحی ربار میں لے اور
 آفتاب جو کو تمام جام میں لبریز کر کے گرو شمین لائے پہلا جام صاحبقران نے اپنے ہاتھ سے کندھوور کو پلایا بعد
 آپ نوش فرمایا جب جسے انکھنیں سرور آئے کندھوور نے عمر و سے گائے کی فرمائش کی سازشگوار اسکی اجازت دی
 و تارنگہ کر لایا اور سیا وقت کا رنگ چلا گیا کہ تمام مجلس بخود ہو گئی اور کندھوور کے منہ سے صدائے آفرین آئی
 کندھوور نے اسے مراد دیا نے گلے سے اتار کر عمر و کو دیا اور فرمایا کہ وہ تلج بھی بنے تجھ کو معاف کیا بلکہ اسے صاحب
 اور کندھوور سے کانڈن کان کچھ باتیں ہوتی رہیں اب میں گفتگو میں محبت غلو میں کی رہیں جیسا ہوا و خیمہ مغرب میں
 خسرو ہندوستان نے ہنگام رخصت صاحبقران سے کہا کہ ہماری عرض پذیر ہوئی یا نہیں میری استعفاء
 میں ہو چکی یا نہیں فرمایا کہ اب شہر لودو تی بجالاتے ہیں اور چھوٹے اپنے اخلاق سے ممنون فرماتے ہیں اور چھوٹے اپنے اخلاق
 نے اپنے اپنے کو بھیجا ہے مقیم مجبوری کا ہے کندھوور نے کہا کہ اس راوے کو درگزر فرمائیے لطف صلح میں ہو کر جنگ
 اس قصہ سے باز آئے نفس الامریں نوشیوران نے آپ کو چھوٹے لڑکیوں میں بھیجا ہے یا اس نے آپ سے جنگ زرگری کا
 ہوا کہ وہ ابکا عدد ہی جب قابو آپ پر نہ چلا تو اس نے یہ تدبیر کی جو یہ معاملہ آپ سے کیا امیدوار ہوں کہ چھوٹا
 ہمارے بچے اور اس قصہ سے دیکھ کر کچھ میں اسکو مار کر لے لو تخت پر بٹھلاؤں چین سے حکومت کیجئے اور اس
 کو نخل میں لیکر شاد روز اس سے داد عیش کی دیجئے امیر نے کہا کہ میں نے تمہارے قتل پر بیڑا اٹھایا ہے میرے
 اس سے بد عہدی کروں یہ کیونکر ہو سکتا ہے کندھوور نے تلوار اپنی چھینکر امیر کے آگے رکھ دی اور عمر و
 یہی رضی ہو تو بلکہ انداس بے سرو پا کے سر کو کاٹ لیجئے اور بس خشت لیجا کر نوشیوران کے آگے رکھ دیجئے صاحب
 نے سر کندھوور کا گلے سے لگالیا اور اس کی جلاں مردی اور دھانکی کی تعریف کی اور بہت کچھ اس کا دل خوش

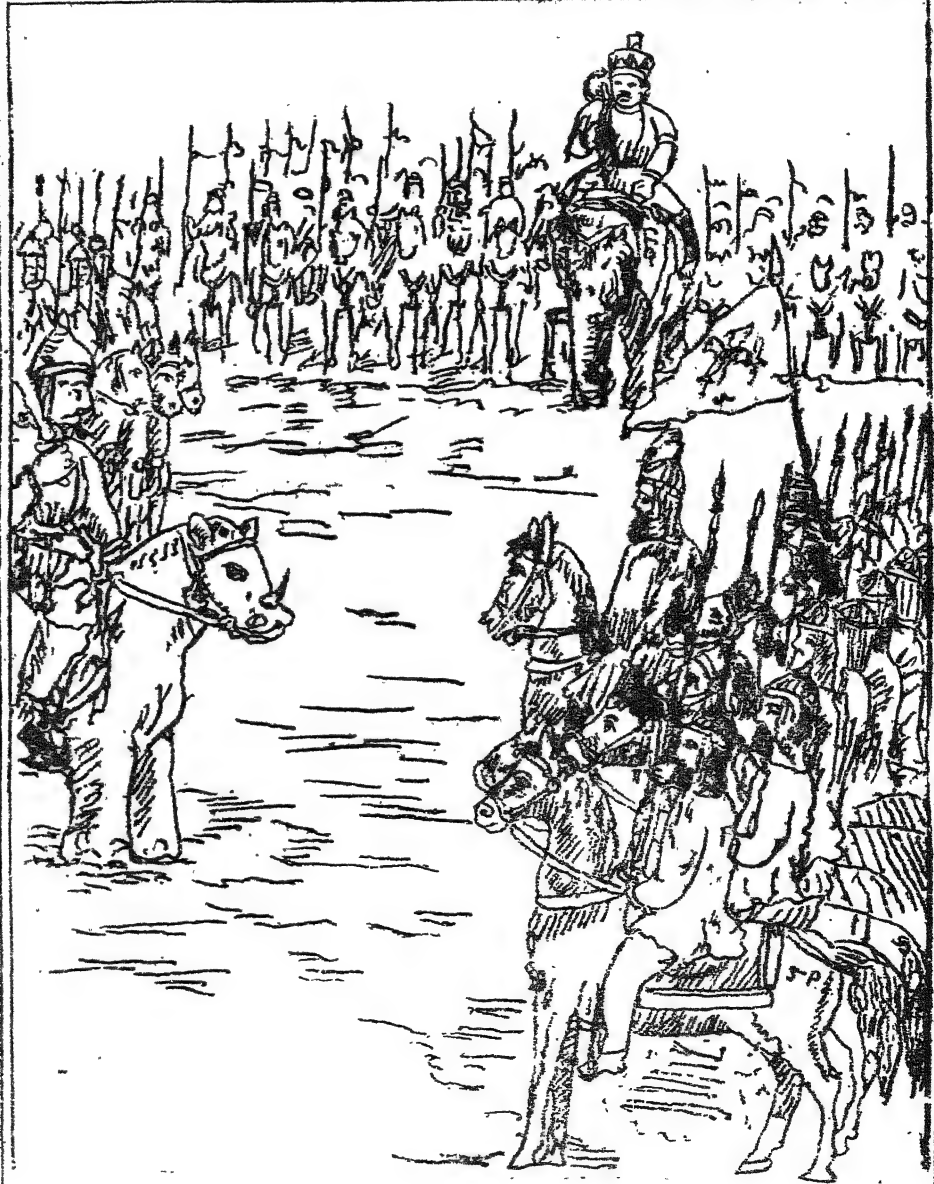
اور کہا یہ کام جلا دون کا ہو یا زرد لون کا ہو طبل جنگ بجوایئے اور صبح کو میدان کا رزار میں تشریف لائے
 سر میدان جو کچھ ہوگا سو ہو رہیگا اور دیکھا جاوگا کہ لندھو رو لاکہ خیر خدا حافظ ہو اگر یہی مرضی ہو تو آج آپ
 طبل جنگ بجوایئے لشکر کو مطلع فرمائیے امیر نے کہا کہ پہلے آپ اپنے لشکر میں طبل جنگ بجئے کا حکم دیجئے بیشک وہی
 آپ ہی کیئے پھر میں بھی حکم دوں گا جنگ کی تیاری کروں گا خسرو نے مجبور ہو کر اپنے لشکر میں طبل جنگ بجوایا
 صا جھڑانے بھی اسکے طبل جنگ کی آواز لشکر کو سسکتی رہی پرچوب مارنے کا حکم فرمایا تقاربے پرچوب پڑی
 زمین رزمگاہ کی دہل گئی شہر زقارہ آواز آمد برون کہ دولت دولت گروون دون + جو لوگ مدت سے
 مشتاق شاہد رعنا سے تیغ کے تھے ان بہادر و نکورات شب عید ہو گئی انکے بخت بیدار ہوئے وہ ساعت سعید
 ہوئی کہ کل روز وہاں معشوقہ شمشیر بان ہو سنگام آرائش بری بیکر ان خیر و شان ہو غسل کر کے پوشاک لی اپنے
 اپنے بناؤ کی تیاری کی عطر سیاہ ملا آنکھوں میں سرمہ دیا بان چاہا کہ آپس میں باتیں کرنے لگے بعضے صاف
 صاف بعضے دھندلاری سے شجاعت کا دم بھرنے لگے دیکھئے کل کسکو شجہ رومی حاصل ہوتی ہو اور کسکو زردی
 کامل ہوتی ہو اور دنگلیہ ہو ہو کر کہنے لگے کہ آج عید قربان کا عرفہ ہے آج ہی گلے مل لیجئے کل تصاب اجل سفاکی کر
 باندھے گا دیکھئے فرصت ملنے کی دے یا نہ دے ابھی معانقہ سے مسرت حاصل کیجئے دیکھئے کون بسمل ہوتا ہو اور کون
 کون اپنی جان کھوتا ہو بعضوں نے اپنی تلوار میں ڈور ڈال دیا کہ حرلیٹ کی گردن کا ڈور نہ بچے بعضوں نے تلوار کا
 پٹھا چروایا کہ بدن کا گٹ پٹھا لگانے سے کوئی کتا ہو کہ کل بنی تیغ کی چال دھال دیکھا ہو کوئی بولا کہ اپنی صفائی کا
 تمہارا لال دیکھنا ہی بعضے دستاؤں کو قوت بازو سے صاف کرتے کہ سر دست فتح کی شکل نظر پڑے کوئی کتا تھا کہ خدا
 آبرو رکھنے والا ہو جنگ سردار و اسیکی ذات کا سہارا ہو کوئی کتا کہ ملک ہندوستان کی تلوار دیکھنا ہو ہندو کی
 جرات اور جنگ دیکھنا ہی بعضوں نے فولادی خود کو چمکایا اختر اوج اقبال سرداری ظفر بنایا بعضے چار آئینہ کو
 جلا دینگے لگے کہ عروس ظفر کی صورت بے کدورت دکھا دے بعضوں نے خنجر کو آبدار کیا کہ حرلیٹ ایک ہی ضرب
 میں ایسا سیرب ہو جاوے کہ پھر باقی نہ مانگے ٹھنڈے ٹھنڈے تلواروں کی چھاؤنمیں ملک عدم کی راہ لے بعضوں
 نے برچھی اور بھالے کو دیکھا بھالا بعضوں نے سنان درہلم کے پھل کو سان پر چڑھوایا کہ حرلیٹ کی سینہ پر گینہ میں ملک
 سجائے صاف کو چڑھائوں سے سرخرو نکالے کسی چھری قزوی پر پشت و رو باڑھ رکھوائی دشمن کو باگشت کے لئے
 کی دلمیں ٹھہرائی کسی نے کٹا رکھا چروایا کہ عروہ کا رودہ سلامت نہ رہو بعضوں نے ترکش خالی کر کے تیروں کے
 یہ کرتے درست کیے کمان کو سینہ کا وقت پر بدست نہ ہو اور وہ جو دالی راسے بیل دو اچھیلی کے مرزا موگرا
 تھے انکو کوس حربی کی آواز سنتے ہی دست بردست آنے لگے ٹھہر ہو اسیان چھٹے لکین رنگ زرد و خشک
 ہو گئے رور و کر گئے منتیں بننے لگے اگر یہ جنگ صلح ہو جاوے تو بایدار صاحب دارون میں آئے تھاری چھریان

چڑھا دیئے کوئی نام نہ نہ کہ میں یہ جلیوں پر جا کے سپر پھڑکی کی کڑا ہی کروں گا کسی نے کہا کہ میں یہ لوگوں کا سیکہ کروں گا اسی طرح سے ہر ایک نیتیں ماننا تھا اور اپنے سائیس سے کہتا تھا کہ دیکھنا بھائی صبح منوٹے پاؤں کہ تم گھوڑے کو کسنا ہم ٹھڈے ٹھڈے تاروں کی چھاؤں میں اپنے گھر کی راہ لیں گے ولس ٹھڈے فوج کا مقابلہ ہو امیر کو تو ملکہ کی لو لگی ہو ہم کہاں مفت اپنی جان دیں گے سائیس نے کہا کہ خداوند سپاہ ہو کر ایسی بات زبان پر لاتے ہو برسوں سے درماہ کھاتے ہو وقت پر جان بچاؤ گے تو لوگ کیا کہیں گے ہوا کی بات کو کیا منہ دکھاؤ گے مردوں کا کام حرف کو پیٹھ دکھانا نہیں ہے یہ وقت بہادری دکھانے کا ہے وادوں کو کیا منہ دکھاؤ گے تو ساتھ کے جوان آوازہ پھیکین گے جلیسوں میں پیٹھ کے طعنے ہو یا گھر چلے جانے کا ہو اگر ایسا ہی کرو گے تو ساتھ کے جوان آوازہ پھیکین گے جلیسوں میں پیٹھ کے طعنے ہو زبردگی ان کے ہاتھوں سے مشکل ہوگی علاوہ اس کے خفت حاصل ہوگی اور یہ چرچا جا بجا ہو رہا ہوگا تو کہیں نوکری نہ ملے گی کسی رئیس کی نظروں میں آپ کی ابرو نہ رہے گی اور اگر ایسا دل رکھتے تھے تو کیوں سپاہ گری میں نام لکھوا یا کیوں اس دن کو اختیار فرمایا سوائے اس کے یہ کیونکر ثابت ہوا کہ دشمن مارے ہی جائیگے یا نصیب اعدائے اور تیر کے دور سے زخم ہی کھا بین گے دیکھے گھوڑے دانہ جو دلا جاتا ہو جس کی قسمت میں دو ٹکڑے ہونا نہیں ہو وہ چٹا ثابت دینے سے نکل آتا ہی ہر کام ہمت کو نہ مار لے بڑے کے تلوار میں مارے مر دانہ وار حرف کا سامنا کیجئے کام بن پڑے تو خدا دانہ سے خلعت و انعام لیجئے آج ایک ایسے ہوکل دوا لیسے ہو جائیے گا زندہ جو اور کام بن پڑے گا تو اور عزت پائیے گا جھٹلا کر سائیس کو سخت و سخت کہنے لگے کہ اب تیر کیا جائے گا جان تو شان ہماری جائیگی تجھ پر کیا گزند آئے گا تو تو یہی چاہتا ہو کہ اگر دشمنوں سے دور بار شیطان کے کان بے آنا چت ہو جاوین لڑائی میں دور از حال خدا نخواستہ کام آئیں تو تو ہمارے کپڑے پھٹے ہتھیار لگا بجا رہو گھوڑا اپنی ران کے نیچے داغ کروادے سواروں میں داخل ہو کر تنخواہ میں سے مرے اڈا سے اقتدار لائی بیل اور بوا چھیلی کو دوزخ کا کندہ کرے کہ انان جان اور بڑی باجی صاحبہ کو درغلا انکار یور کو کر اپنے یاروں سے رو پیسے کر گھوڑا مول لویا اور بخشی جی سے برا کام کروا کر گھوڑا داغ کروایا ہم کو آفت میں پھنسا یا ہر چند ہم کہتے رہے کہ ہم کو ہود دیکھ کر غش ہوا ہو چڑیا سر برے ہو کر نکلتی ہو تو ڈر کے مارے جان سننا جاتی ہو دم گھبراتا ہو کہ گولی آئی اور کہیں نہ کہیں بڑی کہاں اور ہتھیار گھوڑا کہاں یہ معرکہ لڑائی بھڑائی کا کہاں لڑکپن سے تو ہم کو امان جان بے نا نعمت سے بالاکھی سپاہیوں کی صحبتوں میں بیٹھنے کی روادار نہیں سوائے سنا اور شطرنج اور گنجیفہ اور ناچ و غیرہ کے کچھ کام نہ رہا اب سواروں میں نا لکھو اگر گھر سے باہر نکالا بھی خدا

دو چار برس نہیں گزرے ہیں اگر صورت دیگر گون ہوئی تو وہ بیجاری کیا لے گی اٹھتی جوانی کس کے سر پر یہی محنت مزدوری کر کے کھاتے اوگی کاڑھتے یا نیچے باندھتے شام کو دوپہہ گھراتے مان بہنوں پاس بیٹھ کر خوش ہوتے رات کو بی بی کے پاس ٹانگ پھیلا کر چین سے نیند بھر کے سوتے اور آوازہ تو کوئی تب پھینکے گا جب ہم کو اس لشکر خوشخوار میں دیکھے گا ہم کو اپنی جان بھاری نہیں ہو کہ بیان سے ٹکڑے بھرا اس سخت فرقہ سپاہ گری میں نوکری کریں یا پھر تمنا اس فرقے میں نام لکھوانے کی کریں باقی جنوں کی جو تونے تمیل دی ہو تو ہم کو دے چنوں میں سمجھ لے تو کسی طرح جان تو بچنے دے تو جانتا نہیں ہو جب کہیں ایسی ویسی لڑائی ہوئی ہو ہم بھاگتوں کے اکاڑی اور مار تون کے بچھاڑی رہے ہیں کسی نے ہماری صورت دیکھی ہاں ایک بات ہو اگر خیر خواہی جتنا ہو ٹک حلالی دکھاتا ہو تو اپنا انگوٹھا لنگوٹی لٹکوا دے کل ہم جانی کھر یا لجا کر تیرے بدلے کھاس چھیل لائیں گے شام کو گھوڑے کے سامنے ڈال دیں گے اور تجھے روٹی پکا کر کھلائیے تو ہمارے کپڑے ہیں ہتھیار لگا گھوڑے پر چڑھ کے ہماری عوفن نوکری بجانا لڑائی میں مردوں کا ساتھ دینا خلعت و انعام جو ملیگا تو ہی لینا خلاصہ یہ کہ مرد و نامرد رات بھر اپنے اپنے منصوبہ میں سرگرم رہے جو مردانے بہادر جنگ آزمائے تھے صرف مناجات ہو کر دست بردھاتھے کہ اتنی کل اس محرکہ میں شرم رہے بہترے نامور ات ہی کو بھاگ نکلے بعضے اسمال میں مبتلا ہوئے جب شاہ خاور کی آمد کا دن کا بجالو پرچم شعاعی مہر کا چمکا سطرف سے صا جعفران بنیادے نماز فجر شکر غازیان ملائک صورت سرا ہدایت حاتم باطن نیک طینت اور اسطرف سے اندر صہور بن سعدان آوارہ باد یہ ضلالت صفت آرا ہے میدان کار زام ہوے اور طرفین کے لشکر آواہ جنگ پیکار ہوئے تیر واروں نے بیل بوٹے جھاڑی سے میدان صاف کیا بیلاروں نے اونچی اونچی زمین کو ہموار اور شفاف کیا ستونوں نے ہزارہ فوارہ مشکوں کے دانے میں لگا کر میدان کی گرد کو ٹھلایا سیرانی اور نہر بہت میں غیرت شمشیر بنایا میمنہ و میسر قلب جناح ساوہ دیکھنا گھلا ہوا دل بچھلا چند دل وغیرہ جو وہ صفین ہر طرف آراستہ ہوئے عرصہ جنگ میں دونوں جانب کی کمال خوبصورتی کے ساتھ جو چین چین ہنوز کوئی کسی طرف سے مبارز طلب نہوا تھا کہ سامنے سے ایک غبار تیرہ تیرہ و خیرہ خیرہ اٹھا جب مقراض باد نے گریبان گرد کو چاک کیا اور چہرہ زمین کو کدورت خاک سے پاک کیا چالیں علم نمودار ہوئے جانب مقابل کے لوگ ہوشیار ہوئے معلوم ہوا کہ چالیس ہزار سوار کی اس لشکر میں جمعیت ہی اس قدر اس لشکر کی کیفیت ہی ہر گاہ تیسری طرف وہ لشکر قائم ہوا صا جعفران نے دیکھا کہ صف اول میں گستمین اشک زرین کفش عالم خوک پیکر کے نیچے کھڑا ہوا لشکر کا انتظام کر رہا ہو سرگرم صف لڑتی پھرتی امیر نے غم کو دکھایا عمر و دل میں ایک فقرہ سوچ کر اپنے لشکر سے علیحدہ ہو کر گستم کے لشکر کو چلا دو ہاں

پہونچ کر کمال ادب و نیاز گستہم کو سلام کیا اور فقرہ کیا گستہم بولا کہ کو خواجہ عمر و اچھے تو رہے ہست تو
 بعد نظر پڑے عمر و بولا کہ اچھے کیا خاک ہیں جیتے ہیں نہ مرتے ہیں زندگی کے دن بھرتے ہیں اس عجب کی
 نوکری کرتے اپنی مٹی خراب کی مفت بلا اپنے سر پر لی گستہم بولا کہ خیر تو ہی عمر و نے کہا کہ خیر کیا ہی اچھا کہ حمزہ نوشیروان
 کی دامادی کی امید میں ایسا تخت کے گھوڑے پر سوار ہو گیا کسی کو خاطر میں نہیں لاتا ہی اپنی پندار غلطیوں سے
 کہ دنیا میں کوئی میرے برابر نہ پہلوان ہی نہ زور آور دانا ہی یا تو مجھے خوشامد کر کے دنگل پر بٹھاتا تھا یا اب
 لکری پر میرے بیٹھے کار وادار نہیں ہی اب مطلق وہاں بیلا مرتبہ اور وقار نہیں ہی اور میں نے جیسی جیسی حاشا
 لی ہی اگر کوئی کر گیا تو معلوم ہوگا اس وقت میری خیر خواہی کا مزہ لے گا اب میرا بھی پہلی راہم ہو کہ اسکی نوکری
 چھوڑ دوں اور کسی طرف راہ لوں (خلق خدا تک نیست پائے مرالنگ نیست) ساری نہیں دھی تو کہیں لے گی
 اس وقت سے میری جان تو بچ گئی گستہم بولا کہ یہ کیا بات ہی تم جہاں رہو گے تمھارے واسطے سب کچھ ہو مقرر
 ممتاز وہاں ہو گے اگر چوکیوں سے آزاد کرو میں اپنی جان کے برابر ملو دیکھوں تمھاری خدمت بخوبی کروں عمر و بولا کہ
 ایسا واسطے تو میں تمھارے پاس آیا ہوں اس کے لشکر سے ادا سنا ہوں لیکن آپ کا کام کیجئے کہ حمزہ کو لے دھوے
 گرنے نہ دیکھئے مناسب یہ کہ آپ پہلے سبک اپنا مرکب لے کر لے دھوے مبادی طلب ہوں میرے مخدوم دیکھ کر بجائے اور
 خجل اس کے لشکر کی سبکے سب ہوں لے دھوے خاک زور نہیں ہی میں نے اس کے گرز کو دیکھ لیا ہی ایک چوب پر رہے
 خول بند کے لئے پہنا دیکھا ہی میں جانتا ہوں کہ لے دھوے کے برابر دنیا میں کوئی بزدل نہ ہوگا اور کوئی زیادہ عالم
 میں اس سے بڑھ کر فن مریدی میں کل نہ ہوگا پس حمزہ اگر اسکو مار گیا تو نوشیروان کا داماد بنے گا اس وقت دیکھئے
 کہ کیا اُدھم جوئے گا اور کیا خرابیاں کر گیا گستہم نے کہا خوب ہوا تم میرے پاس آئے اور میرا تشریف لائے میں ہوں
 کو اگر حمزہ کو بھی لے آؤں دو دن کو تلوار کی کھاٹ پر آتا ہوں اب تم سے پرہیز کیا ہی حقیقت حال مدعا میرا یہ
 میں نے بہرام کو بار کے زابل میں سکونت اختیار کی تھی اور وہاں بہت عیش آرام سے بسر ہوتی تھی کہ نوشیروان
 شقہ اس مضمون کا پہونچا کہ جلد مسند پ میں جا کر دل لے دھوے کا سر کاٹ کہ پاری خوشی خاطر ہو بعد ازاں
 حمزہ کو قتل کر کے حضور میں حاضر ہو کہ میں مہر نگار کی شادی تیرے ساتھ کروں اور اپنی فرزند ی میں بچے
 سرفراز کروں انقصہ عمر و گستہم کو اٹھا کر میدان میں لے آیا اور آپ بھی کسی لباس میں ساتھ ساتھ
 گستہم کے گھوڑے کے آگے گستہم نے اپنے گیندے کو بڑھا کر آواز دی کہ لے دھوے رہیں میدان کہاں ہی لے گا
 یہی میدان ہی میری تنگے جوہر دیکھئے میری ضرورتوں کے دار اپنے اوپر دیکھئے لے دھوے اپنے فیل میٹو کو ہوں کہ
 گستہم سے کہا کہ اوکھ کیا بیٹو بکتا ہی اپنا حریف کھا لیا ارادہ کھتا ہی گستہم نے تلوار میدان سے کھینچ کر لے دھوے کے سر پر لے
 دیا کیا لے دھوے اسکو گرز پر روکا تلوار نے تو دانت نکال دیے لے دھوے گرز کا ایک اور سپر لگا کر زور پورا پھر پڑنے

امیر کا مسلح گھوڑے پر سوار زرہ و بکتر لگائے ہوئے اور طوق بن حیران علم اڑو پاییکر کا سایہ امیر پر
کیے ہوئے لشکر چار ایک طرف میدان میں کھڑے ہوا اور ایک جانب بنو قویہ کیل فیل پر سوار
مع لشکر مسلح و تیار اور ایک سمت گستم مع لشکر گردن پر سوار اور گستم کا شاہ ہند مقابلہ کرنا



ایک کوئی دن کی زندگی تھی چندے اور ذلت اور خواری اٹھانی تھی مگر گرز کے دستے کی جھپٹ گسترہم کے پہلو کی
 پسلیوں پر لگی چند پسلیاں گسترہم کی ٹوٹ گئیں تمام شجاعت مردانہ خاک میں ملی اور وہ اونڈھا منہ ہوا گنڈے
 پر سے زمین پر گرنا اور ہوش در بدحواس ہو گیا ساتھ کے سواروں نے جالا کی کر کے گسترہم کو اٹھا لیا اور جلدی
 سے طبل باز گشت بجا دیا لندھو نے امیر کی طرف دیکھ کر یہ قسم کہا کہ اب کل آپ سے بھی سمجھ لینگے آپ کی بھی
 تلوار کا لطفنا و دزدان دیکھیں گے امیر نے کہا کہ اس وقت کون مانع ہی نہیں جو گانہ میں گوکارم فرزند فرما
 مگذار ہم اللہ مادہ جنگ و پیکار مولندھو رہا کہ آج ہی ہمت نہ کرے کہ طبل باز گشت بجے کل ہی برہم کرے کہ آج ہی
 دونوں طرف طبل برحوب پڑی باد گشت کی طاری ہوئی لشکر امیر مع امیر نے خیمہ میں داخل ہوا اور لندھو
 اپنی بارگاہ میں گیا گسترہم شب کو بھاگ کر ہار کے دامن میں چھپ کر بیٹھا اور دلمین یہ ارادہ فاسد کیا کہ اگر
 اگر حمزہ لندھو کو مار کر پھر گیا تو یقیناً اس طرف اڈیکا اسوقت کینکھ سے نکل کر حمزہ کو غفلت میں روکا
 اور اس کے لشکر کو شکست فاش دینگا اور یہ نہ سمجھا کہ مصرعہ دشمن اگر قوی ست نگہبان قوی ست
 جنگ کرنا لندھو کا ہوا جعفران سے اور آخر کو مطیع ہونا اس سلطان کیتی ستان سے
 زور خاہ پہلوان معرکہ سخن کو دکھاتے ہیں صفحہ کاغذ کے دنگل میں یلان مضامین زمینیں کی طاعت
 اڑاتے ہیں جنگ ہندوستان کی داستان ہو دوشیر مشید جرات و شجاعت کے حلوں کا بیان ہو کہ
 گسترہم نے لندھو کے گرز سے پسلیاں توڑوا کر فرار پر قرار کو ترجیح دی اور میدان سے بھاگ کر گوشہ دامان
 کوہ کی طرف راہ لی مگر ہوا جعفران کے لشکر میں تمام رات بہادر وں نے خل شب اول شب حیا کی محبت لادھا
 کی جناب میں اپنی حفظا پر واد رعزت کی واسطے دعا کی ایک جوان و دوسرے جوان کو لکارتا تھا کہ کل روز امتحان
 ہو مرفان قضا و قدر عرصہ کارزار میں نقد ہمت کا قلب خالص عیار برکھینے حقیقت میں صف جنگ
 شجاعت کی کسوٹی ہو جاشی جرات کو امتحان کی کسوٹی پر کھینچ دیکھے کون آتش برتخ سے گداختہ ہو کہ
 کامل عیار نکلتا ہو کون مس قلب کی ماییت بدلتا ہو کس کا سکہ اقلیم جرات پر جا رہی ہوتا ہو کون
 موسیاب لکوا آتش شمشیر پر قائم کرتا ہو کس کا پیر امتیاز بھاری ہو کس کی گوگرد خاطر شعلہ بند تارہ
 کا زار ہوئی ہو کل سب کی قلعی کھل جاتی ہو کیفیت بہت جلد نمودار ہوتی ہو یہی ہنگامہ لندھو
 کے لشکر میں بھی بچا تھا جس جس سے آپس میں لاگٹا نہ تھی آوازہ مارتا تھا کہ کل باتون کی بکیتان
 دیکھیں گے پہلوانوں کے زور آزمائی دیکھیں کون دریاس جرات میں غوطہ مارتا ہو کون تلوار کے گھاٹ
 کھڑا رہ کر شاد دران بھر شجاعت کو لکارتا ہو کون حریفان ہنگ طلب کو نشانہ بناتا ہو کون شتی جسم عدو کو قضا
 قضا دکھاتا ہو قصہ مختصر تمام رات یہ شور و غل دونوں لشکروں میں برپا رہا اسی طرح کی باتون کا آپس میں

چرخ چارہا جب ملک روز نے غنیمت شب کو شکست دیکر میدان ظہور سے بھگایا اور علم نذر اقلیم فلک پر بلند کیا
صاحبقران خود زہرہ جوشن بکتر حلیۃ چارائیکہ موزے رنگے ٹکڑی بن پنا کے شمشیر جو ہر بارہ و خنجر آیدار
درب اور کمر بین لگا کے مرکب سیاہ قیطاس پر سوار ہوئے نقیب اور چوہدار سیم اللہ کہ مکلف و نصرت کی
دعا دینے لگے ترکش فتراک میں کاندھے پر رکھ کے گزر گزرتار دوسرے کاندھے پر رکھا جلوہ قدرت پر درگاہ
اشکار ہوا نیزہ یادگار آہ عاشقان و کامل معشوقان ہاتھ میں لیا طوق بن حیران نے علم آرد ہاں بیکر کا
سایہ سر پر کیا ایک طرف مقبل و فادار اور دوسری طرف سلطان بخت جہاں جلوہ میں ایک نامدار
خنجر گذار سر بر بندہ جادوگران ریش تراشنده کا فزان خواجہ عمر و عیار بارہ سو عیار کے حلقے میں قنطورہ
زربفتی پاتا دہ سقر لاتی پہنے گوچمن عیاری حلقہ در حلقہ چھ ہائے کند جال حریف کی جان کا حمال لیے
چرب بیلے کے دستانے ہاتھوں میں چڑھائے حیلہ ہائے ناقہ نیچے برق نشان و خنجر بران کمر میں لگائے
چھ اوازے بارہ مقام چوبیس خیمے اٹھائیس گوشہ ذیل میں ادا کرتا جھلانکین بھلانکین ماترا جلا اور تیس سزار
سوار دریاے آہن میں غرق ہوا کبرا جمائے ہمرہ رکاب امیر نامدار ہوا اس طرف سے خسرو
ہندوستان لندھو رہن سعدان و بچی بن کے سات لاکھ سوار خو نخواستہ کھاجی - سندلی - بنگالی -
کرناٹکی - مرہٹہ - دکھنی - گجراتی - رانگڑا - بھیل - سیار - گھوڑا - کائین - بھوجپوری - بونڈیلا - راجپوت -
مہند - آجی - آسامی - بنالکی - جھوٹیا آہن فولاد میں غرق بیسواڑے کے بیس ملک اور دھ کے چھتری
ٹھاکر و بھیمت - پنوار - برہمن - سوکل - تواری - پانڈے - دوجے - چوہے اور بھسے - گنوار - ہتھیار
بھجری - کشار - سردھی - تلوار - پٹا - بانا - شیر - تیر - قرابین - پستول - برچھی - سانگ لگائے برقا برق رکاب
میں لیکر فیل میمون پر سوار ہوا جب دونوں لشکر میدان کارزار میں سیل در سیل خیل در خیل تنگ تنگ جنگ
و جنگ جوق و جوق غٹ کے غٹ پرے کے پرے تھے اور پرے کے پرے کے صف و صف ٹھٹھے ہوئے ملک الموت
دونوں لشکر دن کے درمیان میں پنا خیمہ استاد کیا اور منہ ہر ہا در کی پیشانی پر جلوہ نما ہوا صاحبقران
نے اپنے مرکب کی باگ لی اور بڑی کمری کی اور شیر غران کی طرح لندھو کے روبرو آکر فرمایا یہ کلام زبان
فیض ترجمان پر آیا کہ ای ملک لندھو مجھ کو تم سے اور تم کو مجھ سے کاہا اور بندگان خدا کی خونریزی سے
کیا حاصل ہو لحاظ کرنے کا مقام ہی جس حربے میں تم کو دعویٰ ہو وہ حربہ کرو اپنے دل کی آرزو مثالو
لندھو نے کہا کہ ای صاحبقران اگر میں نے پہلے حربہ کیا تو تمھارے دل کی ہوس تمھارے دل ہی میں
رہ جائیگی مراو خاطر نہ برائیگی پہلے حربہ تم کرو اپنے جوہر دکھا و صاحبقران نے فرمایا کہ میرے استاد نے یہ نہیں بتایا
جیتا کہ میں حربے میں نہ کروں تب تک میں حربہ نہ کروں گا اب کوئی ہاتھ نہیں لگاؤں گا چونکہ لندھو صاحبقران

سحر کے آرائی امیر اور لندھو کی ورتلو اور مارنا امیر کا لندھو کے سر پر اور ضرب
تلوار سے گردن اس لندھو پر جدا ہو کر زمین پر گرنا اور گھوڑے کا مر جانا



پر مانتہ تھا اس واسطے کہ پر مانتہ نہ ڈالا نیزہ صاحب قمران پر لگایا صاحب قمران کے نیزے کی شان کو اپنے نیزے کی

شان پر روکا بایک گز نیزہ بازی ہونے لگی جب سوسو معن نیزے کچل گئے اور طرفین میں کسی کو ضرر نہ پہونچا اور
 گھوڑا بھی عرق عرق ہو گیا صاحبقران نے اس کے نیزے کو گانٹھ کر ایک ڈانڈا ایسی ماری کہ نیزہ اسکا ہاتھ سے
 چھوٹ کر دو رہا اگر ادا ہو مانی کی طرح ہوا پر اڑا ہر چند نیزہ کی افی لندھوڑ کے سینہ کے پاہو گئی فرط حیات چہرہ پر
 زردی آٹھا رہو گئی لیکن اکبوسنبھال کر بقتضائے قدر دانی بولا کہ یا صاحبقران خیال قضا نے نیزہ بازی کا
 جامہ بھٹا رہے ہی بد نیزہ درست و چست سیاہ و خد و ند قدیر نے اس فن کا کمال محققین کو عطا کیا ہو اگر مرد میدان شجاعت
 ہو گا تو آج سے کچھ بھی نیزہ ہاتھ میں نہ لوں گا یہ کہہ کر گزر آٹھا کھولا کہ یا صاحبقران اب بھی دروازہ آشتی کا
 کھولو دیکھو جنگ سے صلح بہتر ہونا حق تمام عمر بھٹا را داغ میرے دلیں ہیگا مجھے رنج اپنا نہ ددا میرے کہا کہ یہ قت
 ل کرنے مرنا ہی نہ کہ غلط و پند و نصیحت کرنے کا ہی میں پہلے ہی کہ چکا ہوں کہ اپنے اقرار سے ناچار ہوں تو خیر وہ ان
 کا اب تو فرما نہ دار ہوں لاد کیوں تو تیرے گز کی کیسی ضرب ہو ابھی تو آغاز ہی حملہ حرب ہو لندھوڑ نے خود دروازہ بھٹکا
 گز کو تو لکر دو نیزہ صاحبقران کے سر پر مارا صاحبقران نے حافظ حقیقی کو یاد کر کے گز اسکا سپر گز شاپ پر گانٹھا
 اسپر کچھ اتر بھی نہ کیا ہر چند امیر کے ہر بن موسے عرق کل آیا مگر حضرت آدم کے بازو بند کی برکت سے امیر کا بازو خم نہ ہونے
 پایا لندھوڑ نے اپنے دل میں کہا کہ یہ گز جسپر ٹکرا ہو اس کے استخوان سرمہ ہو گئے ہیں ہر عضو بدن کو چکنا چور کیا ہو
 لیکن صاحبقران کے کچھ بھاد میں بھی نہ ہوا تیوری ہیٹل بھی نہ آیا دوسری مرتبہ بقوت تمام پیر اس گز کو لگایا اگرچہ
 صاحبقران اس گز کے روکنے میں بھی سد سکندری کی طرح قائم رہے لیکن جھٹی کا دودھ یا دایا لندھوڑ نے
 تیسری دفعہ جھجھکا کر اس گز کو اس در سے صاحبقران کے سر پر مارا کہ اگر کوہ بیستون پر پڑتا تو پانی ابل
 آتا صاحبقران نے اسکو بھی روکا بہر کب سیاہ قیاس چارون پاؤں سے تا بازو زمین میں گر گیا اور امیر
 گرو گولے میں پٹ گئے اس صدمے کے سبب جو غائبانہ میں سے اٹھا اس میں اٹ گئے لندھوڑ کے منہ سے بے اختیار
 نکل گیا چہرے کا رنگ بدل گیا کدہ مارا اور پست کیا بڑے زبردست کوزیر دست کیا مگر جفت صاحبقران
 کی جوانی پر اس لیے میں بار بار منع کرتا تھا پر وعدے نے نہ ماننے دیا یہ کہہ کر امیر کے پاس ہاتھی پر سے اتر کے
 گیا رانین اور بازو ملکر کہا کہ او شاہ عالی مقدار اگر زندہ ہو تو آواز دے کہ میری جان میں جان آئے اور اگر
 مر گیا ہو تو فرمادے قیامت پر میرے تیرے ملاقات نہی مجھے تیرا کمال صدمہ ہوا ہو صاحبقران ہوش میں آئے
 تازیانہ داؤدی سیاہ قیاس کے اوپر چپکایا مرکب چارون تیلیاں چھاپ کر اس جگہ سے الگ جا کھڑا ہوا صاف
 نکل آیا امیر نے کہا کہ خیر و خیر و شان سکھو مارا در کس کو پست کیا اور کون زبردست ہو سکے زبردست کیا
 میں تو ابھی موجود ہوں ایک ضرب در لگائے اپنے دل کی پیوس مٹائے ابھی تو شروع کا رزار ہو چکی خدا شرم رکھے
 اس قدر کیون افسطرا رہو گئی مرد سے سابقہ نہ پڑا ہو گا سخت لڑائی کا اتفاق نہ ہو گا لندھوڑ تعجب ہو کر ابھی پرستے

اُتر کے گھوڑے پر سوار ہوا اور تھوڑے پردوانی نیلگون برنگ سیاب دشمن کش بے حجاب مانند تختہ دُکان عطار
سے کھینچ کر ضرب کو امیر کے سر پر لگا یا امیر نے سپر صر قہ ریشم ہفت رنگ سے گوندھی ہوئی کو پیش کیا اور اسکی
ضرب سر با آفت کو اُس پر گانٹھ لیا اور کہا کہ اے ملک لندھو رو باوچ حربے تیرے میں نے رد کئے اور کیسے کیسے وار
تیرے رد کیے اب دور میرا جو میرے حملے کا وقت آیا ہر خردا ہو یہ نہ کہنا کہ غفلت میں مجھ کو مارا میں ہوشیار اور آگاہ
نہو نے پایا یہ لکڑی کا ب سے رکاب ملا کر صمصام کھینچ کر جیتی دچالاک تمام اور کہاں ہوشیار می خسرو کے سر پر بلا خضر
نے سپر بروک کر چاہا کہ رد کرے ہاتھ کو امیر کے گانٹھ لے مگر ملو اس پر کو مانند سپر ترکاٹ کے گھوڑے کی گردن پر جھانتری
گھوڑا سرنگون ہوا خسرو ہند نے زین کو خالی کیا اور غیظ و غضب میں آیا جھجھلا گیا اور تیغ کھینچ کر امیر پر دوڑا امیر نے
اپنے دلیں کہا کہ ایسا نو سیاہ قیاس تجروح ہوئے اور اپنی جان اس کے ہاتھ سے کھوئے تو بل میرا اُدھا ہو جائے اور
پھر ایسا مرکب کہاں میرے ہاتھ آئے کچالاک تمام مر کب سے جدا ہوئے اور دستی کر کے تلوار لندھو کے قبضے سے الگ تھلا
نکال لی اور ایک طرف چھین کے اپنے لشکر کو گمانے الہی لندھو نے امیر کی گردن میں ہاتھ کو طوق کیا اور امیر نے
اُسکی کمر میں اپنا ہاتھ ڈال دیا اور دونوں طرف سے دو ہونے لگا دیکھنے والوں کا اندرہ آب ہو گیا جب پلو ان وز
اسا پیش کے واسطے اپنے مقام مغرب میں دانا ہوا اور خلیفہ سب گردان انجم کو زور دلانے لگا دونوں طرف سے غلین
روشن ہوئیں اور راتوں کا تواتر جلایں تین شاہ رفرامیر و لندھو نے شست بہشت سینہ بسینہ کلہ بہ کلہ لیکر
زور کیا مگر کسی کا کسی سے لنگر نہ اُٹھرا جو تھے دن امیر نے نعرہ اُٹھ کر کیا اور لندھو کو اُٹھ کر چھاتی تک
اُٹھا لیا مگر نہ تک بلند نہ کر کے اُس لنگر کو جو بہت بھاری تھا روکے رہے اُسکو چھوڑ کر چاہتے تھے کہ پلو غیث
میں خضر باہن جان غیث کو خاک فانیں ملا دیں لندھو نے ہاتھ امیر کا پکڑ لیا ہاتھ باندھے کہ اے اے صاحب حق ان
سواے آپ کے کسے یہ قدرت پائی ہو کہ میرا لشکر زمین سے اُٹھائے کچھ بھی مجھ کو زمین سے اُٹھائے میں نے بل دجان آپ کی
اطاعت منظور کی اور کج سے میں نے آپ کی رفاقت منظور کی امیر نے لندھو کو چھاتی سے لگا لیا اور اُسی وقت ہند
شکر کا ادا کیا اور کہا کہ خسرو تم میرے قوت بازو ہو میں تمہیں بھائی کی طرح جانوں گا اور جان سے زیادہ عزیز رکھوں گا
لیکن میری یہ آرزو کہ تم میرے ساتھ نو شیروان کے پاس چلو مجھے اُس سے صادق ا وعدہ کر دیندھو
نے کہا کہ میں تاج فرماں ہوں جان حکم ہو وہاں چلوں ہم اُٹھ فرمائیے میں حاضر ہوں پیش خمیہ روانہ فرمائیے
ایو میں قول ہار چکا اس میں بھی لا جواب ہوں لندھو نے اُسیدم اپنے لشکر کے سرداروں کو پلو کر امیر کی
لازمیت کروائی اور ہر شخص کے عمدے اور منصب غیث کی کیفیت امیر کی سماعت میں پہنچائی اور آپ
امیر کے ساتھ ہوا امیر کے خیمے میں گیا صاحب قرآن نے بہت کچھ زرد جو اہل لندھو پر سے صد قدیا اور جن
ترتیب بکھر نکار کے تصور میں ساغونم کو مر شک خونین سے بہرہ کیا لندھو نے دیکھ کر معلوم کیا کہ امیر کو ہر نگار

کا خیال ہوا اپنے روال سے خشک جگر گون کو پوچھا کہ کیا یہ آبدیدہ ہونا کسو اسلے ہو اب زمانہ فراق کا آخر ہوا
اور وقت وصال قریب ہو چکا صاحبقران نے دلوں کو سمجھا لکر عمر و سہ گانے کی فرمائش کی عمر و نے موڈ بے ڈال کر
بٹیکھ مضراب کی ٹوپی سر انگشت پر نہائی اور چھپر چھڑکی ٹھہرائی اور دو تار کا کر پیلے توسان راگ کا دکھایا بعد ازاں
لحن دھڑکی بین گانا شروع جو کیا تو امیر و لندھو را در جتنے اہل ر و دبید و محفل میں تھے بھون کو نقد ہر جرت بنایا
امیر اور لندھو کا دل عمر و کے گانے سے بہت مسرور ہوا دونوں نے انعام تردد جو اہر دیکر عمر و کو مال کر دیا بعد ازاں
لندھو نے اپنے خزانے کی کچیاں امیر کے روپر در کھدیں در تمام ہند کی تحفہ تحفہ جیزین پیش کر کے خود لہدی دل
مشرف باسلام ہوا بت پرستی کو ترک کیا دار غنہ با در حیا نہ بکا دل فرشتوں کو بلو کر ایک کمرے میں دیم و ستر خوان
بچھو کر انواع انواع کا خاصہ لگایا امیر نے لندھو کو لیکر کھانا ملنا دل فرمایا لندھو نے بعد فراغت طعام کے عرض کی
کہ میں بھی امیر و در سر خرازی کا ہون بہت دنوں سے یہ آرزو رکھتا ہوں غریب خانہ کو اپنے قدم اہم تو ام سے رشک و وس
کیجیے اور نان و نمک نوش فرما کے میرے کام جان کو ذائقہ غایت سے لذت دیکھیے شعر گرو می بگزار و قدم بچاؤ نا بہنر و اکبر
شہو سنگ آستانہ امیر نے فرمایا کچھ بسو چشم منظور ہی ہندوستان کا کھانا تو کھانا بہت ضرور ہو بعد اگلے لندھو نے
خواہ ہوا امیر نے لندھو کو خلعت شاہانہ پہنے کھل کیا لندھو رخصت ہو کر اپنی دولت سرا میں اٹل ہوا اور جشن شامانہ ترتیب کے
صاحبقران کو مع امیران نامہ اور بلوگانان یا دقار بنی بارگاہ میں بیگیا بزم نشاط سرگرم ہوئی طلے پر تھا بچنے لگی اب
لندھو را در امیر کو توجہ میں مشغول رہنے دون تھوڑا احوال گستم کا بیان کروں واضح ہو کہ گستم کمزور مار کھانے کی
نشانی جو لندھو سے پہلیان توڑا کر کھا گئے ان پچھے ہو کر نہ دیکھا ایک پاڑے واسن میں چھلکے بیٹھا اور شب دروز
صاحبقران کے مارنے کی فکر میں بسر کرنے لگا عیار دن نے آسکو خبر دی کہ لندھو کو امیر نے زیر کیا اور شاہراہ پنجاب
ہوا اور راج کئی دن سے لندھو کے ساتھ جشن میں مصروف ہو رہے ہیں جن عید رات شب برات خوب عیش کرتے ہیں جو
مقبول و فادار کے امیر کے لشکر میں کوئی سردار نہیں ہوا نہ رفقا و امرا امیر کے ہمراہ ہیں فوج کا کوئی خبر و اطمینان نہ ہوا
نے دیکھا کہ میدان خالی ہو ٹپڑا مارا جا رہے ان لوگوں پر وار لگایا جا رہے کہیں ہنر نگار کی و دو خد میں نے ہمراہ لایا
تھا اور صاحبقران نے بھی انکو ہنر نگار کے پاس لکھا تھا گستم نے خوشی و شوق میں شراب نگوری تحفہ بھر کے اس میں ہر حال ہنر نگار
مخال خلط کیا کہ اگر ایک قطرہ بھی اسکا دریائے شومیں گرتا تو جا کو ان دریا کی بھی جان نہ ہوتے اور نہ آتش شیشوں کے ہنر
میں لگا کر ہنر نگار کی ہر چیل کی اور خرا صدی صورت مسافرانہ بنادی اور شتیاق نامہ ہنر نگار کی طرف سے لکھلے ان جو
کو حوالہ کیا اور مضمون کو پوچھی بھادیا کہ دل تو مقبل کے پاس لگا دکھا کہ نا کہ ملکہ ہنر نگار نے ہلکے بھیا پر کمال وقت و ہوشیگر
ہلکے بیان روانہ کیا کہ وہ تلو امیر کے پاس ایجاد کیا آگے نزدیک پہونچا دیکھا امیر سے بہت سی باتیں شتیاق کی ملکہ
ہنر نگار کی طرف سے کہیے یہ دیشیے شراب کے مع شتیاق نامہ نیا اور دل اسکا اپنے اچھے میں لیتا اگر تیر فکرمیر آستانہ بن گیا

تو میں نکلا اپنے محل میں اعلیٰ کرونگا اپنی بیویوں میں شامل کرونگا وہ دونوں مردارین مردانہ بھیس میں لکر روانہ ہوئیں
جب ان کے متصل پہنچیں طلا یہ گردن نے روکا خاص کر دادون نے ٹوکا بولیں کہ ہم ملکہ ہرنگا رکے نامہ بہرین ایران
سے آتے ہیں تمہارے امیر کے پاس جاتے ہیں وہ لوگ انکو اپنے ہمراہ لے چلے مقبل قفا دار کے پاس بیگے مقبل فی القفا
اس مجلس جشن میں گیا اور امیر کے کان میں جا کر کہا کہ دو خواہیں ملکہ ہرنگا رکی بھیجی ہوئی آئی ہیں دیشے شراب
انگوری کے مع نامہ اشتیاق لائی ہیں حضور کی خدمت میں حاضر ہونے کی اجازت چاہتی ہیں امیر کو تو سر ہٹا ہی
دوبھی سرور ہوئے بے اختیار اپنے مقام سے اٹھے اور خسرو سے کہا کہ آپ سرگرم مجلس بیٹھے مجھے ایک مضروری ہے اس سے
فارغ ہو کر بہت جلدی آتا ہوں اور عروس فرمایا کہ تم میرے بدلے خسرو کو خبرت میں حاضر ہو اور نہ بھوکا دل بلکہ ادا
نے اپنے خیمے میں آنکر خلوت کی اور انکی حاضری کی اجازت دی ان دونوں خواہوں کو بلکہ احوال سنا خط کے لفظ پر جو
ہرنگا رکی بھیجی آئے وہ بوسہ دیا اور انکھوٹے لگایا اور بار بار زانو پر رکھا اور پھر اٹھا یا خلاصہ یہ کہ خط پر لکھے ایسے خوشی سے پھولے
کہ ہرنگا رکی پیراہن میں نہ سلائے نیک بزم نے کاہوئے ایک شیشی کی جہر جدا کر کے روشنی میں بلایا اور ہرنگا رکا نامہ کی خدمت
نوشان فرمایا شراب کا حلق سے نیچے اترنا تھا کہ امیر پیش ہو گئے منہ سے کھٹ جاری ہوا مہمہ پاؤں مارنے لگے اور یہ شعر پڑھا
اور دیدہ پر اب کیا شعر فطرہ کو کہ ہم پہ تو چشیدن گیر دہ در گونا شد از چشم چلیدن گیر دہ خواہوں نے جانا کہ امیر کا کام
تمام ہوا کوئی دم کے زمان میں اب ہمارے کام کا بخوبی انجام ہوا کسی ہمارے سے سختی کی نکا کردونوں قحطامہ جلیبی ہوئیں خوش
خوش گسٹم کی طرف چلے بن قفا کا خسرو نے عروس لے کر کہ جس بغیر امیر کے ہرنگا رکی بھیجی تھاری بھڑتا ہوں عروس نے دے کا
یہ کوں ڈھنگ سے خواہ اگر امیر کو اس دم لے آؤ تو چار سو تن تواضع کرتا ہوں ابھی نہیں تھاری بھڑتا ہوں عروس نے دے کا
نام نہ اب کب ٹھہرتا ہو فوراً دہان سے روانہ ہوا بارگاہ کے دروازہ میں مقبل کو پایا اس سے پوچھا کہ امیر کیا کہتے ہیں
مقبل نے کہا کہ دو خواہیں ہرنگا رکی آئی ہیں ان سے خلوت میں باتیں کر رہے ہیں خواہوں کا نام نہتے ہی عروس کا دل ٹھکا
یہ نشان ہو گیا بولا کہ خدا خیر کر خیمے میں جا کر شمعوں کو گل پاجھٹ پٹ قیقہ عیاری روشن کر کے شمعوں کو جلایا دیکھا کہ
امیر کے جسم میں سلا پائے پڑ گئے ہیں رنگ نیلا ہو گیا کھٹ منہ سے جاری ہو غفلت میں ہاتھ پاؤں دھن پھینک رہے
چلنا چور پڑا ہوا اور دوسرا مسلم دھرا ہوا جاتک اس شراب کی نمی زمین پر وڑی ہو زمین شق ہو گئی ہوا دھرا دھرا
دیکھا تو کسی کو نیا یا گمراہ ایک طرف کی مچھلی کی اکھڑی دیکھی فوراً اس طرف سے نکل کے انکے قدموں کے نشان پر
چلا کہاں عروس کی دوڑ اور کہاں ان خانہ خوابوں کی چال ڈھال کہاں عروس عیار کہاں وہ دونوں بے خصال جاتے
جاتے انکے سر پہ پونچا دور پر جا کر لیا دونوں پر نہیں کہتی جاتی تھیں کہ کیا اچھی ساعت گھر سے چلے تھے ذرا بھی دیر نہ
کہ امیر کا کام تمام کر کے پھر سے چلونا بوجہ گسٹم سے وعدہ وفا کردا دین اور اس سے انجام داکرام پادین بھیجے
عروس بولا کہ میں تمہارا ملک الموت آ پہنچا اچھے گھر بنایا دیا یہ کہہ کر سے خیر نکال کر دونوں کو اس سے سبکدوش کیا

اور اسی جگہ سے اٹھ پاؤں پھر مقبل کو بارگاہ میں بجا کر امیر کی کیفیت کھائی اور کہا کہ یہ تیری غفلت ہو چکی بدلت
یہ آفت ہو اب بتا کہ کیا کریں کیا فکر کریں کیا دو کریں مقبل سر ہٹنے لگا عمر نے کہا کہ چپے ہوا یا نہ ہو کہ شکر ہند
اس سانچہ سے خبر دہو کہ پھر چادے اور ہمارا شکر مفت میں ان لوگوں میں بکھ جائے تو امیر کی نگاہ بانی کر در بیان سے
قدم باہر نہ دھر خیر و بد جب تک میں نہ آؤں کی کوئی چیز میں نہ آنے دینا اور اس مقام سے ہٹنے کا نام نہ لینا سندھو سے جا کر
چپکے سے کہا کہ امیر اس وقت آن نہیں سکے اور آپ کو بھی وہاں بلوا نہیں سکتے کیونکہ دوسرا نو شیروان کے پاس سے
آئے ہیں اور یہ حکم لائے ہیں کہ اگر تمکو مجھ سے اتفاق ہو تو فوراً سندھو کو قید کر لینا کسی طرح اسکو چھوڑ دینا
سو امیر نے آپسے کہا ہوا کہ اگرچہ تم میرا منظور کرو تو میرا کام کھانا ہو تمہارا کسی طرح سے بال بیکانہو گا میرا سلسلہ
خیر اندیشی سے آگے کو چلا کر خسرو نے کہا کہ قید ہونا درکار امیر اگر میرا سوا نہیں تو حاضر ہو مجھے اس میں لینا مال میں
میری خوشی خاطر ہو عمر نے کہا کہ ایسا نہ ہو کہ اسکا شکر گڑے اور کچھ فاد کرے خسرو نے کہا کہ کی قدرت ہو کی اتنی مجال
کس میں اتنی طاقت ہو اپنے لشکر کے سردار دن کو سمجھا دیا اور اپنے ہاتھ رد مال سے بندھوا کر شکر اسلام میں داخل ہوا
عمر و ایک گوشے میں بٹھلا کر اس کی خاطر داری کرنے لگا اور ایک جام جو حیاری کا پلا کر سندھو کو پیش کر دیا بعد ازاں
طوق و زنجیر کر کے ایک صندوق شبک میں کہہ دیا لگتی رہے بند کیا اور شکر کا بند و بست کر کے وہاں سے لڑھی ہوا اٹھلے راہ
میں دو سوار دیکھے ہر چند رد پوش ہوا لیکن سطح چھب نہ سکا تب کو دروازے آگیا اور اپنا منہ دکھایا وہ اپنے
گھوڑوں پر سے اتر کے عمر سے بغلیں ہوئے فراج کا حال پوچھنے لگے عمر نے پوچھا کہ آپ کون ہیں وہ بولے کہ ہم شہنشاہ ہندی
کے بیٹے ہیں تلاش میں تھاری در سے آئے ہیں صبور و صابر ہمارا نام ہو باب ہمارا ظاہر میں سلمان ہو مگر باطن میں وہی
بت برتری اسکا طریق و ایمان ہر رات سے امیر کے مسموم ہونے کی خبر کے گتسم کی مدد کو گیا ہوا اور اس ناحق کوش کا شریک ہوا
سو ہم اس واسطے آئے ہیں کہ امیر کو بچا کر اپنے قلعہ میں لکھیں اور خوب ل لگا کر علاج کریں عمر نے خوش ہو کر کہا کہ اے ظالم
چاہیے دو آنکھیں جلد امیر کو ہمراہ لیجئے اور خدا کو درمیان کیجئے کہ کچھ دغا نہ دے اور کوئی فساد برپا نہ ہو انھوں نے خدا کو درمیان دیا
اور کہا کہ اگر ایسا ہو منظر نہ ہوتا تو کیوں دھوکا قصد کیا جاتا عمر و انکو بیکار گاہ میں آیا اور ایک خیمے میں علیحدہ بٹھلا دیا
اودھی رات کا ڈنکا بجا امیر کو کھانے میں سوا کر کے صبا برو عبور گئے قلعہ میں داخل کیا اور قلعہ میں اپنا بند و بست کر کے صبا برو
عبور سے کہا کہ آپ میرے اچھے ہونے کی تیاری کیا ہو دہلے بیات سے دس منزل ناروں نامے ایک جزیرہ ہے میں حکیم کلیمون
رہتا ہے نفس لامتن اعلیٰ صحت کی فکر کر لیا وہ اپنے وقت کا رخا کر ہم ایک تہ لکھتے ہیں انکو بلا لاؤ تو امیر کو فوراً رخصت ہوتی ہو
خاطر خواہ انکی وارد قرار واقعی دہا ہوتی ہو عمر نے پہلے تو اپنے دل میں خیال کیا کہ جب تک حکیم کلیمون نہیں معلوم نہ ہو گا کیا حال
ہو گا لیکن پھر سوچا کہ اگر حکیم نہ آئیں تو علاج کیونکر ہو گا کیس طرح خفا یا بیگانہ ہرچہ بادا دیا جانا چاہیے اور عمر آگے بڑھا یہ حکم
و عبور نے وار اس نامے عیا کر دیا کھلانے کے لیے ساتھ کیا عمر نے قلعہ سے باہر نکلے ہوا سے کہا کہ ماہر اسد میں تیرے ساتھ

محبوب کے جانے و غائب ہونے سے اس کو قدم نہ بڑھانے دینا دارا اب پوری منزل بھی نہ گیا تھا کہ سپر گیا عمر سے کہنے لگا کہ اگر کہیں سے سواری ملتی تو آگے کو اپنا چلتا ہوتا اس مقام سے دو بار کوس ٹلنا ہوتا کیونکہ باغوں اپنے اپنے قابض نہیں ہیں اور اب ہوا کے گھوڑے پر سواری میں ہم بھر میں کہیں کے کہیں میں عمر و بولا کہ اچھا ستا کو کسی درخت کے نیچے ہوا کھا لو آگے چند قدم پر ایک باغ میں پہنچے ایک نے رخت کے نیچے دو نون بیٹھ گئے عمر نے طعام عیاری کر لیا کہ کچھ کھا لیا تو کہ چلنے کی طاقت ہوا در حال راہ کا پوچھنا شروع کیا وہ کہنے لگا کہ سیدھی ناک کی سیدھ پر چلے جاؤ وہاں سے باغ میں دیکھو اور جانب قدم نہ بڑھاؤ اس خبر پر اس کے متصل ایک پگڈنڈی دہانے ہوا کہ طرف لے گی تم اسی لکیر پر درجہ گذار ایک چلے جانا درمیان میں اور بھی راہیں اس طرف کی بلنگی مگر دل نہ ٹھکا تا تخمینا چار کوس چڑھا اس دریا کا پاٹ ہو گذار کی کشتی پر پارا تر کے چند قدم جاؤ گے تو اس خبر پر اس کے منکان کھائی دینگے وہاں جا کے تم خود ہی ہوشیار ہو نہ لگاؤ گے عمر نے دیکھا کہ دارا اب کی آنکھوں میں سرسوں بھولی عمر کے آگے جو کڑی بھولی دارا اب لگا کہ بوجھانی جلدی ہو دو چلتا ہوا اپنی کمر کسو اس کا اٹھنا تھا کسی جگہ پر بیٹھ کا قہو ہا بنگر گر پڑا عمر نے درخت کے تنے سے اس کو باندھ دیا اور اب چلتا ہوا شام ہوئی تھی کہ دریا کے کنارے پر پہنچا کشتی کے آنے میں دیر دیکھی دیر یا معجزہ ایسا سے جلا بات کی بات میں پار پہنچ کر مغرب کی وقت خبر پر اس میں اخل ہوا ہندو کی صورت بنکر بازار میں گیا ایک شخص سے پوچھا حکیم اقلیمون کا مکان مکان کہاں ہے اور کہنے دو لٹسرا کا کیا پتا اور نشان ہو وہ بولا کہ اس سب کے اگلا ہی ہیں پھاٹک جو نظر آتا ہے انھیں کے مکان کا ہو عمر نے دربان سے جا کر کہا کہ صابر و صبور کے پاس آ یا ہوں حکیم صاحب کے نام ایک خط لایا ہوں وہ انکساف کر کے ان کو خبر دے دربان نے حکیم صاحب کو اطلاع دی کہ ایک قاصد صابر و صبور کا خط لایا ہے حضور میں لایا ہے ہوا چاہتا ہے حکیم صاحب نے فرمایا کہ آئے ہے خبر دار اسے کوئی نذر کے دربان نے عمر کو مطلع کر کے حکیم کے پاس گیا عمر نے غریب سے بیکر رسم ملاقات کی اور وہ خط دیا حکیم نے عمر سے فرمایا کہ پڑھا لیں پھر کہہ کر کہا کہ معقول محبہ کھانا ہوا جلد تر آگے حمزہ کو اچھا کر دو گے تو کہیں جو اہم سے پھر دینگے بہت خوش کرینگے بھان مند محبہ طمع مقرر کیا ہوا جو پھر لکھا ہے اگر یہ کلمہ نہ لکھتے تو میں جاتا اگر اب بجاؤنگا ہرگز ادھر قصد کرونگا عمر و بولا حضرت آئے قصور ہوا جو آپ سے مستغنی المراج بے پردا کو ایسا کلمہ لکھا اس کا فرمائیے اور سواری منگائیے حکیم پر فراج ہو کر بولا کہ تو اعتماد دے کیونکہ باہر قدم رکھتا ہے محبہ حقیقات میں غل کیا دیا پنا مقولہ ہو کہ ہر گاہ انکار کیا تو انکار کیا اس میں تجھے اصرار سے کیا فائدہ ہوگا عمر نے کہا کہ تفریط طول کو جانے دیجیے مختصر یہ کہ آگے نہ جانے سے ایک بندہ خدا خدا ہو تا ہوا وہاں ہمارے تیرے بیٹے کے پاس لے گیا حکیم بولا کہ فائدہ کہہ کر بھی ہوتا ہے میں جانے عمر نے کہہ کر صغریٰ کبریٰ تو میں میں جاتا ہے مسئلہ کس قانون میں لکھا ہو کہ حکیم نے کہا حال اس کو ایسی جگہ سے نہ لے کر کیا خاصہ ہو کہ ایک بندہ خدا کے علاج میں کہ جس کے باعث ہزار بار آدمی کا فائدہ ہو تو جو نہ لے اقلیمون بولا کہ تو فاضل ہی یا مفتی یا تیری قصداً ہی تو قصداً سودائی تو نہیں ہو کیونکہ کھوپڑی کھائی ہو چلا پانی راہ میں

جو تجھے کتا ہوں وہ جا کہ سے عمر و نہ لگا کہ حضور چلا مقدم ہو کوئی شکل اب تو شریف لیچنے کی نکالنا چاہیے یہ کیا مقدمہ
 اہم ہو حکیم اقلیموں نے کہا کہ کیا تجھ کو مانگو لیا ہو کہ نفع مائل ہو کہ جنس عالی سے بحث پر تیار ہو دلیل مطابق حیثیت کے نہیں
 کرتا ہو عمر و نہ لگا کہ حضرت کسی قسم کا سودا ہی ہو اُس کے پیچھے ٹرکون کو تالی بجانا مقدم ہو اتنے فصل سے چلا آتا ہوں میرے
 پیچھے تو کسی نے جبکی بھی نہیں بجاتی آپ مجھے سودا ہی بناتے ہیں براستم ہو تب تو حکیم اقلیموں نے غلاموں کو حکم دیا کہ
 اس بیمار بے ادب کی شکنیں باندھو اور شلاق کروا کر اس کا علاج ہی ہو دو اُسی سودا ہی کی ہو عمر و نہ لگا کہ ہاتھ باندھ کر کہا کہ
 حضرت میں کتا ہوں کہ قصہ نہیں ہو اچا ہتا ہو حکیم کی کلیہ شکل بدلا چاہتا ہو جب عمر و نہ لگا کہ حکیم نہ جانیگا اور حفت میں
 تو سزا پائیگا ہزار دہائی پیش آیا کہ نہ لگا کہ یہ تقریر جو میں نے حضور میں عرض کی گویا صابر و صبور کی زبانی تھی
 بہتر ہو کہ آپ نہ جائیں مفت تکلیف بفائدہ نہ آٹھائیں مگر صابر و صبور بھی عجیب نسخہ ہیں کہ جھگڑا کالے کوسوں ڈالنا
 اور اتنی مسافت دور دور از پیر بھوایا چونکہ شب مار ہو اس وقت بیان سے جا نہیں سکتا اور تیار شہر ہو کوئی راہی بھی
 رات کو آ نہیں سکتا اگر حکم ہو تو غلام شب بھر بیان پڑھ رہے مصححو اپنی راہ لے اقلیموں نے اپنے غلام کو حکم دیا کہ
 اس کو باور چنانہ میں لیجا کر کچھ کھلو اگے رات کو سو رہے دو کل صبح سویرے یہاں سے روانہ کرو عمر و نہ لگا کہ شخص کی حکم
 اقلیموں بیا رنا دانی ہو دانا ہو کر نفع و ضرر نہیں سمجھتا ہو یہی حماقت کی نشانی ہو اس کا کچھ علاج کیا چاہیے کوئی پیش
 کی ہو دوا دیا چاہیے باور چنانہ میں جا کر باورچی سے باتیں چلنا چلنا کے کرنے لگا باورچی عمر و کی چرب بافی سے شیر و شکر
 کی طرح گھل گھلیا عمر و نے کئی نقل لکیر عیاری سے نکال کر دیے کہ ذرا اسکی بھی چاشنی ملے بہت آپ نے زکا بداری کی ہو
 بہت سی مٹھائیاں بنا گئی ہیں اکثر استادوں سے صحبت رہی ہو باورچی نے اسکی مٹھی مٹھی باتویر چل چکا کہ نقل خوش جان
 کیے اور ہو کے کے مارے بہت نقل کھالیے اور بولا کہ واقع میں اسکی شیرینی لب بند کرتی ہو اسق القہ کی مٹھائی کبھی
 نہیں کھائی ہو عمر و بولا کہ لب کیا کوئی دم میں ہم بند کریگی اور ہی نہ لے اور لطیفہ دکھا دیگی لغرض مسکندے میں لا کر
 گوشے میں لیگیا اور بولا کچھ شکنیں کا بھی فرو چاہیے گا باورچی نے کہا کہ جب شیرینی میں یہ جلاوت ہو تو نگیں میں نہ معلوم کیا
 ملاحظ ہو عمر و نے عیاری کی جھوٹے سے ایک کلیجہ نکال کر دیا اُس دیکھنے نے اسکو بھی زہر مار کیا پھر تو لگا جھوٹے عمر و نے
 کمال سر کو سینی ایک گالی اسکو دی وہ آگ بیولا ہو گیا ایک جیلا لیک مارنے کو اٹھا قدم چوڑھ لکڑیاں عمر و کے قدموں پر لگا عمر و
 باورچیانہ کے ایک چوڑھے کو گھرا کھو دے اسکو گاڑا تو باورچے لکڑیاں جلا کے رکھ دیں در دیک میں باقی چڑھایا اور آپ اسکی
 صورت بن کر حکیم کے لیے حکمت عملی سے ناشتہ بجانا شروع کیا تانہ کلیجہ دکاؤ دیدہ میں نئی ششماں خرچ کی مار و رفت
 اوپر سے چیکا دی اور تلیہ تو سرور و غن جوش و غن دلا دیا جالوس میں کھنچ کر نیکل سے نکال کر ڈالا اور آتش میں نیکل پناہ
 کر کے پوز میں جو نیکل میں تپا تھن انکو بھی ایک ششتری میں لگایا کیا پوز میں شیر و عیاری لگا کر چاشنی دیا کیا تو حکم فرما کا
 کھانا تیار کیا صبح ہوتے ہی حکیم صاحب کے درمختار پر سب چیزیں جن میں اور پوزی جھلک کر کھانے کا حکم ملے جو چہ

لکھائی تعریف کرتے کرتے مستعجب ہو گیا عمر نے کہا کہ حضرت بیاب ہی کا نسخہ تیار ہوا قانون سے کچھ دی گئی بن بڑا
 ہیستہ اس کا لکھنا نوش فرمایا کیجئے تو قوت باغ میں آدھے شخصین و چند ہوا جو کوئی مرض سخت چھانڑے ملے گئی
 نبض محسوس ہوا کرے حکیم صاحب لکھنا لکھا کہ بہت محفوظ ہوئے اور خاصہ نوش فرما کر ارا راڈ کارنے لگے اور فرمایا کہ
 تیری عقل بہت رسا ہو ہم اور بھی نسخہ تعلیم کرینگے بہت سی ترکیبیں قسم قسم کی لکھانوں کی بتا دینگے عمر نے چند قدیم کچے
 ہشکر کہا کہ نفس لادین حکیم صاحب آپ بھی زور نسخہ بین پڑھ لکھ کر سب چوٹ کیا کتنے بیہودہ ہیں قلیمن
 بھنچا کر اٹھا کہ او خام عقل یہ کیا بیہودہ داغ پکاتا ہو یہ کلمات خارج از ادب باہر لاتا ہو عمر نے پیچھے کو بھلا کر
 ماری حکیم صاحب بھلا نکالتے ہی بیہوش ہو دھم سے مٹھ کے بل زمین پر گر پڑے عمر نے حکیم صاحب کو چادر عیاری
 میں لپیٹ کر مسری میں لٹایا اوصالتیں بجا کر سارے شاگرد نشیہ کو کھلا دیا جب ان سب خردوں نے ہوش پنا کم کیا عمر نے
 کتب خانہ اور دوائی خانہ مع اثاث البیت حکیم صاحب کو زرنیل میں لکھا در ایک پروانہ راہ داری کا لکھ کر
 حکیم صاحب کے قلمدان سے مہر نکال کر اس پر ثبت کر کے خوش خوش اپنے مقام کی راہ لی مضمون کا یہ تھا کہ گھاٹ باغیچہ کا
 لازم ہو کہ جلد بلا حاجت بہت ہی فطنت سے اس شخص کو دریا پار اتارنے اور ایک سیسہ بھی اتروائی کا نئے اگر ذرا بھی دیر
 لگا کیگا تو دریائے قہر میں بویا جا رہا چند ساعت میں عمر و پشاور کا ندھے پر رکھے ہوئے دریا کے کنارے پر ہو چکا
 اور گھاٹ باغیچہ کو ہوا تار اہل داری کا دیا گھاٹ باغیچہ فوراً مستعد ہوا اور پہلے ہی کھیسے میں عمر کو پار اتار دیا عمر و ایک پار
 کے عرصہ میں دان ہو چکا جہاں داراب کو درخت سے باندھا تھا داراب کو کھول کر کوئی وار ددی کہ اس نے رخ
 بیہوشی کی داراب جو ہوش میں آیا نیند سے چونکا تو دولا کہ بہت سوتے نہیں تو آدھی راہ جزیرہ کی طرح ہو گئی ہوا
 خواب خانہ خراب نے منزل بھی لکھوئی کی چلیے جزیرہ کی راہ لیجیے عمر نے ابتدا سے انتہا تک کیفیت حکیم کے لانے کی
 بیان کی اور تمام کہانی اپنی کہ سنائی داراب کے ہوش اڑ گئے یا استاد کہ کہ قدم پر گر کر اور عمر و کا خاکروہ ہوا عمر نے
 داراب سے کہا کہ تو آہستہ آہستہ چلا آئیں تو نسیں لیتا ہوں صابرو صبور کو اس حال سے اطلاع دیتا ہوں ہوا کو چھپا
 پانوں سے جو مارا داراب کی نظر دن سے غائب ہو گیا تھوڑے عرصے میں قلعے کے نزدیک پہونچا دیکھے تو
 واہ و عجب لطف ہی گستم فوجیں لیے ہوئے قلعے کے نیچے کھڑا ہو اور ایک سمت شکار خسرو ہند کا تلا ہوا قلعے
 کے زینوں پر سے گولے برستے ہیں گولہ انداز تو بون کی ہتائی ہوے رہے ہیں عمر و کھسٹے ٹیڈے قلعے کے برج کے نیچے پہونچا
 فوراً کندھ چٹیک کو آسمانوں کی طرح سے پھیل پر چڑھ گیا لیکن نیچے سے ایک شخص نے لیس ہوئے نشانہ باندھ کر
 ایک تیر پتارے پر لگایا وہ تیر پتارہ کو نکل تو وہ خاک توڑ کر طلائی ہاؤن دستہ پر پڑھیا عمر و بہت کر کے قلعے کے
 اندر گیا اور پشاورہ صابرو صبور کے آگے رکھا جس مکت سے حکیم صاحب کو لایا تھا وہ کیفیت بیان کی صابرو
 صبور عمر و کی داناتی پر عیش عیش کرنے لگے اور اس کی چالاک کی اور داناتی کی داد دی عمر نے تمام اسباب متوج

سے حکیم صاحب کے گرد و چکر رفع بیہوشی کی دوا دی کہ حکیم کی بیہوشی دور ہوئی اور اسی پیادے کی صورت نکالیا کہ لکڑی صابروں کے طور پر بنایا ہوا اور مجھے کمال اضطراب میں آئی کہ پاس بھیجا کہ حکیم قلیمون ترشہ دھو کر بولا کہ ہاں کوئی بیمار اس دیوانے کو باندھ کر میرے پاس لاؤ کہ میں فصد کھول دوں یہ فائدہ دماغ پریشان کر رکھا ہے اسکا علاج کروں عروے کما کہ حضرت میں مجنون نہیں ہوں کہ ترشہ دھو کر کوئی کالیف دیکھئے گا میں یوں بجا خود ہوشیار ہوں کیونکہ دیکھئے گا حکیم صاحب بولے کہ مجنون کے سر پر کیا سینک ہوتے ہیں تیرے نہیں ہیں تیرے کیا سر غاب کا رنگ لگا ہوا لکھ باریک مکی نہیں جاؤ لگا تو اپنی ہی رشتے جاتے ہیں جب کوئی نہ بولا حکیم صاحب دھو دھو دیکھ کر غصہ ہوئے بھوکا ہو کر ادھر ادھر دیکھنے لگے کہ سب ہی سباب میرے مطلب کا میرے پاس موجود ہو مگر میرے کان نہیں اس سرزمین اور آدمیوں کا کچھ نشان نہیں ہے اتنے میں صابروں نے اکر طاقات کی اور حکیم صاحب کی خاطر دوا کی اور مدارات کی حکیم قلیمون نے پوچھا کہ میں سباب سمیت بیان کیوں کر آیا عروے بولا کہ یہ مرض کنین جبکہ بے کسے تشخیص کر لیجئے گا کسی سودا کی کی زبردستی فصد کھولے گا یہ پیادہ لایا ہوا تہی ساق طے کر کے یہاں پہنچا یا ای قلیمون کو جب علوم ہوا کہ یہ عروے ہوا ٹھکر گئے سے لگایا کہ خواجہ گرین جانشا کہ تم ہو تو میں بے تکرار جلا آنا اور کبھی حرف انکار زبان پر نہ لاتا عروے بولا کہ اب بھی میں بکا زہر بارہا حسان ہوا کہ آپ مجھے دے ڈالا لیکن جلد ایسی نہ ہو کر کیجئے کما جعفران کے جسم سے زہر نکل جاوے اور میرے غریب وطن اس مرض ملک سے شفا پاوے۔ حکیم قلیمون نے امیر کو دیکھ کر گفت فوس سے اور کہا کہ اسکا علاج نوشیروان کے سولے روئے زمین پر نہیں تمام عالم میں سوا اس خاندان کے بالیقین نہیں ہے عروے نے کہا کہ حضرت وہ ایسی چیز کیا ہے کہ اس میں خواص عفا کا قلیمون نے کہا کہ شاہ مرہ نام اس دوا کا ہے کیا نیوئی پشہا پشت سے جلا آتا ہے بغیر کے امیر کو شفا نہیں ہوگی زہر رگ رگ میں سما یا اس زہر ہلاہل کا اثر ہر جزو بدن میں در آیا ہے عروے نے کہا کہ حضرت یہی مثل ہے کہ زہر تریا از عواقب در وہ شود و مار گزیدہ مرده شود اسلئے در وقت کے عرصہ تک حمزہ کا ہے کو جیتا جیگا اس وقت تک سطح و سلامت رہیگا قلیمون نے کہا اب نفس الامری میں امیر کو محنت ہونا دشوار ہے بہت جبراً آزاد ہو عروے واپس سر پر خاک اڑاتا قطع کے دروازہ پر آیا وہاں مقل کھڑا ہوا تھا کہنے لگا کہ خواجہ کو حکیم نے کیا علاج تجویز کیا عروے نے کہا کیا کون اس محنت سے تو حکیم کو لایا اور اس محنت کو بیان تک پہنچا یا اب وہ کہتا ہے کہ اسکا علاج بحر شاہ کے دینا میں نہیں ہے اب شاہ مرہ سولے نوشیروان کے پاس کے جہان کے عطار خانوں میں نکلے گا اور زمین میں اسکا بتانے کے مقل سکر چپ ہو رہا عروے و چار قدم آگے بڑھا مقل نے پیچھے سے پکار کر کہا کہ خواجہ اگر اہل جاؤ نوشیروان کے در دولت پر ایک بڑھیا رہتی ہے اس سے میرا سلام کہدیتا عروے نے کھسیا ناہ کے بلکے ایک عرصہ مقل کے سر پر اس حد سے مارا کہ مقل غم میں حیرت ہو گیا جگر کھا کر زمین پر آنا اس وقت مقل باوازم بولا کہ خود جہانگیر

ہوتے ہوتا ہوا میری بین موجود ہو تب تو اور بھی عمر و ناخوش ہو کر مقبل سخت شست کئے لگا کر میرا رستہ ٹھوکر مار کر
اس رنگ نے میں کیا مقصود مقبل نے سماع و سر حمزہ شاہ مرہو میں لجا گیا مجھے لیجے کوئی دم میں اتھا گیا گار
نے میرے زور و امیر کے پہلو میں رکھ کر ٹانگے لگا دیے ہیں اور اس کے خواص بھی میرے کو بتا دیے ہیں عمر و نے مقبل کو
بھائی سے لگایا اور حمزہ کے پاس پہونچا قلمیوں نے ہمارے خواجہ بھی یہیں ہو میں جانتا تھا کہ مدائن ہو
ہو گے شاہ مرہو کہیں سے ہم پہونچا کر لاتے ہو گے عمر و بولا کہ حضرت میں گیا بھی اور تیا لگایا اور بے بھی آیا قلمیوں نے ہمارے
تھے کچھ دور بھی نہیں ہوا لولائے ہو تو دو عمر و نے ہمارے امیر کے پہلو میں ہی اٹھیں کے قابو میں ہی قلمیوں نے
امیر کے جسم کو دیکھا تو واقعی نیلا کلج کے مانند ہو گیا ہو کر جس جگہ شاہ مرہو تھا اتنے بدن کا رنگ اصلی ہو کر کھڑا مطلق
نہیں ہوا اور قلمیوں نے ہمارے امیر کا رنگ نیلگوں ہو لیکن شاہ مرہو امیر کے پہلو میں نہوتا تو کب امیر مر گئے ہوتے
یہ زہر لگا جان کھوتا کئی سو من دو دوہ منگا کر کڑھا تو میں بکھا اور اس سے امیر کے پہلو کو چیر کر شاہ مرہو نکالا اور کہہ
میں باندھ کر امیر کے حلق میں دیکر پٹیک آنا اور کرکے لے کے بخ نکال کر دو دوہ کے کڑھا تو میں اسکو غوطہ دیا دو دوہ کا
رنگ زنگاری ہو گیا دو دوہ کا رنگ بدلنا شروع ہوا اس طرح چند بار مرے کو پانچ پانچ چھ چھ منٹ امیر کے پٹ میں
رکھ کر دو دوہ میں ڈالاج دو دوہ نے رنگ بدلا اور رنگ تغیر نہ پایا اور بدلی رنگت بدل چلی اور امیر کو چھینک ائی
اقلمیوں نے چند چادرین کتان کی امیر کو اٹھوڑا میں اور تدبیر مہتممین لائیکلی شروع کی اور لوگوں سے کہا کہ خبردار کوئی
تحفظ امیر کے زور و زہر کا ذکر کرے اس کیفیت کا نام بھی سوانہ لے دو ساعت کے بعد اس قدر عرق امیر کے بدن سے نکلا کہ
تمام بچھوٹے سین تریر ہو گیا دو دوہ میں جی امیر کو گونہ ہوش آیا کھا اطلب فرمایا قلمیوں نے شوباتیہ کا پکوا یا اور امیر
کو پایا جب کچھ اس درست ہوے اور امیر تکیہ سے لگ کر بیٹھ پوچھا کہ ملک لندھو رکمان ہی اور حشر کے اور
ہی سامان ہیں عمر و نے جھٹ پٹ لندھو کو ہوس میں لاکر امیر کے پاس پہونچایا اور شناسے راہ میں من عرجال
بیان کر کے تمام معرکہ سنایا کہ آپے پھر جانے کے گمان تھے یہ قصور ہوا ہی امیر سے اسکا تذکرہ نہ کیجئے گا اتوجو کچھ
ہوتا تھا سو ہو چکا ہر گاہ لندھو را اور امرا عالی وقار امیر کے پاس حاضر ہوے ہر ایک زور و جواہر امیر سے تیار کیا
اور فقر او مسکین کو صدقات و خیرات سے مالا مال کر دیا امیر نے حکم قلمیوں کو دیکھ کر پوچھا کہ یہ کون ہیں
کہا نے آئے ہیں کسی کے سفیر ہیں یا سوداگر ہیں کچھ سبب تجارت لائے ہیں عاوی کے منہ سے بسیا ختم ہوا
کہ وہ جو عاویں شیشہ لے کر اب نیگوری لیکر لگا منہ نگار کی طرف سے آئی تھیں حضور کے نصیب اعمال جان لینے کو وہ
لالہ لاکر لائی تھیں و سر سگستم کی عین حضور نے جو ایک شیشہ ترک کیا اس میں ہر لالہ مخلوط تھا انکو نام بدین شرا
حضور کے دشمنوں کو صبا و صبور شہپال کے بیٹے اپنے قلعہ میں اٹھا لے اور آپکی تیمارداری میں مصروف ہو اور
ہم کو گونے کمال عنایت ہر بانی پیش لے اور عمر و کو بھیج کر مرہو نار و ن حکم فرما کر بولا یا کہ حضور کا علاج ہوا خداوند کو

اس مرض مملک سے بچایا اور گسٹم قلعہ کو گھیرے پڑا اور برابر رہا یہ کلمہ سنتے ہی لندھو کے تلوار سے اُن لگی سرین
 جا کھینچی لاکہ بھی اس خبر سے کہ نہ چھتا ہوں ابھی تو میں اُنکا ملک لہو متے جو دیکھا ہوں اس مزد کو ایک ہی ضرب میں
 دفع کر دینگا امیر نے منع کیا کہا کہ آپ صبر کیجئے میں سمجھ لوں گا اس میں خبر ہو چکی کہ شہمیاں بھی گسٹم کا معین ہیں وہاں ہر قلعہ پر چڑھ
 کا قصد کیا تھا صابرا نے اُسکے خلف اکبر نے فاروڑہ کشین مار کر غار سقر میں اُسکو بھیجا گسٹم نے یہ ماجرا دیکھ کر قلعہ پر تل
 کر نیکارا راہ کیا ہر تھوڑی دیر میں خندق کو طے کر کے برحون میں آیا چاہتا تھا امیر نے عمرو سے فرمایا کہ تم جاؤ اور گسٹم کو میرے طرف
 سے کہہ دو کہ میں نوشیروان کے لحاظ سے طرح دیتا ہوں ابھی تک جیل پٹھا ہوں مگر تیرے کچھ خیال میں نہیں تیار ہو رہی قرأت
 سے باز نہ آ کر فساد برپا کر رہا ہو چاہتا ہے ایسا ٹھہکا لاکہ نہیں تو اپنا کیا پائیگا قرار واقعی بعد سے اس نے سزا بیکار مرنے امیر
 پیغام گسٹم سے جا کر کہا اُننا پاک دنی صورت نے ہنس کر جواب دیا کہ اوسا رہا نہ بچے تو مجھے عیاری کرنا ہر حمزہ کو مے بنے
 مدت ہوئی حمزہ کا نشان بھی باقی نہیں رہا ہر مرد کو جلا یا ہر جسکی طرف سے پیغام لایا ہر عمر فرشتے بھلا کر کہا کہ ادر گردن دنی
 اور شریر تو صاحب حقران کی شان میں ایسی فال بد ٹھہرے کالتا ہر موت کے دن تیرے قریب آئے ہیں جو ایسا بیہودہ
 بلکہ رہا کر دیا کہ امیر کا حکم نہیں ہر نہیں تو نہنگ فلان سے تیرے دانت توڑ کر تیرے حلق میں ڈال دیے ہوتے بڑھ بڑھ کے
 جو باتیں کرتا ہو اور دعویٰ کرتا ہو سب صلے تیرے نکال دیے ہوتے گسٹم بولا کہ اچھا حمزہ زندہ ہو تو جا کر دریافت کر
 کہ میرے کس راز سے واقف و آگاہ ہو عمرو اگر تو جواب صحیح لایا تو خیر ورنہ تو یہ فقرہ مجھے کرنا ہو گا کہ اس کا خیر خواہ عمرو
 امیر کے پاس آیا اور جو گسٹم نے کہا تھا بلفظ کہنایا اور کہا کہ اے صاحب حقران تعجب ہو کہ تم گسٹم بیکار سے کہ جسے
 نکھائے مار ڈالنے میں مطلق کوتاہی نہ کی تھی راز و دنیا ز رکھتے ہو اور اس بذات کے فسادات اور شرارتوں پر کہ اُسکی آب
 و گل میں خمیر ہو بھولے ہو پہلی آفت تو بہرام کے سر پر سے ٹپی اور اب جو زہر دلوایا تھا اب زچہر کا بھلا کرے کہ اسے شاہ حمزہ
 پہلو میں رکھ دیا تھا نہیں تو زندگی کی کون صورت تھی امیر نے اُسکے گوزار کا حال کہہ کر عمرو سے کہا کہ بس ہی راز ہو تو
 جا کر اُسکو جتا دیکھ کیا کرتا ہوا ہے کچھ اُسے منظور کیا ہو عمرو نے گسٹم سے آکر کہا کہ امیر نے فرمایا کہ اُوگوچی بھلا کھینچنے میں
 تیرے فتنے پاد مارا تھا جب حزب کھائیگا تو ہلک ہلک دیکھا گسٹم نے اس کے سنتے ہی جانا کہ حمزہ زندہ و سلامت ہو
 دیکھے اب کیا آفت آئے یہاں سے چلے جانا قرین مصلحت ہو اسی دم سندھ کی طرف مغرور ہوا اور وہاں حاکم اس مفری نے
 عجیب طرح کا فتنہ برپا کیا آدمی مے ہوؤ کے سرنگو اگر نوشیروان کے پاس بھیجے اور اپنے بیٹی اُن سرو کے ساتھ روانہ
 کئے اور شہ میں لکھا کہ لندھو نے سرمدیان حمزہ کو مارا اور میں نے ایکے اقبال لندھو کو قتل کیا خیاں اُن دنوں کے حمزہ
 میں بھیجے میں نے مے سرکہ و میان میں ہے میں اور ایک خط جنگ کو مفسل لکھا ایزد شوق مریج کیا کہینے برفس شاہ کی عرضی
 میں ہو لکھا کہ نوشیروان مہر گاہ کی شادی کسی کر دیو اور وہ مشوقہ لندھو از امیر ہاتھ لگے لندھو اُن کے حمزہ نے لندھو کو
 زیر کیا لندھو ہر دن جہان اُسکا مطیع اور فرمانبردار ہوا امیر کی عطا قبول کی و گردن نیاز امیر دیر و جہان دی مجھے سوا

حمزہ کے زہر دلوایک کچھ بن پڑی اور کوئی تدبیر سمجھ نہ سکی سو حمزہ بڑا سخت جان بلانوش ہو کہ زہر سے بھلی سکا کچھ
 بگڑا مطلق بال بیکانہا مجبور میں وہاں سے بھاگ کر سندھ میں آیا اپنی جان ہانسی بچا لایا ہذا مکر رکھتا ہوں کہ بادشاہ
 کو دغلان کے ہتھنگار کی شادی کسی سے کروادینا اور اس مشورہ میں اور لوگوں کو بھی اپنا شریک کر لینا کہ حمزہ سدا
 کو فٹ اٹھا اٹھا کے مجاہد حریف کے مارنے سے کام لے ہو کسی طرح سے جان گنوائے جس وقت وہ سر اور عرضی گستم
 کی نوشیروان کے ملاحظہ میں گزری آبدیدہ ہو کر بزرگ چہرے سے کہا کہ حیف حمزہ کی جوانی میں جانتا ہوں
 کہ اگر ہزار سال چرخ چرخ کھائے گا تو بھی ایسا جوان پیدا کر کے نہ دکھلایگا بزرگ چہرے نے کہا میں کچھ کہ نہیں سکتا
 زانچہ سے تو حمزہ کی سلامتی معلوم ہوتی ہو مگر ان تکلیف بدنی البتہ ثابت اور مفہوم ہوتی ہو آئندہ اعلیٰ عنہ

اروانہ ہونا میر کا بے درجہ و نصرت مع لندھو و ملائین کی طرف باشان شکوت

سندھ عامہ کی عطف عثمانی ہو طے مسافت بیان سفر میں ہمیں قلم کی یون گرم جولانی ہو کہ امیر کو جو گونہ طاقت الی
 معقودہ نواز کی یاد میں طبیعت گھرائی لندھو سے فرمایا کلاب جی چاہتا ہوں کہ ملائین کو چلین خسرو نے کہا کہ جی حضور
 کی مرضی ہو بہت مدت سفر میں گزری اگر بادشاہ کی ملازمت کا قصد ہو بسم اللہ قصد فرمائیے مگر ہندوستان میں سکرانا
 جاری فرما کر کسی کو نیا بیٹہ اپنی طرف سے چھوڑ جائے امیر نے کہا کہ ملک لندھو تھا رملک ملک مبارک ہو میں فقط تمہارا
 محبت کا بھوکا ہوں بیاختہ تمہاری لیاقت اور اہلیت و رہمان لازمی کا ہوں خسرو نے جیسو رائے برادر عم زاد کو اپنا
 کیا اور آپ مع سپاہ صاحب قرآن کے ہمراہ رکاب ہوا عادی نے کیش خیمہ لیکر لکین پہلے روانہ ہوا تھا اب با ایک سفر
 دیکھا بارگاہ دانیالی کو بریا کیا امیر مع خسرو لشکر اپنے شکوت شاہی سے چلے اور بارگاہ میں داخل ہوئے جسکو بھڑکانے
 کوں کیا اور سطح روزگار کا کوچ اور مقام ہونے لگا ہر چند امیر میں سن ہر کے حد سے بے خبر پست استخوان کچھ باقی نہ تھا مگر
 ہتھنگار کے شتیاق میں منہ لپیٹ کر تے چلے جاتے تھے دیوانہ ذوق شوق کا تھا اب بختک کی کار سازی سننے کے گستم کا خطا
 پر کھٹے تدبیر میں مصروف ہوا اسکے دل میں خیال گذر کہ خواجہ زادہ روپ میں لاوین مرزا بن کو کہ نسل میں کیا وس کے ہتھنگار
 کی درخواست کیلئے اٹھا رہا ہے اوکسی طرح جلد اسے بلوایا چاہیے جھٹ پٹ ایک خط اس مضمون کا اولاد بن مرزا بن کو لکھا کہ
 ملکہ ہتھنگار و ختر شاہنشاہ ہفت قلم اب یوٹ کو پو پو جی حمزہ نامی عجب اسکی خواستگاری کی تھی بادشاہ نے عین وقت ہاں
 قبول کیا اور اسکو ہندوستان میں ملک لندھو کی مہم بھیج دیا اور وہ سستے ہیں کہ لندھو کے ہاتھ سے مارا گیا لای
 ملائم ہو لیس میری صلاح خیر خواہانہ یہ ہو کہ آپ بہت جلد اس طرف کا ارادہ فرمائیے کہ جیل میں بوجہ تمام تر اپنے ایک ملائین
 میں ہو جائے میں تقریب کر کے آپ کی شادی ہتھنگار سے کرادوں تو فیصلہ کیا فرزند آگے بنا دوں لاوین مرزا بن خطے دیکھے
 خوشی سے باغ بلند ہو گیا تیس ہزار سوار ہمراہ لیکر نیا مل سے روانہ ہو چند روز کے عرصہ میں ملائین پہونچا بختک نے خبر لے کر
 اتنا مارا شرم کیا خلوت میں بادشاہ سے عرض کی کہ لاوین مرزا بن کو کیا کسی حضور کی ملازمت کیلئے راہ ملے یا نہیں

اسکی ضرور ہو کہ وہ بھی ایک بزرگ زادہ خاندان عالی کا ہی چند سرداروں کو حکم ہو کہ میثوائی کر کے تلمشا و کام اسکو لائیں اور اسکی مہانداری اور رسد رسانی میں مصروف رہیں چنانچہ بموجب حکم شاہی اسکو اتارا اور بخوبی انتظام رسد رسانی وغیرہ و قریع میں آیا و سرورن بچھانکے اسکی ملازمت کروائی اور خلعت دلوا یا کسی دن کے بعد قابو سے وقت پاکر خلوت میں بادشاہ سے عرض کی کہ حمزہ تو مارا گیا نامراد اس عالم سے روانہ ہوا ملکہ رحمت نگار کی شادی کی فکر ضرور ہو کہ بلورع کو پہونچ چکی چشم بد و دیویش را و قابل مراد ہوئی اور گسترہ کے ساتھ جو جھنوں نے تجویز کیا تھا وہ پوٹھا اور دھیر سے اتر گیا ہوا اور ظاہر ہو کہ جو ان اور کس عورت کا بیٹھنا پوٹھے اور پین سیدہ مر کے پہلو میں غصبا سامنا ہو کر کسی سے شخص سے کہ عزت و جہان رکھتا ہو یا قتل و آفرینت ظلمتی رکھتا ہو شادی کر دینا مناسب معلوم ہوتا ہو اس کا خیر میں مجتہد رجائت سے مقتضائے وقت ہو کہ زیادہ براہی نو شیروان نے کہا کہ تمھیں کسی تجویز کو اس داغرض کی کوئی صورت نکالو بنچانے عورت کی کہ میرے نزدیک اولاد میں مر زبان سے کہ کیا کوسی ہوا و صورت اور سیرت بھی اسکی اچھی معلوم ہوتی ہو بہر کوئی نظر نہیں آتا میرے آئندہ حضرت کی راے اور مشورہ جناب ملکہ معظمہ کا ہوا بادشاہ نے یہ بات بہت پسند کی اور ملکہ رحمت نگار کا اطلاع دی جو ملکہ شہر و تکامیر کام ناشکوے شاہی میں کسی کو معلوم نہ تھا ملکہ رحمت نگار کو یہ خبر سن کر نہایت رنج و ملال ہوا سب پر قدغن کیا کوئی امیر سر کرنے کی خبر نہ نگار کے کانون تک پہونچاے اور اس کے رد و مطلق اسکا تذکرہ نہ آنے پادے لیکن کسی نے ملکہ کو خبر پہونچا دی اسکو بہ سنائی سنائی ملکہ نے اپنا حال ایسا پریشان کیا کہ دیکھنے والے حیران ہو گئے اسکی کیفیت وحشت اور ملال دیکھ کر سب پریشان ہو گئے ملکہ رحمت نگار نے

مہر نگار کا خبر حلت امیر حمزہ کی سننا اور غم جو ہو کر بال سر کے نوجبنا



اگر بہت سا سمجھا یا اگر اُسے کچھ نہ سنا ملکہ رحمت نگار مجبور ہوئی بادشاہ کو خبر دی نو شیروان نے بڑی چہرے سے کہا کہ تم جاؤ تمھارے گھر کو سمجھا کر اولاد میں مر زبان کے ساتھ شادی کرنے پر راضی کر دو بڑی چہرے میں گئے اور ملکہ رحمت نگار کو علی کر کے کہنے لگے کہ ملکہ امیر کی سب طرح سے غیرت ہو اور خدا کے فضل سے قبیح و بے لایق نہ ہو گون راہی تباہی اس کے دشمنوں کی نسبت خبر نہ لائی

محض غلطی و فقط اس خیال سے کہ امیر کا گذر اس سلطنت میں نہ ہونے پائے یہ بتا جائی ہی ان امیر کو گستاخ نے نہ ہوا
 اس سے تکلیف بہت ہوئی آپ نے کچھ بھیجے گا کہ آج کے چالیسویں دن امیر سے اور آپ کے بخوبی ملاقات ہوگی میرے
 مناسبت کہ مصلحتاً اولاد بن مرزبان کو قبول کیجئے کہ بادشاہ کی اس میں خوشی، لیکن یہ قرار کر لیجئے کہ اولاد
 دن کے سامنے نہ آوے اور ملاقات عصمت میں بارہ پاؤں مہر نگار نے ہر چہرے کے کئے سے منظور کیا ہر چہرہ
 کو مبارکباد دیکے مہر نگار کا پیغام دیا نوشیروان نے دوسرے دن سرور بادشاہ اولاد بن مرزبان کو خلعت و ملاقات
 فرمایا کہ چالیس دن کے بعد عقد کیا جاوے گا جھنگ کے اولاد بن مرزبان سے کہا کہ یہ مہلت بڑی ہو اور اس کے لئے
 جہل طرف سے لگی ہو کہ نہ کہ حمزہ زندہ ہو اگر اس عرصہ میں پہونچا تو سارا منصوبہ بیکار ہو جاوے گا آپ ایک کام کریں کہ اگر
 وقت بادشاہ سے عرض کیجئے کہ غلام چاہتا ہو کہ یہ شادی نہ بل میں جا کر کرے وہاں پہونچتے پہونچتے چالیس دن
 گزر جائیں گے اور میرے عزیز اقارب بھی ہاں سب شریک ہونگے اور اس شادی سے سرسراؤ ٹھانگے اور میں بھی آپ کے
 کی اعانت کروں گا اور بادشاہ کو راضی کر دوں گا اولاد بن مرزبان سے بہت خوش ہوا غلط مسرت سے رنگ چہرے کا
 ہو گیا اور عند الملازمت نوشیروان سے اتنا س کیا جھنگ کے بھائی کے بھجن کی تائید کی واپس طرف بھی اشتعال
 بادشاہ نے منظور کیا اور جہیز وغیرہ کی تیاری کا حکم دیا جھنگ سے فرمایا کہ مہر نگار کی خدمت کا انتظام تمہاری
 اہل س کا زیر سے فرغت ہی کیا بہتر ہو جھنگ کے ایک کی جگہ سوچ کر کے کئی دن میں تمام سامان جہیز و سفر کا
 بادشاہ نے مہر نگار کو بڑی دھوم دھام سے رخصت کیا اور ایک منزل تک مع ملکہ مہر نگار کے بھی تشریف لے
 آپ بھی مع ارکان و ملت ہمراہ چلے اولاد ملکہ کو لے کر کچھ کچھ منزل منزل خوش خوش چلا جاتا تھا کہ خیمہ اس کا ملکہ کے
 تین فرسخ کے فاصلے پر تادہ کیا جاتا تھا بارہ ہزار غلام حبشی تری ملکہ کے خیمے کے گرد رہتے تھے ہر مذہب کا معتقد تھا کہ
 ارد میں جا سکے ہر گاہ چالیس دن گزر گئے وہ جھنگ کے واپس آیا مہر پر پہونچا اولاد نے ایک کوہ فضا پر کھڑا ہوا ہائی ٹیچہ کو
 اور بڑی ہائی آنکھوں میں جاتی تھی خیمہ تار کر لیا حکم دیا اور فرمایا کہ کل ہمارا بیان مقام ہو ملکہ کا وعدہ تمام ہو گا
 جشن کریں عیش و عشرت کی اور نیک مہر نگار نے زمین ٹھانے ہوئے قلعہ کی حیثیت لاد خیمے میں مقیم رہے مہر نگار نے
 گرفتار ہونا اولاد بن مرزبان کا اور جانا اس کا قید ہو کر امیر کے حکم سے بہر اجرت و پائس نوشیروان عدل
 سے فضل کرتے نہیں لگتی بارہ ہزار سید و اس سے ایسا سید واریہ جامع المستقرین کی قدرت کا تماشا دیکھنا چاہتے ہیں
 کھلا بلبل خلمہ یون جھنگا کہ خدا کی قدرت سے صاحب حقران بھی اُس دن وہاں پہونچے اور اس کوہ کے دامن میں خیمہ
 اور فرمایا کہ یہاں ہوا سے کچھ دلوں ہم تقویت حاصل ہوتی ہو اور یہاں کی بود و باش پر طبیعت نائل ہوتی ہو ایک ہفتہ
 جا رہا مقام ہو اور اسی جگہ پر قیام ہے سبھو اتنا س کیا کہ بہت بہتر ہے جو حکم حضور کا حکیم **احمد بن**
 سے کہا کہ یہ جگہ ہر اسم سامان شکار لیاؤ اور ایک ہرن تم شکار کر لاؤ اس کے کباب کی ہوا امیر کو کھا دین

فصل سے ویدم امیر کو قوت ہوگی بعد اسکے تم ملے کھادین عمر حکم موتی سی گوچن لیکر دہلے ہرن ہوا گرگاہ
 میں ایک گلہ ہرن کا دیکھ کر جو زبان بھرنے لگا ہرنوں نے کونستان بدل کر گرگاہ سے دم کی ایک جانب کی راہ نی عمر و
 بھلی ایک ہرن کے ساتھ چھلانگ تڑپا ہوا گوش بگوش جلا بھاڑ کے متصل قابو پکڑنے لگا اس چالاک سے ہرن کی سیٹھوں
 پر مارا کہ وہ دام اجل میں پھنسا کر نی جو کڑی بھول گیا عمر و نے اسکے چاروں بانوں باندھ کر ایک پتھر کے نیچے راہ سے
 الگ مستحکم دبا دیا اور آب پالانے کو یہ سیر دیکھنے کی واسطے جا بیٹھا دیکھے تو ایک نیچے لب جوتنہاں اور اردو اسکا اردو
 شاہی پر پہلو مارتا ہوا اردو شخص لب نہر سونے چاندی کا چلیچلی آفتاب ہاتھوں میں لیے ہوئے کھڑے ہن کسی کے
 حکم کا انتظار کرتے ہیں عمر و ایک ہاتھ کو جھٹلاتا بانوں سے لٹکاتا آنکھیں یاس جا کر کھڑا ہوا اور کہاں کجا جت اور
 نرمی آنکھیں بوجھا کیوں حضرت یہ اردو کس کھایا اور آب کون ہیں اور اکیلو کیا کام سپر کیا یہ وہ بولا کہ اردو ملکہ ہرن کا
 دختر شاہنشاہ نفست عظیم کا ہوا وہم اسکے غلام ہیں اسکی اطاعت اور فرمان برداری کام ہمارا ہی بیٹے حمزہ نامے
 ایک عرب کے ساتھ ملکہ مذہب ہوتی تھی سودہ ہندوستان میں نہر مور کے ہاتھ سے مارا گیا نامہ اور اس حبان
 فانی سے وہ بچا کر لیا ہر چند ملکہ نے بہت پناہاں تیاہ کیا اور بادشاہ بھی بہت مخموم ہوا لیکن قضا سے جارا کیا ہے
 بنحساک فرساق نے بادشاہ کو سمجھا کچھ کر ملکہ کو دلا دین مر زبان کیا دوسی کے حوالے کر دیا ہوا وہ شادی کرنے
 کی واسطے اپنے ہمزہ رابل کی طرف ملکہ کو لے چلا وہ ملکہ صاحبہ نے بزرجمہر سے سنا تھا کہ آجے چالیس دن دن تیلے لاہ میں
 صاحبقران کو تم پاؤگی اس محروم و رد فراق کے دیدار سے فرحت اٹھا دی ہو اسے چالیس دن کا عہد ہے
 دیا تھا کہ تیرا مدت مہو و خیم گاہ کے گرد نہ پھٹنے پاوے سو آج چالیس دن ہو اگر شاہ تک بھی صاحبقران پہنچے تو
 ملکہ کی زندگی ہوتی و نہیں تو جو وقت اولاد دوسے کے دروازے تک پہنچے گا کہ ہر ہلاہل کی پڑ پچھا آب جالیسی کہ
 ہاتھ میں لیے ہوئے بھی جو چھٹ ملکہ کی جوانی کے اسے ابھی کچھ نہیں کچھا و مفت خون ناحق ہونا و عمر و نے کہا کہ
 با خدا کو یاد کر عجیب کیا ہو اگر صاحبقران آج ہی پہنچے نہ حال خدا ملکہ کے دیکھ کر حاصل کرے فقیر کا سوت سے ملال
 اسہا کر لیکر ایک ہاتھ اور ایک بانوں شل ہو کر دیکھا ہو حکم نے تیا تھا کہ سونے دیپے کی چلیچلی سے ہاتھ بانوں ہوا دیکھا تو تیرا
 ہاتھ بانوں چھا ہوا چا دیا کچھ تو کہاں سیر تھا کہ یہ علامت کرتا کہ معلوم ہوا کہ کوئی دن مٹی باقی ہو کہ سے ہل بانوں کے ہاتھوں میں
 چلیچلی آفتابہ سوخت نظر پڑا اپنی زندگی کا کچھ سہارا ہوا بات کی بات کو اسے اگر غنا نہ لیتے تو ایک روبرو اس عتی پانی بھر کر ہاتھ بانوں
 دھو لوں نہیں تو پھر کہاں ایسا شمع ملے گا کون مجھے ایسی قیمتی چیز دیکھا ان دونوں شخصوں نے اس کھا کر مشہور کیا
 کہ ایک فقیر کا کام نکلتا ہوا اور ہمارا اس میں نقصان کیا ہو کہ میں لیکر اس لشکر سے بھاگ نہیں سکتا ابھی ہکچھ دیکھا
 یہ سمجھ کر چلیچلی آفتابہ عمر و کے حوالہ کیا عمر و سلام کر کے لے لیا اور نہر سے پانی بھر کے ہاتھ بانوں کو غسل دیا اور
 اپنے قابو میں رکھا ان لوگوں نے کہا کہ لاؤ پھانی تھارا کام تو مکمل کیا اب چلیچلی آفتابہ ہلے حوالہ کر دہا رہی مالیت

ہیں بددعویٰ ایک پھلانگ مار کے نئے جلا ہو کر بولا کہ میں ایسا بوقوت نہیں ہوں کہ میں لیکر الٹ پلٹ کروں
اور اپنی دوا مکتودیدوں فرض کیا کاسوت میں اچھا ہوا اگر پھر اس مرض نے عاودہ کیا تو میں تلو کہان یا تو گلاؤں
چلے آقا بکس سے ملتا پھر دنگایہ کہرا ولاد کے اردو کی طرف چلتا ہوا ان دونوں نے بھی سکا پچھا کیا عمر
اکو بھلا کہان ملتا تھا ہوا ہو گیا کہین کا کہین ہو گیا اولاد کے اردو میں جا گھسا چا دیا ری بچھا کر تختی بانے ہوا
میں نے رال کیسوت نکڑ بٹھا ان دونوں شخصوں نے اس کے گرد کثرت دیکھا کہ اپنے زمین کہا کہ اس سے قرعہ بھگوائے
رہل بھگوائے اور چور کا ٹھکانا لگائے پاس جا کر کھڑے ہوئے اور اس کی کیفیت دیکھنے لگے دیکھا جو کوئی اس سے
سوال کرتا ہوا وہ اس کے دل کا راز بیان کرتا یہ بڑا کیا کہتا ہی بھی جا کر بیٹھ گئے اپنا حوالہ اس سے پوچھنے لگے
اس نے کہا کہ تمہارے کوئی ظن جاتے رہے ہیں اور وہ دودھ دیا ندی اور سونے کے ہیں یہ سخن نکر کیا مل مقصد ہوا
ابیشیج رہ کر لگے بعد مشورے کے ایک تو عمر و کے پاس بیٹھا رہا دوسرے ملکہ کے در دولت پر چلے کر عرض کر بھیا
ہ غلام کچھ عرض کیا چاہتا ہو بہت ضروری تھا اس کرتا ہو ملکہ تو شام کا انتظار کر رہی تھی کہ آفتاب غروب ہوئے
نور ہر کھاؤن قید حیات سے رہائی پاؤں غلام کی اسد عاشق فوراً ٹھٹھکڑی ہوئی کہ شاید کوئی فردہ سنا ہے
اس یوسف گمشدہ کے قافلے کی خبر لا دے پر دے لگ کر پوچھا کیا کتاب کوئی خبر اچھی لایا ہے اس نے پہلے تو کیفیت
خبر کے گم ہونے کی کہی بعد اسکے رال کی حقیقت بیان کی ملکہ از بسکہ عاقلہ تھی زمین سوچی کہ یہ جرات سوا عمر و کے کئی
پائی کر میرے اردو کے متصل چالاک سے میرا دست برد کر کے لے لے اور ہزاروں آدمیوں کی کھوپڑیوں کا لکڑاٹھان
جلدے اور عجیب نہیں کہ وہاں جا کر رال بھی بنا ہو بھی شعیب کیا ہوئی ان فوراً دل پر سادہ دیکھ کر عمر و کو بلایا اور گوشہ
رکے چلمن کے متصل ٹھاکر فرمایا کہ لے رال میرے دل کا تو حال کہ کیفیت جگر پر بلال کہ عمر و نے کہا کہ حضرت میں خبر
دیکھ کسی کا حال نہیں اتنا ہوں در پردہ کسی کا حال احوال کتنا نہیں سیکھا ہوں ملکہ نے تجویز کیا کہ آخر توجہ سزاوار
مرد دیکھ گا تو کیا ہو گا کہ ہمارا راز افشا ہو گا چلمن ٹھاکر دی وراہی صورت کھادی عمر و نے پائے مہر نگار کے ہاتھ میں کر
آپ پانسوں کو اپنے ہاتھ میں لیا ان سطرین پھینکین میں شکون کو دیکھا کہ آپ دکان راز بیان کر دوں گا اور راز کچھ بھی حکم
لگا دوں گا ملکہ نے جو پانسوں کے خط خال کو دیکھا تو دل کے پائے پائے اور ہی پچھلایا ہی پائے نظر لے کر کہ ملکہ بھی تو دل
میں بزرگمیر کا شاگرد تھی مگر کوئی یہی کہ دیکھیں کیا کتابی ہکا حکم کیا ہی پانسوں کو بھینکا عمر و نے ابتدا سے عاشقی سے لیکر
بیکمال ہندیا آج ایک دھڑکے خبریں خوشی کی خبر سنا دی گی مہر نگار نے عقلمند یافت کیا کہ یہ عمر و سو ہی خیال اور سعید وار
متوہر ہوا تھا کہ اس کی علمی داری بھی کہ جو بھینچا داری لک ہو گئی عمر و نے ہوتے کھائی دی ملکہ نے اختیار عمر و کے گلے سے لے کر
راز راز رو کر پوچھنے لگی کہ سچ کہ امیر کہان ہیں کس کا روان ہیں یوسف کفان ہیں عمر و نے کہا کہ امیر کس طرح سے اسی ہوا کہ
خبر ان میں خدا کے فضل سے صحیح و سلامت ہیں مگر آپ کے فرق میں یہاں سے کچھ جمن ہیں ملکہ تو کہہ کر باجیدوں نے سما کی بات

امیر کا شہسوار مال ملک کے پاس و ظاہر ہونا اسکا دار بھی کے اٹھنے سے

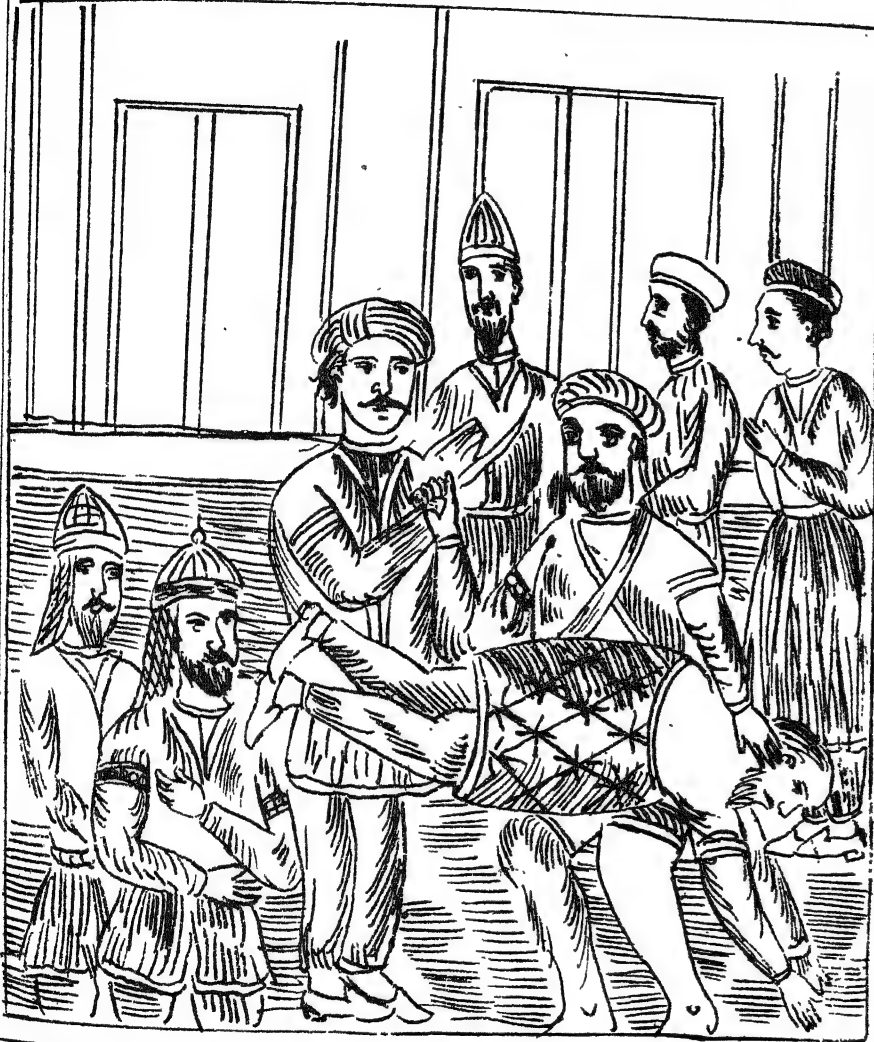


کہ امیر کا حال پوچھے اور اپنی بیٹی کے کہ آدمی پر آدمی ڈیوٹھی پر گیا کہ مال کو شادی کی ساعت دیکھنے کیوا سٹے اولاد نے طلب کیا ہر سب سامان وغیرہ شادی کا جمع ہو نقطہ اسی مال کا انتظار کر رہا ہر عمر و نے کہا کہ اب حضور نے ظہر ٹھہرن چین سے بسر کریں دیکھیے تو اس شادی کے لیے کیسا اولاد کو منعم کرتا ہوں ان ذات شریف کے ساتھ کیا کر گذرنا ہر دن یہ کہہ کر خست ہوا ملکہ نے خلعت رخصت مع بدرہ زرعہ کو دیا عمر و دان سے چلا اور اولاد کے پاس پہنچا دیکھا کہ ایک گریہ جو اہو من غرق ایک کرسی مرصع پر بیٹھا ہوا ہے اور سامان رسوم شادی کا گردا کے رکھا ہوا اولاد نے پہلے تو پوچھا کہ ملکہ نے تجھے کیوں بلایا تھا بولا کہ ایک مردے کی زندگی بچھتی تھیں اور بہت افسوس اسکا کرتی تھیں میں نے سمجھا کہ وہ مر گیا اور گواہ اولاد بن مرزا بن سے بہت بھل لیگا پہلے تو راضی نہ تھیں مگر میرے کہنے سننے سے راضی ہوئیں یہ سن سننے ہی اولاد کی باچھین کھل گئیں اور بھی بہت خوشیاں ہونے لگیں خلعت گرا نایہ دیکر پوچھا کہ شادی کب کروں اس ہر خ کے وصال سے کب مسرور ہوں عمر و نے کہا کہ جتنی جلد ہو سکے کو شمش کیجئے اولاد اس بات سے اور بھی محظوظ ہوا ایک بدرہ زرعہ کا اور عنایت کیا عمر و اس بدرہ کو لیکر دست بدعا ہوا اور کہنے لگا کہ غلام کے چار لڑکے ہیں ایک تو گرز بازی سے شوق رکھتا ہے اس کو تربت میں لانا ہی ہے اور دوسرے نے وچے بازی

اور تیسرے کو ڈھول خوب بجاتا رہا اور چونکہ ستر میں کامل ہوا ہوا اگر آپ انکا تماشا دیکھیں
 تو بہت محفوظ ہوں اولاد بولاکہ کل جگہ کو بنی کل اولاد کو ہمارے پاس بھیج دینا البتہ یہ تماشا دیکھنے
 اہل ہر کہ مراد ہے کامل اپنے اپنے فن میں ہوگی اور تو خود بھی کامل ہو سحر و اس سے رخصت ہوا اور سہاڑے
 نیچے اگر بصورت اعلیٰ ہو کے ہرن کو حکیم اقلیموں کے پاس لایا انھوں نے ذبح کر کے کیاب کی بوا میر کو کھا
 اس سے طبیعت امیر کی بشارت برائی اور عمر و خطا مستقیم راہی ہوا لندھور کے پاس گیا راہ میں مقبل سے جو
 واقعات ہوئی اس سے کہا کہ تو عادی کو لیکر خسرو ہند کے خیمے میں جلد آخسرو نے پوچھا کہ خواجہ کدھر آئے ہو
 ہوں استغدر گھر لے ہو بولا کہ آپ ہی کے پاس آیا ہوں کچھ غرض اپنی لایا ہوں آپ جانتے ہیں کہ صاحب قرآن
 ہر نگار برجان دیتے ہیں اور اسی کے واسطے یہ سب تکلیفیں اپنے سر پر لیتے ہیں حیف ہی کہ آپ کے ہوتے ہنر نگار کو گریہ
 جائے اور اسی کے فراق میں زہر کھائے یہ ہنر سب حال بیان کیا اور کہا کہ یہاں کے تلے اسکا ردیڑا ہوا اور وہاں مان
 نادہ کا جمع ہو شام تک دارا نیا راہ لندھور اس جگہ کو سنتے ہی آگ بگولا ہو گیا گریز لیکر اٹھ کھڑا ہوا کہ میں
 ابھی اسکی ہڈی پسلی سر کرنا ہوں اسی وقت اس کے سر پر قیامت کرتا ہوں تو اس کے خون کا پیا سا ہوں
 عمر و نے کہا کہ ایسا ارادہ نہ کیجئے مبادا امیر کو ناگواری ہو اسکو جیتا پکڑ لیجئے خسرو نے کہا کہ بھرتھواری صلاح ہو میں
 ہر صورت سے حاضر ہوں جو تمھارا قصد ہو و لیا کہ گزروں اس میں مقبل بھی عادی کو لیکے پہونچا عمر و نے
 شورہ کیا اور بیان پناوارہ کیا انھوں نے بھی لندھور کے قول کا اعادہ کیا جب استاد فلک شاع خوش
 ہاٹھ لیکر اٹھ کھڑا ہوا عمر و نے بڑا ڈھول تو عادی کے گلے میں ڈالا ستر مقبل کو دے کر لندھور سے کہا کہ
 آپ گز سنبھالیں اور اپنی صورت ایک خوب صورت لڑکے کی بنا کر ٹیپہ ملاتا ہوا اولاد کی ڈیڑھ بھی بگیا اولاد
 نے سنا کہ رمال کے بیٹے آئے ہیں بارگاہ میں بلا بھیجا اور تماشا کرنے کا حکم دیا عمر و نے گیارہ بٹے برنجی کسب
 عیاری سے نکال کر ایسی ٹیپہ بازی کی کہ اولاد اور اہل محفل دیکھ کر دنگ ہو گئے تعریف کرنے لگے کہ ہنر
 اپنی عمر میں آج تک ایسا بچہ بازی نہیں دیکھا تھا اور ایسا استاد اس فن کا نظر سے نہیں گذرنا تھا اولاد نے بہت
 کچھ انعام دیا مقبل نے سنا اور عادی نے ڈھول بجا کر محفل کو گرم کیا انکو بھی اعلیٰ قبا میں انعام ملین اور بھی انعام
 دیا کہ ام دی لندھور جو گز بازی کرنے لگا اسکی ہوا سے لوگ نکل اور کرسی سے خاک پر گر نے لگے ہر طرف سے
 ایک شور پس پس کا بلند ہوا عمر و نے لندھور کو اشارہ کیا کہ یہی قسم ہی بسم اللہ کر دے آئیے اور ان ہر دونوں
 طاقت دکھائیے لندھور نے ہلاتے ہلاتے اس گز کو بارگاہ کی چوبوں پر بار اولاد تو سہ دربار یوں خیمے میں دب گیا
 اور فرج سے رطائی ہونے لگی جنگ فشرع ہوئی لندھور نے گز اٹھا کر نعل مارا کہ ہر کہہ واند واند واند کہہ نداء بلند انہ
 لندھور بن سحران خسرو ہند وستان نعرہ سنتے ہی بارہ ہزار سوار لندھور کے جو کھینک گاہ میں بیٹھے تھے تلواریں

کھینچ کر فروج غنیم کے سر پر پہنچے دس ہزار سوارا ولاد کے لشکر کے مارے گئے اور با پچھنزار زخمی ہوئے اور دس ہزار قیدی بن چکے اور باقی با پچھنزار جان لے کر بھاگے عادی کا حال سنئے کہ عین جنگ میں خیال کیا کہ آج اولاد کا ارادہ شادی کرنے کا تھا کھانا ضرور کثرت سے پکا ہوگا اور بہت تحفہ تحفہ نفیس کھانا ہوگا باور چٹانے میں چل کر کھایا چاہئے لائے لائے ہاتھ کھانے پر بار چاہئے یہ سوچ کر باور چٹانے کی طرف چلا چند قدم اٹھائے تھے کہ ترخیے سے ایک شخص کو نکلے دیکھا ڈھول اسپر رکھ کے جو سکا ڈھول کا چمڑا پھٹ گیا اور وہ شخص اسکے اندر سما گیا فوراً ڈھول کے منہ کو مضبوط بند کر کے باور چٹانے میں گھسا کھانے کی تو افراط تھی جو جو کھانا جی میں آیا بے دغدغے اور بے شرکت غریب نکال نکال کر کھانا شروع کیا دست خود وہاں خود کا مصداق ہوا عمر و نے ہر چند اولاد کو خیمے میں ٹھونڈھا مگر اسکا سرغ نہ ملا لا شون میں تلاش کرتا ہوا باور چٹانے کی طرف جا سکا دیکھا کہ عادی بڑے بڑے نوائے مار رہا ہی انوار کا کھانا نکال نکال کر اپنے سامنے رکھا ہی عمر و نے توری چڑھا کر کہا کہ او شکم بزرگ حمزہ کے لشکر میں تو پہلوان نامی کہلاتا اسو اور لڑائی کے وقت جان چڑا کے گوشے میں بیٹھا ہوا پیٹ پال رہا ہی یہ وقت پیٹ بھرے کا تھا کچھ اپنی عزت و آبرو کا بھی خیال نہ کیا عادی نے کہا کہ میں نے بھی ایک آدمی پکڑا ہے میرا کھانا حلال کا ہو چکا ہو عمر و نے کہا کہ ہم بھی اس کی صورت دیکھیں اس آدمی کی زیارت کریں عادی بولا کہ وہ ڈھول کے اندر بند ہو تو اب اٹھ کر دیکھ لے مجھ کو کھانا کھانے دے عمر و نے ایک جھلک اس کی دیکھ کر کہا کہ یہ آدمی تو لاکھ آدمی کے برابر ہی ہزاروں قیدیوں سے ایک یہ قیدی بہتر ہے نفل لاسر میں عادی تو نے بڑا کام اونٹ نام کیا کہ اس گریبے کو گرفتار اور رام دام کیا یہ کہ کمر خوش خوش عادی سے ڈھول اٹھوا کر لندھوڑ کے پاس لیگیا اور بہتر ایشاشت و سرت اس سے کہنے لگا کہ لے خضر ایک شکار فرمایا ہوں اور سچی انعام کا ہوں لندھوڑ نے کہا کہ شکار مجھ دکھا جو میں عادی نے ڈھول کا منہ کھولا اولاد ڈھول میں سے کل کے خضر کھینچ کر لندھوڑ پر دوڑا لندھوڑ نے خبر اس کے ہاتھ سے چھین کر اسکو زمین پر دے پڑا عمر و نے کند کے حلقوں سے لٹایا اسکو جکڑا اور یہ مردہ جاکر ملک سے کھانے کے لئے شکر ادا کیا اور بہت کچھ عمر و کو انعام دیا عمر و دل سے میرے پاس پہنچا اجرت سے انتہائی جود و قورع میں آیا تھا امیر کو سنایا امیر نے عمر و سے لے لیا اور لندھوڑ سے کہا کہ حقیقت میں ہماری تمھاری حرمت اور عزت ایک ہوتی نہ محافظت کرو تو کون کرے اور ایسے موقع اور محل میں سولے دوستوں اور غلاموں کے کون سا تھوڑے پھر سلطان نجات مغربی کے ساتھ ملکر ہمارے گار کے بھیجے کا ارادہ ہوا اولاد کو بھی با پچھن کر کے اس سال کر نیکا قصد کیا کہ نوشیروان جہا مناسبت تھا ولیا کر گیا اور ایک عرضی بادشاہ ہفت اقلیم کو اس مشغول کی لکھی کہ فدوی حسب حکم جھنڈ کے سرانہ میں گیا اولاد میں

نامہ و قبل عادی و لندھور کا بصورت بازیگران بارگاہ اولاد میں اور اثنائے بازی میں
جنگ کرنا اور گرفتار ہونا اولاد کا عادی پہلوان کے ڈھول میں



جو جو خیاں اور مصیبتیں ٹھانے لگا کر زمین ہوسکتا اور ملک لندھو کو زیر کیا اور خدا نے عزت و آبرو سے رکھا
چنانچہ اسکو اپنے ہمراہ لے آتا ہوں فلجہانی کے حضور میں بہت جلد پہنچا تاہوں دلاس عیسیٰ میں شہنشاہ میرے مرنے کی خبر
پہنچائی اور بغیر تردد و راڈانی حضور نے سچ سمجھ کر اندیشہ نہ کیا فہم کے شر سے ہر نگاہ کو لاد کے حوالے کیا اور کچھ مسکرائے
میں تو جہاں التفات کو حضور نے غل و یا اثنائے راہ میں مجھے اولاد سے ملاقات ہوئی اسکو گرفتار کر کے حضور میں بھیجا تو ملاقی اوقات ہوئی
جو میرے نزدیک سب ہموہ اولاد کو دیکھے اور جو لوگ سن شہر سے میں شریک ہو کر آئے تو سمجھ لے کر اور کچھ
کو بھی خدمت کیا اور اپنی امانت کو حضور کی دستیں میں بھیجا اور انشاء اللہ تعالیٰ عنقریب طبع ہر موشادہ می کر دنگا اور دراندازوں کو مفلک

سبحہ لوگ اس عرصہ کو گھل کر سلطان نجات مغربی کو دیا اور یہی تھا کہ گستم نے غکوزہ یا تھا اس سے باہر تو خیر مولیٰ مگر کلیف
 البتہ بہت گدڑی فقط اور ہلہ سہان ملکہ کو فدا فرما خلعت عطا کیا آخر نگار نے عمر کو بلا کر کہا کہ میں تیری جشن کی کتنی امیر
 نے جھکا پنے پاس تک بلایا اور ملائیں کو رخصت کیا ایسا کونسا قصور تھے صادر ہوا کہ میرا منہ دیکھنے کے قابل نہیں ہوں
 نے امیر سے کہا کہ اگر نگار بہت ملوں بھی ہوا واسطی سے کہتی ہو امیر نے کہا کہ تم دیکھتے ہو کہ میری صورت نہ کھانے کی بدولت کسی
 ہو گئی ہو کوئی حیثیت بد نہی باقی نہیں ہی ہوا سہیت سے تو میری جی نہیں چاہتا کہ ملکہ کو اپنی شکل دکھاؤں ان کے پاس ملوں یا ان کو
 اپنے پاس بلاؤں انشاء اللہ الغیر ملائیں پہونچے پہونچے رنگ و رخا ملی ہو جائیگا وہاں پھر خداوند حقیقی جامع الشرفین بھی ملائیں
 ملکہ کو بابتیں شایستہ سمجھا دو کہ برائے بائیں میں بچ نکلیں میں کچھ ان کے ملائیں پہونچتا ہوں میں خود عازم اس طرف کاموں و ترکم بھلاطت
 تمام ملکہ کو پہونچا کر ان سے راہ میں ہمارے پاس جو بقدر رجلد ممکن ہو تم بھی کرلو حکم قلمیوں نے کہا کہ خواجہ تم ملائیں جاتے ہو
 نوشدار دیتے ہاں اگر امیر کے نام سے کسی سے نہ مانگا کہ کوئی نہ لگا عمر و امیر سے رخصت ہو کر فرنگار کے پاس پہونچا اور بوجہ حسن
 اس کو سمجھا کر چپکا کیا اور جانے میں سوار کر دیا کے ملائیں کی راہ لی چند روز کے عرصے میں ملکہ کی سواری ملائیں میں پہونچی
 نوشدار و ان پشواں کر کے لیگیا اور سلطان نجات مغربی کو خلعت عطا فرمایا اور امیر کی سلامتی سن کر بہت خوش ہوا اب عمر کا
 حال سنئے کہ ہرقائی کی صورت بن کر ایک قصائی کی کو کپڑا لگا دو سپیٹ کہ جہین حرف کا نشان تک تھا اس کے کچھ نک کر لو لاکر
 دو پیسے اس کی نوشدار دے اسے کچھ نلم تک سنا تھا وہ بولا صاحب خلیفہ شد لو اس کا سن لو کہ اس کی صورت کسی ہو کیسا قدر ہے
 اب تک نوشدار کو نہیں دیکھا ہو عمر و ایک بیٹے کی دکان پر آیا اور اس کے آگے بھی بے چھینک کر نوشدار و مانگے لگا وہ بولا صاحب
 وال جاؤں توں لکڑی کٹی تیل شد و کو دوں با جراتے منہ جو دستور تو موجود ہو اگر لے لے تو لےجے دکان بلی ہی بے تکلف جو چاہے
 حاضر ہو کر کچھ نوشدار و تویرے پاس نہیں ہو کہ میں کو دوں میں تو کبھی اس پر کانا نام بھی نہیں سنا ہو کہ نہ اس کا اقرار کروں کسی پساری سے
 بوجھے شاید اس کی کان میں نکلتے عمر و پساری کے پاس گیا بولا کہ میری چیز کا نام نوشدار و نہیں ہو ہے اس نام کا کوئی گرا تاں نہ ہو
 تو کچھ کچھ کے پاس آؤ تو ہو جو عمر و کچھ کے پاس آیا اسے کہا کہ صاحب اگر مولیٰ سا گپت خیرہ تر تو بڑا ہو تو مجھے نوشدار و نام تو کبھی کبھی
 کا نہیں آگے کسی اور کی دکان دیکھو خوشہ عطار کی دکان پر گیا اور اس سے نوشدار و کو پوچھا اسے کہا کہ نوشدار دہنے کہاں
 پائی کبھی دیکھنے میں بھی نہیں آئی مگر تو ایک کام کر زنجیر دالت جاکے ملا البتہ یاوشاہ کے دوائی خانے میں ملگئی ہاں اگر تیری تقدیر
 یاوری کی تو ہاں آگے لکھی عمر و نے جا کر زنجیر دالت ملائی یاوشاہ نے طلب کر کے کیفیت اس کی استفسار فرمائی عمر و نے دو پیسے جیسے نکالے
 اور نوشدار و ان کے تخت پر رکھ دیے کہ صاحب اس کی نوشدار و چاہت ہوں ہو رٹوا کا سانچا لٹس ہو کو بن کا بیدی کس ہو کہ
 ملائیں سے تین سکاں نوشدار و لاؤ کہ تو میں تو بڑا کا کلیموں نیک لے جیسے کسائی بکال کچھ بے پساری بوجہ چھڑن کو ونا ہن
 راج آج ایک منی سے ہاں میں جو بھیت بھی ہو کا کس کہ ماوچھا کے پاس لٹھے سو میں تھا اب سن جڑ بھیا ہوں بھلاؤ نہ کہے جہن یک پوچھ
 گواہوں کیونکہ لو اور تین سکاں نوشدار و کا دلو تو لول جو کلمہ میں کم ہو یہ تو یکا ج نہ کسے پوری تین سکاں لہوں نہیں نام نہ دھوں ہاں

رکان دولت اسکی باتین منکر بیت ہننے اور اسکی ہسٹ لکھ خوش ہوں اور کہا کہ پیسے اٹھائے حضور سے نوشدار کا
 عنایت ہوگی عمروں کو کہ صاحب مین گریب مٹی ہوں مل بے قیمت کیوں سے کچھ ناہین لیت ہوں یا وجھاسے بھت بھت
 نوشدار وکب یہوں ناھک کو سان چینا اپنے موڑ پر حورن باو شاہ نے بزر چہر سے فرمایا کہ اسکو خزانے میں لجا کر تین سال
 بد اور کس طرح اسکے دینے میں کمی نہ کر و بزر چہر عمر کو لیکر خزانے میں آئے صندوق کھولا کہ ایک بڑا دو حقہ کالا اور اسکے اوپر
 غلات آتے آتے تین سال نوشدار و عمر کو دی اور تین سال لیکر دینی حبیب میں بھی بدین لحاظ کہ در و دل گسٹ
 امیر کو نہ چرنا معلوم ہوا تھا یقین کل تھا کہ عمر نوشدار و مانگنے کو آویگا عمر و نہ راہ میں بزر چہر سے کہا کہ واہ حیرت باہ
 کے نوکر ہوئے کہ صاحب چوری بھی کرت ہیں عجب دار مٹی ہوئے کئی دھڑکی کی چھ پست بہکاو تہین نوشدار و بزر
 لے بیٹے میں کھینچو یہ وہ مہکا وید واسمین کھیرے نین بھت ہو جو بیت بھرت ہو ہو بزر چہر نے رسوائی کے خوف ڈر عمر
 بھولے کردی اور دین میں سوچے کہ گنوار آدمی ہر اگر افشاے را کرے تو کجی بات بدینگی اب بختنگ حال سینے کہ اسکو تو امیر کا
 لھا نا معلوم تھا کمال مضطرب و رہا حواس ہو کر سوچا بزر چہر نے مزد حمزہ کیلوسٹ نوشدار و چھپائی ہوگی نوا فی خانے سے خواہ
 خواہ ادا کی ہوگی اپنی اصلات کی لی بادشاہ سے عرض کی کہ بزر چہر کو دیکھے اور نوشدار و کا بڑا نا دیکھے شان شوکت اسے
 طرح خیانت کا دیکھے بادشاہ بھی سکے میں گیا کہا ضرورت تھی تو حضور سے مانگ کیونکہ فی دہقان کو میں عنایت کی اکلایا
 نہ ملتی شدید حکم دیا بزر چہر کا بھاڑ لیا کچھ نہ کلا ایسوقت بختنگ بجز بانہ ہوا اور بزر چہر سے غدر کیا بزر چہر کو معلوم ہوا کہ
 دہقان جو نوشدار و لے گیا وہ عمر و تھا اپنے دین میں بہت خوش ہے کہ عمر و کی بولت چوری کی ذلت ہے عمر و نے شہرے نکلا
 سو راجہ بنائی اور لشکر اسلام کی طرف راہ لی میان امیر کے ان سبب طاقتی کے کہ ضعف قوت پر از میں غالب تھا بہت
 روئے اور اپنے آپ کو بد عادی نے لگے کہ کاش ایسی زندگی سے موت لے تو بہتر ہو حیات کا لطف ظنی نہیں کہ طاقتی ہر روز
 بہر شب کو عالم رویا میں حضرت پراہم نے امیر کو تسکین دی اور بہت شفقی اور تسلی کی امیر نے صبح کو اٹھ کر دو گانہ شکر
 داکیا اور بلیگ بڑکے لگے بیٹھ کہ عمر و ہو بچا عمر و نے امیر کو نہ پچانا اور بیگانہ وار پوچھے لگا کہ آپ کون ہیں اور کہا نے لے
 ہیں اور انکو کچھ حمرہ کا بھی حال معلوم ہو کہ وہ کہاں تشریف رکھتے ہیں امیر نے کہا میں بھائی اولاد کا ہوں اولاد کو تیرے
 جھڑنے آیا ہوں اسکو تو نیا یا مگر حمرہ کو تیرا ہتی سے چھڑا یا جو ہیں یہ سخن عمر و کے کان تک پہنچا عمر و خیر کمال کے دور
 امیر نے خبر عمر و سے چھین کر لگے سے لگایا اور کہا میں حمرہ ہوں اپنے ہتھ نہ ناحق غصہ کیا عمر و نے نوشدار و حکیم قلیوں کے
 آگے رکھ دی و کیفیت کے لائیک مطلق نہ کچھ امیر کو کئی ماشر روز کھلانے لگے کہ اس کچھ امیر کی طاقت آچھی اور حواس رس
 ہو چلے اب ذرا احوال بہرام گرد خاقان چین کا سینے کہ چار جہاں ہمت جو طوفان میں امیر سے چھوٹا چھ ہینے تک آیا
 شور میں طوفانی باجب طوفان سے نجات ملی سندھم کے کنارے نگر جہا زدن کا دیکر غلہ وغیرہ خریدنے کی نیت ہوئی پناہ
 خرید غلہ کے واسطے خشکی میں ترا تھوڑی دور گیا دیکھا کہ ایک سخت عظیم الشان کیچے نیچے ایک تخت پر کمان اور ہزارا تفرق

توڑا دھرا ہی بہرام نے لوگوں سے پوچھا کہ یہ کمان اور توڑا چوکی پر کیوں رکھا ہوا ہے رکھنے میں فائدہ اور غرض کیا ہے وہ لوگ بولے کہ سرکش ہندی جو بیانا کا حاکم ہے اس کا بھائی کوہ بخت ہندی از بسکہ زور اور ہے اس نے امتحان کے واسطے کمان اپنی اشرفیوں کے توبے کے ساتھ یوں رکھوا دی ہے اور یہی صورت امتحان اور زور آزمائی کی رکھی ہو کہ جو کوئی اس کمان میں چلے چڑھاوے اشرفیوں کا توڑا لیو پھر م نے اپنے زمین کہا کہ یہ مال خدا داد ہے اسکو نہ چھوڑا جائے اپنے قبضے میں کرنا چاہیے چوکی کے پاس جا کر کہا بنجر چلے چڑھایا اور اسکے گوشے کو تانبا گوش کھینچ کر کمان کو تو چوکی پر رکھا اور توڑا اٹھا کر اپنے آدمیوں کو دیا اور ارادہ چلے کا کیا محافظوں نے یہ خبر کوہ بخت ہندی کو دی کہ ایک سوداگر نے ایک کمان پر چلے چڑھایا اور توڑا اشرفیوں کا اپنے آدمیوں کو سونپا قصاے کا ایک عیار بھی یہ تا شاہد بیکھا تھا مری کمان کے تیر کی صورت سرکش ہندی کے پاس پہونچا اور یہ حال بیان کیا سرکش ہندی نے حکم دیا کہ ابھی خور جاؤ اس سوداگر کو مع کمان میرے پاس آؤ حکم ہوتا ہے ہی لوگ چلاتے ہوئے دوڑے کہ سنا اگر کو مع کمان حاکم نے اس خبر کے یاد کیا ہوا ورتا سا کمانیت ہوا ہو بہرام مردانہ وار سرکش ہندی کے پاس پہونچا سرکش ہندی باخلاق کرنا پیش آیا اور اسکے آدمی بھی کمان لیکر پہونچے اور ارکان دولت بھی حاضر ہوئے سرکش ہندی نے بہرام سے پوچھا کہ اس کمان کو تمھیں نے کھینچا ہو بہرام بولا کہ اسی ضعف العباد نے کھینچا ہے ہزار ہزار شکر اس خدا کا ہو سرکش نے کہا کہ ایک مرتبہ میرے روبرو بھی کھینچنے زور دکھائیے اور حاضرین بھی مشتاق ہیں بھر طاقت آزمائیے بہرام نے قبضہ کمان کو اپنے قبضے میں لیکر اس زور سے کمان دی کہ کمان لوٹ گئی سرکش نے ازراہ قدر دانی بیٹھنے کا حکم دیا بہرام کرسی خواہی زور کو فہر کہ سرکش کے پہلو میں بھی ہوئی تھی غاشیہ اٹھا کر بیٹھا بہرام کا بیٹھا تھا کہ کوہ بخت ہندی شل غیران پہونچا کمان کو ٹوٹا اور بہرام کو اپنی کرسی پر بیٹھا دیکھا کہ آپ میں زبا خنجر کھینچ کر یہ کہتا ہوا دوڑا کہ ایک تو نوے میری کمان توڑی دوسرے میری کرسی پر بیٹھا ہے تیری یہ عزت ظاہر ہوئی بہرام نے کوہ بخت کا ہاتھ ٹوڑ کے خنجر چھین لیا اور کمر میں ہاتھ ڈال کے چاروں شانے جت زمین پر گر دیا اور کہا کہ اب کیا ارادہ ہے اتنی ہی طاقت تھی یا کچھ اور زور زیادہ ہو سرکش نے بہرام سے عذر کیا اور کوہ بخت کا قصور معاف کر دیا کہ کہا کہ تمکو اپنے دین و ملت کی قسم ہو سچ کہو کہ تم کون ہو اور کیا نام ہے اور کون ملک کا مولدا اور مقام ہے بہرام نے بے کم و کیف اپنی کیفیت بیان کی اور تمام سرگذشت اپنی کہی سرکش نے امیر کا نام سنتے ہی ایک آہ سرد بھری اور کہا کہ جگہ حمزہ کی قدیمی سی کی کمال امتنا تھی لیکن خدا گستاخ کا خاتمہ خراب کرے کہ آئے ایسے جوان بنیظیر پہلوان بعدیل کو مارا اور شریف اور بزرگ زادے کی جولانی کو خاک میں ملایا بہرام یہ سخن سنتے ہی ایک چنچ مار کر مہوش ہو گیا جب نخلیہ سونگھانے سے اُسکو ہوش آیا اپنے پوچھا کہ مفصل بیان کیجئے اسکا کون راوی ہے کہنے لگا جو خبر دی ہے سرکش نے کہا کہ گستاخ یہاں آیا تھا اپنے ہر چند میری ملاقات کی تمنا کی لیکن میں نے اپنی بارگاہ میں اُسکو بار بار نہ دیا اس نے بیان سے حمزہ اور لندھو

نے سر کو نوشیروان کے پاس ایک رفیق کے ہاتھ روانہ کیا اور خود وہ نہیں معلوم کہ ہر گیارہ چھڑا سکا پتا نہ لگا سکے
 بلکہ اس کے کلام کا اعتبار نہیں کہ وہ بھی بڑا فضول گو اور جھوٹا معلوم ہوا کہ وہ شیخی اور دون کی بہت لیتا ہوا سنے
 میں نے سترندپ کی طرف عیاں بھیجے ہیں کہ تحقیق خبر معلوم کریں اور اس حال سے مجھے مفصل اطلاع دیں بہرہ میں نے کہا کہ
 آپ نے جو نام گستم کا لیا مجھ کو یقین ہوا میں اسکی بد ذاتی سے خوب واقف ہوں بلاشبہ اس گردن دہی نے امیر کو
 وفاسے مار لیا ہو گا وہ مرد و اسکی فکر میں تھا مقرر تھا تو باپ کو کچھ نہ کچھ فریب کیا ہو گا اب میں یہاں ایک لمحہ ٹھہر نہیں سکتا
 مدائن کو جاؤنگا اور اسی چار ہزار سوار سے اگر نوشیروان کی فوج کو درہم و برہم نہ کیا اور نوشیروان کا گلا خنجر کے پنجے نہ
 دیا تو دنیا میں دلوں اور شجاع لوگوں کو کون کون نہ دکھا کر نہ رکھا کر یا خنجر بار کر جاؤنگا جب سرکش نہ دیکھا کہ بہرام نہیں ٹھہرتا
 غی لغور چھ مہینے کے لائق خوردی جہاں پر بار کر وادی اور بہرام کو رخصت کیا بہرام روتا بیٹھا جہاں پر سوار ہوا اور جہازوں کے
 ٹکڑے ٹکڑے چھ مہینے کے عرصے میں جہاز نصرت میں پہنچے بہرام سچ چار ہزار ازبک عسکری کی راہ سے مدائن کو روانہ
 ہوا اور فوج کو حکم دیا کہ جو گاؤں قصبہ شہر مضافات مدائن سے اٹے اسکو لوٹ لو کوئی جگہ آباد باقی نہ رہے سب کو خاک کیا
 اور ویران کر دو یہ خبر نوشیروان کو پہنچی کہ بہرام نے امیر کے مرینی خیر سنکر بغاوت پر کمر باندھی اور تمام گاؤں قصبہ شہر
 جو آٹھ گز سے زائد تھے جہاں انکو بھلائے کرتا جاتا ہو قصبے ادبی مدائن کی طرف چلا آتا ہو نوشیروان نے
 قولاد بن گستم کو دس ہزار سوار سے بھیجا کہ توجا کر بہرام کی تشفی کر دے کہ امیر زندہ ہیں راوی اس خبر کا محض کاؤبہ ہوا
 ہو دشمنوں نے خبر چھوٹی اور دروغ آرائی ہو چھو لاہم ہو کہ مستعدانہ حضور میں چاہتے ہو واد کی سطح امیر کی خبر بد سے
 پریشان خاطر ہو قولاد بن گستم ثنائے راہ میں بہرام سے دوچار ہوا اور بہرام کے دہن نشین کیا کہ صاحب قرآن
 زعمہ ہیں پردہ کب مانغا تھا قولاد بن گستم سے برا فرود ختم ہو کر بولا کہ اے سفتری زادے تیرا کلام قابلِ توفیق ہو کہ میں
 ماٹوں تیرے باپے تو اتنا کچھ فسار برپا کر رکھا ہی تیرے قول اور فعل پر کیونکر اعتماد کروں اگر کچھ نشہ جرأت رکھتا ہو تو سید
 میں اپنی جوانمردی دکھا تو بھی کیا یا دکر لگا کہ کسی سے سابقہ پڑا تھا قولاد بن گستم نے مجبور ہو کر صفت آرائی کی اور
 عیال و ملقا بلا یک طعن نیزے کی بہرام کی چھاتی پر لگائی بہرام نے ہاتھ بڑھا کر نیزہ اسکا چھین لیا اور وہی نیزہ اسکا
 سینے میں لگا کر گھوڑے کو جوڑن سے دبا یا قولاد بن گستم اپنے گھوڑے کی زین سے جدا ہو کر نٹ کی طرح سے نیزے میں
 اتر چلا آیا بہرام نے دیکھا کہ قولاد کا کام تمام ہوا نیزے کو ہاتھ سے پھینک دیا فوج نے اسکی نیزہ کیا بہرام نے انھیں ہزار
 ہزار ازبکوں سے قولاد کی فوج کو قعر و درخ میں پہنچا دیا کل پانچ سو آدمی دست ہزار سا سانیوں میں سے بہرام
 وہ اپنی جان لے کر بھاگے اور نوشیروان سے جا کر مفصل احوال بیان کیا نوشیروان کو کمال تردد ہوا اسی
 فکر میں تھا کہ کیا تدبیر کجاوے کہ جو تھے دن بہرام چار ہزار ازبک سمیت قلعہ کے پیچھے پہنچا ہر چہ مدلوگوں
 نے کہا کہ امیر خدا کے فضل سے زندہ ہیں بادشاہ میں خدمت میں جو اسدم لوگ ستاخی کرتا ہو امیر سنکر تجھے بہت

آنا بہرام کا بمقابلہ فولادین گستم اور ہلاک کرنا فولاد کو ضرب نیزے سے



بہت بدظن ہونگے مگر اسکو تو یقین نہ تھا سمجھا کہ نوشیروان دفع الوقتی کرتا ہی اس بہانے سے اپنی جان بچا رہا ہی
ناچار قلعے کی فہیلوں پر سے حرب پڑنے لگی اور گولی اور گولوں کی چھری شروع ہوئی بہرام چالاکی کر کے قلعے
کے نیچے خاکریز پر پہنچا نوشیروان کمال دست باجہ ہوا کہ اب کوئی دم میں بہرام قلعے کا دروازہ توڑ کر شہر
کے اندر آویگا مفت میں قتل عام ہوگا اور تمام خلقت کو زیر و زبر کرے گا ہنوز بہرام نے در بند قلعے پر گرز نہ مارا
تھا کہ نوشیروان نے جو مضطربانہ تیر و عام کر کیا ہدایت اجابت پر پہنچا یعنی سلسلے سے ایک تنق گرد کا اٹھا کچھ سواروں
کا بار دکھائی دیا محصوران بگیناہ چلائے کہ وہ صا جعفران آئے بہرام نے پھر کر دیکھا تو واقع میں جسطرح
خوشید گریبان ابر سے نکلتا ہی علم آڑ دہا پیکر دامن گرد سے نمودار ہوا بہرام نے بگٹٹ گھوڑے کو جولاں
کیا امیر کی رکاب کو جا کر بوسہ دیا امیر نے مرکب پر سے کود کے بہرام کو چھاتی سے لگالیا اور لڑے محو سے ملاقات

گردا کے کماک میرے ایک قوت بانو آپ میں اور دوسرے ہزار اور درخشاں اور دوست صادق دی بڑے رتبے کا
 ہنوز سوار ہوئے تھے کہ ناقہ سوار نوشیروان کا پہونچا زمین ادب کو بوسہ دیا نوشیروان کی طرف سے کماک شاہنشاہ
 ہفتا قلم نے بعد دعا کے فرمایا کہ اسی جا پر آج خیمے ڈالو اس جگہ آج مقام کرو کل میں خود دم صبح آؤں گا
 اور پیشوائی کر کے تمہیں اپنے ہمراہ شہر میں لاؤں گا صاحب جہقان نے بموجب ارشاد شاہی اسی مقام پر خیمہ
 استاذ کرنے کا حکم دیا اور اپنا آداب تسلیمات موافق دشاہانہ کمال بھیجا جب بادشاہ اقلیم جہارم فلک تخت
 پر جلوہ افروز ہوا اور عالم کو فیض نور سے معمور کیا صاحب جہقان مع خضر ہند و بہرام گرد خان حبیبی لکھنؤ
 نامدار سوار ہوئے اور بادشاہ کی عتبہ بوسی کو چلے اس طرف سے نوشیروان تخت روا پر بیٹھے صاحب جہقان کے
 استقبال کے لیے مع امرے ساسانی دکیانی روانہ ہوا اور شاہ راہ میں امیر نوشیروان کا تخت لکھ کر کب پر تر بڑے
 اور پائے تخت کو بوسہ دیا نوشیروان نے اپنا تخت کھو کر میر کو چھاتی سے لگایا اور سوار ہو کر کھائیل خوش کن کرتا ہوا شہر کی طرف
 متوجہ ہوا اور فرمایا کہ امیر کا لشکر بدستور لشاد کام پڑا ترے موافق معمول کے اسی مقام پر خیمہ میر کا ہے جب بارگاہ خیمہ دی
 میں نوشیروان اور صاحب جہقان داخل ہوئے بادشاہ تو تخت جلوس پر جلوہ افگن ہوا اور امیر دنگل ستم پر بیٹھے نوشیروان
 نے بہت سارے دروہاں میر پر سے تار کر کے فقرا اور ساکین پر لٹایا اور درخواست کی وقت خلعت شاہانہ سے سرفراز
 فرمایا امیر تعلق ملشا و کام پر تشریف لیکے اور جاتے ہی صحبت عیش نشاط کی گرمی اور ہی سامان ہونے لگے جنگ
 بدبخت نے نوشیروان سے عرض کی کہ جب حمزہ اکیلا تھا تو ایک ایک کے اوسان اس سے خطا ہوتے تھے سب کام نکلتا
 تھا اور اب تو لندھو رو رہا ہوں اس کے رفیق ہیں اس سے کون کچھ لاسکتا ہوں لوگوں کے مقابلے میں کون جاسکتا ہو مجھ کو
 خون ہر کہ میں تخت نہ چھین لے اور اکیلا شکست فاش نہ دے بادشاہ بخت کے اس کلام سے ہم گیا اور خون زدہ ہو کر
 کہنے لگا کہ بھڑکی تیر کی تیر کیا ہو بخت کے کماک ایک ایک کو باری باری سے دفع کچے بدتر ہوئے وہ دفعہ سکی صفائی کر لیجے کل حبوت
 حمزہ حضور میں حاضر ہوؤ اس سے فرمایا کہ میں لندھو رو کا ستم سے مانگا تھا یہ نہیں کہا تھا کہ اسکو زندہ لے آؤ اور
 میری مرضی کے موافق کام نہ کرو نوشیروان نے فرمایا کہ مجھ کو اختیار دیا جسطرح سے مناسب آتا تو ہی حمزہ سے گفتگو کرنا
 اسوقت تو بخت کی شے خوشی اپنے گھر کو آیا اور بہار اضطراب رات کا گھر فریاد ہوئی تھی دربار میں پہونچا جب میر کو
 امیر دربار میں لے ہوئے کوئی کلام نہ ہوا تھا کہ بخت کے باؤا بلند امیر سے کماک حضور فرماتے ہیں کہ میں نے لندھو رو کا
 ستم سے مانگا تھا یہ کہا تھا کہ لندھو رو کو میر سے سر پر لے آؤ اور ایک بلامیرے شہر میں لگاؤ امیر کو یہ کنا اسکا جھوٹ
 فرمایا کہ عرض طاعت سے ہو یا ناحق مرکاٹنے سے وہ مع فوج اطاعت میں حاضر ہوئے اسے کیسے حکم بغاوت نہیں ملتا
 خدائے حاضر بخت کے کماک طاعت سے کچھ کام نہیں ہو سکا نیک انجام نہیں ہوا آج اسے قد مو پیر سر رکھا اور کل بھر سر کی گلی
 تو اسوقت کیا ہوگا امیر نے فرمایا کہ میر سے جیتے جی اسکا کیا مقدمہ ہو کر بادشاہ سے سنائی کرے یا بغاوت نامزدی کیسے

کی کرے اور اگر یہی مرضی بادشاہ کی ہو تو ابھی سلسلہ کا حاضر ہو مجھے منظور حضرت کی خوشی خاطر ہو نہتک بلو کہ بادشاہ کو تو اسکا
 سہری درکار ہو بادشاہ اسکی صورت دیکھنے تکاب روادار ہو اور یہ میں کیونکر کہوں کہ لن دھور آپکے کہنے سے سرد لگا
 اور کیسے طرح سترابی اور سرکشی نکر لگا امیر نے کہا کہ یہ کیا بات ہو میں اگر حکم دوں گا تو ابھی لن دھور تین پے درینے شکر کا دنگا لگا
 اتھ سے خود اپنا سر کاٹ ڈالے گا نہتک کہ پھر دیکھا ہو انتظار کسکا ہو لن دھور کو بلائیے جو کچھ فرمایا ہو فرمائیے صاحب جقر
 نے عمر کو اڑا دیا کہ لن دھور کو بلا لاؤ عورتوں دھور کے پاس لے یا اور کہا کہ علی بادشاہ نے آپکے قتل کرنے کا حکم فرمایا
 ہوا میرے حسب حکم بادشاہ آپ کا سر کاٹنے کیواسطے بلایا ہو لن دھور یہ کہہ کر اٹھ کھڑا ہوا اور یہ شعر پڑھنے لگا شعر
 من ست جام شقم از خود خبر ندرم نہ گریہ سرد و درین رہ پرواے سز ندارم صاحب جقر ان کی رضا مندی درکار
 ہو سر رہے کہ جائے اب مجھے خود سرد و دوش کا بار ہو شعر اب تا چنداے دست ہوں قاتل کے دامن کی پھینچ سکتا
 نہیں اب دوش پر لوچھاپنی گردن کاغہ اور لے میرے ہاتھ رومال سے باندھ دے اور بادشاہ کی بارگاہ کی راہ لے
 عمر و خضر کی گفتگو سن کر گلے سے لپٹ گیا اور مردانہ وار کہنے لگا کہ لے خضر و کسی طاقت ہو کہ تلو نگاہ بد سے دیکھ سکے یا تھاوی
 جانب نظر سے دیکھ میرے ساتھ آئے تمہارے سر کے ساتھ تو اول حمزہ کا سر ہوا بعد اسکے یہ جتنے پہلوان ہیں انکا اور ہمال
 سر ہو آپ شوق سے سلاح دبیز لگائے اور فیل میمونہ پر سوار ہو کے میرے ساتھ آئے خضر سلاح لگا کر گزر کو کا ندھے پر رکھ کر
 فیل میمونہ پر سوار ہوا اور جا کر جلو خانہ شاہی میں ترے عرو نے بارگاہ میں جا کر امیر کو خبر دی کہ لن دھور گردن دنی
 حاضر ہوا ہے بہر صورت منظور امیر کی خاطر ہو بیان لن دھور گزر کو ہوا برہنہ لگا اور ہاتھ پیر و کنا شروع کیا
 چار طرف سے غل ہوا کہ اگر ابھی گزر نہ تھ سے چھٹ پڑا تو دس بیس سگیاں ہر جانب سے سیکڑوں کے ہاتھ پاؤں کی پڑائی
 ٹوٹیں گی اور کام سے گذر جائیگے بادشاہ نے غل سن کر کہا خیر تو یہ یہ شور کیا ہی یہ کیا ہنگامہ ہو رہا ہو لوگوں نے حال عرض
 کیا بادشاہ خاموش ہو رہا امیر نے فرمایا کہ لن دھور کو بلا لاؤ عورتوں دھور کو بلا لا یا لن دھور نے امیر سے ہاتھ باندھ کر
 عرض کیا کہ کیا حکم ہو تا ہی حضور نے کیوں یا دیا کیا ہو امیر نے فرمایا کہ بادشاہ تمہارا سر چاہتے ہیں تمہاری طرف سے بدظن ہو گئے ہیں
 لن دھور نے کہا کہ میں آپکا فرمان بردار ہوں جو آپکی مرضی ہو میں حاضر ہوں و رطاعت گزار ہوں میرے فرمایا کہ چلو تم حضرت
 سے خدمت ہوا و جلو خانے کے صحن میں چھکا کر بیٹھو جسکو حکم شاہی ملیگا تمہارا سر کاٹنے کو اور لگا لن دھور را دیہا لاکر
 جلو خانے کے صحن میں گیا اور گرز سے تکیہ لگا کر بیٹھا امیر نے عادی کہ حکم دیا کہ لن دھور کا سر کاٹ لا عادی نے لن دھور
 سے کہا لن دھور نے سر چھکا دیا اور یہ شعر پڑھنے لگا شعر سر جدا کر داز تم شوجی کہ یا یار بودہ قصہ کو تہ گشت نہ در و سر
 یسا بودہ اور کہا کہ شکر ہو خدا کا میل ملے میرے حکم سے کاٹا جاتا ہو اور میری طاعت میں کیسے طرح سر مو فرق نہیں پتا ہی
 عادی لن دھور کی طاعت بخش کر گیا اور یہ کہہ کر لن دھور کے پہلو میں جا بیٹھا کہ جو کوئی پہلے ہمارا سر کاٹ لے گا وہ
 لن دھور کی طرف چشم بد سے دیکھنے لگا امیر نے اسن جو برے کو تنکرا رہا کہ تم کا لن دھور کا سر اپنے ہاتھ سے کاٹا دے گا لن دھور

کی باتوں پر فریقہ ہو گیا اور لن دھور کے دو سر سلو میں جا کر بیٹھا کہ ہمارا سر بھی لن دھور کے سر کے ساتھ ہو اگر امیر اپنے
 ہاتھ سے ہم لوگوں کا سر کاٹیں تو ہماری گردن اور انکا ہاتھ ہی صا جعفران نے بہرام کی تقریر سنکر سلطان بخت
 کو بھیجا وہ بھی لن دھور کے پاس آکر بیٹھ باور کئے لگا کہ امیر نے اچھی خونریزی کرنا دھی ہو اگر یہی مرضی ہو تو ہمارا سر بھی
 انھیں سب کے ساتھ ہو سب یہ تقریر ان لوگوں کی بادشاہ کے گوش گذار ہوئی اور خبرداروں نے مفصل تقریر سمجھ کر ان کا
 کے کان تک پہنچادی بختک بولا کہ جلا و سلطانی کو کیوں نہیں حکم ہوتا ہو کہ وہ جس جس کے سر کو فرمائے کاٹا
 ہم کے دم میں سب قصہ قتیہ شادے امیر نے فرمایا کہ تم کو اختیار ہو جسکو چاہو اسکو بھیجو بختک نے اسی وقت ایک
 جلا کو اٹھانے کیا وہ لن دھور کے سر پر کے پکارا کہ اسکا آفتاب حیات زردی میں آیا ہو کسکا خورشید عرب باہم ہوا
 عمر و نے دیکھا کہ جلا دتیر کی کھال کی تباہیے رو شمال اوسے بھڑ ہوا کہ میں کھونسے ایک تیغ ہر دوانی کھینچے لن دھور کی
 طرف جلا عمر و بھی اس جلا کی پشت پر جا پہنچا کہ سواری کے تھام کی آواز دو بادشوی صدیق بنکی نداد اب اور لغات
 سے بلند ہوئی اور شاہ شدہ در دولت پر پہنچی دیکھیں تو ملکہ مہر انگیز و ملکہ مہر نگار کسی طرف سے جھپانیں ہوا
 آتی ہیں اور اپنے محل کجانب جاتی ہیں مہر انگیز نے چلوئے دیکھ کر مہر نگار سے پوچھا کہ یہ کیا ہو اد کچھ شور و غل
 طور ہو مہر نگار نے کہا یہی لن دھور ہو ملکہ نے خواجہ سراؤں کو حکم دیا کہ دریافت کر کو یہ ہنگامہ کیا ہو در دولت
 پر اس قدر زحام کیوں ہوا ہو اور وہیں سے سواری آہستہ آہستہ چلی خواجہ سراؤں نے دریافت کر کے حقیقت
 حال عرض کی ملکہ نے کہا معلوم ہوا کہ بادشاہ کے سر پر خون چڑھا ہو بیفادہ ان بیگناہوں کے قتل پر آمادہ ہوا ہو
 لن دھور کو ہمارے در دولت پر آؤ خواجہ سراؤں لن دھور کے لئے کوئے جلا و مزاحم ہوا ملکہ نے سنکر کہا کہ اس جلا و
 کان ناک کاٹ کر جلوانے سے نکال دو شہر نپاہ کے باہر نکل کر کے والد و جلا و تو یہ حکم سنکر سرد ہو گیا چپکا ہوا لن دھور
 اس وقت سے چھڑکے ملکہ کے در دولت پر بیٹھے ملکہ نے لن دھور کو خلعت دیکر رخصت کیا لن دھور تو مع بہرام
 عادی و سلطان بخت شاد و شاد و ملشا و کام کو روانہ ہوا اور خبرداروں نے یہ خبر بادشاہ کو پہنچائی کہ ملکہ
 نے لن دھور کو بلا کر خلعت دیا اور رخصت کیا اور جان بخشی اسکی زانی تو شیر و ان نے کہا ملکہ نے یہ حرکت کچھ بے سمجھی
 نہیں کی ہوگی کوئی بات امین نکالی ہوگی خیر معلوم ہو جائیگا بجلد خیر میں کھلیگا کہ مکر دیوان رخواست کیا اور محل میں داخل ہوا
 مشہور ہو ناخبر کہ ملکہ مہر نگار کا سقر غار یا تو مادر بختک کی زبانی اور یہ خبر سنکر امیر کی پریشانی
 اور ازنا عمر و کا سقر غار یا تو کو اور تیون میں چھپانا اسی تابکار کو
 زانے کی دورنگی مشہور ہو شعبہ باز کی نیزنگی ظاہر نمود ہو کہ میں عین شادی میں سامان غم میا ہوا ہوں
 یاس میں چہرہ امید جلوہ نما ہوتا ہو چہ بھداق اسکے یہ داستان ہو محققان قصص کا یہ بیان ہو کہ چلنے شاہ شاد
 حرم میں داخل ہوئے ملکہ مہر انگیز سے پوچھا کہ تم نے کیا سوچا لن دھور کی جان بخشی کی اور اسکو قتل سے بچا یا ملکہ کی

کراول تولندھور بقیہ ہر باد جو داس زرد و طاقت کے کچھ سرکشی نہ کی امیر کی محبت سے مجبور ہر دو دم لستہ ہوا
بھی ایک تعلیم کا بادشاہ ہی بادشاہ بادشاہوں کو اس طرح نہیں مارا کرتے ہیں ایک دوسرے کی نلت کو اس طرح نہیں گوارا
کرتے ہیں تیسرے ہر گاہ یہ خبر ملک ملک مشہور ہو گی تمھارا اعتبار جاتا رہیگا ایک خلقت مطعون کر گئی کوئی تمھارے
قبول و فعل پر اعتماد نہ کرے گا جو تمھارے یہ کہ لندھور جب اس طرح سے مارا جاویگا حمزہ خون لندھور کے عوض میں تمھارے
پیرا غ جھادینگا آپ بکھتے نہیں کہ لندھور حمزہ کے حکم سے سر دینے کو موجود ہوا نہیں تولندھور کا سر کے تمام شاہی
پہلوانوں میں سے کون کاٹ سکتا تھا اس واسطے میں نے لندھور کو غلت دیکر رخصت کیا بادشاہ نے ملکہ کی قتل
پر آفرین تحسین کی بہت خوش ہوا لیکن افسردہ خاطر ہو کر بولا کہ حیف ہے حمزہ کے دفع کرنے کی کوئی تدبیر نہیں
انکی سقر غار بانو بختک کی مان اسوقت حاضر تھی ہاتھ باندھ کر لولی کا گھر بھگو حکم ہو دے تو میں بدبشاہتہ
حمزہ کو مار ڈالوں بھی اس وقت کو دفع کردن نو شیروان نے کہا کہ کیونکر اسے کہا کہ کل حضور سر دربار حمزہ
سے فرما دیں کہ ایک ہفتہ کے بعد تمھارا عقد منہ نکارے کیا جاوے گا تم شادی کی تیاری کرو سرکار سے بھی زمین
شاہی کو امداد کا حکم دیا جائیگا اور نو ملدی منہ نکارے کو مایوں کے بہانے سے تنھانے میں چھپا کر ٹھہلاتی ہو دو
روز کے بعد منہ نکارے کی بیاری مشہور کر کے اسے چوتھے دن خبر پڑائے گا حمزہ جسوقت یہ خبر پڑے گا
زکیزدن دل مردان دو نیم ست + زنا زکیزد ہاے بس عظیم ست + آپ اپنے کو مارے گا بادشاہ کو یہ منصوبہ سقر غار
بانو پسند آیا دوسرے دن سر دربار حمزہ سے شادی کرینکا حکم دیا امیر شاد و خاد رخصت ہو کر اپنے مقام میں
پہنچے اور شادی کی تیاری میں مصروف ہوئے اور محل میں سقر غار بانو نے منہ نکارے کو مبارکباد دیکر تنھانے
میں بیٹھ لی اور کہا کہ بنواس تنھانے سے ایک ہفتہ تک باہر نہ نکلا کہ دنیا کا رسم اس طرح ہی اور اسکی بیویاں
جمع ہوئیں خللاط اور مذاق کرنے لگیں و منظر شادی صل کی ہوئی اور جو کچھ سمجھا تھا سمجھا دیا منہ نکارے خوش خوش
تنھانے میں جا کر بیٹھی دو دن کے بعد اس سکارہ نے مشہور کیا کہ منہ نکارے کو ضمن بیارہن اور اس کے چار دن کے بعد
عمل میں ماتم برپا ہوا کہ منہ نکارے گلشت فزائے باغ جنان ہوئی بوستان عدم کی سیر کو سدھاری امیر سکی بیاری
کو شکر نہرا بیاروں کے ایک بیار ہو گئے تھے منہ نکارے جو خبر سنی خبر بیٹھ میں مارنے لگے لندھور دہرام نے بانو پر
رکھ دیا خبر امیر کے ہاتھ سے لیلیا اور کلمات مبر کے کہنے لگے کہ آج تک کوئی مردیکے ساتھ نہیں ہوا ہر قضا سے کیا چاہو
امیر نے کہا کہ معشوق کا مرنا عاشق کا جینا مذہب عشق میں حرام ہے کچھ کر میں اپنی جان و لگا مجھے زیست سے کیا کاہر
عمر و نہ دیکھا کہ امیر سطح سے مانتے نہیں ہیں کہنے لگا کہ بھلا سنے تو اگر کسی نے آپ کے مارنے کیو اسلئے قریب کیا
ہو یہ فقرہ کسی سکارہ کا ہو تو منہ نکارے تو جیتی رہی اور آپ مر گئے اسکا تو کچھ نقصان نہوا اور آپ جان سے گذر گئے
تھوڑا میر کیجئے مجھ کو خبر آئے دیکھے امیر کو یہ بات عمر کو کی پسند آئی اور ان لوگوں نے بھی یہ شکر عمر کی ہرے پر

تحسین و آفرین کی عمر و نیز روی کر کے ملکہ کی ڈولڑھنی پر حاضر ہوا اور اپنی حاضری سے ملکہ مہر انگیز کو مطلع کیا
 سفر غار بانو نے ملکہ مہر انگیز سے کہا کہ اس وقت عمر و کا محل میں بلا لینا عین سبب ہو وہ یہ روٹا پٹینا دیکھ کر
 سے بیان کریگا حمزہ یہ حال اور کیفیت اسکی زبانی سنکر فی الفور اپنے کو مار گیا ملکہ نے عمر و کو محل میں بلا لیا جب
 عمر و محل میں پہونچا عمر و دیکھے تو ایک سرے سے سبکے بدن میں تھی لباس ہو ایک سرے سے چھوٹا بڑا اس پر
 لڑھکھڑی دیر کے بعد سفر غار بانو نے اگر کچھ ملکہ کے کان میں کہا اور اُسے بانو نے چھڑکھا عمر و سوچا کہ حسانی از عل
 نہیں ہو یہ اسی سکارہ کافر یہ ہو مقرر اسی بد وقت نے کوئی بات نکالی شام تو ہو گئی ہی تھی تمام محل میں ماتم کے
 سبب سے اندھیرا پڑا تھا عمر و آہستہ آہستہ سفر غار بانو کے پیچھے چلا اور دھڑ دھڑ دیکھ کر جھٹ پٹ ایک
 بڑھیا کی صورت نکلیا جب وہ لکاتہ بایں بارغ میں داخل ہوئی آہٹ پا کر ٹھٹکی ہوئی کہ کون اتنا عمر و نے کہا
 خیف کہا کہ میں ہوں کوئی دم میں ملکہ کے عوض فرشتہ لے گیا جاتا ہی جو میں سفر غار بانو نے آگے قدم رکھا عمر و نے غل
 لٹ کا اسکے گلے میں ڈال کر پیچھے جو چھٹکا دیا انا چاہت ہو کر زمین پر گری عمر و نے ایسا اسکے گلے کو دبا یا کہ روح
 سفر غار بانو کی غارتگر کو پہونچی اسکو سوکھے پتوں کے ڈھیر میں چھپا دیا اور آپ اسکی صورت میں کر روش بر کھڑا
 ہو رہا مگر حیران تھا کہ کدھر جاؤں اور ملکہ کا کس سے پتہ لگاؤں اتنے میں ایک کم سن کینز سوم کی بی بی لے آیا
 جس کی طرف سے آکر ہوئی کہ بوا سفر غار بانو ملکہ صاحبہ میں یا کر کرتی ہیں دیر سے تم کو بلا رہی ہیں عمر و نے اسکے
 جواب میں کچھ نہ کہا اور اس چھو کری کے ساتھ ساتھ تھوٹے خانے میں گیا دیکھے تو ملکہ مہر نگار سنگار کیے ہوئے
 بارغ بلع مندر و سی پر بیٹھی خواہوں سے اختلاط کر رہی ہو اور سند کے ساتھ جام و صراحی رکھی ہو فتنہ بانو
 جام بھر بھر کے دیتی جاتی ہو اور ملکہ صاحبہ قرآن کا نام لے لیکر نوش فرماتی ہو مہر نگار نے کہا کہ سفر غار بانو کچھ
 اچکل تم مجھ پر سب مہربان ہو پہلے اتنی شفقت نہ کرتی تھیں اور میرے حال پر اتنی عنایت نہ کرتی تھیں عمر و
 ولالکاس خوف سے کہ مبادا آپکو گمان بدی کا میری طرف سے ہو کہ بختک کی مان ہو اسکو کی طرح سے دشمن
 دور پار یہ بھی عداوت کھتی ہوگی لگ تھلگ تھی مگر آپکی اے خیر میں حاضر و غائب ہمیشہ دل و جان سے مہر
 ہو کے علاوہ قدموں سے پڑتی تھی اب آپ مجھے اپنا خیر خواہ سمجھا دیکھیے کہ شادی کے سامان میں ہر طرف کیسی ہوں کیا
 یہ بانو نے نہیں رہتا ہی ادھر ادھر بھر رہی ہوں مہر نگار نے کہا کہ جو کچھ تھے کہا سچ کہا اب کہو برات کے آنے میں یہ کہتی ہو
 رہاں کیا تیار ہی ہو رہی ہو عمر و نے سب کو الگ کر کے کہا کہ کسی برات تھا تو محل میں ماتم پڑا ہوا ہو آپکے دشمن مر گئے
 ہمارے لشکر میں بھی ایک حشر پیا ہی امیر نے یہ خبر سنکر اپنے کو مار ہی ڈالا ہوتا لیکن جھکھو سوچھ گئی کہ میں نے اس پر
 نہا کہ آپ ذرا صبر کیجئے میں جا کر خبر لے آؤں کہ اصلی حقیقت کیا ہو ویسا ہی ہے کیونستہاؤں ویسا ہو کہ میں نے اس پر
 ارٹنے کی دوسلے یہ فریب کیا ہو بد ذاتوں نے اپنی طبیعت سے یہ فقرہ گڑھا ہو میں نے یہاں آکر اس کو

تو مار کر تون میں چھپا دیا اور اُسکی صورت بنگر آپ تک پہنچا تو اب جلدی جا کر امیر کو تھاری سلامتی کا خردہ دن
انکی جان بچے ہوش حواس ٹھکانے ہوں دم میں دم آئے یہ خبر سن کر ہنر نگار کا دل خوش ہوا اور عمر کو پانچ بدی
نفریوں کی دیکر رخصت کیا مگر عمر نے چلتے وقت ایک رقعہ امیر کے نام ہنر نگار کے دست قلم سے لکھوایا کہ امیر
اعتبار کروے اور جا کر وہ رقعہ امیر کے ہاتھ میں دیا امیر نے اس کے مطالعہ سے زندگی دوبارہ پائی اور دس
راہ شرفی اسی وقت عمر کو انعام دی عمر نے امیر سے کہا کہ اب اگر میرا کہنا مائے تو میں بہت
و بصورتی سے اس راز کو افشا کروں ان حرام زادوں کو جھوٹوں نے فساد اٹھایا ہے خوب ہی ذلت دون یقین
ہو کہ تمام عمر بادشاہ اس حرکت ناملائم سے نجل رہے اور پھر کبھی شریف کے ساتھ ایسی بد عہدی نہ کرے
میر نے فرمایا کہ اُس سے بہتر کیا ہے جو کیسے گائین کو نکال دیتے کہنے پر قائم رہو نگا عمر نے کہا کہ آپ مع خسر اور بہرام
عادی و سلطان بخت غیرہ جتنے سردار ہیں سیاہ پوش ہو کر بارگاہِ مخمسرومی میں جائیے اور بادشاہ سے
کید کیجئے کہ جنازہ اب جلد نکلوئے تاکہ لوگ طعن نہ کریں کہ شاہنشاہ ہفت قلم کی بیٹی مولیٰ ہوئی اتنی دیر تک پڑی ہے
میر نے منصوبہ عمر کا بہت پسند کیا اور مع بہرام و خسر و غیرہ سیاہ پوش ہو کر بارگاہِ مخمسرومی میں گئے اور
سب کے سب بصورت خرمین علیین اپنے اپنے موقع پر بیٹھے اور دیکھا کہ بادشاہ تمام ساسانیوں اور کیا یوں سمیت
سیاہ پوش ہوا دربار میں داخل ہوا و امیبتا کا خردہ و ہر طرف گریہ و زاری کا جوش ہوا ایک عکس بعد میں نے
دشاہ سے عرض کی کہ اب جو ہوتا تھا سو ہوا اب زیادہ جنازہ کا محل میں کھنا موجب بدنامی کا ہے زیادہ وقفہ مناسب
نہیں معلوم ہوتا ہے حکم دیجئے کہ محل سے جنازہ نکالاجائے باہر کسی مقام پر رکھا جائے بادشاہ نے ملکہ مہر نگیر سے کہا بیجا
ان بھر تو اور مہر نگار محل رہے رات کو جنازہ نکالا جاوے گا الغرض وہ دن روئے پٹنے میں گذر محل میں کہلر جاننا
نام ہوئی صد بار بہمن تو سن گنوں بجانے لگے اور اپنے بونے دو سو خداؤں کا نام زبانی لانے لگے محل میں صفیر غار یا نو کی
آہنی ٹی تو لاش کی پونہیں نکلی مہر نگیر نے اُسی کی لاش کو صندوق میں کھکر محل سے نکالا کھوٹن شعلین روشن ہو گئیں اور
رون آدمی جنازے کے ساتھ ہوا عمر نے دیکھا کہ بہمن تو سن گنوں بجاتے اور اپنے ہقوقمون کو گلے سے لگاتے
را اپنے بونے دو سو خدا کا وصف سناتے اور قدم قدم پر آتش بازی چھوڑتے جاتے ہیں عمر نے بھی اپنی صورت
ل زنگولہ ہاتھ میں لے لات و منات کی توصیف کر کے ہر ایک گبر کے گلے سے ملنا شروع کیا شدہ شدہ بختاک کے پاس
و بجا ایک چھوٹا درجہ لاکے بختاک کے گریبان میں دال دی اور زور سے اسکو نبل میں بایا بختاک سے ایسی حرکت سوا
نرو کے اور کون کر لگا ہے اختیارہ جلا جلا کے بولا عمر و حمزہ کیلے مجھے چھوڑ دے تمام سینہ و شکم میرا جلا جا رہا ہے
ان میلر آہل ہوا جاتا ہے عمر نے کہا آہی مان ہر گئی ہے اگر سربا ب رنگ سبز چراغان چلایے گا تو سعادتمند کھلایے گا کیونکہ
بختاک سید بخت کو چھوڑ دیا اور آپ آگے بڑھا اور وہ چھوٹا شکم و سینہ بختاک کا جلا کر گریبان سے نکل گئی اور تمام

جلد بدن کی جگہی نچتک سر راہ ایک گر دھا پانی کا دیکھ کر اس میں کو ڈرا اپنے تن بڑکا کچھ ہوش نہ رہا جتنے لوگ جنا کے ساتھ تھے یا توڑتے تھے یا ہنس پڑے اور چند برہمنوں نے وہ آگ نچتک کے بدن سے بھجائی لیکن نچتک تاب کی اپا مردہ مان کو تو برہمنوں کو سونپا اور آپ وہیں سے روٹا پٹیا اپنے گھر کو بھرا جب مردے میں نچتک کی ماکہ واکہ بادشاہ کو دیوان خاص میں غم و گریان بیٹھے دیکھ کر حصار تار زار رونے لگے عمرو نے جو غور کر کے دیکھا تو بادشاہ کے رومال میں پیاز کا گٹھا ہو جب تک کہ میں لگاتے ہیں تو اس کی تیزی سے آسنو نکلتے ہیں متصل جا کر چپکے سے کہا کہ مکار بادشاہ بھی دیکھنے سننے میں نہیں آتا ہو کوئی ایسا خلاف وعدگی اور فریب شرفیون اور جان شارون بھی کرتا ہو بادشاہ ہنس دیا اور کہا کہ جسے مکر و فریب کیا تھا وہ اپنی سزا کو پہنچا ہر چند بادشاہ نے یہ کلمہ تو کہا مگر دین بہت نجل ہوا اور ندامت کے مارے عرق عرق ہو گیا امیر نے کہا کہ نچتک اپنی سزا کو پہنچا اور معلوم نہیں عمر و بولا کہ حضور یہ خانہ اس کی مان کا تھا اپنی مادر مہربان کے اتم میں مشغول ہوا ہو اس کا کیا اسکے آگے آیا اس وہ گھر میں جا کر سوگ میں بیٹھا ہو تو شیران نے امیر سے بہت سزا عذر کیا اور کہا کہ میں مطلق اس فریب سے آگاہ نہ آپ مجھے سگمان نہ کیجئے بیکاری جس کی تھی وہ اپنی سزا کو پہنچا امیر نے کہا کہ میں بہر صورت تابع فرمان ہوں حضور مطیع دل جان ہوں یہ فرمایے کہ اب شادی کب ہوگی میری خانہ آبادی کب ہوگی بادشاہ نے کہا کہ چالیس کے بعد حضور میں آئے گا تمہارا مقصد پورا ہو جائیگا امیر تو خست ہو کر تلاش و کام پر تشریف لیکے مگر عمرو رک ہا جب بادشاہ نے دربار پر خاست کیا عمرو نے ہر چہ ہر کو حسین کر کے امیر کی طرف سے عرض کی کہ امیر چالیس دن کا وقفہ شادی میں نہیں ہو کر فریض میں توقف کرنا ضرور نہیں ہو بادشاہ نے فرمایا کہ ابھی اسباب جمیڑ کا تیار نہیں ہو شادی کا سامان جمع انتظار میر عمر و بولا کہ حضور شاہنشاہ ہیں حکم کی دیر ہو اسباب کے تیار ہونے میں کیا تاخیر ہو بارے بگوئیں گے بعد ہر چہ بادشاہ سے بیس روز کا اقرار لیا خواجہ عمر کو اس تقریر سے کمال سرد ہو عمرو نے کہا یہ ویرشاہ اس مضمون کا ایک صاحبقران کے نام لکھتے ہیں کہ وہ اسکو دیکھ کر مطمئن رہیں اپنے نظریہ شادی کا سامان مہیا کریں بادشاہ نے ایک بطور اقرار نامہ لکھ دیا عمرو نے انکار امیر کے ہاتھ میں جو وہ نوشتہ دیا امیر نے چپکے عمرو کی دانائی پر ہل پڑے اور اسکو لگایا اور دس ہزار دینار عمرو کو دیئے اور حکم جنس کا دیا مبارک سلامت کا شورو مہا بادشاہ کی مٹینے کہ محل میں جا کر مہ کو گئے سے لگایا اور بیس روز کا اقرار جو امیر سے شادی کے باب میں کیا تھا بیان فرمایا بعد اسکے عمرو کی حرکتیں جو سقر غار بالو کے جنازے کیساتھ جانے میں کی تھیں بیان کیں ملکہ مہر انکیہ عمر نگار عمرو کی حرکتیں سن سن کر سن کر لوٹ گئیں نچتک کا حال سننے کے آسنے جو سننا کہ بادشاہ نے حمزہ کو اقرار نامہ لکھ دیا کہ میں نے اس کے بعد شادی کی اور اپنے قول قرار پر متعل ہونگا اور پانچ دن اس میں گزر بھی گئے پندرہ دن شادی کے باقی ہیں دو نوروزی بدن کا سامان تیار ہو رہا ہو شمر میں اس کہ خدائی کا گھر گھر چاہیہ شعلہ حسد میں بھنک گیا تن بدن آتش حسرت میں جھلکا

ہوا یا وجودیکہ اسکے جسم سوختہ کے ہنوز زخم کے تھے مگر جلے پھوٹے توڑنے کے واسطے بادشاہ کی خدمت میں
گرم رفتار ہوا پھر آگ لگانے کے واسطے بادشاہ کے حضور میں سلگتا ہوا پونچھ غلوت کر کے لہا کہ میں نے سنا ہے کہ حضور
حمزہ کو نوشتہ لکھ دیا ہے کہ بنی رز کے بعد شادی کر دو لگا اور شادی کی تیاری ہو رہی ہے تمام شہر میں اسی کی ہجوم
ہمچی ہو رہا ہے کہ حضور کو اپنی بات کا کچھ پاس نہیں آہو اسے اس کے کسی طرح حمزہ کیساتھ ملکہ کی شادی کرنا راست
نہیں ہے تمام ملکوں میں یہ بات مشہور ہو گئی کہ بادشاہ شہنشاہ ہفت اقلیم کو حمزہ کی دامادی مانگتا رہا ہے وہ
جسے سنائے لہا کہ فی الحقیقت شہنشاہ خیر کف کو کہ ناویدہ خدا کی پرورش کرتا ہے کیونکہ اپنی بیٹی دیو یگا اور سطح
غیر ملک اور خلافت مذہب و ملت کے ساتھ شادی اپنی بیٹی کی کر یگا اور حضور شادی کرنے پر مستعد ہوئے یہ تمام
خلقت کیا کیسی ہر کس ناکس کے آنے حضور کی بات کیا ٹھہری تو شیروان نے کہا پھر میں کیا کروں سخت تردد ہوں
کوئی بات بھی تو بن نہیں پڑتی کوئی تدبیر تو اچھی نہونی تختک نے کہا کہ حضور پیش نہیں میں نے ایک مقول تدبیر
ٹھہرائی ہے بہت دور کی بات سوچی ہے تو شیروان نے پوچھا کہ وہ کیا تم نے دل میں سوچا ہے تختک نے کہا کہ جس جہمت
اہالی دموالی و بار میں حاضر ہوں اور حمزہ بدستور آویگا اور اپنے رفیق در فقا کو بھی ضرور ہمراہ لاویگا تو میں وہی
گوشہ میں برید بھیجوں گا وہ بخیر عدالت کی ہلاکت کے حضور بھی بدستور آئیں گے لہا کہ حال پوچھیں عرف کرینگے کہ ہم
حضور کے ملازم قدیم میں ہفت ملک کا خزانہ سال بسال تفصیل کر کے حضور میں بھیجتے تھے اس سال کسی نے ایک پیسہ
نہیں دیا بلکہ اور ذلیل اور خواہ کیا کہتے ہیں کہ بادشاہ ہفت اقلیم خراج دینے کے لائق نہیں ہے کہ اسنے آتش پرست
ہو کر حمزہ نامی سلمان کو اپنی بیٹی دی اور اپنے باپ و اولوں کے نام کی کچھ رعایت و عزت و آبرو نہ کی اسجب
بادشاہ کا داماد آویگا ہم سے خراج لے لیگا غلاموں نے جو اسے امر کیا انھوں نے غلاموں کی یہ صورت بنا کر
اپنی حد سے نکال دیا جو قوت یہ گفتگو حمزہ نے گا جو ش غیرت میں آکر بلا شہد آپ سے نصحت چاہیگا تو شیروان کو
یہ شورہ بچک کا بہت پسند ہوا اسدن تو تختک سے سخت نصحت ہو کر اپنے گھر گیا دوسرے دن جب بادشاہ
بارگاہ میں تخت پر جلوہ افروز ہوا اور حکماء اور فضلا و درین خرد و پہلوانان قوی کیل حاضر ہوئے اور امیر بھی آکر
ہرم کے دنگل پر بیٹھے زنجیر عدالت کسی نے ہلائی نہی بخیر کی آواز تو شیروان کے کہ زمین آئی تو شیروان نے فرمایا میں
کو طلب کیا مستحقین کو اپنے حضور میں لایا دیکھا کہ چند کس گوشہ میں برید و داماد ہوا ہے یہ سنا کر اس کا دل تباہ ہوا
سہل دربار آئیں گے کہ کس ایسی شہر آگئی تانی کہ کان در ہاک خبر سے آئی فرمادیوں نے جو کچھ تختک نے کہا کہ میں
بہت جی میں سے بیان کیا غلطے کا سہا ہے امیر کے وہ میں طرے ہوئے آگ پاشی چشم میں آئی ہے اختیار بولنے کہ نہ کہ
تختک ان کمرشوں سے خراج نہ لے لگا رہا ہے کہ شادی نہ ہو سکے گی کہ ہم وہ کہتے ہیں ہفت ملک کی طرف سے
روانہ ہزار ہر خاست اس شہر سے ہلاکت لکھ کر آجے وہ نہ ہو تو شیروان نے کہا کہ بادشاہ اس کی طرف سے جو توجہ

فراغت کر دو بچے آٹکو جا کر گوشالی دو امیر نے کہا کہ فدوی نے تم کھائی ہو جب تک خراج اس ملک کے سرکشوں سے نہ لے لو نگا قصداً دی نہ کرو نگا اس بات میں حضور امر اردن فرما دین مجھے یہی خوشی سے رخصت کریں بادشاہ نے فرمایا کہ اگر وہی مرضی ہو تو لندھو ریا بہرام کو ملکہ کی حفاظت کے واسطے جھوڑ جاؤ امیر اس بات سے بہت خوش ہوئے اور بہرام سے فرمایا کہ تم حضور میں حاضر رہو بادشاہ نے امیر کو خلعت دیا اور سات خطراتوں ملک کے بادشاہوں کے نام لکھ کر امیر کو دیکر رخصت کیا کہ ہر بادشاہ کو بھیج دو کیے گا اور جتنے ملکہ وراثتے ہستی کیے گا اور قارن دیو بند کو بارہ ہزار اعلیٰ سے امیر کے ساتھ کیا کہ جو کچھ امیر فرما دین وہ بجا لائے کسی طرح امیر کی اطاعت سے دریغ نہ کرے امیر نے عرض کی کہ قارن کے بدلے اور کسی سردار کو میرے ساتھ کیے اور ان کو حضور میں رہنے دیکھے کیونکہ یہ ساسانیوں میں بزرگ زادہ اور رشتہ دار شاہی ہے اور سوے اسکے کئی مرتبہ اس سے اور مجھے ملکہ ہو چکی ہو مبادا اشنائے راہ میں بھی کچھ ٹکرا کرے تو اچھا ہو گا میں نے اگر درگزر کی تو میرے ہمراہیوں کے ہاتھ سے جانبر اعلیٰ ہو گا قارن نے ایک اطاعت نامہ اس قرار سے لکھ دیا کہ اگر میں کوئی خطا کروں تو امیر کو میرے مار ڈالنے کا اختیار ہے جو اس وقت میرا عذر کرنا بیکار ہے امیر نے فرمایا وہ حضور تک معاف کرو نگا تیسرے قصور پر سزا دو نگا امیر تو نالشا و کام رخصت ہو کر پہنچے بادشاہ نے سات خطراتوں بادشاہوں کے نام لکھ کر قارن کے حوالے کیے مضمون ان خطوں میں یہ تھا کہ حمزہ کو ہم نے بمصلحت وقت اس طرف روانہ کیا خراج کیا و خلعت ملکہ نہ پائے سرکاٹ کر رہا رہے پس بھیج دینا اور سات مثقال زہر ہلال قارن کو دیکر فرمایا کہ جب قابو پانا حمزہ کو کھلانا اور خلعت سے مخلع کر کے رخصت کیا قارن امیر کے لشکر میں حاضر ہوا امیر نے نقارہ کو بجایا مع لشکر کفر پیکہ منزل مقصود کی طرف غم فرمایا عمر و نے امیر سے کہا کہ آپ صفت جنگ پر عاشق ہیں مگر نگا کہ عاشق کئے سننے کے واسطے ہو بہر حال آپ کو اختیار جہان جی چاہے وہاں جائیے ملک گیری میں اوقات بسر کیجئے نئے نئے ملکوں اور شہروں میں گزر کیجئے صفت جنگ میں لڑیے لشکروں اور پہلوانوں کو لڑوا لڑوا کر تاشا دیکھیے معرکہ آرائی فرمائیے بندہ ایک مدت سے آپ کے ہمراہ خراب بھرتا ہے اور کس کس آفتوں سے بچا ہے اب بکے جاتا ہے وہیں آپ کے واسطے دعا کریگا اگر کوئی خطا اپنے والد ماجد کو دینا ہو دیکھئے تو انکی خدمت میں پہنچا دو نگا امیر نے ایک خط لکھ کر حوالے کیا عمر و کہ شریف کی طرف روانہ ہوا تھا

الحمد للہ کہ داستان اول تمام ہوئی پھر انجام کو پہنچی اب دوسرے دفتر میں احوال شجاعت اور حوادث اہل علی و آلہ کا احاطہ ہو رہا ہے اور جانا صاحب قرآن عتیقی تان عمر زکوٰۃ پر خیر خدا علیہ السلام آخر الزمان امیر حمزہ بن عبدالمطلب کی طرف سے امداد اور رضا اور واقعات کے بیان ہو گا انشاء اللہ المستعان علیہ السلام

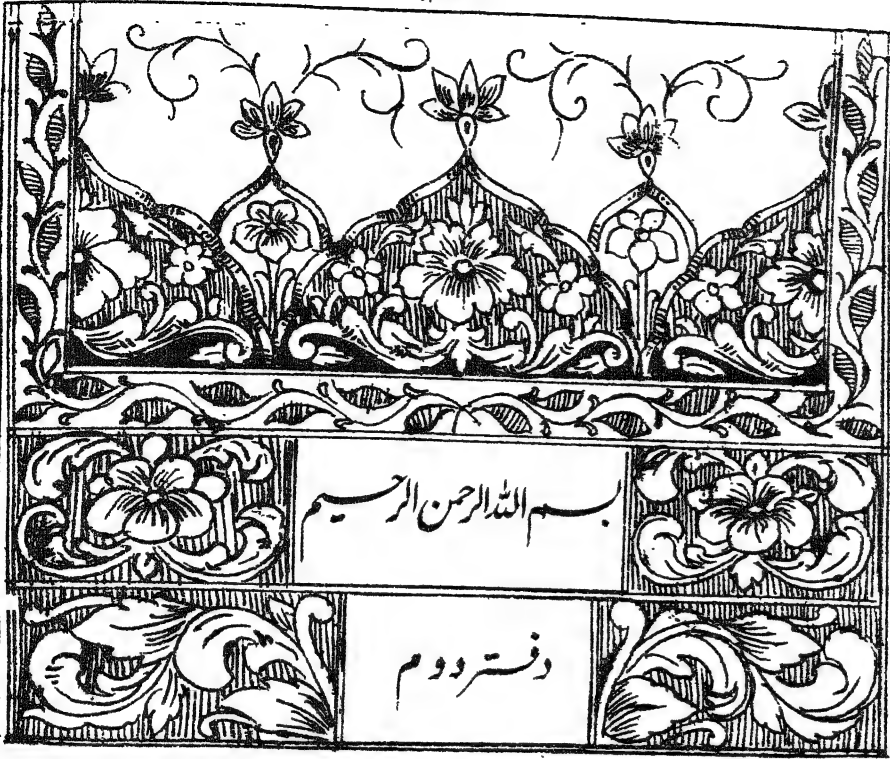
عنوان مجید کا فضیل خلق و زمانہ



دستان البرز



کتابت فی سنہ ۱۲۸۵



سلطان خامہ تہذیب ملک معانی کے واسطے نہضت فرمایا مسافت منازل اوداق سادہ کے طو کرنے پر
 مستعد ہوا جو امیر کے سفر کا احوال زبان پر لاتا ہوئے نئے واقعات تازہ و نادر سفر کے گوش ذہن میں پہنچاتا
 ہو کہ جب امیر بہت ملک کی طرف راہی ہوئے سات منزلیں طے کر چکے تھے کہ قارن نے ایک دربار پر اپنا گھوڑا
 کھڑا کیا امیر نے پوچھا کہ سبب دکنے کا کیا ہوا قارن نے کہا بیان سے بہت ملک کو دور ہیں گئی ہیں ایک راہ تو
 مسافت زیادہ رکھتی ہے دو ٹرکین بڑی ہیں راہ دشوار گزار پڑی ہیں اگر کوچ کوچ چلے جائیے گا تو اقل درجہ ہو کہ
 ہمدیہ بھر کے عرصے میں منزل مقصود کا پتا پائیے گا اور دوسری راہ قریب ہے ہفتہ عشرہ سے زیادہ مسافت طے کرنی ہوگی
 اور تکلیف کسی طرح کی نہ ہوگی مگر اس راہ میں تین منزل تک پانی نہیں ملتا البتہ خوف تشنگی کا جو امیر نے فرمایا کہ تین دن
 کے لائق پانی پیکھ لوں میں بھر لیا جائے زیادہ مشقت کرنا کیا ضرور ہو لشکر کو اس قدر نقد دینے دیا جائے لشکریوں
 نے تین روز کے موافق پانی اٹھون پر لا دیا اور اسی راہ نزدیک سے روانگی کا قصد کیا جب تین روز گذر گئے
 اور پانی کا ایک قطرہ بھی شگون اور کھیلوں اور چھالوں میں باقی نہ رہا چوتھے دن لشکر تشنگی سے بیتاب
 ہوا اور خود امیر کی زبان میں تشنگی سے کانٹے بڑ گئے ہر چند کہ دو نواح میں تلاش کیا مگر کوئی چشمہ نہ دی
 و برہ غدیرہ نظر نہ پڑا قارن سے کہا تو نے کہا تھا کہ چوتھے دن پانی ملے گا وہ پانی کدھر ہے اس اچھن
 بھی کوئی مضمون مقرر ہے کہا عاٹا اور کسی طرح کا خیال نہ فرمائیے مجھ کو بارہ برس کا عرصہ ہوا کہ میں

س طرف آیا تھا معلوم ہوا کہ اس عرصے میں چشمے ندی دریا ریگ سے پٹ گئے اور کوئی تالاب اور حفرہ غدی
باقی نہ رہے مگر آپ کے پینے کے لائق پانی میری جھانگل میں موجود ہو حکم کیجئے تو میں حاضر کروں اگر نوش فرمانا
قصود ہو امیر نے فرمایا کہ بہتر ہو تشنگی سے حال اتر ہو قارن نے پانی میں نہر ہر ہلاہل ملا کر امیر کی خدمت
میں ایک جام حاضر کیا امیر نے جام ہاتھ میں لیکر دل میں کہا کہ حیف ہو میں تو سیراب ہوں اور خسرو ساقی میرا
یاسا رہے اور وہ میرا منہ دیکھتا رہے خسرو کو جام دیکر فرمایا کہ میں عرب کا رہنے والا ہوں پیاس کی برداشت
کر سکتا ہوں برخلاف تمھارے کہ تمھارے ملک میں آب نایاب نہیں ہے چھپے چھپے پانی ملتا ہو پیاس کے ضبط کی تاب
میں پانی پی لو اپنے لب کام کو ترک کر و خسرو نے اپنے دل میں کہا کہ بعد از رفاقت ہو کہ میں تو اپنی پیاس بجھاؤں
اور امیر پیاس سے رہیں اور انکے روبرو غٹ غٹ پانی پی جاؤں پانی کو نہ پیا اور عادی کو غایت کیا کہ اگلے منہ
سے خشکی کے مارے بات نہ نکل سکتی تھی زبان شد تشنگی سے سوکھی تھی عادی نے دیکھا کہ آٹا سا پانی پیکر اور آتش
تشنگی پر روغن لفظ ڈالنا ہو اُس پانی کو نہ پیا مقبل کو دیکر کہا کہ تمھاری پیاس بجھنے کے لائق یہ پانی ہو تم پیو اور
اپنی خشک زبان ترکر مقبل نے تجویز کیا کہ وفاداری کے خلاف ہو کہ امیر توب خشک ہیں اور ہمارے لب تر ہوں
ہم پانی پین غرض کہ اسی طرح جام کا دور رہا کسی نے پانی نہ پیا آخر شنبھون نے ملکر اُس جام کو امیر کے ہاتھ میں دیکر
عرض کی کہ حضور یسین آج کی تشنہ کا می ہو کو تو گوارا نہیں ہے بے حضور کے سیراب ہوے پانی پیارو انہیں ہو جزیرہ
امیر نے کہا کہ تم میں سے کوئی پانی پیے مگر کسی نے نہ مانا پانی پیتا کسی نے بہتہ جانا

باز رہ کھانا عمر کا امیر کو آب سہم آہنچہ کے پینے سے بموجب ارشاد حضرت مخضرمے اور نہ پینا
امیر کا پانی کو بموجب غیبی کلام کے

خواصان بجا روایات گوہر سخن کو صدف فکر سے نکال کر صاف بناتے ہیں جو ہر معانی کو رد و بدل و بطریق تحفہ لائے
ہیں کہ عمر و کے سے مراجعت کیے آتا تھا اٹلے راہ میں ایک مرد پر کو دیکھا جا ہا کہ اس سے باتیں کرتے چلے رہے بہت
کئے گا اور حقوڑی دیر دل بچے گا ہر چند قدم بڑھایا لیکن اس مرد پر تک نہ پہنچ سکا پھلاٹلین چھلاٹلین مارنے لگا پھر بھی
پیچھے کا پیچھے رہا آخر یہاں تک ورا کہ پیشانی کا پسینا تلو و ٹکی راہ سے بننے لگا تب تو لاچار ہوئے کہ میں نے شرف کین کہ حضرت
سلامت آپ کو اپنے دین مذہب کی قسم ہو اگر اگلے کو قدم اٹھائیے بغیر میرے ساتھ کے ایک قدم بھی اگلے جائیے اُن بزرگ کا
ٹھہرنا تھا کہ عمر و نے پاس جا کر دیکھا کہ حضرت مخضرمین قد مبسوس ہوا اور کیفیت اور وجہ نہ ٹھہرنے کی پوچھنے لگا حضرت مخضرم
نے فرمایا کہ عمر و اس وقت امیر پیا ہو قارن نے پانی میں نہر ہر ہلاہل ملا کر امیر کے پینے کو دیا ہو ہنوز وہ جام امیر کے ہاتھ میں
ہو چلے ہو چکر پانی امیر کے ہاتھ سے لے لے اور زمین پر پھینک دے اور میں سے پکارتا جا کہ خبر دار نہ پینا نہ پینا غرض
تیری آواز امیر کے کانوں تک پہنچا دیکھا اُس بزرگ زادہ کی جان اُس ظالم کے ہاتھ سے بچائے گا عمر و پر حواس

ہو کر وہاں سے دور اور بہر قدر پرکشتا چلا کہ خبردار نہ پتیا نہ پتیا میں بھی آہو نچا آہو نچا امیر چاہتے تھے کہ جام کو کو
لگائیں پانی نوش فرمائیں کہ نہ پتیا نہ پتیا کی واڑ کا ن من آئی جام کو منہ کے پاس سے شالیا اور ادھر ادھر دھبے
لگے کہ کسی نے مجھے پانی پینے کو منع کیا جب نہ نظر نہ آیا امیر نے پھر پانی پینے کا قصد فرمایا مگر دہی آواز کا ن من آئی
کسی نے پھر دہی صدائشی امیر کہ بلکہ ہو کر چاروں طرف دیکھنے لگے کہ کوئی منع کرتا ہو لیکن کھائی نہیں دیتا
ہو کہ کسی صدائشی تیسری مرتبہ جام کو منہ سے لگایا اور صدائشی پتیا نہ پتیا گوش زد ہوئی امیر نے جام کو منہ کے
پاس سے شالیا پر آئینہ وار حیرت زدہ ہوئے کہ یہ ماجر کیا ہو جب پانی پینے کا ارادہ کرتا ہوں کوئی کتھا ہو نہ پتیا نہ
پتیا یہ معاملہ خدا کی قدرت کا ہو امیر کا سکتے کا سماں تھا نہ تو پانی پی سکتے تھے اور نہ پھینک سکتے تھے طرح طرح کا
خیال تھا کہ سامنے سے ایک غبار دکھائی دیا آنا فانا اُس غبار سے عمر نکلا دیکھا کہ گرد کے مانند اُڑا ہوا اکٹا چلا آتا
نہ پتیا نہ پتیا جب امیر کے پاس پہنچا اُس جام کو امیر کے ہاتھ سے لیکر زمین پر ٹپکے یا جان تک اسکی جھنڈیں اُڑیں وہاں میں
پچھ پچھ کر شش ہو گئی یہ کیفیت دیکھ کر دیکھنے والوں کے چہرہ کی رنگت فق ہو گئی امیر کے منہ پر بھی ایک قطرہ پڑا پست
واخوان میں سرایت کرتا ہوا پست تک پہنچا عمر و نے جھٹ پٹ شاہ حمرہ کھسک کر اُس بلہ پر لگا دیا اُس ہر کا اثر کم ہوا
جاتا رہا قارن نے دیکھا کہ راز افشا ہوا سر پر پانوں رکھ کے اپنے لشکر کی طرف کو بھاگا لشکر کو پہلے ہی سے تیار رہنے
حکم دیا تھا فی الفور بارہ ہزار سوار سے امیر کے سر پر اگر اور ایک نیزہ لندھو رکے سینہ بے کینہ پر لگا یا لندھو پر
اُس کے نیزے کو چھین کر ایک دانڈ جو ماری لوٹ لوٹ کے زمین پر گر پڑا سوار اُسکے جو باقی ماندہ تھے اُسے اٹھا کر
کی طرف بھاگے ہاتھوں ہاتھ اُس یزدات کو لیکر ہوا ہو گئے عمر و لشکر کو اُس حشر پر کہ خواجہ خضر نے جایا تھا
اور ب کو سیر کیا اور خود بھی بہت عیاں امیر و خسر نے عمر و کو لگے سے لگا یا فرمایا کہ خوب جان بچانی بہت چھی دلائے
نہیں تو چپکے تھے دنیا سے گزر چکے تھے گلاب راہ پیدا کیا چاہیے کہ اس وادی بے آب سے نجات یا دین منزل مقصود
کسی طرح خیر و عافیت سے پہنچ جائیں عمر و لشکر سے باہر نکلا ایک چھوٹے سے قصبے میں جو گیا تو لوگ ہاں کے
دیکھ کر بے حاشا بھاگے جان چھوڑ کر فرار ہوئے عمر و نے جست کر کے ایک شخص کو پکڑا اور پتلی پوچھا کہ تم لوگوں سے
بھاگنے کا سبب کیا ہو اہل کیا ماجر ہو اسنے کہا کہ بیسوں ایک فوج آئی تھی اُسے ہم لوگوں کو گرفتار کر کے رہے
لے اور بڈیاں بھی نرم کین اور لوگوں کو بیگار پکڑ گئے اور کیلینڈر میں سی دہشت سے تھکو دیکھ کر سب بھاگے ہیں جا
بچانے کو نکلے جاتے ہیں عمر و نے اُسکی دل دہی کر کے کہا کہ ہم لوگ یہ نہیں ہیں ظلم و سبدا کسی پر کرتے نہیں ہیں ہمارا
بہت جرم دیکر ہو اہل تلو اُس سے بہت فیض ہو چکے گا اور تم لوگوں کو بہت خوش خرم کرے گا یا عینان ہمارے طرف
جاؤ اور سب کو نمائش کر کے آؤ اُس شخص نے جا کسب کی دلچسپی کی اور عمر و کے پاس لے آیا عمر و اُن لوگوں
امیر کے پاس لے گیا اور بہت کچھ دلوایا اور اسی پہلے آدمی سے پوچھا کہ جنگل کمان تک کا ہو اور اب شیر مرنی ہو

کر لے گا اور ہفت ملک کے پہلے شہر اور شہر یا رکنا نام کیا ہو وہ بولا کہ بارہ کوس تک چنگل ہو اس چنگل سے نکل کر
 باندی آب شیرین کی تلے گی اور وہاں سے ایک ن کی راہ پر انطاکیہ سے پہلا شہر اور اس کے حاکم کا نام ہام ہو اور
 انطاکیہ سے ملا ہوا انطاکیہ ہو اور انطاکیہ ہم سرحد انطاکیہ ہو سام و ہمد زین کمران شہروں کے حاکم کا نام ہو
 درمختلے چھوٹے بھائی ہام کے میں و بہت شجاع اور نے دالے ہیں اور ہر ایک شخص میں ہر اسولہ کی جمعیت لکھا ہو آپ
 رائے کا تو میں راہ دکھلانے کو چلوں گا بلکہ بے آپ کے خصت کیے نہ پھر ونگا امیر نے سب زیادہ اسکو روپے دیے
 در اس طرف چلے اور اپنے ساتھ لیا جب چنگل طر ہو اندی کے کنارے پہنچے اسکے پانی کا رنگ سبز دیکھا اس
 شخص سے پوچھنے لگے کہ پانی اُسکا ہمیشہ سے سبز رہتا ہو یا ان دنوں سبز ہو گیا ہو اس نے کہا کہ اسکے پانی کی آبلاری کے آگے
 و آب گو ہر بھی پانی بہتا تھا چشمہ خوب تیر بھی اسی صفا کے رد و رد میل تھا مگر معلوم ہوتا ہو کہ کسی نے نہر گریاہ اسپین
 والدی ہو کہ پانی نمی رنگت اور خاصیت بدل گئی ہو اب یہ پانی پینے کے قابل نہیں ہاں قاتل ہو گیا عمر نے امیر سے
 کہا کہ یہ کام اسی بے آبرو کا ہو کہ جسکی چشموں کا پانی گر گیا ہو جا بجا چشمے کو دگر لشکر سیراب ہوا اور احتیاط کیا ہوا
 در مشکون و چھا گلون میں بھر لیا دوسرے دن خدا خدا کر کے منزل مقصود تک پہنچے قلعہ انطاکیہ کے پاس ہو چکا
 خیر زن ہوئے قارن کا حال سنئے کہ وہ بس کی گانٹھ جا بجا نذران اور چشموں میں نہر گریاہ ڈالتا ہوا ہام کے پاس
 پہنچا اور نوشیروان کا شفقہ دیکر زبانی بھی کہا کہ حمزہ نائے عرب غلے نادیدہ پرست آتا ہو اور اپنے رفقا اور
 جانثاروں کو بھی لاتا ہو اگر خراج مانگے تو نہ دینا اور جس طرح سے مناسب چاہتا ہو اسکو اور نہ دھور کو کہ اسکے ساتھ
 ہو سبجان کرنا یا قید کرنا تین سال خراج کی معافی صلہ ان دونوں کے سر کا ہو اور اور بھی لطف سلطانی اگر تھا رہے
 حال پر ہو تو عجب کیا ہو یہی سمجھوتی شام اور ہمد زین کمر کو بھی جا کر سمجھائی اور وہاں سے آگے کو چلتا ہوا اور
 فوج اپنی آگے بڑھائی ہام نے دیکھا کہ امیر کا لشکر بہت ہی میں تھا اس سے ہراسہ آؤنگا کسی طرح اس خطہ پر
 نہونے پاؤنگا اپنے دونوں بھائیوں کو لکھا کہ فوج دیکھتے اس خطہ کے آپ کو بیان ہو چکا ہو اور ہر راہ چلنے اپنے لشکر کو
 لیکر آؤ کہ حمزہ کے ساتھ لشکر کثرت سے ہو اگر میر قلعہ اسنے لیا تو تمھارے قلعوں کا لینا کچھ مشکل نہیں ہو کچھ اور کوئی اس
 گرد و نواح میں اسکے مقابلے کے قابل نہیں ہو سام و ہمد زین کمر اپنے بھائی کا خط دیکھ کر فی الفور لشکر سمیت قلعے میں
 داخل ہوئے اور بالیکدیر مشورہ کر کے لے سام نے کہا کہ حمزہ کے ساتھ لشکر کثرت سے ہو بخون مارا جائے ہمد زین کمر بولا کہ
 بخون مارنا نامردوں کا کام ہو تیس ہزار سوار سے جو ہمیشہ بھائیوں کے پاس ہیں صفت آرائی کیا چاہیے ترے بھائی
 نے کہ جب کا نام ہام تھا کہ اپنے تہذیبیک تو یہ دونوں باتیں شخص بے سود ہیں سو فائدہ کھائے لیکر ہمیں حمزہ سے
 ملاقات کیجئے کہ وہ بقدر توانائی پیش آوے تو اسکی اطاعت کیجئے اور خوشی خوشی خراج دے دیکھو جو صورت کس
 کرنے کا اختیار باقی ہو گئے ہیں اگر جو صلاح قرار پاوے اسکو عمل میں لادیں ہمارے نزدیک یہ بات

اچھی اور تعجب نہیں کہ حمزہ قدر دانی کرے اور بہت اخلاق اور مروت سے ملے کیونکہ اس کے ساتھ شہر یار اور امراء نامدار ہیں اور خود نشہ جرات میں مہر خاں ہے اور شجاعت اور بہمت کے تذکرے ان کے مشہور دیار و مہمان ہیں بہادر ہمیشہ بہادروں کی قدر دانی کرتے ہیں شجاعوں کی خاطر داری اور توقیر کرتے ہیں اور بہادری حمزہ کی ظاہر ہے کہ جب شاہنشاہ ہفت اقلیم سے کچھ ہنوس کا تب تو ہیکو لکھا کہ قابو پا کر حمزہ کو مار ڈالنا سرسکا تن سے آواز دینا قابو پانے سے غرض یہ ہے کہ دغا سے مارنا دھوکے اور خطا سے مارنا ظاہر ہے کہ دغا سے مارنا کام نادر و نکاہ ہے ام کسی عنوان پر کو نہیں یا ہر سام و حمدرین مگر کو بھی ہام کی صلاح پسند آئی لڑائی کی صلاح موقوف رہی صلح کی تین ٹھہرائی دوسرے دن مخالف سوغات لیکر امیر کی بارگاہ میں پہنچے اور کمال نیاز و عقیدت ملازمت سے مشرف تھے مسلمان و مطیع ہونا ہام و حمدرین مگر و سام حکام انطاقیہ کا مجملہ ہفت ملک کے امیر کے ہاتھ سے اور خراج دینا ان کا اور اختیار کرنا تا بعد اری کا

خاصہ تیر ذرا میدان تحریر میں جو ان کے امیر کے ملے منازل درمرا حل کے احوال میں گرم بیان ہو کہ امیر ان تینوں بادشاہوں سے کمال حسن سلوک پیش آئے اور تین دن تک ان کے واسطے مجلس جشن کی ترتیب دے کر خاطر داری اور دلجوئی کرتے رہے جب لکھا کہ یہ ہم ہوں منت ہوئے کمال محبت اور دلدہی سے سمجھا کہ لکھا کہ تعجب تم سے دانا اور بہادر و خطا پرستی نہ کریں آتش بستی کریں اور ایک تاجر کہ اپنے ہاتھ سے بنایا ہوا دروسین سطح کی طاقت حسن حرکت کی نہوا کو پوجین وہ تینوں بھائی عقل سلیم تو رکھتے ہی تھے کلمہ پڑھ کے صدق دل سے مسلمان ہوئے سلام کفر ترک کر کے دین اسلام میں مشرف علی الاعلان ہوئے امیر نے ہر ایک کو خلعت سے سرفراز کر کے فرمایا کہ اب تم تینوں میرے بھائی ہو اگر خزانہ تمھارا خالی ہو تو میں اپنے پاس سے تمھارے عوض شاہنشاہ کو خراج دوں اور میں تم سے کسی طرح بابت خراج کے کبھی ایک حصہ تک طلب نہ کروں انھوں نے عرض کی کہ آپ کے اقبال سے خزانہ ہمارا اشرفی روپیہ سے بھری اگر حکم ہو تو بھٹی چند سال کا خراج عاف کر دیں ہر طرح سے خوشنودی حضور کی منظور ہے امیر نے فرمایا کہ بیشکی دینا کچھ ضرور نہیں ہے مال و اجی دینا چاہیے اور داروغہ دیوان خانہ سے اور داروغہ خزانہ سے داخلہ لینا چاہیے ہام و سام و حمدرین مگر نے ان شغفوں کو جو قارئین دے گیا تھا امیر کو دکھلایا اور اپنے روبرو حرف بکرت پڑھوایا امیر نے پڑھنے سے پہلے تو کبیدہ خاطر ہوئے پھر سمجھے کہ شاید چلی ہوں اپنے آئندہ دلیر خاں کہ درست چھنے نہ دیا اور کسی عنوان میں اس کے انجام کا خیال نہ کیا پوچھا کہ اب جو ملک ملے گا اسکا اور اس کے حاکم کا کیا نام ہے اور بیان کے ساتھ مسافری اور دریاں ہیں کون کون خوشگیند اور بحسب مقام ہے ہام نے عرض کی بیان سے چندہ منزل پر علانیہ ملے گا اس کے حاکم کا نام امیر شاہ ہے بہت اولوالعزم اور عالیجاہ ہے امیر نے فرمایا کہ اچھا خدا حافظ ہے تم اپنے اپنے ملک میں خزانہ رو دینی کرو میں علانیہ کی طرف جاتا ہوں اس ملک کو فتح کر کے انھار دے گا خالی جلد آتا ہوں وہ لکھا

ہم لوگ آپ کے بندہ بیدرم ہیں آپ کے آزاد کرنے سے بھی آزاد ہونگے خراج حاضر ہر خزانچی کو حکم ہو کہ خزانہ عالی میں
 داخل کر کے ہلکودا غلہ دیوے اور غلاموں کو رکاب میں چلنے کی اجازت ملے کہ ہر شخص اکتساب سعادت ہو کالی
 لے ہر چند امیر نے سمجھا یا مگر تینوں سے ایک نے بھی نہ مانا اپنا اپنا نائب قلعوں میں چھوڑ کے ہمارا ہوا اور
 خراج امیر کے خزانے میں داخل کر کے ساتھ چلے ہر گاہ امیر سے قلعہ علائقیہ دو کوں باقی رہا ایک میدان خوش فضا
 نظر پڑا وہاں پہونچ کر امیر تڑپے اور غصے اتار دینے لگے انیس شاہ کو خبر ہوئی پہلے تو دنام و بغرم جنگ لشکر
 لیکر امیر کے مقابل ہوا جب دیکھا کہ مارا پڑا ونگام کب سے کو گیا امیر کی رکاب کو بوسہ دیا اور ترس جان مسلمان ہوا
 اور کلمہ شہادت و توحید پڑھا امیر اس کو اپنے لشکر میں لے آئے اور انواع انواع کے لطف و کرم کے حال پڑھائے
 وہ خوش کنیہ کئی دن تک امیر کے پاس حاضر ہوا چالوسی اور تعلق کیا کیا ایک دن موقع پا کر عرض کی کہ غلام نے ایک حمام بنایا
 یہ بہت نفیس و لطیف تیار ہوا ہے امید دار ہوں کہ ایک دن میں غسل فرمائے اور غسل راہ کدورت جسم مبارک سے
 وہاں مٹائیے اگرچہ امیر نے پہلے پہلو تہی کی لیکن اس کے اصرار سے کچھ دن بن پڑے ماضی ہوئے اور تشریف لے گئے اس
 مسوختنی حامی نرا دے واقع میں حمام بڑے صناعتوں سے بنوایا تھا کہ جو کوئی دیکھتا ہے حاجت بھی سرگرم غسل ہوتا اور
 تکلف یہ کیا تھا کہ لوہے کے ستونوں پر چھت کو قائم رکھا تھا اور چھت پر چنبر خیال نصب کیے انہیں زنجیریں والی تھیں
 کہ جب چار آدمی چار دن زنجیروں چھوڑ دین چھت نہانے والوں پر گر پڑے غسل تو ہو جائے مگر بکفین لاشن بے ہے
 چنانچہ آسدن چار چھتی قوی پہل زنجیروں پر قینات کیے کہ ان سے کہا تھا کہ جب میں طاس دے ماروں اور
 مسکی آواز تمہارے کان میں پڑے تم زنجیروں کو چھوڑ دینا اور فوراً اپنی راہ لینا امیر تو لندھو و مقبل وغیرہ کو اساتہ
 لیکر مصروف غسل ہوئے لیکن عمر و اور عادی باوجود امیر کے کہنے کے بھی حمام میں نہ گئے ناگاہ عمر و کے
 دل میں آیا کہ ذرا اس حمام کی بھی سیر کیا چاہیے اور اسکی صنعتوں کو دیکھا چاہیے حمام کے کچھوڑے ایک بوڑھے
 کی صورت بن کر جو گیا جشیون نے ترس کھا کر کہا بوڑھے جلد بیان سے بھاگ ابھی ہم طاس کی آواز سنیں گے تو زنجیروں
 کو چھوڑ دینگے ناحق آٹے کے ساتھ تو گھن بھی لے گا ہمارے گردن پر تیرا خون ناحق چھٹکے وہ حال نہ کر لے پانوں پر
 اور حمام کے دروازے پر آئے زبان عیاری میں تمام کیفیت امیر سے کہی امیر پانوں پر آئے اور حجرے کی کٹدی چڑھا کر
 پوشاک پہنی انیس شاہ نے کہا کہ اس کے جلو میں ایک غلو تیرا ہے وہاں کچھ میوہ تر و خشک حضور کے واسطے چاہیے امیر نے
 فرمایا کہ تم چلے میرے واسطے جدا جدا طبق میں لگاؤ میں ابھی اپنے رفیقوں سمیت آتا ہوں اور بہت اچھی طرح کھاتا ہوں اور
 کھلاتا ہوں انیس شاہ کا اس غلو ت میں جانا تھا کہ عمر و نے بقوت تمام طاس کو دے مارا اور ان جشیون نے طاس
 کی آواز نہ کر زنجیروں کو چھوڑا چھت حمام کی انیس شاہ کے اوپر گرنی لگی اور ترسی کی خبر نہ رہی انیس شاہ تو ٹھنڈا ٹھنڈا
 جسم کی طرف گرم زخم ہوا اپنے گرد و راستہ خود مارا پڑا امیر نے عمر و کی عقل پر آفرین کی اور اس کے بیٹے کو کہ زبیر ہوا تھا

مع لشکر مسلمان کر کے حمزہ زین کربلا کے لیے اسکو تعلیم و پرورش کرنا اور اس کے حق پرورش سے درگزر نہ کرنا سرور اہل
 لشکر سے معلوم ہوا کہ قارن ایک شفق بادشاہ کا بیٹا تھا جسکو قتل حضور و ملک لندھو ر لایا تھا انیس شاہ کو دیکھ کر
 کی طرف روانہ ہو گیا یہ لشکر امیر کے لشکر کو اتنا ہوا اسی روز حلب کی طرف پیش خیمہ روانہ کیا اب راحال قارن بغیرین کا
 شیعہ کہ حلب میں اُسے جا کر حدیث شاہ سے باتیں چلنا چلنا کے کین شفق بادشاہ کا دیا اور کہا کہ یہ سخن بادشاہ
 نے زبانی فرمایا کہ جو کوئی حمزہ اور لندھو ر کو مارے گا اسے با دنت سے میں کبھی سبکدوش نہوں گا اور م سکا احسان
 میری گردن پر دے گا علیٰ ہذا القیاس بہت سی باتیں چھوٹ سچ کچھ بادشاہ کی طرف سے کچھ اپنی جانب سے کہیں اور
 بہت سی بڑائیوں اور شکایتیں امیر کی بیان کیں اور یہ کہ یونان کا عازم ہوا حدیث شاہ نے کہا کہ اسی تم
 یونان کی طرف بجاؤ قدرے بیان توقف فرماؤ دیکھو میں تمہارے آگے سر میدان حمزہ کو مارتا ہوں اور اس پر کڑکا
 سرگردن سے اتار تا ہوں قارن نے کہا کہ یہ کہنے کی بات ہے کہ آپ حمزہ کو سر میدان مارینگے اور اسکو شکست فاش
 دینگے حمزہ ایسا اسمی نہیں ہے کہ تمہارے ہاتھ سے سر میدان مارا جائے اور اسکا لشکر تمہاری فوج سے شکست کھائے
 حدیث شاہ بولا کہ اگر صلح نہیں ہو تو ایک کنواں میں نے کھودوا کر اُس میں ہر ہر قسم کے سلاح کاڑے ہیں اور
 بہت تیز اور نو کیلے تھیں اسیں کھڑے کیے ہیں میں حمزہ سے چوگان بازی کر کے کنوئیں میں اسکو مار دینگا بہت جلد اسکی
 فکر کرونگا قارن نے کہا کہ یہ بات البتہ کام کی ہے صورت معقولہ انتظام کی ہے جو جب لشکر امیر کا حلب کے قریب پہونچا
 حدیث شاہ بھی تحائف و خزانہ سالہ لیکر امیر کی خدمت میں حاضر ہوا اور ظاہر ہیں کلمہ پڑھ کر مشرف باسلام
 ہوا اور اسم اطاعت و عقیدت بیالایا امیر نے اسکو اسے بخش ترقی تیا اور بہت سی اسکی عزت و حرمت کی سب سے
 بہتر خلعت عنایت کیا چار پانچ دن تک تعلق و چال پوسی امیر سے پیش آیا اکیدن امیر سے کہا کہ غلام نے حضور کا شہر کاؤم
 سا ہگری میں بہت سنا تھا ادا یک مدت سے خشتاق اور آرزو مند رہا کرتا تھا نہ ہے طالع کا حضور یہاں شریف لائے میرے
 بخت خوابیدہ جاگے اب یہ غلام چاہتا ہے علم چوگان بازی کا حضور سے سیکھے اور اس فن میں حضور کے تصدیق سے تمام
 پیدا کرے امیر نے فرمایا کہ بہتر صبح کو حدیث شاہ نے اپنے قلعہ میں آکر آدمیوں پر تاکید بلیغ کی کہ چاہے کتنے ہی
 گمانس ہری جاؤ کہ مطلق گمان کنوئیں خندق کا نہوے اور کسی طرح سے نشان کنوئیں کا دکھلائی نہ دے اور جو وقت
 حمزہ کنوئیں میں گئے تم سب لوگ لشکر اسلام پر چلاؤ اور ہنگامہ قتل گرم کر کے نطفہ و منہ و سر تمام لشکر پر ہوا لوٹ
 کی بھی اجازت میں نے کھودی اور لوٹ لشکر اسلام کی مطلق میں نے علامہ حنف کی جب چوگان باز فلک گوئے ماہ میدان کو لیکر
 اور غریب جہان تابینہ شمع ایک میدان عالم میں پہونچا اور سے حدیث شاہ اور ادھر سے امیر میدان میں گئے اور دونوں
 کے عمائد اور اکیں تماشا دیکھے کہ پہونچے حدیث شاہ نے امیر کی رکاب کو بوسہ کیا کہ سہین چوگان ہیں گوئے امیر نے فرمایا کہ
 اپنا مدد ملے لیکن میں نے ہر تار و پود نے یہ سخن بتایا نہیں ہوا اول تم چوگان گئے پر رکا و پھر میں بھی چوگان کو کھلائیں

لوں کا جو کچھ مجھے یاد ہے تھیں وہ کھاؤ نکھاؤ اسے آداب بجالا کر گھوڑے کو ہمیں کیا جب ایک پرتاب تیر کے فاصلہ پر پہنچا امیر نے بھی چوگان لیکر اپنے مرکب کی ہاگ کی حدیث شاہ تو پیچھے رہ گیا اور امیر کے جدھر کو ان تھاڑ بڑھ گئے اور اس خلع کے مرکب نظر نہ کی سیاہ قیطاس چاہ کے متصل جا کے چھو کا امیر نے تازیانہ اس کے لگایا چند لمبے لمبی بھری مگر پھلے باقون کنوئین میں جا رہے امیر شہت زین سے کو کر الگ ہوئے اور گھوڑے کی ہاگ تمام کر آگے بھجکا مارا مرکب چاہ سے باہر نکلا امیر جہت کی کشت پر گئے وہاں قارن بھی لگا ہوا تھا قارن سے امیر کی چار آنکھیں جو ہوئیں قارن کی تہاں کی طرف بھاگا امیر نے بھی اس کے پیچھے گھوڑا ڈالا حدیث شاہ نے جانا کہ امیر کنوئین میں غرق آب فنا ہوئے اپنے میں نہرا سوار سے شکر اسلام پر جا کر اہست سے سلمان کا فرقہ ہاتھ سے شہید ہوئے آخر نہ دھور کے ہاتھ سے مارا گیا اور شکر اس کا بھاگا لندھو رنے دیکھا کہ امیر کیسے نظر نہیں آتے گھبرا کر غم سے کہا کہ امیر کو ڈھونڈھا چاہیے اس یوسف گم گشت کا پتا لگایا چاہیے عمر سیاہ قیطاس کے سون کے نشان پر چلا قارن نے ایک فائز پر پہنچ کر مزاح سے ایک سروہ لیکر ہر اس میں مخلوط کیا اور فائز پر ان سے کہا کہ میرے پیچھے ایک سوار آتا ہو یہ سروہ اسکو نذر دینا اور اگر وہ کچھ دے لے لینا اگر اس نے کھایا تو میں تجھ کو سوا شرفی انجام دوں گا اور اگر سیرا مطلب ہو گیا تو بہت خوش کروں گا اور خود وہ رو باہنش درہ کوہ کی طرف روان ہوا اور قنطر خرید کی ساعت کار رہا پیچھے سے امیر جو پہنچے کسان نے وہ سروہ نذر گذرانا امیر نے سروے کو لیکر پوچھا کہ ابھی میرے آگے آگے ایک سوار اس طرف کو آیا ہو وہ کس طرف دانہ ہا ہو اس نے عرض کی کہ سائے کوہ کے دے میں گیا ہو اور اس طرف راہ نکلنے کی نہیں ہو کہ شیر لاگو ملتا ہو انسان کی مجال نہیں کہ اسے رد برد آئے اور اپنی جان بچا لے امیر کو پیاس کی شدت تھی جا ہا کہ اس سروے کو نوش نہ رہا میں اپنی تشنگی بھجائیں کہ فائز پر ان نے ہاتھ باندھ کر کہا کہ ای جو ان ہر چند سوا شرفی کا جگہ سروہ ہو لیکن تیرا زیان و ضرر گوارا نہیں کہ تجھ سا جو احسن اور خوش رو دیکھا نہیں اس سرے میں اسی پہلے جو ان نے کچھ ملا کر مخلوط کیا تھا خواہ مخواہ کچھ نہر ملا یا ہو گا اور کہا تھا کہ پیچھے جو ان آتا ہو اسکو یہ سروہ کھلا دینا اگر اس کا تمام ہو گیا تو سوا شرفی ان میں تجھ کو انجام دوں گا امیر نے اس سروے کو ہاتھ سے پھینک دیا اور نہرا شرفی کی قیمت کا جوا ہر اسکو خایہ کر کے درہ کوہ کی طرف مرکب کو جولاں کیا ہنوز درہ کوہ کے اندر گئے نہ تھے کہ ایک شیر غنڈہ امیر جہت کو کہے آیا امیر نے ایک ہاتھ تیغ بڑاں کا لگایا ایک شیر کے دو شیر ہو گئے امیر درہ کوہ کے اندر گئے دیکھیں تہا ایک چٹان کے نیچے قارن و بکا ہوا ہو دم چڑھے پڑے ہو چاہتے تھے کہ خنجر سے ماریں اس مکار کا سر گردن سے آتا رہن قارن نے کہا کہ اگر امیر میری جان بچائی کرو تو میں جزیہ نہیں نکودیتا ہوں مہلو امیر نے فرمایا کیا دیتا ہو دے تھوڑی دیر اسی بہانے سے جان بچائے اسے ایک خنجر اپنی کمر سے نکال کر امیر کو دیا کہ یہ طمورث دیو بند کی کمر کا ہوا اور بڑی دقت اور محنت سے میرے پاس تک پہنچا ہوا اور ایک بار دہند بازو سے کھوکھو دیا کہ جس میں بارہ اعلیٰ شجر آتے اور ہر محل وزن میں تین تین مثقال کا تھا یہ دو چیزیں نکال کر بولا کہ اس کوہ کے اندر ایک کھوہ میں خزانہ ہو چلو وہ بھی جتاؤں تھوڑی قیمت کا تھا وہ تمہارے پیش کردہ اتنے میں غم و ہونچا امیر نے

قارن کے ہاتھ باندھ کر عمر کو سونپا کہ دیکھو کمان خزانہ بتانا ہو یا کوئی فقرہ اسکا ہو اگر راست ہو تو تم اسکو اپنے قبضہ میں کر دو ورنہ دروغلو را تا بجانہ پہنچا دو عمر نے دو حلقے کندھے اسکی مکر میں لگا دیے اور ہاتھ خوب زور سے سکڑا کر باہر اور اس درے سے باہر پکڑ نکلا قارن زور کر کے لگا جاتا تھا کہ بند و کمر سے ٹوٹ جاوین تو میں اس کے ہاتھ سے نکلی جاؤں بھاگ کر کسی طرف راہ لون عمر نے کہا کہ کیوں زور کرتا ہو خزانہ تو مجھ کو بتلا دے میں امیر سے ترے واسطے سعی اور سفارش کروں گا اور مقرر تجھے چھوڑ دوں گا قارن بولا کہ خزانہ کا نام تو اپنی جان بچانے کے واسطے میں نے لیا تھا مگر تو مجھ کو چھوڑ دے تو وہ لاکھ سن میں تجھ کو مدائن چلے دوں گا عمر نے کہا کہ اسی مودی اب میں کب تجھ کو بیٹا چھوڑتا ہوں کوئی دقیقہ تو نے خصوصیت و دشمنی کا امیر سے اور تجھ سے اٹھا نہیں رکھا ہو ایسا قاپو باکر میں تجھ کو چھوڑ دوں میں کیا حق ہوں یہ کلمہ خبر کر سے نکالا اور اسکو ہلاک کیا اور امیر کی خدمت میں حاضر ہو کر سب کیفیت عرض کی کہ امیر خزانہ کا کادہ چھوٹا تھا کہ طبع زور دیکر جان بچاؤں اسی فقرے سے جانبری اپنی کروں جب میں نے زمانا توڑی تو اپنے لگام میں سے اسکو کتے کی ہوس مارا امیر بہت خوش ہوئے اور کہا کہ عمر تو نے کام اچھا کیا کہ روز کا فساد اور جھگڑا مٹا دیا یونان کی طرف روانہ ہونا امیر کا عقد نکاح میں لانا تاہم یہ دیکھ کر معشوقہ دلپذیر کا مشاطہ کیا انشا پر و سان معانی کو زور پھر پھیلے ہیں جمال بیان کو سننے سے رنگ سے آراستہ فرما رہے ہیں کہ جب شاہ ظفر نے امیر کے آئینہ دل میں جلوہ دکھلایا امیر نے قلعہ حلب میں آکر ایک ہفتہ تک جشن فرمایا اور پانچوں ملکوں کا خراج اور علفیہ شملہ جمال قارن و دیگر سوانحات لکھ کر مستقبل کے ہمراہ نوشیروان کجیت میں بھیجا اور آپ یونان کی طرف کا قصد کیا چند روز میں یونان کی سرحد میں جا کر خیزدہ ہوئے فریدون شاہ بادشاہ یونان اخبار نویسوں کے لکھنے سے امیر کے حال سے آگاہ ہو چکا تھا سننے ہی میں پیشکش مقبول پنے بھائیوں کو ساتھ لے کر یونان سے چلا آئے راہ میں امیر سے ملازمت ہوئی نذر گذارنے کے بعد جو محل تھوڑی سی محفل کی اور صفائی نہایت سے کلمہ پڑھا اور بھائیوں سے بہت مشرف باسلام ہوا امیر کی اہلیت اور ریافت سے کمال خوش ہوئے اسکو اور اسکے بھائیوں کو غلظت ناخوہ سے سرفراز کیا اور جشن ترتیب پاکی دن تک اسے گل میں نگل رہا فریدون شاہ نے ایک دن موقع پا کر عرض کی کہ کیا امیر تین دنوں میں مجھ کو پیش میں اور ہر ایک کا انجام مجھے دشوار ہو بلکہ محال اور خارج از اعتیاد ہو اگر حضور راجہ ملکوں کو آسان کر دیں تو کمال بندہ نوازی کہیں فرما کر ہمیں کیا میں بیان کر دو کچھ احوال تو انکا کو اس نے عرض کی کہ پہلی قسم تو یہ ہو کہ چند سال سے اس نواح میں ایک اثر با پیدا ہوا ہو کہ اسکے سبب غمغصہ ہونے لگا آبادی ویران ہو گئی ہو لکھو کھارو پنے کے خرچ کا نقصان ہوتا ہو دوسری قسم ہو کہ قلعہ سے کئی فرسخ ہر ایک چار بڑا ہو ہر ایک زنگی ہو ورنے قلعہ اپنے رہنے کو بنایا ہو برسوں دن سخت لڑائی ہوا ورنہ آدمی اسکے ہاتھوں سے مرنے ہو تیسری قسم بعد انجام ان دونوں کے عرض کر دوں گا اسکی بھی صورت معلوم ہو آپ ہی سے نکلاں گا امیر نے فرمایا پہلے ہم اوروہ کو مار لیں گے تب قلعہ میں سونے کا انصرام کرینگے صبح ہمارے ساتھ چلے آؤ دے گا مسکن بتا دینا اور تم

لوگ الگ کھڑے ہو کر تماشا دیکھ لینا خسرو نے امیر سے کہا کہ رنگی رو سیاہ پر حضور کیا جادوینگے جگو علم ہو کہ اسکو کھڑی سواری جا کر قتل کروں انشاء اللہ تعالیٰ اُس سرکش کا سر حضور میں آؤں فرمایا کہ کل انشاء اللہ تعالیٰ ہم اتر رہے کے مارنے کو جاوینگے تم اُس سیر رو کے قلع اور جمع کے واسطے جانا اور اُس موزی کو قعر حرم میں پھونچانا جب رنگی شہنشاہ خسرو روز سے شکست پائی اور خسرو نما ورنے فوج انجم بھگائی صاحبقران تو فریدون شاہ کو ساتھ لیکر اتر رہے کو مارنے چلے اور بعض بعضے جان نثار اور فدائی بھی ساتھ ہوئے اور خسرو ہند آصف نامے برادر فریدون شاہ اپنے ہمراہ لشکر لیکر رنگی پر چلا جب تین فرسخ اتر رہے کا مسکن باقی رہا فریدون شاہ گھوڑے سے اتر پڑا اور اتنا س کیا کہ ملاحظہ ہو سوائے ٹھوٹھ چلے ہوئے کے کسین و خضت کا نام و نشان نہیں کھائی دیتا ہر تمام پہاڑ اور جنگل خاک سیاہ ہو گیا ہر جب وہ ملی غفلت سے جاگ کر دم چھوڑتا ہر اور دیکھ کر رازنا ہر بنا تک شعلہ آگ کا پیکارتا ہوا سوت وہ سکھیند سو رہا ہر نہیں تو انسان تو کیا چرند و پرند کا سچا ٹھنا ممکن نہیں پرندہ پر نہیں ماسکتا ہوا میر بھی تباہ ہو ساد و عمر کو ساتھ لیکر اتر رہے کی طرف چلے فریدون شاہ بھی ہمراہ ہوا قریب جا کر دیکھا ایک کو بچہ سیاہ سا ہے جب اوزن ویک گئے معلوم ہوا کہ یہی اتر رہا ہر امیر نے فرمایا کہ سوتے کو راز اجرات سے بعید ہر یہ تو ایک کیرا پلید ہوا ایک نگرہ کہے اسکو جگایا امیر کو جو اُسے دیکھا ایک تار کے برابر اگلا دھڑاٹھا کر بچکا رتا امیر کے اور چلا اُسکے منہ کے شعلے سے جو دخت خشت تر سامنے تھے بلکہ سوک گئے اور بعضے کو لٹکے ہوئے امیر نے ایک تیر و شاخ کان میں لٹک کر نشانہ جو مارا دونوں آنکھیں اسکی آشیانہ طائر پیکان ہوئیں زمین پر سر دھنے لگا امیر نے ایک پلو میں جا کر ایک وار شمشیر اتر دھا کش کا ہوا لگا یا کہ ایک کو بچے کے دو کپے بنگے پلو بنی جگہ سے جنبش نہ کر کا فریدون شاہ دھڑک کر دست و بازو امیر کا چوم لیا اور کسی بار گرد و پیر کرتا ہوا امیر سوار ہو کر قلعے میں داخل ہوئے تھے کہ لندھو رنگی رو سیاہ کا سر لیکر ہو چکا اور خرنہ جو قلعے میں سے لایا تھا امیر کی خدمت میں گذرنا فریدون شاہ نے تو وہ زرد جو اہر امیر و لندھو کے ادب سے تار کیا اور جشن کی محفل ترتیبی خوب ہنگامہ عیش و نشاط گرم رہا آخر شب عین سردی کے وقت فریدون شاہ نے امیر سے عرض کی کہ دو ٹکٹین تو حضور کے قدم کی برکت سے آسان ہوئیں اور بہت بڑی بلا میں میرے سر ٹکٹین اور میری عرض یہ ہر کہ غلام کی بیٹی کو اپنی کنیری میں قبول فرمائیے حیران سر اوقات عصمت کی پیچیدہ بنائیے کہ ہچشمون میں میری عزت ہو اور دشمنوں کو عبرت اور دہشت ہو صاحبقران نے فرمایا کہ یہ نعم سخت شکل ہوا کا انجام جسے دشوار ہی یہ خیال باطل ہر میں نے ملکہ قمر نگار سے وعدہ کیا ہوا کہ جب تک تم سے شادی نہ کرونگا و دوسری عورت کو گو خوشنہ نظر ہوگا کھٹا کھٹا کر نہ دیکھوں گا فریدون شاہ اپنا سامنے لیکر لایا اور اپنے بھائی آصف سے خلوت میں کہا کہ اگر کاش میں اپنی بیٹی کی شادی کی استدعا امیر سے نہ کرتا تو بہت بڑا کیون مجھ میں بیل و خوار ہر ہوتا تمام زمانے میں سخن شہر ہوگا کہ امیر نے فریدون شاہ کو تار نہ جاکر اسکی بیٹی سے شادی نہ کی اور عقد مناکحت قبول نہ کیا ایسے چلنے سے تو مرنہا ہر ہوا اعلیٰ درجہ سے تو گذرنا بہتر ہو یہ ہر چاہتا تھا کہ خرنہ اپنے پیٹ میں مارے راہ خدا اختیار کرے کہ آصف نے ہاتھ اسکا پکڑ لیا اور کہا کہ

انجام ایسے امروں کا دبیر سے متعلق ہی یہ میرا دوسرا کہ امیر کے ساتھ ناسید میرحم کا عقد ہو جائیگا اور آپ کے دشمنوں کو دولت و غناری حاصل ہوگی کام کل آپ کا ذرا عمر کو بلو او فریدون شاہ نے عمر کو بلو اکو بہت عظیم و تکریم سے اپنے پاس بٹھایا اور پانچزار اشرفی پیشین کی اور کہا کہ خواجہ یہ عزت مختار ہے ہاتھ پر خدا کی داسطے کسی طور سے میری بیٹی کا عقد صاحبقران سے کرادو اور اس شکل کو حل کر دو وں نہرا اشرفی اور بھی بعد عقد مذکور کو دنگا ورتہ پچھتوں میں نہ دھکا دھانکے قابل نہ رہو دنگا ناچار زہر کھا لو نگاہیٹ مارو دنگا عمر و نہت اسکی تلی کے کہا کہ یہ کتنی بڑی بات ہے آج ہی عقد ہو جائیگا یہ دوسرا میرا آپ نگہرائیں عقد کی تیاری و پردہ فرمائیں یہ کہلا اشرفیاں لیکے اپنے سکن پر پہونچا غلو عین ناسید میرحم کے حرج و مال کی تحریف کے امیر کو شقاق کیا امیر نے کہا خواجہ شادی تو دختر فریدون شاہ سے بھی کروں لیکن ملکہ کو کیا جواب دوں کہ اس سے میں نے عہد کیا ہے کہ جب تک تم سے شادی نہ کرونگا پری بھی اگر مرد بردار دیگی تو میں اسکو چتریل سمجھو دنگا عمر و نہت کہا کہ اے صاحبقران خبر ہو کہ میں مرد بھی ایسے امور میں راست گوئی اختیار کرتے ہیں عورتوں سے اس سے زیادہ قول کے خلاف اقرار کرتے ہیں اور پھر وہ شخص کہ صاحبقران ہوا ملک تاج و تخت و باجستان ہو فقط مہر نگار پر نثارہ بنوین ہو سکتا آپ نے قول عشاق اور کلام تماش بنیون کا نہیں سنا مصرع تم نہیں اور سہی نہیں اور سہی بنہ اشوق سے ناسید میرحم کے ساتھ عقد کیجئے اور داد عیش کی دیجئے ملکہ مہر نگار جانے اور میں جانوں اگر آپ کو وہ کچھ کہیں تو آپ میرا نام لے دیجئے گا میں سمجھاؤنگا اسکا میں نہ کرتا ہوں بارے عمر و نہت کے سمجھانے سے امیر نے اس شرط پر قبول کیا کہ عقد تو میں کرتا ہوں مگر ہم بہتر مہر نگار کی شادی بعد ہو دنگا فریدون شاہ نے اس بات کو بھنا و غبت منظور کیا اور عمر و کا شکر گزار ہوا غلامہ یکہ اسی دن ناسید میرحم کو تیل چڑھایا گیا وہ عقدا کمالاں ہونے لگا فریدون شاہ نے سواے دس ہزار اشرفی کے ایک خلعت گرانمایہ بھی باجوہر پیش قیمت خواجہ عمر و کو دیا اور کہا کہ خواجہ میں تمہاری خدمت کو حاضر ہوں ہمیشہ تمہاری کچھ نہ کچھ تو وضع کیا کرو دنگا عمر و لایچی بندہ ہی تھا فریدون شاہ کو دلاسا دیا اجنا زان اسقدر امیر سے اسکی خوبصورتی کی تحریف کی کہ امیر نے شقاق ہو کر دوسرے دن کہ خانبیدی کی شب تھی بعد از نیم خانبندی ناسید میرحم کے ساتھ عقد کیا اور دس ہفتے تک اس کے ساتھ عیش و عشرت میں مشغول رہے اور ہر چہش رہا سلوین دن میں بارہ خلونین جو قارن سے ہاتھ آئے تھے ایک لعل ناسید میرحم کو دیکر محل سے برآمد ہوئے شاقان زیارت جواتے دونوں تھوہوسی سے شرف نہوئے تھے مسرور و مسرور ہوئے اور فریدون شاہ سے خراج لیکر مع مال شنگا وہنگی کندھوہور کے ساتھ نوشیروان کیندھت میں بھی اور عمر و کو بھی خسرو کے ہمراہ کیا اور اپنے پیش خیمہ کی روانگی کا حکم مصر کی طرف کو دیا اور وہ ہونا امیر کا مصر کی طرف تہجر کو اور مگر کر کے قید کرنا والی مصر کا امیر کو سولخ نگاران مالک و امصار بخزان شہر و دیار لکھے ہیں کہ ہر گاہ خسرو ہندوستان ملک کندھوہور بن سعدان منازل و مراحل طے کر کے مدائن کے قریب پہونچے نو شیروان نے شکر کئی سردار اسانی شہر کے

استقبال کو بھیجے اور عند الملامت با نوع عنایت و کرم پیش آیا اور صاحبقران کو دیر تک پوچھا بعد ایا ساعت کے خسرو نے شراکط آداب بجا لائے و زرخراج اور عرضی اور تحائف صاحبقران کے گزارنے اور جو حادثات آئنا راہ میں گذرے تھے مع دشمنی قارن و انیس شاہ و حدیث شاہ التماس کیے اور امیر کی جانب دست بستہ عرض کی کہ امیر کہتے ہیں کہ اگر شاہنشاہ ہفت قلم بھیجے آگ دین ڈال دین میں گلزار سجھ کر کو پڑھوں اور کسی طرح حذر و حیل نہ کروں مقتضائے شرافت یہی ہو کہ اگر اپنے محسن اور بادشاہ کے کام میں جان تک کام آئے تو وہ عین سعادت ہو اور اگر کسی عنوان آقاے نعمت کی جانب سے کبھی کم توجہی بھی ہو بشرطیکہ عزت و ابرو میں فرق نہ آئے تو اس کا دلیس میں خیال رکھنا بعید از شرافت ہو بادشاہ نے زرخراج خزانے میں بھیجا اور خسرو ہند و عمر و کو غلعت گراں بہا سے سرفراز فرما کے حکوۃ کہ ہر روز دربار میں حاضر ہوا کرو بدستور قدیم حضور میں رہا کہ خسرو ہند تو تمشاد کام پر جا کے مقیم ہوا مگر و شہستان حرم کے دروازے پر گیا ملکہ مہر انگیز نے سُنکر فوراً بلا لیا اور صاحبقران کا حال استفسار کیا عمر و نے فیض امیر کا گذرانا اور جو کچھ اُس کے سامنے تک پیش آیا تھا ہوبہو بیان کر کے ملکہ مہر نگار کی خدمت میں گیا امیر کا اشتیاق نامہ دیکر جو حادثات کہ اس سفر میں گذرے تھے بیان کر کے لکھا ملکہ صاحبقران کا دل آپ ہی میں لگا ہو جو دم گذرنا ہو وہ بخاری ہی یا د میں گذرنا ہو ملکہ بولی خواجہ تہوش بہر ان مدور فراق نے ایسا تنگ کیا ہو کہ زندگی اپنی تجھ کو دو بھرا جو جینا و بال ہو شعرون تو تیرے ہی تصور میں گذر جاتا ہو یہ رات کو خواب میں بھی تو ہی نظر آتا ہو یا تو جامع تہنیں صاحبقران کا وصال نصیب کیے یا موت دے کہ سسک سسک کے مرنے سے نجات لے ایسا تہجر حمزہ میں جان جاتی ہو نہ لب پہ سینے سے اکثر آتی ہو نہ موت اچھلے تو میں جی جاؤں پچھلی قید رنج سے پاؤں نہ عمر و نے کہا کہ ملکہ بہت گئی تھوڑی رہی منظر کار کا ہنگام نہیں جس خدانے اکو ا فاف سے بچایا اور ایک موزی کے پچکل سے تلوچھڑا ہوا وہ قادر توانا ایک دن وہ بھی دکھائیگا کہ بخارا آنا وصال طار خواہ ہو جائیگا ایک صر کا خراج لینا باقی رہ گیا تھا سو یقین ہو کہ اس عرصہ میں وہ بھی صاحبقران نے وصول کر لیا ہو گا بلکہ عجیب نہیں ہو کہ معاف اس طرف کو روانہ ہوئے ہوں نہایت سے شادان و فرحان اس جانب چلے ہوں انقصہ ملکہ کو تسلی دیکر نہایت ہوا اور تمشاد کام پر آئے ہر گزین خاقان حسین اور مقبل فادار کی ملاقات کی اور خوب ملا بہرام مقبل بہت خوش ہوئے اور عمر و خسرو کو اسٹے مجلس ترتیب دیکر مشغول نشاط رہے بعد فراغت اس صحبت کے عمر و نے خسرو و بہرام مقبل سے کہا کہ تم لوگ ہر روز انوشیروان کے دربار میں جایا کرنا کہ اپنے کیل کلٹے سے ہوشیار رہنا خواب غفلت سے بیدار رہنا کہ نجنگ کی بدولت اس کا شلہ کے سلوک و بدسلوکی کا اعتبار نہیں ہو اور اس کو اپنی طبیعت پر اختیار نہیں ہو اور بجائے خود خواجہ بہرام جیسے ملاقات ضروری رکھنا اور اس کی صلاح اور مشورہ منظور رکھنا کہ وہ صاحبقران کا خیر خواہ ولی ہو اور اس کو خراج منظور خاطر واری امیر کی ہو اور میں تو ملکہ کی طرف جاتا ہوں خواجہ کو امیر کی خبر نہاتا ہوں یہ کہ قبتورہ لڑتی

دیا تا وہ سقر لانی کو بہن لباس عیاری اپنے بدن پر آراستہ کیا اور مکہ کی طرف روانہ ہوا اب وکلیہ صاحبقران
 حال میں عرض کردن واقعہ طلبین کے کان تک نہی داستان پہونچاؤن صاحبقران قریب مصر کے پہونچے روز
 کے کنارے پر بارگاہ دانیالی اور خیمے استادہ کیے تمام دن بادہ خواری میں گزار جب شام ہوئی اندھیرا ہوا فرشتوں
 جھاڑ بلورین فرشی جا بجا فرش پر لگائے اور کیے کیڈائے دو ڈالے موقع پر جا کر کنول چڑھائے اور بتیان مومی کا فوری
 جا بجا روشن ہوئیں اور دل سوختگان کی طرح جلنے لگیں صاحبقران نے دیکھ کر طرف سراچے جو اٹھواویے تو اور دو
 لطف ہوا روشنی اور اب غل و بارگاہ دانیالی کا عکس پانی میں جو پڑا تو ایک مجلس دوسری ہو گئی اور ہوا جو آب و ذیل
 لپٹی ہوئی آتی تھی سوختگان غرق کے دلوں میں گرتی تھی صاحبقران نے شراب کباب طلب فرمایا اور قاصان پری پک
 نے رقص و سرود سے مجلس کو گرایا تا مرام رات دور بادہ گلگون و نغمہ سرود اور غنون رہا یہ خبر شاہ مصر کو بھی پہونچی کچھ
 لشکر و ذیل کے کنارہ پر فروکش ہوا نوشیروان کی طرف سے خراج لینے آیا ہی اور لشکر جبار اور ہیلوان اور سردار
 بنو آزمایا ہی کاروان نامی اس کا ایک وزیر صائب تدبیر تھا اسکو غلو تین من بلا کر مشورہ طلب کیا کچھ اس
 ارادے پہونچا ہر صلح و دولت کیا ہی وزیر از بسکہ عقیل فہیم تھا اسنے کہا کہ حمزہ کے زور و شجاعت کا حال تو نہ مانے
 میں مشہور ہو اسکی قیامی و نصرت کا تذکرہ دور دور ہو اور اخبار نویسوں کی تحریر سے بھی حضور پر روشن ہو کہ وہ شخص
 بڑا صفت آرا اور مدد شکن ہے پس ایسے شخص سے مخوف ہونا اپنے کو کاہش میں دینا ہر فدوی کی رائے تھیں میں
 ایسا گذرتا ہو کہ خود سبقت کے ملاقات کیجیے اور پیشکش شاہانہ اسکو کیجیے ظاہر ہے کہ زور و شجاعت میں وہ بی نظیر ہے
 ویسا ہی مرد و ہمت میں بھی بیدل پکتا ہو اگر آپکا اخلاق اور اخلاص سنبھلا ہو جو جائیگا البتہ آپکے ساتھ بیٹھنے
 مدار پیشکش گشاہ مصر دیر کی اس دے سے کمال ہے کہ حسین ہو جو جھلکا کر کہنے لگا کہ یہ رائے تیری نامصوب ہے میں نے جو کچھ
 اپنے ولیوں تجھ پر کیا ہو ویسا ہی ہوا اب چاہا ہو وزیر نے دیکھا کہ یہ اگرچہ بے سامان ہو لیکن مصر کی حکومت کی بدولت اپنے آپکو فرعون
 با سامان جانتا ہے اگر موسیٰ عمران بھی اسے نصیحت کر گیا تو نصیحت پذیر نہ ہو گا میری حقیقت کیا ہے تجکو کیا چاہا ہو یہ خود بخود
 غریب کو برگ ہو گا یہ سوچ کر چاہا ہو ہا القمصن صبح ہوتے ہی شاہ مصر نے سوائے خراج سہ سالہ کے بہت کچھ تحفہ اپنے ہمراہ لیکر امیر سے
 ملازمت کی اور جو کچھ لیکھا تھا پیشکش کر کے اگرچہ خوشی بہشت کی اور التماس کیا کہ حضور نے شہر ہوتے میدان میں کیوں قیام فرمایا اسکا
 مساف کو عبت خیم ہوا یا شہر میں حضور تشریف لے لیجئے فقیر فانی کو مقدم شریف سے منور فرمایا میں صبح شاہان عجیب گریز آمد گذرا
 امیر نے خلعت فاخرہ سے اسکو سرفراز کر کے فرمایا کہ فی الحقیقت دوستوں کا گھر دوستوں ہی کا ہوتا ہے مجھے تمھارے یہاں چلنے میں
 عذر کیا ہو بسم اللہ کہ مکہ آٹھ گھر سے ہوتا اور تشریف لیجئے اور فوج کو تو اسی جا پر چھوڑا اور چند سرداران نامی کو ہمراہ لیا جو
 امیر نے شہر میں قدم رکھا جی ہوائی زعم تک امیر کے دیکھنے کو گھر سے باہر نکل آئی اور امیر کی صورت دیکھ کر فریغ و ثرین
 دعا دینے لگے کہ سہ اٹھی در جہان باشی لا جمال جو ان بخت و جوان دولت جوان سال یہ خلاصہ یہ کہ امیر لوان شامی

میں تخت مرصع پر جلوہ افروز ہوئے اور امرائے نامدار جو ہمراہ گئے تھے اپنے اپنے قریب سے ڈنگل و کمر سیونہر بیٹھے غریب مصر نے ساقیان بادہ دش کو با جام و صراحی حاضر کیا اور رقاصان زہرہ پیکو و فغمہ سرایان خورشید شہنشاہ کو رقص و سرود کا حکم دیا بعد اسہوش باد و نوش با د کی بلند ہوئی صدارے ساز و نوا گوش فلک تک پہنچی مگر غریب مصر خود نگاروں کی طرح سے دامن گروانے انتظام و اہتمام میں مصروف ہوا ہر چند امیر کہتے تھے کہ تم بھگوار لوگ انتظار کر کیسے تھا باندھ کر عرض کرتا کہ داما و شاہنشاہ ہفت کلیم کچڑیست کہ با خرمیرا جو ایسے بزرگوں کی خدمت میں کباب نصیب نہاؤ امیر سکی اس گفتگو سے نہایت سرور ہوا اور اس مکار کی چرب زبان سے انجام کار سے غافل رہے آخر الامرجب شام ترپہنچی اس ابلیس تپیس نے شراب خانے میں جا کر اپنے دست ناماک سے وارو بیوشی بخون میں ڈالی اور ساقیوں کو حکم دیا کہ اب جو شراب صرف ہو انھیں بخون میں سے صرف کرو ساقیوں نے اس کے حکم کی تعمیل کی اور وہی شراب جام و صراحی میں بھر کر کھانا حاضر کرنے پہلا ہی پیالہ پیکر غریب سے پہنچا کہ یہ شراب دوسری معلوم ہوتی ہے اس شراب کی رنگت اور کیفیت دوسری ہے اس کی خواہ نے ہاتھ باندھ کر کہا کہ فی الحقیقت یہ شراب پہلی نہیں ہے مگر اس سے بہتر شراب ہوتی ہی نہیں ایک مدت سے اسے گارڈ تھا آج حضور کے واسطے نکلائی ہے شراب اول سے زیادہ نندہ و مخصوص حضور کے واسطے آئی ہے امیر نے اپنی عمر بھر میں اردو بیوشی کا ذائقہ نہ چکھا تھا اس کے کلام کو قہر جاتا جب چار پانچ دو پہلے ہمارا بیان امیر طرک کھا کھا کر ڈنگل سے گئے گئے امیر اپنے رفیقوں کا یہ حال دیکھ کر اٹھ اٹھتا تھا کہ دونوں پاؤں گل گئے بیوش ہو کر زمین پر گرے غریب مصر نے اپنے وزیر سے کہا کہ دیکھا ہمارا منصوبہ کس طرح ایسے زبردست کو زبردست کیا ہاں جلاد کو جلد بلاؤ کہ حمزہ کا سر مع رفقہ کاٹاؤ ورنہ یہ کے حوالہ کرو کہ جلد نو شیروان کے حضور میں پہنچا دے کاروان نے ہاتھ باندھ کر کہا کہ فی الحقیقت حضور نے بڑی آسانی سے حریف کو اپنے قابو میں کیا اور بہت جلدی سے اسے زیر کر لیا لیکن میرے نزدیک چند سبب سے ابھی حمزہ کا قتل کرنا مناسب نہیں معلوم ہوتا ہے جو اس میں سرعت کرنا نہیں چاہا ہوا دل تو یہ کہ حمزہ کے ایسے رفیق ہیں کہ حمزہ کو قتل نہ کرنا تک تو مصر کی اراکین کے چاہنے پہنچا لے ایک شہر و ہندوستان اندھو رہن سعدان ہو کہ جس کے ساتھ لاکھ سوار و پیدل جان شیریں مکے دم میں گنوا دیئے ایک سے ایک زیادہ قوی ہو گئے و پہلوان ہر دو سرے ہر ام خاقان گروچین ہر کجے ساتھ کئی لاکھ سوار پیدل و چینی تختی ہو ہر ایک تلوار کا دہنی ہر تیسرا مقبل و فادار ہو کہ جس کے ساتھ کئی ہزار تیرانہ و خطا و نشانہ گزرا ہر چہ ہر مقام و عیار وہ بد بلا ہو کہ کروہن پر بجاری اکیلا و تنہا ہو اس سے میرے نزدیک ایسا مناسب نہ کہ حمزہ کو رفیقوں سمیت پاؤں پیر کر کے قید رکھے اور اطلاع اسکی شاہنشاہ ہفت کشور کیجیے اگر حمزہ کے قتل کی واسطے کچھ گام وقت مضائقہ نہیں حمزہ کو مار ڈالے گا اپنے دل کا حوصلہ نکالے گا غریب مصر بولا کہ اگر کاروان واقع میں اسل میں تیری رائے صائب ہو چکو بہت پسند آئی اور میرے نزدیک بھی یہی عملی قرار پایا لیکن بخون ہو کہ جب تک قاصد خبر از فریق راہ کو نہ آئے جائیگا مبادا اگر اس عرصہ میں عمروان پہنچاؤر وہ حمزہ کو چھڑائے گیا تو کی کوئی محنت برباد ہو گئی اور کوئی ہفت

کہ اس وقت حمزہ میرے ساتھ نہ کرے گا سرفوق قائم بنائے فساد ہوگی کاروان نے کہا کہ میں دروزین خط کا جواب لکھا دیکھتا ہوں بشرطیکہ بادشاہ جواب لکھنے میں یہ لکھ سکے کہ میں نے اس واقعہ سے میرے گھر میں ایک جوڑا مدرائن لکھ کر لایا ہے کہ جو آپ خط لکھ کر بھیجے گا میں اس کے گلے میں باندھ کر صبح کو چھوڑ دوں گا شام کو مدرائن میں پہنچے گا اگر بادشاہ نے فوراً جواب عنایت کیا دوسرے روزے آپ کا عزیز نے کاروان کی رائے پر بہت تحسین آفرین کی اور بہت شاباشی دی اور اُس پر ہم ہمارے کو بلا کر صاحب جفران کو مع رفقاً آہن میں جکڑ کر چاہے ہوسٹ میں قید کیا اور سر تنگ مصری کو کہ عیار دیکھا ہوتا ہے کہ لاکر کہا کہ تو اپنے عیاروں سمیت ان قیدیوں کی نگہبانی میں سرگرم رہنا اور کسی سے ساز باز میل کی بات نہ کہنا ایسا نوکھڑو آکر ان قیدیوں کو چھڑا لیا جو اس وقت کی وقت اور ندامت و بجا دے اور شہر میں منادی کر دی کہ جو کوئی حمزہ کا نام زبان پر لادے وہ بے پوچھے مارا جائے ساکنان شہر نے اسے دیکھ کر مسلمانوں کا نام لینا چھوڑ دیا ایسا کہ تین شدید ہوا دوسرے دن عہدہ مصر نے ایک عرضی اطلاع نو شیروان کو لکھ کر کہو کر کے گلے میں باندھ دی اور اسکو مدرائن کی طرف اڑا دیا اسے ہوا کے گھوڑے پر سوار ہونے کی ہمت نہ تھی

مدرائن میں نامہ پہنچا نا کہو تر کا اور تدریس قتل مقبل وغیرہ کی اور حاضر ہونا و فقہا عمر کا

عشاقان طائر مقام اور عشق بازان پرندگان خیال جامہ بیان کو تفسیر طور میں بند کر کے ناظرین کو دکھاتے ہیں نئے نئے رنگ کے مضمون خوش آئند برسر افکار لاتے ہیں کہو تر نے مصر سے چھوٹ کر تباہی و تاراج منو نے پائی تھی کہ مدرائن میں نو شیروان عادل کے کہو ترون کے ٹھکانے پر جا کر دم لیا کہو تر باز نے نیا کہو تر دیکھا بٹھا بٹھا کہو تر کو لے لیا اور حال ٹھکانے پر پہنچا کہو تر کو لے لیا پانی اچھا لایا کہو تر تمام دن کا بھوکا پیاسا تھا کھانا نہ تھا سب کہو ترون کے پہلے حال میں جا رہا کہو تر باز نے حال کچھ لیا اور حال میں جا کر باطنیان اس پر اتار دیا دیکھے تو اس کی گردن میں ایک خط لکھا کہ کہو تر کو تروانہ پانی پلانے کے لیے حال میں چھوڑ دیا اور اس خط کو بچھانک کے رد پر لے گیا اور کہا کہ اس وقت ایک کہو تر میں نے پکڑا ہوا اس کے گلے میں یہ خط بندھا ہوا تھا قبلی میں ملا ہوسو میں حضور میں لے آیا ہوں اور اس کہو تر کو ٹھاٹھ میں دانہ دے آیا ہوں بچھانک کے اس خط کو کھول کر پڑھا باچھین اس رونی صورت کی کل گئیں دل باغ بلیغ ہو گیا اُسیدم بادشاہ کی خدمت میں جا کر خوشی خوشی مبارک باد دیکے گذرانا نو شیروان بھی اس نامے کو پڑھا خوشی کے اسے اپنے پیار میں نہ سہا یا بچھانک کے عرض کی کہ اب حضور بہت جلد اس کے جواب میں ایک شفق مضمون اجازت قتل حمزہ لکھ کر عنایت کریں اور کسی کی صلاح اور مشورہ پر اس کو نہ رکھیں کہ فردی کے پاس ایک کہو تر مصر کا ہے اس کے گلے میں باندھ کر صبح اڑا دیو کہ وہ شام تک منزل مقصود تک کہو تر اس کو پہنچا دیوے نو شیروان نے فرمایا ایسے صعب امر میں ہر چہم سے مشورہ لینا پر ضرور ہو کہ جگہ والہ کی وصیت پر عمل کرنا ہر حال میں منظور ہو وہ گردن زدنی بولا کہ ہرگز مگر ہر چہم ہر مسلمان ہو وہ مسلمانوں ہی کی طرف فداری کر سکا اور حمزہ سے زبردست لکھا بار بار قابو میں آنا دشوار

ہو دیا وقت پھر نہ ملے گا پادشاہ نے فرمایا کہ اس شورے میں بزرگ چہرے بھی مذہب کا امتحان ہو چکا
 اس کا عقیدہ بھی ظہور میں آئے گا یہ کہ بزرگ چہرہ کو طلب کیا اور وہ نامہ پڑھنے کو دیا بزرگ چہرہ نے جو اس کتاب کو پڑھا
 طاہر ہوش سن سے اڑ گیا کہ بڑا غضب ہوا بارے جو اس جمع کر کے کہا کہ خدا آپ کو مبارک کہے کہ آپ بھی الگ تھے
 اور بڑا تردد بھی دفع ہوا لیکن سردست حمزہ کے قتل کرنے کو لکھنا مناسب نہیں اس لیے کہا کہ اگر ابھی یہ خبر نہ ہو
 وہ ہرام و مقبل کو پہنچتی ہو تو قبل از پہنچنے کہو ترکے انسان تو کیا چرند و پرند تک تو مدائن کا جانور نہیں ہوتا
 اور آخر میں مصر کا حال خدا جانے کہ کیا ہو گا پہلے آپ انکی تدبیر کر لیجیے بعد از ان حمزہ کے قتل کر نیکا حکم دیجیے
 بخشک بولا کہ یہ بھی کچھ بڑی بات نہیں ہر ان لوگوں کی فکر کر لینا کچھ کرامات نہیں کل جس وقت یہ لوگ دربار
 میں حاضر ہوں چھوٹا مجلس شراب و کباب کی ترتیب دیں اور داروے بہوشی شراب میں دیکر ان تینوں کو چڑھو
 کر لیں بعد از ان غریب مصر کو حمزہ کے مار ڈالنے کا حکن نامہ لکھ کر کہو ترکے گلے میں بندھ کے روانہ کیا جائیے اور کہو ترکہ
 فدوی کے پاس ہو وہی اڑا دیا جائے جب حمزہ کا سر آئے تب لندہ صہور و غیرہ لو بھی شوق سے قتل کریں اور روز کا
 قصہ و فساد اپنے ملک سے شادین نو شیروان کو یہ راسبت پسند آئی اور اسکی عقل کی نہایت تحسین فرمائی چونکہ
 بخشک بزرگ چہرہ کو خدا پرست جانتا تھا تو آپ اس شب کو اپنے گھر گیا اور نہ بزرگ چہرہ کو پادشاہ سے کہہ کر اسے گھر جانے دیا
 جب صبح ہوئی دربار کا وقت آیا لندہ صہور و ہرام و مقبل حسب دستور دربار میں حاضر ہوئے اور اپنے اپنے مقام پر دست
 موقع سے بیٹھے پادشاہ نہ بہت مہربانی انکے حال پر کی اور جب شور و شبیہ مجلس نشاط ترتیب دی شراب بہوشی آئینہ
 چلنے لگی پرتگالی اور فرنگی ڈھلنے لگی ہر چند بزرگ چہرہ نے ارباب عقل کی آنکھ سے بچا کر ہرام و مقبل و خسرو کو اسٹک دی لیکن کوئی
 نہ سمجھا کسی نے اس اشارے پر توجہ نہ کی مقبل و جام پیکر کچھ سمجھا اور درد سر کا بہانہ کر کے عقل سے اٹھ گیا اور بظاہر راست و
 صراط مستقیم بزرگ چہرہ کے گھر پہنچا اور وہاں جا کر بہوش ہو کر پڑا لندہ صہور و ہرام چار باج جام پیکر بہوش ہو گئے ونگل
 اور چونکہ بڑے گھر پے پادشاہ نے پانوں میں بیڑیاں گلے میں طوق کر میں بڑی کھلون میں خاردار لٹو دیکر دونوں کو
 زندان میں بھیجا اور غریب مصر کو جواب میں لکھا کہ واقعی تھے بڑی خیر خواہی کی کہ حمزہ کو قید کیا لازم ہو کہ خط کے دیکھتی
 سر اس کا کاف کر ہمارے پاس بھیج دو اور حقد رہو کے جلد اس جہم کو سر کر دیے مضمون لکھ کر بخشک کو دیا کہ سزا ہے پر
 مہر ہمارے کہو ترکے گلے میں باندھ کر کل صبح اڑا دو اور خبردار اس راز کو کسی پر افشا نہ کرو ویکم دیکر پادشاہ دربار
 پر فراست کر کے شہستان حرم میں داخل ہوا اور بزرگ چہرہ اپنے مکان پر رخصت ہو کر پہنچا دیکھا کہ مقبل بہوش پڑا
 جو کچھ حرکت مردہ سا بنا ہوا ہی عرف دافع بہوشی دیکر اسے ہوش میں لایا اور تمام سرگزشت بیان کی اور سب جراثیم
 کہنستا یا مقبل گریبان چاک کر نہائے ہلے دئے دئے کرنے لگا اور اپنی جان سے گزرنے لگا بزرگ چہرہ نے کہا کہ آگے
 دئے دئے کرنے کا وقت نہیں ہو وقت تمہیر کا ہو ایسے وقت میں تدبیر کو ہاتھ سے دنیا کمال کیا ہو میرے پاس انھی فرج کے

دعا و س کی سائنڈنی ہو اسپر چڑھو دور واد سناٹے راہ میں جہان قابو لے کبوتر کو مار ڈالو کہ کبوتر کے مار ڈالنے ہی میں خیریت ہو ہی تبیر اور مصلحت ہو مقبل اسی دم سائنڈنی پر سوار ہوئے نگلا نیر چہرے از دوسے ریل دریافت کیا کہ یہ ہم بے عمر و کے انجام نہ پاویگی اور پیشگی بغیر اسکے حل نہ ہو سکے گی اور بھی متر و ہوا کہ عمر واسوقت کہاں اور اس کا نشان کہاں کہ اتنے میں بزرگ امید خلعت اکبر بزر چہرہ باہر سے آیا اور خواجہ کو متر و دیکھ کر پوچھنے لگا کہ حضرت خیر تو ہو تر و کیسا ہو خواجہ نے کہا کہ بھلا تم قرعہ پھینک کر تھلاؤ جھکو تر و کیا ہو اور مجھے کیا امر اہم پیش ہوا ہو اسے قرعہ پھینک کر کہا کہ آپ کو کسی غائب کا انتظار ہو اور ایسی وجہ سے آپ کو اضطراب ہو اور وہ شام تک پہنچے گا مگر قرعہ آپ سے ملے گا بزر چہرے نے خود قرعہ کی شکلیں ملا کر دیکھا باشاش ہو کر غلام سے کہا دیکھ تو دروازے پر کون کھڑا ہے اور اس کا قد و قامت اور لہجہ کیسا ہے اسے اکر کہا کہ ایک شخص طویل القامت ریش سفید کھڑا ہو اکر رہا ہو خواجہ کو میرا سلام کہو اور انکو ذرا سیاتیک بھیج دو بزر چہرہ نے شکر شکے پاؤں دور سے اور عمر و کو گھر میں لے آئے اور تمام سانچے بیان کر کے روئے اور کہنے لگے کہ خواجہ اگر تم نے اس کبوتر کو غلے راہ میں مار لیا تو توجہ ہو اور نیک انجام ہی نہیں تو قلیا تمام ہر عمر و بھی روئے اور کہنے لگا کہ خواجہ میں ہزار فرخ ایکدن میں کیونکر دیکھ کر دنگا کچھ کبوتر کی طرح بال و پر تو نہیں رکھتا کہ سناٹے میں ٹٹا جلا جاؤنگا بزر چہرے نے کہا کہ اہم عمر و میں نے تیرے طالع میں دیکھا ہے کہ تو تمام عمر میں تین دفعہ ایسا دورے گا کہ کوئی نہ دورا ہو نہ دورے کے رگا ایک تو ہزار فرخ راہ اس کبوتر کے ساتھ ایکدن میں لڑ کرے گا دوسرے جب دشمنان امیر جو بختقا میں پر امیر کو قتل تو کیا رہ ہزار فرخ بارہ دن میں جا کر امراء اسلام کو حج کر دے گا تیسری بار حمزہ کے فرزند کے واسطے سیایان اسکندری بن سات ہزار فرنگ راہ سات دن میں لڑ کرے گا اور کسی طرح دیکھ کے گام روئے لکھا خواجہ تہمت چکو ٹرنے رچ کی سناٹی اور میرے طالع کی خوب شناخت فرمائی معلوم ہوتا ہے کہ تمام عمر میری دورے ہی میں کئے گی اتنی عمر دور و دعوپ اور قاصد ہی میں گذرے خواجہ نے کہا خوش باش اس محنت کی ذوق میں ایسے خزانے بقیاس پاویگا کہ کسی نے خواب میں بھی نہ دیکھے ہونگے بلکہ بڑے بڑے بادشاہوں نے نہ سنے ہونگے ہاں اب جلد چلنے کی تیاری کر تا ہل اور تکاہل کا ہنگام نہیں اور توقف کرنے کا مقام نہیں ہو مقبل کو بھی میں نے سائنڈنی پر سوار کر کے بھیجا ہو اتنے راہ میں تھکے گا یقین اور تو بت جلد اسکے پاس پہنچے گا عمر و خواجہ سے رخصت ہو کر تلشاد کا مقام پر آیا امراء ہند چین سے کہا کہ بالفعل بخترایان رہنا چھانین مبادا بے سرواڑہ جھک نو شیروان کچھ سے پناش کرے تم جا کر مشیہ فیض میں چھاؤنی کرو اور فضل خدا کے منتظر رہو دیکھو پردہ غیب سے کیا طور میں آتا ہے خدا کون صورت ہیود دکھانا روانہ ہونا عمر و کا مصر کی طرف کبوتر کے پیچھے اور مارنا اسکا شہر کے دروازے کے پاس اور چھڑانا امیر کا مجلس سے بعد حسرت ویاس

حرام خانہ سخن کا غنہ میں اس طرح کو خنجا ہو گردان قلم کا غنہ کے شاعر پر یون چکر لگا رہا ہے کہ جب صبح کا دکھا

عمر و یراق عیاری اپنے بدن پر لگا کے کبوتر خانہ شاہی کے نیچے جا کا جو وقت بختک نے نامہ کبوتر کے گلے میں باندھ رکھا کبوتر کو ٹھٹھا ٹھٹھ سے نکال کے مصر کی طرف اڑایا عمر نے بختک سے آنکھ ملا کر کہا اور دھمکا یا کر یا دہے اگر خدا ناکو وہ حمزہ یا اے کسی رفیق کا ایک بال بھی بگا گیا تو تو تو کیا مال ہو تو شیروان ملک کی مرغ روح کے بال و پر توڑے ہوئے اور جو اس شور سے بین شریک ہیں وہ تو کیا اٹکے بال بچے بھی نہ چھوڑے ہوئے اور اس وقت تو تیرے کبوتر کا فکار کرنے کو جاتا ہوں اور دیکھ تو آنکر تجھے کیا روز بد دکھاتا ہوں تو جب تھا کہ مرغ روح بختک کے نفس غصہ سے پرواز کرے لیکن چونکہ یہی سخت جان ہوتے ہیں کیونکہ دم نکلے لوگوں نے پکڑ کر بھت سے نیچے اتار اور بکشتش میں پڑا رہا بابا سے دو ندگان عالم کا حال سننے کی حاجی یا قیوم کہتا ہوا معلق زنان کبوتر کے پرواز کے سائے کے نیچے بے تحاشا اڑا چلا جاتا تھا جان کین مدی ٹیکرا ایشہ سدرہ ہوتا تھا وجہ کر کے پار ہو جاتا تھا کسی مانع کو خیال میں نہ لاتا تھا اور ہر قدم پر کبوتر سے نگاہ لڑی تھی گویا اس کبوتر کے پیچھے بہری تھی اب تھوڑا حال مقبل و فادار کا بیان کر دوں شایقین کے ذہن نشین کر دوں کہ جب مقبل جو ساندنی پر سوار ہو کے نکلا تھا سروس تک بگٹٹ چلا گیا ایک نہر کا پانی نصف گاہر سے زیادہ تر آباد اردیکھ کر ساندنی سے اتار روٹی جو کہ بین بندھی ہوئی تھی اسے کھول کر ناشتا کرنے لگا اور اوشنی کو جنگل میں چرنے کے لیے چھوڑ دیا اور اپنے دم کے دمستانے کو ٹھٹھا اتفاقاً اس جنگل میں زہر گیا بہت سی لگی ہوئی تھی ساندنی نے جو وہ گھاس کھائی فوراً مری مقبل سچو اس ہو کر پیادہ پا چل کھڑا ہو کئی کوس گیا کہ پاؤں سوچ گئے گئے کا قدم چھپے پر نہ لگا چاہر ہو کر ایک وقت کے نیچے بیٹھ گیا اور روتے روتے بیہوش ہوا عمر و کبوتر کا پیچھا کیے ہوئے چلا جاتا تھا اثنائے راہ میں ساندنی مونی دیکھ کر سمجھا کہ یہ وہی ساندنی ہو کہ مقبل سوار ہو کے آیا تھا تھوڑی دور آگے جا کے دیکھا تو مقبل ایک وضعت کے نیچے بیہوش پڑا ہو پاؤں سوچ گئے بین طاقت نے جوابے یا جو فی الغور اس کے منہ میں پانی پٹکا یا مقبل نے آنکھیں کھول دیں اور رونے لگا عمر و نے کہا رونے کا یہ وقت نہیں ہو جلد میری گردن پر سوار ہوا کسی طرح سے اس کبوتر کو شکار کر و مقبل سو فارتہ کو کمان کی زہ میں لگا کر لیس ہوا عمر و کی گردن پر سوار ہوا اور عمر و بزرگ شہاب ثاقبے ہاں سے گرم زقار ہوا عمر و کی زبانی ہو کہ کبھی ایک بڑا تیر بین کبوتر سے آگے جاتا تھا اور کبوتر میرے قریب جاتا تھا ہنور طائر قبلہ نے ایشیائے مغرب میں سیرانہ لیا تھا کہ کبوتر دیوار قلندہ مصر کے متصل پہنچا چاہتا تھا کہ تفصیل کے پار جاوے کہ مقبل نے شہباز تیر کو ایشیائے کمان سے سر کیا فوراً کبوتر جنگل شہباز اجل میں گرفتار ہوا ٹرپ کر چھوٹا بھی تو بانی طرح سے گرہ کرتا ہوا اسلکب خندق میں گرے عمر و نے اسکو پکڑ کے نامہ کھول کر پڑھا اور امیر کے دکھلانے کے واسطے زمیل میں اعتیاط سے رکھا اور کبوتر کو فوج کر کے مقبل کو کباب لگا کے کھانے کو دیا افسس مقبل س وٹیل کے کنارے پر شکر اسلام مری اخل ہوا سلطان بخت مغربی عمر و کو دیکھ کر ڈاویل کرنے لگا عمر و نے اسے آنسو رومال لٹف سے پونچھ کر کہا کہ وقت تر دو اور تشویش اور رنج دالم کا کیا ہو اگر خدا چاہتا ہو تو جلد امیر کو چھڑا دے گا اور تم سب کو

شاہ اندھ لکھنے اس بلا سے چھڑا کر دیکھو اس مکار بادشاہ کو کیسا چنگا بناتا ہوں چونکہ منزل کا قحطکا ماندا تھا رات بھر بھٹس ہو کر
 ارباب جو قسطنطنیہ کا سپیدہ آشکار ہوا آفتاب جہاں تاب نہ دوار ہوا ایک عرب کی صورت بنکر مصر میں داخل ہوا عسکر
 مراکزم نام امیر کا کسی سے نہ سنا قریب بمنزل گیا کہ ایک بستی شک کا نہ ہے پر کھے بازار میں کٹورا بجا آ پیا سون کوئی نامی
 مانا پھر تاجیو بظاہر آدمی نہیں دہ اور پیارا اور پڑنا ہو عمر و نے اس سے پانی مانگا اُسے کٹورا بھر کر عمر و کے ہاتھ میں دیا
 رونے لگا پانی پیا باقی چھینک کر کٹورا اپنے ڈب میں کیا اور آگے لپٹے لپٹے دنگ بڑھائے ستھ ایک سمت کو قدم بڑھائے
 عمر و کے پیچھے دوڑا کٹورا لیے جاتا ہوا یہ کہا نکلا اٹھائی گئی اچھا آیا ہو چوک سے نکلا عمر و کھڑا ہو گیا اُسے کٹورا عمر و کے ہاتھ
 سے چھینا اور چاہا کہ اپنی راہ لے چوک کی طرف چلے عمر و دونوں ہاتھ اُسے پکڑ کر ایک گوشے میں لے گیا اور کہا کہ اے
 بستی بھلو صبح سے یہ وقت اس شہر میں بھرتے ہوا مگر تجھ سے دریا دل میں نے نہیں پایا تجھ کو قسم ہے حضرت خضر کی بیج کہ کہ
 عزیز مصر نے حمزہ کو کمان قید کیا ہو وہ بیچارہ نبی ہاشم کسی آفت میں مبتلا ہو اُس دفرخی نے عمر و کے ہاتھ پکڑ کر
 چلا تا شروع کیا کہ یار دوڑو عمر و کو میں نے پکڑا چاروں طرف سے بازار میں اپنی دوکان سے دوڑے عمر و کے
 پکڑنے کو چلے عمر و نے اپنے دل میں تجب کیا کہ اس مرد کو نے کیونکر مجھے بچا جائے گا اُسے ہاتھ کو دانتوں سے کاٹ کر اپنے
 ہاتھوں کو چھڑا یا اور جست کر کے ایک بالافانہ پر اچک گیا وہاں سے کوٹھنوں کو ٹھون چھلا ٹھون چھلا ٹھون چھلا ٹھون چھلا ٹھون چھلا
 خبر سرہنگ مصری کو ہوئی وہ اپنے شاگردوں سمیت ہر چار طرف ڈھونڈنے لگا جب تھکا لگا تو شاگردوں کو ہر طرف
 چھٹکا دیا کہ جس شخص کو اجنبی پاؤ پکڑا لاؤ کہ وہ عمر و ہی عیار نامور ہو اقصیٰ عمر و کو دیا پھاندا ایک بازار میں ہو چکا چل پھر
 ایک طرف دیکھا کہ ایک تکیہ ہو اُس پر ایک اندھا فقیر بیٹھا ہوا ہو عمر و نے ایک کھوٹا پیا رنیل سے نکال کر اُسکو دیا
 وہ دعائیں دینے لگا جب عمر و نے متصل جا کر چپکے امیر کا حال پوچھا اُسے عمر و کا دامن پکڑ لیا اور چلا چلا کے
 سرہنگ مصری کی دوبائی دینے لگا عمر و آگینہ دار اپنے دل میں حیران ہوا کہ اس نامیادار نے مجھ کو
 کیونکہ بچا ناؤگ وہاں بھی ہر طرف سے جمع ہو گئے عمر و کے گرفتار کرنے کی فکر کرنے لگے عمر و اپنے دامن کو کاٹ کر
 وہاں سے چلا ہوا بات کی بات میں یہ چل رہا تھا وہاں اُس عرصے میں جب رات ہو گئی رونند پھرنے لگی عمر و
 میر عس کے خوف سے ایک تجلے میں کنشتی کی صورت بنکر بیٹھ رہا خدا خدا کر کے رات کا ٹی نہ کچھ کھایا نہ پیا صبح کو
 عمر و ایک تاجر کی شکل بنکر محلات شہر کی سیر کرنے لگا پھر تاجیو کو توالی چپو ترے کے نیچے سے گذر اچپو ترے پر
 سرہنگ مصری لباس عیاری پہنے ہوئے ایک کرسی پر بیٹھا ہوا اپنے عیاروں کی چھلانگوں بھلانگوں کا
 تماشا دیکھ رہا تھا عمر و بھی سر راہ کھڑا ہو کر انکا تماشا دیکھنے لگا ناگاہ سرہنگ مصری کی نظر عمر و پر پڑی اور
 منگاہ آپس میں لڑی پاس آکر پوچھا کہ آپ کون ہیں کہاں سے آئے ہیں اور آپ کا نام کیا ہوا اس شہر میں کس
 تقریب سے تشریف لائے ہیں عمر و نے کہا سوداگر پیشہ ہوں چھین سے آتا ہوں آپ کے شہر کا نام شکار آیا ہوں

شہر کے دروازے پر اترے ہون نام میرا خواجہ طبعفوس بن مایوس بن سرلوس بن طاق بن طلاق بازگان
ہو میں ع بد نام کنندہ نکونامے چند ہون سرہنگ نے کہا کہ میں نے آج کے سوا کبھی ایسا نام نہیں سنا اپنے
عیاروں میں سے دو عیاروں کو بلا کر کہا کہ تم خواجہ کے ساتھ جا کر دیکھ آؤ کہ کیا اسباب خواجہ کے کاروان میں
ہو اور کس کس قماش کا مال نکلی دوکان میں ہو عمر و نے کہا کہ نفس الامریں دور کے دھول سہانے ہوتے ہیں
یشل بہت صحیح اور سچی ہو میں اپنے شہر میں سنا کرتا تھا کہ مسرت جائے بے خطر ہو ہر طرح کے آدمی کا اس مقام
میں گذر ہو مگر معلوم ہوا کہ بڑا پر آشوب شہر ہو کہ حاکم کے آدمی سوداگر دن کی تلاشی لیا کرتے ہیں اور تاجروں
اور مسافروں کو خفیہ کیا کرتے ہیں سرہنگ نے کہا کہ حقیقت میں اس شہر میں بہت اسن دعائیت ہو
کسی طرح اس شہر میں خوف و خطر نہیں ہر طور سے آسائش و راحت ہو مگر میں اس واسطے آدمی آپ کے فرد گاہ پر بھجوا
ہوں کہ شب کو چکیا آپ کی محافظت کے واسطے بھجوں اور آپ کی آسائش اور آرام کے اسباب بیکراؤں عمر و
نے کہا کہ اگر یہ ہو تو دم غنیمت ہو خیر آئندہ کو خیریت ہو غرض عمر و نے دونوں عیاروں کو ہراہ لیا اور واپس روانہ ہوا
عیاری کرنا عمر و کا سرہنگ صری کے عیاروں سے اور بازی لیجانا ان دونوں مکاروں سے

مجران صادق اخبار مہر ران وانا و عیار حکایت کرتے ہیں کہ عمر و ان دونوں عیاروں کو ساتھ لیکر وہاں تک
ادھر ادھر محلوں میں بھرا کیا اور باتوں میں لگائے ہوئے تھا لایا آخر ان عیاروں نے کہا کہ یہ تو بتائیے آپ کس دروازے
پر فروکش ہیں اور بظاہر آپ کیوں متروک و مشوش ہیں عمر و نے کہا کہ نام اسکا دروازہ میں ہو مگر حقیقت میں ہ بھول گیا
ہوں خدا جانے کہاں سے کہاں چلا جاتا ہوں وہ بولے کہ آپ نے پہلے ہی کیوں نہ کہا کہ ہم کبکا آپ کو دروازہ میں پر
ہو بچا دیتے آپ کو بھی تکلیف دہوتی اور ہم بھی ٹھنڈے ٹھنڈے اپنی راہ لیتے ہر حال چلیے اب ہو بچا دیتے ہیں ابھی
دروازہ میں آپ کو دکھا دیتے ہیں عمر و نے کہا کہ وہاں پر پانچ پانچ کھایا مارے بھوک کے جان نکلی جاتی ہو کوئی دہن
جان لبو نہ پڑتی ہو انھوں نے کہا کہ یہاں سے بہت نزدیک خاص بازار ہو خاص بیرون کی دوکان پر نعمت تیار ہو بسم اللہ پہلے
کھانا نوش فرمایا لیجئے پھر دو تھانہ پر چلا رہیں خصلت کیجئے عمر و نے کہا ہم میں آدمیوں کے کھانے میں خج کیا ہو گا وہ بولے کہ ایک
شاہی کافی ہو عمر و نے کہا کہ ایک شاہی سے کیا ہو گا پانچ شاہی کا کھانا معقول قابل کھانے کے اچھا ہو گا انھوں نے اپنے
دل میں کہا کہ یہ شخص تو بڑا عالی بہت ہو مقرر کوئی سوداگری ہو قدرت ہو عمر و نے ایک خاص بڑی دوکان پر جا کے پانچ
شاہی کا بہت نفیس ان عیاروں کے ہاتھوں کھانا منگوایا اور بالا خانے پر بیٹھ کے عیاروں کو ساتھ لیکر کھایا جب میر
ہو چکا یہ دسترخوان پر سے اٹھا کہ اپنی تو اس قدر بھوک تھی مگر تم شوق سے پیٹ بھر کر نوش جان کر دو کہ سودہ
ہو کہ کھانا در خود ہاتھ دھو کر ان کے ہم تاج دیکھے لگا اور کھنے لگا کہ ہمارے پاس ایسے سنگرزے صند و قون میں
بہت ہیں بلکہ ان سے وزن و قیمت میں زیادہ اور ہرے میں ہم چل کے نماز جو نیاں بھر بھر کے دینگے و کھین

خوش کر کے رخصت کرینگے وہ دونوں اچھوت بہت خوش ہوئے کہ آج تو اچھے سخی کے ساتھ استاد نے ہلکوبھیا اور صبح
کسی اچھے کام کو دیکھا ہو عمر و ان کے نیر تاج ہاتھ میں لیکر ٹھٹھنے لگا آنکھ بچتے ہی بالافانہ کے نیچے پہونچا اور وہاں سے چل دیا
وہ دونوں عیار جب کھانا کھا چکے کو شک کے نیچے اتر کر خاص پر سے پوچھنے لگے کہ خواجہ طیفوس جنہوں نے کھانا
مول لیا تو کہاں ہیں وہ ابھی ہمارے ساتھ کھانا کھا رہے تھے ہم صبح سے ان کے ہمراہ ہیں خاص پر نے کہا کہ میان خشک کھاؤ
دماغ بیدودہ مت پھراؤ میں اسکو لیا جاتوں تمکو جانتا ہوں جبکہ ہاتھ میں نے کھانا دیا ہو میں کیا جاتوں کہ وہ کھڑکھا ہو
عیار بولے کہ اُسکے ہاتھ میں ہمارے نیم تاج و کلیناں تھیں سچ بتا کہ کھڑکھا ہو کچھ بھی اسکا نشان تیار ہو وگنا نہ مارے کہا میں
بے باغ شاہی لیے تمکو بیان سے آگے قدم نہ بڑھانے نہ ڈنگا اور زیادہ جربانی کرنگے تو اتنے کچھ ارڈنگا کال برنگ شہر مال ہو کر
کلچے کی طرح سے پھول جائینگے آپ ساری نچیان اپنی بھول جائینگے عیار بولے کہ نانا بانی ہو کر کیسے ہلکے چلے کلام کرتا ہو
مار کھانے کے کام کرتا ہو وہ بولا کہ کباب کھا چکے ہو اب چاشنی سخون کی بھی چکھو گے کیا کھایا ہو اگلو گے کھانا کھانے کے وقت
کوئلے کی طرح نہ چٹختے تھے قیمت مانگنے سے حیرن گئی ہیں خوب باتیں چلی چڑھی ہو رہی ہیں خیر اسی میں ہو کہ چپکے سے دام کھانے کے
حوالہ کر دو نہیں تو کوئی دم میں مار مار کے چارنگا لا جاؤ گیارہ سو روپی صورت لیکر رہ جاؤ گے چلو انکل آئیگا مایا چتیاں نہیں
ہیں کہ جب بھوک لگی بیجیانی کا برقع اور چکر خال کے ٹھٹھن جا کر چکھی بھی کی جب خاص پر نے اس بے ٹکی سے گفتگو کی وہ دونوں
عیاروں کے دل سے مثل انور گرم شعلہ بھڑک کر نکلنے لگے اور بیکدگر پراٹھوں کے پرتوں کی طرح پھٹ گئے اور اسکو لقمہ فحش دینے لگے
اور اسپر کر دے ہوئے نانا بانی نے چند گروں کو لیکر خوب انکے تکیے بوٹے کیے اور اچھی طرح گھسار اور ایسے بعد سے مار کے بدن
انکا قیمہ قیہ ہو گیا تب بر سر حساب ہوئے دل کباب جگر بریان کہاں نرمی رہا ہونے کہنے لگے کہ اگر کوئی ہمارے خستہ حالی کی
خبر سرسنگ مصری تک پہونچا دے تو گویا جان بخشی کرے کسی رحم دل نے جا کر سرسنگ مصری سے کہا کہ تمھارے دو عیاروں اور
ایک خاص پر سے دال چپائی تھ رہی ہو اگر جلد خبر نہ لوگے تو انکا بوخرا نکلاؤ گیارہ سو روپیے کا بیگھل جاؤ گیارہ سو روپیہ
حقیقت حال دریافت کر کے نانا بانی کو تو پانچ شاہی اپنے پاس لے کر اور انکو لعنت ملا کر کے اپنے گروہ سے دودھ کی گلی
کی طرح نکال دیا بالکل چھڑا دیا عمر و کا حال سننے کہ وہ دن بھی پھر پھر کر شام کیا اور شکوہ بھر بھونچے کے بھاڑ پر جا کر سو رہا صبح کا
فقیر کی صورت بن کر دکان کے آگے ٹھہر رہے اور بھیک مانگنے کا قصار کار دو عیاروں کی صحبت سے سرسنگ مصری اس طرف ہونے
تکلا ع و سے آنکھ ملاتے ہی اس کے دل پر ثابت ہوا کہ یہ فقیر عمر و ہو خواہ خواہ یہ وہی عیار رقر ہو متصل آ کر ایک اشارہ فرمایا
انکال عمر و کو دی اور ہاتھ پڑ لیا عمر و ہمیشہ جرب تھیلہ عیاری کا اپنے ہاتھ میں پہنے رہتا تھا جب سرسنگ مصری نے
اپنے عیاروں کو دکان راع و نے ہنس کر ہاتھ اپنا کھینچ لیا اور بچالاکي سرسنگ مصری کے سر کا تاج بیکدگر دکان کے
کوٹھے چربست کی اور جھپٹوں جھپٹوں کو دنا پھاندھا نکلیا آٹا فانا میں کمانے کہاں پہونچا سرسنگ مصری ہاتھ پر لایا
دول بریان امتیو ٹکی طرح سے ٹکے سر کو توالی میں گیا اور دل میں سوچا کہ غرت گئی اور بادشاہ کی نظروں میں ذلیل اور

خلق میں رسوا ہوا عیاروں سے کہا کہ جو کوئی عمر کو گرفتار کر لائے گا بہت کچھ پاویگا سو اسے اسکے بادشاہ سے ملکر اپنی بیوی
کا خلعت بھی دلواؤ ونگا اور بادشاہ سے ترقی کا امیدوار کر دوں گا عیاشی و نفاق کے تمام شہرین چٹشک لگے اور
کوچہ کوچہ عمر کو تلاش کرنے لگے مگر عمر کو کب ہاتھ آتا تھا دن بھر تو ایک شہر میں چھپا رہا شام کو آزاد کی صورت بن کر پھر
قطرہ زن ہوا و گھڑی گذری ہوگی کہ ایک کبابی کی دوکان پر پہنچا کبابی نے پوچھا کہ کیوں شاہ صاحبان سے
اٹھا ہوا ہے اور مرشد نے کس نام سے آپ کو پکارا ہے عمر بولا کہ بابا فقیر دن کے نام و نشان سے کیا کام ہے تو تیرا بھائی بن
اسی شہر میں بہت دیر سے حیران و پریشان ہوں وہاں کا نام سنتے ہی اپنی دوکان سے اتر اور عمر کو ہاتھ پکڑ کر دوکان
اور لے گیا اور کمان لہری خوشقت سے بٹھا کے شرب کباب کھلانے پلانے لگا ایک لمحہ کے بعد عمر سے پوچھا کہ بھلا کچھ تھا جو
نام اور مقام کے بتانے میں کیا مضائقہ ہے نام و نشان سے غیر شہر کے آدمی خادم کو آگاہ کرنا بیگناہ ہے عمر نے کہا فقیر غریب
مراٹن کی طرف سے آتا ہوں کبابی نے کہا کہ تو نے کبھی عمر و عیار کو بھی دیکھا ہے وہ جیتا ہے یا مر گیا عمر بولا کہ ابھی چلتے چلتے
کئی دن اسے گھوم رہا آیا ہوں اور کئی روز اسکا مکان ہا ہوں کبابی بولا کہ حقیقت میں وہ بھی بڑا نکمرا ہے اگر میں کو
دیکھتا تو فوراً واقعہ سن دیتا عمر بولا کہ اُسے تیرے ساتھ کیا بدی کی ہے جو تیری طبیعت اس سے چلی ہے کبابی بولا کہ میرے
ساتھ تو بدی کیا کر سکتا ہے لیکن اس پر میری جلا ہے کہ عمر کی بدولت تو اسے غرت و حسرت نام آدمی پیدا کی اور اسکی خبر
نہیں لیتا کہ آج اتنے دنوں سے وہ غریب مصر کی قید میں ہے عمر بولا کہ اگر باغرض عمر و آج بھی تو کیا کرتا یہاں جس سادہ کو پاتے
ہیں عمر و جانکر پکڑ لیتا ہے میں کبابی بولا کہ ابھی خیر ہے اگر وہ میرے پاس تک پہنچا تو میں اسکو حمزہ کہتے پناہ دیتا
یہ سن کر عمر نے کہا کہ ادکبابی میں عمر و حاضر ہوں حمزہ کے پاس مجھ کو بچل کبابی نے کہا کہ اگر غریب تجھ کو دہی بیا تو میں اساتہ
ہو گیا کہ خرافات کہنے لگا بھلا کہاں تو اور کہاں عمر و کہاں ملائیں اور کہاں اسکا گذر اگرچہ میں نے اسکی صورت نہیں دیکھی
ہو لیکن اسے علیہ سے تو واقف ہو ہوں کہ اکثر شہر کیا ہوں یہ کمکر دوکان کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ آگے جوانی میں کئی قہر میں
بھی عیاری کرتا تھا چنانچہ دیکھ یہ براق عیاری میرا تاج ہے دھرا ہوا ہے اب جیسے میں ضعیف ہوا میں نے اس پیشے کو چھوڑ کر
کباب کی دوکان کی روٹی کما کھا ہوں عمر و بصورت اصلی بن کر بولا کہ دیکھ تو میں عمر و ہوں یا نہیں ہے ہی صورت اور شکل
دوسرا نہیں کبابی دیکھ کر عمر کے گلے سے لپٹ گیا اور بولا کہ تجھ کو غریب شہر نے چاہے وہ سی میں قید کیا ہے چل میں تجھ کو کھلا دوں
وہ بیچارہ کس آفت میں مبتلا ہے یہ کمکر کبابی نے بھی براق عیاری اپنے بدن پر لگایا اور عمر کو ساتھ لیکر نظر بازوں سے اپنے پکو
چراٹا اٹھایا والوں سے چھپتا چھپتا اچھلتا پھرتی دور جانکر دیکھا کہ ایک دوکان پر ایک شخص بیٹھا ہے یہ مرد نے لٹکارا کہ شخص تو
کون ہے اور کیوں یہاں ٹھہرا ہے جب وہ نہ بولا یہ مرد قتلوا لٹھنچ کر دوڑا اور اسے تلو اچھلیکے پر مرد کو اٹھا کر مارے عمر و خیر
ٹھکانے امیر و دراجب قریب پہنچا تو دیکھا کہ قبیل کے قبیل کے گلے لگ کر بوجھنے لگا کہ تو یہاں کہاں اور سطح آتا ہوا اسے
کہا کہ میں بھی امیر کی تلاش میں گئی ہوں سے اس شہر میں پریشان اور حیران پھر رہا ہوں یہ مرد نے جو عمر و اس سے جھگڑا ہونے

بایت کرنے لگا کہ اسے مجھے اٹھا کر لے مارا اور تو اس سے بھگت کر رہا تھا وہاں وہاں چاہیے طریقہ رفاقت کا یہی ہے جو نہ
 کوئی غیر نہیں مقبل و خدا دار ہے میرا شفیق اور عنایت فرما اور حمزہ کا بڑا خیر خواہ اور دلسوز اور جان نثار ہے میرا
 اس بھگت پر اور خوب طرح سے دل کو کھڑا اور تینوں آدمی ملکر قلعے کی طرف پہلے اور رفتہ رفتہ فصیل کیے بچھو بچھے عمر و
 چ پر کھینچنے لگے کہ اسے بڑا ہر باہر و بارہ کندہ کو پھینکا جب تک کہ اسے پیر و نہ کہ اسے پھینک دیا اور قسمت آزاد اسے بھی کند
 آمدنی کے قتل سے کھانا کہ اب تم کندہ برج پر پھینکو تم ابھی اپنے دل کا جو صلہ شاہ مقبل نے جو کھینچنے کی کندہ قائم ہوئی
 آمدنی کندہ کے ہمارے سے چڑھ گئے اور زو طلال سے فصیل پر پہنچے دیکھا کہ ایک نقاب پوش کھڑا ہو گیا انتظار کر رہا ہو عمر و
 فریب کیا اسے عمر و کی طرف ہاتھ بڑھایا عمر و کے ہوش اُٹے کہ شخص میرے پڑنے کو چلا دن کا وقت ہو اگر تیرے کر کے کا تمام قلعے
 و دور پر چلے گئے میں اگر چالاک سے نکل گیا تو کیا یہ آدمی مفت میں پھینکے جب اسے عمر و کو کمال تر و دو دیکھا تنہی دیکر عمر و کے
 ن کو بوسہ دیا اور کہا کہ میں غریزہ مصر کی بی بی ہوں زہرہ مصری میرا نام ہے حضرت ابراہیم نے مجھ کو عالم دیا میں سلطان کا
 قبل کے ساتھ باغ و کیا ہو تمہارا نشان دیکر فرمایا تھا کہ فلاں برج کی طرف سے قبل و عمر و آئیے تو انکی اعانت کرنا اور
 اسی اور اظہار داری میں بہت کرنا شام سے میں بیان کھڑی ہوئی تھا رات بھر کرتی تھی یہ کہکر باغچہ اردو کی قیمت کا
 چلے گئے سے اُٹا کر عمر و کو دیا عمر و نے اسکی پیشانی پر بوسہ دیا اور وہ عجب میرے قبضے میں کیا اور قبل کو مبارکباد
 ہمارے لیے شگون اچھا ہوا انشاء اللہ تعالیٰ مراد دیکھے جلد ملے صلے میں باغچہ ارادہ شرفی دینے کا عمر و سے وعدہ کیا
 و مصری ان تینوں آدمیوں کو ساتھ لیکر فصیل قلعے سے نیچے اُتری اور چاہ یوسفی کی طرف تین میں سے رفاقت پہنچا
 وٹنا امیر کا قید چاہ یوسفی سے اور رہا ہونا اعانت زہرہ مصری سے

خاتمہ مضمون جدید چاہ تارک عدم سے نکلتا جو اعانت انا مل سے داستان عجیب کا زمین شفات کا فہرہ
 وہ دکھاتا ہو کہ جب چار آدمی چاہ یوسفی کے قریب پہنچے ساتھی سے سر ہنگ مصری پیدا ہوا یہ چار دن
 میں اسکی طرف متوجہ ہوئے کہ سر ہنگ مصری نے باوا زبند سلام علیک کہہ کے کہا کہ اگر خواجہ عمر و میں بہت بخیر
 با تھا کہ خواب میں مجھ کو حضرت ابراہیم نے جنت اور دوزخ دکھا کر مسلمان کیا اور فرمایا کہ جلد جا کر ان چاروں شخصوں کا ک
 رہ کو بچھڑانے لگے میں شریک ہوا اور اس کام کو انجام دیکر سعادت کے نزدیک ہوا کہ کھیلے ہی یراق عیار ہی بدست کا ک
 غاشا دور آیا اور برابر نے تاخیر و تردید چلا آیا اب تم ایک لمحے کے واسطے ایک گوشے میں جا جھپٹا ہو جاؤ میں اتظام کروں
 چاہ یوسفی پر بھلیوں اور خود بھی بہرہ ہوا عمر و خوش ہو کر سر ہنگ مصری سے گلے لگ کر ملا اور مرغ تھا بہرہ مقبل
 پیر مرد ایک گوشے میں نہان ہوا گیا سر ہنگ مصری نے نگاہ بان چاہ یوسفی کو بیہوش کیے خواجہ عمر و کو ہمراہ ہوا
 بیت سر چاہ یوسفی کا گرنگا ہوا ان کا سر تین سے جدا کیا اور کونین کا ٹکڑا کھولا عمر و نے کونین میں کندہ پھینک کر سر اسکا
 سر ہنگ مصری کے ہاتھ میں آیا اور خود اسم اللہ کہہ کے کونین کے اندر اُترا اسیران چاہ بلا بیٹھے ہوئے مناجات کر رہے تھے

اور زندگی کے دن بھر رہے تھے عجم کی آہٹ پا کر سمجھے کہ غریزہ مصر نے جلاؤ کو قتل کرنے کے واسطے بھیجا ہو۔ شہسپا نے
ابن قطع ہوا چاہتا ہو عجم و پاس جا کر کہنے لگا کہ اے مسلمانو تم میں سے عادی کا نام ہو مجھے اسے کچھ کاہن عادی
نے جانا کہ بھی کو مارنے آیا ہو خوف کے مارنے نظر شاہ کینی کیلئے دیکھا کہ وہ بیٹھا ہو قہقہے قہقہے عادی کی بہت
پر ہنس رہے تھے عجم نے نظر شاہ کینی سے کہا کہ اے عادی غریزہ مصر نے تجھے چھوڑنے کا حکم دیا ہو عادی پہلے غصے سے بہت
پشیمان ہوا اور بے اختیار گھبرا کر بولا کہ صاحب عادی نام میرا ہو میں نے خوش طبعی کی تھی عجم بولا کہ سچ ہو مجھے تیرا نشان
دیکر کہا ہو کہ ایک شخص عادی نامے بڑا ہی توند لایا وہ ہلک ہلک کر کنوئین کو خراب کرتا ہو اور دوسرے قیدیوں کو بھی
نجاست کی بوسے پر نشان کر رہا ہو سو اسکو نکال کر قتل کرو اسکی نعش کو امین بھگوا اور یہ بات شکر عادی خوش ہو گیا اور
پہلے سے بھی زیادہ شرمندہ اور مضطرب ہوا مگر امیر نے گفتگو سے دریافت کیا کہ یہ مقرر عجم وہی انھیں ذات شریف کی خوش طبعی
اور چالاکی ہو ورنہ تو بیٹھ کر غم انداز کیا جو کیا جتنے بند بخیار اور طوق وغیرہ کے قہقہے قہقہے تاراج کیا بوسے پٹ چٹ ٹوٹ گئے
اور دھمکانے کے واسطے بخیار عجم پر دوسرے عجموں نے دیکھا کہ بخیار کی تو تیرا کام تمام ہو چٹ بول ٹھاکہ اور یہی حق
دوستی کا ہو کہ جو تو کرتا ہو دیکھو خوار میں عجموں تیرا جان نثار قدیم اور نکو ار اور بندہ بندہ بے زہ ہوں امیر نے عجم کو گلے سے لگایا
اور سب فیقون کے بند قید و در کیے اور کند کے سہارے کنوئین سے باہر نکلے اور سب فیقون کو اوپر نکالا عجم نے اتارا سے
اُسوقت تک جو سانچہ گذر تھا امیر سے بیان کیا اور سجدہ شکر مجہو حقی کا ادا کیا آسمان پر جو نگاہ کی دیکھا کہ صبح کا تارا لہندہ قبل
امیر چلک رہا ہو اور سپیدہ صبح نمودار ہو چاہتا ہو امیر سی طرح سے غریزہ مصر کے مکان کی طرف متوجہ ہوئے اور سب قصاب اچلے
یہ خبر مشہور ہوئی غریزہ مصر پر ہوش ہوا ہر چند تلاش کیا اسکا چہرہ نہ امیر کے رفیق بائین بلغم میں گھسکا اور دزدان کو قوت
درختوں سے توڑ توڑ کر کھانے لگے عادی توجع البقر تھا خدا جانے کدمن میوہ کھا لیا تھوڑی دیر کے بعد عادی کو بانٹا کا
خطرہ ہوا بادشاہی بیت الخلا میں جا کر رفح حاجت کرنے لگا وہاں کسی سب سے آفت کا مار غریزہ مصر چھپا ہوا بیٹھا تھا
سرے پاؤں تک گویا دو بگیا جانا کہ بیان بھی تھپ تھپ نہیں آتا عادی کے بیٹھے پکڑ کر لٹک گیا عادی کے جو
بیضوں میں درد ہوا بے آہستہ کیے اچھکواں سے بھاگا غریزہ مصر نے اس کے ساتھ لٹکتا ہوا چلا آیا عادی نے دوا دیا
کر کے کہا کہ عجب آج ہوا اس شہر کی ہو کہ آدمی آدمی کو بتاتا ہو نظر شاہ کینی وغیرہ دوسرے دیکھیں تو غریزہ مصر عادی
کے بیٹھے پکڑے لٹکے ہا جو ہستے ہستے لوٹ لوٹ گئے اور غریزہ مصر کو پکڑ کر غسل کروایا اور امیر کے سامنے بلکنا ختم
آئے ہوئے امیر نے فرمایا کہ امیر جیسا کہ تیرے کیا دیا پایا اب خدات وحدہ لا شریک کے چہانے میں کیا تھا ہو کہ تیرے
پڑنے میں دیر کیا ہو مجھے تیرے ملک سے کچھ کا نہیں تیرا ملک تجھ کا ہے مگر مسلمان ہونا ضرور ہو ورنہ غیر میں اسکا اچھا
انجام نہیں غریزہ کہ نفس لامر میں نہاں ہو یہ تھا وہ کہنے لگا آغا بے لیل کہ آگے پہلو میں کھڑا تھا اسے ایک تلوار پس رہم
جو لگائی غریزہ کے تن سے کئی قدم بھاگا اور دھڑلے سے رخ نہیں مٹنے لگا امیر نے زہر مصری کو تخت پر بیٹھا دیا

سرسنگ مصری کو کل کارخانوں کا داروغہ کیا اور خلعت فاخرہ عطا فرمایا اور مقبل سے ارشاد کیا کہ زہر مصری سے شادی کر لو اسکو مدد تم نظار سے رہا کرو مقبل نے ہاتھ باندھ کر کہا کہ جب تک حضور کی شادی حمرنگار سے نہ ہوگی چھینا غریب مصر کا یا پانچا نہ بین امیر کے خوف سے اور باغین میوہ کھانا سب اور بہت میوہ کھائے عادی کا پانچا نہ جانا اور پیسے پکڑنا غریب مصر کا عادی کے اور بھاگنا اسکا خوف اور شک ہوئے چلے آتا غریب مصر کا



شب تک غلام بھی شادی نہ کر سکا خبر داروں نے خبر دی کہ شہر میں قتل عام ہو گیا ہے باقی ماندہ جلی جلی کرتے ہیں فریاد یوں کا کہ دولت پرانہ دھام ہو رہا ہے امیر نے امان کا حکم دیا اور سب کا خون بخشا اور آپس متعلقین جن میں مصرق ہوئے مبارک سلامت کے شادیانے بچنے لگے مبارک سلامت کا شور آسمان تک پہنچا یا جب شن سے فرات بانی عمر نے شہر و ہند و بہرام کے قید ہونے کا حال گوش مبارک تک پہنچایا اور خط نوشیروان کا جو کبوتر کے گلے سے کھول کر اپنے پاس لکھا تھا دکھلایا امیر اس خط کے پڑھتے ہی بے اختیار چرخ مار کے رو پیے اور امرائے نامداری طرف متوجہ ہو کر ارشاد کیا کہ دیکھو یاروین نے نوشیروان کی خاطر سے کیا کیا آفتیں اور صیبتیں نہیں اٹھائیں اور جو آئے کما میں اُسا بکالایا مگر اسے ہمیشہ میرے ساتھ ہی رہی کی اور مجھے بڑی بڑی بلاؤں میں پھنسا یا اب میں بھی انشاء اللہ تعالیٰ اداں میں جا کر شہر کو بچاؤں اگر ایک ایک ساسانی کی جوہر بیچی گوسا میسون اور ساربا نوں کو نہ دیا تو حیرانانہ میں کہ قول سے درگزر کرتا ہوں اور تم سب گواہ رہنا کہ اب خدا کے نزدیک گناہگاروں اور خلق میں چھپچھپوں کے نزدیک شہسار ہوں جیسے سامعین تھے ایک منہ ہو کر بولے کہ حضور فرماتے ہیں حضور نے جو کام اسل حسان فراموش کے کہنے سے کی اور اسکی بری کی برداشت کی کامیکو کوئی گناہ نہیں ٹھکانے نہفت ذرا سے اشارے میں اپنے آپ کو آفت اور بلا میں پھنسا امیر وہاں سے سوا دھک اپنے لشکر میں داخل ہوئے اور کوچ کی تیاری کا حکم دیا سامانی خست فوراً ہونے لگا زہر مصری

امیر سے جا کر عرض کی کہ لوٹدی کو حشر نگار کے دیکھنے کی بہت آرزو ہے اور اس سلطنت سے انکی اطاعت بہتر جانتی ہوں
انکی خدمت سے میری اکبر ہو شعر آرزو دارم کہ خاک کا نقد منہ تو تیا ہے چشم سازم و مہمہ اگر مجھ کو حکم ہو تو ہمراہ رکاب
چلون اور جب تک ملکہ صاحبہ کی شادی حضور کے ساتھ ہوئے ملکہ صاحبہ کی خدمت میں حاضر رہوں امیر نے اسکی استدعا
قبول کر کے کاروان وزیر کو ترہرہ مصری کی نیا بنہ شہر میں چھوڑا اور نہ ہرہ مصری کو ہمراہ لیکر مدائن کی طرف
کوچ کیا نو شیروان کا حال سنئے کہ ایک دن دربار میں تخت پر بیٹھا ہوا تھا دفعہ واحدہ گئے لگا کہ ہاں لندھو رو
بہرام کو زندان سے لاکر میرے سامنے دار پر کھینچ چوکی ہے یہ وہاں کو قید حراست سے رہا کر و تہر چہرے نے عرض کی کہ بھی
انکا ہلاک کرنا مناسب نہیں ہے آپ پر دروازہ حال کسی کا خوف غالب نہیں ہے کہ یہ لوگ جلد قتل ہو جائیں یا خیال کر
مباد اپنے محین اور مدگاروں کے پاس پہنچنے نیا کین مجھ کو از روئے رمل یا معلوم ہوتا ہے کہ ہنوز حمزہ زندہ ہے اور وہاں
سخت میں تارہ حضور کا ہی بلکہ مناسب یہ ہے کہ تادفع ہونے کو سخت طالع کے کسی طرف سیر و شکار کے واسطے نصرت
فرما ہو جیسے اراکین دولت و مردقات عفت ہمراہ ہوں از نیت بخش کو وہ صحرا ہو جیسے جب حمزہ کے قتل کی خبر آوے گی
اسوقت لندھو رو بہرام کو بچا نسی دیکھے گا اور دونوں کو نیت دنا بودیکھے گا نو شیروان نے نیت کے پوچھا کہ تیری
کیا صلح ہوئے کہ اسکا خواجہ جی کتنے میں ہیں جو بوقت کہ تیر چھوڑا تھا اسوقت عمر و مجھے دھکا کر گیا تھا ملائیں سے کوچ
کرنا حضور کا عین مناسب ہے اس میں خواجہ کی رائے بہت مناسب ہے بلکہ مصر ہی کی طرف قصد فرمائیے اور ہتمان بفرماویں
جانب کا حکم بھی ایسے اگر احیاناً حمزہ قتل ہو یا ہوتا ہے رو بہر قتل کروا کے مدائن میں تشریف لائیے اور لندھو رو
بہرام کو بھی دار پر کھینچائیے نو شیروان نے اس میں کو قبول کیا اور ہاروت و ماروت گرازدندان کو چالیس ہزار سوار
شہر اور قیدیوں کی محافظت کیواسطے چھوڑا اور آپ بھی حیا ب لیکر ہر طرف کوچ کر کے روانہ ہوا اب تھوڑا سا حال امیر کا
سنئے کہ غصے کے مارے دو سنر لہ نہر لہ کوچ کرتے ہوئے چند روز کے عرصے میں مدائن پہنچے بدستور تالشاد کام پڑیدہ والا
فوج جو بیشیہ فیض میں چھاؤنی ڈالے پڑی تھی وہ ملکہ امیر کی خدمت میں حاضر ہوئی لاکھوں کا بخت خوابیدہ جاگا دونوں
عیاروں نے اگر نو شیروان کا حال بیان کیا کہ ہاروت و ماروت گرازدندان کو چالیس ہزار سوار شہر اور قیدیوں کی
محافظت کیواسطے مقرر کیے ہر طرف گھومتے اور بختک بھی ہمراہ لیا ہے امیر نے کہا مجھے تو کام سے کام ہے دیکھو تو انشاء اللہ تعالیٰ
تھوڑے عرصہ میں شہر کا کام تمام ہو گیا کہ عرصہ سے فرمایا کہ تہاروت و ماروت سے جا کر لندھو رو بہرام کو ہمارے پاس بھیج
یا دشاہ کو ہم جواب دے لیکے تہر کسی طرح کا الزام نہ آئے دیکھے ان مہرے والوں نے کہا کہ حمزہ کون ہے کہ جسکے گھسے ہم بادشاہ کے
قیدیوں کو چھوڑ دیں اگر حمزہ میں طاقت ہو تو ہم سے لے کر چھڑائیں عمر و نے اگر جسکے نکی تقریر کا اعادہ کیا امیر نے طاقت تھوڑی
کا پنے لگا و رکال غصے سے چہرہ کا رنگ سرخ ہو گیا اور فرمایا کہ سیدم طبل جنگ بچے اگر کھڑی سواری تھلہ کو نہ جھین لیا حمزہ
نام نہیں شجاعت اور جرات فوری سے کام میں حکم ہوتی ہے طبل اسلندری پر چوب پری شہر میں تھلہ پر گیارہ تہا میرے غم غصے

میں بسر کی صبح ہوتے ہی امیر قمر پر چڑھ دوڑے چاروں طرف سے دھاوا کر دیا قلعہ کا محاصرہ کر لیا ہماروت نے دھماکا
 حمزہ کے طرح آتا ہو غیظ و غضب میں بھرا ہوا ایسا کہ قلعہ کو توڑ کر شہر کو دیران کے یہ فکر شاہی اور رعایا کو حیران پریشان کرے
 جھٹ بٹ لے نہ ضرور بہرام کو قید خانے سے لاکر تحصیل قلعہ پر بٹھایا اور پکا کر کرکھا کھڑا اگر کھڑا رہے ایک آدمی نے بھی آگے قدم
 بڑھایا تو میں نے دونوں کار کا ٹکڑا خندق میں پھینک دیا اور گوشت چیل کو دن کو سب ٹھانڈا بچہ اتان جو کچھ ہو گا سو ہو سکا و سیاہی
 دیکھا جا ہیگا امیر خوف ہوئے کہ مبادیہ جرنل فرما جیسا کہتے ہیں سیاہی کرین تو لندھ ضرور بہرام مفت میں خرین فوج کو حکم دیا کہ
 آگے کو قدم نہ بڑھائے بے ہمارے حکم کے ہاتھ کسی پر نہ اٹھائے اور سگر و سے کہا کہ خود اچھا جنگ میرا قدم آگے ہی بڑھا ہو تو بھی مجھے نہیں
 ہٹا ہو اگر لندھ ضرور بہرام کے ہاں سے پھرا جاتا ہوں تو کمال میرے واسطے بدنامی ہوگی ہوا اپنی آبرو خاک میں ملاؤں کوئی تیر
 ایسی کر کہ لندھ ضرور بہرام مارے نہ جاؤں اور قلعہ فتح ہو میں اور میرا جرنل فرما دلت اٹھائیں لاکھ دنیا سرخ اسکے صلے میں
 تجھ کو دنگا اور اس قوارے سوا دوں گنا خواجہ نے کہا کہ کتنی بڑی بات ہو ان جرنل اڑوں زامہ دون نے جو تیر سیر سوجی ہو محض
 خرافات ہو خندق پھانڈ کر ہاروت و ماروت سے کہا کہ امیر کہتے ہیں کہ تم لندھ ضرور بہرام کو نہ مارو تم بھرے جانے میں
 تمہارے شہر پر دست تقدی نہیں بڑھاتے میں اور بہرام و خسرو سے زبان ہندی پوچھنی میں کہا کہ امیر فرماتے ہیں کہ تم دونوں
 عجب بزدل نام نہ ہو ہاتھ دھرے بیٹھے ہو عادی نے چاہا تو منشی میں اپنے جنت قید خانہ کی طرح توڑ دے اور تم سے
 باہر قوت و وزیر خیرین نہیں ٹوٹ سکتی میں تاہی بیہیمان نہیں ٹوٹ سکتی میں لندھ ضرور بہرام کو غیرت جو معلوم ہوئی تو لندھ
 کر کے جو زور کیا جتنے بند قید تھے رشتہ تمام کی طرح سے پھس پھس ٹوٹ گئے ہاروت و ماروت تلوار میں کھینچ کر دوڑے
 بہرام خسرو نے انکی تلواریں چھین لیں اور گھونٹوں سے مار مار کر قعر جہنم میں بھیج دیا اور جتنے آدمی فیصل قلعہ پر تھے سب کو
 قتل کیا اس عرصے میں عمرو بھی کندک کر کے پاس پہنچا اور بارہ تیر ہزار جوان ہندی بھی فیصل پر چڑھ گئے تلوار
 چلنے لگی خون کی ندی بہادی عمرو نے دروازہ قلعہ کا جھٹ پٹ کھول دیا کل سپاہ اسلام شہر میں داخل ہوئی اور فوج
 شاہی کو شکست حاصل ہوئی امیر نے قتل عام کا حکم دیا اور لوٹ کو معاف کیا اور کہا جانتا ہوں کہ مرد و گرفتار ہو سکیں
 اسیر کرو اور تمام شہر کو خوب لوٹا اور آپ مع شہرستان شاہی کے اندر تشریف لے گئے ملکہ جہرنگا کو تلاش کرنے لگے
 جب اسکا نشان نہ ملا مہرنگیہ سے ملکہ جہرنگا کو پوچھا مہرنگیہ نے کہا کہ اسکو بادشاہ اپنے ساتھ لے گیا ہو مجھے چھوٹ بولنے سے
 قائدہ کیا گیا ہو امیر نے کہا کہ اس بات کو عقل قبول نہیں کرتی کہ بادشاہ تلوہ بیان چھوڑ جائے اور جہرنگا کو شکست کھا کر
 پھراے مہرنگیہ نے کہا کہ کان موجود ہو وھو نہ تو تمام مکانوں میں تلاش کرو امیر نے سسر سے پوچھا کہ بھائی یہ کام تمہارا
 ہو یا دوبارہ ہزار دینار سسرے دونگا اوج پر پختہ اتار لے ہو جہرنگا کو یہ کیا پوچھتا ہوں میں ہرہ خصاال کو دھوٹا دیا ہے مجھ کو
 نے چل تنوں اور پشت بٹشٹا میں باغ و تیر و تینے مکان بنائی تھے سب میں تلاش کیا مگر جہرنگا کا نشان نہ ملا
 مترد ہوا ناگاہ میں باغ میں ایک چاہہ مرمر پر عمرو کی نگاہ پڑی عمرو نے اپنے نوٹیں کہا کہ خدا خذہ کہہ کرے کہ جہرنگا مرمری ہو

بن بند ہوئی کنوئیں کے پاس جو گیا دیکھا کہ اُسکے منہ پر کئی سو من تبریزی کی ایک سیل لٹھی ہوا اور چاروں طرف سے ہوا جالے
 لک کی سانس نہیں رہی ہو وہ عمر سے کب سے سستی تھی امیر کو پکارا کہ ذرا آپ ادھر آئیے یہاں اُسکے ملاحظہ فرمائیے امیر جو
 آئیے پاس گئے عمر نے کہا کہ یا امیر بادشاہ جہنم کا راسی کنوئیں میں ہو یہاں میں اُنکو بند کیا ہو اُس گنج حسن کو اس جہاد پر
 ہو مگر یہ سیل جیسے نہیں مہٹ سکتی ہو خدا سے قدر نے آپ ہی کو ایسی طاقت عطا کی ہو امیر سیل کے پاس گئے سل کو مہر کا کے کنوئیں
 میں اترے پہلے تو تاریکی سے کچھ نہ معلوم ہوا مگر ایک لمحہ کے بعد دالان مغرش کھائی دیے دالان کی طرف جو گئے دیکھا جہنم کا
 سربراہ ابوبٹھی ہوا در در و کردار من شکون سے بھگ رہا ہوا امیر کے پاؤں کی آہٹ سے جو سر کھٹایا تو امیر کی صورت نظر آئی
 دور کر امیر کے گلے سے لپٹ گئی زار زار رو کر کہنے لگی اے بیات ہنہ تو ایسا بھلا کشتائی کی نہ تھی بنہ آشتائی کی تھی ہنہ کچھ بڑی کا
 نہ تھی بنہ جانتے تھے وصل میں ہوئی امیر غریب ہو یا ہو کو ضرور بھلائی کی نہ تھی بنہ او حمرہ خدا کے واسطے اب مجھے آپ سے جدا نہ
 کہ مجھ کو سوز فراق کی طاقت نہیں ہو دلو بار ہجر اٹھانے کی قوت نہیں ہو سہ مرا سید نہ ہوا شرق آفتاب غیغ ہجر انکا طلوع صبح حمرہ
 چاک ہو میرے گریہ انکا یا امیر نے اپنی آستین سے اُسکے شک گلنگ پوچھ کر فرمایا کہ اب جان حمرہ شب فراق گذر گئی روز وصال آکا
 ایام عشرت نصیب ہوئے درد ہجران پر زوال آیا یہ میسر ہو گیا ہو آج ہلو وصل جاننا انکا بہت مدت میں ٹھنہ کالا ہوا ہو شام ہجر
 چلو اس کند پر چڑھو کے کنوئیں سے باہر نکلو اس قصر تاریک سے نکل کر روشنی کی صورت دیکھو یہ مکمل دل تو امیر نے جہنم کا کوئی
 سے باہر نکالا بعد ازاں سب خواصوں کو کنوئیں سے باہر نکلا یا پھر آپ اوپر آئے اور اسیدم محافظہ زرننگا دنگو اگر جہنم کا کوئی
 کیا اور پلٹا و کام پر خیمے میں لائے جتنے امرا سے نامدار تھے سبھوں نے مدد فتح دی اور مبارک سلامت کی دعوت محی جہنم گارنے پر
 سے کہا کیا ابوالعلا تھو مجھ سے کام تھا سو شکر ہو جامع المتفرقین کا کہ اُسے مجھ سے ملایا اور مجھے زندہ رکھا اور تھو ہزاروں
 آفتون اور مصیبتوں سے بچا یا پس بے میری خاطر سے اسیران ملاسن کو ترا کرادار ان قیدیوں کو اپنے صدقے میں رہا کر دیا امیر نے
 کہ کچھ آسید وقت جتنے قیدی تھے سب کو آزاد کیا اور لوٹ پھیر دینے کا حکم دیا اس وقت قہیل مکر کی ہوئی نوٹ سبھوں کی پھر دی
 عادی کا حال ٹھیکہ کہ حبوت امیر نے قہیل کا حکم دیا تھا عادی نقار خانے پاس کھڑا ہوا تھا دیکھا تو ایک مشوہ خوشنیت
 دو اور وہ سالہ دس بارہ کتروں کے ساتھ بھاگی چلی جاتی ہو بازراکت سے چل نہیں مکتی تدم قدم پر پڑے کتروں کھاتی ہو عادی کو
 اُسکا انداز نہایت پسند آیا اور گڑ گڑا اسکو کھلا لایا معلوم ہوا کہ یہ جنگ کی بی بی ہو بھی کہ خدا نہیں ہوئی ہو غیبت بہ غور نہ
 ناشکستہ ہو اور بھی خوش ہوا دل میں کہنے لگا کہ صا حقران کو نوشیروان کی بی بی ملی تو میں نے جنگ کی بی بی پائی
 لکھ کر اُسے اپنے خیمے میں لگایا شب کو جب زلہ بکارت کرنے لگا اسکو تاب نہ آئی کہے چاشا چلائی عادی نے دیکھا کہ اُسکے غل
 کرنے میں سخت رسوائی ہوئی مبادا امیر کے کان میں اسکا شور ہو پچھے بخاطر داری تمام رکھایا تو ایک مدت کا انگوٹ بن
 تھا نیا مال دیکھ کر رہ گیا تو کمال بیاب ہو کے باہر نکل کر کوس سکندی کے بچے کا حکم دیا اور خیمے میں آکر اُسے معاملہ
 کرنے کا ارادہ کیا اُسکے سالہ و نوے سالہ خدایا بندہ اشموت بڑھی ہوئی تھی شیطان نے جو درغلز نامکسان اہلی جباط

دو قامت اور کمان عادی کا عود اور جسامت دھڑکے جو دیبا آئے پڑیا کی طرح سہلہ کھول دیا مرغ ترس قفس غمی
 وا ہوا کوس سکندی کی جو آواز بلند ہوئی اولشکر یوں کے کان میں پہنچی خسرو ہند و بہرام و قسطنطین وغیرہ بچنے
 رہتے تیار ہو کر جلو خانے میں حاضر ہوئے اور تمام فوج کی کمر بندی ہو گئی اور پرے کے پرے رسالے اور پلٹنوں کے
 اس وقت ہر نگار کو ایسے ہوئے مسند پر بیٹھے تھے اور عجم و شراب پلاتا تھا اور دو تار بجی کر گاتا تھا طبل سکندی کی
 سنتے ہی امیر کے کان کھڑے ہوئے اور کمال حیرت عجم سے کہنے لگے کہ جلد دریافت تو کرو کہ طبل سکندی کیوں کا
 اسے جو بچنے کا کیا سبب ہوا اور آپ سند سے اٹھ کر چپ پیٹ سلاح بدن پر لگائے اور عجم کے ہتھیار میں ملنے لگے
 جو جلو خانے میں گیا دیکھا کہ خسرو ہند و بہرام و قسطنطین وغیرہ امداد شاہان نامدار میں مسلح گھوڑوں پر سوار ہو کر
 بلو خانے کے باہر تمام لشکر پر باندھے تیار ہوئے فوجوں کے پرے جیسے میں عجم نے لندہ صورت و بہرام سے پوچھا کہ سبب تمہارے
 ہونے کا کیا ہوا اور اسکا سبب کیا ہوا یہ وہ بولے اور تم کچھ نہیں جانتے طبل سکندی کی آواز نہ کہتے تھے تو تیار
 ہیں امیر کے حکم کے منتظر درجان نزاری کے امیدوار ہیں باقی مفصل کیفیت ملکہ معلوم ہوگی ہم صاحب جفران کی پاس تھے
 نہ کچھ سنا ہوگا اس شورہ میں بھی تمہارا دخل خواہ مخواہ ہوا ہوگا عجم و حیران ہوا کہ یہ اجرا کیا ہو تیار نہ یا شہباز
 ہو رہا اور اسی طرف سے تقارن خانے میں گیا کیا سبب چینی قلاچینی سے کہا کہ امیر بوجھتے ہیں تنے کسے کہنے سے طبل سکندی
 بایا اور تمہارے پاس کوئی شخص حکم لایا وہ بولے کہ عادی کرب حکم لے گئے تھے عجم و عجم ہوا اور عادی کے خیمے میں
 تھے تو وہ وہ عجیب صحبت ہی اور ہی مجلس رنگ ہو اور ہی کیفیت ہو کہ عادی نے ایک عورت کس نازنیک ازالہ کر
 مار ڈالا ہوا اسکی لاش کو آگے دھبے پر پکڑے خاک میں بٹھایا ہوا ہو عادی سے اسکا سبب پتہ کیا نام ہو کر نئے جنگ کی
 کے لایا کیا احوال ہوا ازالہ بکارت کی کیفیت اور جاتا اسکا اظہار کیا عجم نے کیفیت امیر سے کہہ کر امیر نے ہم پر ہر
 کہان عادی کو پکڑا اور اس عورت کے ساتھ عادی کو بھی زندہ قبر میں گاڑ دیا ہر نگار نے عادی کی شقاوت
 عجم نے یہ عرض کی کہ جناب عالی حضور نے قلعہ فتح کیا تو اسے بھی گڑھی توڑی امیر بارگاہ سے نکال کر جلو خانے میں لے آئے اور
 م کیفیت بیان کر کے ہر ایک بلوان سے خدا کیا اور مکر کھولنے کا حکم دیا اور آپ بارگاہ میں آرام کیا اور تمام فوج نے بھی
 ناپنی جگہ پر آکر قیام کیا جب صبح ہوئی امیر نے جن جن فہرہ روز کا حکم دیا تمام سامان جن کا حیا ہو واجب ہے اسے
 فی ہندو کوچ کا حکم نہ دیا تھا کہ عادی نے عرضی پا مال ہندی کی امیر کی خدمت میں گذرانی امیر سکھو طاووس کریمت
 نزد ہوئے اور اس عرضی کو لے کر صوفیہ کے ہاتھ میں دیا خسرو بھی بڑھ کر بیٹے شوش ہوا اس میں لکھا تھا کہ فیروز شاہ ترکہ خانی
 مارے تین لاکھ سو ارب پیل سے بڑھ کر آیا ہے تین بار نصف جنگ ہوئی لیکن چونکہ اس کے ساتھ فوج کثیر ہو رہا اسکی فوج ہوئی ندوی
 ہو کر قلعہ صابر میں بند ہوا اگر صاحب جفران یا خسرو ہندوستان اس حکم کی طرف توجہ فرمائیں گے تو بیان ترکی تمام
 دجائیکے نصیبے دشمنان ہم کو لے تصدق ہو جائیگے صاحب جفران نے لندہ صورت سے فرمایا کہ تم جا کر اس عکس کو گوشاں دوا

ملک کو فضل خدا سے فتح کرو لندھو رونے آبدیدہ ہو کر کہا کہ میں امیدوار تھا کہ اپنی زندگی زیر قدم مبارک بسر کروں گا اور
 ایک روز فرق مبارک پر سے نثار ہو جاؤں گا لیکن جھنڈو جھک جاتا ہے میں اور مفارقت میں مبتلا کرتے ہیں صاحب قرآن
 نے کہا کہ خدا ناکر وہ میں تلو اپنے سے جدا کیوں کرنے لگا تھا مگر بالفعل اگر تلو نہ بھیجوں تو سندوستان ساکنت میں
 اتھ سے نکلیا نہ گا انشاء اللہ تعالیٰ جب فتح کی خبر لکھو گے میں فی الفور تلو اپنے پاس بلاؤں گا جب ملک تم نہ آگے مہر نگار
 سے شادی نہ کروں گا یہ کہہ مقبل و عمر کو چالیس ہزار سوار سمیت مہر نگار روز ہرہ مصری کے ساتھ کہہ کھڑے کی طرف روانہ کیا
 اور بہت رو پیہ نقد و جنس مصارف زاد راہ کے واسطے ساتھ کر دیا اور فرمایا کہ ہم بھی خسرو سندوستان کو سوار کر کے آئے ہیں
 اور بہت جلد انشاء اللہ تعالیٰ تمہاری ملاقات سے سرسٹاٹھانے میں عادی کو حکم دیا کہ ہمارا پیش خمیر جسے کی طرف روانہ
 ہو اسی ماہ میں ہاتھ کر و چند روز میں عمر و مقبل مہر نگار روز ہرہ مصری کو لیکر گئے سپہ بچے اور صاحب قرآن میں لندھو
 و بہرام فوج سمیت بصرے میں داخل ہوئے میر بک کو بلا کے جہاز طلب کیے اور خسرو سندوستان کو با فوج جہاز دیہ سوار
 کر کے خانہ خمیر بڑھا اور جہازوں کا لشکر اٹھوایا اسکی صبح کو فرمایا کہ او بہرام ہر چند تم لوگوں کی جدائی تجھ بہت شاق ہو
 لیکن کیا کیا جائے کہ فلک تفرقہ پر دازد کیغ نہیں سکتا ہو ویرانہ فراق ہو تم جانے ہو کہ میں خسرو سندوستان اور تلو پنا
 قوت بازو سمجھتا ہوں اور تمہیں لوگوں کی اعانت اور مدد سے یہ اولوالعزمیاں کر رہا ہوں مگر سندوستان پر خسرو کو اگر
 نہ بھیجتا تو چارہ کیا تھا اور تلو بھی خسرو کی مدد و اعانت کی واسطے روانہ نہ کروں تو اور کون ایسا ہو کہ جسے وہاں بھیجوں کیونکہ
 فیروز شاہ خطائی قطع نظر بردست ہونے کے فوج کثیر رکھتا ہے اور اس طرف کے لوگوں میں ہر برادر وہ ہو صلاح وقت یہ کہ
 چلین میں جا کر فیروز شاہ کے ملک کو غارت و تاراج کر دو اور اسکے شہر و زمین بل جل ڈالو اس طرف سے لندھو ہر
 سوسے کرے اور اس طرف تم اسکا ملک یران کر کے اسکی پشت مارو جب اس ہم کو سر کھجے خسرو کے ساتھ میں تلو بھی بلاؤں گا
 اور جب تک تم دونوں آدمی میرے پاس نہ پہنچو گے میں شادی مہر نگار سے نہ کروں گا بہرام نے عرض کی کہ اتنی تاجمان
 باشند تو باشی یہ مجھے حضور کے حکم سے سرتابی کیا جو حضور کے قدموں کی مفارقت کا البتہ لال ہوتا ہے اگر حضرت کے قدموں
 پر نثار ہو جائیں نہ ہے سعادت ہماری اور فرق مبارک پر قصد ہوں تو خوش قسمت ہمارے ہر حصہ بہرام بھی اسی دن
 مع فوج جہاز پر سوار ہو کے روانہ ہوا اور بعض یہ روایت بھی کرتے ہیں کہ ملک چین میں کوئی غنیم آیا تھا اسکے دفعہ کیو
 بہرام کو امیر نے چین کی طرف روانہ کیا پہر حال امیر بہرام کو شخصت کر کے مع فوج نصرت شاعر کے کی طرف روانہ ہوئے اور
 اہالی و موالی بہت عجبیت سے کام فرما رہے چنانچہ سات منزلیں طو کر چلے تھے کہ سرداران تنگ و اجل نے بیان کیا
 کہ بیان سے دو کوس کے فاصلے پر وہی طرف دیکھنے سے عظیم نشان و آئینہ ہوا کہ کنارے پر ہمارے مہر نگار جہاز اس
 مقام کو اننگ نہر دیکھتے ہیں فیضا اسکی قابل بیان کے نہیں لائن دیکھنے کے شک گئے اور فرخار ہوا امیر نے عادی تم
 فرمایا کہ ہمارا خیمہ اننگ نہر کے میدان میں برپا ہو اسی جگہ مقام کر و حکم کی دیقی فی الفور عادی نے ہارنگا و انیا

لب دیا نصب کیا امیر میدان لنگ زمر دین اترے رات کی رات تو خیمے میں آرام کیا صبح کو بارگاہ سے نکل کر خیموں
 تو واقعی ایسا مقام پر فضا ہو کہ دیکھنے میں نہیں آیا ہو ایک طرف کو جاتا تک نگاہ خاتی ہو فرش زمر دین کچھ نظر آتا ہو
 اور کوسوں تک بنہ نیم قد بلبلار ہا ہو دوسری طرف ہزار گاہ کیسا لب دریا منزلوں تک کھلا ہوا ہو کہ آنکھوں کو جسکے
 دیکھنے سے طرادت چاہل ہوتی ہو نہایت فرحت افزا ہوا ایک جانب ریائے کنارے سے ملا ہوا کوہ پر شکوہ ہو جس پر
 سیکڑوں تختے ٹکڑے رنگارنگ کے کھلے ہوئے ہیں اور انواع اقسام کے درخت میوہ دار پھلے پھولے کھڑے ہیں اور ہر
 پاڑے جھیل بارہا سنگھنے نیل کا دکھارہ کھٹ کھٹ جھلکائیں مارتے پھرتے ہیں اور ہر اردن اقسام کے پرندہ درختوں پر
 کی شاخوں پر بیٹھے ہوئے چوہا رہے ہیں اور بہار پرچندی ڈبرے جھیل جسے صابکا واقع ہیں اس کے کنارے پر غول کھیل
 قرقر مرغابی جیسے سرفاب قازون کے بیٹھے ہوئے ہیں اور پہاڑ کی چھتوں میں تیر لوے تیر کیبک تدرود ڈرتے پھرتے
 ہیں امیر اس مرغزار کو دیکھ کر نہایت خوش ہوئے اور تمام دن چندا و پرندہ کا شکار کھیلے شام کو جب بارگاہ میں
 داخل ہوئے اپنے کھانے کے قابل شکار تو باور پختا نہ خاص میں بھجوا یا باقی امرایان و شہر یاران پہلوانان افسران
 سپاہ پر تقسیم فرمایا تمام رات بہت خوش نشا میں مصروف رہے صبح کو خواب گاہ سے اٹھ کر بدین فرخ ضروریات پوشاک بل کے
 دگل پر بیٹھے ہنوز کوچ کا حکم نہ دیا تھا کہ دو عیاروں نے بعد ادا سے شہر لٹ آد اب عرض کی کہ تیر میں کاؤں ستر ہزار کی
 جمیعت سے حضور سے لڑنے کو آتا ہوا اور بہت سی فوج جرار اور پہلوانان نامدار ہمراہ لایا ہو اور سب اسکے آئے کا یہ ہوا کہ
 نوشیروان جو مصر کی طرف زعم ناقص خود حضور کے قتل کرنے کے واسطے جاتا تھا اتنا سناے راہ میں اس کے خبرداروں نے
 خبر دی کہ حمزہ نے مدائن کو قتل قمار اور تاراج کر ڈالا اور مہر نگار کو شہستان حرم سے نکل کر لے گیا نوشیروان یہ
 حال پہل لال شکر کمال انگین اور ملول ہوا اور مدائن کی طرف اٹھا بھلا ہوا گاہ مدائن کو آ کر خواب کھیا اور مہر نگار کو
 بنایا سرچاؤ ہٹ کر کہا کہ اس خانہ خواب بخت کے جگہ اور میرے شہر کو خواب کیا اور میری عزت اور آبرو میں بھی رخنہ ملاز
 ہوا کہ شہر کا شہر تباہ ہوا اور ملک کو حمزہ کا لکڑے گیا ہم چشموں میں رو سیاہ ہوا اگر میں بزرگ چہرے کے کہنے پر عمل کرتا تو آج
 ایسا روبرو نہ دیکھتا مہین بخت کے کہنے سے اگر لکڑی دے ماری کہ میری مان کو تو عجم و مارے اور بیٹی کو عادی یہ خرو
 سلاطین بہت قلم کو بونچے کی تو حضرت کو کیا کہیں گے کہ ایک عرب زادہ کو اتنا مسخ لگایا اور اپنے ملک میں اسکو قتل فرما
 کہ اُسے تمام ملک کو برباد اور تاراج کیا اور اسکا مدارک نوشیروان سے نہو سکا نوشیروان نے آبدیدہ
 ہو کر کہا کہ میں بخت جیران ہوں کہ اسکی تدبیر کیا کروں جو تو نے کہا وہ میں نے کیا مگر حمزہ کسی حدت قابو میں نہیں آتا
 کہ اُسکی گردن ماروں اور اس کے ہمارے بیوں کے گوشت کو جیل کو دن کو لٹاؤں بختک نے کہا کہ گستم کے سوا اور کٹا
 ایسا نظر نہیں آتا کہ جسکو حمزہ کے مقابلے پر مقرر فرمائے اور اس کے ہمراہ فوج جبرائیل جو اے نوشیروان نے پیکر
 اسی دم ایک شفق بہ طلب ستم روانہ کیا اور ساسانیوں کی تشفی کی اسی دن خبر پہنچی کہ چوہین کاؤں

ستر ہزار سوار سے حضور کی ملازمت کے واسطے آیا ہو بیان سے دو کوس کے فاصلہ پر خیمہ زن ہو بادشاہ نے
 اسی وقت جنگ کو مع چند سردار اس کے استقبال کے واسطے بھیجا جنگ نے اتنے راہ میں تمام کیفیت امیر
 کی روپین کا دس سے بیان کی وہ مردک بولا کہ تم خاطر جمع رکھو اگر سر سواری حمزہ کو قتل نہ کیا تو روپین نام
 نہ رکھا بعد اس گفت و شنید کے ہر گاہ روپین نوشیروان کی خدمت میں حاضر ہوا نوشیروان نے روپین
 سے بہت دکھڑا روپین نسبت سی بادشاہ کو تسلی اور تسنی دی اور عرض کی کہ فدوی اس وقت غصت کا اقبال
 ہو اب بیان فدوی کو ایک ایک ساعت سال بھر کے برابر جو وقت ایک لمحہ کا بھی نہ آتا اور سر سواری اگر حمزہ کو
 سزا نہ دی اور ہرننگا رکھ لے نہ آیا تو روپین نام نہیں ایک چلو پانی میں ڈوب مر گیا پھر حضور کو بلکہ جہمہ پھیلن کو منہ نہ
 دکھائیگا نوشیروان نے خوش ہو کر فوراً روپین کو خلعت دامادی چھاکے فرمایا کہ جلد تیار ہو کر منہ فوج جہارلو پہلوانا
 خوشخوار کے حمزہ کو مار کے ہرننگا رکھو آؤ کہ تمہارے ساتھ اسکی شادی کروں اور بلکہ نیا جانشین کروں اور دوسرا
 اپنے بیان کے بھی میں ہزار سوار سے روپین کے ساتھ کیے چنانچہ وہ سب اس طرف روانہ ہو چکے امیر نے ہنس کر فرمایا کہ آج ہی
 مقام رہے اور لشکر کا یہیں قیام رہے اسکی آمد دیکھ لین جو انان نبرد آزمایا بھی بریکار بیٹھے ہوئے اکتار رہے تھے کچھ
 ہاتھ پاؤں ہلائے معرکہ جہال و قتال کو رونق بخشیں یہ فرما کے پھر جشن میں مصروف ہوئے اور اسکا استہار کرنے لگے
 عصر کے وقت سامنے سے ایک گرد غلیظ آٹھی فوج کی آمد دکھائی دی جب مقراض بادے گریبان گرد کو چاکر
 ستر علم دکھائی دیے اور کئی ہزار سواروں کے پرے کے پرے نظر پڑے روپین نے آتے آتے سامنے ڈیرہ ڈالا اور
 سامان جنگ کرنے لگا شب کو نامیان و تومیان نے آکر امیر سے کہا کہ روپین کے لشکر میں طبل جنگ بجا میر نے
 فرمایا کہ ہمارے لشکر میں بھی طبل جنگ بچے اور بہت جلد سامان جہاد و بہت حکم ہوتے ہی کیا یہ جینی و قلا جینی نے
 اٹھارہ من تبریزی کی چوبین ہاتھ میں لیکر طبل سکندری بڑنگا دیا اسکی آواز کی دھمک سے روپین کے لشکر تڑپنے
 آدمیوں کے کان کے پردے پھٹ گئے تمام لشکر کفار کا کلچو دہلا انقض رات بھر دو نون شکر وین جنگ کی تیاری
 ہوئی تمام شبانان ازیم کی دھوم رہی جب شاہ خاد و بادشاہ فلک لک مع فوج انہر شکستے کے تحت خلک جہاد
 جلوہ افروز ہوا اس وقت روپین کا دس ستر ہزار سوار لیکر میدان میں پونچا اور اس طرف صاحبقران پہنچا
 سوار سے زرمگاہ میں صف آر ہوئے جو انان عرب مستعد جنگ ہوئے میدان پہلوانان غنیم لشکر اسلام کو دیکھ کر دنگ
 ہوئے بیلداروں نے جھنڈی چھاری ہوئی سے میدان کو صاف کر کے زمین کو ہموار کیا سقون نے ہزارے فوارے
 مشکون کے دھانے میں لگا کر کے بانچہ پانچ میں میدان کو آبپاشی سے سیلاب کر دیا نقیبوں اور جہاد جیون
 با واز بلند کہنا شروع کیا کہ جب کو دعوی شجاعت اور بہادری ہوئے میدان میں کلکے خرو وئی حاصل کیے
 کہ کج دلاوری و شجاعت کا امتحان ہو رہی گوئے یہی میدان ہو سب کے روپین کھڑے ہو گئے اپنے و سرے کا سنہ

دیکھنے لگا ملک الموت نے جگہ میں اپنا خیمہ اساتوہ کیا میں ہر جان کی پشیمانی پر چلنے لگا ہر شخص کے گلے میں رہا آہی
 مانند موم چپان ہو گئی سمجھے کہ کڑی لڑائی ہو گئی ہر بہادر چار آئینہ میں صورت مرگے کھینے اور ایک دوسرے پر آواز
 پھینکنے لگا اور جس سے جھک جھک تھی طعنہ زن ہوا اس سے اس کے پیش میں آکر بجنگ پندہ بنید بخور و فرخ و گور و تنگ
 آج کی کیتون کی کیتی معلوم ہو گئی دیکھیے کاشملہ بند پائے مرکب ہو کر کسا پاؤں چھپے کسا قدم آگے نہ بڑھتا ہر کس کے پاؤں
 کا توڑہ حریف کے ہاتھ چڑھتا ہی یہ آواز سے فوج میں ہو ہی رہے تھے کہ زوہد میں کاؤس نے قلب لشکر سے اپنا گھوڑا
 نکالا ناف میدان میں آکر لگا لگا راکہ او خدا پرستوں میں سے جس کو آرزو دے مرگ ہو وہ میرے سامنے آئے میری شمشیر بدار اور
 سنان جانتان کا پھل کھائے صاحبقران سے لاف زنی اس کی نگر نہ رہا گیا سیاہ قیطاس کو صوف لشکر سے نکالا صاف
 کی طرح سے زوہد میں کے سر پر پہنچا کس زور سے بر کی نکاوری کی پیش قدم زوہد میں کا مرکب سپاہ ہو گیا زوہد میں کیفیت
 دیکھ کر بدحواس سا ہو گیا امیر سے پوچھا کہ حمزہ تیرا ہی نام ہو تو ہی سردار لشکر اسلام ہوا میرے فرمایا میں ہی مالک
 بنا چیر رہا بجزود کا ہوں خدا پرستوں کی خدمت گزار کی تباہوں زوہد میں بولا کہ او حمزہ کس واسطے اپنی جان کو ہلاکت
 میں ڈالتا کس خیال غلام میں پڑا ہو مہر نگار کو میرے حوالے کر کہ میں اس کے ساتھ جا کر شادی کروں اور توروں مال سے
 باتھ کر میرے ساتھ چل کر میں تیرا قصور شاہنشاہ ہفت کشور سے معاف کر دوں صاحبقران نے فرمایا کہ اگر
 ہدیایں کیوں لیتا ہو اگر نشہ بادی کا رکھتا ہو تو پہلے اپنا حربہ کر کے حوصلہ دل کا نکال دے بعد اس کے میری ضرورت
 نہ حال دے یہ سچے ہی زوہد میں نے ایک نیزہ امیر کے سینہ بے کینہ پر لگایا امیر نے نیزے کے پھل کو کپڑے کے یہ سہولت چھپا
 نیزہ مانند خلال فرشتان اس کے ہاتھ سے نکل آیا تب اسے جھجھلا کر گزرا اٹھایا امیر نے سر گر خاسپ پر اس کو رکھا اور
 کوئی وار سا نہ ہونے پایا نہایت شرمندہ ہوا اور بہت کھسیانا ہوا تو اتروالی اسے لگی گزر گائے امیر نے سب ضرورت
 اس کی غالی دین وہ گزر زوہد میں پر پڑے اور ایک گرو کا متق بر سر ہوا ہوا امیر جو اس گرو دین پوشیدہ ہو گئے تو زوہد میں
 لاف زنی کرنے لگا کہ دھار اور خاک میں ملا دیا اور پست کیا کہاں ہیں اس کے ہوا خواہ اگر ایک کچھ بھی ہوئی کی
 نکال دین تو انعام دون ابھی فوج کا عمدہ دار کروں امیر نے یہ کلام اس کا جب سنا سیاہ قیطاس کو بن گ برق غلط
 کر کے رکھ دیا کہ لگا کہ او گبر کسو تو نے مارا اور کسو خاک میں ملا یا تیری جان کا ملک الموت تو میں تیرے سر پر
 دیکھ تو انشا اللہ تعالیٰ ابھی تو دوزخ میں تجھے ڈالتا ہوں ملا ایک ضرب اور بھی لگائے کہ ہاسما تیرا رمان نکلائے
 اسے بھر نور نام گزرا اٹھا کر مارا امیر نے خالی دیکھ تھکے لگی کے گزرو تو چھین لیا اور اس کو صراط باز صعوہ کو باجر
 کبوتر کو پیچے میں اٹھا لیتی ہو گھوڑے کے زین سے چل میں اٹھا کر زوہد میں پر پڑے پکا اور آپ پنے مرکب کو دکر اس کی
 چھاتی پر چڑھ کے سفر اس کی گردن پر رکھ کر فرمایا کہ اب کیا کہتا ہو اس لاف زنی کا فرخہ دیکھا اب بھی کچھ حوصلہ ہو وہ گزرا
 لگا اور کینہ دل میں رکھ کر سلمان ہوا امیر اس کی چھاتی پر سے اتر پڑے اور الگ کھڑے ہو گئے وہ اٹھ کر امیر کے قدموں

مقابلہ کرنا شروع کیا اور دوسے مارنا امیر کا شروع ہوا اور دم بخور
رکھنا لگے پر صاحبقران کا بظاہر مسلمان ہونا شروع ہوا



گرا امیر نے اسکو گلے سے لگایا شکر اسلام میں شادمانہ بنے لگے علما و روئے نے ہر جمع کے علموں پر پھول دیے
فوج شروع ہوئی منکوب بدو گرہان و نالان اپنے فرو دگاہ کی طرف پھری اور بڑی شکست فاش حاصل ہوئی امیر
منظر منظر سے شروع ہوا اپنے لشکر میں داخل ہوا سب سے مبارک سلامت کی دعوت مچ گئی جس کے سامان مارے ہوئے
لگے ہر گاہ و ستر خوان بچھا اور کھانا چٹا گیا صاحبقران نے شروع ہوئے کاٹھ بھاٹ دھوا کر اپنا ہم نمک کیا اور لے
تناول طعام جام و کفہ گرامین آیا خوب جی بھر کے باؤہ ارغوانی پیار و بین نے صاحبقران سے کہا کہ
غلام خدمت ہوتا ہے فوج کو جا کر مسلمان کرتا ہوں اور کل صبح کو تھنے سردار فوج ہیں حضور میں لاکھ کی ملازمت
کرو تاہم امیر نے بے شاشت تمام فرمایا کہ آؤ میں صلا فہم ہی جا ہیے گا خیر میں عجلت مناسب ہر ان سب کو
دائرہ اسلام میں داخل فرمائیے عرض کہ وہ خدمت ہو کر اپنے لشکر میں گیا اور فریب و رکر کی فکر میں ہو گیا
شیخون مارنا شروع کیا شکر اسلام یہ اور زخمی ہو کر نہ ملنا امیر کا اس مقام پر
صاف باطن را نیما شد غبار کیتہ ہانہ دیدہ باشی صحبت خاکستر و آئینہ ہانہ صاف طہیت جس سے صاف ہو
بعض عداوت نہیں کہتے امور گذشتہ کا خیال مطلق اور تلافی کی نیت نہیں کہتے بیان تو امیر کا اس مردود و بقاء
اور اعتبار ہوا وہ مردود و لشکر میں پہنچا اور بی سامان اور انتظام کرنے لگا کہ لوگوں کو تشفی دیکر کیا کچھ جان
سے مسلمان ہوا ہوں ایک سلم زادہ کو دم دے کیا ہوں تم لوگ مت بتردد ہو میں حمزہ پر آج شیخون مارنا لگا اسکی فوج کو

بات کی بات بن رہی رہی کہ کچھ لوگ اپنی فتح پر انکو شکست دے گا فتح اسکی تیار رہی جبکہ وہی رات گزری تہ ہزار
 سے امیر کے لشکر پہنچون مارنے چلا راہ میں شہیدیت یعنی نے کہ چار ہزار سوار سے طلار پھر رہا تھا گھوڑے کے سمونگی
 آواز سنکر بلاکار کہ کون سیجا باجلا آتا ہو خود دار قدم آگے نہ بڑھانا بغیر شناخت کیے ہوئے ہرگز اس طرف نہ آتا قرب جا کر
 دیکھا تو زوہد میں ہرگز نہ چلا آتا ہو کسی ہزار سوار اور بیابان سے ہمراہ لا مار شہیدیت اس کے مقابل ہوا تلوار چلنے لگی جا کر
 اٹھری کامل تلوار چلی جو نہ کہ بہت بہت ہوتے من اور تھوڑے تھوڑے میں شہیدیت یعنی شرو میں کے ہاتھ سے شہید ہوا وہ میں
 لشکر اسلام پر جا کر لشکر امیر کا چین سے بے شک سے دور تھا ایک مرتبہ جو ستر ہزار سوار پہنچ کر کوئی اسنبھین کے کام کرنا تھا اور
 ہتھیار لگنے کی مسوقت فرصت گمان تھی جسکے جو جز ہاتھ میں آئی وہ لیکے حریف کے مقابل ہوا شہیدیت ہوا چلنے لگی اور
 غرہ واہ واہ واہ اور صلا سے چھا چاق بلند ہوئی تھی کہ امیر بھی نہ اس بات سے جو تک پہرے اور پوچھنے لگے کہ یہ شور غل
 کیسا ہو خود وہ دن نے خبر دی کہ زوہد میں نے خون مارا ہو امیر اس شہادت کے سبب سبب یہ قیاس کو پہونچے
 جس طرح سے سوتے تھے شہید سے بے سلاح بارگاہ سے کلکریا قیاس کے تھان پر گئے اور لگام دیکر بے زین ہوا پوچھنا
 ملک نے شہید خون آلود جو اس کے ہاتھ میں تھی امیر پر لگائی امیر نے غالی دیکر اس کے ہاتھ سے چھین لی اسی تلوار سے اسکو
 جہنم وصل کیا دوسرے بھائی نے اس کے کماکھڑہ تو نے بڑا غضب کیا میرے سرے بھائی کو مارا لگو میں تجکو جیتا کب چھوٹا ہوں تو
 بچے نہیں جانتا کہ میں آدمی آفت کا ہوں میرے فرمایا کہ غم نہ کھا تجکو بھی اس کے پاس بھیجتا ہوں قہر و فوج میں روانہ کرنی
 فکر کر رہا ہوں اسے امیر پر جو کیا میرے اس کے جواب کو خالی دیا اور ایک ہاتھ اسکی کمر پر ایسا لگایا کہ مانند خیار تر ہو کر پڑ
 ہو گیا زوہد میں نے امیر کی پشت پر گئے ایک وار تینے کا بخاطر جمعی تمام امیر کمر پر ایسا لگایا کہ چار انگلی امیر کے سر میں رہا کیا
 بچے بچے وہی تلوار جو ہاتھ میں تھی اس کے سر پر لگائی ہر چند اس کے سر چرانے سے چھٹی ہونی لگی لیکن تب بھی چار انگلی اس کے سر
 سون در آئی امیر نے دوسرا ہاتھ پہلو میں ماں جا پلو چراتے چراتے تلوار نے پہلو کو کاٹا امیر نے دوسرے پہلو پر ہاتھ لگایا
 اسکی بھی پہلیان کٹ گئیں بدو اس ہو کر گھوڑے کی گردن پر جو سرنگوں ہوا جو تر اس کے زین پر سے اٹھ گئے امیر نے
 تلوار کے پیلے کا ایک ہولہ ایسا دیا کہ باشت بھی میلہ اس کے چوڑے اندر کھس گیا اور یہاں کی طرح خون کا بڑا لہ اسکی
 مقعد سے جاری ہوا غش کھا کر گھوڑے کے قدموں پر پڑا دس ہزار آدمی اسکی فوج کا آکر اور ہاتھوں ہاتھ اسکو اٹھا کر سر پر
 پاؤں کھڑکے اس کی طرف بھاگا ساتھ ہزار آدمی ستر ہزار میں سے جہنم وصل سے اور کئی ہزار آدمی لشکر اسلام میں سے بھی
 اس خون میں شہید ہو گئے جنت میں داخل ہوئے امیر کے زخم سے بھی بہت خون بہا تھی کہ امیر خوش آگیا کہ کہنے دیکھا کہ کہیلا
 زخمی ہو میدان کا زار سے کلکڑھ کی طرف قدم زن ہوا عادی وغیرہ وہ دن نے ہر چند امیر کو لاشوں میں ڈھونڈا اور
 ادھر ادھر تلاش کیا کہ میں جہنم لگا لشکر اسلام میں آؤں پڑ گیا جتنے سوار تھے اپنی اپنی فوج سمیت سیاہ پوش کمر باندھ
 رہا اور امر جو جو جان بچا رہے اور ہوا خواہ تھے کمال اسودہ بر سر خاک ہوئے تھے عادی تمام فوج کو لیکر کہ میں پڑا

ورخواجہ عبدالطلب عمر سے یہ سائے میان کیا یہ خبر سنا کہ تمام ریسان مکہ سیاہ پوش ہوئے اور نالہ داد ملا اور دھتارے لگے نالہ صیبت و درد مند ہوئے کہ وہ فغان کے شور سے ساکنان ملار اعلیٰ کے حواس اڑے اور خواجہ عبدالطلب کو سکتا سا ہو گیا کلچر تمام کر رہے کچھ کہا نہ سنا عمر و مقبل نے اپنا گریبان چاک کیا مہر لگا بنے خسار ہائے گلگون کو طمانچہ کے مایہ سوسن سانیلا کر دیا سر کے بالوں کو اس قدر توڑا کہ گھسی ہوئی کی احتیاج نہ رہی رتہ لپے کی صورت بگئی اس شورش و زور و عروج کے ذہن نے رسائی کی کہ ہر ایک کو تسلی دی اور بکچر چاک کہا اور کیا تم یقین نہ کرو صدا جعفران زندہ اور سلامت ہیں خدا کے فضل سے اخیر و عافیت ہیں اگر صدا جعفران کے شمنو کا کچھ بھی بال بیک ہو با تو سیاہ قیاس ضرور اپنے لشکر میں آتا مگر بان صدا جعفران کو صدمہ ضرور پہنچا جو کہ سیاہ قیاس بھی تک نہیں آیا یہی ہر حال تمام بندا کو یاد کر دیا صدا جعفران کی خبر میں ملتا ہوں اور انتہا رشتہ انکی خبر و عافیت ملتا ہوں یہ کہہ کر قلعہ کی مورچہ بندی کی اور باجی فوج مقرر کر دی اور قبل سے کہا کہ خبر دار خبر دار تا آنے میرے قلعہ کی بہت خبر داری کہ نہ کوئی بچا نہ بیک نہ قلعہ کے گرد بچھنے دے پائے نہایت ہوشیاری مکرنا اور درجک امیر کا سراغ لگانا شروع کیا اور آپ یوں عجیبی اپنے بدن پر لگے الٹا کہ ہر دیکھنے والے میں درجہ جنت جگ ہوئی تھی وہاں

آنا عبدالرحمن جینی وزیر شہنشاہ پر وہ قاف کا امیر کے لینے کو

راویان اخبار و ناظران آثار روایت کرتے ہیں کہ ہر گاہ دیوان روسیہ نے شہنشاہ بن شاہ رخ شہنشاہ پر وہ قاف سے کرنی کر کے شہر میں شہر زریں قلعہ و شہر قائم و قصر بلور و بیابان و قلعہ و قصر فیض و قصر گوہر و قصر زمرہ و قصر یاقوت و جبل سنون و باغ کد ابہار و باغ فرحت آمار و باغ شہت و قصر مینا و باغ جنان طاسات ساختہ حضرت سلیمان ملا و شہر سران گاہ و سران گاہ و پاپان و گلیم گوشان و غیرہ کو چھین لیا فقط گلستان ہم باقی رہ گیا کہ شاہنشاہ مع عیال اس میں قلعہ بند ہو کر بیٹھا ایک وزیر شاہنشاہ کو یاد آیا عبدالرحمن جینی اپنے وزیر کو بلا کر کہا کہ وہ لڑکا آدم زاد حمزہ جیسا کہ وہاں ملک و دنیا سے اٹھا منگوایا تھا اور کہہ دیجئے کہ ایک ہزار سیاہو گاہ کہ تمام دیو کو وہ قاف کے مقرر کی کہ بے بملک چا چھین لینے اور آپ گلستان ارم میں قلعہ بند ہو کر بیٹھیں گے وہ لڑکا آکر سیاہو مار لگا اور ملک کو ان کے ہاتھ سے نکل کر کے بدستور آپ کے حوالے کر دیا دیو قاف تو کہہ دے کہ اچھا کہان ہوا کہ اس ستر میں میں اسکا مقام اور کس ہر عبدالرحمن نے قرعہ پھینک کر بیان کیا کہ بالفعل اسے بہت بڑی مٹرائی پیش آئی ہو اور اس طرح میں نے ایک تلوار زہر آلودہ سر پہ کائی ہو اگر اس وقت آپ چاہیں تو وہ آسکتا ہو شاہنشاہ نے کہا کہ اس سے بہتر کیا ہو اسی مہر سلیمان کا کہ عبدالرحمن کو یاد آیا بہت سامیہ و مہر کا پردہ قاف کو اساتہ کیا اور فرمایا کہ بان جلد جاؤ اس مہر کو اس کے سر پر لگاؤ کہ زخم اندام پاکہ اور زہر کھلاؤ کہ اسکو توت آوے اور یہ صحت کے اسکو اپنے ساتھ ہی لے آنا عبدالرحمن جینی تخت پر سوار ہو کر کئی سو برس اپنے ہمارے لیکر پر وہ قاف سے روز ہوا آتا تھا ہوا جب خبر فرما دی کہ وہ اچھا ہے پوچھا چار و نظرت

دیکھا بھالنا شروع کیا دیکھا کہ حمزہ کے سر پر زخم کاری لگا ہوا اور اس کے صدمہ سے سبزہ پر ہوش پڑا ہوا اس وقت تخت پر ٹٹلے کو ہوا بولتے تھے کہ ایک دین اٹھو ایک دین اٹھو اور باہر کی دوزخی تمام زخم کو دھو ڈالا اور بی بی مریم سلیمانی کی زخم میں لگا کر سیدہ قات کی ڈالیان گرو اس کے چہرے دین تا اس کی بوسہ دلائے دین قوت آوے اور روح کو طاقت آوے تیسری بی بی بدلی تھی کہ امیر نے آنکھیں کھول دیں غش سے افاقہ ہوا عجب الرحمن نے سلام علیک کی امیر نے سلام علیک کا جواب دیکر پوچھا کہ آپ کون ہیں اور کہاں سے آئے ہیں اور آپ کا نام و نشان کیا ہوا و مجھ کو اس تخت پر کیا آپ ہی اٹھا لائے ہیں عجب الرحمن نے کہا کہ میں غمہ پال ہر شاہ رخ شاہنشاہ پر وہ قات کا وزیر ہوں نام میرا عجب الرحمن ہے اس شاہنشاہ کا فرمان پذیر ہوں خرد سالی میں آپ کا گوارہ آپ کے گھر سے شاہنشاہ کے حسب طلب میں نے اٹھوا منگوایا تھا شاہنشاہ نے ایک ہفتہ رکھ کر گھر دے دیا غول جن کا دودھ آپ کو ملوایا تھا جانا جوانی میں کسی سے آنکھ نہ جھپکے اور سبزہ سلیمانی آنکھوں میں لیکر ایک گوارہ پر تکیا لیے سیان سے منگو کر اس پر ٹٹلے آپ کو آپ کے گھر بھی رہا تھا اور بہت سا جواہر پیش ہوا آپ کے ساتھ لیا تھا چونکہ بالفعل تذکرہ آپ کو بھیجے میں نے قریہ کے رو سے معلوم کر کے کہا کہ آپ تیغ زہر کو وہ سے مجروح اس میدان میں بیہوش پڑے ہیں اور اپنے رفیق نقاش کے سے چلے ہو گئے ہیں بادشاہ نے مریم سلیمانی اور ڈالیان قات کے میوؤں کی سیر سے ساتھ کر کے مجھے آپ کے پاس بھیجا ہوا تیار رہا کروں خاطر خواہ آپ کی خدمت گزار رہوں میں جو یہاں آیا تو جیسا قریہ سے معلوم ہوا تھا ویسا ہی میں نے آکھو دس کوہ کے سبزہ میں بیہوش پایا تخت پر ٹٹلے اس غار میں اٹھا لایا الحمد للہ کہ آپ کے سر کا زخم مندمل ہو چکا اور اب مجھے اطمینان حاصل ہوا باقی بری طاقت سوئیوہ کھائے ساتھ ساتھ طاقت آوے گی نصف نقاش بات کی بات میں وہ جو جاوے گی امیر نے پوچھا کہ تیرے جگہ کو نہ پوچھا نا کو نشان مجھ میں کیا عجب الرحمن نے کہا کہ قرائن عقلیت سے اور خال سبزہ کلائے ابراہیمی سے میرا عجب الرحمن کے اخلاق سے بہت محفوظ ہوئے اور اس کی تعریف بجز ظہر اربعہ میں کرنے لگے عجب الرحمن نے کسی سوچ بچار کے لئے سے کسی ملازمت کروائی اور امیر سے کہا کہ ایک استدعا عرضاں بھی ہو امید بہت مردانہ سے ہو انشاء اللہ اٹھ لے آپ کو صحت ملی حاصل ہوگی تب عرض کروں گا صرف توجہ کا امید وادہ ہو گا امیر نے فرمایا کہ سوچ غم نہ جو بے آپ کے کہے آپ کی استدعا قبول ہو زیادہ آہن گفتگو کرنا فضول ہے عمر و کا حال سنئے کہ یہ جو امیر کی تلاش میں نکلا تمام النکات زہر و کوہ البو لہیس کو چھان مارا لگا امیر کا پتا نہ لگا ہر گاہ بھرتا پھر اتنا اس لنگ کو جان سیاق قیاس چرہ ہاتھ آیا دیکھا کہ سیاہ قیاس چرہ ہا ہر افسردہ اور پریشان ادھر ادھر نظر کر رہا جو عمر و اسکے پڑنے کو دھڑا پلے تو سیاہ قیاس نے عمر و کو نہ سچانا دم اٹھا کر شیر خزانہ کی طرح عمر و پر واجب عمر و نے باؤز ملے چکا را تو آواز سچا نہ کرنا بوالہ یہ اور چکا کھڑا ہو رہا عمر و نے اس کی پیشانی پر بوسہ دیکر پوچھا کہ تیرا کلبان ہے مجھے وہاں لیجئے وہ جہان ہو وہ ہنسنا کر غلا کی طرف اشارہ کرنے لگا عمر و اسکے اشارے کو نہ سمجھا چاروں طرف دھونڈ دھاڑ کھڑکھڑایا کہیں ہر لعل اور نشان نہ پایا عمر و نے اپنے دل میں کہا کہ سیاہ قیاس کو تم اپنے مکان پر بچو کہ رونے والو نیکے آسویو پڑے ہیں امیر کو پھر تلاش کرو یہ سوچ کر سیاہ قیاس کو سچا کے تمام شکر و امر و شاہان پہلوان مبار

وخواجہ عبدالمطلب مہر نگار کو دکھلا کر کہا کہ سیاہ قیاس تو ملا ہے سچا جو ان کی تشفی کے واسطے لے آیا ہوں اب جاتا ہوں امیر کا بھی ٹھکانا لگاتا ہوں یہ لکھ کر وردانہ ہوا اور اب کی دفعہ عمر کو وہ ابو القیس کے لئے دھونڈتا ہوا جانکلا ایک غار میں سے کچھ آواز آدمی کی عمر کے کان میں آئی آدمی کے آواز کی جھنگ سی اندر جا کر دیکھا تو امیر تخت پر بیٹھے ہیں تحفہ تحفہ نئی نئی قسم کے میوے نوش فرما رہے ہیں عمر و دُرُومیر کے قدموں پر گر پڑا امیر نے اس کا سر اٹھا کر چھاتی سے اگایا اور مہر نگار کی خیر و عافیت پر بھی عمر نے تمام کیفیت عرض کی عمر وہاں تھکا ہوا دبر و امیر کے کھڑا ہوا چونکہ عمر کی آنکھوں میں سرمہ سلجائی نہ تھا اس سے کوئی جن عمر کو نظر نہ آیا اور جنہوں نے جو عمر کو عجیب خلقت دیکھا خوش طبعی کرنے لگے پسیر دل لگی کرنے لگے ایک جن نے عمر کے دو ذون پاؤں بچے سے بچنے لیے عمر و منہ کے بل گر پڑا اس نے ہلکے عمر و بول لہا صاحبقران نہتے کیا ہوتا کہ وہ صحرائین دھونڈتا پھرا ہوں اس سے تھک گیا ہوں طاقت پاؤں میں نہیں ہے گر پڑا ہوں امیر نے عمر کو اگے اپنے بلایا ایک جن عمر کے آگے دڑا تو بیٹھ گیا عمر نے جو قدم اگے بڑھایا ٹھوکر کھا کر پھر گر پڑا امیر ہنسنے لگے عمر نے پھر وہی غدر کیا ایک جن نے تلج عمر و کا الگ تھلک اتار لیا اور عمر و کو حاکم ہوا صاحبقران نے فرمایا کہ بھائی عمر و ننگے سر کیوں ہو تلج تنے کیا کیا عمر و نے جو سر ہر ہاتھ پھیرا تو واقعی تلج نہیں ہو بل چانے اور خفا ہونے لگا جب امیر نے دیکھا کہ عمر و ننگ ہوتا ہے اور تلج کے نہونے سے گھبرا رہا ہے تب کہا کہ بھائی شہپال بن شامرخ شاہنشاہ پروردہ قاف نے اپنے ذریعہ عبد الرحمن جی کو کسی کام کو واسطے میرے پاس بھیجا ہے مگر انھوں نے ہنوز کچھ جسے بیان نہیں کیا بعد صحت بیان کرینگے انکا پیغام مجھے کیسے اور میرے سر کے زخم کو بھی انھوں نے اچھا کیا ہے بہت جلد زخم مندمل ہوا ہے اور میری بھی میرے کھانے کو کہ جسمین جلد طاقت آوے وہی اپنے ساتھ لائے ہیں انکے ساتھ جو جن ہیں وہ تمھارے ساتھ خوش طبعی کرتے ہیں یہ لکھ کر تلج جس جن نے اتار دیا تھا اس سے لیکر عمر و کے حوالے کیا اور عبد الرحمن سے عمر و کی تعریف کر کے عمر و کی آنکھوں میں سرمہ سلجائی دلوایا تب عمر و بسکود کیلئے لگا امیر نے عمر و کی ملاقات عبد الرحمن سے کر دے کہ کہہ کر نواب تم جاؤ ہماری صحتی سلامتی کی خبر کے میں ہو بچاؤ دیا نکار ہنا ہمارا کسی سے نہ کہنا عمر و تو لے کی طرف گیا صاحبقران نے عبد الرحمن سے کہا کہ اب آپ اپنا مطلب فرمائیے جو آپ کے آقا نے نعمت نے کہا ہے مجھے سنائیے عبد الرحمن نے کہا کہ یہ تو پہلے ہی میں آپ سے کہ چکا ہوں کہ جب آپ سات دن کے تھے میں نے از روئے رمل شاہنشاہ سے کہا تھا اسی زمانہ میں عرض کیا تھا کہ ایک زمانہ میں جتنے دیو ہیں آپ سے متمدنی اور سرکشی کے تمام ملک آپ کا چھین لینگے اور مطلق آپ کی طاقت اور فرمانبرداری نہ کرینگے مگر ایک ڈر کا آدم زاد ساتن ہوئے ہیں کہ شہر کے میں پیدا ہوا ہے عالی خاندان ملا دو مان رئیس کے کا بیٹا ہے وہ اگر جتنے دیوان سرکش و زبردست ہیں انکو زیر کر بیگا اور ہزاروں کو گرفتار اور اکثر دن کو متغیر بیدار کے کہ جنم و مہل کر بیگا اور ملک پکا پھرا سکی قوت بازو سے آپ کے آقا ابھیگا اور تمام قسند و عباد اس منہ میں سے دور ہوجائیں گے چنانچہ شاہنشاہ نے میری ہی معرفت آپ کا گوارہ اٹھا منگوا کر سات روز تک اپنے پاس رکھا اور دیو جو بخل خیر

و دیگر تیاران و درندہ کا دودھ آپ کو پلویا کہ جوانی میں آپ کی آنکھ کسی سے نہ چھپے اور سب پر ایک بار عجب اقبال نظر
 کی غنایت سے غالب ہے اور اٹھویں دن آپ کو اپنے بیان کے گہوارے میں کہ معرق بجوا ہر تھاٹا کر کے میں بھیج دیا اور
 آپ کے والد ماجد کو کہ آپ کے گم ہو جانے میں کمال رنج و دلال تھا نہایت راحت و سرور ہوا سو با فعل و ہر وقت آپ کا
 عفریت نامے ایک یونے ایسا زور پکڑا کہ تمام ملکات کا اپنے عمل میں کر لیا ہر شہنشاہ گلستانِ ارم میں قلعہ بند ہوا
 اور اسکو بھی کہتا ہے کہ غالی کر دو نہایت پریشان نفسیہ شہنشاہ مرگ کے آرزو نہ ہوا شہنشاہ نے مجھے کہا کہ جس طرح
 گہوارہ طفلی میں پردہ دنیا سے مٹے اٹھوا نگو ایا تھا اور از روئے قرعہ کے کمال آیت تاب سے بیان کیا تھا کہ یہ لڑکا تھا
 سب دشمنوں کو قتل کر لیا اور تھا اور ملک از دست رفتہ تھو دو ایسا بل تبودہ لڑکا جو ان ہوا ہو گا ہوشیار و فہمیدہ
 صاحبِ علم و فراست فخر امتثالِ آقران ہوا ہو گا و دیکھو تو وہ آج کل کہاں ہے کہاں اسکا مسکن مکان ہی میں نے
 بوجہ رشاد کے قرعہ چھینکا تو از روئے رمل کے اس سبزہ زار میں رنجی پایا شہنشاہ نے سنکر فرمایا کہ جلد ہم سلیمانی لجا کر
 اسے زخم چھ کر دو اور یہ وہ کھلاؤ کہ یونما اسکو قوت حاصل ہو اور میری طرف سے بعد دعا کے کہنا کہ اس عفریت
 کا کرنے کے میرے بزرگوں کے وقت میں ایک ادنیٰ پیادہ تعابدی کر کے سواران یکل سپہ دو سپہ پیادہ گاہن بستہ دادر
 پہلوانانِ فیل سوارہ کو اپنے تابع کر کے شطرنج کے فزین کی طرح کجروی اختیار کی ہو اور مجھے سخت تنگ کیا ہو اور مجھ کو ایک گھر
 میں کہ گلستانِ ارم اسکا نام ہے رخ کے قلعہ بند کر رکھا ہو کہ میں آگے پیچھے دانے بائیں کسی طرف جانیں سکتا ہوں اور
 مطلق بے بساط ہو رہا ہوں اگر تم سا شاطر میری مدد نہ کر لیا تو نقشہ بدل جائیگا بازی میری مات ہو چکی ہو کہ جو میں کی
 دست برداری نے نقشہ میر لگاڑ دیا ہو بساط اٹھ دینے کا ارادہ کیا ہو اور ظاہر ہو کہ میں حضرت سلیمان کی امت میں ہوں
 اور تم حضرت براہیم کی اولاد میں ہو لازم ہو کہ ایک پیغمبر زادہ و دوسرے پیغمبر کی امت کی مدد کرے اور تیری اوس حاجت الی
 میں ہر صورت رہے امیر نے فرمایا کہ عبدالرحمن اگر مجھے وہ دیو مارا جاوے اور شہنشاہ کا ملک میرے قوت بازو سے
 مستخلص ہو کہ شہنشاہ کے قبضے میں آوے تو میں چلنے کو حاضر ہوں نہایت درجہ شگفتہ خاطر ہوں عبدالرحمن نے کہا
 کہ میں بخوبی رمل میں یکم چکا ہوں پہلے ہی سے یقین کامل ہو اور دل سے حقد ہوا ہوں کہ عفریت کش آپ ہی
 ہیں اور ملک بھی آپ ہی کی غنایت اور اعانت سے مستر ہو گا انشاء اللہ تعالیٰ آپ ہی کے ہاتھ سے واصل ختم وہ
 مرتبہ ہو گا عمر و کا حال سنئے کہ امیر کے پاس سے جو گیا خواجہ عبداللطیف و رئیسان مکراد و سردارانِ فوج اور
 ہر نگارے امیر کی سلامتی کا حال بیان کر کے کہا کہ اگر ایسے فزہ پر بھی شکوہ خوش نہ کرو گے تو کسٹن خوش کرو گے کہ یہ
 دامن کو گہرا میدان سے بھوکے بھوننے موافق اپنے حوصلے کے عمر کو دیا اور ہر شخص نے بجائے خود سامانِ جشن کیا
 صبح کے وقت پھر امیر کے پاس آیا اور تمام حال اپنے جانے کا اور جشن کا مع مبارک امیر میں ہو پوچھا امیر نے عرض کیا
 کہ بھائی عمر و چند دنوں کا سفر ہو گا اور بھی درپیش ہوا ہو دیکھیے کیا مشیت خدا ہو کر دے کہ کہ کیا امیر نے جو چاہا

سے سنا تھا اسکا اعادہ کیا عمرو بولا کہ اچترہ خیر ہو بیوہ کا کہ کو سون کا سفر کرنا اور اس محنت و مشقت سے قہر نہ کر
 مولا کہ گونہ میں بیٹھلا رکھنا اور عیش سے درگزر نہ کرنا یہ کیا مضمون ہو عقل صاحب کے نزدیک یہ اہمیت نہ ہونے پر امیر نے
 کہا کہ اب انکا عجیب احسان ہو کہ انہوں نے آنکر میرے سر کا زخم اچھا کیا ہو میری دوا دین میں مشغول رہے ہیں میرا دل
 ہر وقت ملحوظ خاطر رکھا ہو باقی تو جانتا ہوں کہ میں دلوں میں غول جادو گر کے باپ سے بھی نہیں دتا ہوں حافظ حقیقی میرا
 نگہبان ہو میں ان باتوں پر کب لحاظ کرتا ہوں اس میں عبدالرحمن نے کہا کہ اچھا صاحبقران آپ کو تین دن جانے
 اور تین دن آنے اور ایک دن اول بان رہنے اور ایک دن عفویت کے مارنے میں اور ایک دن جشن فتح میں گنڈی کا بیج
 نو دن کا زمانہ اس آمد و رفت میں لگے گا امیر نے فرمایا کہ قبول کیا دو نادوں ٹھارہ دن لگین کے تو بھی کچھ قباحت نہیں
 ایسے وقت میں چشم پوشی اور انکار کرنا متعقل نہ دوت و بہت نہیں عمرو نے کہا کہ اچھا جیسی آپ کی مرضی میں ٹھارہ دن
 اور قہر نہ کر کے محافطت کرونگا انیسویں دن مجھے کچھ کام نہیں ہے آپ جانے اور آپ کا کام جانے میں اپنی راہ لوں گا امیر
 فرمایا کہ میں نے قبول کیا جاؤ میرا قلمدان نے آؤ تا میں قہر نہ کر اور سرداران لشکر کو نصیحت نامہ لکھوں کہ میرے
 آنے تک سب تمہاری تابعداری کوں اور آپ کو خوش و محفوظ رکھیں لیکن خدا کی واسطے بہت طبیعت داری کو کام
 نہ فرمائیے گا سرداران فوج بہت حکومت نہ بنائیے گا عمرو دوتا ہوا اس غار سے نکلا اور مکہ کی طرف روانہ ہوا
 جس وقت عمرو مکہ میں پہونچا اور خواجہ عبدالطلب نے امیر کے پردہ قاف پر جانے کا حال سنا کمال مضطر ہو کے
 عمرو سے کہا کہ اسی طرح سے امیر کو سمجھا کر یہ غم فرخ کر دیا چاہیے کسی صورت سے یہاں تک لایا چاہیے عمرو نے عرض
 کی میرے سمجھانے نے کچھ تاثیر نہ کی مگر حضور ایک خط لکھیں اگر آپ کا فرمان کچھ موثر ہو تو شاید مان جائیں خواجہ عبدالطلب نے
 امیر کا قلمدان لے کر ایک نصیحت نامہ امیر کو لکھا اور عمرو کے سپرد کیا عمرو دوتا ہوا لشکر میں آیا اور امیر کے سفر کی خبر سرداران لشکر
 کو دی وہ بھی رونے پٹینے لگے وہاں ایک حشرات جنگی جب عمرو نے قہر نہ کر سے غم امیر کا ظاہر کیا قہر نگار زمین پر گر پڑی اور وہ زمین
 مار مار کے رونے لگی پچھڑیں لکھا لکھا کہ اشکوں سے منہ دھونے لگی عمرو نے کہا ملکہ اس دن پٹینے سے کچھ فائدہ نہیں ہے خط کو کام
 فرماؤ ہوش میں آؤ جس طرح سے خواجہ عبدالطلب نے امیر کو نصیحت نامہ لکھا ہے تم بھی اپنی طرف سے کوئی خط لکھو دیکھو کیا جواب
 آتا ہو اصل طلب کھلا جاتا ہو قہر نہ کرنے ایک فرقا نہ ملے نصیحت امیر کو لکھا اور اخیر کو یہی وجہ کیا کہ در صورت غم فرخ نہ کرے
 محکوم بھی اپنے ساتھ لیتے جلو اور اگر چھوڑ جاؤ گے تو یہ یاد رہے کہ کجا جیتا نہ پاؤ گے میں اپنا خون کھرونگی آپ پر سے قصہ و غم لگتی
 عمرو نے اس نامہ کو بھی خواجہ عبدالطلب کے نام کے ساتھ اپنے پاس رکھا اور چپکے سے قلمدان امیر کا منتقل میں بلکہ امیر کے پاس گیا
 قلمدان آگے رکھ کر خواجہ عبدالطلب قہر نہ کر کے خطوط رکھ دیے اور کچھ حالات نہ بانی بھی عرض کیے امیر نے پہلے تو ایک عرضی
 اپنے والدین خدمت میں لکھی بعد ازاں ایک شہر سرداران لشکر کو لکھا کہ مجھ کو بالفور ت چند روز کا سفر پیش ہوا ہے اسے وقت
 میں چشم پوشی اور انعام ہرگز نہیں دیا جائے جس جس کو میری اطاعت نہ رفاقت منظور ہو وہ میرے آنے تک خواجہ عمرو کو نہ دے گی اگر

سمجھے تو عمر کی مدد دل حکمی نہ کرے اور ہنر نگار کے خط کے جواب میں لکھا کہ میں اٹھارہ دن کے واسطے جاتا ہوں
انفار اللہ تعالیٰ بعد اس مدت کے توقف نہ کرونگا فوراً آتا ہوں شاہنشاہِ قاف نے اپنے وزیر کو میرے علاج
کے واسطے بھیجا اور اُس نے اُن کو مجھے تندرست کیا پس اخلاق و مروت و جوانمردی سے بعید ہو کہ میں اُسکی مصیبت میں
کام نہ آؤں اور اُس سے اس بڑے وقت میں نہ پھراؤں میری خاطر اگر مگر منظور ہو تو اٹھارہ دن کی مفارقت
اور بھی میری قبول کرو خدا پرشاکر و صابر رہو اور مردِ عورتوں کو ہم میں اپنے ساتھ نہیں لیے پھرتے ہیں کہ میں نکو
لتیا جاؤں اور ہر جنگ و محرم میں ہتھیار خیمہ بھی ساتھ رکھوں ہاں اگر تلف ہو گیا سیر و خکار کیواسطے جاتا تو ضائقہ نہ تھا
تکو بھی لیے جاتا اور جنگ میں آؤں عمر کے کہنے پر عمل کرنا اُسکو اپنا خیر خواہ اور جان نثار سمجھنا بیوقوفانی اُس سے کبھی نہ ہوگی
اپنے مقدمات میں ہرگز نہ عیار و مکار سمجھنا اور خطوطِ عمر کو دیے کہ مکتوبِ السیم کو پہونچا دو اور ہمارے سلاح لا دو مگر کسیکو
خبر نہ ہونے پائے دھوکے سے بھی یہ حکام بھی زبان پر نہ لائے عمر و امیر کے پاس سے شہر میں آیا لیکن خط کسی کو نہ پہونچا سلاح
لیکرا میرے پاس روانہ ہوا صاحبِ قرآن نہایت عمر و سے خوش ہوا سلاح بدن بردگاہ کے چلنے کی فکر کرنے لگے
مارا جانا گستم کا امیر کے ہاتھ سے اور چھوٹنا اُس مردود کا لشکر کے ساتھ سے

تقدیر پر اپنا رنگ نیا دکھاتی ہو موت کہاٹے کہاں پہنچ لاتی ہو گستم کی لڑائی کا بیان ہو جن دانش کے معرکے کی
داستان ہو جب امیر صبح ملکہ ہنر نگار اور لشکرِ ہزار اپنے وطن مالوت کو روانہ ہوئے شفقِ نوشیروان کا گستم کی طلبی
میں روانہ ہوا وہ ہر در و واسطے خنزیرین طوکر کے ملائین میں پہونچا نوشیروان نے تمام کیفیتِ امیر کی ملائین
تاریخ کرنے اور ہنر نگار کے یہاں نیکی بیان کر کے کہا کہ آج کئی دن ہوئے ہیں کہ تو چین کا کوس چالیس ہزار سوار
سے آیا تھا میں نے عیاشانِ ملک کو تیس ہزار سوار دیکر اُسکے ساتھ حمزہ کی تسبیح اور ہنر نگار کے لانے کے واسطے بھیجا اور
جاؤ بالا اتفاق تو چین عیاشانِ ملک حمزہ کو قتل کروا دیا ہنر نگار کو لے آؤ گستم تیس ہزار سوار سے کے کی طرف روانہ
ہوا اور اپنے لشکر کو دو منزلہ کرتا ہوا پہونچا لیکن تو چین کا کوس لنگ نمر و کی طرف سے گیا تھا اور گستم بدیشیہ فیض
کی طرف سے جلا جب قریب پہونچا معلوم ہوا کہ حمزہ نے تو چین کے ہاتھ سے زخم کاری کھایا ہوا اور اب مفقود و اخیر
معلوم نہیں ہو گیا یا جیتا ہو اور اگر زندہ بھی ہو تو اُسکی خبر نہیں فقیل مسلمان کے میں جا کر پھر سے ہیں لیکن کمال بدحواس
ہو رہے ہیں گستم یہ خبر سنکر دل میں بہت خوش ہوا اور کے سے تین کوس کے فاصلے پر خیمہ استادہ کر کے قیل جنگ بجایا
ہنوز امیر قاف کی طرف تشریف فرما نہ ہوئے تھے کہ آوازِ فریاد کوس کی امیر کے کان میں پہونچی لیکن کوئی فوج نہ
تھی امیر نے عمر و سے کہا کہ بھائی دیکھو تو یہ قیل کہاں کب کسی کا لشکر پہونچا عمر و نے شکر ہو گئے بڑا تو ایک لشکر بے شمار
کے ہزار سوار کا دیکھا دریافت کیا تو معلوم ہوا گستم تیس ہزار سوار سے لڑنے کو آیا ہو نوشیروان نے امیر کے قتل اور
ملکہ کے لانے کے واسطے بھیجا ہے پہلو و گریز قلعے میں جا کر برج و فصیلوں پر لوگوں کو قائم کیا اور تیر انداز اور

بعد اندازد برق انداز و لفظ اندازدن کو جا بجا موقع سے بھلا دیا بعد ازاں عمر و نے چاہا کہ امیر کو جا کر خبر دیوے
اس کیفیت سے مطلع کرے کہ ادھر گستم تیس ہزار سوار سے قلعے پر آپہنچا اور لوگوں کو تلے کا حکم دیا بموجب حکم کے
فوراً کئی ہزار سوار نے قلعے پر ہلا کیا اور قلعے کے اندر گھسنے کا ارادہ کیا عمر و نے وہ آتش بازی کی ماری کو جتنے آگے
تھے جھٹک کر دھکے باقی ماندہ مین سے کسی نے دھشت کے مارے آگے کو قدم نہ بڑھایا خوف سے دہل کر پیش روی سے
ڈر گئے گستم نے طبل باز گشت بجا کر فوج سے کہا کہ آج سستا وکل سمجھ لینے آنا فنا میں شکست فاش دینگے جب حمزہ
نہیں ہو تو اس قلعے کا لینا اتنی ٹبری بات ہو اس قلیل فوج کو تنہا سے مسلمانوں کو ہمارے مقابلہ میں کب اقبال
اور ثبات ہو صبح کو کھڑی سواری اس قلعہ کو فتح کر لیں گے ان لوگوں کا کام تمام کر کے ملکہ کو ہمراہ لے لینے عمر و نے ہمت
پائی جو کچھ گذرا تھا امیر سے مفصل شرح و آخر دی امیر نے فرمایا کہ تم جا کر کوس جنگ بجواد واد صبح کو میدان میں ملکہ
فوج کی صف جمائو میں فکر سمجھ لو بھگوانشا اللہ تعالیٰ شکست دے گا اور سیاہ قیطاس کو قلیل زانتا سپید صبح میرے
پاس روانہ کرنا اور تمام فوج کو تسلی اور شفیق دینا عبدالرحمن نے کہا کہ کب بنگوانا کیا ضرور ہو جلد اگر تشریف برمی نظر ہو
تحت پر سوار ہو کر اُدھر کا رخ فرمائیے مرکب کو نہ منگوائیے امیر نے فرمایا کہ اچھی تو بات ہو ایسا ہی کرینگے تخت ہی پر سوار ہو کر
چلینگے عمر و کو سیاہ قیطاس کے لانے کو منع کر دیا اور ارشاد کیا کہ اچھا بھائی عمر و صبح کو میدان نرم میں صف آرا ہو کر ہمارا
انتظار کرنا اس امر سے سمجھ لینے انشا اللہ تعالیٰ اسکو بیان آنے کا لطف دکھا دینگے عمر و نے قلعہ میں آکر چھوٹے سے برج
بمک کو فروہ دیا اور ہر شخص سے کہنا شروع کیا کہ صبح کو تم سب صاحبقران کو دیکھو گے اپنے آتما اور امیر سے ملو گے میں نے
گستم کا حال بیان کیا تھا سب حوالہ پست کنندہ کہا تھا فرمایا ہو کہ اس وقت تم جا کر طبل جنگ بجواد واد صبح کو فوج کو میدان میں
میں صف آرا کر دہمارے منتظر رہنا ہم آکر سے نہرا دینگے اسکی سرکشی خاک میں ملا دینگے یہ کہہ کر کیا چینی اور قلم چینی کو
کوس سکندری پر ڈونکا دینے کا حکم دیا اور آپ بھی جنگ کے سامان ہیا کرنے لگا واقع میں یہ شردہ سنکر چھوٹے سے برجے بمک کو
وہ شب شب براف شب عید ہو گئی شادی اور سرت قریب کاغت اور صیبت بعید ہو گئی رات بھر دونوں لشکروں میں
طبل جنگ بجا کیا رات بھر طیفین میں جنگ کا ذکر ہوا اور جرجار اُصحا و عمر و نے ایک اختر بردی پر سوار ہو کر جنگ گاہ میں جا کر
صف بندی کی نہایت خرم اور ہوشیاری کیساتھ امیر کی فوج غنیمت کے مقابلے میں کھڑی ہوئی گستم بھی عمر و کے مقابلہ میں اپنے
لشکر کو لیکر کھڑا ہوا بغور جو دیکھا تو معلوم ہوا کہ صاحبقران تو نہیں ہیں عمر و لٹنے کو آیا ہو یہ نیارنگ پناہا ہوا خوش خوش
اپنے گیندے کو میدان میں نکالا فوج کو بڑھا دیا تھا ہوا برے سے آگے بڑھا چاہتا تھا کہ سبازر طلبی کرے اور کلمات رجز بہودہ بکے
کہ عمر و نے تحت صاحبقران کا دیکھ کر اپنے سرداران لشکر سے کہا کہ دیکھو وہ صاحبقران آتے ہیں اپنے جمال اہل کمال سے تم سب کو
مشرف فرماتے ہیں جب تحت قریب پہنچا بھڑانے دیکھا کہ صاحبقران مسلح دوزانو تحت پر بیٹھے ہوئے ہیں کی طرح تانیر اور
اضحلال بیماری گذشتہ کا نہیں خوش و خوش و سب طرح سے مین نہ لیکر سب سب ہمارے خوشی کے اپنے گھوڑوں سے پر مین

تو دیوبسی کو کوڑے لے کر بعضے کا جلدی کے باعث پاؤں رکاب میں بٹھا بعضوں کا لکاب میں اٹھا کر ٹپکے گستم دیکھ کر بے قیاس قہقہہ مار کے ہنسا اور اپنے سرداروں سے کچھ کہنا شروع کیا عموماً بولاک اور دنی صورت ہنستا گیا ہو کوئی دم میں روتا ہوا جہنم کو راہی ہوتا ہوا وہ دیکھ صاحبقران تیری جان کا ملک الموت آہو بچاؤ اور دم آؤ دم دیکھ لگا امین صاحبقران کا تخت آسمان پر سے زمین پر آؤ گستم اور اس کا لشکر دیکھ کر سخت متحیر ہوا کہ حمزہ بلائے آسمانی کی طرح کہہ رہے تھے نازل ہوا اسکی تو پہنے اور کچھ خبر دینی تھی یہ زندہ بچے کیونکر ہو گیا صاحبقران نے تخت پر سے اتر کر فوراً اسکو لٹکا کر اکہ اوپر دے اگر آیا ہو تو سامنے آؤ ہر دو درخت اور غور سے تو محو رہتا یہ سنتے ہی نیزہ امیر کے سینے پر پڑا لایا امیر نے نیزہ اس کے ہاتھ سے چھین کر اسی نیزے کی دھند اس کے گیندے کے سر پر جواری بھیجا اسکا نکل آیا اور زمین پر گر پڑا جب تمام چاہو ہوا تو گستم نے امیر پر تلوار کا وار کیا امیر نے اسکی تلوار کو جو اپنی تلوار پر گاناٹھا اسکی تلوار کے پاس سے ٹوٹ گئی فقط قبضہ ہاتھ میں رہ گیا ہر گاہ امیر نے ہاتھ اٹھا یا گستم نے اپنا سر چڑھایا امیر نے ایک ہاتھ مونڈھے کا ایسا صاف لگایا کہ

مقابلہ کرنا گستم کا صاحبقران سے اور مارا جانا اسکا ایک ضرب امیر سے



کٹھنی کی طرح دو ٹکڑے ہو گیا جہنم کو راہی ہوا یہ دیکھ کر لشکر جو اسکا جھپٹلش کر کے آیا عبدالرحمن نے اپنے جنوں سے کہا کہ دیکھتے کیا ہوا لگو مار لو چار سو جن جو عبدالرحمن کے ساتھ تھے ایک ایک دودھ آدیوں کو اٹھا کر آسمان کی طرف لے آؤ اور اوپر سے ایک ایک آدمی کو دودھ آدیوں پر مار کے بیٹل نہراؤ آدمی گستم کی جلو کے واسطے جہنم کو بھیجا اور قریب تین ہزار آدمی کے عمر و نے پہلے دن جب گستم نے قلعہ پر ہلا کیا تھا آتش بازی سے جھلسا کر فی النار واسقہ کیے تھے سات ہزار آدمی کہ جو بخلا تیس ہزار کے باقی رہے تھے انھوں نے اپنی جان کو غنیمت جانا گستم کی لاش و پارہ کو لیکر مدائن کی طرف رخ کیا جب امیر گستم کی لاش کو لے کر فی فتح کر چکے عبدالرحمن امیر کو لیکر قاف کو روانہ ہوا اور امیر کا لشکر دین قائم رہا

امیر کا کوہ قاف کی طرف جانا اور وہاں سے اٹھا رہ برس کے بعد پھر نا

شہد نہ خامہ داستان نگار کو بڑا میدان صفحہ طح کرنا ہو سفر دور دراز پیش آتا ہو کس قسم کے مارے جانے کی کیفیت اور اسکے لشکر کی تاراجی اور معاودت کی حقیقت معلوم ہونے کے بعد واضح ہو کہ امیر کو قاف کو روانہ ہو کر عمر و خیمہ و خرگاہ و نقد و جنس لشکر کفار کا اکٹھا کر کے نقد و جنس تو آپ لیا اور زادہ سے جو کچھ باقی رہا اپنے لشکر کو انعام دیا اور خواجہ عبدالمطلب کے خط کا جواب خواجہ اور مہر نگار کے ہتھ بانی نام کا جواب مہر نگار کو اور سرداران لشکر کا خط سرداران لشکر کو دیکر امیر کے قاف روانہ ہوئی خراج جمع کو چٹ بزرگ کو دی خواجہ عبدالمطلب نے مجبوراً لشکر اپنی چھاتی پر بردھرا اور امیر کے مع الخیر پھرنے کی دعا مانگنے لگے اور انکی فتح شکر سجدہ شکر خباب باری میں دیکھا عمر سے بعد اس معرکہ کے لشکر اسلام نے کہا کہ خواجہ ہم ہمیشہ سے محکوم و مصلح جانتے ہیں اس طرح اب بھی محکوم تھے ہیں مگر مختاری اطاعت اور فرمانبرداری میں غدر و تامل نہیں اگر آگ میں دالہ دگے تو جل مرگے پانی میں دالہ دگے تو گرے عمر نے سب کو چھاتی سے لگایا اور نقد و جنس سب کے ساتھ پیش آیا اور کہا کہ یہ کیلالت ہو تم لوگ صاحبقران کے دست ہو یا با اطاعت کسی میں سلوک برادرانہ کا تھے امیدوار ہوں اور تم سب پر میں مل جو جان سے نثار ہونے کو تیار ہوں مہر نگار کی مخالفت کا خواہاں ہوں اسی فکر میں ہوں مصلح جویان ہوں کہ نوشیروان سا بادشاہ اسکی تجویز میں پہلے نور دیدہ کی آزد میں ہوا و اب جو امیر کا پروردہ قاف کی طرف جانا نے گا تو کیا کیا فاکر مہر نگار کے چھیننے کی نہ کرے گا سرداروں نے کہا کہ خواجہ صبیح ہمارے دم میں ہم ہوا تو کوئی کیا مال ہو اگر خود نوشیروان مہر نگار کے لینے کو آویگا انشاء اللہ تعالیٰ ذلت خواری اٹھائیگا عمر نے کہا کہ مجھ کو اس سے زیادہ تھے امید ہو کیوں نہ ہو یہی مقصد ہے شرافت ہو جو اندری اور رفا کی ہی شان ہو یہی ہمت اور مروت ہو اور اگر امیر تلکداریاں جانتے تو اپنے ناموس کو مختارے بھروسے پر کب چھوڑ جاتے اور کوئی صورت نہ نکالتے کوئی اور فکر نہ فرماتے یہ کہ تمام لشکر کو قلعہ کے اندر بجا کر قلعے کو شل طاؤس مرغ بنایا اور خندق کو غرقاب کر کے دروازے کے آگے بل تختہ اٹھوایا اور فیل بند و روانہ پر ایک شاہیاد کار چوبی کا شانی حمل کا اپنی نشست کیواسطے استادہ کیا اور اسے نیچے کر سی مرصع کچھو کر سامان جلوس حد سے زیادہ کیا بعد اسکے مہر نگار کے پاس گیا اور خر و فتح کا کما مہر نگار نے فرمایا کہ خواجہ میں محکوم بچا ہے باپ کے جانتی ہوں اور ہر طے سے مختار کہنا مانتی ہوں امیر نے نصیحتاً لکھا ہو کہ خواجہ کے حکم سے باہر نہ ہونا کوئی امر ہے شورش اور مصلح خواجہ کے نہ ہونے پائے کسی امر میں خود سمنو ناما حاد میں اور مختاری اطاعت سے سرکشی کروں خدا غارت کرے اس گھڑی کو بلکہ مجھ کو بھی جس گھڑی میں مختاری نافرمانی کروں خواجہ یہ شکر کلمات شننا و صفت زبان پر لایا اور کہا کہ ملکہ صاحب میں جو کچھ عرض کروں گا نفس الامری سر اسیر خواجہ ہوگی وہ بات عین فدویت و جان نثاری کی ہوگی اور امیر نے جو اطاعت کو لکھا ہو تو اسواسطے لکھا کہ امیر کا بیجا ہوا و دستورات مردوں کے برابر برتری فطرت نہیں ہوتی میں سوائے اسکے صفت جنگ جہاد عورتوں پر حرم و مردوں

کی غیبت میں بے رغبت و عصمت ہوتی ہیں اور باپ آپکا اور پردہ اداوت ہو برسر پر خاش و مقاوت ہو اور باقی میں آپ کا
تا بعد ہوں حشر نگار نے کہا کہ خواجہ یہ کونسی بات ہو میں امیر کے حاضر و غائب تمھاری فرمانبرداری ہوں عمر و ہمت
اپنے دل میں خوش ہوا اور چہ عینے کا قلعہ خرید کے قلعہ میں بھر کے کہنے لگا کہ اب چہ عینے تک اگر تمام روئے زمین کو فتح
آوے اور قلعہ کو چاہے کہ خالی کرے تو کیا محال ہو خانہ خدا کے سایہ میں گرنا ہر کسی کا فضل و برکت حال ہو یکمیر و دارو
اور پلو انون کو جا بجا فیصلہ پیر قائم کیا اور آپ لباس شہانہ بلبس ہو کر شامیانہ کے نیچے بیٹھکے حسب عہدہ صاحبقران بن گئے

کیفیت صاحبقران کی جو راہ میں قاف کے گزری

صاحبقران کے سفر کا بیان ہونے لڑکی داستان ہر جنات جو صاحبقران کا تخت لیکر اڑے زمین سے سہقر بلند
ہوئے کہ کوہستان قلعہ جات دیکھنے سے رہ گئے قریب ظہر کے ایک سبزہ زار پر تختوں کو اتارا امیر نے عبد الرحمن سے پوچھا کہ یہ
کون مقام ہوا اور جگہ کا کیا نام ہو اس نے عرض کی کہ ابھی مسجد آدم آزاد ہوا در انسان میانکا بادشاہ ہوا در ستم بن مال کی
دور ش گاہ ہوا میر ناز سے فراغت کر کے تفریحا و زرش گاہ رستم کی دیکھنے کو گئے اور دو ایک مقرب لوگ بھی ہمراہ چلے وہاں ایک کشتہ
نظر آیا اندر جاکے دیکھا ایک صندوق آہنی مقفل چھت میں لٹکا ہوا ہوا اور اسکو ہر ایک شخص نہیں لےتا سکتا ہوا امیر نے اسے
بآہستگی تمام اتارا اسے کھولا تو اس میں ایک کمبند و خنجر و حلقہ کمان دیکھا اور ایک لوح سنگ پر لکھا پایا کہ یہ سباب رستم کا ہوا
اور کوئی اسکو نہیں لے سکتا ہو جو شخص کہ صاحبقران ہو گا وہ اسکو لے گا اور ہر رتبہ ان ہو گا صاحبقران اسکو لے کر
خوشی خوشی عبد الرحمن کے پاس آئے اور وہ اسباب مع لوح دکھلایا عبد الرحمن نے کہا مبارک ہو یہ شوگون غیبی ہو آپ کو بخشے
ہا تھا آیا ہو اسدن اس جگہ شب باش ہو صبح کو بدستور پیرسوار ہو کر آخر روز ایک مقام پر آتے دیکھیں تو کوکوسون ملک
ایک دیوار آہنی ہو خدا جانے کب کی بنائی ہوئی ہو دروازے کا کہیں پتہ نہیں انسان کیا حیوان کا بھی وہاں گذر نہیں
حکم دیا کہ دروازے کی جستجو کی جائے جلد کوئی جا کر خبر لائے آخر جنوں نے ڈھونڈ کھڑو دروازہ نکالا امیر اس طرح توجہ ہوئے
دروازہ کھول کر اسکے اندر جو چلے ایک سبزہ زار دیکھا اور ایک گنبد میں ایک فقیر سالک کو عبادت اتنی میں مہوٹ پایا
اس نے امیر کو دیکھا سلام علیک کر کے کہا کہ صاحبقران ہیں و برس سے تمھارا انتظار تھا امیر نے سلام علیک کا جواب
دیکر پوچھا کہ آپ نے مجھے کیونکر پہچانا کہ میں صاحبقران ہوں میرا نام کس طرح جانا اس بزرگ نے کہا کہ میں نے بزرگان
سے سنا تھا کہ یہ سرحد قاف ہو بیان کوئی انسان نہیں آئے گا مگر ایک شخص حمزہ نامے وہ البتہ یہاں تشریف لائے گا
الحمد للہ کہ میں نے تم کو دیکھ لیا اب اتنا امید دار ہوں کہ میرا وعدہ برابر ہو پوچھا مجھے غسل کی روئے کرتے جا ئے میری مٹی
ٹھکانے لگائے یہ کہہ کر کمر بٹھک کر جان بحق تسلیم ہوا ملک عدم کا راستہ لیا یہ دیکھ کر امیر نے تاسف کیا اور اسکی چہیت کی
تعمیل کی تہنیر و تکفین سے فراغت ہوئی تھوڑی دیر کے بعد کھانا نوش فرما کر تخت پر سوار ہوئے ایک شبانہ روز عبد الرحمن
یہ چلا گیا دوسرے دن ظہر کو قاف ایک بیابان میں اتارا امیر نے عبد الرحمن سے فرمایا کہ ابھی تو دن سو اسیاں آئے گا

کیا سبب ہو عبد الرحمن نے کہا کہ خباثت علی اس مقام پر اس واسطے ابھی سے اتر رہی ہیں مصلحتاً ٹھہرا ہوں کہ یہاں سے تھوڑی دیر
 پر راہدار نامے ایک پورہا کرتا ہو کہ وہ راہزنی اور کشت و خون کیا کرتا ہو جو کوئی اُسکی آنکھ پر کچھ بھجواتا ہو تو جابر سے تاجی
 اور جھکو دیکھ پاتا ہو وہ اس کا فکار ہوتا ہو ملک عدم کو اس کا سفر ہوتا ہو اسلئے میں ابھی سے یہاں اتر کر آدھی رات کو سوار
 ہو کر بے کھٹکے نکلا بیٹھے اُس تشویش اور تردد سے امان پانینگے امیر نے فرمایا کہ ہکو اُسے مکان پر بیچا جا ہے کہ ہم بھی اسکو دیکھ لیں
 اور اگر موقع ہو تو اسکو مار کر خلیق اللہ کو اُسکے ہاتھ سے نجات دیں عبد الرحمن نے کہا کہ یا صاحب جقران وہ بڑی موزی ہو
 اندھے سین تو قوت فرمائیے صلیحت وقت یہی ہو امیر نے فرمایا کہ یہ تیرا ذکر زبردست وقوی زیادہ راہدار ہر یا عفریت نکلا جا
 ہو عبد الرحمن نے کہا عفریت کے آگے راہدار کی کیا حقیقت ہو اُسکے قلعے میں اسکی بہت ہی کم حیثیت اور لیاقت ہو
 صاحب جقران بولے کہ یہ طرفہ معاملہ ہو عفریت کے مارنے کو تو مجھ کو قاف لیے جاتے ہو اور راہدار سے کہ جو اُسکے آگے حقیقت
 نہیں بکھتا ہو لڑنے کو منع فرماتے ہو عبد الرحمن نے معقول ہو کر عرض کی کہ ایک بلا اس میدان میں ابھی نازل ہو کہ جسکی فتن
 سے ہرگز کوئی نہیں ٹھہرتا ہو سب کا دل لرزتا ہو امیر نے فرمایا کہ وہ کیا بلا ہو اور اسکا کیا نام ہو عبد الرحمن نے کہا کہ ایک خیر خواہ
 نہایت خوشنودہ شہر پر ہو امیر شہر کا نام شکر بہت خوش ہو سے اور اسی دم نستان کی طرف تشریف لیچے خیر نے جو آدمی کی ہو
 پانی نستان سے باہر نکلا اور چاروں طرف دیکھنے لگا امیر دیکھیں تو واقعی سر سے دم تک ساٹھ ہاتھ لمبا ہو کمال
 ہیبت ناک زبردست ہزار شہر کا ایک شیر بنا ہو امیر نے اسکو لٹکا راہ دکھا رہا ہوا امیر کے اوپر آیا برابر آتا تھا
 امیر نے بدن جھرا کر ایک ہاتھ اسکی کمر پر ایسا لگا یا کہ صاف دو ٹکڑے ہو گیا زمین پر گر پڑا جن امیر کی قوت دیکھ کر ڈنڈے لگے
 فتن سب کے رنگ ہو گئے اور عبد الرحمن نے امیر کے قبضے کو چوم کیا اور وہیں سے سوار ہو کر راہدار دیو کے مکان کا قصد کیا
 امیر تمام مدت اس خیال سے نہ سوئے ایسا سو کہ راہدار کے مکان کی راہ کا ٹکڑے چلے جائیں وہ میری حفاظت کے قصد سے مجھے
 اُسکے مقابل کا نہ جان کر راہ نہ بتائیں صبح ہوتے ہوئے راہدار کے مکان پر پہنچے لیکن جنوں کے بدن میں اُسکے خون سے
 ریشہ پڑ گیا ہاتھ پاؤں بھول گئے متصل اُسکے مکان کے تحت کو کھلے جن تھے ادھر ادھر گوشوں میں چھپ چھپ ہمارے تحت پر سے
 اُسکے راہدار کی تلاش میں چلے راہدار کا حال سنئے کہ وہ میں سو دیو سے اس مقام پر رہا کرتا تھا وہ ہمیشہ خبر سنکوا یا کرتا تھا کہ
 شاہنشاہ پردہ قاف کس خیال میں ہو کیا فکر کر رہا ہو کس حال میں ہو ایک روز ایک دیو نے اُسکے خبر دی کہ شاہنشاہ نے عبد الرحمن
 کو ایک آدم زاد کے لایکے واسطے پردہ دنیا پر بھیجا ہو سنا ہو کہ وہ شخص بڑا شجاع اور پہلوان اور طاقت دار صاحب کمال اپنے قوت
 کا یکتا ہوتا کہ وہ اگر دیوان قاف کو قتل کرے اور شاہنشاہ قاف کا عمل بخوبی جاوے اُسدن سے راہدار شاہ زور
 تاک میں تھا کہ وہ آدمی کب دے کہ میں اپنی داڑھ گرم کروں آدمی کا گوشت لذیذ فریاد چکیوں قضا کا ساقوت راہدار قتل ہو
 پر بیٹھا ہوا سبز زار کی سیر کر رہا تھا کہ صاحب جقران اُسکو دکھائی دیے دوسرے نظر پڑے تجویز کیا کہ شاید وہ آدمی آیا اور یہ
 آدمی اسی کے ہمراہ ہوں میں سے ہو اچھا راز قہ زراق نے پہنچایا ایک دیو کو حکم دیا کہ اس آدمی کو اٹھا لا امیر پر زبردستی لا

وہ دیوا میر کے پاس آیا اُسے ہاتھ بڑھا کر چاہا کہ امیر کو اٹھالیا جائے راہدار کی خدمت میں پہنچا دے امیر نے اُسکا ہاتھ
 پکڑ کر ایک جھٹکا جو دیا دیو دوزا زعمیہ لگیا ادھر مواہوا امیر نے ایک گھوٹا اسن ورسے اُسکے سر پر مارا کہ غزا اُسکا لگی گردن
 میں گھس گیا پردہ قاف سے عدم کو سدھا راہدار نے کیفیت دیکھ کر معلوم کیا کہ ہونو یہ وہی آدمی ہے جسے عبد الرحمن
 نے لے گیا تھا یہ سوچ کر تین سو دیو سمیت امیر کے مقابلہ میں آیا امیر نے اسن ورسے نعرہ اُٹھا کر مارا کہ تمام سیایان دہلی گیا
 سارے جنوں کا دم سا نکل گیا راہدار اپنے تین سو دیو لیکر الگ ہوا اور ایک طرف جا کر بارادہ مقابلہ سنبھلا امیر نے کیا
 کر ایک بلا سے بدبوختینا تین سو گز کا قدہ ہوا اور دو شاخیں پچاس پچاس گز کی مثل شاخاے خشک نخل دیو دار سر پر
 اور سانداندار کے دہن کشادہ ہر شیلے آگ کے نکل رہے ہیں فعد و فرخ سے زیادہ ہر پشت خون سی لکھیں سرخ
 ہو رہی ہیں بلکہیں سیاہی کے کانٹوں کی صورت کھڑی کھڑی لہن ناک کیا ہو گیا باوت بزرگ آنکھوں کے نیچے ٹوٹ
 کے اوپر دکھا کر میں خیروں کی کھال کا لنگوٹ کسے ہوئے اسپر دم اپنی پیٹنے زینچ میں غلخالین زرین مرصع ہاتھ پاؤں
 گلے میں ڈالے ہوئے امیر کے برابر آگے لگا ادسیاہ سرزدان سفید تو نے میرے دیو کو کیوں مارا میرا خیال و راہ
 عجیب کچھ نہ رہا اب مجھے پکڑ کر کون جاتا گیا میرے ہاتھ سے کیونکر تخلصی پائی گیا یہ کہ ایک شاخ شمشاد کی حسین کئی ایسی لٹکتی ہے
 تے امیر کے سر پراری امیر نے اُسکو رو کیا اور قریب جا کر ایک ضرب خنجر رستم کی اسن ورسے اُسکے ہلو میں لگائی کہ وہ
 ہلو سے وہ خنجر نکل گیا اُسے تو بس ایک ہی ضرب میں دانت نکال دیے ہوش حواس سب برباد کیے امیر نے خنجر کو میان دین
 کر کے تلوار میان سے لی اور تین سو دیو جو سامنے کھڑے ہوئے تھے اُنپر حملہ کیا جس پر ایک ہاتھ لگایا اُسے سانس نہ ملی
 جان دی عبد الرحمن نے جنوں سے کہا کہ راہدار تو دھچکا اب تلو کیا اور ہر کس بات کا خوف و خطر ہی مان اسوقت
 کی مدد کیا چاہیے تھے جن تھے سب دیو چڑھوٹ پڑے خوب جی توڑ توڑ کر لڑے اکثر دیو تو داخل جہنم ہوئے ملک ہدم میں
 داخل ہوئے اور تھوڑے سے جو پکڑ بھاگے امیر نے اُنکا پیچھا نہ کیا اُنکو مطلق العنان کیا اسید عبد الرحمن کو لیکر
 کے مکان پر گئے جا بجا جہرات کے انبار دیکھے سباب میں قیمت بیشمار دیکھے امیر نے عمر کو اسوقت یاد کر کے کہا کہ جاسے
 عمر و ذالی ہوا اُسکی یاد ہمارے دل پر حالی ہے میر عبد الرحمن سے فرمایا یہ جتنا مال ہے یہ سب ملک شہمیال کا ہے جو کلو اس
 کچھ کا نہیں ہے اسی مال پر جو ملک خام نہیں ہے تم اُسکو اٹھو اگر اپنے شاہنشاہ کی خدمت میں پہنچا دو کہ اسکا دل ہے
 مال کو دیکھ کر شگفتہ ہو جئے جن تھے سمجھوں نے امیر کی شجاعت و سخاوت پر آفرین کی جان و دل سے تحسین کی کہ
 کہا کہ اگر دھڑا کا بھی ایسا دل و کردہ ہوتا ہے کہ اس قدر مال کو اپنے ہاتھ سے ٹھوٹا ہے ہمارے راہدار کا سر چار چوڑا
 اُسوا کے امیر اپنے تخت پر سوار ہو کر روانہ ہوئے سب فقیق اُس شمع کے پروانہ ہوئے ہر گاہ قلعہ قدیم کے نزدیک پہنچا
 سلاسل جنی رفیق شہمیال چالیس ہزار سوار پر نیراد جلو میں لکھا امیر کی پیشوائی کیواسطے آیا اور قلعہ میں نے جا کر
 پائین شاہانہ امیر کی دعوت کا سامان ہم پہنچا دو دوسرے دن امیر مع سلاسل حتی گلستان ارم کی طرف روانہ ہوئے

دی لکھتا ہو کہ شہسپاں امیر کی آمد مدد نگر گل شگفتہ ہوا اور فرمایا کہ ہاں سا ان جلوس کمال تیرے تیار ہو چھترہ
 ۱۰ استقبال کی واسطے جانینگے اس بات سے ہر شخص خبردار ہو حکمران دیر تھی قیل میں کیا تاخیر تھی شاہنشاہ قاف بے طعنے طرف
 ۱۱ امیر کے استقبال کے واسطے روانہ ہوا امیر کا حال سننے کے واسطے بائیں تو عبدالرحمن اور سلاسل کے تحت تھے اور
 ۱۲ عین صاحبقران کا تخت امیر بائیں کرتے چلے جاتے تھے کہ سامنے سے صدر با تخت روان چنیر سیکڑوں پر نیرا و ساز بجاتے
 ۱۳ ارگاتے جیکے نظارے کی ہرگز تاب نہ دے نہ وہوئے اسکے بعد سیکڑوں تخت پر نیرا وں پر نیرا وں کہ انسان جیکے حسن جمال کو
 ۱۴ بیکار مثل سایہ زردگان کے بیہوش ہو جائے اسکے نظارے کی ہرگز تاب نہ لائے اتوں میں گدستے بے ہوشے ٹھٹھکے اور بخورات
 ۱۵ دشن کیے تخت شہسپاں کے گرد اگر د نظر آئے دیکھنے والوں کی بڑے خط اٹھائے تمام بیابان خوشبو سے شکل رہ تھا عجیبان ہم
 ۱۶ فاعبدالرحمن سلاسل حبیبی نے دور سے دیکھا صاحبقران سے کلمہ شاہنشاہ آپ کے استقبال کی واسطے آئے میں آپ کیا
 ۱۷ راتے ہیں جب تخت شہسپاں کا قوب پہنچا صاحبقران نے اپنا تخت زمین پر رکھا اور شاہسپاں پر نیرا وں کے کما کر بار
 ۱۸ نت بھی صاحبقران کے تخت سے ملا کر رکھ دیا کہ اتنا اس سے دیکھو سرور ہو جیسا ہنشاہ کا تخت زمین پر رکھا گیا صاحبقران
 ۱۹ نت پر سے اتر کر شاہنشاہ کے تخت کو بوسہ یا شاہنشاہ نے امیر کو چھاتی سے لگایا اور پیشانی پر بوسہ کیا فرمایا کہ میں نے تکیہ علیہ السلام
 ۲۰ ی یہ جرات نامناسب کی مگر ظاہر ہو کہ بزرگ ہی لوگ بزرگوں کے کام آتے ہیں اور ان کے طفیل سے نیاز مند کے سکام انجام پاتے ہیں
 ۲۱ صاحبقران نے کہا کہ اگر میری جان بھی حضور کے کام آوے تو مجھے دریغ نہیں بلکہ یہ خیر خواہ ولی بڑی نیکنامی پائے یکھ کر اہلکار
 ۲۲ جو ہرات و مال و اسباب جو ہاتھ آیا تھا شاہنشاہ کی خدمت میں گزارنا شاہنشاہ امیر سے بہت خوش ہو اجلا حاضرین امیر کی خدمت میں
 ۲۳ رائیہ واریان تھے اور ان کی طرف تیرے نگران تھے سمجھنے نے امیر کی قوت بازو و جہد میں آفرین کی اور بہت شاباشی ہی شاہنشاہ
 ۲۴ با علیہ الرحمہ کی خدمت میں سرفرازی عطا کیا بچپن میں اس کا مرتبہ بالا کیا پھر امیر کو اپنے ساتھ لیکر تخت پر بٹھا کر گلستان زمین
 ۲۵ دینے امیر کو بارگاہ سلیمانی میں اتار کر ایک نعل جو ہر نگار پر بٹھالایا اور جو ہرات پیش کیا شاہنشاہ کے امیر پر نثار کر دیا جعد عانی پر
 ۲۶ نے امیر کے روبرو پر جوڑ کر کھڑے ہوئے اور امیر کے حسن جمال کو دیکھا کہ سرور ہو کر کہنے لگے کہ خالق نے انسان جمیع انبیاء کو بھی
 ۲۷ ہی صورت و قوت عطا کی ہے اور ایسی جاہر شفاعت ہی ہے اور شاہنشاہ کا یہ حال تھا کہ سوائے امیر کے دوسرے کسی طرف نگاہ نہ کرتا تھا
 ۲۸ لے کے عالم میں مثل پر نیرا وں امیر کو نیک ہاتھ اور امیر پر بٹھکائے چپ بیٹھے تھے شاہنشاہ نے امیر کو خاموش دیکھا قاف کے گاہ پر
 ۲۹ ن شراب بنکائی کہ اس کے پینے سے حمزہ کا حجاب ٹوٹے اب جب تک شراب انگوری حمزہ کے واسطے آئے راقم بردہ دیا کا حال لکھتا
 ۳۰ گاہ ہونا نوشیروان کا جانے سے امیر کے طرف قاف کے اور روانہ کرنا فوج کا مکہ کی طرف

مورخان اخبار پیشین اس طرح سے بیان کرتے ہیں کہ رومی میں در عیاشان ملک حال سکرتو نوشیروان محمود تھا ہی
 ۱۰ لہتم کی لاش آئی اور ہر ایسوں نے تمام کیفیت کہشانی کہ جس وقت ستم نے صف بندی کی حمزہ کا تخت نشین کیا انسانی
 ۱۱ سامنے سے اتر کر حمزہ نے ستم کو مارا اور سواروں کو زمین سے کسی نے اٹھا اٹھا کر سامان پر بٹھا کے اس طرح سے نثار تاک تاک

چیکنا شروع کیا کہ نیچے کے سوار بھی دب دب کے مر گئے چنانچہ اسی طرح بیس ہزار آدمی مارا گیا اور کشتہ نظر نہ آیا بادشاہ
 نے اس ماہر کے کوٹنگر تعجباً نہ بزرگ چہرہ کی صورت دیکھی بزرگ چہرے تمام واردات یردہ قاف کی بیان کر کے کہا کہ
 شہیال بن شاہ رخ نے حمزہ کو اپنی اعانت کے واسطے بلوایا ہوا اور وہ اسکی مدد کو گیا ہوا ہر چہ حمزہ اٹھارہ دن کا وعدہ
 کر کے گیا ہو لیکن اٹھارہ برس ہاں رہیگا اور دیوان قاف کو زیر بر کر کے دنیا میں آئے گا اور اسپر کوئی دیوتا بونیا گیا
 پس جسد اسکا غم قاف کی طرف روانہ ہو گیا تھا اسیدن گسٹم نے لڑائی ڈالی حمزہ نے تو گسٹم کو مارا اور جنوں کے اسکے
 سواروں کو قتل کیا نو شیروان کی کیفیت سنکر کمال خوش ہوا کہ اٹھارہ برس تک کون جیے اور کون مرے حمزہ کسی نہ کسی
 کے ہاتھ سے ضرور مارا جائیگا اس فرقے کے ہاتھ سے کیونکر نجات پائیگا اسوقت میں مسلمانوں کو بے اجل مار دیا چاہیے اور انکو ہلاک
 بدلہ دیا چاہیے یہ سوچ کر وہ قلم و قلم کو کر ساسانیوں میں نے زیادہ زور آدھ کوئی دھتانیسی اسوار دیکھ کے کی طرف دانہ کیا اور کہا کہ
 بالفعل حمزہ قاف پر گیا ہوا میدان خالی ہر طرف سے فارغ ایالی ہو تم جا کہے کو دیران کر کے ملکہ فہرنگا روئے آؤ مجھ کو اسکا بدلہ دے گا
 وہ دونوں بادشاہ سے خصت ہو کر ملے کی جانے والے ہوئے اٹھا عیاران عمر و عیار کشتہ کا فرائز کار کا حال سنیکر جب
 چند روز اٹھارہ دن پر گزر گئے اور امیر نے آئے تو بے اختیار ڈر اڑھیں مارا مار کے رونے لگے نہ اپنا آنسوؤں سے دھونے لگے
 فہرنگا کر کے پاس جو گیا تو اسکو بھی بیتاب کیا فہرنگا عمر و سے کہنے لگی کہ کیوں بابا عمر و امیر تو اتنا تک اے انکی مغارت نے
 مجھے بڑے سچ دکھائے معلوم نہیں کہ انہیں کیا گذری وہ ملک یو پری کا ہوا دیکھو فرات وہاں ہوا خدایا امیر کا حافظہ ہوا اور تو کیا ہو
 مگر میں ہر کھاکر مر جاتی ہوں اپنا نقش حیات صفحہ ہستی سے مٹاتی ہوں جہاں مناسباً بنا مجھ کو دفن کرو دنیا زیر زمین دھرو دنیا
 خواجہ نے کہا کہ اے ملکہ آفاق خیر تو ہو کوئی ایسا کام کرتا ہو کسی کے فراق میں ہر کھاکر رہ گیا آئی کہ انقلطو اس جہت استہ کیا فیہر
 ہر خدا سے ملو اسیداعاد میں ہوا میں امیر کا حال دریافت کرنے کے لیے مدائن کو جانا ہوں بزرگ چہرے دریافت کر کے آتا ہوں
 آپ اپنا حال تہہ تہہ کیجئے اضطراب کو اپنے دل میں نہ بیجئے فہرنگا کو سمجھا کہ مقبل کے پاس گیا اس سے کہا کہ میں تو مدائن کو اپنے
 حال دریافت کرنے بزرگ چہرے جا ہوں اور ملکہ ایک تدبیر بتاتا ہوں تم اپنے چالیس ہزار تیر انداز بیخدا سے فہرنگا کی محافظت
 میں متعذر نہنا اور جا بجا قلعہ کی فصیلوں پر پہلو اتان قوی سہل کو قائم رکھنا اور آپ سب عیاری بدن پر لگا کے بیٹھے فیض
 کی طرف سے مدائن کی طرف روانہ ہوا چند روز میں فہرنگا کی قطع کر کے ایک بقال کی صورت بنکر بزرگ چہرے کے دروازے پر جا کے کہا
 ہوا اتفاقاً اسوقت بزرگ چہرے بھی دریا سے پھرے تھے عمر و کو دیکھ کر پوچھا کہ تو کون ہو عمر و نے کہا کہ آپ کی جاگیر کار دستا ہوں گدا
 بہت اندر مجھ کو ہی ہر میرے ساتھ بڑی غامازی کی ہوا اس واسطے فریاد کی یا ہوں تھکے پاس فریاد لایا ہوں اگر آپ
 داوند نیلے تو بیکر عدالت جا کر ملاؤنگا بادشاہ کو اپنا حال سناؤنگا خواجہ بزرگ چہرے اسکی عرضی کو خادم سے منگا کر
 ملا خط کیا معلوم ہوا کہ عمر و ہر خلوت میں ملا کر گلے سے لگا یا خیر و عافیت پوچھنے عمر و نے کہا کہ کیا عرض کروں کہ میں مصیبت
 گزرتی ہوں اور کیا مضرت تیرا ہوں حمزہ اٹھارہ دن کا وعدہ کر کے گیا تھا پھر استے دن اور بھی گزر گئے مسئلہ

کہ کس بلایں مبتلا ہوا اسکا کیا حال ہوا آخر نگار زہر کھانے پر مستعد ہو اسکو اس امر میں ٹہری کہ ہوا جانے کہا کسچہ ہوا حمزہ
اٹھارہ دن کا وعدہ کر کے گیا ہو لیکن اٹھارہ دین برس تعلقہ تیغ مغرب پر آنکے ملے گا اور تمام دیوان کش کوشل کر گیا اور ہلکی طرح کا
خمر نہ پہنچے گا اور اس عرصہ میں تنہا کو بہت عینیں سر کرنی ہو گئی ہر طرف شاہان پہلو نان و زکا بچہ چڑھائی کر نیگے ترے اندونے پر
کہر کسینکے لیکن نما طرح رکھ کوئی تجھے بر نہ آویگا تو ہی سب پر فتح پاویگا اور اب جلد کے عین ہو چکا ہے تعلقہ کی ہوشیاری کر اور کسی سے
نہ ڈر تو شیر دان نے ویکم و قیل کو تیس ہزار سو اسے ترے ٹرنے اور زہر نگار کے لانے کے لیے بھیجا ہی عمر و نے کہا کہ خمر حمزہ کی دوستی میں
اگر میری جان بھی کام آوے گی تو بخاک و گرد زمین ہو یہ بات میرے لوشین ہو جہا تک کوشش ہو سکے گی وہاں تک کہ زکا بچہ کھانسی
خیر خواہی میں مرد نکا باقی ویکم و قیل کو کیا چیز میں جج شید و خیر و بھی اگر گور سے اٹھ کر آدین اور زہر نگار کا نام زبان یلا دین
تو بھر قبر میں بھیجے جاوین اور اس پر قابو نہ پا دین لیکن آپ ایک خط زہر نگار کو بطور نصیحت کے اپنی طرف سے لکھ دین کہ تلسین
پاے اور میرا کمال میں لائے ہر جہر نہ قلمدان نگا کر ایک خط زہر نگار کو نصیحت آمیز لکھا اور اس میں امیر کے آنے کی مدت
اور مضمون تلسین بتدبیر کیا اور عمر و عیا کر کو دیا عمر و اس خط کو بیکر شیشہ فیض کی طرف سے لے گیا جانب روانہ ہوا اس مرتبہ شاہانہ و
منزلین طو کر کے قلعہ میں داخل ہوا اور زہر چہر کا خط زہر نگار کو دیا وہ اس کے پر پھلے زار زار رو کر کہنے لگی کہ واسعت اٹھارہ
برس اور حمزہ کے سوز و غم میں جلنا پڑا اور آتش مفارقت سے شمع کی طرح گلہلا پڑا اور اتنی مدت تک میری زندگی کیونکر
ہو گی کہ حمزہ کی صورت پھر ان آنکھوں سے دیکھو گی عمر و نے زہر نگار کو سمجھایا کہ اے ملکہ آفاق تم ابھی بہت جیوی انشاء اللہ قلعہ
اٹھارہ برس اٹھارہ دن کی طرح گزرتے ہیں اور وہ تجھ کو عافیت نشریف لاتے ہیں اب آپ خباب حدیث کی عبادت کیجیے
اور حمزہ کی سلامتی خدا تعالیٰ سے مانگ کر اپنے دلوں تلسین کیجیے اور دکر یا جامع المتفرقین ہو آپکو حمزہ سے ملا دیو گیا اور
آنکا دیدار تلسین لکھا دیو گیا عمر و زہر نگار کو سمجھا کہ فوج میں آیا اور پرانا ہڈا کر ایک ایک سے فرمایا کہ زہر چہر کی زبان کا حلو
ہوا کہ حمزہ اٹھارہ برس قاف میں رہ گیا پس بار و جب کو جانا ہو وہ ابھی سے اپنے گھر کی راہ لے اور جب کو رہنا ہو وہ با اتفاق
برادرانہ رہے جب حمزہ سلامت پھر گیا البتہ اسکی رفاقت سے خوش ہو کر بہت غرت اور حرمت کر گیا جتنے لشکری تھے کیا
سرور کیا یا ریحون نے ایک زبان ہو کر کہا کہ عوا جہ ہنہ حمزہ کی اطاعت جان و دل سے قبول کی ہو اسکی رفاقت چھوڑ گئے
جب تک جی میں جی ہوا و حمزہ کی جگہ پر آپ میں ہم آپ کے پاس سے کمان جاؤ گئے کیونکہ آپ کی فرمانبرداری سے قدم باہر نکالنے عمر و نے
خوش ہو کر ایک ایک کوچہ قاف سے لگا کے کہا کہ تم سب میری جان کے برابر ہو میں تمھارا نیا زندہ میرے برادر ہو جن جن کو قلعے کی
النگو پز قائم کرنا تھا قائم کیا اور کمال حفاظت کا حکم دیا اور آپ لباس شاہانہ پہنا کر ایک شامیانہ زری کے نیچے فرش لگا بچھا کر
کر سی جواہر نگار پر جلوہ فرما ہوا اور مقبل و فادار کو باتیر اندازان بچھا کھڑا کر کے ویکم و قیل کا انتظار کرنے لگا و ساعت کا
عرصہ ہوا تھا کہ قلعے کے سامنے سے ایک گرد و تیر کا ایک نمودا رہوئی جسکی کثرت سے سب عین پر بخیا رہوئی جب وہ غبار قریب پہنچا
ہوئے گھر کو اٹھا یا سامان لڑائی کا نظر آیا تیس علم دکھائی دیے اور آگے آگے دو پہلو ان قوی سبیل خواہ دین غرق نظر ٹپے عمر و نے

باناکہ ولیم وقلم ہی بن ان ہو قوفون نے آتے ہی فوج سے کہا کہ ہاں قلعہ کو گھیر کر مسلمانوں کو مار کے مہرنگار کو نکال لاؤ
 اُس کے عوض میں خلعت و انعام حاصل کر کے اپنے دامن خواہش کو گوہر مقصود سے بھرن ہم جلد ملین کو معاہدات کرین اور
 باکر بادشاہ سے منصب عالی پائیں سواروں نے اُس کے حکم سے گھوڑوں کو دوڑایا اور متصل قلعے کے چوٹیا یا جب قلعے کی زوہر ہو چنے
 چمرونے آیا آتش بازی کا منہ برسا یا جو آگے بڑھے اُنکو اس گ نے جلایا جو پیچھے تھے انھوں نے مارے خوف کے قدم آگے
 نہ بڑھایا ولیم وقلم نے دیکھا کہ دن بھی آخر ہوا اور لشکر کا حال بھی اتبر ہوا نقارہ باز گشت بجا کے قلعہ کی زوہر سے ہٹ کر پڑھیا
 اور فوج کو حفاظت کے لیے روند اور گشت کا حکم دیا عمر و کا سہول تھا جبکہ صاحبقران قاف کی طرف گئے تھے دونوں
 مہرنگار کے دسترخوان پر بکھانا کھانا تھا اور مہرنگار کو تسلی دیکر سمجھا تا تھا شام کی وقت دسترخوان پر چائے موجود ہوا اور بختا دل
 طعام کے دوہر تک حاضر رہ کر ملکہ کو تشفی دیا کیا بعد از ان اُنھار سرنگ مسمری کو بلا کے حکم دیا کہ تم منتظر شاہ یمنی کی مٹی
 اور ہمارے تاجدار کو جا کر لے آؤ اور اس کام کے انجام میں محنت و شقت اٹھاؤ کہ وہ اور زہرہ مصری صاحبقران کے لئے یک
 ملکہ مہرنگار کا دل بھلائی رہیں اور باتیں دل لگی کی کرتی رہیں یہ کہنے اپنی خواہگا ہ میں جا کر چین سے سو رہا جب صبح ہوئی
 اُنھار ضروریات سے فراغت کی سبک دینے اپنے کام کی اجازت دی اور شامیانہ کے نیچے کرسی پر رونق افروز ہوا اُنھار کی
 خدمت میں شرف اور بہرہ اندوز ہوا ولیم وقلم نے بھی سپاہ لیکر قلعے کے سامنے آکر مقابلہ کیا اور فوج کو تپے کا حکم دیا عمر و نے
 پہلے دن کی طرح قارور ہائے آتشیں جنگ و شخت و تیر قلعے پر سے مارنے شروع کیے گویا ایک قیامت برپا کی سب فوج تیار تیار
 پس پاہوئی ولیم وقلم نے فوج کو لٹکا اسب بھاگنے والوں کو پکارا کہ آگے قدم بڑھا کے پیچھے قدم نہ ٹھاننا بھاگنا نامردوں کا کام ہو
 بہادری اور دلور و دلور و دلور لڑنے میں نام ہو فوج نے پھر گھوڑوں کی بالک ٹھانی جرات کھائی لیکن آتش بازی کی تاب لائے قدم
 آگے نہ بڑھا کے ولیم وقلم نے سپہن سر پر کھٹکے گھوڑوں کو جو اس سے دبا یا اپنے تئیں خندق پر پہنچا یا فوج نے دیکھا کہ سردار
 ہمارے خاکریز پر کھڑے ہیں غیرت جو دامن گیر ہوئی ہر چہ بادا بادیر لکھ گھوڑے اٹھائے اپنے سرداروں کے پاس لے گئے عمر و نے اپنے
 دل میں کہا کہ یہ بات تو بُری ہوئی کہ حریف خندق تک آپہنچا فی الفور ایک حقہ آتشیں پر از و عن لفظ زبیل سے نکال کر
 آگ دیکے کچھ فلاخن میں بھردو چار چکر گھا کر ولیم کی چھاتی پر بارحقہ جو چھاتی پر لگ کر پھوٹا ر و عن لفظ تمام بدن پھیل گیا
 اور شعلہ جو اکر طرف سے جلنے لگا ولیم ہاتھوں سے اسکو بچانے لگا انگلیاں مثل قندیل جلنے لگیں و تیل کی چھٹیلین جو دارھی پر
 پڑیں روئی کے گائے کی طرح سے جل گئی منہ پر چوہا تھ پھر بھوین ہونچھین ہونچھین بھوین بھوین قلم نے دیکھا کہ ولیم جل جاتا ہوا اسکو
 نہیں بتا ہوا اسکا حال دیکھ کر بہت گھبرایا اور اس کے پاس کیاجب شکی آگ کو بجھانے لگا اسکا حال بھی ولیم کا سا ہوا تو بھی
 کمال اضطرار کے پیچ و تاب کھانے لگا دونوں بھائی لوٹن کہو ترکیط جسے لوٹنے لگے فوج نے دیکھا کہ سردار جلے جاتے ہیں اکر کیطرح آگ
 خالص نہیں پاتے ہیں ٹھاک ٹی دونوں کے اوپر ڈالے نہرا زہرا بیہرہ وہ آگ بجھانی تباہ و دونوں نے تسکین پانی فرود کیا
 بھاگے اور انکے علاج میں مصروف ہوئے لڑائی کے سبب مان ہو قوف ہوسے عمر و چین سے شامیانہ کے نیچے کرسی پر بٹھ کر

[illegible]

ایضاً نو شیروان کا ہرگز خلف اکبر کو عمر کی تنبیہ کے واسطے

راوی لکھتا ہے کہ جب وکیل وقیم منکوجہ تخذول مدائن کی طرف راہی ہوئے عمر و بن جبرین نے ان کی قوت کے لائق غلام وغیرہ جو کچھ درکار تھا خرید کر کے قاضی بن بھرا اور طعن ہو کر شیعہ با وکیل وقیم کا حال سنئے چند روز کے عرصہ میں جس محل و شکستہ بال مدائن میں پہنچے اور نوشیروان کو اپنی صورت خراب کھلا کے عمر و کی شکایت کرنے لگے نوشیروان

سہیت کذائی دیکھ کر اختیار ہنسا اور کہنے لگا کہ فی الواقع عمر و بڑا ہی بذوات ہو اسکی جو حرکت ہوئی بات ہو دیکھا
یہ کہ یہ کیونکر گرفتار ہوتا ہو یا راجا ہوا لشکر سپہ کیونکر قابو پاتا ہو یہ مکمل ہنر کو بلایا اور فرمایا کہ تم جا کر عمر و کو مار کے ہنر لگا
لے آؤ اور بہت دیر سے جاؤ اکثر ایسی لڑائیاں بادشاہ اور شاہزادوں کے اقبال سے فتح ہوتی آئی ہیں و سر دالان
نثار نے اپنے بادشاہ کی بلند نامی کی وجہ سے بڑی بڑی شقیں لٹھائی ہیں سو چالیس ہزار زرہ پوش کے کتنے چلو مان تو بھی کل
روں کس ہمراہ کیے اور انکو سب طرح کے ہتھیار سامان بے پیمائیاں کسب و تجارت کو بھی ساتھ کیا اور اسے بھی کوشش و جانفشانی کا
مدد لیا اب جبکہ یہ کہے کو پہنچیں تب تک کچھ حال باباے دوندگان عالم کا بیان کروں امین عمر و کے خیال میں آیا کہ
میں ہوئے بالادوی کا فرہ نہیں اٹھایا آج چلا جا رہے ہیں شہزادہ تار کے سامان عیاری زیب بدن فرمایا اور قدم کو دلائل
یہ طرف برھایا تین پائیس فرسنگ گیا ہوا کہ ایک گرد و غبار معلوم ہوا اپنے دلیں کہا کہ دیکھا جا رہے کاس گروین کون پوشیدہ
اور اس غبار میں کیا آفت جدیدہ ہو ایک سقہ کی صورت بن کر ایک مشک کا ندھ سے پر کھلے گرد و کیٹھن چلا جب متصل ہو چکا دیکھا
یہ ہر فرخا چار رخ فوج ہوا چلا آتا ہر کھیلے لشکر کے جوڑ و سطوت سے طبقہ زمین نزل پاتا ہر گھر بیاس کے مار کسی کے منہ سے بات
میں نکلتی ہو سکی جان آتش تنگی سے مثل موم کھلتی ہو ان لوگوں نے جو سقہ کو دیکھا تو ایسے خوش ہوئے کہ گویا خضر نے انکھوں میں
راوت لگائی کمال مسرت دل پہنچائی ایک ایک پرانی کے واسطے لگا لگا ایک سردار نے کہا پہلے اسکو ہنر ادا کے پاس لچو کہ وہ
ریادہ تشہ لب میں بیاس کی شدت سے جان لب میں ہر فرخ کے پاس جو سقہ لگے عمر و نے ہنر کو دیکھا چلا دیکھا کہ ہر فرخی زبان
بیاس کی شدت سے منہ سے ہر نکل آئی ہر آنکھیں پھرا گئی ہیں اپنے پرے کیسکو پہنچا تا نہیں چاروں شانے چت زمین غنیمت
پڑا ہوا ایران رگڑ رہا ہو چہرہ کا رنگ بے آبی سے گڑ رہا ہو چند شخص چاروں کا سایہ اسپر کے ہوئے کفرے میں اسکی زندگی
کی فکر میں پڑے ہیں عمر و نے چند قطرے پانی کے ٹھٹھہ ٹھہر کر ہر فرخ کے منہ میں پکائے تب اُس کے ہوش و حواس اپنی جگہ پر آئے
بارے آنکھیں کھول دیں سقے کو جو پانی کی مشک میں ہوئے دیکھا بولنے کی طاقت نہ تھی اشارے سے پانی مانگنے لگا عمر و نے
پھر چند قطرے پانی کے ہر فرخ کے منہ میں پکائے تھوڑی دیر کے بعد چاروں میں پانی نیکرہ توقف ملا گیا گویا اسکو از سر نو جلایا ہر گاہ ہنر
کی جان میں جان آئی اُسے کچھ شک میں پانی اُٹھ بیٹھا اور ایک جام پانی کا پی کے کہا کہ اسی ہشتی تو نے حقیقت میں کام خضر کا کیا
تو نے بڑا ثواب لیا یہ پانی کیا لایا حقیقت میں میرے گلے میں آب حیات ٹپکایا اچھا تھوڑا پانی ہمارے دہستے رکھا باقی پانی
ہماری فوج کو پلائے ان مردوں کو بھی جلانے عمر و کے پاس خضر کا دیا ہوا شکیں و تھاؤں میں مجھ تھا کہ اگر کرو اور آدمیوں کو اُس سے
پانی پلا دے تو ایک قطرہ اس میں سے کم نمونے اسکو دیا ہی بھلا ہوا پادے عمر و نے تمام لشکر کو مع دو اب سیراب کیا
اسی خشک سے پانی دیا اور شکیں ہ پانی سے بھرے کا بھرا ہوا اس بات پر شکر خدا کیا جب تمام لشکر سیراب ہو چکا ہر فرخ نے
دنیا رز سرجہ انجام دیکر فرمایا کہ اسی ہشتی میں سے کو جاتا ہوں بادشاہ کا حکم بجالاتا ہوں اگر عمر و کو مار کے اسپر فتح پاؤں گا
لے کو حاکم جگو بناؤ گا تو اسی راہ تہلا کر جدھر پانی لے اور لشکر آرام سے چلے عمر و ایک ایسے قباغ میں ہنر

ن فوج لے گیا کہ جہان منزون ملک آب نایاب تھا وہ جنگل شدت حرارت سے جگر تاب تھا تو ٹھری دور جا کر ہر فرسے
 لئے لگا کہ ای ہر فرسے تو جو عمر سے لڑنے کو جاتا ہو یہ کیا خیال خام اپنے دل میں لاتا ہو اُس سے تو کیونکر سر بہرہ
 عمر و بد بلا ہو خدا جانے تجھ کو کس بلا میں مبتلا کر گیا تجھے کیسی دغا کر گیا ہر فرسے بولا کہ ای ہشتی عمر و ایک عیار ہی دیکھنا اگر
 ٹھری سوار ہی اُسکو نہ مار لیا تو کچھ نہ کیا یہ شکر ہشتی بہت ہنسا اور ایک پھلانگ مار کے ہر فرسے کئے لگا کہ ای ہر فرسے تو
 لیا مال ہوا اگر تیرا باپ کہ شاہنشاہ ہفت اقلیم ہو وہ بھی اپنی تمام فوج لیکر چڑھ آوے تو خود کی شمشیر بے نیائے تو نہیں
 باستا کہ میں ہی عمر و ہون باوجود دیکھ میں اسوقت تیری فوج میں تنہا موجود ہوں مگر تو میرا کچھ نہیں کہہ سکتا یہ کیسے تیرا بک
 ہر فرسے سے تاج لیکر چل دیا اُسکو برہنہ سرگردیا ہر چند سواروں نے اُسکے پیچھے گھوڑے دے لیکن کوئی اُسکی گردن کو نہ
 پہنچا سب جہازن و پریشان ہو کر پھر آئے چند سوار و قلم کے لشکر کے ٹوٹے پھوٹے ہوا اگر اتنا راہ میں لے تھے اُنھوں نے
 بکمال تردد ہر فرسے شکر کو برسر راہ لائے سیدھی راہ کے نشان بنائے جو تھے دن شام کے وقت کے کے قریب پہنچے تھے استاد
 کیے سامان لڑائی کے مادہ کیے شکر نے اپنی اپنی صفت قرینے سے قائم کی شب کو جو وقت ہر فرسے پاس سرداران لشکر حاضر
 ہوئے برسیل مذکورہ مذکرہ مسلمانوں کا درمیان میں آیا ہر شخص نے اپنا اپنا ارادہ نایا ذرا عرض زرہ پوش نے ہاتھ باندھ کر
 عرض کی کہ خداوند عمر و کیا چیز ہو اور مسلمانوں کا لشکر کیا مال ہو آپکا بڑا قبیل جو تمام فرقہ مسلمانوں کا ایک مہربان بل
 ہوگا دیکھیے گا کہ اُنکا کیا حال ہوگا اگر غلام کو حکم ہو تو اسی تبر سے کہ میرے ہاتھ میں ہو دروازہ قلعہ کا توڑ کر اپنے ترہ بظنون
 سے تمام مسلمانوں کو مع عمر و قتل کر کے ملکہ حمرنگار کو نکال لاؤں اور آپ کو اپنی جرأت اور دلیری دکھاؤں ہر فرسے
 کہ میں جانتا ہوں تم ایسے ہی جو افراد اور دلیر ہو حکم میں نیک شیر ہو مگر میں چاہتا ہوں کہ سانپ مرے اور لاٹھی نہ ٹوٹے
 اس حکم کو کہ اسباب غار سخت شکل ہو پہلویت و آسانی برکرون اور اپنی کاروانی سے ایک عالم کو بہرہ ور کروں
 کیونکہ ادنی عیار سے مقابلہ کرنا میرے واسطے کمال باعث سبکی و ذلت ہو ایک حقیر آدمی سے باہمیہ شان و شوکت
 مقابل ہونا بڑی خفت ہو بختیار کئے ہر فرسے اس راے پر بہت کھینچے آفرین کی کہ شاہزادہ اور پادشاہوں کو
 ایسی ہی دور اندیشی چاہیے کہ اُنکا مرتبہ اعلیٰ ہواں سے اور کون بالا ہو اور بولا کہ اگر حکم ہو تو فردی صبح کو اُسے سچا اقصیٰ
 کے قدموں پر لا کر اُدے اور اُسکو نشیب فراز اور سن و قیج اس معاملہ کا سمجھائے ہر فرسے لگا کہ اس سے کیا بہتر ہو تو خود
 عقلمند و انشور ہو اقصیٰ رات تو اس منصوبے میں کئی جب صبح ہوئی بختیار ک اسے خیر برسوار ہو کے قلعے کی خندق
 پر گیا دیکھا کہ عمر و لباس شاہانہ پہنے بکمال شان و شوکت کرسی صرصر برشامیانہ کے نیچے فیل بند دروازے پر بیٹھا ہی
 اور سرداران و شاہان نگار و اہل دین و ہفت شہر راست چپ اُسکے دست بستہ کھڑے ہوئے میں ہر ایک شخص
 منظر حکم کا ہو اور مقبل منہ بارہ ہزار تیر انداز بھیل کے ترکش مکرین اور کمان کا ندھے پر لگائے پشت پر پس گھرا ہوا
 بختیار ک نے جھک کر سلام کیا اور کہا کہ خواجہ چونکہ میں تلوانا عمو جانتا ہوں اور ملک بہت بڑا جانتا ہوں سو اپنے

اہا نہ سمجھانے آیا ہوں اور ایک پیام کہ حسین آپ کی واسطے ہر طرح کی سبب دی ہو لایا ہوں وہ یہ ہو کر نہ چلا
 بن گیا ہوا اور اُسکا دیوون کے ہاتھ سے پکڑ آنا محض خلافت قیاس ہو اُسکے سلامت آنے کی کسی طرح آس نہیں
 اس پر اس پر کاد و تم خوب جانتے ہو کہ تمام شاہان و شہزادگان ہفت اقلیم ہر نگار کے نام پر فریفتہ ہیں ہزار جان
 سپردِ ماضیہ اور شفیقتہ ہیں کون ہو کہ بچ جائے نہ کرے گا اور اس بات سے طرح دیکھا پس ہو واسطے اپنے کو مخفیہ میں
 دانائی سے بہت دور ہو اور خلافت عقل و شعور ہو بہتر ہو کہ ہر نگار کو تم شاہزادہ ہر فرخ کے حوالے کرو اور
 سے کئے کی حکومت و عمر و بولالاکہ ای مردک بازی بازی بادش بابا ہم بازی تو نہیں جانتا کہ اگر خود تو شیر خان
 شاہ ہفت اقلیم ہو وہ تمام فوج اپنی لیکر آوے تو ہر نگار کو مجھے پیادہ چلو اپنی ابلہ فوجی سے ڈراتا ہو اور میرے سامنے
 بناتا ہو اٹھارہ برس کی حقیقت کیا ہو بات کہنے میں گند جاتے ہیں بیترے فقرے میرے خیال میں کب آتے ہیں اور
 ن قاف کیا مال ہیں انکی کیا مجال ہو کہ حمزہ کو کسی طرح کا ضرر پہونچائیں اور اس پر غالب کین ہٹ میرے سامنے
 نہیں اسی حکم کو تنہا لاتا ہوں اور تیری باتوں کا تجھے مزہ چکھانا ہوں تختیار رک کی جو شامت آئی بے اقتبا
 نہ سے نکل گیا کہ اوسا ربان زادے دیکھ تو یزید بھلا تیرا کیسا بھگوزیر بار آفت و بلا کرتا ہو اوس کی مصیبت میں
 ماہی اگر تیری ناک میں ہمار کی رسی نہ دی تو کچھ نہ کیا عمر و نہ اسکی اس زیادہ کوئی پر ایک سنگ فلاخن
 مگر گھمائے اسکی پشیمانی پر اس زور سے مارا کہ دو انگل گرٹھا تختیار رک کی پشیمانی میں پڑ گیا جھٹ پٹ پٹ
 کے بھاگتا کہ دوسری ضرب نہ پڑے کہ اس سے پھر زمین ہی میں گزرے سر سے پاؤں تک ہو میں ڈوبا ہوا
 بے پاس آیا اُسکو یہ اپنا حال خراب دکھایا جب مرہم پٹی کے بعد جو اس درست ہوئے اپنی اور عمر و کی
 ہر فرسے بیان کی ہر فرسہ کمال طیش میں آیا اور عمر و کی نسبت کلمات سخت و درشت زبان پر لایا
 ن عثمان شہید ز قلم بد کر صاحب قرآن سنی ستان امیر حمزہ عالی شان صاحب جو دو کرم
 دیوان سخن پر در بیان کرتے ہیں کہ جو وقت پر یزادون نے شراب نگوری حاضر کی شہیا لے اپنے ہاتھ سے
 شراب نگوری کا صاحب قرآن کو لایا اور غنی خادم صاحب قرآن کا ہنسیم دیکش شراب خوشگوار سے مانند
 کھلایا صاحب قرآن نے وہ جام پی کر شہیا ل کے تخت کو بوسہ دیا اور اسکی عنایت الفت کا بہت شکر ادا کیا
 ن ہوش کے ہاتھ سے شراب نگوری خوب پی اور دل نے ایک کیفیت حاصل کی کہ کہو نہیں گلابی ڈورے پڑے
 ہل ہوا نشہ کامل ہوا اُنکھ اٹھا کر ادھر ادھر چھوڑ دیکھا تو اُس نے بارگاہ میں چار سوسا بان خنجر اٹھائے
 رائے کہ جسے ہوش جو اس بھلائے یعنی یادگار ان مانی و ہزار نہ وہ صنعت صرف کی تھی کہ عقل جب کے شاہدے
 تھی باریک بینی میں راہ فہم و ادراک تنگ تھی کسی پر تو مجلس شراب کباب و قصص سرود کی اپنی نقش کی شہاد
 دن کو صبح دور سا غروب قصص سرود کا فرہمنا تھا اور کسی پر معرکہ زمر گاہ اس کی کھفت بنا تھا کہ دیکھنے والوں کو

صاف تلو اور چلتی نظر آتی تھی اور اس موقع کی کیفیت صاف طعنت جدارِ قنار کا دکھائی تھی اور جیسے حیرت انگیز اور ڈرنا کارگاہ
بتائی تھی ناظرین نگار دوست کا دل بے اختیار خفا کھیلنے کو جانتا تھا اور ایک سالن میں پرچہ میں کھنچا ہوا تھا اسپر تصویر
حضرت سلیمان کی معصومیت اور باجھل جو اہرات سے تعبیر کر کے نقش کی تھی جو کوئی دیکھتا تھا یقیناً جانتا تھا کہ حضرت
سلیمان دربار میں بیٹھے ہوئے ہیں اور دربار عام ہر شخص اپنی اپنی خدمت میں مصروف ہو چکا جو کام جو ادا ان
سالنوں میں لعل و زرد یا قوت و الماس کے ٹکڑے لگا کر جو اہرات کے ایسا دون سے باندھا تھا اور ستونوں کے چڑدن
پر طلائی کوزے وصل کر کے جو اہر کے خوشے لٹکائے تھے اور کمال خوبی اور لطافت اور صحت سے بنائے تھے اور صفت بارگاہ
میں قسام جو اہر کے جھاڑ لٹکے تھے اور ستونوں میں دیوار گیر یا رنگ رنگ جو اہر کی تعبیر کی تھیں اور انکو کسی کبھی گنتیں
دی تھیں اور اگر دربار گاہ کے دو دفعہ قیام قوت کے درج میں ایک فقہ زمرہ کا طلائی برنجردن میں آدیران کیا تھا اسکو
میں عجیب طرح کا حسن دیا تھا اور چار ہزار طناب ابریشمی دکھائی دیتی تھیں طلائی میں کھنچی ہوئی تھیں اور بارگاہ کے
اند رخت ہائے طلا و نقوش کا فرش کر کے در زون میں اسکی اس صفائی سے جو اہر دار بیل تعبیر کی تھی کہ کف پاکو طلحہ محسوس
نہوتی تھی دیکھنے والوں کے ہوش کھوئی تھی اور چار ہزار چار سو چالیس تخت و کرسی طلائی و نقرئی عاجی و آبنوسی اور
مندی و نکل فولادی مذکورہ و منفرد بجا ہر سردار ان قاف کے بیٹھے کے واسطے اس بارگاہ میں بچے ہوئے تھے اور بچے
بچ میں ایک تخت نہایت بڑا اور نفیس اور جیسے حضرت سلیمان بیٹھے تھے اور اب اسپر شہسالی بیٹھا ہو کھنچا ہوا تھا
اور وہ تخت مطلق معلوم کا بنایا تھا اسکے تیار کرنے میں ہزاروں دسڑا لٹکایا تھا چاروں کونوں پر اُنکے چار طاؤس زرد کے چرے
تھے جنکو دیکھ کر بڑے بڑے عقلمند حیرت میں پڑے تھے کسی کے منہ میں رائیہ کا سانپ بنا کر آدیران کیا تھا کہ دیکھنے والوں کی
نقل کو حیران کیا تھا اور وہ سانپ مثل مار زندہ کے بچ کھاتا تھا اور جاندار کی طرح بچ اور دم اٹھاتا تھا اور اُس کے منہ میں
در شاہوار کا ہار تھا وہ کہنی لگاتا اور کہنی اُگلتا تھا اور پشت پر اُنکے گلدار یا قوت کے تھے مسین گلہ سنے جو اہر کے پھولوں
کے بنا کر دھرے تھے انہیں نئی نئی طرح کے کام کیے تھے تکلف یہ کیا تھا کہ جس قسم کے پھول تھے ویسی ہی خوشبو آتی تھی
اُسو گھنے والوں کو دل و جان سے بھاتی تھی اور جب بادشاہ اسپر پانوں رکھتا تھا اُس بولتے اور قیاس میں آتے تھے
کہ نظر اُگیوں کے دل انکی حرکات سے خوش ہو جاتے تھے اور کُھر دین کے تاؤم ڈنڈن پر یا قوت زرد کے کنول لگائے تھے
اور دو کنول کبچ میں ایک بخوردان قائم کیا تھا اسکو بھی نہایت حسن دیا تھا اور الماس کے چار ایسا دون پر ایک
مگرہ جہین صراحی دار موتیوں کی جھاڑ لٹکی ہوئی اور چھت میں گوہر شہزاد لگے ہوئے تھے کھنچا ہوا تھا اور تخت کے
چاروں گوشوں کے متصل چار حوض چار گز کے مربع و متن و در شگ مرم ویشب مادر کے بنائے تھے اسپر بھی قسم قسم
کے جو اہرات لگائے تھے ایک میں گلاب دوسرے میں کیوڑہ تیسرے میں عرق بیدر شگ چوتھے میں عطر زعفران
بھرا تھا اور نہر ارے فولادے اسپر چھوٹا رہے تھے مائع نے نہ تکلف کیا تھا کہ جس حوض میں گلاب تھا اسکے قورب

کے منہ پر نکل گئے تھے شاخ میں گل شکفتہ لگا ہوا تھا اور بعضی شاخ میں پھول شکفتہ ہوتے جاتے تھے خوشبو ہر طرف پھیلاتے تھے اور جبین کیوڑہ تھا اسکے منہ پر درخت کیوڑے کا پھول سمیت مکتا ہوا بنایا تھا جس میں عرق میں خشک تھا اسکے منہ پر آہوے خطائی ناف میں نافہ مشک اور نازان قائم کیا تھا اور جبین عطر نر عرفان تھا اس پر ایسا نخل و عرفان بنایا تھا کہ جسکی شاخ شاخ میں پھول لگے ہوئے تھے اور تکلف یہ تھا کہ جو کوئی دیکھتا تھا یا جسکی ناک میں بو جاتی تھی ہنستے ہنستے لوٹ پوٹ ہو جاتا تھا مارے ہنسی کے غش پر غش کھاتا تھا اور اسکی بارگاہ میں اندر باہر چھ سو سالیان اور بارہ ہزار ستون اور چار ہزار طناب تھیں کہ بے مثل لا جواب تھیں اور اڑھائی فرسنگ کے طول و عرض میں جلو غاد تھا عجیب لطف کا شامیانہ تھا کہ جبین سواری حضرت سلیمانؑ کی با ترک تیار کھڑی رہتی تھی اسکے آگے تین فرسنگ کا احاطہ اردوے محلے کا تھا اس میں نوبت خانہ بنجا تھا گویا کہ رعد برے زور و شور سے گرجتا تھا اور اس بارگاہ کے پہلو میں ایک خلوت خانہ بھی اسی تکلف کا کہ جبین بارگاہ تھی بلقیس کے واسطے بنایا تھا اس میں بھی ایلاں آرائش بہت سالگایا تھا اور اس خلوت خانہ کے سامنے ایک خانہ بلخ تھا گویا گلزار ابرم کا چشم و چراغ تھا و دشون پر اسکی مطلق رو پہلی سنہری انیٹوں کا فرش تھا اور چنوں میں جو کہ درخت لگے ہوئے تھے ان پر جو اس کے جانو بیل قرظی ہزار دستان طوطی اجل بنیا پر سینہ باز چڑھ بیٹھے ہوئے اپنی اپنی بولی بول رہے تھے سننے والوں کے دل پر نور و انوار سرشار کھول رہے تھے بچوں میں جو چنوں کے گرد جاری تھیں وہ بھی رشک باد بہاری تھیں ان کے کناروں پر جواہر کی بطعرقانی تازہ جی بگلے مرغاب ڈیری جھپٹے بیٹھے ہوئے کر یال کر رہے تھے سب کو خوشحال کر رہے تھے اور تیر تیر چنگ کبک تدر و لوے طادس جواہرات کے چنوں میں پھر رہے تھے صاحبقران بارگاہ کی کیفیت دیکھ کر وجد میں آئے بڑے بڑے لطف اٹھائے واضح ہو کہ آسمان پر ہی نامے شہپال کی ایک بیٹی تھی حسن و جمال میں بعینہ پر ہی تھی شہپال کے تخت کے پیچھے اپنے تخت پر بیٹھی ہوئی تھی ہر چند ایک اوٹ مرصع تخت کے آگے لگا تھا اور ان دونوں کے درمیان میں اسکا پردہ تھا لیکن اس نے جواوٹ کی اوٹ سے صاحبقران کو دیکھا ایسے بنیظیر جواوٹ کو دیکھا بے اختیار فریفتہ ہو گئی جان دول سے شیفہ ہو گئی ساعت باعث بیقرار و تباب ہونے لگی القصد جب ایک شبانہ روز اس صحبت میں گنہگار علیہ الرحمہ نے شہپال سے کہا کہ صاحبقران بہت عیدیم الفرصت تھے میں اس قرار پر لایا ہوں کہ تین دن آتے اور تین دن جاتے اور ایک روز ضیافت کھاتے اور ایک دن عفریت کے مارتے اور ایک دن دعوت رخصت میں ملکی یہ نو دن آپ کو اتفاق قیام ہوگا ان سب کاموں کا بخوبی انجام ہوگا سو اسے اسکے اگر و سوان دن لگے تو میں گنہگار ہوں آپ کے عتاب کا نرا دار ہوں شہپال نے صاحبقران سے مخاطب ہو کر کہا یا صاحبقران کیا کہوں جیسا ان یوں کے ہاتھ سے میں تنگ آیا اور انکی بددالی سے میں نے بچ اٹھایا اگر آپ نے ارزاہ مرہانی انکو دفع کیا تو زندگی تک بندہ حسان ہوگا آپ کا طبع قرآن و حدیث کا کیا ہے کیا بات ہو انکی مدد سے ساتھ ہر انشاء اللہ تعالیٰ اگر آپ کے قبل

ایک ایک سرکش کا سر نہ کاٹا اور آپ کا ملک بدستور آپ کے زیر نگین نہ کیا تو پھر حمزہ میرا نام نہیں اور مجھ سے کسی کام کی امید نہ ہے۔ انہیں آپ ہلکے جگہ بجاؤں پھر قدرت خدا کی ملاحظہ فرمائیں شہنشاہ نے امیر کے کلام سے خوش ہو کر عبد الرحمن سے کہا کہ وہ چاروں تلواریں حضرت سلیمان کی کمر کی لا کر صاحبقران کے آگے رکھ دو کہ انہیں سے جس کو چاہیں پسند کریں اپنی طبیعت کو خیر پسند کریں عبد الرحمن نے اسی تم تلواریں حاضر کیں شہنشاہ نے امیر کے رد و رد و ہون اور فرمایا کہ اس کا نام صمصام اور اس کا نام مقام اور اس کا نام عقرب اور اس کا نام ذوی النجا ہے اور بیتالی کا انہیں پر اقسام ہی اس میں سے جو تلوار آپ پسند کریں اس کو بیویں امیر نے عقرب سلیمانی کو اٹھایا اپنا زیب کر لیا بتنے پر نرود کھڑے تھے بے کا شاخوشی کے مارے غل جھا جھا کر شاہنشاہ کو مبارکباد دینے لگے اور کہا کہ انسا سے امیر کی بلائیں لینے لگے امیر نے عبد الرحمن سے پوچھا کہ یہ کیا مضمون ہے عبد الرحمن نے کہا کہ یا صاحبقران یہ چاروں تلواریں حضرت سلیمان کی کمر کی ہیں اور حضرت سلیمان نے اکثر فرمایا ہے کہ میرے بعد دیوان سرکش کے سر عقرب سے تراشے جائیں گے اور وہ مرد و اسی تلوار سے اپنی بد ذاتی کی سزا پائیں گے اس سبب سے یہ سب خوش ہوئے کہ آپ نے باوجود نادانیت کے عقرب ہی کو لیا اور امام ربانی سے اس کو پسند کیا امیر نے بات سن کر بہت خوش ہوئے عبد الرحمن نے امیر سے کہا کہ ایک دلیل اور باقی رہی ہے اس کو بھی سن لیجیے اور اس پر دل سے اعتقاد کیجیے فرمایا کہ وہ کیا ہے عبد الرحمن نے عرض کی ایک درخت چنار کا ہے اس کو پر نرود عفریت کے جسم و قد کے برابر شمار کرتے ہیں اور یہ سخن تمام قاف میں مشہور ہے اور اس کا بہت اعتبار کرتے ہیں کہ جو کوئی اس درخت کو عقرب سلیمانی سے ایک دن میں قلم کرے گا وہ عفریت کو بھی ساقط کر دے گا امیر نے اس درخت کے نیچے جا کر ایک ہاتھ عقرب کا اُس کے تن میں سمیٹ کر لے کر لگایا صابون کے تار کی طرح تلوار یا ننگ لگی مگر درخت کو کئے میں پر نہ آیا امیر سمجھے کہ دراصل درخت نہیں لٹا کمال رنجیدہ ہوئے حتیٰ کہ ابدیدہ ہوئے عبد الرحمن نے امیر کو مبارکباد دی کہ کہہ دو درخت بالکل کٹ گیا اس کو جنبش نہ کر دیکھ لیجیے اور کمال محفوظ ہو کر کٹا دین لیا امیر نے ایک ہاتھ اُس کے تن پر رکھے جو کہ جو دیا وہ درخت اڑا کر کے گر پڑا شہنشاہ نے امیر کے دست و بازو کو بوسہ دیا اور کمال محفوظ ہو کر کنار میں لیا اور کہہ دیا حمزہ واقعی تو نظر یافتہ حضرت سلیمان ہو تب تو جسم میں اس قدر تاب تو ان پر سوائے میرے کہ کا متحد و رہے کہ عفریت کو قتل کرے اور ایسے معرکہ جانتے از میں اس جرأت اور ہاوری سے پاؤں دھرے امیر نے کہا انشاء اللہ تعالیٰ شہنشاہ قاف کے اقبال سے عفریت پر کیا موقوف ہو جیسے سرکش میں سب کا سر کاٹتا ہوں اور اس میدان کو ان دیوان سرکش کی لاشوں سے پاتا ہوں گر اب شکر کو آپ حکم دیویں کہ گلستان ارم سے نکل کر میدان میں خیمہ زن ہوا و طبل جنگ بجایں اور پتا دے بد بھفت شکنی ان کو دکھاؤں شہنشاہ کا حکم ہونے ہی جتنی فوج تھی اپنے کیل کاٹے سے ہوشیار ہو گلستان ارم کے باہر نکلی اور شاہنشاہ بھی بارگاہ سلیمانی کو میدان میں نصب کر کے داخل ہوئے اور اپنی فوج ہمراہی کے ساتھ اُس گروہ میں شامل ہوئے یہ خبر عفریت کو بھی پہونچی کہ شہنشاہ نے پردہ دنیا سے ایک آدمی اپنی مدد کو

بلایا ہوا وہ بری شان شوکت اور دعویٰ سے آیا ہوا اسکے بھروسے پر آپ نے کیواسطے لشکر لیکر شہر سے باہر کیا ہوا اور
 میدان میں اپنے لشکر کا پر جایا ہوا عفریت قہقہہ مار کر بہت ہنسا کہ کمان آدمی در کمان دیو ملو خوب ہوا اسی بہانے
 شہنشاہ شہر سے باہر نکلا یہ کہ حکم طبل جنگ بجنے کا دیا اور تمام فوج کو آمادہ جنگ جلال کیا شہنشاہ نے
 بھی اپنے لشکر میں طبل جنگ بجوایا اور اپنا طبل شجاعت نکوسنایا بارہ سو جوڑ سونے روپے کے نقادوں کے حیرت منجھے
 لگے گویا بادل گر جئے لگے عفریت کے لشکر میں طبل کے بدلے دیو چوڑا پہنچاتے تھے اور پھر سے پھر لڑتے تھے قصہ تمام
 رات دونوں لشکروں میں خود غل بھلا جا ب صبح ہوئی عفریت کئی لاکھ دیو لیکر میدان میں نکلا کوئی دیو تو شیر کی کھال
 کوئی آڑ دھکی کھال کوئی ہاتھی کی کھال گلے میں ڈالے ہوئے تھا اور سر کی شاخوں پر فولادی خول چڑھے ہوئے تھے
 تو بجز برین توڑے فولادی گلے باز و کران میں پیچیدہ تھے گلے میں کھوپڑیوں کے ہار ڈالے بھلا کر زچھاتی چادر آسانگ
 و اثر شادارہ پشت ننگ ہاتھوں میں لیے اس صورت سے مستعجب بن گئے شہنشاہ کی صورت سے دنگ ہوئے شہنشاہ
 ایک تخت پر آپ سوار اور ایک تخت پر صاحبقران کو سوار کر کے لشکر کو ہمراہ لیکر عفریت کے لشکر کے مقابل میں
 صف آرا ہوا تاکہ دیو اس سامان کو دیکھ کر اپنے جی میں فرین اور اپنی میاں کی سے خوف دہراس کر میں دیوؤں نے جو
 صاحبقران کو دیکھا عجیب غریب حرکتیں کرنے لگے کوئی ناف میدان میں آکر اپنے چوہر پیٹ کے ناجا تھا کوئی گلقدار بان
 مار کے چھلکا تھا کوئی اپنی دھڑھی پکڑ کر ٹھٹھکیں کرتا تھا کوئی طرارہ بھر کے آسان کی طرف جاتا تھا اپنے تئیں ہوا میں لٹاتا تھا
 اور دھان سے قلا بازیاں کرتا ہوا زمین پر آتا تھا کوئی دانت نکال کر صاحبقران کو ڈراتا تھا کوئی اپنی دھما تہ میں بیکر
 چک پھر بان لیتا تھا کوئی ایک دوسرے پر سوار ہو کر چکر دیتا تھا امیر کو یہ حرکتیں اچھی دیکھ کر بے اختیار ہنسی آئی اور انکے اس خیرین
 سے انکے دل میں ان بیجاؤں کی تیو جستی اور خفت سامانی پہلے بکے اہر من پر عفریت کہ جب کاقد پانسو گز کا تھا و اثر شاد ہاتھ
 میں لیکر صف سے نکلا اور سامنے آکر لگا را اور ڈبرے زور و شور سے نعرہ مارا کہ وہ رلازل قاف کو چپ سلیمان کمان
 جو بہت اپنی دیری اور شجاعت پر نازان ہو میرے مقابل آوے کہ چاشنی مرگ کی آسکو چکھاؤں اور آسکو اس حرمت سے
 قاف میں آنے کا اور دیوؤں سے لڑنے کا فرہ دکھاؤں امیر شہنشاہ سے اجازت لیکر میدان میں آئے اور کئی طرح کا
 اور دوسوہ اپنے دل میں نلائے اور ایک نعرہ اٹھا کہ اس زور سے کیا کہ تمام میدان کانپ گیا اہر من بلکہ انحرال لال
 اتنے سے قدر پر ایسا چلا تاہو کہ ہکوا اس آواز سے ڈراتا ہوا لکھا ضرب کھتا ہوا صاحبقران نے کہا کہ اپنا دست و سبقت کرنے کا
 نہیں ہوا اپنے خاندان کی روش سے اپنا قدم باہر دھرنے کا نہیں ہو پہلے تو حربہ کبے پھر میں حربہ کمر ونگا اور اپنی بادشاہی
 جنگو دکھاؤنگا وہ بولا کہ تجھے کوتاہ قامت ضعیف البیان پر جو میں پہلے حربہ کمر ونگا جنگو کیا دیکھیں گے سب جنگو بھگت
 سمجھ کر حیرت میں بیٹھے اور میرے حربے سے تو کب بچے گا کہ تجھ پر حربہ کمر ونگا صاحبقران نے کہا کہ جہاں قدر قامت کی
 تقسیم ہوئی اتنی دھان تو تھا اور جہاں قوت و درہنہ تھا دھان میں تھا سوا اے اسکے تو نہیں جانتا کہ میں لکھ لکھ لکھ

تیری روح قبض کرنے کو پردہ دنیا سے آیا ہوں تیرے لیے جامِ مرگ لایا ہوں اہرمن نے دارِ شہادۃ صا حقران پر لگا دیا صا حقران نے اُسے خالی دیکر عقرب سلیمان فی میان سے لپکے فرمایا کہ ادنا پاک یہ نہ کہنا کہ مجھ کو غفلت میں مارا خبردار ہو جا کہ میں جہر پر کرتا ہوں اور تیرے خون ناپاک سے اپنی شمشیرِ بدار کو بھرتا ہوں یہ جملہ تمام کرنے کے ساتھ ایک ہاتھ اُسکے سر پر ایسا لگا دیا کہ وہ جیفہ خوار و ڈکڑے ہو کر آدھا آدھا دھڑ دھڑ مین پر آیا شہنشاہ نے شکر کیا مقابلہ کرنا اہرمن کا صا حقران سے اور مارا جانا اُس کا ایک ضرب شمشیر صا حقران سے



اور پر نیرادون کو شاد دیا نہ بجائے کا حکم دیا عفریت نے ایک آہ کر کے کہا کہ اے آدم زاد غضب کیا تو نے میرے باپ سے پہلوان کو مارا اُس کا سر اُسکے تن سے اتار لیا لیکن تو بھی بچ کر نہیں جانے پاتا ہو دیکھ کہ کیسا صدمہ اٹھاتا ہو یہ کہہ کر اور ایک دیو کہ اہرمن سے بھی قوی ہلکے خاصا صا حقران سے مقابلہ کرنے کو بھیجا صا حقران نے اُس کو بھی جہنم میں لے گیا مردون میں داخل کیا انقصہ تھوڑے عرصہ میں تو دوزخ و آذر کے عفریت کے لشکر میں نامی تھے اہرمن کی طرح ان کو بھی پہچان کیا عفریت کو جہان پریشان کیا تب تو عفریت نے کانپ کے ایک آہ کی اور فوراً طبل بزرگشت بجا کر اپنے باپ کی لاش کو اٹھوا کر اپنے نالان کمال یا س ہر سال بنی فرد گاہ کی راہ لی شہنشاہ امیر حمزہ و جواہر نثار کرتا ہوا قلعہ گلستان ارمین داخل ہوا اور اُس کو امیر کی خیماعت و دلاوری سے نہایت سروسامان ہوا

داستان خواجہ عمر و عیار کے بیان میں

اب دو تھے داستان بابا سے دوندگان عالم شاہ عیاران عیار خواجہ عمر و بن امیر صغریٰ کے بیٹے جب بختیارک عمر کے ہاتھ سے زخمی ہو کر ہرگز کے پاس گیا فوراً ع زہ پوش نے کہا کہ اگر حکم ہو تو طبل جنگ بجا دیا جائے اور عیار اپنے لیے کی سزا پائے اور پھر کبھی سزا اٹھائے ہر شے کہ مجھ کو کسی طرح بند گان خدا کا کشتہ خونِ غنیمت اور جنگ و جدال سے میری طبیعت مسوختن ہو شاد روزِ طلبا یہ پھر کرے رسد کسی طرف سے قلعہ میں جانے پہلے کوئی لحد والا کچھ جنس نہ پائے اور جو ک پیاس کی تکلف اٹھائے اور جنگل کٹوا کر زندگدہ اور شیشیاں تیار کر لے تو تیرے

دین اور جب موقع ہو سیرھیان لگا کر چڑھ جاوین سبکو یہ رائے پسند آئی اور سیرھیان بنائیکی تیرہ لگائی چارہ بیٹھے
 سے بن لگڑھ اور سیرھیان تیار ہوئیں ہر فرنی حکم دیا کہ رنگدھ کو قلعہ کے مقابل میں قائم کرو اور سیرھیان بھی اسکے پاس گئے
 مارے لشکر میں طبل جنگ بجاؤ کل پہلے پر چڑھائی اور شیشہ کبردار سے قلعہ والوں کی صفائی کرنے لگے یہ خبر سحر کو بھی پہنچی کہ رنگدھ قلعہ
 قابل قائم کیا گیا اور سیرھیان بھی تیار ہوئیں میں اور سپاہیوں کو قلعے پر چڑھنے کا حکم دیا گیا اور طبل جنگ بھی ہر فرنی لگا
 بجا کر سب طرح کا سامان جنگ تیار رہا ہر عادی کر کے کہا کہ تم بھی کوس سکندری پر ڈکا دو اور ہم در اسیر کو جانے میں در
 ری ویر میں پھر آتے ہیں یہ سکر لیا س شامی بدلا اور پوشاک عیاری پہنے اسباب بدن پر لگائے ایک پیادے کی صورت
 رنگدھ کی طرف روانہ ہوا دیکھا کہ چار سو پیادے مشعلیں جلائے ہتھیار لگائے رنگدھ کے گرد طلا یہ پھر رہے ہیں حوروں نے
 رکھا کہ ہر فرنی مجھے دیکھنے کو بھیجا ہو کہ غافلان رنگدھ میں سے کون ہو شیار ہو کون غافل ہوا اور کس کام میں شامی ہو جو غافل
 انکی اسم نویسی لکھ لاؤ اور مجھ کو تفصیل دکھلاؤ کہ صبح کو ان پر کیا ست کیا جائے وہ غافل اپنی غفلت کی سزا پائے اور جو ہو شیار ہو
 نے واسطے بھی کچھ اوش غنایت کیا جائے اور انعام بھی یا جائے ہو شیار و غافل خوش آمد کرنے لگے عمر کے بائیں پر سحر نے لگے
 رہوئے کہ آپ میرا بانی کر کے عرض کر دیجیے گا کہ کوئی غافل نہیں ہو سب ہو شیار میں اپنے اپنے کام میں متحدہ اور تیار ہیں
 و وہاں سے قلعہ میں باکی من شیرینی دار کی پیشی آمیختہ خوانوں میں لگا کر عیاروں کی صورت بدل کر لگائے سیرھیان کو کھولنے
 رنگدھ پر گئے اور کہا کہ ہر فرنی یہ شیرینی تم کو کون کیو واسطے بھیجا ہو لیکن صبح کو تقسیم ہوگی کہ میں تمہارے سردار کو نہیں بھیجا
 اپنے آکر عمر سے کہا کہ میں ان سب پیادوں کا سردار ہوں ہر شخص کے حال سے خبر دار ہوں شامی طر میرا نام ہر اور میری میرا
 ام ہوا اور یہ لگو بھی فریزے کی شانزائے کو نشانی دینا اب کہو کہ بھائی تمہارا کیا نام ہوا اور تمہارے خلق کس خدمت کا ہے
 و عمر و بولا کہ ہر حقیق جنگ کو کہتے ہیں ادبیت سے لوگ میری طاعت میں ہے میں خراش خانہ کے داروغہ کا داماد ہوں
 مگر وہ قائم اس سے لے لی اور خوان شیرینی کے اسکو دیے ہر شامی نے وہ ٹھکانی سب کو تقسیم کر کے اپنا حصہ لے لیا
 بننے پیادے تھے سبھوں نے ہوٹ چاٹ چاٹ کر وہ ٹھکانی کھائی اور پہلے تو خوب لذت پائی اور تھوڑی دیر کے بعد سیرھیان
 ہو گئے خواب غفلت میں ہو گئے سحر نے عیاروں کو خبر کیواسطے لگا ہی رکھا تھا خبر پاتے ہی جا کر سب کو خبر سے لانا اور اس
 میدان کو انکی لاشوں سے بٹا اور رنگدھ نرو بانوں پر دروغن لفظ جھڑک کر آگ لگا دی جب ہر دھڑکے لگا آپ
 قلعے میں آکر چین سے بانوں پھیلا کے سو رہا اور میدان کو انکی اس فلت سے پاک کر کے مطمئن ہو رہا جتنی سیرھیان میں
 رنگدھ سمیت رات بھر میں جل گئیں جب تنور خورشید گرم ہوا ہر فرنی چار ہاتھی کے تحت پر سو رہا اور فوج کو ساتھ لے لیا
 کہ آج سیرھیان لگا کر پہلوانان سرداران لشکر کو قلعہ پر چڑھائے مسلمانوں کو قتل کیجیے اور انے انتقام لیجیے تھوڑی
 دور فرود گاہ سے گیا تھا کہ عیاروں نے آکر کہا کہ رنگدھ نزد بانوں سمیت جھلکرا لکھ کا ڈھیر ہوا پڑا ہوا اور جو کھنڈار
 سرکھٹے پڑے ہیں ایک انہیں نہیں بچا ہوا ہر فرنی جو ریستا ایک شعلہ آگ کا تلو و ن سے لگ کر نواح کے بارہو بٹا

ہر اس سے بے اختیار ہو گیا نختیار کس نخواستہ ہو کر کہا کہ دیکھیے عمر کی شرارت نے میری چار مینے کی محنت کی نختیار کب بولا کہ حضور خوب جانتے ہیں جیسا وہ شریک ہو بڑا صاحب تدبیر ہو سوار تو ہو ہی چکے ہو جا کر قلعے ڈائی ڈالو اور اپنے دل کا حوصلہ نکالو شاید فتح میسر ہو نصیب یا اور ہو سر ہرنے قلعے کے سامنے آکر دین میں ہزار قلعے کے چاروں طرف محاصرہ کیا وسطے متعین کیے اور انکو جو جو حکم مناسب دے عمر و نے دیکھا کہ آج نقشہ لہو قلعہ نشینوں کے دل میں کثرت فوج اعدا سے ہول ہوا ہے بھی چاروں طرف سے فارورے ہانڈی تیر و تشنگ ہر شروع کیے ایسا ایسا آتش بازی کا منہ برسایا کہ تمام لشکر ہر ہر کا گھبراہٹ اور اس گ کی تاب نہ لایا ہزار دن گھر فاکٹر ہو گئے ہر ہر کے لشکر میں قیامت برپا ہوئی اور سب پر نازل ایک بلا ہوئی باقی ماندہ قلعے کی ضرب سے بچے مارے زور گھٹے ہر ہر نے فوج زرہ پوش سے کہا کہ تم جو اس روز کتے تھے کہ اگر جنگجو حکم ہو تو میں قلعہ توڑ کر اپنے زرہ ان سے مسلمانوں کو قتل کروا کے ہر نگار کو نکال لاؤں آج جاؤ اور اپنی بہا درمی دکھاؤ اور اسی دم قلعہ کو توڑ کے گار کو لے آؤ ذرا ع نے کہا کہ حضور نے کب فرمایا میں بجا نہیں لایا فراع نے اپنے چار ہزار زرہ پوشوں سے گھوڑے اٹھا کر دوڑ کے متصل قلعے کے ہرے ذراع تو سر پر سر رکھے خندق کے پاس جت کر کے جا کھڑا ہوا لیکن سوار کے خندق سے نجا کے ایک قدم گھوڑوں کو نہ بڑھا سکے عمر و نے سواروں کو تو قارورہ ہائے آتشیں مار کر خندق سے ہٹایا لیکن فراع پوش تنہا خندق کے پار کھڑا ہر اجرات کو کام فرما کے قدم نہ ہٹایا نختیار کس نے کہا کہ حقیقت میں فراع بڑا بہادر ہو نہ دلا ور ہو گئے جو کہا تھا سو گیا لیکن کیا کرے کہ اکیلا ہو فوج اسکی عمر و کی آتش بازی سے قیاب ہو کر بس پلا ہوئی اتنے بہت سیجا ہوئی اسوقت حضور اپنے لشکر کو حکم دیں کہ فراع کی مدد کو میں ہرگز اسوقت مرنے سے نہ ڈرین رنے اپنی فوج کو حکم دیا دیکھو فراع اکیلا قلعے کے دروازے پر کھڑا ہو گیا اپنی بات پر ڈاڑھو تم لوگ اسکی مدد کر دو جی قلعہ فتح ہو جائے جتنے ساسانی تھے سمجھو ان نے اپنے اپنے گھوڑے اٹھائے اور لب خندق آئے لیکن خندق کے بانے کی کسی کو جرأت نہ تھی عمر و نے تفصیل کے اد پر آ کے فراع سے کہا کہ اے ہبادر قلعہ تو لے چکا ہم لوگوں کو شکست کچکا میں تجھے ملتی ہوں کہ ہبادر و نکا دستور ہو غنیمت نہریت خود وہ کو امان دیتے ہیں اور پناہ دیکر نیک نامی لیتے ہیں اگر تو جا کر رنے سے میرا قصور معاف کر دے تو میں تیرا بہت ممنون ہوں اور قلعہ خالی کر کے ہر نگار کو تیرے حوالے کروں فراع نے جواب دے کے لیے سر کو سر سے ہٹایا گھوڑے کو ڈاڑھ ہایا سپر کا سر سے ہٹانا تھا کہ عمر و نے ایک سنگ تراشیدہ و خراشیدہ غلاخن نکھلے گھا کر چلایا اور اسکے دونوں ابروؤں کے بیچ میں ایسا مارا کہ خراش کا خنکاش کے مانند تھوکی راہ سے نکلیا اور پ کر اب خندق میں جا پڑا ساسانی جو لب خندق کھڑے تھے پانی میں کود کر اسکی لاش کو نکال کر لے گئے ہر ہر کا رنگ بٹا کہ بڑا بہادر سر دارا لایا اسکے مرنے پر کف افسوس ملا کیا آتش مر سے جلا گیا گھر اگر نختیار کس نے کہنے لگا کہ کیا کروں وہ کیونکر انتقام لوں اُس نے کہا کہ اسوقت فوج بدحواس ہو سب لشکر کو ہر اس ہر طبل باز گشت بجا کر خیمہ میں چلے

بھی لہجے کا کچھ اور تہذیب رکھیے گا ہر فر نے طبل باز گشت کچے کا حکم دیا ساری فوج نے رستہ لیا ہر فر ملوں محزون اپنے خیمین
 داخل ہوا اور بذریعہ عرضی تمام کیفیت سے نوشیروان کو مطلع کیا جب وہ عرضی نوشیروان کے ملاحظہ میں آئی اس نے بھی طبل
 یافت کر کے بڑی کوفت اٹھائی نیز چہرے سے مخاطب کر کہنے لگا دیکھتے ہو عجم کی بد ذاتی میرے کیسے کیسے پہلوانوں کو ہلاک کرتا ہو
 میری مصلحت جاری سے وہ انہیں ڈرتا ہو نیز چہرے سے عرض کی کہ فی الواقع وہ ایسا ہی بد خصال ہو اسکو اسباب کی خیال ہو
 پشیمان ہو دیکھو کہ میں کہہ رہا ہوں تو قوت کہ کسی طرح سے عجم کو زندہ رکھ لو نہ تو میری چہرے کی گفتگو تمام ہوتی تھی کہ ساسانیوں نے
 نوشیروان کے سامنے داد دیوید کو کرنی شروع کی کہ ساربان رائے کو دیکھو اور دیکھو قلعہ دراع سے پہلوانوں کو قتل کرنا زلت دینا
 طرح کیے اب جب تک ہم انکا بد اس عیار بے اعتبار سے نہ لیتے اس سرکشی کی سزا نہ دینگے بلکہ جیلین پڑیگا نوشیروان نے انکی والدہ کا
 حضور فیملگوش کو کہ ساسانیوں میں ہر وار اور پہلوان نامی ہی ستر ہزار سوار جرات سے ہر فر کی مدد کو بھیجا اور ہر فر کو لکھا کہ تم بھلا کر قصد
 عاودت نہ کرو اور ہرگز نہ دروین نے حضور فیملگوش کو تعہداری مدد کو روانہ کیا ہوسین نے اسکو خوب سمجھا دیا ہی بعد از ان نوشیروان
 بار بار فرخواست کر کے شہستان حرم میں گیا ہر ایک نے نوشیروان کو ملوں محزون کیلئے بھجوا کر آپ سوت ملوں محزون کیون میں
 نوشیروان نے کہا کہ تعہداری بی بی کی بدولت ہر دن غم ا رہتا ہوں نہ لرون کچھ دلم ہوتا ہوں جب سے ہر فر کو بھیجا ہو وہ ساربان اور
 بی شکستیں اسکو بچکا ہوا اور کیسے میرے پہلوان مارے ہیں انکے سترن سے اترے ہیں میرا جی جاتا ہو میرے غم کو کون سجاتا ہو ہر انگیز
 لہا کہ جان پناہ سلامت اسکے مارنے کی یہ تدبیر ہو کہ خواجہ نہال کو کہ اسے ہر نگار کو بلا ہو تحفہ ہدایا ساتھ نیکو ہر نگار کے پاس بھیجا
 یہ خط خفیہ اسکو لکھ کر حیف ہو تو خون ایسا سفید ہو گیا کہ ان باپ تیرے سوز فراق میں جلتے ہیں تیری سفاقت میں شمع کی طرح جھلن
 اور تجکو آنا بھی خیال نہیں کرتا ہو کہ ان باپ کے دل کی آگ کو آج یاد رہے بھائے اور انکو اپنا دیدار دکھائے ہر حال ہم ہر دم کمال
 خواجہ نہال کے ساتھ اس طرف روانہ ہو کہ ہماری جان بچے اور عجم کے واسطے بھی کچھ زر نقد ارسال کیجے اور اسکو طبع و بھیکہ وہ طبع میں
 خواجہ نہال کو قلعہ کے اندر بلائے اور قلعہ کے اندر جانے سے ہر کا خواجہ نہال قلعے کے اندر پہنچے چند روز میں مل ملا عجم کو زبردستی
 اور دروازہ قلعہ کا کھول کر فوج کو بلا کے مسلمانوں کو قتل کرے اور ہر نگار کو لیکر چلا آئے ہو کہ تو اس زر نقد سنو سے چھڑائے بادشاہ نے
 ہر انگیز کو رائے بہت پسند کی اور خواجہ نہال کو بہت دلدن سمجھا کر مع تحفہ و ہدایا زر نقد مکہ کی طرف رخصت کیا
 روانہ ہونا خواجہ نہال کا ہر نگار کے لانے کے لیے مکہ کی طرف اور حرمنا عجم کے ہاتھ سے
 راویان شیریں سخن لکھتے ہیں کہ بادشاہ نے بعد رخصت خواجہ نہال کے ایک شفقہ ہر فر کے نام اس مضمون کا
 لکھ کر بیگ خیار کے ہاتھ روانہ کیا اور اسکو پیام دیا کہ او فرزند پرہیزوں میں نے حضور فیملگوش کو شہر نزار سے تیری مدد
 بھیجا ہو وہ کمال اختتام و شوکت سے اس طرف کا عازم ہوا ہو اور آج خواجہ نہال کو ایسا سمجھا کر با تحفہ ہدایا روانہ کیا
 ہوا اور اسکو سبب نشیب و آزا میں معاملہ کا سمجھا دیا ہو چاہے کہ کسی تدبیر سے خواجہ نہال کو قلعہ کے اندر پہنچا دیا ہو ہر حکم کی
 تعمیل کرے اور تم بھی اس مہیبت نجات پاؤ اور اگر کسی طرح خواجہ نہال قلعے میں پہنچ سکے تو حضور فیملگوش کو لیکر حاضر ہو

قلعہ توڑ ڈالوا اور اپنا مطلب نکالو خواجہ نہال کا حال سنے کہ خضر فیلیگوش کی ردائگی سے ایک ہی دن بچھے تو
خواجہ نہال روانہ ہوا تھا دو اسپہ کوچ کر کے خضر فیلیگوش سے جا کر ملا اور اس سے تدبیر اور مشورہ کا حال پھر
کیا اور دونوں بیکد گیر شکے منازل اور دراصل طر کرتے چلے چلتا تین مہینے کے عرصے میں ہر فرخے لشکر میں داخل ہوئے اور بعد
ملازمت شفقہ ہائے بادشاہ ہر فرخہ کو دیے اور سب مراتب بخوبی بیان کیے ہر چند ہر فرخہ ان شفقہ کے مضمون سے سبک س
شفقے کے جو عیار کے ہاتھ سے پہونچا تھا واقعت ہو چکا تھا لیکن بہر حال شفقہ کو پڑھنے کے دونوں شخصوں کو خلعت دیا اور انکو
عنایت اور نوازش سے بہت خوش کیا چونکہ دونوں راہ کے قلعے ماندے تھے جلد رخصت ہو کر اپنے اپنے خیمے میں گئے یہ
خبر ایک عیار نے عمر کو پہونچائی اور سب کیفیت اُنے کی منائی کہ نوشیروان نے بڑی فوج ہر فرخی مدد کو بھیجی ہو عمر نے
اپنے دل میں کہا کہ دریافت تو کیا چاہیے کہ اب کی مرتبہ کون سروا رہے گا یا ہوا در کس نے نوشیروان کی طرف سے منصب سرداری پایا
ہو و صوبی کی صورت بن کر ہر فرخے لشکر میں گیا جہاں وہ دجا را دیون کو باتیں کرتے دیکھا وہاں کھڑا ہو کر سن گن لینے لگا ایک مقام پر
کئی آدمی کھڑے ہوئے آپس میں باتیں کر رہے تھے کہ اب کی تو نوشیروان نے خضر فیلیگوش کو ستر ہزار سوار جہاز سے ہر فرخی مدد کو
بھیجا ہی یقیناً قلعہ فتح ہوا و عمر و مارا جا لے اور یہ لشکر اپنی مدد دے اپنے ایک بولا کہ خواجہ نہال کو بھی تو بھیجا ہو و دوسرے نے کہا کہ
اسے لڑنے کو حکم نہیں دیا یہ بلکہ یہ ارشاد کیا ہو کہ کسی طرح سے قلعے میں سانی پیدا کر کے عمر کو دغا سے مار کے مہرنگا رکولے آئے اور
اسکے عوم میں بہت زرقار و خلعت نیک نامی پلے پلے دیں مضمون تو اپنے خیال میں کچھ اچھا نہیں مغلوم ہوتا ہو کیونکہ عمر و اسیا
نہیں ہو کہ کسی کے دم میں آئے اور وہ کی سطح کا فریب دغا کھائے ہاں اگر خضر فیلیگوش سے کچھ کام میں پڑے تو قریب القیاس ہو
اگرچہ ظاہر میں اس بات سے بھی یاس ہو باقی خیریت ہو عمر نے وہاں سے ہٹ کر و صوبی کی صورت بدل کے ایک ایسے کی صورت
بنائی اور دوسری تدبیر لگائی تو پڑا دلے کا ہاتھ میں لیکر لپکا رکھا کر کہنے لگا کہ یاد کوئی خواجہ نہال کا خیمہ تباد و شام کو واپس لینے
کے لیے آیا تھا اب رات ہو جانے سے راستہ بھول گیا ہوں گھوڑا دلے کے وسطے ٹا پتا ہو گا جو کوئی مہربانی کر کے پہونچائے گا ہر اچھا
ایک شخص بولا تھا کہ چل بھائی میں تجھے خواجہ نہال کا خیمہ تباد وں اسکی بارگاہ تک پہونچا دوں چند قدم جا کر اُسے کہا کہ
دیکھو وہ سامنے خواجہ نہال کا خیمہ نظر آتا ہو جسکی تلاش میں تو اسقدر بگھڑتا ہو عمر نے بصورت جعلی بن کر خواجہ نہال کے
خیمہ پر جا کچھ بار وں سے کہا کہ خواجہ نہال کو خبر دو کہ عمر و کھاری ملاقات کو آیا ہو اور ایک فردہ تمھارے واسطے لایا ہو
خواجہ نہال عمر و کا نام شکر بہت سرا سیمہ اور پریشان ہوا اپنے دل میں متال اور حیران ہوا کہ عمر و اسوقت میرے پاس کیوں
آیا ہو کون کا ضروری اسوقت اسکو لایا ہو مگر استقبال کیے عمر و کو لے آیا اور اپنے برابر سے پرٹھلا یا بہت سی گرم خوشی کے ساتھ
کہا کہ آپ نے بڑی مہربانی کی کہ تشریف لائے اور اس حقیر کے پاس آئے آپ لگ کر رنج نہ آئے تو میں کل تمھاری ملاقات کو واسطے قلعے میں
جاتا اور آپ کے جمال باکمال کے دیکھنے سے خطا ٹھانیا کیونکہ باہم ملاقات کرنا دوستی کا نتیجہ ہو اور اگر غور کیجیے تو حقیقت میں
زندگی مستحاکم بھی فرہ ہو عمر نے اُبدیدہ ہو کر کہا کہ خواجہ نہال کیوں سخت مصیبت میں گرفتار ہوں یہاں تو دہر کی زندگی سے

بیزار ہوں خواجہ نہال نے کہا نیز تو ہوا ارشاد فرمائیے اور حال مفصل مجھے سنائیے عمر و بولہا کو سوائے شرکے خیر کہاں فلا میری
 طرف متوجہ ہو کر بیٹھے اور میرے رخ تر و کی تیر کیجیے حقیقت یہ ہے کہ حمزہ ہنر نگار کو مجھے سو نہپ کر اٹھا رہا روز کا وعدہ کر کے
 پروردہ قاف کی طرف گیا تھا سو اسکو اتنا عرصہ ہوا معلوم نہیں کہ جیتا ہی یا کسی دیو کے ہاتھ سے مارا گیا اور اب ہر
 ہنر نگار کو رکھ نہیں سکتا کہ وہ بھی گھبراتا ہے اور نہال کی کہ سب سے بہت سچ اٹھاتی ہے اگر ہر ہنر کو سو نہپ تیا ہوں تو
 ہوں کہ میں نے بڑی بڑی بے ادبیان کی ہیں بہت سی اذیتیں ہی ہیں کیسے میرا قصور بادشاہ معاف کرتا ہے یا مجھے اتنا
 اور مجھ کو میرے کردار کی سزا دیتا ہے اگرچہ نوشیروان رحیم و کریم ہے عجیب نہیں کہ معاف کر دے اور مجھے اپنا عوض نہ ملے
 تخت تک بختیارک جو میرے دشمن ہیں وہ بڑے بڑے ہیں یہ ضرور بادشاہ کو درغلا کے جھگڑا کر دینگے اپنی خباثت سے باز
 آئینگے آج تجویز کیا تھا کہ جو ہونی ہو سو ہر ہنر سے چلکر اپنا قصور حاف کیا جا چاہیے اسکی خدمت میں جایا جائے یہ غلطی
 آنے کی خبر سنی کہاں لگو خوشی حاصل ہوئی سو اب میں ہنر نگار کو تو آپ کو سو نہپ کے سبکدوشی پاؤنگا باقی ہر ہنر اسنگ
 ادھر چلاؤنگا خواجہ نہال عمر و کی تقریر سنکر بہت نہال کمال خوش حال ہوا اور عمر و کو چھاتی سے لگا کر کہنے لگا کہ خواجہ
 کسی کی طاقت ہے کہ میرے ہتھارے ہتھارے میں بادشاہ سے کچھ بدی کرے کہ اور بادشاہ کے فرائج کو ہتھاری طرف سے برہم کر
 ہتھاری تعین معاف کروانا اور بلکہ مکہ کی حکومت بادشاہ سے ٹکودلا نامیرا دمہ ہے یہ میرا اقرار و اشی سچھے اور مجھ کو اس
 میں صاف حق سمجھے عمر و نے کہا کہ مجھ کو آپ سے اس زیادہ امید ہے کہ مجھ کو جی سے خرمے نکال کر دیے کہ یہ مکہ کا تبرک ہے اور
 انکو نوشیان فرمائیے اور خطا اٹھائیے خواجہ نہال کی جو شامت آئی بے پیش پیش خرمو کو کھلا گئے اور کچھ دوسرے نہیں لایا
 عمر و یہ کہہ رخصت ہوا کہ میں گھر جاتا ہوں ہنر نگار کو لیے آتا ہوں عمر و نے باہر کر کہ مکہ کا تبرک سب گرویش کو کھلایا ان
 اچھون کو بھی اسی دام میں پھنسا یا خواجہ نہال نے اپنے دل میں کہا کہ تیرا قبیل ہے کہ گھر بیٹھے طلب حاصل ہوا ایک ساعت
 گزری تھی کہ باہر تو شاگرد پیشہ اور خیمے میں خواجہ نہال بیہوش ہو گئے کس کے سبب ہوش ہو گئے عمر و نے خیمے میں آکر شام
 کچیان نکالیں اور صندوق کو کھول کر حقد ر نقد و جنس تھا ذنبیل میں کھا اور ایک صندوق بہت پر کلفت تھا اسکو
 انہیں سے ایک خط ہنر نگار کے نام بادشاہ کی طرف سے چند غلافوں میں لپیٹا ہوا پایا اسکو بھی لیکر ذنبیل میں چھپایا اور بہت
 پیش قدمی لگا دیے ایسے شجدرے کیے پھر خواجہ نہال کو ایک گڑھا کھود کے زندہ گاڑ دیا اور آپ خواجہ نہال کی ہون
 بنکر اسے بلیک پر سو رہا سب نے کاموں سے قانع ہو رہا ہر ہنر کا حال سننے کے صبح کو بختیارک سے مصالحت کرنے لگا کہ ہر جا
 کہ انھیں فیملکوش کی اور خواجہ نہال کی دعوت کروں انکو اپنے بیان بلاؤں اور جیسے اچھے کھانے کھلاؤں بختیار
 کہا کہ اس سے کیا بہتر ہو بہت مناسب ہے یہ بات تو آپ پر واجب ہے ہر ہنر نے جشن کی تیاری کی اور سب سامان دعوت
 کا گڈاڑا کو اجازت دی انھیں فیملکوش خواجہ نہال کو بلوایا چنے سردار تھے مع انھیں فیملکوش حاضر ہوئے
 اپنے اپنے مقام پر بٹھایا تھوری دیر کے بعد خواجہ نہال علی یعنی عمر و عیار نے بھی حاضر ہو کر ہر کچا کیا اور دودھ

شاہزادے کے سامنے کھڑا ہوا ہر فر کو حرکت اسکی بہت پسند آئی اسوقت خلعت سرفرازی سے مخمل کئے اسکے حال پر بہت غنایت فرمائی گراؤ خواجہ نہال شرط ادب کی تم بجالائے ہو یہ مراتب رتبہ شناسی تمہارے بہت بھائے اب آؤ براہ راست مجلس میں بیٹھو اور چند غم دنیائے دون فراموش کرو خواجہ نہال علی بولا کہ غلام کا یہ تہ کب ہو آپ کے سامنے بیٹھنا ترک ادب ہو فرمایا کہ اس گفتگو کو اسوقت بالائے طاق رکھو اور ہاتھ پکڑ کر اپنے پاس کرسی پر بٹھلایا اور بہت سالتفات کیا سازندے اور خواندہ جب قدر لشکر کے ہمراہ تھے سو اس کے گرد و نواح سے آئے تھے سمجھوں نے ساز ملا کر گانا شروع کیا حاضرین مجلس کے دل کو اپنی خوش آوازی اور غمہ سرائی سے بھگانا شروع کیا اور آواز خوش باد و خوش باد کی بلند ہوئی کہ محفل ہو نہایت مزہ دار ہر سبکی طبیعت اس کیفیت سے کمال خرسند ہوئی تمام دن تو اس طرح پر چرچا رہا جب شب ہوئی مشعلچو نے مومی کا فوری بتیان دو شاخوں تہ شاخوں پنجشاخوں میں چڑھا کر روشن کیں ہر طرف نے ایک جام مرد و اتشہ کا اپنے ہاتھ بھر کر اخضر فیلمگوش کو دیا وہ آداب بجالایا اسکو پیا اور ایک جام اسنے بھی لے کر ہر فر کو دیا اسوقت یہ مقرر ہوا کہ جو کوئی کسی کو پلا دے دوسرا بھی عوض بجالائے الغرض ہر ایک اسی طرح سے دوسرے کو پلانے لگا غمزہ شرانجوازی کا اٹھانے جب پہرات گئی خواجہ نہال علی نے اٹھ کر عرض کی کہ اسوقت غلام ساتی گری کرنے کا امیدوار ہو کہ محفل اسوقت غمزہ دار ہو ہر طرف نے خوش ہو کر کہا کہ بہت مبارک اس سے کیا بہتر ہو تحقیق اپنے سینے ساتی بناؤ اور اپنے ہاتھ سے سب کو پلا خواجہ نہال علی نے جام و صراحی ہاتھ میں لیکر پہلے تو ہر فر کو ایک جام پلایا اور اپنی کارستانی سے اسکا ہوش لایا بعد ازاں مجلس میں درہ کیا دو دور تک تو وہی شراب جو پہلے سے چل رہی تھی پلائی تیسرے دورے میں داروے بہوشی شیشے میں ملا اور سب کو پلانے اور چھکانے لگا چونکہ پہلے سے نشے میں ہر شراب تھی وہی پیا لوں میں بہوش ہو گئے سب کے حواس کھو گئے خواجہ نہال علی نے دیکھا کہ مجلس کی مجلس اشاعت ہو گئی جام و صراحی ہلکے ہاتھ نکلا قنشاگر و پیشہ تھا سب کو پلا کر ہوش لایا اور غمزہ میں آنکر فرش و فرش اسباب و کپڑے حتیٰ کہ شاگر و پیشہ کا لٹا بوریاتک مع ہر فر کا پتارہ زنبیل میں رکھ لیا اور اخضر فیلمگوش کی ڈاڑھی موچھ مونڈ کر سات رنگ کے ٹیکے تو اس رخسارے پر سطر کی موچھ مونڈی تھی دیے اور جب کی موچھ قائم کئی تھی اس میں گھنڈر و باندھا اور اسطر کے رخسارے کو مطلق کا لایا اور زبر کو ہی کی کھل کی تبا اس کے گلے پر پنھانی ایسی صورت بنائی اور بختیارک کی بھی ڈاڑھی موچھ میں مونڈ کر منہ کا لاکر کے صورت اسکی عورت کی سی بنا کر ماہ میں سینہ و رتیل سے لت کر کے لگایا اس بچارے کو بھی مسخرہ بنایا اور دونوں بانوں اس کے گلے میں ڈال کر تسمہ میں باندھ اور ایک پتنگ پر اخضر فیلمگوش کی گود میں اسکو نسا دیا سب کے ساتھ ایک نیا شجہ کیا اور جتنے سردار حاضرین محفل نشے سے بہوش و غافل تھے سب کو نکال کر ڈاڑھی موچھ میں مونڈ کر منہ سیاہی سے رنگ کرنا ستونوں سے باندھ دیا اور اسی خواجہ نہال کی صورت بنا ہوا غمزہ سے ہاتھ نکلا اور اپنے قلعے میں جا کر کمال اطمینان سے استراحت کی اور جو کام کرتا تھا اس فراغت کی اخضر فیلمگوش کا حال سننے کہ جب اسکی آنکھ کھلی دیکھا کہ ایک عورت برہنہ گلے میں بانوں ڈال

سورہی ہو اور اپنے سے بالکل بخیر ہو رہی ہو دل میں سوچا کہ شاید ہر فرے ازراہ مہربانی راہ کی ماندگی اُتارنے کے لیے میرے واسطے اسکو بھی اتھا جیف ہو کہ میں بات بھر بیہوش سو یا اور ایسے فرے کو اپنی نادانی سے مفت ہاتھ سے کھو بیجھ کو بکے رو برو کیگی کہ آنحضرت نام نہ ہو اسکو قوت نہیں ہو جو عورت کی چاہ نہیں ہو ابھی تو سورہ انہیں ہوا ہو فرہ مباشرت کا لوٹا چاہیے آنحضرت نے جو بن ست دراز کیا بختیار کے ایک حج ماری اُسکے غل سے بٹنے تھے سب بیدار ہوئے اپنی اپنی خرابی حال سے خبردار ہوئے بارگاہ میں جو لوگ بندھے ہوئے تھے وہ تو نہ اٹھ سکے مگر خدنگار جو بدافراش شعلہ چلی دربان دوڑ دیکھا تو واہ واہ عجب شکل کا مرد ہو اور عجیب صورت کی عورت ہو دونوں بارگاہ میں فعل شنیعہ کرتے ہیں اور اپنی رسوائی کے نہیں ڈرتے ہیں ہر ایک اُن دونوں کو مارنے لگا کر وہ ابو بویہ بارگاہ شہزادے کی ہراسیں لپی حرکت ادب کے دور پہ تم دونوں سزا ضرور ہو بارے شاگرد پیشہ کی بدولت بختیار کی جان بچی کہ فرصت پا کر اٹھ بھاگا اور آنحضرت سے لڑائی ہونے لگی خوب مار کٹائی ہونے لگی کئی آدمی آنحضرت کے گھونسوں سے مار گئے اپنی جان بچانے کے لیے سوارے گئے جب یہ یادہ اجالا ہوا لوگوں نے دیکھا کہ آنحضرت ہو اور بارگاہ میں سواران شکر تو نون سے اُٹے لٹکے ہوئے ہیں بارے شاگرد پیشوں نے سب کو کھولا مارے شرم کے کوئی منہ سے نہ بولا پھر انکے مکافون سے اُنکے کپڑے لاکر ہر ایک کا منہ ہاتھ دھلا کے کپڑے پہنائے تب بکھت سب کے دم کی صورت میں اُٹے اتنے میں بختیار بھی منہ ہاتھ دھو کے کپڑے بدل کر آیا اور آنحضرت فیلیکوش کو سمجھا یا کہ بھلے آدمی سوائے عمر کے اور بھی کسی کی ایسی طاقت ہو کہ میرا تیرا ایسا حال بنائے اور ہم لوگوں کے اوپر ایسی خرابیاں لائے آنحضرت نے غصہ سے منہ پر ہاتھ پھیرا کہ عمر ہو اور میں ہوں کیا میں اس سے کیسا پیش آتا ہوں اور اسکو ان حرکتوں کا کیسا فرہ چکھا تاہوں گھنگر و جھین سے بولا معلوم ہوا کہ منہ پر اٹھو بچو اور وارھی نہیں ہو اور ایک سو بچے میں گھنگر و بندھا ہو آنحضرت نے اور بھی تاپ بچ کھا بختیار کے کہا کہ ہماری اور تمہاری تیر گت نبی ہو معلوم نہیں کہ ہر فرد خواجہ نہال کا کیا حال ہوا شب کو جو خواجہ نہال ساتی گری کرتا تھا وہ خواجہ نہال تھا عمر و تھا یقیناً خواجہ نہال کو مار گئے اسکی صورت بدل کر آیا تھا تحقیق کیا تو واقعی نہ اپنے خیمے میں خواجہ نہال ہو اور نہ اسکا کچھ اسباب مال ہو اور ہر طرف کو بھی لیگیا ہو یہ برا داغ ہو کہو دے گیا ہو آنحضرت نے جھلا کر طبل جنگ بچنے کا حکم دیکے بولا کہ اگر قلعے اینٹ سے اینٹ نہ بجائوں اور اس ساربان زاوے کی بوٹیاں کاٹ کر چیل کو دُن کو نہ کھلاؤں اور اس صحرائے مسلمانوں کے خون سے ندی نہ بہاؤں تو میرا آنحضرت نام نہیں چلو ایک دم قرا اور آرام نہیں آخر دوسرے دن ستر ہزار اپنے اور تیس ہزار سوار ہر طرف کے لشکر کے ہمراہ لیکر قلعے کا محاصرہ کیا اور فوج سے دلاوری اور جانفشانی کا وعدہ کیا عمر و اسوقت ہر طرف کو زینیل سے نکالا دیکھا کہ بیہوش ہو چند قطرے سر کے تندے اُسکے منہ میں ٹپکائے اور پیٹ کے اندر پہنچا اُنکے میں کھولیں دیکھا کہ عمر و ایک کرسی جو ہر نگار پر رونق افروز ہو چڑچڑا ست سرور ان شاہان میں حق تک واصل ہوتی ہو ہر ایک اسکی خدمت سے بہرہ اندوز ہیں اور قلیل وفا دار بارہ ہزار تیرا انداز بختیار سے لیس اور پلو اتان تو ہی سبیل بابا بجا چور برق انداز و درعدا انداز و قار و انداز و سنگ اندازوں کو فضیلتوں پر ہوشیارا اور اپنے کو سچے حریف میں گرتا رہ دیکھا نہ ندنی

مایوس ہو کر بے اختیار رونے لگا اور خوف و ہراس سے مضطرب و بیقرار ہونے لگا۔ عمر نے ہر فر کو گریبان دیکھ کر
 لشکریں دی اور اسکی بہت سی تشفی کی کہ اسے شاہزادے تو خوف نہ لکھا میں تیرے ساتھ کیسی طرح کی بدی نہ کروں گا۔ کسی طرح
 کی اذیت نہ دوں گا۔ مگر میں سوال کرتا ہوں اگر تینوں میں سے ایک کو بھی منظور کر تو مجھ پر اور اپنے اوپر احسان کر اور ہر صورت
 سے اطمینان کر ہر فر نے پوچھا وہ کیا سوال ہیں بیان کر میں ہنوں پھر اٹکا جواب دینے سے روک دیا تو میرا یہ سوال ہی کہ
 تو مسلمان ہو کر مسلمانوں پر فرما نہ دانی کہ کفر کو ترک کر کے اپنے حق میں بھلائی کر ہر فر بولا کہ یہ تجھے نہوگا کہ میں ابائی نہ ہوں
 کو چھوڑ دوں اور اپنے بزرگوں کے دین سے منہ موڑوں عمر نے کہا کہ اگر چہ مسلمان ہونا تیرے حق میں بہتر تھا کہ دین نیامین
 تیرا بھلا ہوتا اور بعد مگر حسین سے قبر میں سوتا لیکن تیرے خیال میں نہیں آتا جو دہری ہی تیری قیمت میں بہتری سے دوری ہی
 دوسرا سوال یہ ہے کہ نوشیروان کو سمجھا کہ تانا آئے صاحبقران کے مجھے نہ لڑے فراحت نہ کر میری خصوصیت میں
 پائون نہ دھرے جب صاحبقران قاف سے آجائے انے جس طرح سے چاہے پیش آئے وہ مہرنگا کو میرے پاس لاتا
 چھوڑ گیا ہو میں اُسکے آئے تک امانت داری میں کوتاہی نہ کروں گا اور اسکی غیبت میں کیسی طرح کی بدخواہی نہ کروں گا اگر وہ دیکر
 در پڑے گی تو خدا جانے کہ مجھے کس وقت کیا بے ادبی ہو جائے اُسکے دل میں کدورت آئے سمجھے کہ اسوقت جو میرا جی چاہے
 وہ بدی تیرے ساتھ کروں اور کیسی طرح ڈروں ہر فر نے کہا کہ دوسرا سوال تیرا البتہ ممکن ہے کہ نوشیروان قبول کرے
 عمر و بولا کہ ای ہر فر میں جانتا ہوں کہ نوشیروان اس بات کو قبول نہ کرے گا اور اگر قبول بھی کرے گا تو خجنگا کو اختیار کر
 کب اپنی بد ذاتی سے باز رہینگے اور اس مقدمہ میں دراندازی کی باتیں کہینگے ہر حال اس سے بھی میں قطع نظر کرتا ہوں اور
 اس بات سے بھی درگزر کرتا ہوں تیسرا سوال میرا یہ ہے کہ اب تو مجھے لڑنے کا قصد بھی نہ کرنا اور اگر کرے گا تو میں ناچار ہوں
 آئندہ کو میری شکایت سے درگزر کرنا ہر فر نے کہا کہ میں تجھے وعدہ دانت کرتا ہوں کہ اب کبھی تجھے مقابلہ نہ کروں گا لڑائی کا
 نام بھی نہ لوں گا یہ گفتگو ہو ہی رہی تھی کہ اختر فیملگوش سپاہ دیکر قلعے کے سامنے آہو نچا عمر نے دیکھا کہ اختر فوج کا
 لیکر قلعے پر آکر ہوا اور فوج کو بربخ جنگ لایا ای ہر فر کو فصول پر کھڑا کر کے کہا کہ ای اختر تو یقین سمجھ جانے اگر کسی نے
 آگے قدم بڑھایا تو میں نے ہر فر کا سر تن سے کاٹ کر خندق میں گرالیا کچھ جو کچھ ہو گا سو ہو رہیگا اختیار کرنے اختر سے کہا
 کہ تجب نہیں اگر یہ ساریاں زادہ جیسا کہتا ہے وہ سب ہی کرے اور ہر فر اسے ہاتھ سے مرے تو اس سے طبل باز گشت بجا کر پھر چلنا
 بہتر ہے ورنہ ہر فر کی جان جانے کا ڈر ہے اختر فیملگوش طبل باز گشت بجا کر اپنے خیمے کی طرف پھر گیا عمر نے ایک طلعت
 لائق شہزادے کو پٹھا کر گھوڑے پر سوار کیا اور شکار بند پڑے ہر فر کو اُسکے لشکر تک پہنچا دیا اور آپ مہرنگا کے پاس
 آکر سارا قصہ ظاہر کیا اور اپنی کارگزاری اور انکی خرابی حال سے خوب ماہر کیا مہرنگا نے خوش ہو کر کہا کہ ای بابا
 میں رات دن تیری فتح کی دعا مانگا کرتی ہوں کہ میں اُن لوگوں کی کثرت فوج اور قوت جنگ بجا سے بر نسبت
 تیرے بہت ڈرتی ہوں ہر فر کا حال سنیے کہ لشکر میں جا کر اختیار کر کے اختر فیملگوش سے کہا کہ میں نے عمر سے وعدہ

کیا ہوا اور اسے تجھے اس بات میں ایمان قبول لیا ہو کہ آج کے دن سے میں تجھے لڑنے کا ارادہ نہ کروں گا اور میدان جہاد میں
 ہرگز قدم نہ دھروں گا اور بادشاہ کو بھی سمجھا کر جنگ جہاد سے باز رکھوں گا اور عداوت عمرو سے کمال امرامان ہو گیا ہے
 تو بھی اسے چھوڑ کر یہ اپنا کمر و قریب اور جو رہا بازی چھوڑے اور کینہ و فساد اور مکاری اور عناد سے منہ موڑ دے جیسا کہ
 نے کہا کہ میں تابع فرمان ہوں اور آپ کی رضامندی کا طالب ہوں جان ہوں تجھے جیسا فرمایا جائیگا یہ تابع اور واپس
 بجائے لایگا مگر انھوں نے کہا کہ ہم تو قلعہ کے توڑنے اور مسلمانوں کو مارنے اور جہنم لگا کر کو لیجانے کے واسطے آئے ہیں جسے تو
 یہی حکم بادشاہ سے پائے ہیں بغیر تعمیل حکم بادشاہ اور انجام ان امورات کے قطب آسمان سے یا تو ان اٹھائے گا
 جب تک اپنا مقصود نہ پائے گی ہر فرزند کو یہ کلام آس کا پسند نہ آیا اس کے اس کہنے پر عمل نہ فرمایا اور بولا کہ میں تجھ کو لایا
 کہ جب کا بدن باوی ہو یا جو بلغم کے در سے اس سے کوئی کام شجاعت و بہادری کا بن نہیں آتا ہو ایسا شخص جو کام کرتا ہو
 اُس میں رک اٹھاتا ہو انھوں نے سخن ہر فرزند کا شکر و ست جہاد یا توں ہوا کہنے لگا کہ اگر شاہزادے بہادریوں کے لئے
 کی آواز جس سے گوش رکھ رہا اور دلاوروں کی برق شمشیر کی چمک جس سے حریف کی آنکھوں میں چکا چوند آوے
 آپ کو نظر نہیں آتی ہو اس سبب آپ کے دل میں یہ بات سمائی ہو اور شاہزادوں اور بادشاہوں کو ایسا نہیں چاہیے
 کہ سپاہیوں سے کچھ بھی کہیں ہر فرزند کی گفتگو سے چین چین ہو کر اس وقت کو جس حالت بچو کہ اپنے لشکر سمیت مدائن
 کی طرف روانہ ہوا لیکن انھوں نے بل جنگ بجاوایا وہ اپنی بد ذاتی سے باز نہ آیا عمر و طبل جنگ کی آواز سن کر بھاگا ہوا
 ابھی ہر فرزند وعدہ کر کے گیا ہو کہ میں جیتے جی تجھے نہ لڑوں گا اور اس کے پیرے میں کبھی نہ پڑوں گا اب لشکر میں ہاں طبل جنگ
 بجاوایا اپنے اقرار کو بالکل دل سے بھلا یا چل کر دریافت تو کیا چاہیے کہ یہ کیفیت کیا ہو اور کیا ماجرا ہو عمر و جو قلعے سے باہر
 نکل کے ہر فرزند کے اردو کی طرف گیا معلوم ہوا کہ ہر فرزند تو اپنی فوج سمیت مدائن کو کوچ کر گیا لیکن انھوں نے ہر فرزند کو لایا
 رہ گیا ہو اس نے طبل جنگ بجاوایا ہو تجھے لڑنے کو آیا ہو اور اپنی فوج سے اقرار لیا ہو کہ کل یا غرنا یا قلعہ فتح کر رہے ہو
 یہ ماجرا سن کر دن تو ادھر ادھر کا مارا تو صورت اپنی ایک پیادے کی بنائی اور انھوں نے فیلکوش کے لشکر میں گناہ
 دیکھا کہ ہر ایک سردار جنگ کے سامان میں مشغول ہو کر عمر و ہر ایک کی آنکھ بچا چھپتا چھپاتا انھوں نے خیمے کے قریب پہنچے
 دیکھے تو دروازے پر کئی مشعلیں روشن تھیں مگر جو کیدار سب سوسے ہیں اور خواب غفلت میں بیہوش ہو رہے ہیں
 ایک طرف سے قنات کی میخ اکھاڑ کے خیمے میں گیا نفر خواب انھوں نے فیلکوش بلند بانی روشنی کو جاوید عیاری کھا کھا
 کیا مکان میں اندھیرا کر دیا مگر ایک فیلکوش عیاری کیواسطے روشن کھا پہلو میں بیٹھنے کی ہمت بند جو کر دو انتقال غیر
 بیہوشی آئیں بھر کے پڑے یعنی سے لگا کر جو بھونکا تمام غیر بیہوشی اس کے دماغ میں ہو نچا بے اختیار چھینک مار کے پڑا
 ہو گیا وارو سے بیہوشی کی تاثیر سے مدہوش ہو گیا عمر و نے وہاں اُسٹھک خدشا گاروں کو بھی غافل کیا اور ہاتھ لایا
 جسے میں تھا سب کی پوٹ باندھ کر زینل کے حوالہ کیا اور انھوں نے فیلکوش کا پشتارہ باندھ کے گاندھے پڑا لایا اور

ستون خیمے کا لیکے باہر آیا لشکر کے اردو میں چولہے پر اس ستون کو گاڑا اور آنحضرت کا ایک کان کانکے تمام بدن اسکا کالا کر کے جا بجا سات رنگ کے ٹیکے لگائے اپنی عیاری کے نئے نئے شجرے دکھلائے اور اٹکا کر کے لٹکا دیا اور ایک بالغت بھر کی سیرق بطور دم کے لگا دی اس اپنے دشمن کو یہ بڑی ذلت دی اور پھر برے کی جگہ ایک تاؤ کا غنہ ہفت رنگ میں کچھ لٹکھلکھلے کے سرے پر وصل کر کے اپنے قلعے کی راہ لی اور پھر کچھ اسکی عداوت اور فوج کشی کی پرواہ نہ کی قلعے کے دروازے پر کچھ لوگ دیکھ کر متوحش ہوئے اس معاملے کو دیکھ کر شوش ہوا پھر خندق کے باجست کر کے جو گیا فضیل پر سے آواز آئی کہ کون عمر کوئے کہا میں ہوں عمر و مگر یہ تو بتا کہ خندق کے اُدھر جمع کیسا ہو تمہرے عقیق بولا کہ سر ہنگ مصری ستر ہزار دس تین زرخ اور سات قہار شتر بر دعی و بخدادی کے اور چند قہار قاطع مولہ تحائف لیکر تین سو عیاری کی جمعیت سے آیا ہے یہ سب سامان بخمارے واسطے لایا ہے عمر و یہ خبر سن کر بہت شاد ہوا اور اس تشوش سے آزاد ہوا اور سر ہنگ مصری کو بلا کر گلے سے لگا کے مال و اٹقال سمیت قلعے میں داخل ہوا اور اسکی ملاقات اور اسقدر مال و اسباب و عیاردون کے لانے سے عمر و کو نہایت سرور حاصل ہوا جب صبح ہوئی سر ہنگ مصری کو قنطرہ زلفیتی بانیم جان جرمع کہ حسین دو گو ہر شاہوار تعبہ کیے ہوئے تھے مع خنجر مرصع نگار و سپر و شمشیر غایت کر کے کہا کہ جو کچھ اپنے ہمراہ لائے ہو اسے زہرہ مصری کے پاس بجاؤ ان سب اشیاء کو اس کے پاس بچاؤ سر ہنگ مصری نے عمر و کے حکم کی تعمیل کی اور اسل رشاد کی تقدیم میں بہت تعجیل کی زہرہ مصری اسل سباب کو ملکہ ہرنکار کی خدمت میں لائی ہر ایک چیز اسکو علیحدہ علیحدہ دکھائی تھنکار نے عمر و کو بلا کر وہ اسباب اس کے حوالہ کیا اور لبائش ہو کر جہنم ہوئے تھی اتار کر زہرہ مصری کو دیا عمر و نے احوال آنحضرت فیلگوش کا جو ملکہ سے بیان کیا ملکہ ہنس کر بولی کہ خواجہ خدا نے تمکو اسلام کا بادشاہ کیا ہے جو برابر تہ دیا ہے چاہیے لیا کا سایہ بخمارے سر پر رہتا ہے تم جیسے ظفر و منہ صبر ہو گئے کبھی کسی سے مغلوب نہ ہو گئے عمر و اس بات سے خوش ہوا کہ ہرنکار کو دعائیں دینے لگا اور کمال مسرت سے اسکی ملائیں لینے لگا اور ہرنکار سے کہا کہ میرا قصد ہے کہ مجھلا اس ستر ہزار تین کے تیس ہزار تین کا غلہ خرید کے قلعے میں بھر دوں اور سب لوگوں کو کھانے پینے کی طرف سے مطمئن کر دوں اور چالیس ہزار تین دیکے سر ہنگ مصری کو بارہ ہزار غلامان حبش و زنگ خریدنے کے واسطے بھیجوں ان سے بڑے بڑے کام نکلیں گے وہ سوگ بہت امور عظیمہ کو انجام دینگے انکو لفظ اندازی و قارورہ اندازی و برق اندازی و دشت اندازی و سنگ اندازی سکھاؤنگا پھر دیکھنا کہ اس لشکر کے اوپر کیسی آفت لاؤنگا ملکہ نے کہا کہ بابا رے تمھاری عین جناب پر ہو تم سے زیادہ کون دانستور ہے آج دو کلمہ داستان آنحضرت فیلگوش کے سینے کہ وہ تمام رات ستون سے سیرق کی دم لگائے بندھا پڑا ہوا اور وہ ستون اسی طرح سے کھڑا رہا اور لشکر میں طبل جنگ بجا کیا جب صبح ہوئی فوج تیار ہو کر تلوے و رھی پر موجود ہوئی سامنے دیکھیں تو اردو کے چوراہے پر ستون میں ایک آدمی اٹکا دکھا ہوا نہ پاؤں ملتا ہے نہ ہاتھ جھٹکتا ہے اس جاکر جو دیکھا تو سر سے

پانچون ملک کالک سے سیاہ ہی نہایت بحال تباہ ہوا اور دو مسفیہ نیلے لال سب رنگ کے ٹیکے دیے ہوئے پہنچے جس طرح کہ
 کام سخرگی کے اس بیوقوف کے ساتھ کیے ہوئے ہیں اور ایک کان بھی کٹا ہوا ہے ہر چند غور کر کے دیکھا کہ صورت آشنا
 ہو یا نہیں مگر کوئی نہ پہچان سکا ہرگز اس نیرنگ سازی کو نہ جان سکا بیرق کے کاغذ کی تحریر پر جو نظر گئی اُس پر کھل دیکھا
 کہ اوگر تو ہر فرسے بحث کر کے میرے مانے اور قلعہ توڑ کر حمرنگار کے لیجانے کو رہ گیا تھا اس واسطے یہ قدرے گوشمالی میں
 تجلو دی تیرے ساتھ اسی حرکت کی کہ ایک کان تیرا کاٹا اور تیری مقعد میں بیرق اُڑائی اسی بھیا تک تیری صورت
 بنائی دیکھ اب بھی پندہ غفلت گوش سے دور کر کے ہوش میں اور اپنی جان کو میرے ہاتھ سے بچا نہیں تو لوگ مجھ کو
 شاہ عیاران عیار تراشدہ ریش کفار سر بزدل سرکشان روزگار گوشمالی دہندہ نصیحت ناشنویان ناہنجارشکر بھار خواہم
 عمر و عیا رکھتے ہیں میری عیاری سے سب شخص خوف و ہراس میں پڑتے ہیں کی تو ہی گت بنائی ہے تھوڑی سی آفت تیرے پر
 آئی ہے آئندہ در صورت سرتابی کے دیکھے گا کہ میں تیرے ساتھ کیا کیا کرونگا کس قدر تجلو ذلیل و رسوا کرونگا لوگوں نے
 اس کا قند کُچھنے سے معلوم کیا کہ آنحضرت فیلکوش ہے جھٹ پٹ اسے کھو لکر خیمے میں لے آئے اس کے بدن کے وہ سب
 سیاہ دلیغ چھڑے اور اس ہیئت مکروہ سے اُسکو نجات دیکر اوپر پڑے پھٹے آنحضرت کو کہنے لگا کہ میں کیونکر ملاسن
 جا کر کسی کو منہ دکھاؤنگا میں ایسا ذلیل خواہ ہوا ہوں کہ وہاں جیتے جی نہ جاؤنگا یہ کلمہ خیر اس زور سے اپنے پلو میں
 مارا کہ دوسرے پلو میں نکل گیا پھر دوسرا خیرا و بر بھی گردن میں مارا اور اُڑیاں رگر کر باخیال خراب سیدھا جہنم کو سہارا
 لشکر بے سروار کمین لڑتا نہیں ہر لشکر کا پانچون میدان میں اڑتا نہیں شہر نہرا کا ستر نہرا اسکی لاش کو لیکر مدائن کی
 طرف روان ہوا اور اس جگہ سے محو آنکا نام و نشان ہوا یہ خبر علم و کوہوئی کہ اس طرح سے آنحضرت نے اپنے آپ کو
 ہلاک کیا اور اپنے ہاتھ سے اپنے گریبان ہتی کو چاک کیا اور لشکر اسکی لاش کو لیکر مدائن کو چلا گیا بہت خوش ہو کر
 اُسی دم کہے میں جا کر نازشکر اندا کی اور قلعے کا دروازہ کھلوا یا اور یہ فردہ حمرنگار کو سنا یا حمرنگار نے بھی بھڑکنا
 ادا کیا عمر و کوچ و ظفر کا فردہ دیا عمر و نے بیسان مکہ کی دعوت کر کے استدعا کی کہ تیس ہزار تین کا غلہ تجلو مہیا
 کر دیا جا ہے اتنا احسان مجھ پر کیا جا ہے وہ بولے کہ ای خواجہ خدایہ عزوجل تمکو ہمیشہ مظفر و منصور رکھے غلہ حاضر
 ہو سکتا ہے لیکن ہمکو نہایت خوف و خطر ہوا اور اس بات کا ڈر ہو کہ ہر گاہ نوشیروان کو آنحضرت فیلکوش کی
 لاش نظر آئیگی اسکی طبیعت کیسی سچیاب کھائیگی نہیں معلوم کہ کس قدر فوج بھیجے گا یا آپ چرچہ آئیگا اسوقت ہم لوگوں
 سے غیر از مرنے کے کچھ بن دہڑے گا اُس سے بھلا کون لڑیگا اس سے بتر ہو کہ سر دست کوئی اور مضبوطا ساقہ تیز
 کر کے اُس میں غلہ بھردا کے شہر کے پکانے کی کچھ تدبیر کروا رہم چھوڑے سے بڑے تک تمھارے دعا گو میں کہے میں
 بیٹھے ہوئے تمھاری نصرت و ظفر کی دعا کیا کرئیے اور درپردہ تمھاری خبر بھی لیا کرئیے عمر و نے خواجہ عبدالملک
 سے کہا کہ اس طرح سے عائد مکہ کہتے ہیں خواجہ بولے کہ نفس الامر میں جو کچھ سچا ہے کہتے ہیں بجا کہتے ہیں

حق بجانب ہو جو اس ہر اس خوف میں رہتے ہیں عمر کو معلوم ہوا کہ خواجہ کی بھی یہی مرضی ہو کہ ہم یہاں سے دوسری جگہ چلے جائیں تاکہ کے کے لوگ نو شیروان کے ہاتھ سے نجات پائیں عمر و نے اپنے لشکر کے سرداروں سے حقیقت کہہ مشورہ کیا پوچھا کہ کہاں چلا جائے عادی نے کہا کہ بالفعل قلندہ تنگ رواحل میں جگہ قیام کیجئے اور وہیں چندے آرام کیجئے پھر اور کوئی قلعہ مضبوط سا دیکھ کر لے لیا جائیگا اور سامان کیا جائیگا عمر و نے اُسی وقت لشکر کو قلعہ سے باہر کیا اور دو پہر تک گئے مہرنگار کو خانے میں سوار کر کے سرداران میں تنگ رواحل و ہفت شہر کو اُسے خانے کے ساتھ کر کے اُسکی محافظت کا حکم دیا آخر شب تک وہ قلعہ چلا گیا جب صبح ہوئی ایک صحرا میں عمر و نے لشکر کو اتار کر دانہ و گھاس و آب کے واسطے اور اسباغے ردنی لشکر کو واسطے بنایا کیا اُس جنگل میں ٹھہر کر کچھ آرام لیا ڈیڑھ پہر دن چڑھے مقبل و جمع سرداران کو مہرنگار کی محافظت کی تاکید کی اور آپ درویش صاحب کمال کی صورت بلکہ قلندہ تنگ رواحل کی طرف راہ لی ٹھیک دو پہر ہو گئی کہ قلعہ تنگ رواحل کے قریب پہنچا لیکن ریگ تراز آفتاب سے بھوبھل کی طرح سے جلنے اور لون چلنے لگی جسکی شدت حرارت تیزی گرمی سے ہڈی ہڈی پگھلنے لگی چونکہ تمام ریگستان تھا وہاں درخت کہاں کہ سایہ میں بیٹھ کر سنا کچھ اُسی جگہ کسی طرح کا آرام پایا حیران و سرگردان ہر طرف پھرنے اور دیکھنے لگا تاکہ کوئی جگہ امن کی ہاتھ آئے تو دل مضطرب و سست اس تکلیف سے آرام پائے بارے ایک طرف چند درخت سایہ دار دکھائی دیے اسنے اپنے ہوش جو اس کے جاگئے خوش خوش قدم مارتا ہوا اُس طرف کو گیا دیکھا کیا ہو کہ ایک چوہاں کبلی بچھائے اُن درختوں کے سائے کے نیچے قرار پذیر ہو وہ ایک مرد ضعیف پیر ہو عمر و کو دیکھ کر سلام کر کے پوچھنے لگا کہ کیوں شاہ صاحب آپ کا کدھر سے آنا ہوا اس طرف گزرنے کا کون سبب تھا اور کیا ہانا ہوا عمر و نے کہا باب اور مان کے پیٹ سے آیا ہوں بشر ہوں آدمی کا جایا ہوں چوہاں بولا کہ حضرت وہاں سے توبہ ہی آئے ہیں آپ نے تنہا یہ مراتب کچھ نہیں پائے میں آخر فرمائیے تو کہ آپ کدھر سے آئے اور کہاں جاتے ہیں اور درویش بکریہ کیج کیوں اٹھاتے ہیں عمر و نے کہا کہ بابا روم سے آتا ہوں درملائن کو جاؤنگا جب وہاں پہنچوں گا تب آرام پاؤنگا مگر اسوقت بھوک کے مارے میرا برا حال ہو زندگی تجھ پر وبال ہو اُسے چند بکریوں کا دو دھ دوہ کر عمر و کے سامنے رکھ کر کہا کہ داتا یہ تو اسوقت موجود ہو اور سامان کھانے کا تو مفقود ہو عمر و بولا کہ بابا فقیر ہر دم اللہ کی یاد میں سیر رہتا ہوں ہر حال میں خدا کا شکر اپنے دل و جان سے کرتا ہوں میں فقط تجھ کو آزمانا تھا کہ تو فقیر دوست ہو یا نہیں بھلا اللہ تیرا بھلا کرے اس مہربانی کا تجھے اجر دے تھو میری دیر کے بعد ناواقفان اُس سے پوچھنے لگا کہ اس قلعے کا کیا نام ہو اور اس قلعے میں کس لوگوں کا قیام ہو اور اس کا حکم کون ہو وہ بھی فقیر پرورد ہو یا نہیں غریبوں کے حال پر اسکو نظر ہو یا نہیں چوہاں بولا کہ شاہ صاحب آگے تو یہاں خدا پرستوں کا عمل تھا جب سے عمر و نامے ایک عیار باغی ہوا پھر شہنشاہ ہفت کشور نے جابجا اپنے

سردابھیچہین چنانچہ اس قلعے میں جو سردار آیا ہوا اسکا نام **حمران** زمین کمری ایک سردار دانشور ہر عمر دیر افسانہ
سننے ہی میں ہو گیا دل میں کہنے لگا کہ خدا نے میرا فضل کیا کہ میں ہنر نگار کو وہاں نہ لے گیا نہ میں تو بڑا غضب ہوا تھا
میری غلامی کا سبب ہوا تھا اپنے ہاتھوں اتر دے کے مٹھ میں بڑا تھا گویا جیسے جی زمین میں گڑا تھا یہ سوچ کر ایک نے
نکالی اور چوپان گے آگے بکھری چوپان اسکو دیکھ کر کہنے لگا کہ شاہ صاحب گرچہ فرمیرے پاس بھی تھی مگر چند روز سے
گم ہو گئی ہو اور ایسی فر تو میں نے خواب میں بھی نہیں دیکھی یہ فر تو بٹیلال ہی اسکی تعریف کرنا کسکی مجال ہو عمرو پوچھا
کہ اچھا بابا اگر مجھ کو پسند آتی ہو تو حاضر ہر کیجئے اور اپنے دل کو خوش کجئے بھلا فقیر کی یہ نشانی اگر تیرے پاس بھی
تو تیری طبیعت کبھی نہ ادا ہو سکی چوپان نے فر کو لیکر کہا کہ شاہ صاحب حقیقت میں آپ نے یہ فر نہیں ہی گویا
مجھ کو بادشاہت عطا کی اس عطیہ کا شکر کیونکر ادا کروں بجا ہو اگر آپ پر اپنی جان فدا کروں عمرو نے کہا کہ ہم
فقیر ہیں سب کے دونوں میں آگاہی رکھتے ہیں ہمارا دل کثرت ریاضت سے مثل آئینہ کے صاف ہو یہ دعویٰ ہمارا
خالی از لاف و گزاف ہو بھلا اسوقت کوئی زفر نہ تو بجاؤ اس فر کی آواز بجا کر ہو سناؤ ہم بھی سنیں کہ تم نے کیسی
بجاتے ہو کسل ندانے فر میں سر لگاتے ہو چوپان نے بید صرٹ فر کو مٹھ سے لگا کر جو سر کھینچانے کے اندر کا غلابا چوپان
کے حلق میں جا رہا کھانٹے کھانٹے چھینک جو آئی بیہوش ہو گیا دفعۃً غافل ہو کر رہ ہوش ہو گیا عمرو نے اس مقام
پر ایک گڑھا لکھو کر چوپان کو توپنے یا اور جب اپنے تئیں اس کام سے فارغ کیا آپ اسکی صورت بیکر قلعے کے
دروازے پر جاکے لوٹنے لگا اور اپنا ایسا حال بنایا کہ سب کو حیرت میں لایا لوگ اسکے گرد جمع ہو گئے دیکھیں تو
خاص گلہ بان **حمران** کا ہوا در ملازم اسی امیر والا شان کا ہوا ایک پیادے نے یہ خبر **حمران** کو دی اور اسکی فطرت
عرض کی **حمران** اسکو بہت پیار کرتا تھا حکم دیا کہ جلد اسکو میرے پاس لاؤ اصلی کیفیت مجھ کو دکھاؤ اسکا علاج کیا جائے وہ
اس بیچ دالم سے نجات پائے شام کا وقت بھی قریب ہو چکا تھا لوگ اسکو **حمران** کے پاس لٹھا کر لائے **حمران** نے کہا
دیکھ کے آئندہ ہلے عمرو **حمران** کو دیکھ کر اور بھی زمین پر لوٹنے لگا اور بیقرار ہوا کہ **حمران** کو اور زیادہ تر آتشا
حمران نے کہا کہ تو سہی تجھ کو کیا ہوا کس آفت میں تو مبتلا ہوا گلہ بان علی نے کہا کہ کیا عرض کروں اپنا کیا ماجرا حضور سے
کہوں غلام سب ستور کبریاں جبر ہا تھا خوشدلی سے خجگ کی ہو اکھار ہا تھا کہ تیسرے پر کو ایک لشکر کچھ کی طرف آیا
ایک محاذ اور چند محل عماری کے گرد ڈیرے اہتمام سے کئی سو آدمی تھا اور کچھ عیا قنطورہ زلفی و پتیاہ سقر لاتی بنے ہر
تھے وہ سب بالکل شمش جاہ تھے انہیں سے ایک عیار سردار وضع مجھے سے کر پوچھنے لگا کہ یہ گلہ کسا ہو کون شخص الملک
ہو میں نے حضور کا نام لیا اسے اپنی شان و شوکت سے آگاہ کیا اسنے گلہ کو ہٹا کر کہا کہ ہننے مکے میں چند روز سے فائدہ کی
ہو اس سفر نے ہکو بڑی تکلیف دی ہو ہم ان بکریوں کو کھاؤ بیٹے آگے گوشت سے اپنی بھوک کی آگ بجھائیں گے میں فراموش
اس نے اور عیاروں کو بلا کر مجھ کو پٹوایا کہ مجھ کو بڑی دیر تک ہوش نہیں آیا بوٹی بوٹی میری درد کرتی ہو اور نہایت قیاب

ہوں بے قلعہ غدا ہوں حمران نے پوچھا کہ بھروسہ قافلہ کدھر کو گیا چو پان علی نے کہا کہ میں کی طرف روانہ ہوا حمران نے خوش ہو کر کہا کہ معلوم ہوا وہ عمر و ستاراہل کرنے نوشیر وان کے خوف سے اسے نکال دیا اپنے شہر سے اسکا اخراج کیا حمرنگار کو لیے ہوئے میں کو جاتا ہوا اسدم قبلا لشکر کے پاس قلعے میں تھا ساتھ لیکچر طور کہ مہنگار کو چھین کر اپنے قبضے میں لائے نوشیر وان کے نزدیک بہت غرت پائے عمر و قلعے سے نکلا اپنے لشکر کو قریب روانہ ہوا سلطان بخت مغربی کو حمران کی صورت بنا کے مع فوج اور سواریان قلعے میں داخل ہوا جو لوگ کہ قلعے میں باقی ماندہ تھے انکو تہ تیغ بیدریغ کر کے تفصیل ور برجون پر اپنے لوگ تعینات کیے اور پل بچہ خندق سے اٹھا کر باطنیان تمام آرام کیا اور عیاری میں پناہ نام کیا اس حمران کا حال سننے کہ میں یس کو سن تک ڈر مار کے کسی کو جو نپا یا تو مایوس ہو کر پھوٹا قریب قلعے کے خندق پر پہنچا فصیلوں سے قارورہ ہائے آتشیں و خشت ناوک و تیر پڑنے لگے بہت سے لوگ اسکے مارے گئے اپنی جان سے وہ بچا رہے گئے حمران ہوا کہ یہ کیا معاملہ ہو قلعے والے کیون مجھے منحرف ہو کر بر سر غناوہ ہوئے سو رفتہ و فساد ہوئے جو قلعے کی زد سے ٹھکر کھڑا ہوا دو بین لگا کر لوگوں کو جو دیکھا تو اپنے لوگ جو قلعے میں تھے انہیں سے ایک بھی نظر نہ آیا سب کو جینجیض بابا آخر سوچتے سوچتے عقل سے دریافت کیا کہ کل وہ چو پان نہ تھا جو زار و نالی کرتا تھا عمر و تھا اس قریب اسے قلعے سے نکلا نکلا پناہ عمل کیا سردار و ن شوری دیا کہ سوائے اسکے اور کوئی تیر نہیں ہو کہ قلعے کو حماہ کر کے پھیر رہے چپ ہو جیے اور کچھ نہ کیے جب غلہ تمام ہو جائیگا عمر و خود گھبراہٹ کا رسد کی طرف سے قلعے میں جانے نہ دیکھے یہ فکر ضرور کیجیے آپ آپ قلعہ خالی ہو جائیگا کوئی شخص بے غلہ کے قلعے میں رہنے کی مجال نہ پائے گا حمران نے کہا کہ اس قدر انتظار کون کرے بہتر یہ ہو کہ نوشیر وان کی خدمت میں حاضر ہو کر اس کیفیت کا اطلاع دوں اور تمام احوال مفصل کہوں وہ جو مناسب سمجھے گا سو کر نیچا جیسا چاہیگا ویسا حکم دیگا یہ بات ٹھکر کو حمران مدائن کی جانب کوچ کیا سب فوج کو ساتھ چلنے کا حکم دیا اب تھوڑا حال ہر طرف کا سنا چاہیے کہ جب عمر و سے عہد و پیمان کر کے مدائن کی جانب روانہ ہوا چند روز کے عرصے میں وہاں پہنچا بادشاہ اسوقت دربار میں اپنے امویہ طغٹ کے کاروبار میں تھے ہر طرف سردار بجا کر قدموں میں ہوا بادشاہ نے اسکو اپنی جھاتی سے لگایا اسکے حال پر بہت انتفاٹ فرمایا سب احوال پوچھا اسنے تمام سرگزشت بیان کی سب حقیقت سے بادشاہ کو اطلاع دی اور کہا میرے نزدیک حضور بھی اگرنا ہو پوچھنے صاحبقران کے طرح وین تو بہت مناسب جواب ہی اور مصیبت وقت اور واجب ہو بادشاہ غصہ بہت کر کے کہنے لگا کہ جب تجھنا مدد میں بھی ہوں تو البتہ ایسا کروں مگر جمع ہونے عرض کی کہ بادشاہ سلامت یہ فرمائی نہیں بہت حقلمندی جو نقصانے حال کی پابندی ہو و سب سے بھڑکے ہیں ایک تو شہزادے ہو کر ادنی عیاری بے اعتبار سے کیا تاہل اگر میں اپنے تئیں نامہ آوروں میں غصہ میں دوڑے گئے تو بھی بہت بہتھے غصہ کی قدروی کی کئی ہوش تھی آپکی مفاقت میں انہی جان و کاش تھی بادشاہ نے کھمکے غصہ و غنا طغٹ کر کہا کہ تجھ کو کیا تھا اس سے بھی کچھ تیر میں سارا بات یاد سے کی

گرفتاری کی نہ جتنی اُنہیں بھی لگے ہاتھ سے نکل ٹھائی ہر طرف نے عرض کی کہ اُسکی تو دایھی کچھین عمر و نے پشیاب سے مونڈ کر عورت کی صورت بنا کر بہنہ خضر فیلیگوش کی گود میں سلایا تھا یہ حال عجیب بنایا تھا اور خضر نے بھی نادانستہ نشے کے آثار میں اُس سے فعل خفیہ کیا اُسکی پیشانی پر ایسی بدنامی کا ٹیکا دیا بادشاہ اس بات کو شکریے اختیار نہ کرنا ہوا اور عمر و کی جالامی سے حیران ہوئے بزرگچہر نے کہا کہ جناب عالی خضر فیلیگوش سا پہلوان آج ساسانیوں میں کم ہو گا ہر گاہ وہ لگیا ہو تو یقیناً عمر و کو گوشمالی دیگا ساسانیوں نے جو سنا کہ بزرگچہر خضر کی تعریف کرتا ہو بہت مسرور ہو کر بزرگچہر کے سخن کی سائید کرنے لگے اُسکی خیر خواہی کا دم بھرنے لگے بادشاہ دربار کو برخواست کیلئے مع ہر شہنشاہ حرم میں داخل ہوا اور تین روز تک جشن میں مصروف رہا سب غم و اندوہ سے غافل ہوا جو تھے دن محل سے برآمد ہو کر دربار کیا سب میر و احضار کا حکم دیا ایک ساعت نہ گزری تھی کہ زنجیر عدالت کی آواز آئی کسی فریادی نے دہائی مچائی تو شیروان نے کہا کہ دیکھو تو کون ہے جو حضور میں بلا کو حکم کی دیر بھی نہ فریادوں کو حاضر کیا دیکھا کہ ایک تابوت اُنکے پاس ہوا و جہر دیکھا اُس پر عداوت لا استغفار عرض کیا کہ اس تابوت میں لاش خضر فیلیگوش ہے اسی غم میں سب فوج سیہ پوش ہو چکا کہ یہ کیونکر ہوا اُسکا حال ایسا کیونکر ہوا ہر اسہیون نے مفصل پوچھا کیونکہ عمر و کی بیان کین بادشاہ نے غضبناک ہو کر فرمایا کہ اس ساریاں نرا دے نے بہت سراٹھایا ہوا اپنے کو بڑا نیرنگ ساز بنایا ہے اچھا ہمارا پیش خمیر روانہ ہوا و لشکر ہمارا جمع ہو ہم آپ جا کر اسے نرا دیونگی اُس سے خوب سا انتقام لیونگی چنانچہ پیش خمیر روانہ ہوا چار دن میں نولا لکھا دی گئی ہوا ہنوز بادشاہ نے کوچ نہ کیا تھا کہ خبر ہوئی کہ روہین کا بلی زراطل سے پھر فوج لیکر حاضر آیا ہے اُسکے دلیں شوق و تیر میں سایا ہے جو چند سردار و نکو حکم ہوا کہ استقبال کر کے آئیں کہ ہم بھی اُسکی ملاقات سے خطا اٹھائیں آئیں حمران برین کہ نے حاضر ہو کر ابتدا سے انتہا تک قلعے کے ہاتھ سے جائیں کیفیت عرض کی بادشاہ کو اُس حال سے اطلاع دی بزرگچہر نے کہا کہ معلوم ہوتا ہوا اہل مکہ نے عمر و کو نکال دیا اُسکو اپنے شہر سے باہر کیا اب عمر و کی لڑائی کا فتح ہونا کچھ بڑی بات نہیں ہے چنانچہ گانچ پائیر کا حضور اپنے غم کو فراموش کر کے اپنے تئیں تکلیف سفر نہ دین بادشاہ نے بزرگچہر سے کہا کہ تیر ہی جا لیں تیر پھر آئے سفر موقوف ہو سب فوج اپنے مقام پر جائے لیکن تم شاہزادوں کو لیکر جاؤ اور عمر و کے ہنر خستہ کو حسن تیر شاہزادہ بزرگچہر بولا کہ مجھ کو کیا خدمت ہو میں تابعدار ہوں جانے کو تیار ہوں بادشاہ نے بزرگچہر کو روہین اختیار کیا اور باقی پہلوانان ناخنی کو چالیس ہزار سوار سے ہر طرف و ہر طرف اپنے دونوں بیٹوں کے ساتھ عمر و کی تہذیب و ہنر نگار کے لانے کے واسطے ہر ایک کو اُسکے لائق خلعت و کیرخصت کیا اور سامان لڑائی کا جیسا کہ چاہیے سب لشکر کو لیا ہر گاہ یہ فوج قلعہ سنگ روجل پر پہنچی روہین نے دیکھا کہ قلعے کے شاہ برج پر ایک نگیرا طلسم رخنہ طائی کا مریض لگا کھینچا ہوا ہوا اور زینت اور اسباب پر تکلف سے سجا ہوا ہوا اُسکے نیچے ایک کرسی جو ہنر نگار پر شاہ عیاران عیار یعنی خواجہ محمد بن اعریہ ضمری لباس شاہانہ پہنے ہوئے رونق افزا ہوا در سب کے اہلین سامنے پرچا اُٹھے و مقبل قفا دار بارہ ہزار

تیر انداز بیٹھا سے پشت پر پس کھڑا ہوا اور چپ راست سردارانِ شاہانِ مین تنگ و احل و ہفت کشور گریسون پر بیٹھ
 مین اور ہر کیج و فضیل پر برق انداز و خشت انداز و سنگ انداز و قارورہ انداز و آتش باز و لفظ انداز اپنا اپنا حربہ لیتے تھے
 مین اور قلعے کے برجوں پر بڑے بڑے نشان اور پھر ہرے گڑے ہوئے مین شاہزادوں نے ہر کیج سے کہا کہ اس وقت کیا کیا
 چاہیے کہ قلعہ ہاتھ آئے ہر کیج سے کہہ کہ لوگ قلعے پر ہر طرح کی ضرب لے ہوئے متعدد اور ہوشیار مین اس کی حفاظت میں جان
 دینے کو تیار ہیں اس وقت ان سے مقابلہ کرنا فوج کو ضائع کرنا ہر فوج سیاحری کا مفت میں مڑا ہوا مین سے تو کوئی نہیں باراجائیکا
 مگر ادھر کے آدمی بہت نقصان ہوئے اور لشکر کا سہارا جائیکا شہزادوں نے تختیا رک سے پوچھا اختیار کیا کیا صلاح ہو تباد
 کس بات میں فلاح ہو وہ بولا کہ ہر چند خواجہ بیچ فرماتے ہیں اور خوب باریکی سمجھاتے ہیں لیکن محاصرہ کیے بیٹھ رہنے میں بھی
 کچھ فائدہ نظر نہیں آتا ہو یہ کام بھی ہو نہیں سکتا ہو میری دانست میں تو تازہ فوج آئی ہو ان میں سب طرح کی توانائی
 ہو ایک ہلہ قلعہ پر کیا جائے اگر قلعہ مفتوح ہوا تو کیا کناور نہ پھراور کسی تدبیر میں رہنا ہو اور سوائے اس کے فلسفہ کیوں پر رہ
 ہو جائیکا کناور دل و پشت کھائیکا شہزادوں نے روپ میں سے کہا کہ قلعہ پر ہلہ کرنا آج میدانِ جرات میں قدم دھرو مین
 فوج کو بیکر قلعے کی طرف گھوڑے اٹھائے اپنے زور و لاوری کے دکھائے عمر پہلے تو چپکا بیٹھا تھا دیکھا کیا ہر گاہ فوج زور پر
 ہو چکی اپنے ہا ورون کو اشارہ کیا کہ ہاں اب آگے بڑھنے پائین یہ سب اسی جگہ تھوکر کھائین قلعہ پر سے مار پڑنے لگی جو کچھ
 کا فر جنم واصل ہونے والے تھے ہوئے باقی لوگ پیچھے ہٹے مارے خوف کے ان کے کیجے پیچھے روپ میں کی جوشامت آئی سر کو
 سرور رکھے گھوڑے کو آگے بڑھایا عمر نے ایک پتھر کو پھینک دیا سرور کے زور سے روپ میں کی چھاتی پر لگایا کہ
 وہ گھوڑے پر سے گر پڑا ہوتا تھا کہ پھر بھل کر سرور ہوئے ذرا ہوشیار ہوئے کہ دو سر پتھر اور عمر نے مارا کہ وہ جی ہارا
 بیتاب ہو کر روٹن کبوتر کی طرح زمین پر روٹنے لگا ہوش و حواس سب پران ہوئے ہر ای سب حیران ہوئے چند سو اڑے
 اٹھا کرے بھاگے گویا اس کے بخت جاگے شاہزادوں نے تختیا رک سے پوچھا کہ اب کیا تدبیر ہو عمر کی عیاری کا تعجب نہ
 ہی ہماری تو عقل و نگاہ ہو تختیا رک بولا کہ حضرت کہیں قلعہ اس طرح سے فتح ہوتا ہو آپکا کہ ضرر خیال ہو یہ بات بہت محال ہو
 شاہزادے بولے کہ اور احرار دے تو ہی نے تو اس وقت لڑائی کر دائی اور ہلکوزک کھلوائی اور تو ہی کہتا ہو کہ اس طرح سے
 قلعہ ہاتھ نہیں آتا ہو اب ایسی بات سناتا ہو وہ بھی بولا کہ بڑا کیا ہوا یہ تو اہل قلعہ کو معلوم ہو گیا کہ جسے لڑنے کو آئے مین
 بڑے سامان سے لشکر لائے مین اب بطل باز گشت بجا کر قلعے کو محاصرہ کیجیے مین سے بیٹھ رہے چند روز کچھ نہ کیجیے
 غلہ قلعے کا تمام ہو جائیکا ہر شخص کا مارے بھوک کے کام ہو جائیکا اس وقت روڈیان کھائیکا ایک ایک کپڑا لٹا اور پچھانسی بنا
 شہزادوں نے بطل باز گشت کیجے کا حکم دیا اور تختیا رک کے کہنے پر عمل کیا سب نے اپنے خیمے میں داخل ہوئے عمر
 کا حال سنئے ہر گاہ ہر جزو فراموش کر کے لشکر نے قلعہ کو محاصرہ کر کے لڑنا موقوف کیا عمر نے اپنی فوج کے سرداروں کو حکم دیا
 کہ اس قلعے میں رہ کر حریف سے بات نہ سے بچا دشوار ہو خیمہ کا لشکر شیار ہو لہذا ضرورت ہوئی کہ کوئی اور قلعہ دستیاب ہو

پوچھا یا جائے کہ دشمن ہم پر قابو نہ پائے تو گناہ مانے میرے قلعے سے ہوشیار رہو یہ صورت سے خبردار رہو میں نے تین دن میں کوئی قلعہ تجویز کر کے آتا ہوں تم سب کو اپنے ساتھ اس قلعہ میں لیجا تا ہوں یہ کمبکریا قیاری بدن سے لگا کر چلتا ہوا کوہ کوہ و شت و شت جنگل جنگل ڈھونڈتھا چلا جاتا تھا سیکڑوں طرح کی تکلیف اٹھاتا تھا دوسرے دن قلعہ تنگ سے اہل سے سات کوس کے فاصلے پر جانب غرب ایک قلعہ پر شکوہ نظر آیا اسکے قریب اپنے قلعین ہونچا یا جا رہے تھے پھر کروکیا تو قلعہ قلعہ معلوم ہوا دریاے فکر میں غوطہ لگانے لگا کہ اس قلعے کو کیونکر لیجے کوئی تدبیر کیجئے نا گاہ ایک گھسیارہ گھسا سر پر رکھے چلا آتا تھا بیچارہ اپنی گھاسن بیچنے کو جاتا تھا بھٹ پٹ سائیں کی صورت بن کر اس سے پوچھنے لگا کہ گھاسن بیچے گا وہ بولا کہ صاحب نے رکھا کام ہو عمر و نہ پوچھا کہ تو اسی قلعے میں رہتا ہو دو بولا کہ ہاں صاحب اسی قلعے میں بہت ہوں میں سلج سلج تم سے کہتے ہوں پھر پوچھا کہ اس قلعے کا نام کیا ہو اسکا کون حاکم ہو مسلمان ہو یا کافر عادل ہو یا ظالم گھسیارے نے کہا کہ اسکو کرگستان کہتے ہیں اور دو بھائی اسکے حاکم آئین ایک کو داراب کہتے ہیں اور دوسرے کو سہراب میان کہتے ہیں صاحب بڑی روک ٹوک آئے خود قلعے کا رہن ہاں قلعے سے باہر چائے کے جبکوت ہو تو نظر پوچھا گور سے دیکھا نہ جھانکنا ہو جب چلتے ہو کہ قلعے کا رہن ہاں رہتا ہوں تب نام دیکھا کہ کست ہو اور دیکھتے جاسے دیوت ہو عمر و گھسیارے سے باتیں کر رہی تھا کہ ایک جوان نوخاستہ برس میں اکس کاسن جس سال مرکب بادیا پیساوار یا پتھر سوار کے حلقے میں نمودار ہوا اور عیاں شاد جلاور جلا دیتے جاتے تھے راہ سے لوگوں کو ہٹاتے تھے عمر و نے اس گھسیارے سے پوچھا کہ کسی سوار سی ہو وہ بولا کہ سہراب میان انھیں کا کہتے ہیں عمر و سہراب کا نام سنکر بہت خوش ہوا گھسیارے سے کہا تو بٹھہر میں پاس سے جا کر اس جوان کو دیکھ آؤن اسکے احوال پر اطلاع پالیں اور خوش ہوئی اوٹ میں جا کر بصورت اصلی شکیہ براق عیاری بدن پر لگا اور بہت سلیقے سے سہراب کے پاس آیا اور باادب شرائط آداب بجا لاکر راز راز رونے لگا اور ظاہر میں کہاں بجواسی سے بتیاب ہونے لگا سہراب نے دیکھا کہ ایک عیار لباس مرض نگار پہنے گریان ہو خدا جانے اسپر بھی مصیبت پڑی اور اسقدر پریشان ہو گھوڑے کی باگ لیکر پوچھا کہ ای غریزہ تو کون ہو اور کیوں روتا ہو کیوں اپنے آہ و نالہ پرورد سے دیکھنے کے ہوش کموتا ہو عمر و نے ہاتھ باندھ کر کہا کہ حضور نے عمر و عیار کا نام سنا ہو گا سو یہی غلام ہو اور آپ مجھ کو کچھ کام دیں حزن نگار نوشیروان کی بیٹی کا کچھ پیام لیکر آپ کے پاس گیا ہوں خلوت ہو تو کچھ عرض کروں تمام قصہ آپ سے کہوں سہراب نے جو نام ہزن نگار کا سنا یا چھین چل گئیں اسقدر خوش ہوا کہ سپر میں نہ سما یا اور عیار کو بہت نزدیک بلایا جتنے لوگ ہمراہ تھے سب کو ایک پر تاب تیر کے تفاوت سے ہٹا کر عمر و سے کہا کہ کیا کہتا ہو جلد کہ کہ میرا دل بقرار ہو اس کا نام کے سننے کا مجھے انتظار ہو عمر و نے رومال سے آنسو پونچھ کر کہا آپ نے سنا ہو گا کہ حمزہ نامے ایک عرب تھا وہ آدمی ہزار بیڈھب تھا اُسے ہزن نگار کو ہزن و ہزن نوشیروان کے گھر سے نکال کر اپنے گھر میں رکھا تھا کہ ہزن و ہزن باغ اسید اسکا نسیم مراد سے شگفتہ نہونے پایا کہ اسکو ایک معاملہ پیش آیا یعنی اٹھارہ دن کا وعدہ کر کے قاضی کیا

اور حمزہ نگار کو سپرد کیا اور جگہ بڑی تاکید سے حکم دیا کہ تاکہ اس نے میرے اسکی محافظت کرنا اور کسی طرح اسکی حفاظت سے غافل نہ ہونا اور نہ کسی سے ڈرنا میں نے جہاں تک ہو سکا اسکی محافظت کی اور حمزہ نگار کی ہر طرح سے خبر لی لیکن چونکہ حمزہ کو اٹھارہ دن کے کئی برس ہو گئے معلوم نہیں کہ جیتا ہو یا مر گیا یا کسی دیو کی غذا ہوا اب عربوں نے چاہا کہ مجھے پکڑ کے نوشیروان کے پاس بھیج دیں اور حمزہ نگار کو مجھے جھین لیں میں حمزہ نگار کو لیکر کے سبھا کا اسکو انکے ہاتھ سے بچاؤں اور حمزہ کا کنا بجا لاؤں چنانچہ پانچ روز عرب میری تلاش میں پھرتے ہیں کہ مجھ کو قتل کر کے ملک عدم میں پہنچائیں اور حمزہ نگار کو اپنے قبضے میں لائیں حمزہ نگار نے مجھے کہا کہ اگر خواجہ تجلو میں نے بابا کہا ہوا اور تو میرا ہر طرح سے سرپرست رہا ہو اتنا چھرا حسان کر کہ کسی کو مناسب جانکر مجھ کو ملے کہ میں اس سے راحت پاؤں اور کسی صورت سے ذلت نہ اٹھاؤں میں اسی تالاش میں نکلا تھا کہ آپ کو میں نے دیکھا چونکہ حمزہ کی شاہت حضور سے بہت مشابہت ہے لہذا اسے یاد کر کے بویا اور اب حضور میں یہ عرض ہوا کہ اگر حضور کو میری پرورش حمزہ کی طرح سے منظور ہو تو حمزہ نگار کو آپ کے حوالے کر دوں اور خود مطمئن ہو رہوں لیکن ایسا نہ ہو کہ بعد لینے حمزہ نگار کے مجھ کو پکڑ کے نوشیروان کے حوالے کر دوں اس باب میں اپنی نیک نامی سمجھو سہرا ب حمزہ نگار کا نام نہ لے تین تین کے مارے آپ بن نہ ہاں کب سے اتر کر عمر و کو گلے سے لگا لیا اور کہا کہ خواجہ میں تجھ کو حمزہ سے بھی اچھی طرح سے رکھونگا اور کسی بات کی تکلیف نہ دوں گا اور نوشیروان تو کیا مال ہو اگر زمانہ اٹل جائے تو بھی تجھ کو مجھے کوئی نیلے اور قلعہ بنایا ہو اسکندر ذوالقرنین کا ہو اگر شاہان وے زمین بالاتفاق چاہیں کہ اسکو لے لیوں مجھ میں خیال ہو یہ بات انکو حاصل ہونا خام خیال ہو کہ بنانے والے نے بہت حکم بنایا ہو چل میں تجھ کو قلعہ کے مکانات کھاؤں سچے کی سیر کر اؤں یہ لیکر عمر و کو ہمراہ لیکے قلعے کی طرف چلا جب قلعے میں پہنچے عمر و نے اپنے دل میں کہا کہ شکر ہو افسون میرا کارگر ہوا ایمان کا آنا بہت بہتر ہوا انشاء اللہ تعالیٰ اس قلعے کو بھی باقبال صاحبقران میں لیتا ہوں اور سہرا ب کیسی نیک و تیا ہوں مکانات قلعے کے دیکھ کر بہت خوش ہوا کہ نفس الامری میں ایسا قلعہ دیکھ میں پر بہت کم ہوگا سو اگلے کہ سکندر سار تہہ لیکو کب ہم ہوگا سہرا ب نے عمر و کو اپنے دیوانخانہ میں بٹھلایا اور اس کے واسطے سامان راحت کا تیار کر دیا اور اپنے بڑے بھائی دارا سے عمر و کی تقریر بیان کی اور عمر و عیار کے آنے سے اطلاع دی اور کہا کہ یہ لات و منات کی مہربانی ہو کہ حمزہ نگار سی مشوقہ او بحر و ساعیا نصیب ہوا دارا ب نسبت سہرا ب کے مرد عاقل تھا اسکو فہم کامل و در واک صحیح حاصل تھا بولا کہ معلوم ہو کہ تقدیر تیری بر گشتہ ہوئی ہے تیرے اقبال پر ذوال یا کہ تجھ کو ایسا یہودہ خیال یا دیکھا جائے کہ عمر و تجھ کو کس حالت میں گرفتار کرتا ہو اور تجھ کو کیا مجبور دنا جا کر تیا ہو سہرا ب ایسا عمر و کے دم میں نہیں آیا تھا کہ اسکو سمجھانا اسکا آخر کرنا اور وہ اپنے نیک بدر نظر کرتا بولا کہ عمر و کی تقریر نہ تو نہیں معلوم ہوتی ہوا اسے کلام سے سراسر راستی و صداقت مفہوم ہوتی ہوا یہ بھی اس سے گفتگو کر کے ان پر غور فرمائیں اور اس کے

راست و دروغ کو خوب اپنے ذہن میں لائیں و دار اپنے کہا کہ کیا مضائقہ ہے عمر کو بلوائے اور باتیں مجھے سنوائے
 سہرا ب نے عمر کو و دار اب کے سامنے کھڑا ہوا و دار اب کے پاس آیا اور بہت تہذیب سے آداب بجا لایا و دار اب کو
 سلام کر کے دعا دی اور ایسی تقریر کی کہ دار اپنے بھی عمر کو گلے سے لگا کر بہت تشفی کی عمر کو نے دیکھا کہ و دار اب بھی میرے
 دام میں آیا اٹھکر تسلیم کی اور کہا کہ اب میں نصرت ہوتا ہوں مہرنگار کو جا کر لے آتا ہوں کہ کئی خدمت سے اُسکو مشرف
 کرتا ہوں لیکن دربان قلعہ کو حکم ہو جائے کہ دن ہو یا رات جسوقت میں آؤں دروازہ کھول دے جو کوئی روکنے
 نہ چاہے آپ کے پوچھنے پر نہ رکھے و دار اپنے دربان کو بلا کر تاکید کر دی کہ خبردار خبردار جسوقت عمر و آئے اُسیوقت دروازہ
 کھول دینا کہ بے تکلف قلعے کے اندر چلا جائے اور جو کوئی عمر کے ساتھ ہو اُسکو قلعے کے اندر آنے دیکھو کسی طرح سے
 مداحمت نہ کیجیو اور آج سے قلعے کا مالک عمر و ہے جو کوئی اُسکا حکم نہ مانے گا وہ اپنی سزا کو پہنچے گا تو کون کو اس میں
 گفتگو تھی سبھون نے قبول کیا اور ایک نے دوسرے کو یہی حکم دیا عمر و نصرت ہو کر قلعے سے باہر نکلا سہرا ب نے و دار اب سے
 کہا کہ میں بھی عمر کے ساتھ جاتا ہوں وہاں کی کیفیت دیکھ آتا ہوں مبادا اُٹلے راہ میں عرب اگر بن و مہرنگار کو چھینکر
 یجائیں و ہم اپنا مقصود مطلب نہ پائیں تو یہ نعمت غیر مترقبہ آئی ہوئی ہاتھ سے نکل جائے ہمارا دل اس سچے سے ہزاروں
 پیچیدہ کھائے و دار نے کہا تمھارا جانا کسی طرح میرے نزدیک مصلحت نہیں ہے عمر و کی گفتگو میرے ذہن نشین ہے عمر و
 جس طرح مناسب جانے لگے آویگیا اُنکی چالاک کو اور کوئی نہیں پائیگا سہرا ب نے مانا اور پانچ ہزار جوان تیار انداز مسلح اپنے
 ساتھ لیکر عمر و کے ہمراہ روانہ ہوا جب قلعہ تنگ و اعلیٰ پانچ کوس باقی رہا عمر و نے سہرا ب کو مع شکریہ اسی مقام پر
 ٹھہرایا اور اُسکو ایک نیا فقرہ سنایا کہ آپ بیان ٹھہرے میں ملکہ کو اطلاع کروں بلکہ بنے تو بعین لے آؤں سہرا ب تو
 عمر و کا محکوم تھا فوج کو لیکر اس جگہ اُتر پڑا اور عمر و نے قلعہ تنگ و اعلیٰ میں آکر اپنے لشکر کے سرداروں سے مفصل
 حال بیان کیا اور کہا کہ خدا کے فضل سے قلعہ گرگستان میں نے لیا اور اُسکے حاکم کو میں نے بڑا دھوکا دیا قلعے کی
 مضبوطی کی بہت سی تعریف کی جنہے تھے سب خوش ہوئے اور عمر و کی چالاک اور دانشوری پر بہت آفرین کی ہر شخص نے
 دل و جان تحسین کی صبح کو اُس فلک میں غلطان پہچان ہوا کہ سہرا ب کو کسی سے لڑو کے مرد اٹھلا چاہے جب یہ
 قتل ہو تو بے خرخشہ اپنا کام نکالا چاہے مگر کوئی ایسا شخص نظر نہ آیا آخر تجو بڑ کیا کہ ہر فرہی کے لشکر میں چلے کچھ
 کارستانی کیا چاہیے اسے کچھ فریب یا چاہے جاسوسوں کی صورت بنا کر ہر فرہی کے لشکر کے کوتوالی کے چوترے کے نیچے
 سے ہو کر نکلا پادوں نے جاسوس سمجھکر گرفتار کیا ہر چند پوچھا کہ تو کون ہو اور کہاں سے آیا ہو گو نگون کی طرح سے
 بھان بھان کیا کیا کسی کو کچھ جواب نہ دیا کو تو ال نے بڑے چہرے سے جا کر کہا کہ ایک شخص جاسوس وضع گرفتار کیا ہے ہزار ہا
 طرح سے اُس سے پوچھا کہ تو کون ہو اور کہاں سے آیا ہو کسی نے تجھ کو بیان بھیج دیا یا ہو گو نگون کی طرح بھان بھان کرتا
 ہے ہم دو گون کو سخت حیران پریشان کرتا ہے بات نہیں کرتا ہے اپنی گون گان سے نہیں گذرتا ہے ہر فرہی چہرے

بلو اکو عربی فارسی ترکی کشمیری پشتو مغربی حبشی زنگباری انگریزی پرتگیزی فرانسیسی روسی نیپالی لاطینی ہندی
 کرناٹکی بھوجپوری دکنی چینی تبتی انگریزی سندھی زبانوں میں اس سے پوچھا کہ تو کون ہو کس ملک کا رہنے والا ہو جو
 تیرا نام سب سے نرالا ہو مجھے مفصل بیان کر ابھی انعام دیکر کچھ چھوڑ دو ننگا اور تجھ کو بہت خوش کر دینگا جب کچھ نہ
 بولا تو پہلوان جو نیر جہر کے پاس بیٹھے ہوئے تھے بولے کہ جناب عالی سیدھی انگلیوں سے بھی نہیں نکلتا یہ موم کہیں
 بے آگ لگا کھلتا ہو کشتی میں اسے بندھوا کر کوڑے لگوائے خوب مارا کو کھلوائے ابھی بتا دیتا ہوں اپنے شہر کا جلد
 بتا دیتا ہوں نیر جہر نے کہا کہ ایسے کام نرمی ہی سے نکلتے ہیں سختی اس موقع پر کام نہیں آتی یہ بات بگڑ جاتی ہے
 کہ مگر خلعت جو نو نشروان کا دیا ہوا پہنے ہوئے تھے اتار کر پانچ توڑے اشرفیوں کے اسیر رکھ لے اسکے روبرو
 رکھ دیے اسکو اس تدبیر سے خوشنود کیا اور کہا کہ اگر غریب تیرے تباہ تو کون ہو مجھ کو خوشیروان کے سر کی قسم
 اگر تباہے اور برسر گفتگو اڑے تو یہ خلعت اور توڑے ابھی تجھ کو دے کے چھوڑ دوں اور تجھ کو بہت خوش کر دوں خلعت
 و اشرفیان دیکھ کر عمر کے منہ میں پانی بھرا زبان مغربی میں مفصل حال بیان کیا کہ قلعہ گرجستان کو لیا جاتا ہوں
 اپنا کام کیا جاتا ہوں اس واسطے سہراب قلعہ دار کو لگا لایا ہوں میں بھیس بنا کر آیا ہوں آج وہ بھون آپ کے
 لشکر پر مار چکا اسکو کسی طرح سے ماریجے یا پکڑے قید کیجیے یہ جسم سر کر کے مجھ کو تقویت دیجیے کہ یہ بلا میرے سر سے جائے میرا
 دل ٹھکانے آئے خواجہ نیر جہر نے ہزار اشرفی اور بھی اضافہ کر کے عمر کو دیکر رخصت کیا اور ہر فرسے جا کر بیان
 کیا کہ ایک جاسوس گرفتار ہو کر آیا تھا ہمارے لشکر کا کوئی آدمی اسے گرفتار کر لایا تھا میں نے اسکو طمع دیکر
 دریافت کیا عمر و سہراب نامے قلعہ دار کو لگا لایا ہو وہ عمر کے دام میں آیا ہو آج وہ ہمارے لشکر پر بھون مار چکا
 ہر فرسہ و فرافرنے کے کہا کہ پھر آپ کی کیا صلاح ہو آپ نے اس باب میں کیا سوچا ہو نیر جہر نے کہا کہ سرداران فوج کو
 بلا کر تارکد کر دیجیے کہ آج سویرے کھانا لیں اور چار گھنٹی رات گئے پہاڑ کے دامن میں بک کر بیٹھیں یہیں جب تک
 گرے اور لشکر غنیمت کا ٹوٹے میں مشغول ہوئے تب فوج ہماری کمین گاہ سے نکال کر حریف کی فوج کو مارے کہ ہمارا مطلب
 دلی حصول ہوئے اور قہر و بھر سہراب اور عمر کو زندہ پکڑ لو تا کہ اس قلعے کی تیغ کا سامان ہو ہر فرسہ و فرافرنے
 اسی دم سرداران لشکر کو بلا کر اس کیفیت سمطع کیا اور جو کچھ نیر جہر نے کہا تھا وہ حکم دیا اب عمر و کا حال سنئے کہ قلعہ
 میں جا کر اپنے لشکر کے سرداروں کو حکم دیا کہ سواران ہر شام تیار رہیں اور سب لوگ کمین باندھ لیں ہوشیار رہیں
 جس دم میں آؤنگا اسی دم یہ قلعہ خالی کر کے قلعہ گرجستان میں سب لیکر اپنے ساتھ جاؤنگا جب سب بندوبست
 کر چکا سہراب کے پاس منہ نبائے ہوئے گیا سہراب نے کہا غیر تو یہی خواجہ اواس کیوں ہوا سہرورد جو اس
 کیوں ہو عمر و نے کہا کہ کیا عرض کروں کچھ عرض کر نہیں سکتا کہ کیا حال ہو مجھ کو بڑا ملال ہے میں جنھوں سے رخصت
 ہو کر گھر نکلا کر کے پاس آیا اور آپ کی شان و شوکت اور شجاعت اور مروت کا حال اسکو سنایا حضور کے

حسن و جوانی کی صفت سن کے دل سے مشتاق ہوئی اور اشتیاق ملاقات سے طاقت طاق ہوئی چاہتا تھا کہ
 محافل میں ہوا کر کے قلعے سے نکلے کہ اپنے سامنے سرخرو ہوں کہ ناگاہ ایک سوار نے کمر خردی کہ کچھ فوج قلعے
 کی زد سے ہٹ کر اتری ہو مگر نہیں معلوم کہ فی کس کی ہو اور کہاں سے آئی ہو اور پھر اسکا کیا مطلب ہو اور کس پر
 چڑھائی ہو میں نے جا کر جو دریافت کیا معلوم ہوا کہ نیر جہر کو نوشیروان نے بھیجا ہو کہ تم جا کر ہر نگار کو سمجھا کر
 لے آؤ اسکو اس قید محنت سے چھڑاؤ یہ حال جب معلوم ہوا ہو جان میں جان نہیں کیونکہ وہ حکیم ہی البتہ اسکے
 کلام میں بڑی تاثیر ہو اور اسکے ہر کام میں تدبیر اثر پذیر ہو کچھ بنین ہو ہر نگار اسکے کتب میں آجائے اور اسکی
 شیرین زبانی سے دھوکا کھا جائے اگر اسوقت میرے پاس ہزار جوان بھی ہوتا تو نیر جہر پر شیخون مار کر اس جگہ سے
 اسکو ہٹا دیتا اور اسکے سب لشکر کو جنگا دیتا سہرا بے کما کہ عمر ویہ کون بڑی بات ہو اسکی فوج میرے ہاتھ میں آئی
 متردو نہ ہو آخر میں جو پانچ ہزار سوار سے تمھارے ساتھ آیا ہوں تو کیوں آیا ہوں جس جگہ وہ فوج اتری ہو ذرا جھگڑا
 دکھا دو پھر میں سمجھ لوں گا اور اسکے دفع کرنے کا سامان کروں گا عمر و بنیاش ہو کہ اور بھی باڑھیں نے لگا کر حق تو یہ ہو
 عاشق صادق ایسے ہی ہوتے ہیں جیسے خندہ بین واقعی آپ بڑے غیور ہیں اور ملکہ ہر نگار کے اچھے نصیب تھے کہ
 آپ سا فائدہ چاہنے والا پایا اور طالع یاور نے اسکے بخت خفہ کو جنگا سہرا ب اور بھی اپنے میں نہ سایا اس بات
 کے سننے سے اپنے غنچہ دل کو کھلا یا فوج کو ساتھ لیکر مچھون پر تاؤ دیتا ہوا عمر و کے ہمراہ روانہ ہوا بالکل اشد
 ہوا جب قلعے کے نزدیک پہنچے عمر و سہرا ب کو ٹھہرا کہ ہر فر کے لشکر میں گیا دیکھے تو سب سردار دن کاغیر
 خالی ہو سب طرح سے فارغ ابالی ہو وہاں سے انکر سہرا ب کو لیا کہ خیمہ گاہ ہر فر بنا کر الگ ہو سہرا ب جو
 جا کر دیکھے تو خیمے کھڑے ہیں سب اسباب بے مالک پڑے ہیں ایک نفس نظر نہیں آتا کسی آدمی کا نشان پایا نہیں
 جاتا سو جا کر شاید کسی جاسوس سے خبر پا کے میرے رعب بھاگ کر کہیں پوشیدہ ہوئے ہیں کوئی مصلحت ہو جا
 لڑائی سے دست کشیدہ ہوئے ہیں سواروں نے سہرا ب کے جہانگ مال انتقال ہر فر کے لشکر میں تھا اٹھایا
 اپنے کو زبر بار کیا ہنوز وہاں سے چل نہ سکے تھے کہ ہر فر کے چالیس ہزار سوار چار طرف سے آگے اور زبردن بڑن بڑن
 کی آواز بلند ہوئی بھاگنے کی راہ ہر سمت سے بند ہوئی کثرت سے لوگ مارے گئے قلیل جو بچے تھے وہ سہرا ب کے ساتھ
 گرفتار ہوئے حبیب میں بھیس گئے مجبور ناچار ہوئے ہر فر نے لوہاروں کو بلا کر اسیر و نکو یا بھولان کیا سبکو مجبور بنان
 کیا عمر و کا حال سنئے کہ وہاں سہرا ب کو ہر فر کے لشکر میں داخل کر کے اپنے قلعے میں آیا اور انکو یہ حکم سنایا کہ تم ہر نگار
 کو مع مستورات و دیگر سوار کر کے فوج کو ساتھ لیکر مغرب کی طرف چلو میں بھی سمجھے سے آتا ہوں اور تم کو اہم قصور
 دکھاتا ہوں لشکر تو زانی سوار یاں لیکر قلعے سے روانہ ہوا عمر و نے اپنی صورت کا ایک پتلا بنا کے اپنی نشست گاہ پر
 بٹھلایا یہ ایک ظلم بنایا اور کئی سو پتے بنا کے جا بجا فصیلوں پر اور برجوں پر قائم کیے انکے ہاتھوں میں نیزنگ لے

اور دو دو کئے متصل بانہ سے کہ ایک کو دیکھ کر ایک غل جھائے شب کو اپنی آواز سنائے اور ایک گدھا قلعے کے دروازے پر بانہ دیا اور اسکو بھی جھول گھنائی طرح کا، یکر شکل سیب کیا اور چند مرغ طاقتوں پر بٹھلا کے قلعے کے باہر کابل تختہ اٹھا جسٹ کر خندق کے پار ہوا گویا ہوا کے گھوڑے پر سوار ہوا اپنے لشکر کی ہر طرف کی کیا گئی کوس پر جا کر لشکر سے ملا اور راتوں رات لشکر کو دوڑاتا ہوا لے گیا دو گھڑی رات باقی ہوگی کہ قلعہ گرگستان کے دروازے پر جا پہنچا سردار آ لشکر سے کہا کہ میں قلعے کا دروازہ کھلواتا ہوں اور تم کو یہ تدبیر بتاتا ہوں تم زانی سوار یاں لیکر قلعے میں داخل ہو کے ایک قلم سب کو متبع بیدار رہ کر کسی کے شور و غوغا سے نہ ڈرنا مگر جو شخص مسلمان ہووے اسکو امان دینا باقی سب کو زہر شیشہ لینا سردار ان لشکر سے یہ لیکر قلعے کے دروازے پر جا کے دربان سے پکار کے کہا کہ جلد دروازے کو کھول میں عمر وہون ہر نگار کو لیکر آیا ہوں ہر مشوقہ سہراپ کو حسبے عدہ لایا ہوں دربان کو تو پہلے سے حکم مل چکا تھا اُسے جھٹ پٹ دروازے کو کھول دیا اور دروازہ کھولنے میں کچھ تاخیر کیا پھر دس لشکر اور ہر نگار قلعے کے اندر داخل ہوا اسکا مطلب دلی جامل ہوا ہر نگار کو تو اس کے ہمراہ بیویں بہت ایک مکان محفہ ظہین اتارے بمقابلہ کو اسکی حفاظت کے واسطے تعین کیا اور ہر نگار کی خبر داری اور حفاظت کا حکم دیا اور آپ لشکر کو لیکر قلعہ کیون کو قتل کرنے لگا سب اہل قلعہ پر دفعہ غضب انکی اترنے لگا جو شخص مسلمان ہوا وہ کو بچا باقی سب کے سب جہنم چل ہوئے سب دوزخ میں شامل ہوئے دار اپنے یہ ہنگامہ دیکھ کر جانا کہ عمر و آیا اور قلعہ ہاتھ سے گیا معاف منین کہ سہراپ کا حال کیا ہوا وہ کس وقت میں قتل ہوا عمر و نے جب دار اپنے کارنے کا قصد کیا دار اپنے کہا کہ اے خود اجمین مسلمان جو تھا ہوں میرے قتل سے باز آ اور جگہ لکھ شہادت پڑھا عمر و نے اسکو چھاتی سے لگا با اور ہر سردار یا کہ محکمہ قلعے اور مال و اسباب سے کچھ کاٹ لینے جو میرا اس قلعہ میں کچھ تمام عمر قیام نہیں ہو مقورے دن کچھ واسطے تھا پاس نہ کر نہ دی ہو دشمنوں کے ہاتھ سے اپنی جان بچانے کی یہ تدبیر کی ہو کہ حمزہ کا ناموس عیون سے محفوظ رہے اور وہ جگہ میری غفلت پر لغزین نہ کہے بعد ازاں تم جاننا اور تمھارا قلعہ جانے پھر جگہ تم سے کچھ سرو کا نہیں بڑھجے تم سے بڑھاش نہ ہا نہیں ہو دار اپنے بیوقت کلہ پڑھ کر صدق دل سے مسلمان ہوا اپنی خوش قسمتی سے دعا ہے پان ہوا اور قلعے میں عمر و کا بندوبست ہو گیا قلعہ داروں کا حوصلہ بہت ہو گیا اب دار سہراپ کا حال سنے کہ وہ جو ہر طرف کے لشکر میں اسے جو خود کو دیا راز سے وہ بیمار ہو برکتہ تقدیر ہو اختیار کرل و درو میں نے ہر خدا در فراموش نہ ہر تہ سے کہا کہ قیاساً چاہتا ہوں کہ قلعہ گرگستان میں جو بچا ہوا اُسے اس قلعہ پر حملہ کر کے قتل کیا ہو صبح کی پہنچتے ہو چھپا ہو قلعہ خالی و اصل کی خبر لکھی کہ دریافت تو کرو قلعہ خالی ہو یا نہیں چھاروں نے قلعہ کو دیکھ کر کہا کہ کما کہ دومی جا بھی بہت سی نصیبو بڑھاکم بین گدھے اور کتوں کی آواز آتی ہو مرغ بانگے رہے ہیں کیونکہ کسی کے خالی ہو کچھ آنا قلعہ خالی ہو چھپا ہوا ہے میں جانتے ہوں کہ اس قلعے کی آبادی ویسی ہی باتیں میں بختیار کئے لاکہ یہ بات محض لغو ہو ہر خبر و خبر سے کہا آپ میں بختیار کئے کیسے شہر

راے درست ہو یا غلط ہر فرد فراموش کرنے پر مجبور ہو کر تو اسیروں کی محافظت کیو اسطے لشکر میں چھوڑا اور آپ طبل جنگ بجوانے لگے
 گیا تو وہیں نے بختیار کے کما دیکھ تیرا کیا خیال خام تھا کمان قلعہ خالی ہوا، یہی سبب ان گلاھیا، یہی جا بجا لوگ فیصلوں
 پر قائم ہیں عمرو فلاخن یہ مستعد کھڑا، یہی ہر ایک نشان اپنی اپنی جگہ پر گہرا، یہی بختیار کے نے پھر غور سے دیکھ کر کہا کہ اگر وہیں
 یہ عمر و بنین ہر عمر و نے ایک تپلانا کر کے ہاتھ میں فلاخن کو دیا، یہی نیا شعبہ کیا، یہی اور جتنے لوگ کہ فیصلوں پر محالہ تھے
 میں یہ سب پہلے ہیں وہ دیکھ ہوا سے گوہن ملتی ہو فلاخن کے تھکری دوری ایک دوسرے سے ملتی ہو وہیں ان کے بڑا قضا کار
 ہوا کے زور سے فلاخن کا پتھر چھوٹ کر وہیں کے سر میں جس جگہ عمر و نے پہلے پتھر مارا تھا وہیں پر لگا اور زخم کھن پھر بنا ہوا
 شوہن کو اور بھی لقمین ہوا کہ یہ تپلانی بنیں ہر عمر و ہر عمر و دبا ہوا سر پر پاٹوں کھکے وہاں سے فرار ہوا پتھر کے صدر سے
 نہایت بے قرار ہوا بختیار کے کہا کہ اور وہیں کمان جاتا ہو کیوں بزدلی کر کے ذلت ٹھاتا، یہی حیف ہو کہ تجھ نام دیکھا تو
 کی اولاد میں پیدا ہوئے انکی بہادری کا نام ملے اور مردوں سے اسے شرم نہ آئے شوہن بولا کہ یہ بھی عجیب بات ہو
 صریح عمر و پتھر مار رہا ہو اور تو کہتا ہو کہ عمر و بنین ہو تو پتھر تپا کہ یہ کیا ماجرا، یہی جیسے ہاتھ سے یہ کت برہا ہو بختیار
 بولا کہ ایہی دیر لو کہنے ہوا کے زور سے پتھر فلاخن سے نکل کر تیرے سر میں لگا، یہی تیرا سر توڑا، یہی یہی اتفاق کی بات ہو
 اور اگر عمر و ہوتا تو اب تک پتھروں کے مارے دم نہ لیتا کسی کو بھاگنے کی فرصت نہ دیتا اور فیصلوں پر سے وہ انتہائی
 کا باز اگر مر گیا ہر شخص بے مارے مرنے اور پتھر بھونچے کے بھاڑ کے چنوں کی طرح سے لشکر بھن جاتا سب کو سو سے عدم
 میں ہو چکا تھا جادو دانے کو توڑ میرے کہنے سے مٹنے نہ موڑا، تیرا شوہن بختیار کے کہنے سے خندق کے پار ہو کر گزر
 سے دروازہ توڑ کر ہر فرد فراموش بختیار کے دیگر سرداران فوج کو قلعے میں لے گیا دیکھ تو دروازے سے لگا ایک
 گدھا بندھا پایا اسکو بہت تعجب آیا پھر کیا دیکھا کہ طاہر بن پر مرغ بیٹھے بانگ سے رہے ہیں فیصل قلعے پر دو دو کتے قابل
 بندھے دیکھے اور کئی سو پہلے کا غد کے جا بجا قائم پائے ایسے ایسے ننگ قلعہ کے اندر سب کو نظر آئے شوہن نے شرم نہ
 ہو کر ایک گرز عمر و کی تصویر پر لگا یا تو اور ایک نیا شعبہ دیکھنے میں آیا عمر و نے ایک گیدڑ کا بچہ اس پہلے کے پیٹ
 میں بند کیا تھا پیٹ کے پھٹتے ہی وہ گیدڑ بھاگا شوہن نے بختیار کے کہا کہ یہ کیا بلا آئی اس قلعے نے تو نئی نئی بات
 دکھلائی بختیار کے بولا کہ یہ عمر و عیار کی روح ہو یہ جانے پائے اسکو کوئی دھڑکے پکڑ لائے جتنے لوگ تھے اس لطیفہ پر
 بے اختیار نہ سہے اسکو یاد کیے بار بار نہ سہے ہر غز نے اپنے لشکر میں ہا کہ بختیار کے پوچھا کہ اب کیا کیا چاہیے یہ تو عجیب و غریب
 پیش آیا اب کوئی تدبیر سوچا پیسے سے کہا کہ عمر و کا بیچا چھوڑنا مناسب نہیں ہو فتح ہو یا نہ ہو اس امر کو ترک کر خصوص
 اس وقت میں کہ سروسٹ نے قلعے میں گیا ہو وہاں تازہ دار دھوا ہو ابھی اسکا بندوبست بھی اچھی طرح سے ہوا ہو گا
 کچھ اطمینان اور سامان ملا ہو گا ہر غز نے کہا ابھی بات ہو، ہر چہ کہ بولا کہ کہا کہ خواجہ تم سہرا ب کو لیکر بادشاہ کے خدمت
 میں جاؤ کچھ آنکھوں سے دیکھا ہو فیصل بادشاہ کو سناؤ اور میری عرض بھی گزارنا دینا اسپر بھی بادشاہ سے کچھ ملے گا

نہر چہر تو سہراب کو لیکر مدائن کو روانہ ہوا ہر فرد فرما ہر فرد و بین و تختیار ک اسی ہزار سپاہی سیت قلعہ
 لڑگستان پر گئے وہاں پہونچا قلعے کا محاصرہ کیا اور رسد نہ جانے دینے کا حکم دیا عمر و کا حال سننے کو اسنے جو کئی دن کی
 ہلت بانی یہ بات اسکے دل میں آئی چھ مہینے کے موافق غلہ خرید کر کے قلعہ میں بھر دیا کھانے پینے کا سبب مان قلعہ میں
 دھریا اور قلعہ کو مانند طاؤس ملتا تیار کر کے قلعہ بند دروازہ پر قشایانے کے نیچے کرسی مرصع بچھا کر اس میں مرغ سے بیٹھا کھانا
 ہفت اقلیم گویا جسکے آگے کچھ مال نہیں ہیں کچھ بھی صاحب شمت ا جلال نہیں ہیں اسین ہر فرد فرما ہر فرد لشکر کو لیکر پہونچے
 درختیار کے مشورے سے قلعہ پر حملہ کیا فوج کو یکبارگی قلعے پر دھاوا کرنے کا حکم دیا عمر و نے دیکھا کہ لشکر زد پر پہونچا اپنی
 فوج کو اشارہ کیا کہ ہاں بلنا جانے نہ پائیں سب اسی جگہ مارے جا دیں ہر فرد کے لشکر پر تیر و تار و رہ و سنگ آتشباری کا مینہ
 برسے لگا ایک ایک آدمی اس گ کی گرمی کی شدت سے ایک بوند بانی کو تر سے لگا کئی ہزار سوار مالک و فوج کے سمان پہونچے
 اسی آتشباری سے بچان ہوئے یا قیون کے پائون بھیجے پٹ گئے سمون کے زور گھٹ گئے تختیار کے ہر فرد فرما ہر فرد
 کی کر لڑائی کا یہ دھنگ نہیں ہو اگر اس طرح لڑے گا تو تمام فوج ضائع ہو جائیگی اور فتح ہرگز نہ ہائے ایسی گ دو دنوں شانہ اے برہم
 ہوئے کہ مر دم کیا بکتا جو تیرے ہی کھنے سے قلعہ پر لہ کیا گیا اور فوج کو ٹوٹ پڑنے کا حکم دیا گیا اور آپ ہی اس طرح سے کٹا ہوا تو
 سخت بچیا ہو قابل سزا ہو وہ بولا کہ اچھا نہ تعان کیا ہوا یہی ناکسی ہزار سوار دوادوش کے غارت جھوٹے اولیائی جانیں
 دیکر سبے بہشت کے فرے ہوئے مگر قلعہ کیوں پر تو ثابت ہوا کہ شانہ اے ہے لہنے آئے ہیں بری شانہ شوکت و جہاد و شہ کا
 لشکر لائے ہیں سوقت طبل باند گشت بجا کر کسی زمین ہوا پر اتر کے قیام کیجئے لشکر کے گھوڑوں کو اور جو لوگ آپ کے ساتھ ہیں سب کو
 آرام دیجیے جب قلعے میں غلہ نہ رہیگا اور پھر جانے بھی نہ پائیں گے خود بخود خالی ہو جائیگا شانہ اے طبل باند گشت بجا کر محاصرہ کر کے
 اتر پڑے اور اسی بات پر اٹھے نہر چہر کا حال سننے کہ جسد مدائن میں پہونچے اس دربارہ بادشاہ دربار عام میں تھے
 امور و اسطقت کے انجام میں تھے سیدھے بجز مستقیم بادشاہ کی خدمت میں حاضر کئے اور آداب شاہی بجالائے
 سہراب کو لیجا کر تمام کیفیت حال بیان کی سب احوال خرابی سنا کے خاطر پریشان کی اور عرضی ہر فرد فرما ہر فرد گزرائی
 پہلے بادشاہ نے سہراب کے کجا بختی جانتا ہر فرد فصل اپنی کیفیت بیان کر کسی طرح سے دھڑبن بھگو نہ لند و نکا قید کر دینا
 سہراب نے عمر و کا درغلان کر شجون کروانا اور اپنے اسیر ہونے کا ماجرا لیکر عرض کی کہ اگر یہ قصود میرامعاف ہو اور بادشاہ
 کا دل میری طرف سے صاف ہو تو حیات مستعار ملک مستعد بہر فرد و شہی رہونگا تمام عمر دعائیں و ننگا بادشاہ نے اسکا
 قصود معاف کر کے ہر فرد کی عرضی کو پڑھوایا اسکے مضمون کے سننے پر نوجو لکھو لگا یا اسین لکھا تھا کہ فدویون جو سب الحکم
 چار برس کا عرصہ عمر و سے لڑتے ہوا ایک دن بھی صورت نظر کی نظر نہ آئی کسی صورت فتح نہ پائی یقین ہو کہ عمر و کی لڑائی
 ہم لوگوں سے سمرنگوئی بلکہ شجہ روز ہی خوف رہتا ہو کہ میں عمر و سوتے میں مار نہ دے یہ جان غریہ ہمارے قابل نہ ہے
 یا ہنگ برستے اٹھا اپنے لشکر میں لیجا کر کسی اور بلما میں پھسلے کچھ اور ہی آفت ہمارے سر پر لائے بہر حال حضور کا انا اہل وطن

کو بہت مناسب ہوا اپنے تاجداروں کی مدد اور خبر گیری واجب ہو یقیناً، کہ فتح تیار دیکھ کر غور و فکر کے چھکے چھوٹ جائیں
اس کے حسین مددگار بھی اس کی اعانت سے اپنا دل اٹھائیں بلکہ کیا عجیب ہو کہ دہشت کے سر کے بعل حاضر ہوں اور یوں
یہ فائدہ لوگ ضائع ہوتے ہیں بھٹے ہیں ان بی جان کھوتے ہیں آگے حضور الملک میں جو کچھ فرما دیں ہی ہم بجا لائیں
بادشاہ نے پہلے تخت تک پہنچا کہ تیری کیا صلیح ہو وہ بولا کہ شاہزادوں نے جو لکھا ہے اس میں کہوں کر دخل دونوں اور
ان کے خلاف کچھ عرض کروں ہر چیز سے مخاطب ہو کر کہا کہ تم کیلئے ہو تمھاری راس کیا ہو انکا بلانا بجا ہو یا بجا نہیں ہے
نے عرض کی میری رائے وہی ہے جو سابق میں اتنا س کیا تھا عرض دے کر ٹپکے واسطے حضور کا تشریف لیا انھارے نامناسب ہی
اس کی شان شوکت سے دور ہوا اس رائے میں بڑا فتور ہی ہر گاہ شاہان ہر دست خشن گئے کہ شاہنشاہ ہفت قلم ایک عیار
چڑھ گیا مطلق حضور کا رعب اپنے دل سے اٹھ جائیگا ہر شخص بخون ہو کر سرٹھائیگا ہر طرح نافرمانی کی خبر آئیگی سلطنت ہم
ہو جائیگی قطع نظر اسے حضور جو جانتے ہیں کہ عیساہ بلا عیار ہوا اور فن عیاری میں کیا ہوشیار ہو سادہ ہر فن کی طرح حضور کو
بھی اٹھا لیا اور بہ بدی شیر آیا تو ہم لوگوں پر ایک غضب ناکمانی لایا اگر جیتے چھوٹے تو شک حرم کا دل لگا اور اگر لڑے
مار ڈالا تو ہفت قلم کو سیر ع کیا تو شیروان اخیر کا جملہ شک سید کی طرح سے کانپ گیا اور کہنے لگا کہ تختک کو گورنی دکر
دیار سے نکالو میرے سامنے سے اسکو دفع کرو یہ خانہ خراب ہر مرتبہ مجھ دھوکا دیتا ہوا ورنہ بدنامی لیتا ہی تختک کو
گردنیاں دیکھ نکال دیا اور بادشاہ نے بشورہ ہر چہرہ حکم کیا کہ قارن قیل گردن کرے بڑا ہی پہلوان نامی اور کہ دس ہزار
سوار سے مقابلہ کرتا ہی لاکھ سوار سیدل سے عمو کے مقابلے کو جائے اور اسکو مت اس کے مددگاروں کے زندہ کیڑا لائے
روانہ ہونا قارن قیل گردن کا عمر کی تنبیہ کے واسطے اور مارا جانا اسکا تقادار کے ہاتھ سے
راوی لکھتا ہے کہ جب قارن قیل گردن ہر فن کے لشکر میں بعد طو منازل داخل ہوا ہر فن کی ملاقات اسکو
بہت حظ حاصل ہوا شب کو تمام سرداران لشکر اگلے بچھے بچھے میں جمع ہوئے اور جام شراب گردش میں آیا ایک ایک
کو جام شراب بھر بھر کے پلا یا عین ہر دن کے عالم میں قارن نے ہر فن سے کہا کہ آپ جو اتنے دنوں سے بیان فوہین لے
پڑے ہیں نکل کوہ کے اس میں میں اس میں ایک دنی عیار ہے اعتبار کوہ مار کے اور نہ گرفتار کر کے کسی طرح کا نہیں
قابو نہ پایا وہ تمھارے کسی دم میں نہ آیا جو کوئی سنے گا کیا کہیگا اس کیفیت کو سنکر حیران رہیگا ہر فن نے کہا کہ اب
لاکھ سوار و سیدل کی جمعیت سے آئے ہو بڑے بہادر لیتے ساتھ لائے ہو اور خود بھی جیسے تم بہادر ہو دشمن
از آفتاب ہو تمھارا شجاعت میں کون جواب ہی جب اسکو مار لو گے یا گرفتار کر لو گے اسوقت یہ گفتگو کرنا وہ
بہادری کا دم بھرنا بھی تو تازہ دم آئے ہو چند روز سستا لو بیان کار بگٹ ہنگ دیکھو پھر جو کچھ ہوگا
ہم تم دونوں دیکھ لیں گے جب تم عمو کو مار لو گے یا گرفتار کر لو گے تب ہم تمکو شاہنشاہ کے قارن نے
برہم ہو کر کہا نام سیاہی میں ہو گھستائے کی کیا اختیلاج ہو جو سیاہی ہو وہ ان باتوں کا کب محتاج ہو یا نا

دروازے پر پہنچا اور جوش و غضب میں آکر کچھ اپنی جان جانے کا خیال نہ کیا اور گزرتے سے دروازہ توڑنے پر متوجہ ہوا۔ وہ نے جب یہ حال دیکھا تو بہت بدحواس ہوا اسکو کمال ہراس ہوا اپنے دل میں مشورہ کیا پھر لشکر کے سرداروں کو حکم دیا کہ اب سوائے اسکے اور کوئی تدبیر نہیں ہو اور کوئی فکر اثر پذیر نہیں ہو کہ قلعے کے دروازے سے جا لگو اور اس بات کے منتظر رہو کہ جسوقت یہ کافر دروازے کو توڑے اور اپنا گزرا سپرے اور ہاتھ چھوڑے اسی وقت تم بھیجا کر پکے مارو اور مرد جان کے دینے میں ہرگز دریغ نہ کرو مگر یہ وقت مناجات کا ہر بھروسہ اللہ کی ذات کا ہی بالاتفاق سب اوحیٰ دل و جان سے جناب باری میں عاکرو اگر اسنے خیب سے مدد کی اور ہم بیچاروں کی خبر لی تو اللہ اس کا فرکے ہاتھ سے نجات ہوتی ہو ہماری سرسبز بات ہوتی ہو تو میں تو سوائے مارنے اور مرنے کے کوئی تدبیر نہیں پرتی کسی چارہ جوئی میں غفل نہیں پڑتی لشکر اسلام نے دستِ عالمگیر کیے تھے کہ سامنے سے ایک گرد تیرہ دتار یک نمودار ہوئی تھی کثرت سے تمام زمین پر غبار ہوئی ہنوز مقرض باد نے گریبان گرد کو چاک نہ کیا تھا کہ سحر و نے بشاش ہو کر ابل اسلام سے کہا کہ یار و مبارک ہو دعا تمھاری مجید دعوات نے قبول کی تمھاری دعا کی تاثیر ہوئی دیکھو تو وہ مدغیسی آئی اب تم سب نے اس کا فکے ہاتھ سے ربائی پائی اور نیچے جھک کر قارن ٹیل گردن سے کہا کہ ادھیست ہو شیار ہو جانے پر تیار ہو جا وہ تیرا نکس کا مارنوالا آیا اور اسنے کھلکھو جہنم میں پہنچایا اسنے جو پھر کر دیکھا تو واقعی چالیس علم حجاب گرد سے اسکو نظر آئے اور اس حیرت نے اسکے ہوش اڑائے اور ایک نقابدار نابخی پوش برق اس اپنے گھوڑے کو چپکا کر خندق کے برابر آیا کہ اسکا رعب و رنوح سب کے دل پر چھایا اور قارن غفل گردن سے کہنے لگا کہ اگر اس قلعے میں کون ہوا تو قلعے کے دروازے پر کیوں کھڑا ہو بھوت کی طرح سے کیوں اڑتا ہو قارن نے کہا کہ اس قلعے میں قوم سلمان مجرم شاہنشاہ ہفت اقلیم ہوا شاہ سے متخرف ہوئی ہو اسکو کچھ اس سے نہ خوف ہو نہ دیر ہو میں قلعے کا دروازہ توڑ کر قتل چاہتا ہوں اب تو بتلا کہ کون ہو اور کسکو تلاش کرتا ہو نقابدار بولا کہ میں سلمانوں کی مدد کو آیا ہوں یہ فوج مکی مدد لیے لایا ہوں پہلے تو مجھے لڑنے پر قلعے کا دروازہ توڑنے کا قصد کیجیو جب ہم مہرین تو اُننے انتقام لیجیو قارن نے کہا لاہ تو توڑ کا ہو میں کچھ کیا حربہ کروں کہ میرے حربے کی ہوا سے تو پتے کی طرح سے اڑ جائیگا بھلا تو میری ضرب کی کتاب لکھنا نقابدار نے بھنکھا کہ کہا کہ ادم و دو کیا نہ دیاں کہتا ہو خندق کے اس طرف آکر تیری روح قبض کروں تیری اس ہودو کوں کا جواب و دن تب تو قارن کو غیظ آیا اس بات کے شننے سے بے اسچ و تاب کھلایا جست کر کے نقاب پوش کے پاس ہوا نقابدار نے کہا کہ لا کیا حربہ کہتا ہو ابھی تو اپنی خرافات کا فرہ چلچلتا ہو قارن نے گزرتا بنا اسکے حوالے کیا نقابدار نے خالی دیا اور شیشہ برق خمیر کر کے کھینچ کر قارن کے سر پر لگی مکی کہ اسکی آنکھوں پر اندھیری چھائی ہر جنہ قارن نے سپر فولادی کو بنا ہر کیا لیکن میں تلوار نے صاعقہ کا کام کر کے اسکو دم نہ لینے دیا سپر فولادی کو فریاد کی طرح سے کاٹ کر خود و سر کو کاٹگو کمال باری گردن کی صراحی میں آکر کر سینے میں بھی نہ اکی بیٹھو کی ہدی کا نام لگا

گھوڑے کے زیر تنگ سے ٹکائی ٹکسے سب اعضا کو دویم کر کے برق کی طرح بٹ بٹ ٹٹک سے ٹکائی قارن سے اس چار پہ کمانہ ہو کر زمین پر گر کے بچان ہو گیا ایک مین بے نام و نشان ہو گیا فوج یہ حال اپنے سردار کا دیکھ کر چار طرف سے نقابدار قارن کا دھاوا کرنا قلعے پر اور بیوی بچا دروازے تک اور دروازہ توڑنے کا قصد کرنا کہ دفعہ نقابدار کلاچ جالیس خرار فوج کے مسلمانوں کی مدد کو آنا اور دو ٹکڑے کرنا ایک مین قارن کو مع گھوڑے



اگلی نقابدار کے لشکر نے بھی تلوار کھینچی میان سے شمشیر بڑا کھینچی عمر و نے دیکھا کہ نقاب پوش کا لشکر بہت کم ہو چکا ہے پھر سوار ہو کر چہرے پر ایک جڑا ہو گیا لیکن کم اور بیش میں فرق بتیاد یعنی اس طرف پونے دو لاکھ سوار و پیدل کی جمعیت ہو اس قدر فوج کی کثرت ہو جھٹ پٹ اپنی فوج سمیت قلعے سے باہر نکل کر نقابدار کا شریک جنگ جہاں ہوا قارن کے لشکر سے مستعد قتال ہوا اس قدر ایسی لڑائی ہوئی کہ ستر ہزار سوار ہر طرف کے لشکر کا کام آیا اور اس طرف کسی نے ایک ہلکا سا زخم بھی دکھایا فوج کو کھٹا بھاگ کھڑی ہوئی تمام لشکر میں کھل جلی ہوئی عمر و نے نقابدار سے کہا کہ آپ اپنے نام و نشان سے اگلی کیجیے اور اپنی تمام کیفیت اطلاع دیجیے کہ حمرہ جو قوت قاف سے آئے تو اس سے کئی عروت جو انعموی کا حال بیان کیا جانے نفس الام میں سوقت قلعے کے ٹوٹنے اور ہم لوگوں کے مارے جانے میں کچھ باقی نہ تھا مگر آپ نے تشریف لاکے جان بخشی کی گویا ہم لوگوں کو اس خوف زندگی دی نقابدار بولا کہ جو قوت صاحبقران آئیے اس وقت وہ خود ہمارے نام و نشان سے آگاہ ہو جائیے ابھی بتایا کچھ ضرور نہیں ہو چکا اپنی منو و منتلو نہیں ہو کم جیسے قلعہ داری میں سرگرم ہو کسی طرح کے اندیشے کو اپنے دل میں نہ نہ جو قوت ضرورت ہوگی انشاء اللہ تعالیٰ میں اسیدم ہو چو نکا مختاری بھی مدد کرے ننگا دیکھ کر نقابدار تو جس طرف آتا تھا اس طرف کو گیا عمر و تمام خیمہ و خمر کا ہنقد و جنس قہج ہر قیمت خوردہ کا لیکر قلعے میں داخل ہوا اسکو اللہ کی عنایت سے سب طرح کا اطمینان

فراغ بانی کا محل ہوا اب حال ہر فرد و فرد کا شے کہ وہ جو نقابدار سے شکست کھا کر بھاگے بارہ کوس پہرے کے دم
 لیا کہیں ایک لحظہ آرام نہ کیا اور بصلح بختیارک بادشاہ کو تمام احوال لکھا کہ ہم پر گردش فکری سے اس طرح کا نزول ہوا
 ہوا سارا لشکر ایک آفت عظیم میں مبتلا ہوا نوشیروان نے ایک پہلوان نامی کے ساتھ خزانہ و خیمہ خرگاہ اپنے بیٹوں کے
 پاس لے لیا اور شقہ میں لکھا کہ اس قدر خزانہ و خیمہ لے لیا جاتا ہوا و ذریعہ و بہت غنیمت ایک لشکر جو اتھارے پاس
 آتا ہوا خبردار و ترم و کا پھانچو زنا کے مقابلے سے منہ نہ موڑنا ہر فرد و فرد شقہ کا مضمون لکھ کر مطمئن ہوئے اور لوٹ
 مارے بھاگے ہوئے سپاہیوں کو جمع کر کے پہرے والیں ہزار سوار کی جمیعت سے قلعے کے سامنے خیمہ زن ہوئے اب لشکر اسلار
 کا حال سنئے جب قلعے میں غلہ باقی نہ رہا سمجھوں نے عادی کو کہتے کہ غلہ تمام ہو چکا گیا اب ہم لوگوں کا کام تمام
 ہو چکا جس قدر ہر چارہ دن سے زیادہ اتفاق نہ کرینگا پھر ہر شخص رے بھوک کے لگا بھی سے خواجہ عمر کو خبر دینا سنا ہے
 اسکی تدبیر بہت جلد لازمہ واجب ہر عادی نے کہا کہ تم سب میرے ساتھ چلو اس سے یہ حال بیان کرو اگر میں لکھا جا کہ
 اس سے کوئی نہ تو وہ یقین نہ لائینگا جھوٹا جانے گا اور یہ سمجھے گا کہ شاید کچھ میری طرف سے سنیں شامل یہی بات اس کے دل میں
 راہ پائیگی اور ناحق بد فہمی میرے اور اس کے دماغ میں آئیگی لشکر بالاتفاق عادی کو کہتے کہ ہمراہ عمر کے پاس گیا اور
 آذوقہ تمام ہونے کی کیفیت عرض کی اور اہل قلعہ کی پریشانی کی اسکو خبر دی اور کہا کہ یا تو دروازہ قلعہ کا کھلوادیکھے
 کہ ہم حریف کو ماریں اور دشمنین یا غلے کی تدبیر کیجیے کہ قانون سے اثر لیاں اگر لکھے دشمن اپنی زندگی کا فی کفٹ تلف نہ کریں
 عمر و نے کہا کہ بابا ابھی چاروں کا تو آذوقہ موجود ہے تم چین سے اپنی اپنی جا پر قائم ہوا اس کی غیبت پر اپنے دل کو
 مستقل رکھو میں نے زراعت بوئی ہے اس کے صرف میں بہت دولت کھوئی ہے قلعہ تیار ہو تا ہے چند روز میں ناچ کا انا ہوتا
 فوج تو اپنی اپنی جگہ پر ٹھہری ہو کر بیٹھی عمر کے قول پر اعتماد کیا دل پناشا دیکھا مگر عمر نے دریائے فکر میں غوطہ مارا ایک لکھ
 کے بعد عیاری جو حقول سو بھی خوش و خرم سر کو اٹھایا اور تدبیر جو اس کے دل میں گزری اس سے بہت حفاظت اہل قلعہ
 ہو تیار کر کے قلعے سے نکل کر کوہستان کے درے میں گیا اور زبیل پر ہاتھ رکھ کر امات طلب کی اس سے عجیب صنعت لی یعنی
 فی الغد رجا لیس گز کا قد و قامت ہو گیا وہاں تک کی دار بھی سفید براق چہرے کے گرد و منو دار ہو گئی اس طرح کی ہیبت غیب
 اشتکار ہوئی اپنی کھڑاؤں پر سوار ہو کے ایک جھولی شیر کی کھال کی بغل میں دبا کر ہر طرف کے لشکر اور قلعے کو انہیوں کی
 طرف سے نکلے لگا بائیں حیرت افزا بنے لگانا گاہ کتارہ کا بلی عیار کر بھانجا ژوپلین کا ہوا اس طرف سے نکلا عمر کو بہت
 اور قدر وامت دیکھ کر آئینہ و آئینہ ہوا شدت خوف اور رعب کے رنگ اسکا متغیر ہوا کیونکہ اس ہیبت کا آدمی تو اسے
 کبھی دیکھا نہ تھا لڑاؤ ترسان پاس کر باادب سلام کیا بہت اعزاز و اکرام کیا اور ہاتھ باندھ کے پوچھنے لگا کہ آپ
 کمان سے تشریف لائے ہیں اس طرف کس کام کے لیے آئے ہیں اور لشکر و قلعے کی طرف کیا بار بار دیکھ رہے ہیں غضب کی
 نظر سے بے اختیار دیکھ رہے ہیں عمر نے کہا کہ تو کون ہو جو بچتا ہے تجھ کو اس پوچھنے سے کیا کام ہو تیرا کیا کام ہے

کہا کہ میں ہرگز کے عیاروں کا سردار اور نوشیروان کے داماد کا بھانجا کتا رہ کا بلی شہر ہون اور نوشیروان کی
 نوازش سے کمال سرور ہوں عمر و نے کہا کہ سعد ظلماتی میرا نام ہو مجھ کو درپیش بڑا ایک کام ہو میں سکندر ظلماتی بادشاہ
 ظلمات کا چھوٹا بھائی ہوں حمزہ نامے ایک شخص شہنشاہ شاد پروردہ قاف کی مدد کو گیا تھا اسے ہر حوصلہ
 کیا تھا مگر جو عفریت دیو کا سامنا کیا کمان دیو کمان آدھا دھڑیان اسی ایک ہی دامن جو رہو گئیں شہنشاہ نے
 اُسکی ہڈیوں کو ایک چمڑے کے تھیلے میں لٹکھ میرے بھائی کے پاس بھیج دیا کہ تمھاری سرحد سے آدم زاد کی سرحد قریب تر ہو
 تے اس کام کا انجام سہولت مت دے ورنہ اس تھیلے کو کسی کے ہاتھ نوشیروان کے پاس بھیج دو کہ وہ ان ہڈیوں کو آدم زاد
 کے قبرستان میں دفن کروے ہماری گردن سے یہ بوجھ اٹھائے مدت تک تو میرے بھائی نے انتظار کیا کہ اگر کوئی آدم زاد
 اس طرف آنکلتے تو اُسکے ہاتھ نوشیروان کے پاس بھیج دوں اس کا خیر کا انجام کروں جب کسی آدم زاد نے مدت تک اس طرف
 گزر نہ کیا تو میرے بھائی نے حکم دیا کہ تم خود جا کر اس تھیلے کو پہونچا دو اتنا ثواب تمھیں حاصل کرو میں نے کچھ دیا ہوں کہ یہی
 قلعہ دارسن کا ادیبی شکر حمزہ کا ہی یانین اسی خیال میں حیران ہوں اور بہت دنوں سے سرگردان ہوں کتا رہ اس
 کیفیت کو شکر باغ باغ ہو گیا گویا اُسکی مراد کا روشن چراغ ہو گیا کہنے لگا کہ حضرت یہ شکر نوشیروان کے داماد اور
 بیٹوں کا ہر چلے میں آپ کو اُنکے پاس لے چلوں اور اُننے آپ کی ملاقات کر دوں وہ بولا اس سے کیا بہتر ہو اندھا کیا جا
 دو آنکھیں کتا رہ اُسکو خوشی خوشی تر وین کے پاس لایا اور سب آل سنایا وین نے تعظیم و تکریم اُسکو کر سی
 جو اہر نگار پڑھنے کے استفسار حال کیا اور اپنے اخلاق و مہربانی سے اُسکو خوشحال کیا اُسے جو کچھ کتا رہ سے کہا
 تھا اُسکا اعدادہ کیا تر وین نے بہت سی خاطر اُسکی کر کے کہا کہ وہ تھیلہ کمان ہو مجھ کو دیکھو اور مجھے اُسکی رسید لیجیے
 میں بخوبی اُس تھیلے کو بادشاہ کے پاس بھیج دوں گا اور یہ سب کیفیت تفصیل وار بادشاہ کی خدمت میں تحریر کر دوں گا
 عمر و نے پوسٹ اتر دے کا تھیلہ اپنی جھولی سے نکال کر تر وین کے حوالے کیا اور وہ بار امانت اُسکو دیا اور کہا کہ
 آپ بڑا بابر میرے سرے امارا میں بہت احسان مند ہوا اور آپ کی ملاقات سے کمال خرسند ہوا و خدا حافظ جواب
 میں رخصت ہوتا ہوں ہر خیر تر وین نے مبالغہ کیا کہ آپ چند روز تھماں رہ کر اپنے تین کسل لہ سے راحت لیجیے
 اور ہم لوگوں کے حال پر شفقت کیجیے شاہزادوں کو بھی اپنے جمال منور سے خوش کرنا فرما دے ہو سکو آپکا ہر طرح احترام
 منظور ہو لیکن عمر و نے اُنکی بات قبول نہ کی اپنے قلعے میں کر صورت اصلی پر آیا پھر اپنے کو ویسا ہی آدمی بنایا
 سرداران فوج نے غلے کا حال استفسار کیا اُنکو یہ جواب دیا کہ بھائی آج ختم پاشی کر آیا ہوں دو تین درمیں جا کر
 کاٹ لانا فراغت سے حمزہ اُٹھا تر وین کا حال سننے کو اُس کیسے کو بجا کر ہر فرد و فرافر کو دکھلا کر سعد ظلماتی
 کے آنے کی کیفیت اور اُسکی ہیبت کنائی بیان کی اور اُسکی تمام کیفیت اور صورت سے اطلاع دی ہر فرد و فرافر حمزہ
 کا حال سن کر ایسی خوشی میں آئے کہ بدن میں پھوٹے رسائے یکن بجتیا رک نہ سکر بولا کہ مجھ کو اس میں عمر و کی عیاری

معلوم ہوتی ہو چرقت اسی کے اطوار سے منہوم ہوتی ہولاث منات جھوٹ نہ بلوائے میرے خیال کو راست لائے غلہ
 قلعہ والوں کے پاس نہیں اسی سبب سے عمر کے بچا حواس نہیں یہ میرے غلہ قلعہ میں بھرنے کی کی ہر تکیو یا بلغیر ہی ہو
 ہو کیونکہ اگر نفس لامرین حمزہ مارا جاتا تو پر زرا دعو کو کو اگر خبر دیتے اُسکو ضرور اُسکے حال سے آگاہ کرتے اور یہ تو
 چالیس گز کا قد تھا عمر وجہ چاہے کرامت سے ہزار گز کا قد و قامت بنائے جس طرح کی صورت چاہے بنا کر دکھائے
 ثرو میں نے کہا کہ اس کیسے پر چار سو بادشاہان قاف کی مہر ہو کیونکہ بے اعتبار جانین اور تیرے خیال باطل کو بے دلیل
 انہیں تختیا رکھنے جانے یا اس بات کو تم جانو کہ مجھ کو یا وہ نہیں آتا ہو کہ یہ خبر راست ہو اُسکا کہنا بے کم و کاست ہر طور پر
 کہا کہ بہر حال خاموش ہو رہا چاہیے اس مقدمے میں کچھ نہ کہا چاہیے میں قلعہ سے خبر نہ لگاؤں تاہوں ہان کی بات کا بقید لانا ہو
 یہ کہ عیاروں پر تکیا کی کہ قلعہ کی سُن گن لیا چاہیے اس خبر کی تحقیق میں بہت کوشش کیا چاہیے عجم و اور سرداران شمل
 کس شغل میں ہیں یا دل شاد ہیں یا حمزہ کے مرنے کی خبر نہ مہر و فدا دین عمر و کا حال مٹنے کے اُسے اُسے ہی سے
 نوبت بھائی موقوف کی تھی اور ایک سنا اُس قلعہ میں حال رکھا تھا اثر و میں کے عبادت میں نہ تاک قلعہ کے گرد بھرتے تھے
 مطلق آگے کی سی چل بیل بنائی اہل قلعہ کی خوش حالی نظر آئی جو تھے دن و رات میں سے جا کر کہا کہ قلعہ میں بالکل
 ساٹا ہو تین شاہد روز میں ایک قصبہ نوبت بچنے کی آواز کان میں نہ آئی کسی کی طبیعت شش نہ پانی نہیں پانچوں قات
 نوبت قلعہ میں کبھی تھی ہر شخص خوشحال تھا صبح رت سے فارغ ابال تھا بختیا رکھنے سنکر کہا کہ اگر یہ مر ہو تو البتہ غالی ملت
 ہمیں ہو کچھ نہ کچھ غلغلہ واقع ہوا بے شہد حمزہ قاف میں ہوا ہر فرد و فرار و بختیا رکھنے رومین جمع سرداران شمل
 کو عید ہو گئی اُنکے دل سے سب پریشانی بجید ہو گئی اور عمر و نے کیا کیا کہ اُس دن آدھی رات کے وقت اپنے نام شمس
 کہ تم سب ملے امیر کا نام لیکر با واز بلند نوحہ داری کرو اذنا بے قیاری کرو اے صاحبقران و اے صاحبقران خدا
 بلند ہوئی ہر فرد و فرار و رومین بختیا رکھ تو کان لگائے ہوئے تھے ان سب کی طبیعت اسکے دریافت کرنے سے بہت
 خرسند ہوئی قلعہ کیون کا وادیلاد مصیبتا سنکر اُسے خوشی کے اپنے پیرا ہن میں نہ سائے شاد و اپنے خوشی کے بچو اے جھوٹے
 سے بڑے تک پرامیر کا مرنا ثابت ہوا دوسرے دن عمر و گریبان چاک کر ٹخنہ پر خاک مل سرو پا پر بہنہ سینہ و پریشا قلعہ
 سے باہر نکلا اور اسی نیست کڑائی سے رومین کے درخیمے پر جا کر جو بار دینے کہا کہ بھائی میری خبر شاہزادہ کا بل سے کہ درمیں
 حاضر ہونے کی اُسکو خبر و جو بار دینے رومین سے جا کر کہا کہ عمر و گریبان چاک کر ٹخنہ پر خاک مل سرو پا پر بہنہ درخیمے پر
 ہوا روتا اور گرتا ہوا نہایت باحال پریشان خستہ و زار با دل بقرار نظر آتا ہو کہتا ہو کہ میری خبر شاہزادہ کا بل سے کہ درمیں
 مصیبت زدہ آفت رسیدہ بر آنا کر مکر و رومین نے کہا کہ بلا اُسکو آئی کی اجازت و عمر و خیمے میں جا کر رومین کے درمیں
 پر گرتا رومین بولا کہ عمر و خیر تو ہی کچھ کہ تو ما جڑ گیا ہو تو کس بلا میں مبتلا ہو عمر و نے بصد زار و تالہ کہا کہ کیا کہوں میں
 بے واپس ہو گیا میرا سب سامان عیش و عشرت کھو گیا پانچ دن ہوئے میں کہ پر زرا دون نے آکر یہ خبر نہ لائی گویا مجھے جینے ہی کو

جھنکائی کچھرہ قاف میں عفریت دیو کے ہاتھ سے مارا گیا اسکا سر تن سے آمارا گیا چار دن تک تو یہ راز میں نے
افشاں ہونے دیا سب لوگوں سے پوشیدہ کیا پر کل پانچویں دن سب پر ظاہر ہو گیا چھوٹا بڑا اس واقعے سے ماہر ہو گیا قطع
میں کرام پڑا ہو ہر شخص کا اس سانحہ سے حال زار ہو چکا وہ شکبار ہو سوسیل اس واسطے آپ کے پاس حاضر ہوا ہوں کہ شاہزادوں
کے روبرو جانے کا تو منہ میرا نہیں یہ بات میرے دل میں جاگزیں ہے کہ بسبب حمزہ کی رفاقت کے کوئی ایسی بے ادبی نہیں
ہو کہ مجھے سرزد نہ ہوئی ہو اور گستاخی اور حرکت بجا میری طرف سے نہ ہوئی ہو مگر اب ہر نگاہ کو حضور میں پہنچا کر کوہستان کے
پتھروں سے سڑک کر مر جاؤں کہ اس زندگی بے لطف سے نجات پاؤں حمزہ ساقدر دان کمان پاؤں لگا جو اسکی خدمت میں حاضر
رہوں گا اور اسکا شکر و تہنیتی رات دن دل سے کروں گا تو چلین نے عمر و کام سر جاتی سے لگایا اور کمال اسطاف فرمایا کہ اس
عمر و کم و عمر تیر خیال ہو اسقدر کیونکہ جو کمال میں ہو میں لگاؤ اپنے گلے کا قویہ کر کے رکھوں گا تیری پاسداری سے کبھی غفلت نہ کروں گا
عمر و بولا کہ مجھ کو آپ سے زیادہ امید ہو کہ آپ خاندان سلاطین سے ہیں اور تحببے مثال مر ازادگان روئے زمین سے ہیں
مگر نجات و نجات کی مفسدی سے ڈرتا ہوں انکی دراندازی سے خوف کرتا ہوں ایسا نہ کہ وہ آپ کو غلامان امیری
طرف سے برہم کر کے آپ کو برخصیص لائیں اور اپنی کاسازی لکھ لائیں تو میں بولا کہ وہ کیا مال ہیں کہ تجھ کو نظر میں سے
دیکھیں اور تجھ کو کسی طرح کی ذلت دین یا میرے اور تیرے درمیان میں مداخلت کریں تجھے عداوت کریں اور احیانا لگاؤ چھوڑ
تو ان کو اسی مہے بال پر کر دوں اسکو اور اسکے مددگاروں کو زیر و زبر کروں تو بھانہ نگار کو لے آسمو نے کہا کہ ہر نگار کو تو
میں اس وقت لے آتا ہوں مگر یہ اندیشہ کھا تا ہوں کہ سرداران لشکر کا ہے کو آنے دینگے کہیں گے کہ ہم نے تیرے کہنے سے
شہزادوں کی خدمت میں بہت بے ادبی کی ہے انکو بہت تکلیف ہے تو تو ہر نگار کو ویکرا چھا رہیگا میں نے بے ٹھہرے
اور ہر شخص میں کو احمق کہیگا تو میں نے کہا کہ میں ان سب کو حمزہ سے زیادہ توقیر و عزت سے رکھوں گا اور ہر ایک کو
اسکی بیاقیت کے موافق منصب و ننگا تو انکو سمجھا کر میرے پاس لے آسب کو میرا تب سمجھائے کہ تشریف آسمو نے کہا
کہ وہ میرے کہنے کو سچ بنائینگے میری بات ہرگز نہ مانینگے اگر حضور ایک نوشتہ اُنکے نام لکھ دیں تو میں انکو لاسکتا ہوں
ورنہ وہ ہرگز نہ سنیں گے کہ میں کیا کہتا ہوں تو میں نے بولا کہ ایک نوشتہ کیا بلکہ وہ اسکی تم قلمدان ننگا کر کے تشریف آسمو نے
تمام سرداروں کے نام لکھ کر عمر و کے حوالہ کیا سر مہر اسکو دیا عمر و نوشتہ لیکر قلعہ میں داخل ہوا اور سرداران لشکر کو کھلا کر
کہا کہ زراعت تیار ہو کاٹنے والا چاہیے چلو پہلے تو ضیافت کھاؤ چھوٹے کھاتوں کا فرہ اٹھاؤ بعد اسکے جیسا ہو گا دیا سمجھا
جائیگا جیسا موقع ہو گا دیا گیا چاہو سب سردار عمر و کے ساتھ ہوئے مگر قبل وفادار نے چالیس ہزار سوار سے محافظ قلعہ
کے واسطے وہیں قیامت کی اور سبکی ننگا بانی اپنے دشمنی تو میں نے کاحال اسے کرانے اسلحہ سے کو ہر فرد فرار سے بیان کیا
نجاتی رک بستر بولا کہ انکے سات اگر چہ افضل کریں تو بڑی بات ہے کہ کو تھو سبب غم و غم سے نجات ہو ایک بے بی نہیں تمام سردار
مسلمانوں کے آگے ہیں اور اس قلعہ سے کو تھو پاتے ہیں مگر یہ دل یہ کہتا ہے کہ جو وقت یہ پانچو وہ مقول ہو یہ کہتا ہے تو میں نے کو

سمجھانے لگا کہ اژدھ زمین وہ عیار ہو عمر و بڑا قوی اور نگار ہو اس کے فریب میں نہ اُسکی چالاک سے دھوکا نہ کھالین
دیوار ہو اور یقین جان کہ قلعے میں غلہ ہو چکا ہو اس لیے یہ عیاری اُسے کی ہو کہ جنگو فریب یکراں بنا کا دم نکالے اور سب کو
بلا میں اُسے زد میں کر دین کہ حسین ہو کر بولا کہ اونچیتا رک تو اس میں دخل نہ دے میں جانون و عمر و جانے تجھے عقل کی
بات کوئی کیوں مانے وہ پہلے کہ چکا ہو کہ میرے اور آپ کے درمیان میں تختیا رک نش زنی کر چکا اور اس کام کے بگاڑنے میں
قدم دھرے گا تختیا رک بولا کہ یہ وہ کیوں نہ کہیگا میرا اور اُسکا تو ایک ہی ل ہو خیر بہتر ہو میں کچھ نہ بولوں گا اب ہرگز
اس معاہدے میں نے بان نہ کھو لوں گا تم جانون اور عمر و جانے اُسے کیا کیے جو کسی کا کمانہ جانے جب کچھ بیڑھ بیٹھوں گا میں ہاں سے ملتا
ہو نگار زمین نے خیمہ میں جا کر سامان عورت کا تیار کیا اور انواع و اقسام کھانوں کا انبار کیا اور عیاروں کو خبر کو اسطے بھیجا کہ کھو
عمر و آتا ہو یا نہیں در حتم نگار کو اپنے ساتھ لاتا ہو یا نہیں عیار جو لشکر سے باہر نکلے دیکھیں تو عمر و چار سو پہلوان گردن کش
اپنے ہمراہ لیے ہوئے چلا آتا ہو کہ چکی ہیبت سے دیکھنے والوں کا ہوش اڑا جاتا ہو عیار وہیں سے اُٹے پاؤں پھرے اور
زمین کو خبر دی کہ عمر و کے ساتھ چار سو پہلوان آتے ہیں اور آپ کی ملازمت سے شرف پاتے ہیں زمین شہرین شاہزادوں
سے جا کر کما کر عمر و راست کو معلوم ہوتا ہو عیاروں سے معلوم ہوا کہ چار سو پہلوانوں کو ہمراہ اپنے لیے آتا ہو اُن کو سکوت باری
اطاعت کے لیے لاتا ہو تختیا رک تو سنتے ہی سن ہو گیا کہ دیکھیے کیا ہوتا ہو معاملہ بیڑھ ہو عمر و کا اس وجہ سے کہ ساتھ
آتا ہو غضب ہو اس میں عمر و مع سرداران لشکر زمین کے خیمہ تک آپہنچا زمین استقبال کر کے سرداروں کو خیمہ
میں لے آیا ہر شخص کا علیحدہ حال پوچھا اور اپنے بہت انکساف فرمایا اور ہر ایک سے بغلیگر ہو کے شاہزادوں سے
ملازمت کروائی کہ سب سے مرصع نگار پر پہنچایا اور سب کمال خلاق سے پیش آیا اور عمر و کی کرسی اپنے پہلوان کچھوڑا
اور اُسکے حال پر سب کی نسبت زیادہ مہربانی فرمائی بعد گفتگو و دستا نہ ساقیان سین و ش کوٹلانے کا حکم دیا اور علیحدہ
سب بغیر و کسر کو مجاز کیا کہ جام و صراحی کو گر و ش میں لائیں ہر قسم کی چھی اچھی شرابیں بلا میں عادی کر ب بولا کہ اے
شاہزادے مثل مشہور ہو کہ اول طعام بعدہ کلام پہلے کھانا کھلانا چاہیے بعد از تناول طعام شراب پلانا چاہیے کہ شراب بھی لذت
دے اور مکیشتی سے ہر شخص فائدہ لے حکم ہوتے ہی سفرچی نے دسترخوان بچھایا اور نفیس و لطیف کھانے رو برولایا اور بکاول
کھانا چنے لگا عادی کو ب ہر قاب کو بکاول سے کہنے لگا کما دھر کھ ستنے ستنے بکاول ترش ہو کر بولا اور غصے میں اگر
اپنی زبان کو کھولا کہ حضرت ادبھی کسی کے رو برور کھوں یا اکیلا آپ ہی کے آگے چنوں عادی کر ب بولا کہ پہلے میں یہ
ہوں یوں پھر جبکہ رو برور چاہنا رکھنا خواہ اور و نکو کھلانا یا آپ کھینکا بکاول نے عادی کے آگے قابین کھنی شرابیں
اور جتنی قابین کھانے کی تھیں سب اسی کے آگے رکھ دیں اور عادی کھانے لگا حتی کہ کسی قسم کا کھانا دسترخوان پر باقی
نہ رہا سب عادی چٹ کر گیا زمین جو بیٹھا دیکھتا تھا بولا اور بھی کچھ اُٹے کہ آپ کو بخوبی سیری ہو جائے عادی
کہا کہ الہو جو دشوار عادی کو فقر کی دعا ہو فقر کی خدمت یہ کمال حاصل ہوا ہو کہ کتنا ہی کھاؤں سیری نہ کھائے ہاتھ نہ لگائے

روپین نے اور دسترخوان منگوائے اور سب عادی کے آگے رکھوائے عادی نے اُن سب کو بھی نوش کیا اور اپنی تک نہ پیا تو روپین نے پھر پوچھا کہ اب آپ سیر ہونے یا کچھ اور بھی آئے تاکہ آپ خوب کھائیں میرے گھر سے بھوکے جائیں عادی نے کہا قلیہ اور روٹیاں ہوئیں تو کیا مضائقہ ہو منگوائے اور بندے کو کھلوائے فی الفور کئی من لٹے کی روٹیاں اور قلیہ منگوا یا عادی نے اس کو بھی نوش جان فرمایا تو روپین نے چاہا کہ اور بھی منگوائے اور کسے کھانے کا سب کو تاشا دکھائے کہ بختیارک نے تو روپین سے کہا کہ اور تو روپین بھلا تو اس پہلوان کا پیٹ بھر سکیگا اس کو تو کچھ سیر نہ کر کے گامزن ہونے ہی تو ترکیب کی ہے کہ تمام لشکر کا آذوقہ اس کو کھلانے اور تنکو ایک وقت کے کھانے کا محتاج بنائے جب کھانے کو نہ ملے گا تو آپ آپ لشکر بھوکے مارے پریشان ہو کر اپنی اپنی راہ لیگا ہر فرسے اس کو ہتھیار کا اشارہ دکھلایا اور عادی سے فرمایا کہ اے پہلوان کھانا دیگوں میں چڑھا ہوں ہر ایک باورچی کھانا پکا رہا ہے جتنا کھا دے تب تک جو کو ازار ہے کھانا منگوا دیا جائے کہ آپ کا پیٹ بھوک کی تکلیف نہ اٹھائے عادی بولا کہ حضرت ابی تو بن ٹبریا بھی نہیں من لے آج کو بازا مارے کھانا منگوانے کی تکلیف دوں یہ کم کرنا تھوڑے اور آرام سے جا کر پلنگ پر سوئے پھر دوبارہ دسترخوان بچھوا کر سب سرداروں کو کھانا کھلوا یا ان سب کے لیے اور کھانا منگوا یا جب سب کھاپی چکے جام و گلگون کا دھڑوا مجلس کا در طور ہوا اور گائے ناچنے والے حاضر آئے مطربوں نے گانے کے لیے ساز ملائے آواز خوش باد و نوش باد کی غفل میں ملن ہوئی سب حاضرین کی طبیعت خرسند ہوئی با یکدیگر احتلاط کی باتیں ہونے لگیں میرا لیاں شراب کی دلوں کی گود میں بھونے لگیں میں تو روپین نے عمر و سے کہا کہ آپ کو مہر نگار کے لانے میں کیا تامل ہو اب اس باب میں نامناسب مشاہل ہی عمر و بولا کہ سرداران اسلام کہتے ہیں کہ اس طرح سے شانہ رادی کو حوالہ کر دینا خوشناتین یہ تو کسی طرح زیبا نہیں آپ بھی لینے لشکر میں نادی کی تیاری کریں سو مہر و سی کے جاری کریں اور قلعے میں بھی فوج کی دعوت کر کے بائیں شائستہ نادی کیجئے کہ ہر شخص محض شاط سے مزہ اٹھائے تو روپین نے کہا کہ اس سے بہتر کیا ہو یہ کلام تمہارا بجا ہو جو نے کہا کہ بھر اس کے لیے کچھ خرچ بھی چاہیئے کہ ایسی قریب میں نہ رہا کلام ہوتا ہے بے زر کے کب سر انجام ہوتا ہے تو روپین بولا کہ اس کی فکر ہو جو کچھ درکار ہو حاضر و مبادا اس سے حلے کا اہتمام اپنی طبیعت کے موافق کیجئے سرداران لشکر اسلام میں شاد و در و روپین کے مکان پر نظر اترتوں احسان ہے اور عمر و حسب لخواہ تو روپین سے خزانہ اور لشکر کے قلعے میں آیا اور حصول زر کثیر کا سب کو فروہ منلایا اور چھ مہینے کے مائع قلعے میں غلہ بھر کر تو روپین کے پاس گیا کہ اب آپ اپنے لشکر میں برات کی تیاری کیجئے کمال سرت انبساط سے داد شاط دیجئے اور میں بھی قلعے میں جا کر تیاری کرتا ہوں تو روپین نے عمر و کو مع سرداران لشکر اسلام خیمت کیا اور ان دو گون کو بھی بہت ساز و نقد اور سبالیہ میرا تہ یا عمر و نے آگے سے جو گنا قلعہ تیار کیا اور سب کو اپنی کار ساری سے خبردار کیا تو روپین سات دن تک اپنے بدن میں ٹپنا ملوایا کیا اور غلے نفیس اپنے بدن کی تیاری اور رنگت کے لیے کھایا کیا اور تاج رنگ میں مصروف رہا اور تمام فوج کو مہلن کھا اور اپنی خاطر کو مہر نگار کے وصل کی امید پر شادمان کھا جب سات دن

گذرے اور عمر و ایک دن بھی تو زمین کے پاس آتا تب یہ پریشان ہو کر گھبرا پختیار کرتے تو زمین سے بوجھا کر فرمائیے ایک ہفتہ
 تو ہو چکا اب برات کیا لیا جائے گا اور عروسی کا کب خیر اٹھائیے گا تو زمین نے کھسپا نہ ہو کر بختیار رک کو گالیان بن اور
 بہت سی ملائیں کہیں اور عیاروں کو عمر و کے پاس بھیجا کہ سات دن تو گزر گئے اب شادی میں کیا تامل ہی یہاں تو سب
 کا سامان موجود اور یہاں سب صورت کا محل ہو عیاروں نے جا کر دیکھا کہ قلعہ پشتیر سے چوکن تیار ہوا اپنے اپنے عہدے پر مستعد
 ہر سردار ہر عمر و بدستور قلعے بند دروازے پر شامیانے کے نیچے کرسی جو اسے تیار پر بیٹھا ہوا اپنے کاسون کو انجام دے رہا ہے
 اور اہل خدمت سے اپنا کام لے رہا ہے عیاروں نے دور سے باادب عمر و کو سلام کر کے پیام تر زمین کا ادا کیا جو کچھ
 اُسے کہلا بھیجا تھا وہ سب بیان کیا عمر و نے یہ پیام بھیجا کہ اب کچھ عینے تک تجھ کو اور ہر فرخ و فرخ کو کچھ مال نہیں مانا
 اور تمھاری فوج و لشکر کا میں عین نہیں مانتا اگر ہمیشہ بھی سرواب سے اٹھ کر آؤے اور میرے مقابلہ کو سر نہ اٹھائے تو اس
 زمین میں گاڑوں وہ تو کیا ہوا اگر افسر اسباب بھی ہو تو اُسے پہلے داؤن میں بچھاڑوں عیار اٹھ پائوں ہاں سے
 پھرے اور اگر کچھ عمر و نے کہا تھا تو زمین سے کہدیا اور عمر و کی کیفیت سے اُسے آگاہ کیا تو زمین کے طار حوں نے
 رنگ فرح ہوا اس حال کے دریافت کرنے سے اُسکو بڑا قلق ہوا ہونٹھ جانے لگا اور پختیار کھانے لگا کہ اس عیار نے مجھ کو بڑی
 زکری جیسے بڑی دعا کی بیان سے مدائن تک مجھ کو رسوا کیا لیکن سوا سے چپ ہنسنے کے چارہ کیا تھا کہ اس سے کھو مضامینا اور
 سزا دینا دشوار تھا عمر و کا حال سننے کے قیل بند دروازے پر بیٹھا سیر زمین لگائے چاروں طرف کی سیر کر رہا تھا ناگاہ بھگت بگت
 کی طرف پڑی اسکی نظر اس بیابان سے لڑی کیسے تو بڑی جنگل ہو تمام بیابانوں کے جا تو رو نکا ونگل ہو دارت پچھا کہ اس
 جنگل میں یقیناً درندے بہت ہونگے اُسے کہا کہ البتہ فقط شیر جھپات ہزار سے کم نہو گا اس کثرت سے شیر کی جنگل میں فرا
 ہو گا درندے ہر قسم کے اس سے زیادہ تر ہونگے ایسا جنگل اتنا نظر نہیں آیا کہ جبکہ ذکر سے دل میں ایک خوف سما یا یہ جنگل
 سیکڑوں منزل تک ہر اسکی دست طولانی میں کیا شک ہے عمر و کو عیاری سوچی فوراً عیاروں کو بلا کر حکم دیا کہ اس جنگل سے نہ
 کا ٹکڑے میں طرف انبار کرو اتنی مشقت صرف اختیار کرو اور ایک راہ نکلنے کی ہر قسم کے لشکر کی طرف رکھو اور سب طرف کی گذر
 بند کرو اور ان کے ہونٹھ و خنوں میں خوب سار و عن نفظ ملکر شام کو آگ لگا دو جہان کو ایک نیا تماشا دکھا دو اور انکا
 خبر کرو عیاروں نے متفق ہو کر اُس صحر کی طرف قدم اٹھائے اور عمر و کا حکم سب بجالائے دو پہر رات گزری ہوئی گئی ناگاہ
 ملنے ہو کر شعلہ اُسکا کرہ ناڑ تک پہونچا بلکہ اُس سے گذر کر جہنم دوار تک پہونچا درندگان صحرائی مثل شیر و بیتیہ ببر و کچھ تیندلوں
 گھیرے لنگر نہ خیر نہ بنائیں آگ کی حدت سے گھبرائے سب ایک جگہ ہجوم لائے تین بہت گھوم کر چھٹی طرف نکلنے کی کہا
 وہی ایک ماہ انھوں نے نکلیانے کی پانی غٹ کے غٹ غول کے غول ہر فرخ کے لشکر کی طرف دوڑے جو سانے آیا اُسے کہا
 سیکڑوں آدمی و دندوں کا شکار ہوا تمام لشکر آفت ناگہانی سے مجبور و ناچار ہوا فوج ہر فرخ کی گھبراہٹ سے ہر
 چھا گئی زور کی جگہ زیر جامہ اور زیر جامہ کی جگہ زورہ پہننے لگے گھوڑوں کو جو کھنسنے لگے تو دھجی اور دہانے میں بھڑک

ایسا انکو پریشانی نے گھیر لیا تمام لشکر میں غل ہو گیا کہ عمرو نے شیخون نارالکی اسپین تلوار چلنے صبح تک ہزاروں کوئی
 طعنہ تنگ شمشیر جاگڑا اور ہزاروں غذا بے درنگان صحرا ہوئے عدم کی طرف رہ کر ہوئے جب صبح ہوئی ہر فر
 و فرافرو و زمین و بختیارک مع سرداران لشکر کہ اس وقت ناگہانی سے بچے تھے لاشوں کے دیکھنے کے واسطے
 گئے تاکہ معلوم کریں کہ اپنی فوج کتنی کام آئی اور طرف ثانی کے کتنے سپاہی مارے گئے اور کس قدر شمشیر اجل نے کھائے زمین
 تو اپنے ہی سپاہیوں کی لاشوں کے پتے میں بالکل اسی طرف کے کتے تھے ہر حال خال جانوران صحرائی بھی مرے پڑے ہیں
 یہ بوقوف آدمیوں کے دھوکے جانوروں سے لڑے ہیں ہر فر و فرافرو و زمین و دیگر سرداران کمال تعجب ہوئے کہ کیا جا
 ہو بڑا غضب خدا ہو بختیارکے کہا کہ یہ عمر کی ادنیٰ سی عیاری ہو جو ہر تیرہ چوٹ ماری ہو لاش منات جھوٹ نہ بلوئے اُسے
 جنگستان میں تین طرف آگ لگا کر اسی جانب کو راہ نکلنے کی رکھی ہو جب شعلہ آتش بلند ہوا سب گل کے جانور و کوگر و بھو
 تہ زندگان صحرائی جنگل سے ٹکڑے ٹکڑے ہوئے اور جانب توراہ جانے کی نہیں باقی رہی اہ نکلنے کی انکو نظر آئی لشکر کی طرف گئے اور
 اہل لشکر کو کھائے یکے کے عیار دن کو خبر لانے کے واسطے جو بھیجا قول اسکا دست آیا اس کے قیاس کو صحیح پایا عمر و کا حال سہی
 کہ اُسے جو دو زمین لگا کر دیکھا ہر فر کے لشکر کو کمال پریشان و بدحواس دیدہ پایا تب اُس کے دل میں یہ خیال ساما
 عادی کر کے کہا کہ آج جی جانتا ہوں کہ اس گبر کے لشکر پر شیخون ماروں ان مردوں پر ایک ہی بلا آتا دن عادی
 بولا کہ جو حکم ہوگا سب لائیں ہم آپ کی اطاعت سے سر بلندی پائیں گے عمرو نے کہا کہ تو نہ دھور کا نام لیکر غر خانہ مارا اور
 پکارنا اور جمع سرداران لشکر کو اپنے منصوبے کی اطلاع دی اپنے کنوین خاطر سے انکو خبر دی سب نے کیل کانٹے سے
 ہوشیار ہو گئے ہر طرح سے خبردار ہو گئے جب دمی رات گزری عمر و فوج لیکر قلعے سے باہر آیا اور حریفانچ اسیہ بخت
 پر شیخون لایا عادی کر کے شمشیر چھنچھن کر مارا ہر کر داند و اند و ناند بلند نرم رستم دوران خسرو ہندوستان ہندوستان
 کمان میں ہر فر و فرافرو و زمین میری قرب کی چاشنی چکھیں اپنا سر میرے پاؤں پر رکھیں اکثر لوگ جو بزدل تھے عادی
 کی تلوار کی چمک لیکر گھوڑوں کے آگے جو گھانٹس کے گٹھے پڑے تھے انکے میں بند کر کے آئیں جا چھ بعضے دیرے خمیوں میں
 آچھے بعضوں نے غر عادی کو رد سجھ کر قانون میں دئی دی غرض جبکو جو سوچھی اسے اپنی جان بچانے کی تدبیر کی
 ہر فر و فرافرو و زمین بختیارک بھی خوب غفلت سے بیدار ہوئے نہایت مضطرب و سراسیمہ ہوئے حیرت زدہ ہو کر اسپین گئے
 لے کہ نہ دھور کہ صر سے آیا ہے یہاں کیونکر گذر پایا بختیارک لے لاکر حضور یہ بھی عمر و کا منصوبہ ہو کہ نہ دھور کا
 لیکر شیخون مارا اُس کے فریب ہمارا تو دل ہمارا اتھل لشکر اسلام نے کفار کے کشتوں سے پتے بنائے ہزاروں کا فرستج لے
 جہنم میں پہنچانے چار گھری رات باقی ہوئی کہ عمر و کو عیار دن نے خبر دی کہ دو بھائی تو زمین کے جہاندار کا ملی و
 جہانگیر کا ملی ہوئے لمحے سے زیادہ لشکر لیکر حسب حکم نوشیروان ہر فر و فرافرو و زمین کے دو کوئے ہیں بے دھم و دھام
 کا لشکر لاکے میں چاہو سانسے نگاہ کر کے دیکھو کہ کس قدر طوفان گرد کا نظر آتا ہے کہ وہم و اندیشہ بھی کثرت غبار سے گھیر چکی

راہ حسین پاتا ہوا عمر نے جو نگاہ کر کے دیکھا تو واقعی گریسی ایک مذہبی تیرہ دما یک چلی آتی ہو کر نگاہ دوہر میں آئے دیکھنے سے خیرگی پاتی ہو دیکھتے ہی چھٹکے چھوٹ گئے لاشش و بچ کرنے لگا کہ برہم ستم ہو آج لشکر اسلام کا بیٹا نظر نہیں آتا اس لشکر کے ہاتھ سے کسی صورت نجات نہیں پاتا اسی میں حمزہ کو کیا جواب دینا میں اس میں اس سے کیا عذر کروں گا کہ عمر و صاحب کرامات تھا کہ جب کوئی عیاری یاد نہ آتی اور اسکی طبیعت اس فکر میں گھبراتی تو اپنے پشت دست پر چالیس مرتبہ درود پڑھ کر استدعا اور رک عیاری کرتا اللہ کی درگاہ سے طلب و گاری کرتا اسی تم میں سو ساٹھ عیار ہو کبھی خیال میں نہ گذری ہوتیں یاد آتیں یہ عیاریاں اسکو فرہ و گھاتیں عمر دے جو یہی عمل کیا نہی نئی عیاریوں نے دہن میں گذر کیا عمر کو سابق سے بھی عیاری کیا فی الفور سفیدہ حمزہ بجا کر پہلوانان لشکر اسلام کو بچارا اور یہ آواز مارا کہ ارستان زمان قدم حرکت قال میں اپنا استوار رکھنا باوری کا نام برقرار رکھنا آج چاہیے کہ لشکر کفار سے کوئی متغیر جان نہ ہونے پائے سارا لشکر سیدھا جہنم کو جائے بہرہ گرد خاقان چین با لشکر زیادہ انور و ملح تمھاری مدد کو آ پہنچا خوب سمجھو کہ یہ لشکر ظفر بیک از طرف خدا پہنچا سا منے جو غبار غلیظ نظر آتا ہو اسی کی فوج کے قدموں کی بدولت ہو لشکر کفار جو بہرام خاقان چین کی آٹھنی اور گرد و غبار کی کثرت سامنے سے دیکھی دل چھوٹ گیا خوف ہر اس سے یکجا ٹوٹ گیا کہ جو فوج کہ لڑ رہی ہو اس سے تو عہدہ برہمنیں سکتے اب اس لشکر قمار سے کیونکہ مقابلہ کر نیکی کیونکہ اول تو یہ لشکر چاروں دوسرے کثرت بھی بتیاری ہو سر پائوں کھلے کھلے کسی کی یہ جرات نہی کرتا مقابلے کی لائے اور انکے سامنے آئے ہر خیمہ چھتا کرے منادی کرائی کہ یار صبح قریب ہو نہ گھبراؤ اور اپنے پاؤں اس بحر میں جاؤ کہ تمہیں کیونکر ثابت ہو اگر یہ فوج بہرام کی ہے یہ خبر کہ کس نے دی ہو تا یہ تمھاری مدد کے لیے کوئی آیا ہو خدا نے اس لشکر کو بھیجا یا ہو مگر اس دم توڑے کلا نوت کی کوئی منتا ہو کہ نفسی نفسی کا تھا اپنے اپنے حال میں ہر شخص تبتا تھا جتنا لشکر بقیۃ السیف تھا شربے ہمارے طرح بھاگا کیلین م نہ نیا ذابھی قیام نہ کیا ہر فرزد فرامرز و زوہدین نجیسا رک بھی فوج کے پھرنے کے بنائے سے انکے پیچھے روانہ ہوگا جہاں جانی ہی بات انکے دل میں آئی عمر نے لشکر کفار کو یہاں تک لوٹا کہ ایک پرکا کچھوڑا اور جھٹ پٹ نظر و تصور مع لشکر قلعہ میں داخل ہوا سرداران لشکر کو حقیقت حال سے مطلع کیا اور قلعے کو بیشتر از بیشتر محکم کر کے باطنیان تمام سپہو اسایش آرام کا حکم آتا جہاندار کا بلی و جہانگیر کا بلی ژوہین کے بھائیوں کا ہر فرزد فرامرز کی مدد کو نوشیروان کے محلے حیران خوش فکر تھے ہن کہ لشکر کفار ہوا جو اس بھاگا چلا جاتا تھا اور کہیں قرائین پاتا تھا دو تین فرخ بہرہ کاروں نے خبر دی اور انکو اطلاع دی کہ جس کو عمر دے بہرام کا لشکر قرار دیا تھا اور اسکی مدد پر بھروسہ کیا تھا وہ جہاندار کا بلی اور جہانگیر کا بلی کا لشکر ہو جسکا آج دنیا میں کوئی نہیں ہوسکتا بادشاہ نے فوج کثیر سے شائرا و دود کی مدد کے واسطے بھیجا ہوا اب ہر طرح سے اطمینان ہو اللہ کا بڑا احسان ہو اتنے میں جہاندار کا بلی اور جہانگیر کا بلی بھی پہنچے ژوہین سے ملکر شاہزادوں سے ملاقات کی اور انکو بہت سی تشفی دی اور کہنے لگے یہ حق ہو اتنی دیر آپ سے

توقف نہ کیا گیا کہ ہم آجائے اور دشمنوں پر فتح پاتے بختیارک بولا کہ میں ہر چند سمجھتا ہوں کہ اور فتح کرتا رہا مگر گئی میرا کسانہ مانا مجھ کو سراسر احمق جانا مفت میں نہ میت کی نہ میت لٹائی اور اسباب کا اسباب لٹوایا اور جھٹ بھی پائی جہاں گیسر کا بلی دجہاں اندر کا بلی بولے کہ خیر جو ہونا تھا سو ہوا اب ہم سرسوار سی قلعہ لیے لیتے ہیں اور سب قلعہ کو شکست دیتے ہیں یہ کہہ کر قلعے کی طرف پھر جب قلعے کی زد پر پہنچے عمر و نے آگ کا سینہ برسانا شروع کیا آتش بازی کے بان اور قارورے لگانا شروع کیا فوج کا تو قدم آگے نہ بڑھ سکا مگر جہاں اندر دجہاں گیسر سپرد کی پناہ میں خندق کے پار پہنچ کر چاہتے تھے کہ گزر قلعے کے دروازے پر لگائیں اور پھر ٹھٹھ کر قلعے کے اندر جائیں کہ نقابدار نارنجی پوش اپنے چالیس ہزار سوار سے آ پہنچا اور اپنے سارے لشکر کو قلعے کے متصل پہنچایا عمر و غصا ہوا بجائے لگا کہ اب ان گھروں کا سزا دینے والا آ پہنچا ان سب کفار سے انتقام لینے والا آ پہنچا اس میں نقابدار گھوڑا چپکا کر خندق پر کے لٹکا را اور ایک نفر ہیبت ناک مارا کہ خبردار ای کا فرو اگر گزر دروازے پر لگایا تو تم سب بزرگے وہ حال کرونگا کہ اپنی صورت نہ پہچانو گے پہلے مجھے لڑو چھپے قلعے کی طرف متوجہ ہو دو نون بجائی خندق کے پار آئے اور گھوڑوں پر سوار ہو کر دوطرف سے دونوں نے نقابدار پر چڑھے اٹھائے نقابدار نے دونوں ہاتھوں سے دونوں کی تلواریں چھین کر بند میں ہاتھ ڈال کے دونوں کو اٹھا لیا اور در در ستانہ اُنکو دکھا دیا چونکہ اس وقت تک دونوں کی زندگی تھی مگر بند ٹوٹ گئے مگر سے ہاتھ سے جھوٹ گئے جب ہ زمین پر گر پڑے انکی فوج گھوڑوں کی باگ لیکر اپنے دونوں سرداروں کو زمین سے اٹھا کر لے بھاگنا مصلحت سمجھی انکی جان بچنے کو غنیمت سمجھی نقابدار مع لشکر فوج کفار پر جا کر اور کشتوں سے پستے باندھنے لگا نزدیک تھا کہ فوج کفار کا اُس دم فاقہ ہو وے ایک شخص بھی امان نہ پائے سارا لشکر جہنم میں جائے بختیار کرنے جھٹ پٹ پٹل باز گشت بجوایا جلا جانا اُس میدان سے اسکو مصلحت نظر آیا نقابدار توجہ دے آیا تھا منظر و منظر اور دھڑ کو چلا گیا پھر وہاں پھر حاضر و نہند کیا اور لشکر کفار پر گریبان دل بریان اپنے فرو دگاہ میں بخوم و مخروں پہنچا پتیا خستہ اور بجات زبون پہنچا قلعے میں عمر و کو نذرین فتح کی گذرین در بنے مبارک باد ویاں میں دوسرے دن پھنداری نے عادی سے اور عادی نے عمر و سے کہا کہ غلہ قلعے میں نہیں ہا عمر و بولا کہ اب گزر کوئی قلعہ حکم میرے کہ تو وہاں چکر قیام کیا جائے دارا ب بولا کہ میان سے ایک منزلہ ایک قلعہ نیستان ہر شک گلستان ہر اگر ہفت اقلیم کی سپاہ جمع ہو کر چاہے کہ اُس قلعے کو لڑے اپنے قبضے میں لائے غلات امکان ہو کہ اُس پر قابو پائے قفل نیستان اُسکے کم کو کہتے ہیں اُس میں سب اسی مقام کے لوگ رہتے ہیں عمر و نے سرداران لشکر اسلام اور سرسنگ مصری سے کہا کہ میں قلعہ نیستان کی فکر میں جاتا ہوں اور اُنکی تیغی کی کچھ تدبیر لگاتا ہوں جس روز تمکو خبر پہنچے کہ قلعہ میں کئے لیا اور اُسپر قبضہ و دخل کیا اس شب کو چند محافون میں لنگور بند بھیڑے پانگ باندھ کر شہر میں کئے کئے کے آگے سے نکلتا اور اس صورت سے اُس راہ سے چلتا اور ہر نگار کو اور حور تون سیت سوار کروا کے قلعے کی پشت پر دیوچہ بکرا دھرسے روانہ

گرنہ مگر کوئی اس بات کو پہچان نہ سکے ایسا بہانہ کرنا اور جعفر در جلد راہ طر ہو سکے کہ قلعہ نیستان میں اپنے کو پہچاننا سب کو لیکر میرے پاس آنا یہ لکیر دو عیار اپنے ساتھ لیکر قلعہ نیستان کی راہ لی اور اس راہ سے کسی کو اطلاع نہ کی دو گھنٹی دن باقی ہو گا کہ قلعے پر پہونچا دیکھے تو واقعی قلعہ نہایت محکم ہو اس نواح میں ایسا قلعہ کم ہر حصہ کے گرد پھر کر چو دیکھا شاہ دروازہ اور چور دروازہ و نگو بند اور خندق کو پر آب پایا کسی طرح سے قلعے کے اندر جانا خیال میں نہ آیا حیران ہوا کہ قلعے کے اندر کیونکر جائیے اس قلعے پر کس تدبیر سے قابو پائیے اسی فکر میں وہیرات گذر گئی ناگہاں پنج چھ کون کو خندق سے ٹھکراتے دیکھا قلعے سے باہر جاتے دیکھا عمر و نے سپیٹ بھر کر نگو بند کی آب کھلا لکیر کے مائے نیم جان تھے گویا انکو جلا یا کتے جو سیر ہوئے اپنے مسکن کی طرف پھرے عمر و بھی اُنکے پیچھے راہی ہوا قلعہ والوں کے حال سے طالب آگاہی ہوا کتے خندق کے پار جا کر سرنگ میں گھسے عمر و بھی سرنگ میں داخل ہوا قلعے کے اندر پہونچا سوچا جو کیداروں کے لیکو جاگتا پانیانی الجھتا اسکو اطمینان حاصل آیا عمر و چونکہ دروہی آنکھ بجا کر زیر قعر قفل نیستانی ہو چکا وہ بے پائوں سکی نظروں سے نہان ہو چکا ایک درخت کا نشانہ یوار کے متصل تھا اس پر چھلکے سقطت بالا خانے پر گیا اور اسکی سیر صیون سے اتر کر بارہ درہی میں پہونچا جا کر دیکھا کہ قفل نیستانی چھپر کھٹ پر بنجر سورہا ہو ہر شخص خواب غفلت میں بخو ہوا ہوا اور نہ متگا بھی جا بجا فرش پر پڑے خراٹے لے رہے ہیں مگر موتی کا فوری تباہی روشن ہیں سب رو دیوار پر نور افکن ہیں عمر و نے جا در عیاری کو چنچ دیا اور شمعوں کو گل کیا ایک قلیار عیاری لگو اسطے روشن کر کے نے ہفت ہند کو چڑھ کر اتر قال عبر بیوشی اس میں بیکر قفل نیستانی کے پر تھیں مٹی تک پہونچا کر جو بھونکا غیر اس کے دماغ میں پہونچا وہ فوراً جھٹکا لکے بیوش ہو گیا اسکی تاثیر سے بخو دار مد ہوش ہو گیا عمر و نے اسکو زہنیل کے سپرد کیا گویا اس جگہ سے غائب کر دیا اور آپ اسکی صورت بنکر چھپر کھٹ پر ہوا جو کام اسکو کرنا تھا اس سے خارج ہو رہا جب صبح ہوئی شمع ہاتھ دھو کر تخت پر کمال شان شوکت سے جلوس فرمایا خود اپنے تنکین قفل نیستانی تباہی ارکلیں دولت جو حاضر ہوئے اُنکے کا کہہ کر نگار و خزنہ نیشنان جھچھ عاشق ہوئی جو میری ملاقات کے لیے جان دل سے شائق ہوئی ہر کل اُسے ایک اشتیاق نامہ مجھ لکھا تھا سو میں نے اسکو طلب کیا ہو اُسکے آنے کا بے تکلف حکم دیا ہو خبردار خبردار جو وقت اسکی سواری آئے کوئی دربان اسکو روکنے نہ لگا دار و در شاہ دروازہ قلعے کے دروازے کو بے میر سے کہہ کھو لکر اسکو ہر اسوین سیت قلعے میں آنے دے میری ملاقات اسکو حفظ اٹھانے دے بتوں نے تو قبول کیا مگر بعضوں نے عند کیا اور اسکو یہ جواب یا کہ اُسکے ساتھ عمر و عیار ہو رہا ہے اور مارا ہو وہ اسطرح سے قلعوں کو لے لیتا ہو عیاری کر کے لوگوں کو زک تیا ہو عمر و نے شکر انکو قید کیا اور دار و در شاہ دروازہ کے گرد تاکید کر کے دروازہ کھولنے اور اسکے چلے آنے کا بے تامل حکم دیا واضح ہوئے کہ عمر و خود عیار و نگو دروازے کے باہر چھلکا تھا اور نگو یہ سب بید تباہ تھا انھوں نے اس حکم کی خبر پا کر معلوم کیا کہ عمر و حاکم قلعہ کا ہوا اور قلعہ اس کے قبضے میں آیا ہے مقصود یہ ہاتھ پایا دربان سے کہلا بھیجا کہ خسرو سے عرض کر دو کہ دو عیار ملکر چہر نگار کے پاس سے آئے ہیں کچھ اسکی طرف سے

پیغام لائے مین عمر و نے اُنکو بلوایا اور گوشے مین بیٹھکر اُن سے پر مشورہ درمیان مین لایا کہ تم جاؤ سرنگ مصری اور سرنگ
 سے کہنا کہ سطح مین سمجھا آیا ہوں اور جو باتیں سکھا آیا ہوں سطح آج شبکو اسطرح روانہ ہوں اس مین تاخیر نہ کروں
 اور کسی طرح سے دُورین تیز قدمی سے آئیں میری کار سازی مشاہدہ فرمائیں فضل اتھی سے قلعے پر مین سلاطہ ہوا اور سب
 اہل قلعہ میرے تابع فرمان ہین متبکلین کسان ہین وہ عیار رخصت ہو کر بہرہ ہوتے رہتے قلعہ گرگستان مین پہنچے
 اور عمر و کا حکم سرنگ مصری اور سرداروں کو سنا دیا اُن سب باتوں سے آگاہ کیا وہ لوگ فوراً تیاری مین مصروف
 ہوئے سب تردد اُنکے دل سے موقوف ہوئے دیر پہر رات گذرے چند محافون مین زندہ باندھ کر اُس روارے سے
 جدھر شرومین کا غیمہ ایسا وہ تھا بہرہ ہی چند عیار روانہ کیے اور ہر نگار و غیرہ کو سوار کر کے جس روارے سے عمر و کی گھوڑا
 لشکر اسلام کے ساتھ نکلے محافون کو قلعے سے نکلے ایک عیار نہ جو دیکھا درگزر و مین کو خبر دی اور ہر نگار کے دُور
 ہونے کی اُنکو اطلاع کی ترومین شاش بشاش اپنے شے سے باہر آیا اور محافہ جو تیر تکلف اور سب کے آگے تھا اُسکو دوڑ کے
 پکڑ کر بروہہ جو اُٹھایا تو اُسین یک کچھ خونیں چم بندھا پایا اُسکے دیکھنے سے اُسکے دل مین براخوف سا پانچ مار کر بھاگا
 مگر رفیقو کو علم دیا کہ سارے محافون کی تلاشی لوان کچھ خوب دیکھو جسے جس مخالف کا بروہہ اُٹھایا اُسین ایک زندہ پایا سب کے
 سب مخالف چھوڑ کر بھاگے اُن سب محافون سے سارے ڈر کے اپنا منہ موڑ کر بھاگے اُسین ایک عیار نے ترومین کو خبر دی کہ قلعہ
 کا دروازہ کھلا ہوا ہو کوئی آدمی نظر نہیں آتا مین اُسین کسی بشر کا نشان مین پاتا ترومین نے یہ بات سننے ہی گھوڑا لکھیا
 سواری کے تیار ہونے کا حکم دیا اور سوار ہو کر بگ ٹ گھوڑے کو بھگا یا اپنے تئیں مخالف تک پہنچا یا ہر نگار کا حال سننے
 کہ اُتار راہ مین مخالف سے ٹکرائے نقاب منہ پر ڈھلکے گھوڑے پر سوار ہونے لقی محافے کی سوار سچی نیزارہ ہونے لقی ترومین
 جو اُسکے متصل پہنچا گھوڑے کے کوڑے اُسکے گھوڑے کا شکار بند پکڑ کے خوشامد کرنے اور اپنا عشق جتانے لگا اپنے عشق اور
 خیفگی کا حال سننے لگا ہر چند وہ مانع ہوئی لیکن یہ بھی کیا بات تھا اُسین اپنا حصول مقصد جانتا تھا آخر ہر نگار نے دیکھ کر
 ایک نیچہ خلاف سے نکلا لڑکے سر پر مارا کہ پیشانی دو پارا ہو گئی تب تو وہ نامزد بھاگ کر دوڑ جائے گھر اُٹھا اُسکو زخم کا درد
 بہت بُرا ہوا ہر نگار نے ایک تیز زہ کمان مین جوڑ کر جو لگا یا اُس مین بیودہ کو کو اپنے تیر کا نشانہ بنایا ترومین نے نبی اُمت
 مین خالی دینے کو پھر کہ تیر کی زد سے بچ جائے اور دوسرا زخم کھائے مگر تیز زہ کو تو زہیر عالمے مین گھس گیا تو بھلا کر
 بھاگا اس عرصے مین عسکر اسلام بھی جا پہنچا ہر نگار کو لیکر خوشی خوشی قلعہ نیستان مین اُخل ہوا عمر و کو خوشنود
 سے ہر طرح کا اطمینان چل ہوا جسے اسلام قبول کیا اُسے جان کی امان پائی جسے انکا کر کیا اپنی جان اُنوائی بارے
 ایک دو ساعت مین نیستان مین اہل اسلام کا دخل و بند دہست ہو گیا دشمنان اسلام کا سب جو صلہ پست ہو گیا بعد اُسکے عمر و
 نے قفل نیستانی کو زینیل سے نکالا اور اسکا حال خوب دیکھا بھلا پھر کہا کہ تو خدا سے وعدہ لا شریک کے بارے مین کیا کہتا ہو
 مسلمان ہوتا ہو یا اپنے اُسی مین پر قائم رہتا ہو اُس نے دیکھا کہ قلعہ جا چکا جان بھی مفت باقی ہوا وہ اب باقی کی صورت کھینچ

نظر نہیں آتی جو کلمہ پڑھ کر صدق دل سے مسلمان ہوا اللہ کی توفیق اور عہد کی کوشش سے اسکے نصیب یان ہوا عمرو نے
 اسکو گلے لگا کر کہا بابا تمہارا قلعہ تمکو مبارک ہے مجھکو تمہارے قلعے اور ملک سے کچھ سر و کار نہیں میں ہرگز تمہارے در پر آؤں
 نہیں میں چند روز تمہارا حمان ہوں بعد ازاں جہان قدیر لیا گیا وہاں جاؤنگا چونکہ اب مجھے اور تم سے ایک سابقہ ہو گیا ہے
 فراغت کے اپنے امور سے ایک مرتبہ پھر تمہاری ملاقات کو آؤنگا یہ کہہ کر قلعے کو مثل طائوسان طنائز تیار و راستہ کر کے بدستور
 فیلبند دروازے پر شامیانہ اٹلس جینی کا کھینچ کر اسکے نیچے کرسی جو اہرنگا بچکے کے بخاطر جمعی تمام بیٹھا اپنی کار سازی سے غور
 ہو کر نیک نام بیٹھا تو وہیں کا حال سننے کہ در در خم سے بیہوش ہو کر آٹھ سناہ راہ میں گھوڑے پر سے گر پڑا اور گھوڑے نے نکل
 کی راہ لی اپنے مالک کے ساتھ کچھ وفا داری نہ کی ہر فرد و قرار بھی قلعے کا خالی ہونا اور تو وہیں کے بچھا کرنے کا حال سننے
 جہاندار کا بلی و جہانگیر کا بلی لشکر اسلام کے پیچھے روانہ ہوئے کہ اگر قابو یا بین تو مسلمانوں سے انتقام لیں انٹار راہ
 میں تو وہیں کو زخمی و بیہوش چڑا دیکھ کر بہت متاسف ہوئے کہ عمر و نے اسکے ساتھ کسی حرکت نامناسب کی اور اسکو
 سخت اذیت دی آخر اسکو اٹھا کر خانے میں لٹا کے لیٹے کہ اسکی دعا کریں کہ اس خرم جی کی تکلیف نجات پائے اپنی حالت معلوم
 آئے عیاروں سے معلوم ہوا عہد و معہد اسلام قلعہ نیشاں میں داخل ہوا چارنا چار قلعے کی زد سے بچ کر خیر لگائے کہ آفتاب
 کی بلال ان تک نہ آئے جب عمر و نے دیکھا کہ لشکر کفار فروکش ہوا تب عمر و کے دل میں خیال آیا کہ اب کچھ اداریہ کیجیے اور انکا
 نئی رک دیجیے کسی خراج کی صورت نہ کہ کسوت جراح بغل میں با تو وہیں کے خیمے کی طرف سے نکلا عیاروں نے تو وہیں کو خبر دی
 اسکو اطلاع دی کہ ایک جراح جاتا ہو وہ اس فن میں بہت کامل نظر آتا ہو اسنے کہا کہ جلد اسے لاکھ اسبات میں ہرگز کچھ
 نہ لگاؤ عیار عمر و کو بلا لیگئے تو وہیں نے اپنے زخموں کو دکھلایا اپنی مصیبت کا سبب قصہ سنایا اور کہا کہ اگرچہ جرح جلد
 ممکن ہو مجھکو اچھا کریں بہت مسالہ تمام مجھکو دنگا اور بہت خوش کردنگا عمر و بولا کہ پیشانی کا زخم تو ایسا نہیں ہرگز جلد اچھا
 نہو لیکن دوسرا زخم کاری ہو اسکا اچھا کرنا بڑی دستکاری ہو اگر اذیت اپنے اوپر گوارا کرو اور تھوڑی تکلیف کے تحمل ہو تو پھر
 استادی کروں باج پہنچا چھا کر دون تو وہیں نے کہا کہ مجھکو اذیت قبول ہو کہ اس سرج سے میری خاطر بہت ملول ہو عمر و بولا
 اگر ایسی مرضی ہو تو اپنے آدمیوں کو حکم دیجیے کہ ہر چند کسی کو پکاروں اور لغوہ بر در و ماروں باج پہنچا کوئی میرے پاس آئے
 میرے شور و غل کو اپنی خاطر میں لائے تو وہیں نے اپنے شاگرد پیشہ اور رفقا کو یہی حکم دیا جنہ تھے سب سے الگ ہو گئے اور خیمے
 کے پردے ڈال دیے سب آدمی باہر نکال دیے عمر و نے تو وہیں کو چیرخا کر کے اندھا بنا دھا اور اس زخم کو اس سے چیر کر ادا
 بھی کر گیا اور ہر تال چونے میں ملا کر بیویوں میں لپیٹ کر کے زخم میں وہ بتیان رکھ دیں اور اوپر سے ہر تال و چونے کا دھ
 بھرو یا اسکو اور بھی چرچ کر دیا تو وہیں ہوش کے مارے چلائے لگا اور بڑا شور و غل مچانے لگا باہر کے آدمیوں نے جاکر اچھا
 اپنے کام میں مصروف ہو اسوقت میں جانا نہ چاہیے کہ ہلو پہلے ہی منہ کیا ہوا در نہ جانے کا حکم دیا یہ کوئی اسکا فریاد
 نہوا کہ تو وہیں اس حد سے بیہوش ہو گیا عمر و لہو و خنس خیمے سے اٹھا کر زمیں میں کھینچے کا پائزہ نکال بنے لکھ

اتنا اور زرد مال اُسے پایا جب بعد پانچ پہر کے لوگ خیمے میں گئے ترومین کو اس حال خراب بین پایا نہایت کرب و اضطراب
 ن پایا دیکھ کر کمال متاسف ہوئے جھٹ پٹ اسکے ہاتھ پانوں میخوں سے کھولے جرت میں آ کر خاموش ہو رہے کچھ نہ بولے
 ر اسکے زخموں کو دھو کر کافور کے پھلے لگائے ہر قسم کے جرب مرہم بنائے دوسرے دن ترومین کو ہوش آیا اور
 معیت سے کچھ اُسے اتفاق پایا بختیار کے شکر کہا کہ وہ جراح نہ تھا عمر و تھا کہ اُسے عیاری سے جراح بنکر ترومین کا
 مال بنایا اسکے سر پر آفت لایا اس میں خبر پہنچی کہ حکیم محمد ک کو بادشاہ نے باخترانہ و تحائف بھیجا ہے عنقریب آیا جاتا
 شانہ زادوں کی شرف ملازمت پایا جاتا ہے ہر فرد فرادہ بہت خوش ہوئے اور اُسے استقبال کیوٹے جہانگیر کا بلی
 بناندار کا بلی کو بھیجا اُنکے ہمراہ بہت سے سرداران جہی کو بھیجا جب یہ خبر عمر و کو پہنچی اُسی دم ترومین کے عیاروں
 ن سے ایک کی صورت بنکر آپ بھی روانہ ہوا کہ وہاں بھی پوچھ کر کچھ کار سازی کیے اُسے بھی دعا بازی کرے پانچ لوگ
 قریب گیا ہوگا کہ سواری حکیم محمد ک کی دکنائی دی اوسے جہانگیر و جہاندار کا بلی بھی پہنچے تینوں آدمی
 واریوں سے اُتر کر بنگلیہ ہوئے باہم شکر و شیر ہوئے باتیں خفاط کی کرتے ہوئے خیمے کی طرف روانہ ہوئے آپس کی ملاقات
 بہت خرم و شادان ہوئے عمر و نے دیکھا کہ سوائے سوار یوں کے کچھ بار برداری نظر نہیں آتی یہ فقط حکیم ہی کی سواری
 آتی ہو شاید اسباب پیچھے چلا آتا ہو انکا شاگرہ پیشہ اپنے ساتھ لاتا ہو اُسی جہانگیر کا کسی سے کچھ نہ کہا جا کر گھڑی رت آئی
 لگی کہ اونٹ اور چھکڑے خزانہ سے لے رہے پانچ سو سوار کی محافظت میں پہنچے ہر گاہ وہ لوگ عمر و کے قریب
 لے عمر و اُنکو دیکھ کر مارے خوشی کے جانے میں بھولے نہ سہا پس ایک سوار سے پوچھا کہ افسر تمہارا کون ہو اُسکا کیا
 م و نشان ہو کس صورت کا انسان ہو اُسے کہا کہ وہ کلاہ مند سر پر رکھے ہوئے چلا آتا ہو یہی سب مراتب حفاظت کے
 الاتا ہو عمر و نے اُسکو جا کر سلام کیا اور کہا کہ میں بڑی دیر سے تمہارا منتظر تھا تو جو آنے میں دیر لگی اس سب کمال
 شرف شانہ زادوں نے مجھے بھیجا ہے کہ تو جلد ہا کر خزانہ اور اسباب جو آتا ہو براہ مخفوہ لو لایا ہو کہ عمر و خبر پا کر دست
 یے اس سب مال کثیر کو خور و برد کرے اور قہمب کو ملک موت کے سپرد کرے اور اگر رات زیادہ ہو جائے تو رات کی
 ت اُسی جہانگیر کو رین صبح کو وہاں سے چلیں سب لوگ بولے کا جھاتو ہو اسوقت میں مقام کیا جائے سب کو ٹھہرنے کا حکم
 جائے کہ تھکے ماندے بھی میں صبح کو یہاں سے روانہ ہونگے یہاں کی شب باشی میں کچھ خوف خطر نہیں ہر نون اور
 درون کا ڈر نہیں افسر نے اسی مقام پر قیام کیا عمر و نے کہا کہ میں جا کر شانہ زادوں کو خبر کروں تمہارے حال سے اطلاع و
 ب بولے کہ بہتر ہے آپ تشریف لیجائیے اور یہ سب کیفیت شانہ زادوں کو سنائیے عمر و نے چند عیار اپنے جنگل میں لگے
 تھے آہستہ ہی اُنکی صورت تبدیل کر کہا روٹنی صورت بنا کے چند خوان نقل کے شیرہ بیوی سے جو بنائے تھے اُنکے سروں پر
 لٹوا کے آپ یہاں کی صورت نکلے محافظان خزانہ کے پاس آیا اور اُنکو یہ خبر سنایا کہ شانہ زادوں نے یہ خوان تمہارے
 مل کیے کیوٹے بھیجے ہیں کہ اُنکو کھاؤ اور راہ کی بیوک سے ذرا تسکین پاؤ گے ہاؤن کے افسر نے سب کو تقسیم کر کے

اپنا حصہ آپ نوش فرمایا کسی طرح کا ہوا اس نے دلیں لایا غرض کہ کوئی ایسا نہ تھا کہ اس نعمت سے محروم رہا ہوجے سب ائیرن ہوئے داروے بیوشی کی تاثیر سے ہوش و حواس ہرن ہوئے عمر و نعت جانے اور خزانہ صندوق سب نکال کر زینل کے سپرد کیا اور کنگر پتھر موسے جانورون کی ہڈیاں صندوقون میں بھر کر بستہ و قفل دیا اور قلعے میں جا کر سب آرام فرمایا اتنا خزانہ اور اسباب مشقت و رنج پایا جب صبح کو وہ غفلت زدہ ہوش میں آئے وہاں سچا روٹہ ہو کر پہن چڑھے آرام فرماتے لشکر میں داخل ہوئے ہر فرد و فرما کرنے صندوق منگو اگر حکم مجھ سے کچھ بیان کیے قفل کھلائے اُس میں عجیب غریب تماشے نظر آئے دیکھیں تو کنگر پتھر بے جان و رومی ہڈیاں بھی ہوئی ہیں اور بجائے اُترنے والی جو اہرات کے ایسی چیزیں دیکھیں کہ ہاتھ ہری ہوئی ہیں جیسا کہ بولا کہ نفس الامریں محرم و ساچا لاکیا رہنمایاں کہ ہو گا چالاک اور فریبے ہیں ایسا کون بنی آدم ہو گا روپین کی وہ صورت بنائی لشکر کو وہ خرابی دکھائی نشانہ اودون نے لگا ہوا خزانے سے پوچھا کہ تم سے اور کسی شخص قفل جنبی سے رات کو ملاقات ہوئی تھی ایسے آدمی سے کہ بصورت عیار تھا کچھ بات ہوئی تھی اُن لوگوں نے عرض کی کہ اور تو کوئی نظر نہیں آیا اگر پہلے جس عیار کو ڈروپین نے رہنمائی کیو اسطے پہچا تھا اُسے البتہ پہنے وہاں پایا تھا کہ ہم نے راہ کی ماندگی کا غدر کر کے اُسی جا پر قیام کیا اور اُسکی صلاح سے رات کو وہیں آرام کیا بعد اُسکے ایک ایسا حضور سے نقل کے خوان لیکر گیا تھا اُسکے ساتھ کسی کمار خوان بردار تھے وہ سبک سب صاحب سلیقہ اور ہوشیار تھے تختہ کار بولا کہ پہلے جو عیار ملا تھا وہی عمر و تھا اور بعد اُسکے جو سیا دل خوان نقل کے لیکر گیا تھا وہ بھی وہی مکار تھا قید کرنے کے سر دار تھا خازن اودون و در سردار وں کو پڑا رنج ہوا کہ مفت میں تلفت آنا گنج ہوا لیکن کیا کریں کہ مجبور تھے اُسے انتقام معذرت تھے سوائے اُسکے کچھ جارہ دکھائی نہ دیا کہ ایک عریضہ میں یہ سب حال لکھ کر بادشاہ کی خدمت میں دانا کیا

پناہ لینا عفریت دیو کا ظلم شہرستان زرین میں اپنی مان ملعونہ جادو کی صلاح سے

اب جب تک اس داستان پر پھر آؤں دو کلمے داستان لایا قات کو چاک سلیمان صاحبقران تبتیستان امیر حمزہ کے سناؤں قبل زرین ذکر ہو چکا ہو کہ مقابل ہرمن پدر عفریت جو صاحبقران کے ہاتھ سے قتل ہوا اور نہایت قوت سے مواعفریت اُسکے سوگ میں بیٹھ کر مصروف نالہ و زاری ہوا ایک دریا آنسوؤں کا اُسکی آنکھوں سے جاری شمال نے صاحبقران کی خاطر کے واسطے ایک ہفتہ تحفل جشن گرم کی اور اُسکو سامان بایستہ سے ایسی لائیں کہ جو اُسکو دیکھے شفیق ہو جائے سو جان فریقہ ہو جائے اُنھوں میں دن صاحبقران نے شمال سے کہا کہ قبلہ امیر نہیں ہوتا کہ عفریت کا کیا ارادہ ہوا اب وہ کس بات پر آمادہ ہو آیا اسی طرح کان میں تیل دے بیٹھا رہ گیا لڑائی باب میں کچھ کہیگا بہر حال اگر وہ بھل جنگ نہیں جو اتنا اور برتر تھا بد نہیں آتا تو حضور ہی جو امین یا عارف و مدبر ہوا دکھائیں میں اٹھارہ دن کا وعدہ کر کے آیا تھا سو اُسکو استغدر عرصہ ہو گیا خدا جانے کہ میرے متعلقین میں سے کس حال ہو گا اُنکو میری کیفیت دریافت نہونے اور وعدہ پر نہ پہنچنے سے کس قدر ملال ہو گا ایک تو میرے بیٹے

ہونگے رات دن مشغول نالہ و بکا ہونگے دوسرے نوشیروان سا بادشاہ برسر عداوت ہو اس سے مقابلہ کر کے کسی کس میں طاقت ہو شہنشاہ نے طبل جنگ بجے کا حکم دیا ساز و سامان جنگ جلال کا ہمیا کیا حکم ہوتے ہی نو بیویوں نے بارہ سو جوڑی سونے اور بارہ سو جوڑی چاندی کی تمکا لکڑیروں کو سینک ہوں پر بچائے پانی کے پیچے جو میں لگا کر شروع کیں باجون کی آواز سے ہمارے دون اور زمین کو ہلانا شروع کیا چونکہ یہ تقارن سلیمانی ہو اسکی آواز میں منزل تک جاتی ہو اور کسی باجے کی آواز اسکو کب پاتی ہو عفریت تو نزدیک ہی تھا اسے جو اور طبل جنگ کی آواز اور غیر شہنشاہ کی اس شہنشاہ کی سنی کان اسے کھڑے ہوئے اس پریشان ہو گئے ہمارے بھی اس کے ہر اسان ہو گئے حواشیوں سے اپنے کتے لگا کہ ہنوز زمین نے اپنے باپ کے ماتم سے فراغت حاصل نہیں کی اس امر قریب سے اتکل کو تشفی اور تسکین نہیں ملے اور اسے طبل جنگ بجوایا برسر میدان آیا یقیناً آدمی میرا کشندہ ہو بیشک میرا دیت ہندہ ہو یہ لکڑی خوب دیا اور آگسوں سے اپنا منہ دھویا ایک یوتیز پرواز کو اپنی مان کے بلانے کے واسطے بھیجا وہ ملو نہ کہ نام اسکا ملو نہ جادو ہر ایک ہی جادو گر کی ہو سحر سحر کو کون کون کا کھیل سمجھتی ہو سنتے ہی آندھی کے مانند آ پہونچی گویا کہ آسمان سے ایک جلا پہونچی عفریت اس کے گلے لپٹ کر خوب ناز ناز رہا قطرہ ہائے آنک سے موتیوں کا ہار پرویا اور احوال صاحبقران کا سب بیان کیا وہ راز خفی سب عیان کیا وہ بولی کہ حقیقت میں یہ آدمی جو شہنشاہ کی مدد کو آیا ہو تیری جان کا دشمن ہو بلکہ سب دیوان مکرش کے خاندان کا دشمن ہو اس سے بہتر یہ ہو کہ شہرستان زمین میں جو میں نے ظلم بنایا ہو اس میں جلدیہ جب یہ آدمی پردہ دنیا پر جا چکے گا اسوقت پھر شہنشاہ سے سمجھ لینگے اسکو اس بے اعتدالی کی سزا دینگے عفریت کو اپنی مان کی رائے بہت پسند آئی یہ تیرا اسکو دل سے بھائی اسنی تم اس ملو نہ کے ساتھ ظلم شہرستان زمین کی راہ لی اور کسی کو اپنے قصہ سے اطلاع نہ کی سب لکڑی اسکا تباہ ہو گیا عفریت کا برباد سارا حشم و جاہ ہو گیا کتنوں نے اپنی اپنی راہ لی اور اکثروں نے بالیدگی مصلحت کی کہ شہنشاہ ہمارا خداوند قدیم ہم پر دیا مروت صاحب خلاق سخی اور کریم ہو چلے قصہ دہا فکرم کے حضور میں جا کر تہا فطر ہونے کی کیجئے اور اس سے جلد سنی کی بہت سی معذرت کیجئے الا خرب ز غلی شبے رومی زور سے نکلت کھا کر فرار کو قرار پر تہر ج دی اور آفتابا لمتا نے تیغ نور سے تاریکی عالم زائل کی شہنشاہ صاحبقران تختوں پر ہوا کے مع فوج میدان مصافحہ کی طرف چلے آئے راہ میں جنوں نے بادشاہ کو خبر دی اور اس امر کی اطلاع کی کہ عفریت دو دو صاحبقران زمان و دشانہ شاد قات کے خوف طبل جنگ کی آواز نکلتی رات ہی کو بھاگ گیا اسے ہرگز تائب نہ تھا غلبے کی نہ پائی اسکا باپ کیا مارا گیا گویا اس پر قیامت آئی اور لشکر اسکا شل تات بخش پریشان ہو کر اپنی اپنی راہ لے گیا اور چند گروہ داغ انفعال بنی حسین پر نقش کر کے بامید عفو جو کم پارینہ از سر نو اطاعت کیواسطے حاضر آئے اس کاہ سلطان پر دست بستہ کھڑے ہوئے کمال نفع ان ندامت سے رنجو کالے ہیں بادشاہ اس غروہ کو سزا خوش خرم کے یاججران پر سے زرو گو ہر شمار کرتا ہوا قلعہ گلستان لرم میں اخل ہوا اس شخص جزی سے کہ فوج عفریت کی میری حالت

کے واسطے موجود ہوئی اُس کو کمال سرد حاصل ہوا جہاں تک عائد قات تھے بھونک شہیال کو نذر دی و صاحب قرآن
 پر سے زرد جو اہر تصدیق کیا کئی دن تک خوش شاہانہ برپا رہا ہر شخص ایسی نرم مسرت افزا سے سب طرح کا فریاد لیتا رہا بعد
 اختتام جشن امیر نے شہیال شاہ سے کہا کہ مجھ کو اب رخصت کیجئے ازراہ عنایت جانکی اجازت دیجئے میرا بڑا بیچ ہوتا ہے
 متعلقوں کے حال نہ دریافت ہونے سے میرا دل بہت پریشان ہوتا ہے شہیال شاہ نے کہا یا صاحب قرآن میرا اور کیا
 اقرار ہے کہ عفریت کو مار کر تشریف لے جائیئے اس کام کے فراغت کے بعد آپ نے فی فرصت بائیکے سو عفریت ابھی بارہنیں لیا
 اگر آپ بے مارے عفریت کے تشریف لے جائیئے اور اُس کو اپنی شمشیر اسلام سے جہنم میں پھونچا بیٹھے بعد آپ کے جانے کہ وہ
 پھر سر اٹھائیں گے میرے ساتھ بُری طرح پیش لڑیں گے اور مجھ کو ضرورت ہوگی کہ آپ کو پھر تکلیف دے دوں اور وہاں سے پھر لاؤں
 اس سے یہی بہتر ہے کہ آپ عفریت کو قتل کیے پروردہ دنیا کو تشریف لے جائیں کہ ہم سب کے شر سے راحت پائیں بعد میں آپ کو بہت جلد
 پونچا دوں گا اور خوشی سے رخصت کر دوں گا امیر نے سر نیچے کر لیا بعد ایک ساعت کے شہیال اس پر جواب دیا کہ جہاں آپ فرما جائے
 منظور ہے آپے انحراف میرا کب تقدیر ہو مگر معلوم ہوئے کہ عفریت جہاں کر کہاں گیا ہو کس جگہ جا کر چھپا ہو میں جہاں جا کر آئے
 ماروں اُس کا سر تن سے اتاروں شہیال نے کہا اُس کا ٹھکانا بے قصور ہوئے ہوئے معلوم ہو گا امیر بولے کہ پھر قصور
 چلنے میں دیر کیا ہو بندہ چلنے کو موجود کھڑا ہے شہیال اس وقت پیش خمیہ بھیج کر دوسرے دن امیر کو لیکر روانہ ہوا جب قصور
 میں پہنچا وہاں کے رئیسوں نے حاضر ہو کر بادشاہ کو نذرین میں دوسرے طرح سے تاجداران میں اور عرض کی کہ عفریت اپنی سال
 ملعونہ جادو کے ساتھ طلسمات شہرستان زرین میں کڑا سن مٹا دینے بنایا ہے جا کر پوشیدہ ہوا ہے سب کاموں سے
 دست کشیدہ ہوا ہے اور اس طلسمات میں بالکل کارخانہ جادو کا ہے وہ مکان ایک ہو گا امیر نے کہا کہ فدوی کو رخصت کیجئے
 اور تو کلا علی اللہ اجازت دیجئے اس حنبی کو اُسکی ماں سمیت جہنم میں لے کر دوں گا دو دنوں کو ایک طبقہ و فرخ میں اخل کر دوں گا اور چکر
 وہ وہاں اکیلا ہی رہے وہاں اکیلا جادو لگا اور خطائے فضل کرے اس پر فتح پاؤں گا بادشاہ نے یہ تقریر امیر کی سن کر عبد اللہ
 کی طرف دیکھا عبد الرحمن نے کہا کہ آپ اپنے دل میں کچھ اندیشہ نہ کیجئے اور انکو بخوشی رخصت کیجئے میں زروے جہرہ بخود
 دریافت کر چکا ہوں امیر عفریت پر تخیاب ہونگے جانے کے ساتھ ہی کامیاب ہونگے بادشاہ نے ایک تخت پر امیر کو بٹھا
 چار پر خیزا دوں تیر پر واز سے کہا کہ صاحب قرآن کو شہرستان زرین میں لے جاؤ انکو بہت آرام سے وہاں پہنچاؤ پیراؤ
 تخت لیکر آئے میں شاہ روزه کے بعد ایک پہاڑ پر آئے کہ رنگ اُس کا سبز تھا اور اس پہاڑ کو کوہ زہرہ کہتے تھے وہاں
 نئی قسم کے لوگ رہتے تھے امیر نے پر خیزا دینے پر چھا کہ شہرستان زرین بیان سے کتنی دور ہو گا اہل راستہ اُس کا کہہ رہے
 تھو اس حال کی کچھ خبر ہو انھوں نے کہا کہ چھ کوس کا فاصلہ ہے مگر ایک سخت معاملہ ہے امیر نے فرمایا کہ پھر بیان کیوں ٹھہرے
 ایک ہی درجہ وہاں جا کر کیوں نہ آئے بیان سخت کیوں ٹھہرا یا تمہارے ولسین کس طرح کا خوف سہا یا پر خیزا دوں نہ کہا
 صاحب قرآن اس پہاڑ کے نیچے سے شہر زرین پہنچے ملعونہ جادو کا دو طلسم بنائے میں نے اس طرح کے نیز نکالے تھے میں اگر پہنچا

آگے کو قدم بٹھائیں تو اسی دم جلجلیا میں اور ملاحظہ فرمائیے کہ وہ جو چمک سی معلوم ہوتی ہو وہی شہر زمین پر آکھین ہو وہو
جاگزیں ہو آخر شب کو صاحبقران نے اسی کوہ پر قیام کیا رات بھر آرام کیا صبح کو نماز سے فراغت کر کے دعا کی اللہ کی
درگاہ میں نجاتی کی التجا کی اور پرنیادون سے کہا کہ تم اسی جگہ توقف کرو اور کسی طرح مترو نہ ہو اور گوش برآواز نہ ہو
میں شہرستان زرین کی طرف جاتا ہوں مگر تم کو ایک بات بتاتا ہوں کہ میں تین نعرے کروں گا پہلا نعرہ عند اللہ
عفیت دوسرا نعرہ ہنگام جنگ تیسرا نعرہ بعد فتح اور اگر تیسرا نعرہ نہ سنو تو جانو کہ میں عفویت کے ساتھ سے مار گیا
میرا سر میرے جسم سے اُتار گیا شہسپاں شاہ کو میری مرگ کی خبر کچھو اس سبب حال کی اطلاع دیجو یہ کہ زہرہ دامن کو
گردان کرادو عقیقہ سلیمان کو اُنکو میں لیکر آستینوں کو رومال کر کوہ پر سے نیچے اترے تاریکی سے قدم آگے نہ بڑھائے
بالشت بھر اسطرف کو نہ جائے پھر کوہ پر چڑھ گئے وہاں سے دیکھا تو بخوبی روشنی نظر آتی ہو سوچو یہ کیا سبب ہو کہ جب نیچے
جاتا ہوں تو غائب ہو جاتی ہو پھر نیچے اترے وہ ہی تاریکی دیکھی اپنا ہاتھ اپنے کو نظر نہ آتا تھا امیر حیران ہو کر پھر کوہ پر چڑھ
دیکھنے لگے بائیں چوہ دندہ جو کوہ پر چڑھے اترے تاکہ عقدہ لاجل کھلے پرنیادون نے جانا کہ صاحبقران درزش کرتے ہیں
امیر سے پوچھا کہ یا صاحبقران پردہ دنیا پر اسی طرح لوگ درزش کیا کرتے ہیں میاری بدن اور قوت اعضا کی واسطے
جسم کو ایسی ہی مشقت یا کرتے ہیں امیر نے فرمایا کہ میں درزش نہیں کرتا جب پہاڑ کے نیچے جاتا ہوں اسی تاریکی پاتا ہوں کہ
شب بیدار کو اُس کے مقابلے میں روز روشن کہا جائے اس مقام پر غاموش ہی رہا چاہیے اور جب پہاڑ کے اوپر آتا ہوں تو
پھر روشنی نظر آتی ہو سخت متعجب متحیر ہوں کہ یہ کیا ماجرا ہو عجیب قدرت خدا ہو پرنیادون نے بیان کیا کہ ملحو نہ جاو و ماور
عفریت نے جو ظلم بنایا اور اپنے قلعے سے یا تنگ لگا یا ہو یہ عجائبات اسی بدولت ہو جسکے دیکھنے سے تم کو ایک حیرت ہو
نے شکر فرمایا کہ خیر بہر حال جو ہو سو ہو اب میں اسی تاریکی میں جاتا ہوں اللہ کے بھروسے پر قدم بڑھاتا ہوں یہ کہ پہاڑ کے نیچے
اترے تھوڑی دور گئے ہونگے آسمان سے ایک آواز آئی کسی نے غیب سے اُنکو یہ صدا سنی کہ یا صاحبقران آگے دجانا
خبردار قدم نہ اٹھانا جلو آ لینے دو تا صبر کرو امیر ٹھہر گئے دیکھیں تو سلاسل پرنیادو ہی مرو نیک نہادو اسے سلام
کر کے ایک لوح زمردی کہ اس میں اسماء اُسی لکھے ہوئے تھے دی اور یہ عرض کی کہ عبد الرحمن نے یہ لوح دی ہوا دیکھا کہ
بے آگے دیکھے کوئی کام نہ کرنا اسکے طریقے سے ہرگز نہ گذرنا زمین تو بڑی خطا پاؤ گے بہت مصیبت آؤ گے سلاسل پرنیادو
دیکر رخصت ہوا جدھر سے آیا تھا اُدھر چلا گیا امیر نے جو اس لوح کو دیکھا بعد اسد کے یہ لکھا پایا کہ اے شہنشاہ ظلم خدا غیب
نے تجھ پر اپنا فضل کیا کہ یہ لوح تیرے ہاتھ آئی تو نے کس قدر غرور یا غیبت پر اس کے جہاں لکھا ہوا ہو اسے بڑھ کر فلک کی طرف
کرتا یہ ظلمت دور ہوئے سب تاریکی مستور ہوئے اور یہ راہ پر نور ہو دے صاحبقران نے اس لوح کو بڑھ کر آسمان کی طرف
دم کیا بالکل تیرگی نازل ہوئی اُنکی امید بلی محال ہوئی امیر نے سجدہ شکر ادا کیا اور اس لوح کو اپنے ساتھ لیا آگے کو روانہ ہوئے
جب قلعے کے متصل پہنچے دیکھیں تو ابالثر و بائیں کا جہرا زمین پر اور اوپر کا جہرا دروازے کی جہت سے لگائے ہوئے بیٹھا ہو گیا

دروازہ قلعہ کو کھلے ہوئے بیٹھا ہوا میر تقی میر کو دیکھنے لگے کہ ناگاہ اُس نے آواز دی کہ اے شکستہ ظلم میرے منہ میں
ہرگز کچھ اندیشہ اور سوسلہ اپنی خاطر میں لا صاحب قرآن نے لوح کو دیکھا لکھا تھا کہ بے وسواس یہ اسم اپنے اوپر دم کر کے لکھے
سخن میں کوڈ پڑنا اور اس اثر دہے سے ہرگز نہ درنا یہ فقط ڈرانے کا دعو کا اور قریب ہونے اثر دہا ہونے کا سبب یہ صاحب قرآن کا
اُس کے سخن میں کوڈ تھا کہ آواز دار دیکر کی بلند ہوئی کمال شور و غوغا ہوا گو یا ہنگامہ قیامت برپا ہوا بعد ایک ساعت کے
امیر نے آنکھیں کھولیں اثر دہا ہوا قلعہ کچھ بھی نظر نہ آیا ایک باغ رشک رزم گفتہ پایا کہ جس میں ہر موسم کے پھول کھلتے تھے پھولوں
کے درخت نہایت آراستہ و پرستہ کمال خوبی سے آپس میں ملے تھے اور بے رت کا میوہ درختوں میں لگا ہوا تھا ہر ایک شجر
سیوہ سے لدا ہوا تھا جانور جو اہر کے درختوں پر بیٹھے چھپا رہے تھے اپنی خوش وازی کا ایک سماج کھا رہے تھے امیر ایک
نہر پر بیٹھ کر سیر کرنے لگے کہ رفتہ اُس باغ کی بارہ دری سے ایک آواز خیز سنائی دی مگر کوئی صورت نہ دکھائی دی کہ
نیف ہو کوئی ایسا خدا کا بندہ نہیں کہ تجھ کو اس قید مصیبت سے چھڑائے اور اسکا اجر خیر خدا کی درگا سے پائے امیر یہ صدا سنکر
بارہ دری میں گئے دیکھیں تو ایک مشوقہ خرد سال صاحب جمال مقید ایک تخت پر بیٹھی ہوئی ہاتھ پاؤں میں بچائے ہوئے اور وہ
لی زنجیر ہو اس قید شدید سے نہایت مغموم اور ولیگیر ہو امیر کو اُس کے حال پر رحم آیا اسی صورت پاکیزہ دیکھا بہت افسوس
ہلایا کمال دردمندی اُس سے پوچھا کہ اے نازنین تو کون ہو اور کسے تجھ کو یہاں قید کیا ہو کس صیاد نے تجھے غزال کو
ام بلا میں صید کیا ہو وہ بولی کہ پہلے آپ اپنا نام و نشان بتائیے اپنے حال سے آگاہ فرمائیے کہ آپ کون ہیں اور کسٹان سے
آئے ہیں اور اس طلسمات میں کیونکر تشریف لائے ہیں امیر نے فرمایا کہ میں زلال قاف کو چک سلیمان صاحب قرآن
بستی تان کشندہ عفریت مکار ہوں خدا کا بندہ رسول مقبول کی امت حق پرست یندار ہوں اُس نے کہا کہ میں سن پری
یلم کو ہی کی بیٹی ہوں اپنی کیفیت مصیبت کی آپ کیا کہوں عفریت نے مجھ عاشق ہو کر میرے باپ سے درخواست شادی
کی اُس نے جانتا کہ کیا عفریت فوج سلیم چڑھ آیا جب باپ میرا اُس سے لڑائی میں تباہ لایا تو مجھے آکر اپنے مغلوبہ ہونے کا حال
نمایا میں نے کہا کہ تم میری شادی اُس سے کرو اور اس میں کچھ تامل نہ کرو مگر وہ میں اُس کو غافل کر کے قید کر دوں گی خوب ہی
ہو کا دوں گی پھر تم اسکو شہنشاہ شاہ کے پاس بھیجنا وہ بہت سے بھاندا ہو گا اپنے دشمن کے مقہور ہونے سے بہت
رند ہو گا یقین ہو کہ تم کو اور سرفراز کریگا کوئی بڑا منصب یکا تب میرے باپ نے میری شادی عفریت کے ساتھ کر دی
نے کثرت سے جو شراب بی شراب داروے ہیوشی کا کام کیا کہ وہ از خود رفتہ ہو گیا بدست اور ہیوش ہونے کی تاثیر سے
ہوش ہو گیا میں نے اُس وقت اُس کے ہاتھ پاؤں باندھے کہ اُسکو مقید کر کے شمال کے پاس بھیج دوں اس خدمت کا
ل خوش کروں یہ حال کسی نے اُسکی مان لہو نہ جادو کو سنا دیا اُس نے آنکر اُسکو قید سے رہا کیا اور مجھ کو بیان قید کر
لی گئی بس جب میں بیان قید ہوں یہ زندگانی موت سے بدتر ہو جائیے جینے سے مزانہر اور درجے بہتر ہو ابا گر آپ مجھ کو قید
رہا کریں اور اس مصیبت سے چھڑا دیں تو میں عفریت تک آپ کو باسانی پہونچا دوں اور سکو تمام عمر دعا دوں

صاحبقران نے اسے قید سے نکلنے کی کوشش کی اور دوبارہ زندگانی بخشی وہ صاحبقران کو اپنے ساتھ ایک وسیع بلخ میں لے گیا اور عفریت کا مکان کھایا اُس کے رہنے کا سبب بتایا یا صاحبقران نے دیکھا کہ وہاں بارہ سو دیو حربیہ لیے ہوئے تیار ہیں حفاظت کے لیے ہوشیار ہیں یکبارگی سوسن پر پی امیر کے سامنے زمین پر گر کے اسم پر ٹھکے فلک پر ہوا ہوئی امیر کو اتنا برا احسان فرما دیا کہ وہ قید سے بہت بلندی پر پرواز کی تب زور سے اُن دیوؤں کو یہ آواز دی کہ اے دیو بیٹھے کیا ہو کشتہ عفریت خراب کنندہ طلسمات تھکے سامنے کھڑا ہوا چھوٹا چھوٹا سا رو صاحبقران اس کی رہائی دینے سے کمال نادوم و متغیر ہوئے اُس ہونو کی اس حرکت سے بہت پریشان اور متحیر ہوئے دیوؤں نے چار طرف سے امیر کو گھیر کر اپنے اپنے حربے سنبھالے اُن کے قتل کے لیے تھیما رنگائے امیر نے عقب ہٹ کر ہائی کو میان سے نیک جھپٹ کر ایک ہاتھ لگایا اسکو دو ٹکڑے کر کے جسم میں پہنچا یا مگر جتنے قطرے خون کے اُس کے بدن سے گرے وہ سب یوں ٹپکے امیر کا ہاتھ اور بازو مارتے مارتے شل ہو گیا کثرت ضرب سے بالکل ہاتھوں میں زور نہ رہا تب اُسکو لوح یاد آئی اُس کے حرفوں پر نظر جم گئی دیکھیں تو لکھا ہو کہ اے شکنندہ ظلم سوسن جادو کو قید سے چھڑانا اُس کے قریب میں نہ آنا وہ بڑی سنگارہ ہجوہ تجھے دغا کر رہی ہے برا دھوکا دے گی اور اگر اچھا ناگھے ناوانی ہو جائے اور وہ قید سے رہائی پائے تو جو وقت وہ قاتل فلک ہووے اور دیو بچھے لڑنا شروع کریں اس اسم کو تیرے پیکان پر دم کر کے اسکو مارنا کہ وہ بلا دفع ہو جائیگی یہ نظر نہ آئیگی امیر نے حکم لوح پر عمل کیا فوج واحدہ ایک شور و غل پیدا ہوا کہ ہان لینا جانے نہ پائے کشتہ عفریت ظلم میں آن پہنچا ہو جلد اپنی جان سے لڑا تھا بعد اس شور و غل کے امیر نے جو دیکھا تو نہ سوسن پر پی ہو اور نہ کوئی دیو نہ وہ شور ہو نہ غریب ہو بلخ کی دیوار کے پار سے آواز پر یادوں کی آتی ہر قاف کے لوگوں کی سی آواز سنی جاتی ہو امیر نے اس طرف جا کر دیکھا ایک بلخ ہو خوب سجا سجا یا بارہ وری میں اس کے ایک رشک ماہ چارہ کم سن قید ہو ایک شخص پر دو شاہان قاف کی وضع اُس کے برائے تھا جو نہایت غمناک جھجکائے سر ٹھیکتا ہو اور قریب چار سو جن پر نیا کے اور بھی بابر نیرجہ میں اور یہ سب قیدی تھے تقسیم ہیں صاحبقران کو دیکھ کر اُس حشو نے کہا کہ اے صاحبقران خدا کی واسطے ہکو اس قید سے نجات دے برا ثواب ہے صاحبقران نے اسکو بھی پہلا سامعہ گمان کیا کہ شاید یہ بھی اسکی طرح سے دغا بازی کرے تجھے جلازی کرے اور سچ یہ ہو کہ وہ دھوکا کھلا تھا پھونک پھونک کر رہتا ہو تو لو کہیں چکر اُس پر دوڑے کہ اسکو ضرور قتل کیجئے اور ہرگز اسکو ہائی نہ دیکھئے یہ مرد و نر نالی کہنے لگا کہ اے غریب ہم مرے ہو دن کو کیا مارتا ہو خدا خدا سے ڈرا در ہم مصیبت زدوں کے حال پر رحم کرے پہلا احوال سنئے پھر جو چاہے سو کیجو چاہے قتل کر لو چاہے نجات دیکو میرا نام جسید شاہ منبر پوش ہو شہسپاں کا بڑا بھائی دیوؤں کا وری میری بیٹی ہو ریحان پر پی اسکا نام ہر قاف ہم سب کا مقام ہو جب عفریت نے شہسپاں کو شکست دی تھی مجھے سوال کیا کہ اپنی بیٹی کی شادی میرے ساتھ کرنا وری میری اطاعت قبول کرے تو ہے تو جب میں نے نہ مانا مجھے شکست دے کر مر جی ریحان پر پی اور چار سو رفیق بیان لاکر قید کیا یہ بلخ میں ہے گو دیا اب تجھ کو اختیار ہو مار یا جلا جو تیرے جی میں آئے

اُس پر عمل فرما صاحبقران نے لوح کو جو دیکھا اُس کا کلام لوح کے مطابق پایا تب تو امیر کو اُنکے حال پر رحم آیا اُسی مہر سے رہا کر کے رخصت کیا اور اُنہیں کہدیا کہ شہیاں سے بعد سلام میری طرف سے کہدینا کہ میں نے اس سفر میں بہت کچھ پائے بڑے بڑے صدے اٹھائے اب یہاں تک تو بفضلہ تعالیٰ پہنچا ہوں خدا چاہتا ہو تو عفو فریت کو بھی مار کر کامیاب رہتا ہوں کیا خدمت عانی سے شرف یاب ہو امیر سے حق میں فتحیابی کی دعا کیجئے تشویش و تردد کو اپنے دل میں راہ ندیکجئے گا لکھا ہے کہ ہر گاہ جہاد سب پر نیشنل میر سے رخصت ہوا اپنی رہائی سے ہمدیش مست ہوا امیر وہاں سے آگے کو چلے ایک مکان عائنات نظر آیا اُس کو بھی اُنھوں نے بہت ہر کلفت پایا صحن اُس کا برآب کھائی دیا اس بات بھی امیر نے تعجب کیا پھر نواف صحن میں دیکھا کہ ایک صندوق سرکشادہ رکھا ہوا ہے امیر نے پاؤں بڑھایا کہ اُس میں بانی کتنا ہو قدم کے رکھنے سے معلوم ہوا کہ بانی نہیں ہے تختہ بلور ہے واہ ری صفائی کر بانی سے شغاف و پر نور ہے امیر نے اپنے دل میں کہا کہ اس صندوق کو بھی دیکھا جا ہیے کہ امین کیا ہے یقین ہے کہ امین بھی کچھ جادو یا طلسم کا تماشا ہے جو میں صندوق کے دیکھنے کو چھلے امین ایک دیو پخت لپٹا ہوا تھا دونوں ہاتھ امیر کے گلے میں ڈال کر لپٹنے لگا امیر کو بڑے زور سے چٹنے لگا امیر نے ایک ہاتھ سے صندوق کا کنارہ پکڑا اور لنگر جا کر دوسرے ہاتھ سے لوح کو دیکھا امین لکھا تھا کہ زندہ طلسمات خبردار ہوا اس صندوق کے اندر نہ جانا اس آفت سے اپنے کو بچانا اگر گیا تو جیتے جی اس طلسم سے رہائی نہ پائیگا اسی میں مگر کردہ جانیگا اس دیو کے سینے میں نیشنل رس گندہ ایک بال ہو وہ سی نہیں ایک خجال ہے اُس میں ایک لوح بندھی ہے اس لوح کو جس بال اُسکے سینے سے توڑے کہ اس دیو کے صدے سے تو نجات پائے اور تیرا مقصود تیرے ہاتھ آئے پھر لوح اولین پر اسم اعظم دم کر کے اُسکے سر پر قدرت خدا کا تماشا نظر آئیگا سب قوتوں سے خدا کے فضل و کرم سے نجات پائے گا امیر نے لوح کو مع بال دیو کی چھاتی سے جدا کیا اُسکے ٹوٹنے پر شکر خدا کیا پھر لوح اولین کو اسم اعظم بڑھ کے اُس پر بوکس پر مارا پس دیو دفعۃً جہنم کو سدھارا لوح نکلے ہی ایک شعلہ جوال اُسکے سر سے نکلا اور وہ صندوق دھڑ دھڑلے لگا ایک بوکا آگ کا لپکنے لگا ایک شور بگیر و بکس کا بلند ہوا کہ شور و غل اس کا آسان تک پہنچا نواح کو ہر شان تک پہنچا کہ ہاں کشندہ ز راق جادو جانے پائے جس طرح سے ہو جلد مارا جائے جب وہ شور موقوف ہوا امیر نے دیکھا کہ وہ تختہ بلور کا جو نہ دیو اور نہ کوئی مکان ہے فقط ایک لوح و دف میدان ہے امین ایک لہو سے لبریز تالاب ہے اور تالاب کے بیچ میں ایک چرخ استادہ ہے لہو امین سے ہو کر ایک کنارے میں جاتا ہے مگر اُس کا حال مفصل کچھ خیال میں نہیں آتا ہو کر یہاں طلسم ہوا اس جادو کی کیا قسم ہے امیر سے دیکھ کر متعجب آئے اور آگے بڑھے تصویر سی دور گئے ہو گئے کہ ایک باغ نظر آیا وہاں بھی ایک شجہہ نیا پایا دروازے پر ایک لڑکا کھڑا ہوا تھا گویا اُسکی حفاظت پر اڑا ہوا تھا امیر نے چند بار اُس سے پوچھا کہ تو کون ہو حال بتانا ظاہر کر اپنی حقیقت سے مجھے ماہر کر اُس لڑکے نے کچھ جواب نہ دیا مگر امیر سے کچھ کلام نہ کیا جب امیر اُس باغ میں گئے اُس لڑکے نے بجا کر کہا کہ امی دیو جو خبردار ہو جاؤ شکندہ طلسم باغ میں داخل ہوا یہ سب کرشمے

تھارا یا اٹھل ہوا امیر نے پھر کر ایک تلواریسی ماری کہ سر اسکا سمجھا سا بچا پس قدم پر جا پڑا ہر گاہ امیر نے آگے کو قدم بڑھایا تو کیا تماشا نظر آیا سر اسکا جست کر کے اُسکے دھڑلے جانکا اور وہ جی اٹھا گویا آب حیات پی اٹھا امیر نے سچے ہو کر لوح کو دیکھا اُس میں لکھا تھا کہ اے شکندہ ظلم خبردار خبردار دربان جادو کو نہ مارنا کہ وہ قہامتیک بھی نہ مرے گا اسپر کوئی حربہ نہ کرے گا اگر یہ اسم بیگان تیرا دم کر کے اُسکی چھاتی پر مارے گا تو وہ البتہ اسلیم کی تاثیر سے مر جائیگا پھر حیات دوبارہ نہ پائیگا اور مبارک ہو تجو کہ تو عفریت تک آن پہونچا اُسکے قریب مکان پہونچا امیر نے جو اسم عظیم دم کر کے اُسکی چھاتی پر تیر مارا ایک آندھی تیرہ دتاریک آئی ایک اندھیری تمام عالم پر چھائی اور صاعقہ و برق ہر طرف سے گرنے لگے شرابے بجلی کے چاروں طرف پھرنے لگے رعد سے زیادہ ترشور و غل ہونے لگا دوش و طیور کے ہوش کھوئے لگا امیر لوح کو آنکھوں پر رکھ کے بیٹھ گئے کہ ایسا نہو کہ کچھ آنکھوں پر صدمہ آئے بصارت بالکل زائل ہو جائے بعد موقوف ہونے شروع و غل اور دفع ہونے آندھی کے دھمکے تو کوسوں تک لہزار ہو جادو دیکھتے میں ادھر گل دریاں کی بہاؤ اور تختہ تختہ ہزار گلہ کھلا ہوا ہے کہ جس کا کلفت تعمیر اور خوبی آرائشی زائد ایمان ہو اُسکی تعریف میں عاجز زبان ہو اس میں چند پریرادین ساز ملائے ہوئے گا بجا رہی ہیں آپس کی صحبت سے ہزاروں طرح کا فرہ اٹھا رہی ہیں امیر جو قریب اُس تنگے کے گئے اور اُن پریرادین کی نظر پڑی ایک پریراد جام شراب لیکر دوڑی کہ اے صاحبقران تم بہت تھکے ماندے ہو لو اسکو پیو کہ کلفت و دور ہو و تھاری طبیعت کو اُسکے پینے سے سرد ہو اور دو چار گھڑی بٹھے کہ ہم لوگوں کا گانا بجا ناسنہ دل کو راحت ملے سب کو فست سفر کی دوہوا و کمال فرحت ملے امیر نے لوح کو دیکھا کہ جام شراب اُسکے ہاتھ سے یکے اسم عظیم پڑھ کر اُسکے سر پر ڈال دیا جس طرح کہ لوح میں لکھا ہوا تھا اسپر عمل کیا فوراً اُسکے بدن سے آگ کا شعلہ نکلا اور بات کی بات میں جل گئی سارا جسم و سب ہڈی پسلی ایک دم میں موم کی طرح کچل گئی ایک شور و غل برپا ہوا کہ شکندہ ظلم نے اسم اجداد کو بھی مار کے بجان کیا سب اُسکے ساتھ والوں کو پریشان کیا بعد ایک ساعت کے امیر جو دیکھیں تو لب دریا ایک پاڑ ہو کہ جلی بلند دی قیاس سے افزون ہو اُسکے سامنے ایک چھوٹا سا ٹیلہ کوہ بے تنوں ہو اُسکے غار سے نوبت کی صدا آتی ہو اُسکی خوش آوازی نہایت دل کو بھاتی ہو امیر اُس غار کے اندر گئے دیکھا کہ عفریت بنجر پڑا سوتا ہوا اور اُسکے خزانوں سے آواز مثل صدائے نوبت دور دور دھجاتی ہو دیکھنے والوں کی جان جس سے کمال اشتکھاتی ہو صاحبقران نے دل میں کہا کہ سوتے کو مارنا کمال نامردی ہو بڑی بیداری ہو بنجر رستم کمرے کا لکڑاں ور سے اُسے پاؤں میں مارا کہ قبضہ تک کس گیا عفریت نے پاؤں سے مارے کہا کہ مجھ پر دن نے تیا یا یہ یہ کمان سے چھڑون کا لشکر آیا ہے کہ میںد بھر کے سونے نہیں دیتے کاٹنے سے ایک دم نہیں لیتے صاحبقران نے اپنے دل میں کہا کہ بجان اللہ ایسی ضرب کو یہ مردک مجھ پر بھجنا ہو تو اور حربہ کا اسپر کیا آخر ہو گا یہ نجات کا ہے کو خبر ہو گا امیر نے دونوں ہفتے اُسکے کانٹھلے و بستے اُسکو دبا کے ایک لغزہ اندھا بنا دیا

اس زور سے کیا کہ تمام کوہ و صحرا کو بھونچال میں کر دیا عفریت گھبرا کر اٹھا اُس مغرہ کی ہدایت سے چکر کھلے بند کے
خوار میں سجھا کہ زمین بھٹ گئی یا آسمان زمین پر گر پڑا آنکھیں ملکر جو دیکھا تو زلزلہ قاف کی صورت نظر آئی تب
امیر ایک بدحواسی چھائی بیدار سا کانپنے اور کتنے لگا کر آدم زاد میں جانتا ہوں اور اس بات کو بخوبی پہچانتا ہوں کہ تو
میرا ملک موت ہی میری جان تیرے ہاتھ سے جانگی اسلئے میں بیان کر چھپا تھا کہ شاید اس گوشے میں چھپ کر تیرے ہاتھ سے
بچ جاؤں بیان کے امان پاؤں مگر تو بیان بھی آیا اور مجھ پر تو نے قابو پایا بہر حال بدمردوں یا جیون کر چکا ہے جتنا
نہ چھوڑ دینا تیرے مقابلے سے منہ نہ مٹروں گا یہ کمزور و افسانہ کہ جس میں چند آسیات گھرے ہوئے تھے امیر پر لگا یا
اپنا زور عفریتی امیر کو دکھایا امیر نے عقرب سلیمانی پر اسکو روک گئے دو ٹکڑے کیا پھر امیر نے دم نہ دیا اور
ایک ہاتھ عفریت کی کمر میں لگایا اور اسکو نیچے لایا عفریت دو ٹکڑے تو ہو گیا لیکن ایک تہہ لگا رہا کہ اسکا دم کے

مارا جانا عفریت شاہ دیوان کا صاحبقران کے ہاتھ سے اور باقی تہہ جدا
کرنے سے سیکڑوں عفریت بن کر صاحبقران کے مقابلہ میں آنا



قالب میں پھنسا رہا عفریت نے کہا کہ اب تو آدم زاد تو نے جگو مارا ایک ہاتھ لگا کہ یہ تہہ جو لگا رہا جدا ہو جائے میری
روح کا بند سے نکلے اس سختی و کرب سے رہائی پائے صاحبقران نے ایک ہاتھ اور لگایا اس کے کہنے کو بجا لایا تہہ جدا ہونا
تھا کہ دو ٹکڑے فلک پر اڑ گئے اور دیوان سے اور دو عفریت ہو کر صاحبقران کے سامنے آگئے غرض کہ دو پہر کے
عرصے میں ہزاروں عفریت پیدا ہوئے طرح طرح کے دیو شل بہار کے ہوئے یہ وہی صاحبقران کمال پریشان ہوئے اس
ماجرا سے کہ دیکھ بہت حیران ہوئے کیا آئی میں جبکہ مارتا ہوں ایک کا دو بن کر سامنے آتا ہے اپنا زور و قوت دکھاتا ہے اس میں
دراہنی طرف سے آواز سلام علیک کی آئی امیر نے خدا کی طرف سے مدد پائی صاحبقران نے پھر کہ جو دیکھا تو معلوم ہوا
حضرت خضر علیہ السلام ہیں وہ نبی فرخندہ و فرجام میں صاحبقران نے جواب سلام دیکر استغاثہ کیا اور ان کے قدم کو بوس
دیکر کہا کہ یا حضرت مارتے مارتے میرے دونوں بازو شل ہو گئے لیکن عجیب ماجرا ہو کہ عقل حیران ہو طبعیت سخت پریشان ہو

کہ جب کو مارتا ہوں ایک کا دھوکہ مقابلہ کو آتا ہوں ایک بھی ان میں سے زخم کھا کر جہنم کو نہیں جاتا ہوں حضرت خضرؑ فرمایا
 کہ ای صاحبقران! رحمت شاقہ تو نے اپنے ہاتھ مول لی اور ہر کام میں بے پروائی کی نہیں تو ایسا نہوتا تو اجنبی
 اوقات مفت نہ کھوتا تو جاتا ہوں کہ طلسم ہو سب شعبہ دین میں یہ اعلیٰ قسم ہو بے دیکھے لوح کے جو جی چاہتا ہوں سو
 کر گزرتا ہوں اور طلسمات اور جادو کے کارخانہ سے نہیں ڈرتا ہوں اب ایک کام کر کہ یہ اسم جو تجھ کو جاتا ہوں در اسکا
 طریقہ جو تجھے سکھاتا ہوں تیرے قدم کر کے ان یوں میں جین کی پستانی پر ایک غلہ حقیقہ سا چمکے گا ہوا در اسکا چہرہ یا کوٹھیل
 دیکر رہا ہوں سپراریہ بلا دفع ہو جائیگی تیری جان ان یوں کی کرشمہ سازی سے غلامی یا نیکی صاحبقران نے ارشاد فرمایا
 خضرؑ عمل کیا اس اسم مبارک اور تیرے وہی کام لیا دیکھا کہ کوئی دیونین ہو ہی عفریت دو کمرے ہو پڑا ہوں تاج پند
 خالی نہ دیو ہوں نہ بلا ہے مگر عفریت کی گردن طریر نہیں ہے جب صاحبقران کو تنہا دھڑل نظر آیا اور سر کا کچھ
 پتا انھوں نے نہ پایا حضرت خضرؑ نے فرمایا کہ ای صاحبقران! ان یوں کے پیدا ہونے کا سبب سمجھو یہ انین صاحبقران
 نے کہا کہ خدا جانے یا آپ کہ مغمیر ہیں سب گم گشتگان راہ مگر اسی کے ریس ہیں حضرت خضرؑ نے فرمایا کہ عفریت کی مال سی
 غار میں عفریت کا سر لے بیٹھی ہو وہ مکارہ جادو کیے بیٹھی ہو کہ دھنیے کی تپتی آگے خون ہیں ہو کر سحر دم کر کے آسمان پر
 بیٹھتی ہو اسکا ایک عفریت دو بکر تیرے مقابلہ کو آتا ہو تجھ کو اس جادو کے زور سے یہ شعبہ دے دکھاتا ہوں اب غار میں چل کر
 آسکو بھی مارنا پاک سر کو اسے جسم سے اتار کر طلسم فتح ہو جائے صاحبقران حضرت خضرؑ کے ساتھ غار کے اندر گئے وہ دن
 شخص متفق ہو کر پراگئے مکو نہ جادو نے جو حضرت خضرؑ کو صاحبقران کے ساتھ دیکھا طیش کھا کر بول یوں پنی زبان کھولی
 کہ اے میرے مرد معلوم ہو کہ یہ سب تیرا فساد ہے ہم کو کوئی خرابی و بریادی تیری مراد ہو تو میں نے اس آدم زاد کے ہاتھوں میرے
 بیٹے کو مرداؤں والا تو نے اپنے دل کا کینہ نکالا ہر حال میں تجھ کو بھی جتنا بھڑو لگی اس انتقام لینے سے منہ نہ مٹو روٹی یہ کہہ کر
 مارد کرنے لگی حضرت خضرؑ نے ایک انھوں م کے اس مکو نہ کے سر پر جو بھونکا آنا فانا میں جہنم واصل ہوئی سب مردوں میں
 آنا خواجہ خضر علیہ السلام کا صاحبقران کے پاس اور انکی ہدایت سے توڑنا طلسم کا
 اور مارا جانے اور عفریت شاہ دیوان کا باخسوں خضر کے اور ٹوٹنا طلسم کا



شامل ہوئی اور آنا طلسم کے دور ہو گئے دونوں بزرگوں کے دل خوشی سے معمور ہو گئے حضرت خضر نے صاحبقران
 کو فتح طلسم کی مبارکباد دی اور صاحبقران کی بہت بہت سی تعویذ کی اور فرمایا کہ خود طلائی اور گوہر شجر
 عفریت کے سر سے اتار لے کہ ایسا ہی ایک گوہر شجر آغ سفید دیو سے بھی تیرے ہاتھ آئیگا تو ان دونوں چیزوں
 کہ کیا بہت بہت نفع اٹھائیگا دونوں کو تاج میں لگانا اپنے کو بے مثل بنانا اور ایک عالم بزرگتر کہ جس میں
 ساڑھے تین من تبریزی شربت آئے امیر کو دیکر فرمایا کہ یہ بھاری مجلس کے کام آئے گا یہ پالہ بھی تمکو عجائب تماشے
 دکھائیگا امیر نے عرض کی کہ یا حضرت میں بھوکا ہوں اسوقت مجھ کو کچھ کھلو ایسے اپنا اعجاز دکھائیے حضرت خضر نے
 ایک کچھ عنایت کیا اپنے انبانے نکال کر دیا امیر نے اس کچھ میں سے پیٹ بھر کے کھایا بھوک کی شدت سے آرام
 نہ کر کچھ جیسا تھا ویسا ہی ہا اسین سے درسا بھی نہ کھا حضرت خضر نے ایک مشکیزہ بھی پانی کا عطا کیا انکی حاجت
 کے لیے وہ بھی دیا اور فرمایا کہ ان دونوں چیزوں کو اپنے پاس رکھو کہ قاف میں ہونے تک بھوکے پیاسے نہ ہو گے
 کھانے پینے کے لیے کسی کے محتاج نہ ہو گے اور جب یہ کچھ اور مشکیزہ تمھارے پاس سے غائب ہو جائے اور تم کو اپنے پاس
 نہ نظر آئے تب تم جانو کہ عنقریب پردہ دنیا میں بھارا جانا ہو گا بعد مدت تمھارے قدم سے روشن بھارا کا شانہ ہو گا
 یہ کہ کہ حضرت خضر تو غصہ نہ ہوئے امیر نے جو کئی دن کے بعد سیر ہو کر کچھ کھایا سست ہو کر اسی چٹان پر کہ جن
 عفریت سوتا تھا لیٹے ہی سو گئے خواب راحت میں آکر غافل ہو گئے تیسرا لغزہ کرنا یا دن رہا پر یلاون نے جو
 کوہ زہر تھرہ پر تیسرے لغزے کی حد کے منتظر تھے بسبب نہ سننے لغزہ سوم کے شہسپال کو امیر کے مارے جانے کی
 خبر دی اور انکی تمام کیفیت سے از ابتدا تا انتہا اسکو اطلاع کی ہر گاہ شہسپال نے پریرا دونوں سے امیر کے مارے جانے کی
 کی خبر سنی بے اختیار رونے لگا نہایت غم و الم سے اپنی جان کھونے لگا اور عبدالرحمن سے مخاطب ہو کر کہا کہ میں
 فرزندِ برائیم کا خون اپنی گردن پر دیا کہ اسکو عفریت کے تلاش کرنے اور قتل کرنے کا ذوق یا عبدالرحمن نے
 اسی دم جعفر خرم دیکھ کر بیان کیا کہ صاحبقران ملعونہ جا دو اور عفریت کو مار چکے ان دونوں کا سر اٹکے ہم علیہ
 سے مار چکے ہیں مگر تھوڑی سی ستارے کی نجاست باقی ہو سو وہ بھی بہت جلد زائل ہوتی ہو انکی مراد دل حاصل ہوتی ہو
 اس سبب تیسرا لغزہ کرنا بھول گئے چلیے چلنا انکو لے آدین کہ سب آدمی انکے دیکھنے سے خوشی پائیں اور کسی طرح کا اندیشہ
 وہم اپنے دل میں نہ لائیں شہسپال نے اسی وقت شادی نہ بجانے کا حکم دیا اور سامان سفر بھی طرح سے تیار کیا اور سر دار
 قاف سوار ہو کر شہرستان زمین کو چھلا اس غشی سے سب پریرا دونوں کا غنچہ اسید کھلا آسمان پر ہی نہ جو فرشتے
 سنا بے اختیار ہو کر صاحبقران کے شوق دیدار میں کہاں تیر پری پرواز کیا اور مانند باد تندر کے مسرط اڑنا آغاز کیا
 اور سب آگے جا پونجی جہان امیر تھے اسی جگہ پہونچی دیکھے تو صاحبقران ایک غار میں پڑے سوتے ہیں اور چہرے پر
 دھندلپٹ گئی ہوا آفتاب کی حدت سے زنگت چہرے کی سونلا گئی ہو آسمان پر ہی نے ایک پر سے امیر کے منہ پر سایہ کیا

انکو اس صوبہ کی گرمی اور تکلیف سے آرام دیا اور دوسرے پرستے ہوا دینے لگی کمال شوق سے بلائیں لینے لگی امیر
کو جو آرام ملا آنکھیں کھول دیں غور سے اس کی طرف نگاہیں کھین تو آسمان پر ہی ایک پرستے تو سایہ کیے تھے ہی
اور دوسرے پرستے ہوا دے رہی ہو تو اسے ہر ہی جگہ پر اسے گھلے لگا یا خوب پیار کیا اور اس کے خساخسہ طلعت پر
بوسہ دیا اور یہ مدت اور محبت اس کی دیکھ کر نہایت شیفہ ہوئے اس کی اس محبت اخلاص سے بدل خلیفہ ہوئے اور
کننے لگے کہ ای جان جہان سے زندگانی صاحبقران اس وقت تیرے بیان آنے کا کیا سبب ہو تیرا بیان آنا بڑا عجیب ہو
آسمان پر ہی بولی کہ بھاری فتح کی خبر شکر آئی ہوں اس کے ساتھ ایک خوشخبری بھی لائی ہوں کہ بادشاہ بھی پیچھے
آئے ہیں بھاری فتحیابی اور دشمنوں کے قتل ہونے سے سپرین میں بھوسے نہیں سہاتے ہیں امیر بہت خوش ہوئے اور اس نازنین
کو اپنے پہلو میں بٹھلایا اور محبت التفات کیا احتلاطی باتیں کرنے لگے اس کی جانفشانی کا دم بھرنے لگے کہ شہنشاہ
کی سواری سپو بچی گویا بادبہاری سپو بچی امیر تخت کی کھڑکے کھڑے ہوئے بادشاہ نے بھی تخت سے اتر کر امیر کے
دست باز دو کوبوسہ دیا کمال اشتیاق سے معاف کیا اور اپنے پاس تخت پر بٹھلا کے گلستانِ رام میں لیگے گویا تمام
مقصد دلی پائے اور مجلس شہانہ ترتیبی حد سے زیادہ خوشی کی جہان تک پر نیراوشہر لبر و سر داران قاف کے حاضر
تھے بھون نے امیر پرستے زرو جو اہرثار کیا تصدق اور خیرات سے اخرفیون اور روپیوں کا انبار کیا اور مبارکباد
دیکر نذرین فتح کی گداز میں ساتھ اسے بہت سی نیتیں مانیں پر نیرا دون کا ناچ ہونے لگا وہ راگ رنگ لون سے رنگ غم کے
دھونے لگا بادشاہ نے عبدالرحمن سے کہا کہ تم کہتے تھے کہ حمزہ آسمان پر ہی کے جفت ہونے کے لائق ہو کہ سب
باتوں میں تمام فرقہ بشر پر فائق ہو پھر اس وقت سے بہتر کون وقت ہو گا کہ تمام شہر بار و سردار قاف کے حاضر موجود
ہیں عنایت آگئی سے سب کو چھٹ بزرگ حمزہ کی جرأت سے خوشنودین آسمان پر ہی کو صاحبقران کے ساتھ
مزویج کرنے میں کیوں تامل کرتے ہو ایسے کار خیر میں کس وجہ سے تامل کرتے ہو عبدالرحمن نے اٹھ کر حج خوشبو کا یہ
کے سینے پر بار کے مبارکباد دیا انکا دل بہت شاد کیا صاحبقران نے پوچھا کہ یہ حج کیا مارا اور مبارکبادی کیسی تھی تب
عبدالرحمن نے عرض کی کہ بادشاہ نے آپ کو اپنی دامادی میں قبول کیا تو سب پر نیرا دون پر فخر دیا امیر نے کہا کہ جگو
کسی طرح منظوم نہیں عالم سافرت میں ایسے اہم اختیار کرنے کا میرا متو نہیں کیونکہ ہر گاہ میں نے آسمان پر ہی کے ساتھ
شادی کی تو میرا پروردہ دنیا کا جانا موقوف ہے پھر میں اسی جگہ ان کے ساتھ عیش عشرت میں مصروف ہا دوسری عیبت
یہ ہو کہ میں نے دختر نوشیروان چہر نگار بادشاہ ہفت کشور سے عہد کیا ہے کہ جب تک میں تم سے عقد نہ کر لوں گا تک
کسی طرف آنکھ اٹھا کر نہ کیونہ بگا پس میں اپنے قول کے خلاف نہیں کر سکتا اور اپنے عہد و پیمان سے نہیں گذر سکتا عہد کے
خلاف کرنا بہت نامناسب ہے شخص پر ایسا عہد واجب ہے عبدالرحمن بولا کہ کیا صاحبقران آپ نے وعدہ
پروردہ دنیا پر کیا تھا اور یہ پردہ قاف ہی اس قول اقرار میں ہی میں نے عہد کیا ہے جو بوجہ دنیا کی طرف میرا دوسرا

میرے ایثار و غدون کا یہ ایک شمع ہی امیر نے کہا کہ کب تک پردہ دنیا میں مجھے پہنچا دو گے اور اس جگہ سے نصرت
 کرو گے عبدالرحمن بولا کہ یا صاحبقران یہ وعدہ قاف ہی اس میں ٹکرا نہ کیجئے جو کچھ ہم کہتے ہیں وہ ماننے اور
 اس میں ہرگز اصرار نہ کیجئے مگر ایک برس کے بعد آپ کو دنیا میں پہنچا دوں گا آپ کا وطن بخیر و خوبی آپ کو دکھا دوں گا امیر نے
 بجز اقبال کے چارہ نہ دیکھا سوائے قبول کرنے کے گزارہ نہ دیکھا کہ برخلاف ہو کر دنیا میں جانیں سکتے تھے بے رضامندی
 اُنکے وہاں سے نصرت پانہیں سکتے تھے شہنشاہ شادی کی تیاری میں مصروف ہوا اور تمام شاہان سرداران
 پردہ قاف کو نامہ لکھ کر طلب کیا سب طرح کی آرائش کا حکم دیا چنانچہ پردہ ہائے زمرد و یاقوت زرد و پشت بکھر
 تار کی زلفیات وغیرہ کے بادشاہ اپنے اپنے ملک کے تحائف لیکر گلستان ارم میں داخل ہوئے اس بزم عروسی میں کہاں
 جاہ و شہم سے شامل ہوئے چونکہ عفریت و ملعونہ جادو کے قتل کی خبر تمام اقلیم قاف میں منتشر ہوئی تھی سب یوں
 اُسے قتل کی خبر ہوئی تھی دیوبند و نہر اردست شکریت غنوم اور غضنک ہوا غصے کی آگ سے جل کر خاک ہوا بولا
 کہ بادشاہ نے زلال قاف کو چاک سلیمان نامے ایک دم زاد کو پردہ دنیا سے ہلا کر عفریت دیو اور اُسکے پان
 کو قتل کر دیا اُسکو ہم لوگوں کا ذرا لحاظ نہ آیا اور طلسمات شہرستان زرین کو توڑ دیا نہر اردون برس کا ہمارا کارخانہ
 مٹایا اور خود آکر اُسکو گلستان ارم میں لپیٹا اور آدھرا دو غیر خنس کو اپنے حرم میں لپیٹا اور اپنی بیٹی سے لٹکانے
 کر دیا یہ کام اُسے بہت بُرا کیا بہر حال مجبوراً جب ہوا کہ میں عفریت کے خون کا بدلہ لاؤں گا اور اُسکو اس حرکت کے عوض
 خوب سزا دوں گا یہ کہہ کر سفید دیو کو جو اُسکا سپہ سالار ہی بڑا بہادر اور سپاہی جبار ہی چار سو دیو ساتھ کر کے بھیجا کہ جلد جا کر اُس
 آدم زاد کو لے آؤ اس کام کی تعمیل میں میری راہ دیر نہ لگاؤ اتفاقاً اُس وقت شادی کا تھا بادشاہ بارگاہ سلیمان میں تخت
 طاؤس پر جلوہ افروز تھے سب راہین سردار علی وادنی اُسکی خدمت میں بہرہ اندوز تھے اور صاحبقران اس تخت پر حضرت
 سلیمان نے برخیا نامے اپنے وزیر کے واسطے بنوایا تھا اور امین نہر اردون قہم کا جو اہر چڑوایا تھا کمال شکوہ و شہامت
 ردائق افزا تھے شان امیرانہ سے اُس سریر بنظر جلوہ فرما تھے اور شاہان سرداران قاف نیم تخت صندلیوں پر اپنے
 اپنے موقع سے بیٹھے ہوئے تھے وادیش نشاط سے رہتے تھے فرما اُس صحبت مست پیر اکالے رہتے تھے کہ سفید دیو چار سو دیو سے
 کہ بھالازنگا کہ وادیشاد آسیانگ رہ پشت ننگ ہاتھوں میں لیے تھے بارگاہ میں دریا کی طرح کا خون وادیشہ اپنے
 دل میں ڈالایا اور بادشاہ سے ابتدا بساکن کہنے لگا کہ اوشاہ سمندون نہر اردست نے کہا ہے کہ شاہ نے قوم دیووں پر ظلم
 کیا بہت بڑا وبال اپنی گردن پر لیا کہ پردہ دنیا سے آدم زاد کو ہلا کر عفریت سے سردار کو اُسکے باپ ہاں سمیت قتل کروا دیا
 اُسکے دل میں رحم نہ آیا اچھا نہ کیا جو اس نے میں قدم دیا اب بادشاہ کو مناسب ہے کہ اُس آدم زاد کو میرے پاس بھیج دے اسے ظلم
 کو بے وسواس بھیج دے کہ میں عفریت کے عوض میں اُسکی بوٹیاں اور ہڈیاں دیووں کو تقسیم کروں اُس خوشخوار سے اپنے خون کا
 انتقام لوں صاحبقران اس ناپاک کی تقریر بشکر برہم ہوئے کمال شفقہ و دہم ہوئے اور بولے کہ آدم روک گردن زدنی کیا

بیہودہ بکشا ہو زبان بھال کلمہ بے ادبی ٹھٹھ سے نہ نکال نہیں تو ابھی سزاؤ نکال ان سخت گوئیوں کا ذرہ دکھا دو نکال اُس آتے
جا کر کہدے کہ اگر تجھ کو عفریت کی ملاقات کی تمنا ہو تو میرے پاس آئیں تجھ کو بھی اُسکے پاس بھیج دوں تجھ کو بھی جہنم دھل کر دوں
سفید دیو امیر کی گفتگو شکر ناخوش ہو کے بولا لاؤ آدم زاد سیاہ مردان سفید معلوم ہوا کہ تو ہی کشد عفریت ہو چل
جھگو میرے سردار تے بلایا ہو یہ اس قدر لشکر دیو دن کا میرے ساتھ فقط تیرے لینے کے لیے آیا ہے یہ کہہ کر ہاتھ امیر کی طرف
ٹبرھایا اپنا زور دکھایا صاحبقران نے خدا کو یاد کر کے اُسکا ہاتھ پکڑ کر ایسا جھٹکا دیا کہ دونوں گھٹنوں کے بل
بیٹھ گیا اور کمر سے خنجر نکال کر اُسکے سینے پر جو مارا ایک آہ کے ساتھ دم نکل گیا خدا کی مدد سے اُس یوسرکش پر قابو
آ نکا چل گیا دیوان ہر اہی اُسکے سر پر باؤں رکھ کر بھاگے سفید دیو کے مارے جانے سے حیران ہوئے سب گریزان
ہوئے بھٹنے شاہان قاف تھے امیر نے زور پر عرش عرش کرنے لگے اُنکی جرات اور دلادری پر عرش کرنے لگے بادشاہ نے
خو انچہ زور و جاہر کے امیر پر بے شمار کیے اور اُسکے شکرانے میں ہزاروں روپیہ نقر کو دیے اور سفید دیو کی لاش کو کھڑا
میں بھٹکوا دیا بعد مرنے کے بھی اُس مردود کو اس طرح ذلیل خواہ کیا اور چونکہ وہ دن شادی کا تھا کئی منزل تک دور وہ
ٹھکان روشنی کی اور ٹرک کے درمیان میں نے کرا تباہی کی بارگاہ گازی تھی اور روشنی کے متصل آرایش عین بندہ
کی تھی آنحال اُس جاہل کو نہایت آرایش دی تھی جو کوئی اُسکو دیکھتا تھا جج کا باغ اُسکو نظر آتا تھا اُسکے دیکھنے
سے بہت حظ اٹھاتا تھا صاحبقران کو خلعت شاہانہ پہنا کر بارگاہ سلیمانی سے سوار کر کے حرم سراے شاہی طین
لیچے اور سامان عیش و نشاط کچے کچے اوجہ مسیایہ جسے شاہانہ سوارانہ پر نیرادان قاف تھے مثل قمر و معلقہ انجم
صاحبقران کو لیے جاتے تھے اُسکے اُسکے نقیب و درجو بدار اپنے کمرے کے کھاتے تھے اور نوبت خاندان سلیمانی تنہا رہتا تھا
ہر طرف درگاہ مبارکباد کے گاتا تھا اور پر نیراد سانسے تخت کے معلق ہوا پر گاتے ناچتے جاتے پرستان کے ناز رنگ کا
سمان کھاتے تھے اور حقے آتش بازی کے نلک پر سے جو چھوٹے تھے زمین پر گر کے پھوٹتے تھے تو یہی معلوم ہوتا تھا کہ
آسمان سے تارے جھڑتے ہیں تارے ٹوٹتے ہوئے نظر پڑتے ہیں چونکہ طوالت کتاب کی منتظر نہیں بہت عبارت آرائی
میرا دستور نہیں اس واسطے برات کے بیان کو قصہ خوان کے حوالے کیا مختصر پسندی سے نول دیا الغرض اس شکوہ و شکرت
سے نوشاہ عروس کے گھر بیہوشا قدرت خدا کی دیکھی کہ بہتان میں اس کیفیت سے بہتر ہو نہ چا عبد الرحمن نے بہرات باقی
رہے امیر کا عقد آسمان پر مری کے ساتھ باندھا طرفین سے ایک بائ قبول ہوا و دونوں کا مقصد دلی حصول ہوا بادشاہ
نے کتنے ملک قاف کے آسمان پر مری کو جینے دیے امیر کے ساتھ سوا کے بہت سے احسان کیے ہر گاہ صاحبقران
محل میں گئے بعد از فراغ رسومات آسمان پر مری کو چھپرے پر بغل میں کھینچا اور داغ عیش کی دی جو بات کرنا تھا وہ کی
خدا کی قدرت سے اسی شب کو آسمان پر مری نے طے بین نقطہ نے قرار پایا خدا کی قدرت سے آدم نکالی اور مری نے آتش و آواز
مزلج موافق آیا صبح کو امیر بغل کر کے پوشاک پہنے بارگاہ میں آئے صحبت عیش و نشاط کی گرمی ہوئی اس تقریب کا سبب

آپس کی در سب شرم ہوئی خلاصہ کلام شہار وزیر امیر کی واسطے سب سامان عیش و وجود تھا سب طرح کا محال مقصود تھا لیکن میر
 رفوز دشت بن گنا کرتے تھے کہ کسب ال تمام ہوا در بین پردہ دنیا پر جاؤں اپنے عزیز واقربا کی ملاقات سے حفظ اٹھاؤں ان
 سب کو یہ عالمی کیفیت سناؤں اور جو حقہ عجیب غریب پرستان کے ہاتھ آئے ہیں انکو دکھاؤں اب صاحبقران کو ماہ و سال
 دروز وساعت شماری میں چھوڑ کر چند کلمہ استان دارائے ملک عظمت جبروتی رستم زمان رکن السلطنت صاحبقران
 خسرو ہندوستان ملک لندھو رہن سعدان کے بیان کروں انکا حال بھی کچھ بتاؤں اسامکھوئی اصبح ہو کہ جب ملک لندھو
 امیر سے رخصت ہو کہ جہاز پر سوار ہوا امیر کی غارت میں اٹھا ہوا سنگ جہاز اٹھایا گیا جہاز آگے کوڑھایا گیا دوسرے دن بہار
 سے ملاقات ہوئی آپس میں بات ہوئی معلوم ہوا کہ صاحبقران نے اسکو بھی مدد کیواسطے بھیجا ہے خسرو ہندوستان نہایت
 شادمان ہوا صاحبقران کامرہوں حسان ہوا پانچویں دن ایک طوفان آیا جہاز دھوکو تباہی میں لایا تین تک جہاز تنگے
 میں ہے جو تھے دن امان پانی اہل جہاز کے دلوں کو تسکین کی معلوم ہوا کہ جس جہاز پر بہرام تھا اس جہاز کا پتا کہیں نہیں لایا
 اسکا سراغ کوئی نہیں پاتا لندھو کو نہایت رنج ہوا کہ صاحبقران نے بہرام کو میری مدد کے واسطے بھیجا تھا پچھن گئے تو کیا
 جواب دینگے ان سے بہرام کا حال کیا کہنگا اسکا نہ ملنا بڑی قیامت ہے اس سانحہ سے مجھے بہت ندامت ہے بہرام کا حال نہیں
 کہ جہاز طوفانی ہوا سے تھوڑی دور جا کر تھمتے تھے اسکا الگ ہو گیا بہرام ایک تختہ پر بٹھاتا تھا کتا رہے پر پوچھا اسی تختہ کے سہارے پر کچھ
 خشکی میں حرکت کریدے شکر انکی بجا لایا کہ اپنے کو غرق ہونے سے محفوظ پایا اور پیدل یک سمت کو روانہ ہو گئی وہ نصیب آئے اور
 دو تین فرسنگ گیا ہو گا کہ ایک قافلہ سوداگروں کا ایک تمام پر اترا دیکھا چونکہ پریشان و خستہ حال تھا اس سبب دل میں کہا
 کہ ایسا نہ اس قافلے میں کوئی جان بچان نکلے کہ اس حالت میں انکی نظروں میں حقیر ہو جاؤں اس خرابی حال سے ذلت پاؤں اور اس
 قافلے سے تفاد پر ایک درخت کے نیچے بیٹھ کر ہر طرف نگاہ کرنے لگا اپنی تباہی اور بربادی پر آہ سر دھرنے لگا قضاے کار
 قافلہ سالار میر کرتا ہوا ادھر آ نکلا چلتے چلتے بہرام کی طرف جانکلا بہرام سے پوچھا کہ اے جوان تو کون ہے اور کہاں سے
 آتا ہے کیا ارادہ ہے اور کس ملک کو جاتا ہے بہرام نے کہا کہ تاجروں جہاز میرے تباہ ہو گئے ہیں ایک تختہ پر بچ کے کتا رہے پرانے
 چند روز زندگی باقی تھی کہ وہ تختہ لب ریا جاگا اب کیسے کہ تقدیر کیا رہت کھاتی ہے کیا دروات پیش آتی ہے تو قافلہ سالار
 کہا کہ اے عزیز دولت میرے پاس ہتھیار ہے یہ بندہ خدا بہت تو ٹکرا اور مالدار ہے تو ٹکرا ولا نہیں ہے اس سبب دل خاد
 نہیں ہے میں نے تجھ کو اپنا منصب فی عہدی کا دیا چل میرے ساتھ کسی طرح کا بیخ نہ دیکھ گیا جس قدر کہ اللہ تعالیٰ نے تجھ کو
 عنایت کیا ہے کسی بادشاہ کے یہاں بھی اتنا خزانہ اور گنج نہ دیکھ گیا بہرام اس کے ساتھ گیا اسے نلو کے پوشاک فرخہ پہنائی
 سبب اپنی دولت محنت دکھائی اور اپنے ہمراہ لیکر وہاں سے کوچ کیا سبب نے کارخانہ کا اسکو اختیار دیا بہرام نے
 سوداگری سے پوچھا کہ تم کس طرف جاؤ گے کون سا شہر اپنا قیام گاہ ٹھہراؤ گے اس نے کہا کہ ملک مالندھو میں جو پانچ تخت ملک شیب ہوا
 وہاں سے سراندر پ بھی نزدیک ہے وہاں قیام کرونگا اس سفر کی ماندگی سے شہر میں گمراہ کرونگا بہرام اپنے ہمراہ

خوش ہوا کہ خدا چاہیگا تو بہت جلد لندھور سے ملاقات ہوگی اگر اللہ کی عنایت ہوگی بارے کسی دن تیری قلم
شہر ماند و مین پوچھ کر کار و انسر امین لڑا دو سرے دن سودا کرنے بہرام کو لے کر حام کیا اپنی اور اسکی صفائی کچم
مین بہت اہتمام کیا اور پوشاک بدل کے بازار کی سیر کو گیا وہاں اسکو یہ تماشا نظر آیا چوراہے پر بازار کے
ایک ہشت پہل چو ترہ اسپر ایک چوکی اور اس چوکی پر ایک مکان اور پلو مین اس کے ایک بدرہ اشرفیون کا
رکھا ہوا پایا بہرام نے نگاہا بون سے پوچھا کہ یہ مکان بدرہ کیسا ہے اسکا حال مجھے ظاہر کرو اس نے زنبان سے نجو
ماہر کر دہ بولے کہ صلیغ ملتے ہمارے بادشاہ کا سپہ سالار ہے وہ ایک شخص بڑا صاحب صلہ و جواہر ہے یہ مکان اسکی ہے
چونکہ وہ اسے کھینچ نہیں سکتا وہ اپنی طاقت سے اس کے چلے کو ایچ نہیں سکتا اس لیے اس نے مع بدرہ زرخ بیان کھادی ہے
اور یہ شرط کی کہ جو کوئی اس مکان کو کھینچے وہ یہ توڑہ اشرفیون کا لیوے پس وہ اس نے رکھا مالک سی جو چاہے سو کرے جسے چاہے
اسے دلوے بہرام نے پوچھا کہ مین اس مکان کو کھینچوں اگر اجازت دو تو پھر یہ ازور دیکھو وہ بولا کہ تو بچارہ ایک مرد کو مین
بھلا کھینچنے کی قدرت کیا جانے اس مشرف کو کیا سچا نے بہرام نے کہا اچھیز زرداد اسی ہے کہ پاس فروغ ہو یا امیر روداد ہو یا
حق خدا کی عنایت مین کیا کسی کا اختیار ہے یہ تیری ہیودہ گفتار ہے بہرام سے اور نگہبانوں سے تکرار ہے یہی تھی کہ نیک سے
ذریعہ شکار کی سواری اور سے نکلی بہرام دیکھ کر تعجب ہوا ایسے کرو فر سے نکلی ہر کارون نے کیفیت بیان کی اس نے جیسے اسکو
اطلاع دی نیک اسے خود اس مجمع مین گیا اور بہرام سے مخاطبہ کر پوچھا کہ اچھیز جو ان تو اس مکان کو کھینچے گا بہرام بولا کہ ہاتھ
لنگن کو اسی کیا ہے آری ایسے میری قوت کو لا اظہر کیے نیک سے نے کہا اچھا ہم بھی دیکھیں مخی بہرام نے ہم اندر کے مکان کو
اٹھائے قبضہ اسکا اپنے قبضہ مین لیکھنے کو تانا گوش ہو چکا کہ اسات قلاب نے خوب ہی زور کئے تھی طاقت دیکھا حاضر مین نے
احسن آفون کی شخص نے تقابش دی لیکن صلیغ کے نوکرون کو اسکا مکان کھینچنا ناگوار ہوا جو ان مین تقادہ ترسار ہو چلا
ہیودہ گفتار کرنے لگے وہ ان کی طرح ہلے ہو کرنے لگے بہرام نے جھنجھالے کئی آدمیوں کو گھونون سے مار ڈالائے سر سے اٹھایا
نکا لائیک سے نے اٹھو دھمکا یا اسکو وہاں سے ہٹایا بہرام کو لیکر اپنے مکان پر لگیا صلیغ نے جوتا کہ ایک سو اگر نے میری مکان کو
کھینچ کر بدرہ اشرفیون کا بھی لیا اور کئی آدمیوں کو بھی میرے بیان کیا اور باوجود اس کے نیک سے اسکا پٹنگ لیکر میرا مال
اسکو کچھ دیا چاس ہر دیک پر اسقدر اتفاق فرمایا طیش مین اسے مسلح ہو کے نیک سے کے مکان مین گیا اور نہایت شمشاک
تلاش بہرام پلو ان مین گیا جب بہرام اسکو نظر آیا اسکو دیکھ کر نہایت سخت گوئی سے یہ کل زبانی پر لایا کہ تیرے فروغ تو نے بھی
یہ طاقت پائی اور تجھ کو بھی یہ جرأت آئی کہ میری مکان کو کھینچا اور کئی آدمی میرے مار ڈالے قریب بہت سے اٹھکے سجے داغ سے نکلتے
خبر نکال کے بہرام پر دوڑا کہ اسکو قتل کرے اپنے آدمیوں نے تو نکال اس سے بلائے بہرام نے اسکا ہاتھ پکڑے خبر جھین لیا اور
ایک گھونٹا سیاہ لکھ کر ہڈیا کہ منتر اسکا ناک کی راہ سے نکال آیا اسے بھی جہنم مین لٹکانا یا یہ خبر بادشاہ کو پہنچی فوراً
نیک سے کے وزیر کو مع بہرام طلب کیا ان کے حاضر ہونے کا حکم دیا جب بہرام سامنے گیا ملک شہینے ترش ہو کر کہا کہ اچھیز

تیری یہ قدرت کہ میرے سپہ سالار کو مارے ایسے نامی سردار کو مارے بہرام نے عرض کی آپ کیوں ایسے ہوئے سپہ سالار کی
 بین کہ ایک گھوڑے میں درجائیں غراسی چوٹ میں سر نہ اٹھائیں بادشاہ کو یہ بات بہرام کی بہت پسند آئی یہ گفتگو اسکی دل سے
 بھائی اسوقت بہرام کو غلط سپہ سالاری کا عطا کر کے ضعیف کاونگل بھیجے کو دیا اسکو اس منصب علی پر مامور کیا بہرام نے
 اس مکان کو چند بار بادشاہ کے روبرو بھیج کر حکم دیا کہ اسی جو تیرا اس مکان کو مت بد رہ نہ سرخ کھد وادرجو کوئی ایسے چچے ہو کہ تیرا
 بادشاہ کو اس حرکت کیا قی آدمیت بہرام کی ثابت ہوئی اُسکے دشمنوں کی شرافت ہوئی امید ان بی بی کا عقد بہرام
 کے ساتھ کر دیا اور سلمان شادی جیسا کہ چاہیے دیا ہی کیا اور کہا کہ میں نے نصف سلطنت تجھ کو دی دھے ملک کی حکومت بالکل تیرے
 حوالے کی دوبرج تحت پر بھیجے فرمان والی کیا کر دے ایا کی حاجت دانی اور بادشاہی کیا کر دے اور دو بہترین حکومت کیا کر دے گا
 اپنے ہوا رت حلقہ کا اتمام کیا کر دے گا اپنے کلندھو خسر و ہندوستان کے نیچے حالات اس بادشاہ والا خان کے نیچے کہ لندھو
 بندر سر انڈین میں ہو چکا جہازوں کو لنگر دیکر فکر سمیت کشی میں آکر ایک جگہ خوش فضا تصور کر کے چرخہ کیا اور چند روز وہاں قلعہ
 شکر آراستہ کیا جس شخص کے جو سب سمجھا و لیا حکم دیا بعد ازاں قلعہ صابر و صبور کی طرف روانہ ہوا اسکی معاہدت سے آگاہ سازا رہا

اپنی چوخی خسر و ہندوستان ملک لندھو ر بن سحران کا قلعہ صابر و صبور پر
 راوی گفتا ہی کہ جیسو ر شاہ جسکو ملک لندھو خسر و ہندوستان تخت پر بٹھلا کے صاحبقران کے ساتھ مدائن
 کی طرف گئے تھے اور ہنگو قانم مقام کے سب مراتب اہتمام اور حفاظت کے بتائے تھے وہ مدت سے ملک سراج اور فرور
 اور اجروک خوازمی اور خلیل سگسار کی ہریت دینے سے قلعہ بند تھا سب قلعہ نشین ایک مصیبت میں گرفتار تھے قلعہ
 سبب اپنی زندگی سے بے خبر تھے آخر کو فوج نے جیسو سے کہا کہ قلعہ بند نہ کیجئے کہ یہاں ظالموں کا ستم کوئی کب تک سہیا حکومتوں میں
 میں ہنگو غنیمتوں سے گزین چرین یا مارے جائیں بیخ اس تکلیف سے نکلتے تو بے امن جیسو نے کہا کہ جیسی ہتھاری خرمی ہو دی ہو جیسی
 و بلند ہوج تو یہ جگہ اس طرح گوشہ میں ہنسا جو غری سے بعید ہو اسوقت ایک نیچے بھیجا کہ لندھو کب دانی وہاں ہتھارے نصف جنگ
 ہو ملک سراج وغیرہ نے اُنکا منہ قبول کیا اور اپنے فکر میں طبل جنگ بجایا جو حکام پر مقرر تھا وہ اپنا کام کیا کیا مع کھڑکیوں
 لشکر نے نصف آرائی کی میدانیں آکر خود نمائی کی سب سے پہلے خلیل سگسار نے اپنے کرگدن کو میدان میں بڑھایا کہ جنگ کرے
 دشمنوں سے مقابلہ کا آہنگ کر کے ادھر سے جیسو ر شاہ نے اپنا مرکب اٹھایا خود جرات کر کے اُسکے سامنے آیا منور کی کا
 حربہ بڑھلا تھا ایک کا دوسرے پر ہاتھ نہ اٹھا تھا کہ سنے سے ایک کو غلیظ تیرہ و تاریک ہنود اور ہون کی کہ وہ ساری زمین
 اُس گرد سے پر غبار ہوئی جب ہوائے گرد کو ہٹا دیا اور وہ پردہ درمیان سے اُٹھایا تو ستر نشان علامت ستر نزار فوج کے
 منور ہونے کی چٹکی پوشاک رقی برق سے ماہ و خورشید شرمسار ہو گئے اور آگے آگے لندھو ر بن سحران فیصل مہم ہوا
 گزرتے گزرتے بارعد و کوب برادر کو چک ملک ملکوت کہ عبارت خوردی ہردی کی اُپہر نقش تھی ہاتھ میں لیے ہوئے چلا آتا تھا کہ
 اہمیت دینے والوں کا ہوش بابت تھا جرب نگاہ میں ہو چکا خلیل سگسار کے سامنے آکر لگا لگا را وادشاہ کے ایک نرہ را کراد

اجل رسیدہ تیرا ملک موت میں ہون لایا ضرب کھٹای دیکھ ابھی تو میرے ہاتھ سے شربت مرگ چکھتا ہی تھیلے میں یسکر گز
خسر ویر مارا خسر وئے اسکے گز کو اپنے گز پر روک کر گز اپنا ایسا اسپر لگایا کہ پھر سر نہ اٹھایا تھیلے سگساری کی بیان مرتبہ کہ
خاک میں ٹنگیں حال دیکھ کر بٹکر کی تیوریاں بدل گئیں اسکو مارا خسر وئے غرہ کیا کہ کوئی ایسا کہ تجھے مقابل کرے اور میرے سائے سے
بہاوری کھائے تھیلے کے مرتے ہی سب کے جی چھوٹ گئے بازوے قوت ٹوٹ گئے کسی بچہ جواٹ دیا ایک جوان نے بھی راہ نہ کیا
تب تو لندہ صورتہ فیل مہونہ کو فوج کفار پر ہوا تمام لشکر دشمن کا ہر کلی طرح انہی جو کری بھولا اور فوج ہنس نہ بھی گھوڑے اٹھائے
کا فرد کے سر پر آئے بہت سے لوگ لشکر کفار کے مار گئے سرواڑی بے تدبیری سے اپنی جان سے بچائے گئے رقیبہ السیف نے بھاگ کر
اپنی جان بچائی ہی بات اُنکے خیال میں اُنی لشکر نہ کہ بہت مال غنیمت کا ہاتھ آیا ہر شخص نے گویا گنج قارون پایا ہر ایک لیرہ ہو گیا تھا
جاگ رہا گیا خسر و ہند شاشن بشاش قلعے میں داخل ہوا سب غم و الم دل سے زائل ہوا اجرش شایانہ ترتیب پانچواں مبارکبادی
اور نشاط کا سامان کیا ملک سارچ اور اجروک خوازرجی دودھلو ان نامی کہ ہر ایک پیادہ لاکھ سوار کا مقابلہ کرتا تھا اپنی
مدد کو لائے وہ برے دعوے اور دشمنی شوکت سے آئے ایک نام تو ہر اس فیل زندان تھا وہ بہت اپنے زور و قوت پر تازان تھا
اور دوسرے کو مغلوب فیلین ورکتے تھے اسی سبب سے بڑے بڑے جو انہر دہر اسان ہتے تھے تین لاکھ سوار پھرنے سے سب جمع کر کے
قلعے کے مقابل خمین ہوا جو امان نصف فیلن ہوا اسید مہل جنگجو ایسا شور فیل سے ہنگامہ قیامت کھایا لندہ صورتہ فیل جنگ
بچے کا حکم دیا سب اپنی فوج کو آدھ جنگ جہال کیا جنگجو وہ نون جانبہ لشکر صف آرا ہوئے کھڑے پرستعد و مہیا ہوئے سب کے پہلے
ہر اس فیلین ورنے میدان میں آکر سباز طلب کیا لندہ صورتہ فیل مہونہ کو اسکے مقابل لاکر یوں تباہ جواٹ یا کہ ایسا دلا کیا
ضرب کھٹای تو کیوں نہ کیا فن حرب کھٹای ہر اس نے تیغ زیر رکابی کہ چار سو تیر جوی زن میں تھا میان سے لیکر لندہ صورتہ کھڑے
مارا بڑے دعوے اور زور و شور سے اس شیر زہر مارا خسر وئے اسکو ہر دو علم پا گری قوت بازو رو کیا اسکا داغالی یا پھر شمشیر لاس منہ غلات
ٹکا ٹکا کہ مارا خبر و ہوا اجرو دے ہوشیار ہو جائے نہ کنا کہ غفلت میں مجبور مارا کہ حکم کرنے کے وقت کیوں نہ ملکا اپنی تہ تیغ آواز کے سر پر مارتے
جو سب ضرب پڑتی بھاری ہر چند اسنے بھی سپر کو سر کی پناہ بنایا اس جٹ سے اپنے کو بچایا لیکن شمشیر و دست خسر و ہند ایسا نہ تھا کہ دار
خالی جاتا وہ اسکی ضرب کھاتا سپر کو شل گردہ سپر کاٹ کر تلواریں میں جا آئی مہم نہ لیا ایک دم میں اسکو سیدم کیا ہر اس فیلین ورنے
گئے کی موت مار گیا اسی تلوار کے گھاٹ وہ بھی اتارا گیا بھائی نے اسکو جو اسکو گرتے دیکھا خون نے اُسکی آنکھوں میں چوٹیں بھائی کے
غم نے اسے ہوش کیا فوراً اپنے گرد گرنے کو ڈرا کر لندہ صورتہ کے برابر آیا اس بچ سے بڑا چیتا بھایا اور کہا کہ تو نے بڑا غصہ کیا یہ
بھائی کو مارا اب میں تجھ کو کب جیتا چھوڑتا ہوں دیکھ تیری ہڈیوں کو کیا تو رہتا ہوں لندہ صورتہ لاکر غرہ قوت کھائی تجھ کو بھی لے پند
بھیتا ہوں قہر جنم میں بچہ ہو اس بھیتا ہوں لایا ضرب کھٹایا نہایت نیک تھا خسر وئے گایا خود دیکھا خسر وئے خالی دیکر ہی تلوار خون
بھری ہوئی اُسکی کہ میں جو لگائی ماتہ خیار تر و ڈکڑے ہو کر زمین پر گر پڑا وہ صاف کل کی اجرو کے سارچ سے اسکو مارا دیکھ کر
تین لاکھ سوار سے بالکل ٹھانی سب فوج نے حکم کیا کہ یک قیامت بجائی اور ہر سے لشکر ہند نے اپنے کپ کھائے اُسکے دماغ میں

دو ہر کامل ملو اچلی اجروک سارج نے دیکھا کہ فرج بہت قلم رنگ اجل ہوئی اور لشکر ہند فانی ابیدائیں ٹھہرنا تھا۔
 باجاریا نے لڑکت بجو اگر بادل گریانی جگر بریان بنی خود گاہ پر کچھ شست کھانے سے بہت شرانے ملک اندھو شادیاں پونا ہوا
 اپنی بارگاہ میں اہل ہوا دشمن پر فتح پانے سے بکو کمال سور غافل ہوا ملک سارج معنوم و مخزون خیمہ سراسر میں جو گیا زودہ و دقت کی
 سبب لکیری حزن کا پوچھنے لگیں اور اسکی پریشانی دیکھ کر بہت غمگین ہوئیں بولا کہ اندھو رکے ہاتھ سے جان کچھ نظر نہیں آتی
 کسی سردار کی طبیعت اس کے مقابلے کی پوائت نہیں پاتی جنگ دل میں اس طرح شکست کی کیا تشریف کر میں جی ہادی کی باجو کی
 ہم چار بادشاہ ایک دل تھے مگر کچھ بن آئی ہم سب نے ہزیمت فاش آٹھانی تمام فرج درم و درم ہوئی وقتاً تمام شکر کی دلیری کر ہوئی
 اب جنگ دم میں یہ دو پہلوان مارے کہ فرج کا جی چھوٹ گیا خیمیاں کا سہارا ٹوٹ گیا ہر چند میں نے قتل لاکھ سوار سے جنگ
 مغلوب کی اور فرج کو بہت ترغیب لے دری کی دی مگر کچھ سود نہ ہوا ہرگز بسود نہ ہوا لاکھ آدمی سے زیادہ میرے لشکر کا مارا گیا اور
 گو ہر قصود ہاتھ نہ آیا ہر صورت سے صدمہ اٹھایا سوائے اسکے کچھ چارہ نہیں ہو کہ اپنے ہاتھ سے اپنا خون کرون ہر کھاکر ورن
 اس بات کے شنف سے اسکی دختر نے براغم کیا اور یہ جواب کیا کہ اگر کہو تو میں مسندھو رکو باندھ لاؤں اپنی کارستانی نہ کھاؤں
 سارج نے پوچھا کہ تجھے یہ کام کیونکر ہوگا ایسی بڑی جسم کا انجام کیونکر ہوگا اُسے کہا کہ اس سے تم کو کیا کام ہو آپ جارت
 دیکھو پھر میری کارگزاری کیجیے وہ بولا کہ اس سے کیا بہتر ہو تو اسکا ارادہ کر وہ مجھے منظور ہو کہ شل شہور ہوا اندھو کا
 دو آنکھیں اس خام بارہ نے ایک خیمہ عالیشان درخز اس کے متصل استادہ کروایا اور خوب رایش کر کے لباس زیب ورن
 پس کے اپنے تن میں خشک پری بنایا اور چا سو ماہر دیان قمر طلعت کو اپنے ساتھ لیکر خیمہ میں داخل ہوئی ایسا سا ان فرج خیمہ
 کیا کہ دیکھنے والوں کو ایک حیرت مائل ہوئی محفل لاگ رنگ کی بریا کی اس خیمہ عیش و طرب کو کمال فیض فن دی ملک اندھو
 نے دیکھا کہ غنیمت ہزیمت اٹھا کر شکست لے گشت خزن میں بیٹھا ہوا ہو پس اوقات ضائع کرنا کیا ضرور ہے جب تک طبل جنگ بجو اُسے
 مقابلہ کو آئے شکار کھیلنے سے طبیعت کو بلایا چاہیے خیمہ سیوہیادان کا اٹھایا چاہیے سامان شکار ہر ہر لیکر خیمہ
 روانہ ہوا قریب درخز اس کے ایک خیمہ عالیشان استادہ دیکھا اور اس میں پرہویان ماہ دش کا جگمگا آواز کھا لگوں
 بوجھا کہ خیمہ کا ہر کن اس میں گزین ہو مو ہو یا کوئی پودہ نشین ہو معلوم ہوا کہ دختر ملک سارج کی سیر کو آئی تو فرج اس صحن
 تشریف لائی ہو لندھو رکے دیدار کا مشتاق ہو کر ایک پتھر پر کہ اس سنگ کے خیمے کے متصل پڑا ہوا تھا جا بیٹھا بامید نظر اٹھا
 آ بیٹھا اس کا رے کو چلے جو لندھو نظر آیا ایک نازنین کے ہاتھ جام شراب کے پاس بھیجا یا لندھو نے اس کا کہہ دیا کہ بھلا
 میری صورت وہ کیا پچانے بولی کہ اسکو جس دن سندو گاہ میں لیکھا ہو اس دن سے آپ کے حسن جمال پر فرقت ہوئی تیرا جان بخت
 ہوئی ہو لندھو را در بھی فتون ہو اسکی محبت میں جنون ہوا میں کیٹا زین و درسی کی وہ زین و خجری لائی کہ ایک ملک صاحب
 میں جلد چلے نہیں تو وہ خود لینے کو آئی ہیں لندھو خوش خوش خیمے میں گیا دیکھا کہ ایک مشوہ چارہ سالہ شاکر رشید زینت
 ہوئے توت پریشی شراب پی رہی ہر نشین چور صورت خل میں شک جو ہر او کی سوار ہو چلے جسے گردما کے ختم ملک بطلان

میں جسے بھی خوبی و ذراکت میں مثل نہ تھی نہ نثر میں در قاصان پری ہیکر و سرانیدگان دودکان سرگردن فی ہر دو خوب
 مزہ سے ناچ گاہی ہیں اندر کے اٹھائے کا سان کھا رہی ہیں لندھو صبحٹ کھلکا کمال محفوظا و دشا دمان ہوا اور حیرت سے
 چاروں طرف نگران ہوا سے لندھو کو تخت پر اپنے پلو میں بٹھایا گیا اسکو پھنسانیکے لیے ایک بل پھلایا اور کئی جام و گلگونے
 اپنے ہاتھ سے پلائے اور ہر جام میں ناز و کرشمہ مشوقانہ اسکو دکھائے لندھو راسیا نشہ عشق میں مہر ہوا کہ از خود رفتہ
 و بے احتیاء ہوا اطلق ہوش و حواس رہا کچھ غیر دانشا کا پاس رہا نگے میں اتھو ڈالکر کہنے لگا کہ جان لندھو میری بارگاہ
 میں چل کہ وہاں بہت آرام پائیگی برسی راحت اٹھائیگی اس مقالہ کے کما کر اسوقت روز و روشن ہو کر آکر مجھے لجا کر تو میں ہونگی
 رات بھر تھکا رہے پاس ہونگی لندھو نے قبول کیا اس رات کے رہنے کا وعدہ لیا ہر چند دل تھکے نہ تھا تھا مگر مجھ پر محبت
 ہو کے اپنی بارگاہ میں آیا اور دانش خیمہ کا کارگر و ذکوہ حکم فرمایا اور شب کا انتظار کرنے لگا اسی محبت کا دم ہونے لگا آخر جن
 بسر ہوا اسکا دل اس کے امتیاز میں اور بھی مضطرب ہو گیا و بساں شب دی ہنکر اُس مکار کے پاس گیا شوق ملاقات کا کمال مضطرب
 بدحواس گیا اُس نے چن بھانجی ہوشی آنیجہ ایسے پلائے کہ لندھو بالکل ہوش ہو گیا تراب کشہ میں مدہوش ہو گیا پلے تو جا ہا کہ
 باندھ کر اپنے باپ کے پاس بھیجے تو وہ اُس سے اپنا مقام بخوبی لیکن قلب انقلاب کے اسے قلب کو بھیڑ دیا کہ اُس نے یہ کیا مگر ایک
 صندوق میں لندھو کو بند کر کے دیے شو میں کہ وہاں سے متصل تھا ڈال دیا اور اپنے باپ جاکر حال بیان کیا کہ میں نے تھکے
 حریف کو مار کر دیا میں ہٹکوا دیا اُس تھکے دشمن سے تھکا را بدلا طرح لیا وہ ملعون میں ملحد نہ بہت خوش ہوا اکی بہت سی
 تعریف کی اور شاہنشاہی اور اسید مہل بجا یا اور سامان جنگ جہال کا خوب تیار فرمایا بھیجا چپ و دونوں لشکر صف راہ کو لشکر
 ہند نے جو ملک لندھو کو نہ دیکھا اور اس جو اندر پر زور کو نہ دیکھا چھوٹے سے بڑے تک کی کمر توڑی کسی جرات چھوٹ گئی سار ج نے
 جنگ غلو کر کے بہت سی ملانوں کو شید کیا فوج کو ترغیب دیکر اُسے پناہ دلا لیا جیسو رند دیکھا کہ فوج بسبب نے لندھو کو شہر سے
 دل ہوا بختیاب ہونا سخت مشکل ہوا اور حریف غالب اپنی ناموری کا طالب ہے طبل بازی گشت بجا کر بھی نہ ستور قلعہ کا دروازہ بند کر دیا
 اور لندھو کے حال کا سرغ لیا لندھو کا حال نیسے کہ صندوق موجوں کے طمانچے کھاتا ہوا بتا چلا جاتا تھا کھلی دھڑکی
 اور دھڑکی کے پھیرے کھاتا تھا اتفاقاً ایک سوداگر کا جہاز بندہ سے آتا تھا اسکے متصل ہو چکا جہاز یوں نے صندوق کو نکال کر
 بیکھوئے ہوئے تاجر کے ہاتھ پر ڈالا اس سوداگر نے عقل نے بھٹ پٹ مولے لیا نہ دیکھا نہ بجالا بد خریدنے کے صندوق کو بھولا تو
 دیکھا کہ ایک جوان قوی میل پہنچا ہوش بڑا ہوش پر اس سوداگر کو کمال حیرت ہو چکا یا اور صندوق سے نکال کر
 اسکو پٹنگ پر لٹایا اور بیوی کا اتار دیا اسکو ہوشیار کیا لندھو نے آنکھیں کھول کر دیکھا تو نہ وہ خیمہ نہ وہ مشوق چچا نہیں
 پٹنگ پر لٹا ہوا ہوں بہت سے کپڑوں میں لٹا ہوا ہوں تجھ کو بوجھا کہ تم کون ہو اور کیوں مجھے جو میں بیان کیوں کر کیا اور مجھ کو
 اس جہاز میں کون لایا سوداگر نے کہا کہ میں سوداگر ہوں ہند سے آتا ہوں مال تجارت کچھ کے واسطے لے جا رہا ہوں آج صندوق
 میں بچے چلے جاتے تھے جہاز یوں نے صندوق کو نکالا اُس نے لیکر کھولا تو اب کو بھیڑی کھانا پٹنگ پر لٹا کے آتا ہوشی گاہریاں

احسان میں نے تمہارے ساتھ کیا احمیت کہ آپ ہوش میں آئے ہنسنے آپ کے دیکھنے سے بہت خطا اٹھائے آپ اپنا احوال فرمایا کہ آپ
 کون ہیں در آپ کا حال کیا ہے آپ پر یہ حادثہ کیونکر پڑا ہے خسرو نے اپنا نام و نسب جو ظاہر کیا اس کو اپنے حال سے ہم کیا تا جی ہر
 مسلمان کا خاصا حیل بیان تھا کہ حضور کے پانوں پر گر پڑا اور کہا کہ میں آج کو انشاء اللہ تعالیٰ تجوی تمام سرانید پھونکاؤں گا
 اور کہی ہر طرح کی خبر گیری کروں گا کہ حضور نے پوچھا کہ تم اب کہاں جاؤ گے وہاں سے کب پھر آؤ گے سو دیکھنے کہا میں ملک فرود
 کو جاؤں گا اس شہر میں چند روز آرام کروں گا بارے کئی دن میں جہاز ملے گا وہ پوچھا سو دیکھنے کہ جہاز کو لنگر دیا اور شہر میں کھڑا
 کیا ایک دن خسرو ہند بازار کی سیر کو نکلا ناگاہ اسی طرف کو گزرا ہوا جہان دہ کہاں در توڑہ اشرفیوں کا رکھا تھا اور ایک
 دوسرے سپاہیوں کا اسکی حفاظت کر رہا تھا گاہا ہانوں سے پوچھا کہ یہاں کیسے ہو اور یہاں کیوں کیسے وہ بولے کہ یہاں بہر لہم ہو وہاں
 اس کہاں کو پہنچے گا وہ یہ توڑہ اشرفیوں کا پانیکا اور اپنے تئیں نامور بنانیکا کہ حضور بہر لہم کا نام شکر بہت اپنے دلیخیش ہوا اسکی طبیعت
 تسکین پائی دلیخیش میں آئی مگر گاہا ہانوں سے کہا کہ بہر لہم جسکا نام یہ میرا غلام ہے مدت سے بھاگا ہوا ہے شکر ہو کہ کج اسکا بچان
 پایا نام اسکا سننے میں آیا یہ کہ کہاں کو آٹھا کہ چند بار قلابے نے خوبے ور کیے اور اشرفیوں لیکر اسی جا غریبوں کو نساو میں پر
 ساکین کو تقسیم کین گاہا ہانوں نے نیز بہر لہم کو پہنچائی سب کیفیت اسکا مفصل سنائی بہر لہم نے یہ تقریر سنکر کہ بہر لہم میرا غلام ہے
 بہت خیر ہوئے حکم دیا اور کئی شخصوں کو مقرر کیا کہ اسکو جلد میرے پاس لے آؤ مطلق ہمیں پر نہ لگاؤ وہ لوگ چند قدم گئے ہونگے کہ
 خسرو کو آئے دیکھ کر اس سے پلٹ کے بہر لہم کو خبر دی فوراً اطلاع کی کہ وہ شخص خود چلا آتا ہے آپ کا اقبال خود اسکو پہنچے لانا بہر لہم
 نے بارگاہ سے نکلا کہ تھوری دھڑک سے چل کر جو دیکھا بے اختیار دوڑ کر قدموں پر چڑھ کر آیا کمال عاجزی اور فروتنی سے پیش آیا خسرو نے اسے
 سر کو چھاتی سے لگایا بہت پیار سے پیشانی پر بوسہ دیا اور دونوں خوشی کے مارے بہوش ہو گئے نشہ محبت سے بہوش ہو گئے ملک شیب
 یہ خبر سنکر اپنی بارگاہ سے نکل آیا دونوں کا حال ملاحظہ فرمایا اپنے چہرے پر عرق بیدار شد کہ ملک شیب کا جبہ ہوش میں آئے اور ہوش دواس
 پلے ملک شیب سے گفتگو کہ بہر لہم نے اسدن ملک شیب صاحب نے ملک شیب سے چھپایا تھا اور اپنا حال کچھ زبان پر نہ لایا تھا
 مگر اسوقت اپنا اور خسرو کا حال مفصل بیان کیا اس نے زبان کو عیان کیا ملک شیب نے خسرو کا نام سننے ہی خسرو کے قدموں
 اور بارگاہ میں ملا کہ خسرو کو تخت پر بٹھلایا بہت سا اغراض و اکرام فرمایا اور آپ باادب یک کرسی پر بٹھایا اہ اسوقت شہنشاہ نے ترتیب
 دیا اور محفل طلب جاری کیا تا کہ تمام حکم دیا ایک ہفتہ تک اندھو جیش میں مشغول ہوا جو سامان عیش و نشاط چاہیے وہ سب وصول
 رہا بعد ازاں لشکر جمع کر کے بہر لہم کو اپنے ساتھ لیکر کمال غرور و شوکت سرانید کی طرف روانہ ہوا بہر لہم نے اسکا
 داستان احوال میں صاف حقراں گیتی شان و لازل قاف کو چک سیلیان امیر حمزہ عالی شان کے
 داستان سلیمان افسانہ میں سچ ہیں کہ بیابان حجاز پر آیا اور ایام محل نے اقامت پایا آسمان پر ہی کے لیے
 لڑکی آفتاب کی صورت پیدا ہوئی اسے حسن و جمال پر سبکی طبیعت شیدا ہوئی بادشاہ تو بہت خوش ہوا لیکن صفا حجاز ان
 کے بنید ہونے سے کمال ناخوش ہوئے اپنے دل پر بہت خوش ہوئے بادشاہ نے معلوم کیا کہ صفا حجاز ان کو ذوق پیدا ہونے

سبب لال ہوا انکو بچ کمال ہو غلعت سلیمانی ہو کر کہا گیا امیر یہ خدا کی تقدیر ہے اس میں کیا کسی کی تقصیر ہو انکے ملول ہونے کا مقام نہیں
 یہ عقل و دین کا کام نہیں عید الرحمن نے کہا یا صاحب حق قرآن یہ لڑکی ایسی نرور اور صاحب نصیب ہوگی کہ تمام دیوان کشش
 قاف کو زیر کر دے گی اور صاحب حق قرآن قاف کمالیگی تمام پرستان میں بڑا ترتیب پائیگی لال امیر کا یہ بات سن کر وہ بڑا طبیعت
 حاصل ہو چلا وہاں شاہ نے کسی مینے تک تو اسی کے پیدا ہونے کا جشن کیا حتیٰ جو فقیر و مسکین کو بہت سنا زلفہ و اسباب ہر قسم
 کا دیا جب وہ لڑکی شہشاہر ہوئی صاحب حق قرآن نے ایک دن بادشاہ سے کہا کہ آپ نے جو کچھ فرمایا میں وہ بجالایا اب مجھ کو پر دہا نیار
 ہو چکا دیکھئے اپنے وعدے کو وفا کیجئے بادشاہ نے کہا یا صاحب حق قرآن نضر اللامین میں بہت احسان مند ہوں اور تجھے کھانا
 حالات سے خرسند ہوں اب مجھ کو کھائے غصت کرنے میں کچھ ضرورت نہیں ہو اور غفاری خاطر داری ہر طرح سے میرے دلچسپ ہوں لیکن غلص
 میں میں جو قاف کے جانب شمال ہو اس کا حال ہو کر خیر حال نہ رہا ہے دو دو دوس ہزار دیو کوئی جمعیت سے قیام پید نہیں رہ
 دو دن بڑے کس کس در شہر میں رہ رہ قلعہ میرا موروثی ہو اگر مٹا سب جائے اور میری اتھاس کو ماننے تو انکو اگر قلعہ تخلص کر جائے
 اتنی تکلیف اور اٹھائے اور نہیں تو جیسی آجکی مری ہم آجکی خوشی کے خواہان ہیں کمزیر بار احسان میں امیر نے کہا بھال میں کج تالیق فرما
 اور دوست صادق بدان جان ہوں ہم اندھواری شکاریے میرے جانکی تیاری فرمائیے کہ اسطرت جاؤں اسن پاک کو بھی ٹھکانے
 لگاؤں بادشاہ نے تختہ انکو اگر امیر کو سوا کر دیا اور سامان سفر کا جیسا کہ چاہیے تیار فرمایا اور دس ہزار زہ دیو کو ہمراہ کیا
 اور انکو صاحب حق قرآن کی تاجدار کی کا حکم دیا صاحب حق قرآن وہاں سے روان ہوئے وہ سب یونگے تابع فرمان ہوئے جب
 پاچ کوں قلعہ میں باقی رہا امیر ایک میدان سیح دیکھا تخت سے اتر بیٹھے اور دیو و نئے کہا کہ بیان ٹھہرنا ہمارے نزدیک بتر ہو
 کہ یہ میدان لٹے کیو اسٹے خوشتر ہو یہ خبر خیر حال نہ رہا ہے دو دو قتل برآمد ہوئے میں ہزار دیو ہمارا ہلک
 امیر کے لشکر کے سامنے صف آرا ہوئے امیر نے فوج کا برا باندھا دیکھا کہ دو دیو صف لشکر سے نکل کر علیحدہ ٹھہرے ہوئے ہیں کچھ خلعت
 ہیں ہر تین انکی پرست ہیں ایک کے توکان گدھے کے دوسرے کی صورت بالکل مانند خرمائی کہ دیکھنے والا اس شکل کے دیکھنے سے تیر ہو
 مطوم کیا ہے دونوں سوار ہیں ہمیں پہلے خیر حال ارشاد دے ہوے امیر کے سامنے آکر لکھارا اور باوا ز بلند بکا را کشتہ عنقریب
 و قاتل ہر من کمان ہو میرے سامنے آئے مجھ کو اپنی ببادری کھلنے کے میں دیوان قاف کا بدلاؤن ایک سہی دار میں کھنقل
 کروں امیر نے اس کے سامنے جا کر فرمایا کہ لا کیا ضرب کھتا ہے میرے نزدیک کچھ اپنی جاکٹ کھادہ دیو تمہارے مار کے بولا کہ تیرا سا
 قدر میں پہلے تجھے کیا حربہ کروں تجھے آؤ افراد حقیر پہلے حربہ کر کے لوگوں کے سامنے دلیل ہوں امیر نے کہا اسی کو تارہ قامت پر
 اہر من عنقریب کشتہ قامت کو میں نے پست کیا ہے خواب تم میں ہرست کیا ہو اور اگر پہلے تو تر نہ کر پکا تو تیرے دلکا ارمان تیرے
 دل ہی میں ہی بایگا حسرت کے ساتھ جنم میں ٹھکانا پائیگا کہ میں تیری جان کا مالک ہوں تیری اجل میری شیریں ہو ہی با تیری
 تقدیر میں ہو تب تو بچھلا کر اسے ارشاد دے امیر پر چر کیا امیر نے اس کے دار کو خالی دیا اور ایک ہاتھ عنقریب سلیمانی کا اس فانی
 سے مارا کہ وہ دیو مع و ارشاد دیا چار گڑھے ہو گیا بتر مرگ پر سو گیا خیر حال اپنے بھائی کو مواد کھلا کر لکھا لکھا امیر پر دھڑا آتے ہی امیر پر

ایک ہاتھ چھوڑا امیر نے اسے زنگا کہ کو در کے اُس کا کمر بند پکڑ کے مارا اور خنجر نکال کر چاہا کہ اُس کو بھی قتل کر دے اُس کے بھائی کے پاس سکی بھی لاشیں صیرن خریال نے کہا یہ صاحب قرآن اگر مجھ کو نہ مارو تو اپنی زندگی تک تمھاری اطاعت کرونگا تمھیں تمھاری اطاعت سے قدم باہر نہ دھونگا صاحب قرآن قول لیکر اُس کے سینے سے اتر کر اُسے بخشنے بان پر لائے کہ اے خریال تو مجھ کو نہ میں پہنچا دینگا یہ کام اپنے ذمہ لیکھا وہ بولا کہ سرچشمہ لیکن چندے قلعہ میں ہیں چلے اسراحت کیجئے تھوڑے روزوں میں پہلو کو اس سفر کی تکلیف سے آرام دیجئے پھر جہان خرمائے گا یہ بوجھا دوں گا جو حکم کیجے گا وہی کوں گنا امیر چار دیوئی کی خبر سے کوٹاہ کے پاس بھیجے آپ قلعہ میں ہیں آشریف فرما ہوئے کمال جہاد و شہر سے رونق افزا ہوئے ایک باغ بہت گلشن فرخشاں تھا امیر اُس کی نہر میں غسل کیا غوطہ لگایا اپنے جسم کو خوب ظاہر فرمایا اور تلواریں جو خون لگا ہوا تھا اسی نہر کے پانی سے دھویا اُس نے جو بھی کھویا اور بارہ درمی پیرچھا کرتے رہے اور کسی قدر میوہ کھایا اُس نے غے میوہ کا غریب حظ اٹھایا اسی جو معلوم ہوئی تھی پیر پادشہ نے کہہ سونے سینہ میں غافل ہو رہے خریال نے دیکھا کہ صاحب قرآن غفلت میں ہیں بلنگا مارا ڈالنا نہایت آسان ہے خنجر سلیمانی کو امیر کے پہلو سے اٹھایا اور سیان سے پھینچ کر امیر پر ایک ہاتھ لگا یا لیکن مثل مشوہ ہو کر جسے خدا نہ مارے اس کو مارے وہ تلوار خنجر پر لگی اور اتفاقاً امیر نے بھی ہسکت کر وٹ بدلی خریال نے جانا کہ صاحب قرآن جہاں تلوار میا نہیں کرے امیر کی سیست بھاگا امیر جب جاگے تو دیکھا کہ کوئی تنفس نہیں اور عقرب سلیمانی بھی نظر نہیں آتی بیانی کی کیفیت تو کچھ اور ہی ہوتی جاتی ہے کمال متوش ہونے دیووں سے ہلا کر بوجھا کہ خریال کمان پر وہ خرد جال کمان پر عرض کی کہ میان میں نیامیں ہے لیکن ہاں کوئی دیو جانیں مکتا ہوا کے پاس کوئی راہ پائیں سکتا ہے ہر چند امیر نے سبے پوئے کہا کہ مجھ کو میان میں نیامیں پہنچا دوں گا وہاں راستہ بتا دو لیکن کسی نے قبول نہ کیا اُس قلعہ کا نشان نہایت اب تو امیر نے سب دیوؤں کو محضت کیا اور آپ تن نہا یادہ باتوں کا علی اُٹھ کر قلعہ کی طرف تھاپلے ساتوں میں میان میں پہنچے دیکھیں تو ایک پہاڑ پر کجلی بلندی کی نہایت نہیں پر چڑھنے کی کسی طاقت نہیں اُس کے پتھروں کا رنگ کچھ راج کے مانند درہو آسمان کی رنگت جس کے سامنے گرد ہوا اور اس پر سبزی قدی ماسن سے تمام ہوا کہ گویا میان پر صاف سجیوں نے اپنی صنعت کا ملکہ ہے اس کو رنگ سبز دیا ہوا اور اس کو کہنے کے سون جگہ عرفان زار پر آئی ہو طرف بار ہوا اور میدان میں اس خنجرانہ دار کے ایک چوڑے بلور کا ہوا کی صفائی برایت لم نور کا ہوا اس پر خریال خنجر میں غلط سے سوتا ہوا اور فضل پر عقرب سلیمانی رکھی ہوئی ہو گویا اُس کی موت کی نشانی بھی ہوئی ہو پلے تو صاحب قرآن نے عقرب سلیمانی کو اپنے قبضے میں کیا جھٹ پٹ اُس کو اٹھایا بعد ازاں ایک سحرہ ایسا کیا کہ وہ نہز گیا اور خریال جاگ کر سید طرح کانٹے لگا لگا اور چاہا کہ بھاگ جائے صاحب قرآن کے ہاتھ سے اپنی جان بچائے صاحب قرآن نے قدم بڑھا کر ایک عقرب سلیمانی کا اُس پر ایسا مارا کہ چنار مال خوردہ کی طرح دو ٹکڑے ہو زمین پر آیا جان ہوا ہو گئی ہر طرف فاف ہو گئی صاحب قرآن اس کو مار کر اسی چوڑے بلور تلوار کا تکیہ لگا کے بیٹھے اس مردود کو جہنم واصل کر کے اطمینان سے اُس کے بیٹھے اور دیوؤں نے جو کیفیت بھی تھی مٹی جاکر بادشاہ سیان کی اس تمام حال کے مفصل اطلاع دی بادشاہ نے قیاب ہو کر خواجہ عبدالرحمن سے کہا کہ جلد صاحب قرآن کو خبر دینا چاہیے

اب اُنکی ضرورت دیکھا چاہئے ایسا ایسا سنا ہوا دیو جو اُنکے پاس آئے ہیں انھوں نے کہا ہر خواجہ سوار ہو کر روانہ ہوئے کئی دن میں تلاش کر کے سیابان مینا میں پہنچے جستجو کرتے کرتے آخر اُس صحرا میں پہنچے دیکھیں تو لاش خرمیال کی دو ٹکڑے پڑی ہر صاحبقران نے ایسی تلوار چڑی ہر امیر کو سلام کیا بادشاہ کا پیام دیا اور دست بازو کو بوسہ بیکر تخت پر اپنے ساتھ بھلا کے گلستان لہم میں آئے نہایت اعزاز و اکرام سے بادشاہ کے پاس ملے بادشاہ نے صاحبقران کو چھاتی سے لگا یا کمال التفات فرمایا اور کہا کچھ عینے کے بعد میں خواہ مخواہ تلو پر دہ دنیا پر بھیج دوں گا تلو اچھی طرح سے رخصت کرونگا امیر مجلس میں گئے اور وں گفتے لگے بادشاہ کے وعدے پر صبر کیا اپنے نفس کی جبر کیا

داستان شاہ عیاران روزگار خواجہ عمر و نامدار و ہر فرد فرامرز

راویان خیابان پشیم و حاکمان فطرت اندیشہ تقریر کرتے ہیں اُن لوگوں کا حال یوں تحریر کرتے ہیں کہ ہر گاہ قلعہ نیستان میں بھی آؤ قہر و چکا عمر و مترد ہوا کہ اب کیا کیا چاہیے کسی تدبیر سے کچھ غلہ وغیرہ مہیا کیا چاہیے خسرو نیستانی سے پوچھا کہ بیان سے نزدیک کوئی اور بھی قلعہ ہے کہ چندے ان کافروں کے ہاتھ سے آسین مان لوں اپنے ساتھ دالوں کے بچانے کی کوئی تدبیر کروں خسرو نیستانی نے کہا میں نے بارہ فرنگ پر ایک قلعہ ہو اسکو رہتاس گدھ کہتے ہیں دراہل قلعہ سے بخیرت رہتے ہیں نہایت حکم ہر میری دانست میں ایسی مضبوطی کا قلعہ کہ جو اس قلعہ کو اگر کوئی ٹر کر لیا جائے شخص محال بچھا خام خیال ہو اور شخص ہان کے حاکم بن ایک کا نام ملہور شاہ ہوا اور دوسرے کو ثابت شاہ کہتے ہیں اُن دنوں کو لوگ بہت صاحب شہت جاہ کہتے ہیں عمر و نے مقبل فسادار سے کہا کہ تم قلعے سے خبردار رہنا میں قلعہ رہتاس کے لینے کی فکر میں جا رہا ہوں اس قلعے کی تسخیر کا کوئی ڈھب لگا تا ہوں یکسر پوشاک ہاتھ اتار لباس عیاری پہن کر پہلے قلعے سے ٹکڑا کر روانہ ہوا دیکھ پھر عرصہ میں رہتاس گدھ پہنچا کہی باحصاری گرد آوری کی لیکن قلعے میں جانکا کوئی لگا دیکھا راستہ اند جانے کا نظروں آنا چارہ نہ دے وہاں سے پھر قلعے کے سامنے ایک ٹیکرے پر بیٹھ کر قلعے میں جانے کی فکر کرنے لگا کہ تیر سے قلعے میں جاؤں اور اس میں فصل باؤں ایک ساعت کے بعد ایک گھسارہ شو پر سوار ہوا جالی کھریا کر میں کھونے قلعے سے باہر آیا عیار نے یہ نقشہ جایا کہ ایک رویش کی صورت بن کر چھپے چھپے اسکے چلا گیا کچھ اُس سے بات نہ کی اپنے طلب اسکے خبر نہی جب دوسرے کے تہر پہنچے جا کر ایک میدان میں ٹوٹے اتر کر گھاس چھینے لگا عمر و نے چھپے سے اُس سے عشق اندہ کہا اور خاموش ہو رہا وہ سلام کر کے بولا شاہ صاحب کمان سے آپ آتے ہیں کس کام کے یہ سفر کی تکلیف اٹھاتے ہیں عمر و نے کہا کہ جنگو اس بات سے کیا کام ہو سکو اسی طرح میں اپنے آرام چکے پاس خدا کا حکم ہوتا ہے اُس کے پاس ہم جاتے ہیں سکو اپنے جہود کا حکم سنا ہے میں چنانچہ تیرے اوپر خدا نے کرم کیا کہ سکو تیرے پاس آنے کا فرمان آیا ہم آکر موجود ہوئے سب اصل بات یہ ہے مقصود ہوئے کہ سکو دوسرے جھولی سے نکال کر اسکو دے دیے تو تازہ اسکو غایت کیے اور فرمایا کہ بسم اللہ کر کے اسکو کھا اسکے فرے سے ایک کیفیت اٹھا وہ سادہ لوح خرم عمر و سے لیکر کھا گیا دیکھ ہی کے بعد چیک میں آیا اُن چوہا ر دن کا کھانا اپنا رنگ لیا عمر و

اور بھی دار و دیوار میں چھوٹکی کرکے تین چار دن تک سرد آٹھائے بالکل بدوش پڑ رہے اور گھانٹے ڈھیر میں لٹا
چھپا دیا اُس بیچارے کا تو یہ حال کیا اور اُسکی صورت بیکر جالی کھر باکر میں کھوٹس ٹوڑ پڑا ہو کر قلعہ کی طرف بھلا جانے دارے پر
پہنچا تو قہر کھانسنے لگا قلعہ ماند و کھڑکھڑاپنے لگا دربان نے اُسکو دیکھ کر قلعہ کا دروازہ کھول دیا اندر جانے سے کچھ تعرض نہ کیا
عمر دے ٹوٹی بانٹ چھٹی چھوڑ دی کہ موقوفہ میری البتہ کھر سچا تا ہو گا اپنا مقام جو چاہتا ہو گا چاہیے وہ ٹوٹ گیا اردن کے محلے پر
جا کر ایک چھوٹے کے آگے کھڑا ہو گیا عمر دے سویر سے اپنے کو گرایا بیچارہ کی صورت بنایا اور قہر کھانسنے لگا جو دروازے سے گھسیا
چھوٹے سے نکل کر پچھنے لگی اُسکو کے باب کھر تو ہنس کر کیا بھیا عمر و لا کا بھانچہ صراطیوہ عمر و لا کو اٹھا کر اپنی چھوٹی میں لے گیا اور بڑا
پر لٹائے ہاتھ پاؤں بانے لگی اُسکا حال دیکھ کر تکیا بکھانے لگی عمر دے دن کو تو سو کے کا ماحشہ مہوئی پیچ کا اور گراؤ کر
کھا کھا پانی کر نیاروب لایا یعنی نصف شب گزرے لباس شہر دی پٹنگے اُس چھوٹے سے نکل کر جو کید اردن سے پہنچا جاتا بڑا بڑا
قصر طمورث شاہ بیوٹی اور کند کے ذریعہ محل میں داخل ہوا بارہ درمی میں پہنچ کر مطلب کا حال ہوا دیکھا کہ ایک بڑا
لا جو ردی پر طمورث شاہ دوشالہ ڈھیر پڑا سوٹا ہو چکا ہو کہ سوٹا اور مردہ برابر ہوتا ہو اور چند حسین دشمن بن عمر دے شہر
کو گل کیا ایک تہی عیاری کے واسطے روشن کھی اور متصل اسکے جا کر دوشالہ کا آئینہ جو منہ پر سے اٹھا یا طمورث شاہ نے عمر
ہاتھ پر طلیا اپنا جسم اُسکو چھونے نہ دیا جو عمر دے ہمیشہ بلیہ مجرب ہاتھ نوٹین ہتے رہتا تھا ایسے موقع کے لیے وہ اپنی تکلیف سنا تھا
ہاتھ کھینچتے ہی طمورث شاہ کے اٹھیں بیکہ لگیا اور عمر و لا اسکے ہاتھ سے نکل گیا عمر دے قدم ہسکر کھڑا ہوا طمورث شاہ
نے کہا کہ خواجہ عمر و لا تم کچھ سو اس فکر و شوق سے میرے پاس آؤ کیسے صراط کا خوف اور خطر میری طرف سے اپنے دل میں لاؤ
مجھ کو بھی خواب میں حضرت ابراہیم نے مسلمان کر کے تھا اے آئینی خبر دی تھی مجھ کو اس حال سے اطلاع کی تھی والا میں کیا جانوں کہ
معاذ اللہ عمر و لا تمہیں اپنے دین کو روک کر نہ کو کوئی اُس صورت پر چان سکتا ہو بغیر تیلے تھا را نام بھلا جان سکتا ہو عمر و لا
پاس گیا اُسے بغلیں سو کر کہا کہ جو حکم ہو یا لاؤں آجی خدمت گذاری سے سعادت پاؤں عمر دے اتنا اسے اتنا تک کیفیت اس
کرنائی سے حقیقت اُسکو مفصل بتلائی اُسے کہا کہ اس قلعہ کو تم اپنا جانیو میرا کناج مانوس امیر ہر نگار کو اور لشکر کو اپنے لاؤ
سیان شیکے قیام فرماؤ جبکہ رات باقی تھی باتوں میں کٹ گئی صبح کو طمورث شاہ نے اپنے توالیج سے کہا کہ میں مسلمان ہوا اللہ نے
مجھ کو ہدایت کی کہ مجھ کو مشرف باسلام کیا کتنی بڑی عنایت کی اور قلعہ میں نے خواجہ عمر و لا کو دیا اس قلعہ کا اُسکو جمع اوجہ مال کیا
خبر و خبر دے جو وقت لشکر عمر و لا کے آئے کوئی اُسکو روکنے کی مجال پائے بلا غدر دروازہ کھول دیکھو کچھ تعرض نہ کیو عمر و لا
ہنس کر خوشی خوشی قلعہ تیان میں آیا اپنے ہمراہ ہر ہر کو یہ سب قسمٹنا یا اور سوار یوں میں ملکر وغیرہ کو سوار کر کے مع لشکر رات
کی راہ سے قلعہ کے باہر نکل کر قلعہ رہتاس کی طرف روانہ ہوا مگر طمورث شاہ کے اسلام لانے کا ہر لب پر فائسہ ہوا
تا بہت شاہ نے شمیم ذریعہ حقیقت حال شکر طمورث شاہ کو قتل کیا اُسکو مسلمان ہونے کے الزام میں تہ تیغ کیا اور شمیم
شمیم دروازے پر جا کے عمر و لا کو نظر بٹھایا عمر و لا کے مارنے پر مکر باندھ کر بٹھایا عمر و لا اس حال سے بیخبر لشکر و سوارانہا و سب قلعہ کے

متصل آیا اور دروازہ قلعہ کا کھلوانے کے واسطے چند قدم سب سے پہلے بڑھ آیا جب قلعہ کی خاک کے زیر پر ہوئی تفصیل پر سے مار
پرنے لگی بر حصیوں تلواروں کی بوجھ پڑنے لگی عمر و نے وہ بانوں سے کہا کہ میں عمر و ہوں مجھ کو اندھ بھائی کی طمورت شاہ نے جانتا
دی ہی میرے ساتھ موافقت کی کہ شمیم نے پکار کر کہا کہ اوساربان زراعت بیان بھی خوب ہے کو آیا ہی میرے ساتھ بھی غلابازی
کا جال بھلایا ہی طمورت شاہ تو تجھے فریب کھا کر جان سے مارا کیا سر کا بجز پھر گروں سے اتارا کیا خبر دار اگر آگے قدم
بڑھایا تو توجانیکا ابھی بھی قتل ہوگا اگر کرنا نہ اینکا عمر و سخت متر دموا کہ قلعہ بان بھی ہاتھ سے گیا اور بھی ہاتھ نہ آیا ورنہ دن
نیا شجہہ پیش لایا اگر ابھی ہر فرد فرما کر بھیجا کرتے ہیں تو اتنے دنوں کی محنت شفق شفت بر باد ہوتی ہو دشمن بھی طبیعت شاہ
ہوتی ہو مگر ناچا سوئے اسکے کچھ بن نہ آیا اوس بات کا موقع نہ پایا بچ بن خیمہ ہر نگار کا استاد کیا اور ہر اسون کو ہر نگار
کی حفاظت پر آمادہ کیا دوسرے دن شمیم نے ثابت شاہ سے کہا کہ ایک نامہ لکھ کر ہر فرد فرما کر اس حقیقت سے
مطلع کیجئے انکو اس بات کی اطلاع دیجئے اگر ابھی وہ اپنا لشکر لیکر آتے ہیں تو ہم اور وہ دونوں ملکر بے بسی قہ پاتے ہیں
اور عمر و مارا جاتا ہے سب لشکر اس کا ہریت کھاتا ہو اور ہر نگار کے ہاتھ آتی ہو طبیعت انکی اس شخص سے نہ صحت پاتی
ہو ثابت شاہ نے رائے شمیم کی بہت پسند کی اور اس وقت نامہ لکھ کر ہر تصیاء و نلے عیار کو دیا اور حکم بتا کیا کہ ہر
جلد ہر پاس جا اسکا جواب لا اتفاقا قاصیا و طمورت شاہ کے عیار و نکاح ہر تصیاءات حیت عیاری میں سب ہر تصیاء
اور طمورت شاہ نے چوٹا سا لیکر اسکو بلا لیا اور تبریت کیا تھا گویا اپنی فرزند ہی میں لیا تھا پس حد تک کہ طمورت شاہ
مارا گیا تھا قاصیا و اسو کے گھونٹ پی بی کر رہتا تھا مگر ثابت شاہ کے خوف سے اپنا غم دل کسی سے نہ لکھتا تھا وہ نامہ عمر و کے
پاس لیے چلا آیا بے تکلف عمر و کو دکھایا عمر و نے اس نامے کو پڑھ کر صیاء و کو گلے سے لگایا اور بے تکلف فرمایا کہ شاہ
میں ثابت شاہ کو مار کے تجھ کو اس قلعہ کا بادشاہ کرونگا اور اسکی حکومت بالکل تجھے دوں گا عمر و نے ہر فرد فرما کر حکمت
سے اس نامہ کا جواب لکھا بہت شباب لکھا کہ ای ثابت شاہ تو نے بڑا کام کیا کہ ایسی دینو اخباری ہر بڑی ہر مانی کی
اے صلے میں نو شیروان کے گئے تیری بڑی قدر و منزلت ہوگی سب زیادہ غرت ہوگی اور چونکہ عمر و ایک ہی ہر عیار
ہو اپنے کام میں بڑا ہوشیار ہو اس واسطے کتارہ کا بلی کو ہم بھیجے ہیں کہ ہمارے پہونچنے تک قلعہ کی محی فطرت کرے ہر طرح
کی معاونت کرے اور ہر شاہزادوں کی جعلی ثبت کر کے اسکو خریطہ شاہانہ کی طرح آراش دی دہ اپنی صورت کتارہ کا بلی
کی ہی بنا کر صیاء و کے ساتھ قلعہ میں گیا اور ثابت شاہ کو جواب نامہ کا دیا اور کچھ حال زبانی بھی عرض کیا ثابت شاہ نے
کتارہ کا بلی کو صیاء و سے پوچھا کہ کون ہو اور میرے ساتھ کیوں آیا ہو تو اپنے ساتھ اسکو کو واسطے لایا ہی صیاء و نے کہا
شاہزادوں کے عیار و نکاح ہر تصیاء و سب عیار و نکاح افسر ہر شاہزادگان کا بل کا بھانجا ہو اور کتارہ کا بلی اسکا نام بہت
صاحب عزادار و کرامت ثابت شاہ نے اسے گلے سے لگایا بڑی حرمت سے اپنے پاس بٹھلایا اور بڑے تکلف سے اسکی فیست
کی جسی جیسے و فیست کی جبات ہوئی عمر و نے کہا کہ مجھے شاہزادوں نے بقید فرمایا ہو اور بتا کیا تمام حکم بتایا ہو کہ

نگاہ سبانی قلعے کی تو آب کمر ناپیرواڑے میں آئے پچھونگا رات کی رات نگاہ سبانی کرونگا باقی کل تو خود شاہ پہنچ گئے
 مع فوج و لشکر تشریف لائینگے یہ کہکھیا و کو ساتھ لیا اور قلعے کے دروازے پر جاکے قیام کیا جب پیرات گئی سنگھ ہانڈو کو
 طعمہ نہنگ تیغ بیدار کر کے دروازے کو کھولے اپنے لشکر کو قلعے کے اندر لایا سب نے قتل پر ہاتھ اٹھایا ساکنان قلعہ برق تر
 پڑنے لگی تلواروں کے زخم سے ہر صورت بگڑنے لگی جسے اسلام قبول کیا اسکو ایمانی جسے عذر کیا اسے جہنم کی راہ لی اور فیصلہ
 برجون پر ایسا بندہ دست کیا تمام قلعہ کو اپنے قبضے میں لیا ثابت شاہ دشمن وزیر کو دار پر کھینچ کر صیاد کو قلعے کا بادشاہ
 سب طرح کا اسکو اختیار دیا اور چار طرف غارت گار قلعے میں بھر کچے چین سے باطنیان تمام بہ کمال جاہ و اہتمام بیٹھا ہر فرد
 نے جو عیاروں سے خبر پائی کہ قلعہ کا دروازہ کھلا پڑا ایک دمی بھی دروازے پر نہیں کھڑا کوئی شخص بھی قلعہ میں نہ رہا
 معلوم نہیں کیا ہوئے خود بخود سب فنا ہوئے عمر و سنگ کی راہ سے مع لشکر قلعہ سے اس طرف گیا شاہ نے اسے پہلے قلعہ میں
 دہان کی کوئٹہ کھانچا ان خیمہ گاہ پر لکے ایک عرضی بادشاہ کو لکھی اس میں کیفیت جنگی کہ ہو کواٹھ برس گئے کہ عمر کے بچے
 خراب ہیں تبار غدا ہیں یا تو آپ خود تشریف لائیے یا کسی ایسے شخص کو بھیجائیے کہ وہ آنکر اس حمم کو سر کرے عمر کو مع اس
 رفیقوں کے سر در بر کرے ہم تو اس عیار کے ہاتھ سے سخت عاجز و حیران ہوئے کیا کہیں کیسے پریشان ہوئے عرضی تو کس سلسلے
 کے ہاتھ بادشاہ کی خدمت میں روانہ کی اس حال سے اسکو آگاہی دی در آپ لشکر کے قلعہ پر تھامنے لگے عمر و کے ساتھ قتالہ کر پڑے
 مقابلہ کر رہے کھاکہ قلعہ میں اس طائر تیار و زندہ کی طاقت نہیں ہو کر اُسکے اندر جانے کی صورت سے ان خانے کے باہر
 قلعہ کو چاروں طرف محاصرہ کر کے اتر پڑے کہ چند روز یہاں قیام کیجئے عمر و اور اسکے لشکر کی خبر کیجئے عمر و کے خوف سے کفار
 کے لشکر میں کواری ہاری لوگ ہوتے تھے اور رات کو بالکل بیدار رہتے تھے اسکے بخون مارنے سے بہت ہوشیار رہتے تھے ایک دن
 شب کو ہر فرد فرار ہو کر نجات کیا کہ سرداروں سمیت بیٹھے شراب پی رہے تھے کہ کتا رہ طلائع بھر تے پھرتے ادھر نکلا ان
 لوگوں کی طرف نہیں جانا نکلا بختا رگے کتا رہ سے کہا کہ کیوں کتا رہ عمر و بھی عیار ہوا تو بھی عیار ہو کر اسکی عیاری
 شہر ہر شہر دیا میں ہر عمر و کو دیکھ کر کیا عیاریاں کرتا ہوا اپنے بچانے میں یہی ہوشیاری کرتا ہوا دیکھتے سے آنا بھی
 ہو سکتا ہے عمر و کو بانڈھ لائے کسی فریب سے وہ تیرے بچے میں آئے کتا رہ بہت اپنے دل میں جھجھکا ہوا اسکی ملاست کمال
 منتقل ہوا کہنے لگا کہ آج اگر عمر و کو میں باندھ لایا تو کتا رہ نام نہ پایا یہ کہکھیا قلعے کی طرف جا کر گرو اسکے پھر کسی طرف سے
 جانے کی راہ نہ پائی کوئی تدبیر قلعے میں جانے کی اسکے خیال میں آئی مگر ایک ہیج کی طرف آدمیوں کی آواز سنائی نہ دی ادھر
 کسی آدمی کی شکل دکھائی نہ دی معلوم کیا کہ اس راج کے نگاہ بان ہوتے ہیں جیسے کبیر اور دربان ہوتے ہیں مکند کو اکا کے برج پر گیا
 دیکھا تو واقعی سب کے سب مثل تخت خفہ اپنے سورت ہیں نقشہ جو اب مست غافل ہو رہے ہیں کتا رہ سب کا شاہ ہج
 پر گیا عمر و اس وقت محل میں جہنگار کے ساتھ کھانا کھانے اور اسکی طبیعت کو بدلانے گیا تھا کتا رہ عمر و کے ہنگامے
 لیت رہا چھپ چھپ کے بیار سے جھپٹ ہا عمر و کھانا کھا کر محل سے برآمد ہوا شاہ ہج پر آئے اپنے ہنگام پر لٹکا چوکر ان بہت

گئی تھی لیکن یہی سو گیا مینہ سے بہوش ہو گیا جب کتارہ نے عمر کے خراٹے کی آواز سنی پلنگ کے نیچے سے نکل کے
 زہمت بند کو جوتا اور اس میں عیسر بہوشی رکھ کر عمر کے سر پر مینی کے پاس لیجا کے عیسر بہوشی عمر کے دماغ میں ہو گیا اس
 کام کا موقع پایا عمر و جینک مارتے ہی بہوش ہو گیا تن بدن کی خبر نہ رہی ناچار ہو گیا نیچے دشمن میں گرفتار ہو گیا کتارہ
 نے چار حلقہ کند گئے اس کے گلے میں لکڑی گولا لالھی کیا ہر طرح سے اپنے قبضہ میں لیا اور چادر عیاری میں پستارہ
 باندھ کر جن برج سے آیا تھا وہاں جانیکا راستہ پایا تھا اسی طرف سے نیچے اتر کر خندق سے سر کر بار ہو بہت خوش
 ہوا جو عمر و اسکی عیاری سے گرفتار رہا اور پستارہ لیجا کر ہر طرف و فرار کرنے کے رد برد رکھ دیا اور عرض کی کہ عمر و کو
 لیجے اب تو مجھے شاہنشاہ دیکھے عجیب طرح کی خوشی ہر طرف و فرار و زور و مینختیارک کو چال ہوئی کہ گزشتہ سرت
 اپنی طبیعت سنبھالنا مشکل ہوئی تلخ خلک پر اچھا لگنے لگے اور کلہ واہ واہ کا منہ سے نکالنے لگے اور کتارہ کو چھائی
 سے لگا کر بہت تعریف کی اور خلعت فاخرہ و یا حد سے زیادہ مقرر کیا اور اسی دم اسے ہنگر کو بلوا کر عمر و کو قید آہن میں
 جکڑا ہر ایک عضو اسکا زنجیر سے پکڑا اور صبح تک خوشی کے مارے کوئی نہ سویا ہر گاہ قریب صبح عمر و ہوش میں آیا اپنے کو
 قید آہن میں مقید پایا دیکھ کر کہنے لگا کہ لاجون لا قوہ کیا برا خواب دیکھ رہا ہوں کیسا معاملہ خراب دیکھ رہا ہوں ہر طرف
 نے کہا کہ اسرار بان زراے یہ خواب نہیں دیکھ رہے تیرے افعال کی سزا یہ گرفتاری بہت تو نے سر اٹھا یا تھا ہزاروں
 آدمیوں نے تیرے ہاتھ سے رنج پایا تھا دیکھ تو اب کیسی مکافات ملتی ہے اب تجھے کب ہمارے ہاتھ سے نجات ملتی ہے عمر و بولا کہ
 آپ یہ جانتے ہیں کہ میں کی ہوں علم باطنی میں بہت یافتہ حضرت درستی افغانی ہوں مجھے قید رہنے کی عادت نہیں ہے جو مجھ کو
 کوئی قید رکھ سکے یہ کسی کی طاقت نہیں ہے مگر کہ پہنچ میں کپنے کا تے بولے اپنے عیش و آرام سب کھوئے جدت چھوٹا ایک
 ایک کو اگر نہ اندھی تو عمر و نام نہ پایا عیاری کا نام شاید ہر طرف نے کہا اب بھی تجھے جینے اور چھوٹنے کی امید ہو کون تجھ کو چھوٹا ستا ہو
 اب جو تو ہمارے پاس قید ہو عمر و بولا کہ خدا میرا کرم ہو اسکی ذات پاک غفور و رحیم ہیں ایسی قید میں ہوتا نہیں تم لوگوں سے ہرگز
 ڈرتا نہیں جو تم سے ہو کے کوتاہی نہ کر دیکھ میری تلخواہی نہ کر دیکھ عمر و کی تقریر سے بہت غصے میں آیا اسی وقت
 عمر و کو جلاد کے حوالے کر کے حکم فرمایا کہ اسکو لیجا کر اسکی گردن ہار اسے سر کا بوجھ خنجر ظلم سے اس کے جسم سے اتارا

نارنجی پوش کے عیار کا آنا اور عمر و کو قید سے چھڑانا

راوی لکھتا ہے کہ جلاد نے عمر و کو لیجا کر ریک کے چوتھے پر بٹھلایا اور تلو اور خنجر اس کے سر پر کیا عمر و نے دیکھا
 کہ اب کوئی صورت بچنے کی نظر نہیں آتی ہو کوئی دم میں فرج بدست عدم کو جاتی ہو خدا و رسول کو یاد دیکھ لگا چکے چکے کہا
 یا حضرت خضر مدد دیجئے اس حالت میں میری خبر لیجئے اگر جتیا کو نکالتا تو جہانے ہوگا باج کو لڑی کا دلیدا دریائے کناں ہاگر
 چڑھاؤنگا ضرور فاختہ دلاؤنگا جتیا کے جو عمر و کے لب ہلتے دیکھ ہر طرف سے کہا جلاد کو حکم دیجئے ال کے قتل میں فرار
 تاخیر نہ کیجئے کہ جلاد عمر و کا کام تمام کر کے اسی صبح زندگانی کو تمام کرے نہیں تو کوئی دم میں چھوٹ جاوے گا اگر کچھ گیا تو بڑی

غضب لا دیکھا دیکھتے تو وہ منتر پڑھ رہا ہو اسے عمل میں بڑا اثر ہو تا ہی پھر اسکو کسی طرح کا تین ضرر ہو تا ہی ہر فرسے
دوسرا حکم جلا کو دیا جلا دئے عمو سے بیان کیا کہ جو کچھ کھانا پینا ہو کھانی پئے کوئی دم میں مارا جاتا ہی ہر ملک موت تیری
روح قبض کرنے کو آتا ہو عمو نے کہا ہم کھانے کے عوض غم و غصہ کھا چکے سب نے کیا کے خیرے اٹھا چکے کچھ ہمو آرزو نہیں ہی
تو جلا اپنا کام کر اور کچھ نہ کلام کر جلا دسیر حکم پاکے عمو کے سر پر آیا اور عمو کے مارنے کو ہاتھ اٹھایا عمو دیا تو دوزاں
بیٹھا تھا جلا دکی طرف کیٹھک بولا کہ ای غریزہ تیرا تو اسے جگہ مار کہ ایک ار میں سترن سے جلا ہو جائے میری حاجت تر پٹی کی ادا
نہ پائے پیلا تو تیری تلوار کا ٹوٹا ہو ای تو مجھے کیا مار بگا جلا دا اپنی تلوار دے میں لگا عمو نے فرصت پاکے دونوں ہاتھ
میں ٹیک کر ایک دلیتی اسن در سے جلا کے سینے پر ماری وہ لاث ایسی گلی کاری کہ تلوار تو جلا کے ہاتھ سے گر پڑی اور خود
لوٹن کہو تر کی طرح لوٹنے لگا اسے صدمہ سے سہل ہو گیا اٹھنا اسکو شکل ہو گیا ایک تیر تیرا طرف سے آواز بلند ہوئی کہ وہاں
ہر فرسے جانا کہ جلا دئے عمو کو قتل کیا اسکو اجل نے نیت دنا بود کیا اختیار رک بولا کہ نہیں حضرت عمو نے جلا کو مارا
جلا داس ہاں ہر فرسے کما کہ فی الواقع کیا بد بلا یہ عیار ہی بڑا چالاک دیکھو داہر مرنے مرنے بھی ایک کوئے مرادیکو تو
جلا کے ساتھ کیا کام کیا ہر فرسے دوسرے جلا کو بھیجا دے تلوار کھینچ کر عمو کے مارنے کو آیا اپنی تلوار کو داسے قتل کئے اٹھا
اسوقت عمو کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے اور زندگی سے ناامید ہو امکاں پاس رنگ تھکا سفید ہو اسکے سینے ایک پیر
کسرت عیاری بدن پر لگائے بارگاہ میں آیا اور ہر فرسے کو با ادب حجاز لایا کہنے لگا کہ میں خان عظم سلطان سلسل
بن زراں شہامہ جادو بادشاہ ترکستان کا عیار ہوں سخیار و نکار سزا ہوں مجھے نوشیروان نے اطلاع کئے کہ
بھیجا ہو کہ بادشاہ ترکستان مع لشکر ترک خادراپ کی مدد کو آتے ہیں غنیمت پاکے پاس تشریف لاتے ہیں ہر فرسے
بہت مسرور ہوئے انکودل سے سب غم دور ہوئے یہ کہہ کر اس عیار بچے نے عمو کی طرف کیٹھک پوچھا کہ یہ کون ہی جو تلوار کے
نیچے سر جھکائے ہوئے بیٹھا ہی اپنی ریت سے دل اٹھائے ہوئے بیٹھا ہی ہر فرسے بولا کہ عمو عیار جو جتنے شہا ہو ہی کے ہاتھ
ہلوگ بہت عاجز و حیران تھے نہایت متروک و پریشان تھے کل شب کو کتارہ کا بلی ہمارے عیار و نکا حتر باشی سے باہر
لایا ہو اسکی عیاری در چالاکی سے بعد مدت یہ شخص ہمارے قبضے میں آیا ہو اسل میں بھی ایک جلا دی جان لی ہو اسل
سے ایک دلیتی دی ہو اپنے سرے جلا کو بھیجا ہو کہ ایک ہاتھ تلوار کا لگائے اسکو عدم میں پہونچائے اس عیار بچے نے کہا کہ
مارنا بھی کچھ کام رکھتا ہو کوئی ہتھیار اسکے پاس نہیں اپنے بچے کی اسکو آس نہیں میں نے خان عظم کے حکم سے اسے
پہلوان کس کش کو مارا ہو کہ جکی صورت دیکھنے سے آدمی کے اوسان خطا ہو جائیں ہزار آدمی ایک کے مقابلہ میں نہ نہیں
فرمائے تو اسکا سر ایک ہی دار میں لڑاؤں اپنی شمشیر آبدار دقوت بازو کا آپکو تاشا دکھاؤں ہر فرسے نے کہا کہ بٹ جلا د
بلا یا اسکو سچو آیا اس عیار بچے نے عمو سے آکر کہا کہ سر جھکا اپنی گردن میرے سامنے لا عمو بولا کہ سر جھکائے تو بیٹھا ہوں میرے
پاس تلوار لگا عیار بچے بولا کہ میں اسدا یواذ نہیں ہوں کہ تیرے پاس آؤں اس جلا کی طرح میں بھی بھوکھا دکھاؤں تو عمو

رکے مجھے بھی لائیں بارے تو میں تم کیا کروں کیونکر تجھے عمدہ براہوں عمر و نے اپنے دل میں کہا کہ یہ بڑی ہی شریعت معلوم ہوتا
 ہے عیار بچہ تو بڑا قصہ انگیز معلوم ہوتا تو یہ مقرر تجھ کو ماریگا عمر و ابدیدہ ہو آئندہ آنکھوں میں بھرا لایا اور اپنی زندگی
 سے ہاتھ اٹھایا عیار بچہ نے یونانی زبان میں کہا کہ اگر خواجہ ابدیدہ نہ وہ اپنے دل میں بخیدہ نہ وہ میں نقابدار نا رنجی پوش کا
 عیار ہوں تیرے چھڑانے کو آیا ہوں چیتیں ہزار اور دفریب تجھ تک لایا ہوں پہلے تو یا توں بھلا کہ تیرے پاؤں کی شان
 کاٹ ڈالوں تجھ کو اس عذاب تک لائوں پھر تجھے گردن پر سوار کر کے یہاں سے نکلوں کہیں حال لاکھ اور پھر فردی سے ایک دم میں تجھ کو
 اس مکان سے نکلوں یہ بات سننے عمر و کی جان میں جان آئی حقیقت میں گویا دوبارہ زندگی پائی پاؤں بھلائیے اس
 احسان کے شکر ادا کیے عیار بچے نے ایک تلوار ایسی لگائی کہ وہ نوں پاؤں کی ریشمیان ایک ہاتھ میں اڑائیں پھر عمر و کو
 گردن پر سوار کر کے اس تیزی سے بھاگا کہ کسی نے اس کا نشان نہ پایا جلو خانہ میں غل ٹپ گیا چاروں طرف سے لوگ
 تلوار کھینچ کھینچ کر دوڑے اس کے پڑنے کو بہت پیادہ اور سوار دوڑے اس عیار بچے نے تلوار میان سے لی جس کا فریاد ایک ہاتھ
 لگا یا پھر اسے سر نہ اٹھایا اور عمر و نے کہ اس کی گردن پر سوار تھا ہر ایک کی کپڑی اتارنی شروع کی لات جوتی اتنی شروع کی
 الاخر وہ عیار بچہ اڑتا ہوا عمر و کو تک کر کفار سے لے نکلا بچہ دشمنان خود خوار سے لے نکلا کوئی اس کی گردن کو
 بھی نہ پہنچا ہر گاہ جنگ میں کیا عمر و کو گردن سے اتار کے سنایا لو خدا حافظ ہوا اب تم اپنے قلعے میں جاؤ اور میں اپنے گھر کو جاتا ہوں بل
 تسلیم بجا لاتا ہوں عمر و نے کہا دارم پھر وہیں بھی اتھارے ساتھ چلوں گا تمھاری ہمراہی کو نگاہ دولا کہ میں ایسا حق نہیں ہوں جواب
 کفر اہوں ایک خط بھی اتھارے پاس ٹھہرون تم مجھے اگر ملے بھلا بھلا کا نام پوجھو تو میں کیا تباؤں تم سے اپنا بچا کیونکر چھڑاؤں بلکہ
 صحر کی طرف چلے یا اور عمر و کو دین میں سے نصرت کیا عمر و اپنے قلعہ میں داخل ہوا اطمینان حاصل ہوا دیکھے تو چھوٹے برے سب روکے
 دعائیں مانگتے ہیں کیا ابھی عمر و کو ہر نہ کھلا اس کو صحیح و سالم ہم تک پہنچا عمر و بوجو لوگوں کی نگاہ پر ہی سجدہ شکر ادا
 کیا اور تین جو باقی تھیں ہر ایک نے اپنا اپنا وعدہ قائل کیا ہر نگار نے عمر و کو وسطے اپنا حال بتا کر کیا تھا عمر و کے آنے کی خبر سنکر
 تنہا درہ میں گویا جان کی ایسی خوش ہوئی گویا سلطنت ہفت قلم پائی عمر و کو بلا کر لپٹ کر رونے لگی اور اپنی مجاہدہ چنے جوا ہر کھم پر
 تصدیق کیے محتاجوں کے در کیستوں کو دیے اور ایک ہفتہ تک محفل نشاط میں بسر کی کہاں سرٹ انسا طین بسر کی ہر فرخے بختیا رکت پوجھا
 یہ کون تھا جو عمر و کو لیکھا بھلا ایسا دھوکا دے گیا تھا کہ اس کا عمر و کتنا تھا خدا کے خاص بندے مائے جاہلین سننے اور کسی کی قید میں نہیں
 آسکتے اُن کے واسطے ہر دم آسمان سے مدد پہنچتی ہے بے شبہ خالق کوئی مکان سے مدد پہنچتی ہو کوئی انکو نہیں مٹا سکتا ہر گز انہ
 قابو نہیں پاسکتا ہر ہر فرخا موش ہو رہا قلعہ کیوں کا حال سننے کے علو قوت میں ان سے زیادہ تہا سمجھوں نے عادی کے
 ساتھ جا کر عمر و کو اطلاع دی جنس کے کہ ہونے کی خبر کی عمر و نے کہا کہ اب کوئی اور قلعہ لیا جائے کسی دوسری جگہ نہ
 سامان کیا جائے صبا دے کہا کیا نے باج منزل پر ایک قلعہ سلاسل حصار اسکو لوگ کہتے ہیں بہت خوش نصیب
 اور استوار کہتے ہیں دروہا کے بادشاہ کا نام سلاسل شاہری صاحب حشمت جاہ ہر گز چاہتا تو سحر کجے دے دیتا

کے اسکو لیجے عمر و نئے کہا کہ اچھا تم قلعے سے ہوشیار ہو میں جاتا ہوں بیانکے امور ات سے خبردار ہو میں فکر کرتا ہوں اُنکی
 تہیاری کی کچھ تدبیر نکالتا ہوں یہ کہہ کر پوشاک کا شانہ اتار لباس عیاری پہن قلعے سے باہر آیا اپنے تئیں عیار بنایا اور برق کی
 جھل بل سے تیز قدمی کرتا ایک شانہ روز میں سلاسل حصا ر پر پہنچا اور جرأت دلا دہری کر کے تن پہنا پہنچا دیکھا تو
 واقعی قلعہ بہت مضبوط ہے سب لوازم قلعہ نہایت مضبوط ہے فکر کرنے لگا کہ کیونکر اس قلعہ کو لےجے کس تدبیر سے اس میں داخل
 کیجے ایک ساعت کے بعد دیکھا گیا ہے کہ ایک نوجوان چودہ پندرہ برس کا سن میں لباس شانہ پہنے کھوڑے پر سوار ہاتھ پر
 بازو تھپکھپکے قلعے سے باہر نکلا آڑ میں باکرہ و فرنگیلا اور سوار سوار اسی قدر چپائے ہوئے فراد دل پہنچے بازو در و در خاص کر
 اور نقیب و چوہدار در سیاہ دل ہر کار سے وعدہ و در ہر راہ رکاب میں سب سے نئی اپنی خدمت و در کار گزار ہیں
 لا جواب میں عمر دیکھی وہاں سے اٹھ کر کچھ کچھ اسکی سواری کے چلانے میں فراز دیکھا تھا ہوا سا تھا کمال ہوشیاری کے چلا
 اور عقلاً تجویز کیا کہ مقرر یہ بیان کا شانہ راہ والا شانہ ہے جو جب تو اس کے ساتھ یہ شانہ سامان ہے جو بپکھا کہ سواری نہ
 کو اس قلعہ سے بڑھ گئی عمر و نے الف آزادی کا پیشانی پر کھینچا سوزنی کا تاج فقیرانہ سر پر رکھا منکاٹھنکا سیل گئے
 ڈالی لنگ باندھ بیچ چھ خلیج کی چھری کا نڈھ پر رکھ رومال تنہا لای پھری رشیدہ کتا بعد ہاتھ میں لے شانہ راہ کے
 سامنے اگر صد لکی یون آزادوئی طرح نرادی کہ عشق اللہ فقیر اللہ آج تو صبح صبح اللہ کے لوگوئی صورت کھائی دی ہو
 ہوا کہ طلح نے کھیا وری کی ہو کچھ فقیر دن بھی واحد شاہد ہوئے اللہ والو نکو بھی و اتنا دو گے شانہ راہ فقیر کو دیکھا کہ سب سے
 ہوا اور کھوڑے کی باگ وک کر پوچھا کہ شاہ صاحب کہ صر سے آپ تہ میں کس طرف تشریف لے جاتے ہیں جو لب یا کہ اللہ
 نہ زمین سے نہ آسمان سے ایک نئے جہان سے فقیر کا مکان لا مکان ہو جہاں کچھ پتا ہو نہ کچھ نشان ہو فقیر و نکلے واسطے کوئی
 مقرر نہیں ہو بھلا فرمائیے تو فقیر کا بھی قیام کہیں ہو کج بیان میں کل ہاں فقیر و نکا دطن کہاں بتاؤں کچھ کھوڑا نکالا ہو
 بابا کہ تائیں شانہ راہ بولا شاہ صاحب یہ جو کچھ تہنے کہا سب رست ہو آپ کی گفتگو بہت ٹھیک و درست ہے لیکن تہ بھی دینا
 میں اگر نشان کی واسطے کوئی نہ کوئی جگہ ضرور آدمی کو چاہیئے رات کے سیرے کے لیے دو ہاتھ زمین ہری کو چاہیے شاہ صاحب علی
 بولے کہ فقیر تو سدا بے نام و نشان ہوتے ہیں ان بچاؤ نکو تیر کہاں مکان ہو تہ میں بظاہر اللہ اللہ دنگے دھیر بعد لو میں بپائی
 شہر حنت نبیا دین ہیں پوچھا کہ آپ کا اسم شریف بولا کہ اسم کثیف مرشد کا بنشا ہوا نام تو شیدائی قلندہ رکھ حقیقت میں
 سودائی قلندہ ہی شانہ راہ فقیر علی کی گفتگو سے بہت متحفظ ہوا اور کہا کہ شاہ صاحب میدوار ہوں کہ چندے میرے مکان
 میں چل کر کم کیجئے کچھ روزوں ذرا اپنے تئیں راحت دیجئے اور کسی قدر اس نواح کی بھی سیر فرمائیے یہ ملک بھی قابلِ تہ ہے
 کیفیت سے بھی خطا اٹھائیے فقیر علی نے کہا کہ بابا کیا مضائقہ ہے فقیر بھی جہان خلق دیکھتا ہے وہاں ستر جاتا ہے ٹھہرتا ہے
 اگر جی لگتا ہو میرا نام و نشان تو پوچھ لیا مگر بابا اپنے نام سے تو نے فقیر کو آگاہ نہ کیا وہ بولا کہ میرا نام نہیں ہے
 سلاسل شاہ کا فرزند ہوں اُنکی عنایت سے سر بند ہوں فقیر علی نے کہا کہ بابا تو سیر و شکار کر آ فقیر قلعے کے سامنے

ٹیکرے پر تیرا انتظار کریگا جو تو ارشاد کریگا یہ فقیر اختیار کرے گا بہمن اسی جگہ سے فقیر کو ساتھ لیکر پھرا اور قلعہ صحر جاکر اپنے دیوانخانے میں فقیر کا بستر کیا اور مکان پر تکلف اسکو رہنے کو دیا اور بانواع اخلاق پیش آیا سب مانع احتکار دیا فرمایا بہمن نے پھر بھڑکھڑکے شاہ صاحب کے کہا کہ میں ایک ساعت کے واسطے جاتا ہوں آپ ہرگز نہ گھبراہیے ابھی آتا ہوں آپکو حقہ پانی کی ضرورت ہو تو خدمتگار میرے حاضر ہیں ان سے طلب کیجئے جس چیز کی ضرورت ہو میرے نوکر دن سے مانگ لیجئے فقیر بولا کہ اچھا بابا بہت خوب تشریف لجا یہ مگر آئے میں پر نہ لگا یہ مگر ایسی کیا ضرورت ہو فقیر کے بھی شیشے کے لائق ہو یا نہیں اگر مضائقہ نہ ہو تو ارشاد دیجئے اس امر سے مجھکو بھی اطلاع دیجئے بہمن نے کہا کہ مجھکو اسوقت دو چار ساغر شراب کے پینے کی عادت ہو آپ جانتے ہیں کہ ترک عادت عداوت ہے پس یکے رو برو پینا بے ادبی ہے اس واسطے جاتا ہوں جھٹ پٹ پی کے آتا ہوں فقیر عملی بولا کہ بابا میں منگا کر کچے فقیر بھی دوا ایک عام چڑھا کر لگا باوہ گلگون سے کیفیت اٹھائیگا انسان کی حالت میں ہے اپنے رب کی یاد دل سے نہ بھلائے اسکی یاد سے غافل نہ ہو جائے اور فقیر کا تو وہ دودھا ہو بھی کھمبے اسکو بی لیتے ہیں طبیعت کو سرد رہتے ہیں بہمن نے ساغر شراب طلب کر کے چند ساغر پیے دو تین پائے فقیر کو بھی دیے فقیر نے بھی نشہ چائے اسکو پی کر فرے میں آئے فقیر عملی کو جب سرد ہواد و تارا دودی کو زنبیل سے نکال کر بجانا اور گانا شروع کیا سب دل بٹھانا شروع کیا مشہور ہو کر عمر و کا گانا مرنے کو زندہ کرتا تھا سامعین مجھو گئے نہایت حفا اٹھایا ہر شخص حریف تھیں اپنی بان پر لایا ناگاہ منصور عیار سلاسل شاہ کا کینہ و عیار اور صرا نکلا شازدے کو سلام کر کے پوچھا کہ یہ شاہ صاحب کہاں سے آئے ہیں یہ کون ہیں کس ملک سے تشریف لائے ہیں بہمن نے مفصل حال بیان کیا پوچھا کہ انکا نام کیا ہو بیان ٹھہرنے سے کام کیا ہو بہمن بولا کہ شیدا کی قلندر آنگو کتے میں فقیہ ہیں جہاں پہنچتے ہیں رہتے ہیں منصور دودڑ کر عمر و کے پیٹ گیا بیاختہ اسکے پیٹ گیا اور اپنے ساتھ کھانا سے کہا کہ شکیل اسکی باندہ اس رویش کو اپنے قبضے میں کر دینا روئے فی الفور اپنے مہر کے حکم کی تعمیل کی اسکی ارقاء میں بہت تعجیل کی فقیر عملی نے بہمن سے کہا کہ کیوں بابا فقیر دن سے گھر میں بلا کر آیا ہی سلوک کرتے ہیں واہ کیا مسافر پروری ہو اسی کا نام عدل گسری ہو بہمن منصور سے ناخوش ہو کر کہنے لگا کہ فقیر نے تیرا کیا بگاڑا تھا کہ تو نے اسکی سنڈیا کینہ اسکو ایسی ذلت میں منصور نے عرض کی کہ حضور یہ وہ فقیر ہو کہ جسے سیکڑوں بلکیر ہزاروں میرٹن کو فقیر کر دیا لاکھوں کو دغا و فریب پیر قتل کیا ہو اگر آپ نے نام عمر و عیار کا مٹا ہو تو وہ ہی ہے اس کے ہاتھ سے تو شیر و اش شاہ ہفت قلعہ کا ناک میں دم آیا ہو اسکے ہاتھ سے اسنے ہزاروں طرح کا صدمہ اٹھایا ہے انحضرت اسکو سلاسل شاہ کے رو برو لے گیا اور کہا کہ عمر و عیار حاضر ہو سلاسل شاہ نے کہا کہ اچھا میرے سامنے لاؤ اسکو جلد بلا کو جو عمر و اسکے پاس آیا تب اسنے یہ فرمایا کہ او عمر دین نے سنا ہو کہ تو خوب گاتا ہو تیرا گانا سب کو بجاتا ہو میرے سامنے بھی گانے بھجو بھی اپنا گانا کہ میں مدد تیرا شاق ہوں اسوقت طاقت سے طاق ہوں عمر و نے کہا کہ میرے

ہاتھ تو بندھے ہیں و تا کیونکر بجاؤں اور گانا آپ کو کیونکر سن سلاسل شاہ نے ہاتھ اُسکے کھلوادیے عمر و نے دقار
 بجا کر ایسا گانا گایا کہ سب ہوش اڑادیے سلاسل شاہ بہت خوش ہوا اور منصوبہ سے کہا کہ ہاتھ اُسکے بندھنا کچ
 ضرور نہیں ایسی تکلیف دینے کا دستور نہیں اسکو اپنے پاس قید رکھو کل جب پھر میں بلاؤں اسکو حاضر لانا مگر خبردار
 اسکو بہت نہ ستانا منصوبہ نے عمر و کو بجا کر ایک حجر میں بند کیا عمر و نے کہا کہ بارگاہ میں تو یہاں قید ہوا شکر اسلام
 پر کیسی آفت آئی ہوگی انھوں نے کیسی مصیبت اٹھائی ہوگی اس فکر میں تھا کہ دوپہرات گزرنے منصوبہ نے اگر خبر
 دروازہ کھولکر عمر و کو نکالا اُسکے قدم پر سر ڈالا اور کہا مجھ کو معاف کیجیے گا میں آپکو بچاتا تھا اچھی طرح سے جانتا
 نہ تھا مگر جن سے حضرت ابراہیم نے عالم رویا میں مجھ کو مسلمان کیا اور فرمایا کہ عمر و یہاں آئیگا تو اُسکی ملاقات سے فرقت
 پائیگا پس مجھ کو اُسکی بددکرنا واجب ہے اُسکی اطاعت مناسبت ہے جسے میں آپکی تلاش میں تھا تھا اسقدر جو میں نے بادل
 کی اور آپکو اذیت دی فقط اس واسطے کہ اچھی طرح سے تحقیق کر لیا جاوے بعد اُسکے اُنکے ارشاد پر عمل کیا جاوے ایسا
 نہو کہ یہ عمر و نہو اور تو عمر و جانکر اپنا راز دل بیان کرے ایسے راز نہاں کو عیان کرے الگ بگاتا بعد ازاں ہوں جو کچ
 فرمائیے بجا لائوں اور اس حکم کی تعمیل سے سعادت پاؤں عمر و نے اُسکو چھاتی سے لگا کر کہا کہ کسی طرح اس قلعے کو بچا
 ایسی کوئی تدبیر مقول کیا جائے کہ شکر اسلام حیدر زور بیان آکر اس میں ہے راحت پائے اُنکے دلو کو تسکین کے منصوبہ
 بسم اللہ ٹھیکے ابھی سلاسل شاہ کو پیر لکھے قلعے پر قبضہ اور دخل کیجیے عمر و لباس عیاری پہنکر منصور کے ساتھ سلاسل شاہ
 کی خواہنگاہ میں گیا اور اسکو ہوش کر کے منصور کے حوالہ کیا اور اُسکو حکم دیا کہ اسکو اپنے پاس قید رکھو اور بھاگنے
 پائے یہ سونے کی چڑیا ہاتھ سے نہ جانے پائے اور خود اُسکی صورت بیکر چھپر کھٹ پر سورہا گویا خود بادشاہ ہو رہا جس جہ
 پہلے تو ہمیں سے کہا کہ او فرزند مجھو عالم رویا میں حضرت ابراہیم نے مسلمان کیا ہو تو بھی اسلام قبول کر کفر سے ہاتھ اڑا
 دینداروں کے فرقے میں ہو جاؤ اس گروہی و فی نے یہ بات قبول نہ کی عمر و نے اُسکو سولی دی بعد ازاں خلوت خانے میں
 سلاسل شاہ کو بلایا اور یہ سنایا کہ مسلمان ہونا تیرے حق میں بہتر ہو وہ دیکھ کر متحیر ہوا مارے خوف کے رنگ چہرہ کا تھوڑ
 کہ میری صورت کا آدمی تخت پر بیٹھا ہو اور مجھ کو میرے دین سے بدین کیا چاہتا ہو شاید میری سلطنت لیا چاہتا ہو عمر و سے
 کہنے لگا کہ تو کون ہو تیرا اپنا حال فصل مجھ کو سنا اور میرے تخت پر کیوں بیٹھا ہو کہنے لگے بیان تم نے دیا ہو عمر و نے کہا کہ
 اور تو کچھ جانتا نہیں اب تو خدا سے وعدہ لاشر کیکی وحدانیت میں جلد ایمان لانا اپنی جان بچاؤ کچھ کلمات یہود و نصاریں
 پر لایا عمر و نے اس وقت اسکو بھی سولی پر چڑھایا اور منصور کو اپنا نائب کر کے تخت پر بٹھلایا اور چھوٹے بڑے سے مذہب
 دلو اُسے فرمایا کہ جو کوئی منصور شاہ کی اطاعت نہ کرے گا وہ میرے ہاتھ سے مارا جائیگا اپنے کیے کی مرزا پائیگا کسی
 بجز فرمانرواری کے سرتابی نہ کی سنے اپنی عنان اختیار اُسکے ہاتھ میں فی جب عمر و اپنا بندوبست کر چکا اور سلاسل شاہ
 خوب پست کیا منصور سے کہا کہ تم حکمرانی کرو اس قلعے پر فرمان فرما رہو میں شکر اسلام کو لے آؤں جو یہاں بچاؤ

تباہ و برباد اور میرے آتے آتے اس قدر غلہ وغیرہ مول لیکر قلعے میں بھر رکھنا شروع تو اُدھر گیا متصور نہ ہو جب حکم
 عمر و غلہ وغیرہ مول لیکر قلعے میں بھرنا شروع کر دیا کہ قلعے میں جا کر تمام سردار و ملک قلعے کے لینے سے مطلع کیا
 اس امر عظیم کے حاصل ہونیکا سب کو مرزدہ دیا اور سوار باں جمیا کر کے آدھی رات گئے مع لشکر و ملک وغیرہ قلعے سے نکل کر سلاسل
 حصار کی راہ کی سب کے آرام پانچویں جو سب کی دو خانہ روز میں پانچ دہائی راہ طرک کے سلاسل حصار میں داخل ہوا سب کو چین آرام حاصل ہوا
 بدستور قدم قلعے کو آراستہ کر کے باطنیان تمام بیٹھا قلعہ کا حاکم بن کر باکمال اچانہ ہتھام بیٹھا بیان تیسرے دن عیار و جنگ سے مرقد و قلعہ
 کو خبر دی اسکو اس حال سے اطلاع کی کہ عمر و نے یہ قلعہ چھوڑ دیا سلاسل حصار میں لشکر اسلام کو مع ملک و نہر نگار داخل کیا خبر
 اس خبر کو سکر سر کہ حسین ہوا اس واقعہ سے بہت غمگین ہوا اور غشی کو بلا کر بادشاہ کی واسطے ایک عرضی ختم لکھ کر کھینچا لے خود اور
 سلاسل حصار میں عمر و کا جانا اور اسکا جمع اوجہ تسلط پانا لکھو اگر ایک پیکر ہاتھ روانہ کی اور اسکو جلد پہنچنے کی اجازت دی

اقاف سے آنا صاحب قرآن کا پردہ دنیا پر

بیشتر اس قدر بیان ہو چکا ہو کہ امیر نے خرم پال اور خرم چال کو مار کر خستہ عمارت بادشاہ اور چھ مہینے قیام کیا
 بھجوری و چند روز مقام کیا ایک دن رات کو بارگاہ سلیمانی میں پلنگ مرصع نگار پر آسمان پر ہی کے ساتھ سوتے تھے
 ناگاہ خواب میں تہرنگار کو دیکھا کہ سبکھار کاٹنا ہو گئی اور غم مفارقت سے جسم گھل کر مانند طلال ہو گیا جس نے حال اتار با
 یڑھیوں کا سا حال ہو گیا اور امیر سے رو کر کہتی ہو اور مذی اسکو دہائی اسکی چشم افکبار سے جتی ہو کہ کیوں بوا علایا میں نے
 ایسا ہی تصور کیا اور ملک و پنج دیا ہو کہ جگہ آتش مفارقت میں جلاتے ہو اور آپ پردہ قاف میں پر یوں کے ساتھ فرمے آتے ہو
 حیف صد حیف زمین سخت اور آسمان دور ہو آدمی ہر ایک طرح سے مجبور ہو جس ہوتا تو زمین کا پیوند ہوتی یا آسمان پر اڑ جاتی کہ
 اس غم جانکاہ سے نجات پاتی امیر حجاج مار کر جاکر آئے دیکھیں تو کمان تہرنگار اور کمان پردہ و نیلے اختیار ڈھونڈا رہا کہ
 رونے لگے فطاعہ عالم اور کثرت گریہ و زاری سے اپنی جان کھونٹے لگے امیر کے رونے کی آواز نہر آسمان پر ہی چونک اٹھی
 اور امیر سے پوچھنے لگی خیر تو ہو ایسا کیا طلال پر گزرا کہ از راز روتے ہو نہایت مضطرب و بے حال ہوتے ہو امیر نے فرمایا کہ
 میں اپنا حال بے طلال تھے کیا کیوں کیا زندگی سے بے زاموں کہ جی میں آتا ہو کہ اپنی جان بچے ہاتھ سے تلف کروں مجھ کو بلی
 کچھ تو بیان کیجئے اپنے رخ سے جگہ کو اطلاع دیجئے امیر نے کہا کہ آسمان پر ہی خدا کی واسطے مجھے جلد پردہ دنیا پر چھوڑے جس
 صورت سے ممکن ہو چکوں ان پہنچا لے اس وقت میں نے تہرنگار کو بہت بجالا تہر خواب میں دیکھا ہو اپنی مفارقت کے غم دا اندہ میں
 اسکو نہایت مضطرب میں دیکھا ہو آسمان پر ہی بولی کر یا ابو العلاء تہرنگار کو کون ہو اسکا حال تو مجھے بتاؤ اس حقیقت کو مفصل مجھے
 سناؤ امیر نے کہا کہ نوشیروان بادشاہ ہفت کشور کی بیٹی در میری عشق ہو اور حسن چال میں نے نظر چھل بانہ کی مجھ پر ہو
 آسمان پر ہی تہر بولی کر کہیے اور ہنگام ایک تعلق ہو کسی آدمی سے بھی عشق ہو تو کیوں جانا جانا بیکاریے کا اسٹرواق میں کوئی نہ
 نہ لہنی جان ایسے گاستو امیر سے کہنا کہ تہرنگار مجھے بھی زیادہ صاحب چال ہم کیا دہنا کہ تہر حسن و ادب میں بے مثال ہو کہ

میرے ہوتے اسکی ملاقات کے شائق ہو پڑا جان سے جو امیر عاشق ہوا امیر کے منہ سے بے ساختہ نکل گیا کہ مہرنگار کی لڑکیاں
بھی تجھے لاکھ دیر زیادہ خوبصورت و طنائز ہوئی صاحب خوشہ و ناز و انداز ہوئی آسمانی پری یشکر خیرہ ہو کے نکل گئی گرا
حمرہ تو مجھ کو مہرنگار کی لڑکی سے بھی کمتر جانتا ہی لیا غضب کہ مجھے اسکی پرستاروں کو بہتر جانتا ہی بھلا کیوں تو میرے
جیتے جی تو دنیا میں کیونکر جاتا ہو اب طرح میرے بچے سے رہائی پاتا ہو صاحب **حقان** کو بھجھلائے ہوئے قصے ہی بولے کہ اگر تو میری
سدرہ ہوگی تو تجھ کو مار کر جاؤنگا بہ صورت اپنے تینوں ہاں ہو چکاؤنگا آسمانی پری نے جو ادب یا بگھٹنڈہ کرتا کہ میں صاحب **حقان**
اور ادلا حضرت امیر اسماعیل پیر پور سے منسوب ہیں تھے فضل بہتر ہوں اگر **صاحب حقان** اور بزرگ زادے ہو تو میں بھی حضرت
سیلمان کی اولاد ہوں ایک پیر چیل اٹھ کی نسل درو الا نرا ہوں تھے کیسے طرح کمزور نہیں ہوں جب تک مانے کا ارادہ
کر دے تو تمہیں کو مار ڈالوں گی امیر کو اس گلے سے طیش آیا اور اسکی زبان رازی سے بہت پتیاں بکھایا تو اگھنی آسمانی پری پر دھڑ
وہ بھی نیچے کھینچ کر امیر کے سر پر آئی اور انکے قتل پر تلو اڑاٹھائی پر زرا دیں دوڑ کر درمیان میں لگیں وہ تو کھٹکھٹا دیا اور غلجہ دیکھا کسی نے
جا کر یہ خبر بادشاہ کو دی حال سے اطلاع کی بادشاہ گھبرائے دوڑے آئے یہ نہ کہ بہت گھبرائے اور اپنی بیٹی پر غصہ کرنے لگے کہ ادا
شوخی دیدہ شوہر کا مقابلہ کرتی ہو خدا دروٹول سے نہیں رتی ہو مجھے میرے بھی دروٹول بنی بدنامی کا خوف خطر نہیں جا میرے سامنے سے
دوہو میری نظر سے مستور ہو بیٹی کو ڈانٹ کر امیر کو اپنی بارگاہ میں لیکے اور کہا کہ صبح ہونے دیکھے رات بھر اور صبر کچے میں آپ کو
رخصت کر دینگا جانکی اجازت ونگا القصب صبح ہوئی بادشاہ نے امیر کو تخت پر سوار کیا اور اباب ضروری ہمراہ دیا اور
دیوتیرہ پرواز سے فرمایا کہ جلد امیر کو پر وہ دنیا پر ہو چکاؤنگے ساتھ جاؤ یہ خبر آسمانی پری کو ہو چکی کہ امیر کو بادشاہ نے رخصت
اُسکو دنیا میں جانیکا اذن یا فوراً قریشہ و خرا امیر کو گودی میں لیکر آئی تاکہ اُنکو اس لڑکی کو دیکھ کر محبت اچانکے واسطے
لائی دیکھا کہ امیر تخت پر سوار ہو چکے ہیں اور دیکھنے لگی کہ یا صاحب **حقان** اگر میری محبت نہیں ہو تو نہیں ہی تمکو اس لڑکی پر
رحم نہیں آتا تھا رادل میں کئی پر بھی سپاہیں لانا برا سے غدا میرا قصور معاف کرو آئندہ آپ کبھی مباحثہ نہ کرونگی ایسی گستاخی بھی
نہو گی امیر نے فرمایا کہ میں تجھے بھی خفا نہیں اور لڑکی سے محبت ہو کر مجھ کو دہان جانے کی بہت ضرورت ہے بالفضل میں پردہ دیا پر جاتا ہوں
اور تلو بنے جانے کی حقیقت سناتا ہوں کہ اسٹارہ رز کا وعدہ کر کے فوج سے آیا تھا اسی سبب کسی کو اپنے ساتھ نہیں لیا تھا کہ
اتنے برس گزر گئے وہ سب تر و دھونگے کہ امیر کو کیا ہوا جیتا ہو یا مو یا پھر جب بلاؤنگی تب آؤنگا تبے مل اپنے تئیں ہاں ہو چکاؤنگا
اور میرے بلانے کی کیا حاجت ہو تو خود جب جی چاہے میرے پاس آسکتی ہو دنیا میں تم بھی میں آکر ہو چکاؤنگا سکتی ہو اپنے ساتھ قریشہ کو
بھی لیتی آنا ضرور اسکو اپنے ہمراہ لانا یہ کہہ کر کہ اچھا خدا حافظ ہو اور دیکھو کون سے سخت اٹھو اگر روانہ ہوئے راہی کو کاٹنا ہو
آسمانی پری نے اپنے مکان پر جا کر بہت اپنا حال بُرا بنایا اپنی مہاجرت کا بہت رنج اٹھایا اتفاقاً اسوقت سلاسل پر بار
آسمانی پری کے پاس یا آسمان پر ہی کا حال نے کمال پریشان پایا دیکھ کر متاسف ہوا اور پوچھا کہ سب پریشانی کا کیا
تو نے خود کو کیوں اس قدر بُرا حال کیا ہو آسمانی پری نے رور و کر کہا کہ آج بادشاہ نے حمزہ کو پردہ دیا پھر بے تکلف

خصت کیا اگر تم تکلیف کر کے دیوونے دھکا کر کہ اؤ کہ حمزہ کو بیابان حیرت میں چھوڑ آئیں اسکو پردہ دنیا پر نہ پہنچائیں
 تو نہایت خوش ہو گئی اگر میرا کہنا نہ کیجئے گا تو کھانا پینا چھوڑ دوں گی اور اگر حمزہ تھکے جانے کا سبب پوچھے تو کہہ دینا
 تم سے رخصت ہونے آیا ہوں تھا کہ جذبہ محبت مجھ کو کھینچ لایا تھا سلاسل حکم آسمانی کا بکا لایا دیوون کو اسی طرح
 بچھا دیا دیوون نے آپس میں مشورہ کیا کہ اگر آسمانی کے حکم مانیں گے اور اس کے دائرہ اطاعت سے قدم کاٹیں گے تو بردہ دنیا
 میں ہناؤ خواہم ہو جائیگا اور اس عمل کی سبب ہمارا تمام فرقہ ذلیل و خوار ہو جائیگا اس سے یہی تیری کھلی جھوٹاں کو
 بیابان حیرت میں چھوڑ آئیں اور خلاف حکم آسمانی کے عمل میں نہ لائیں یہ صلح ٹھہر کے شام کو بیابان حیرت کی حرکت
 کو امارہ دیا سب نے دم دیا میرے کہا کہ بیان کیوں آ رہے ہو بولے کہ بھوکے پیاسے ہیں کچھ کھا کر کے کھائیں کہ بھوک کی شدت سے
 تسکین پائیں جب پیٹ بھر جائیگا تو سخت کا اٹھا نا پھر گئی نہ لائیں گے میرے کہا کہ بہت سی تم کچھ کھا بی لو اور میں بھی غار سے غار
 کروں خدا کا فضل دا کروں امیر نے نہر سے دھوکا دیا اور ایک چٹان پر نماز پڑھی جب فراغت حاصل ہوئی سخت پریشان
 دیوون کا انتظار کرنے لگے کہ آئیں اور سخت کو اٹھا میں کسی یو کی صورت نظر نہ آئی انکی تنطری میں ات بھوکاٹ پکے نہیں
 لگائی جب صبح ہوئی پھر غار ادا کی اور دیوون کی راہ دیکھنے لگے ہر گاہ یہ دن پڑھ گیا تب امیر نے جانا ہونا آسمانی کے
 خوف سے دیوونے بیان چھوڑ کر چلے گئے بڑی دغا دینگے بہر حال تن بہ تقدیر تبدیل ہی چلا جا ہے اب تو آخر کی صورت سے
 اس مسافت کو طوطی کیا چاہیے مثل مشہور ہر ع بر سر فرزند آدم ہر جہ آید بگندہ بیکر زمان سے چل کھڑے ہوئے
 تو کلا علی اللہ اس صحرا سے ہولناک سے نکل کھڑے ہوئے وہ بہر وقت اس بیابان میں پہنچے کہ حسین رختو کا نام نہ تھا
 بھی نہ تھا حتی کہ گھاس بھی کسی جگہ نہ جمی تھی اور بیانی بالکل نایاب و کوئی جاندار نظر نہیں آتا تھا آدمی تو کیا دیوون کا
 چٹاپانی ہو جاتا تھا جدمر دیکھو ا دھڑ دھیرے ریگ کے مانند سیاب چلنے تھے دھوپ کی حرارت سے آگ کے شعلے بالو سے لپکتے تھے
 لون اس شدت چلتی تھی کہ اگر اسکی کیفیت لکھوں تو زبان قلم میں آئے پڑ جائیں اور ان کتاب کے رنگ ناکسری لائیں
 تپش آفتاب سے وہ میدان کرف نار چریک سار تھا وہ جنگل خود الا ان الامان پکارتا تھا تمام سلاح امیر کے بدن کے ایسے
 گرم ہو گئے کہ چھونے سے ہاتھ میں چھال لاپڑتا تھا نام لینے سے زبان پر تپتا تھا امیر نے ہتھیار و دلو میدا نہیں بھینک دیا
 اس بوجھ سے اپنے کو سبکدوش کیا پیاس نے اسقدر شدت کی کہ وہ ہونٹوں پر آ رہا تو قریب تھا کہ ظان روح قفس غمیری سے پرداز
 کر جائے ملک عدم میں ہو چکا تھا طوبی برا خیال نہائے ناچار ایک ایک کے پیلے کو کچھ کھو دا آسمین جو مٹی تم و سر دنگلی پھر
 سینہ کھلیٹ گئے تو سینے سے کچھ سردی بھی پانی قلب کو تسکین آئی جب یہ بھی گرم ہو گئی اس کے اندر اور گہرا کرھا کہ پیچھے
 رہے ریگ کا تل جو نیچے سے خالی ہو گیا ہو اکی شدت سے پیس پیسا کر پیچھا گیا امیر اس یک میں بکرا گئے کہ اس نے کھنا خواہا
 ہو گیا ہر عضو بیکار ہو گیا اتفاقاً ایک روباو خدا نے عبد الرحمن سے پوچھا کہ تباؤ حمزہ کہاں تک پہنچا آیا پردہ نیایش نفل
 ہوا ہو گا اپنے غریب و اقربا کی ملاقات اسکو سرور حاصل ہوا ہو گا عبد الرحمن نے تختہ روبرو کھینچ کر نہ ڈالا اس کے سوال

قاعدہ نکالا اور ہر شکل کو ضرب کیے سو کہ خانوان بین تل کے بھرا اور زاپے کو کھینچ کر دیکھا تو حمزہ کو رنگ کے نیچے دیا یا اس حال کے دریافت ہونے سے اسے بڑا رنج اٹھایا بے اختیار مار مار کے کہا کہ افسوس حمزہ کی جوانی صد حیف و نفرت تھی تو اس کی اسکی زندگی بھر بادشاہ سے کہا کہ اب کوئی آپکا اعتبار نہ کرے گا حال ہی تو کوئی طاعت اختیار کرے گا حمزہ سے شخص کے ساتھ جسے آپ کے اعدا کو مار کر نفس لامہین نے سر سے آپ کو شاہنشاہ بنایا کیسے خوشخوار دشمنوں سے بچایا آپ نے بے سبب بھی بڑا کی کہ اسکو اس وقت کو بہو بچایا بادشاہ نے جن یو دون پر سخت کھو اسے حمزہ کو بھیجا تھا نکو بلایا اور اسے غما ہو کر فرمایا کہ تو کم کمان ہو بچا آئے وہ بولے کہ آسمان پر ہی کے حسب الحکم بیابان حیرت میں چھوڑ گئے اور اگر دنیا میں پہنچتے تو شاہزادی حکم سے مارے جاتے یا جلاد ملے ہوتے اسکی نافرمانی کر کے اپنے گھر بار سے جاتے عزیز و اقربا کو ہاتھ سے کھو جاتے بادشاہ کا رنگ غصہ کے مارے سرخ ہو گیا کمال پر ہم ہوا اور اس بات کے نشے سے اسکو بڑے غم ہوا آسمان پر ہی کی طرف بیکھر کر کہا کہ یہ کیا حرکت ہوئی اواقع تو بڑی حقیقت ہے وہ بولی کہ مجھ کو دنیا میں حمزہ کا بھیجا نہ تو نہیں ہو اسکی سفارت میں میری طبیعت دم بھر مسرور نہیں رہی باقی میں آج اگر حمزہ کو دھوڑ دھلائی ہوں کیسے ابھی سوار ہو کر جاتی ہوں بادشاہ نے فرمایا پناہ دھوڑ سے گی تو اسے کمان پائیکلی مفت میں تکلیف بے فائدہ اٹھائی یہ کہہ کر بادشاہ خود سوار ہو جانے کو تیار رہا دیو دھوڑ کو ہمراہ لیا فوراً کوچ کیا اور بیابان حیرت میں جا کر دیو جن پر ہی کو حکم دیا کہ حمزہ کو اس بیابان میں دھوڑ دھلا جائے وہ بھٹا ہوا اسکو وہاں سے چھوڑ آیا چاہیے جو کوئی دھوڑ دھلا دیکھا اسکو جو اہر کے پردہ نکلا اور میرے نزدیک بڑا رہا دیو سب سے دھوڑ دھتے دھوڑ دھتے حمزہ کے ہتھیار جا بجا پڑے پائے وہ ہتھیار بچا کر بادشاہ کو دکھائے بادشاہ نے ہتھیار دیکھ کر بہت غم و اطمینان کیا کمال بچ اٹھایا اور پھر ان لوگوں پر حمزہ کی تلاش کے واسطے تاکید کی انکو خوب تھوکرینگی اجاڑ کر ہر گاہ بھیراں ہو کر پھر آئے گئیں اسکے پتے نشان نہ پائے آسمان پر ہی تاسف کرنے اور رونے لگی آئندوں کے موتی پرنگو ناکھ ایک پر زرا د اُس تل کی طرف جانکلا جس کے نیچے امیر دیہے ہوئے پڑے تھے اُس بالوں کے دھیر میں گڑے تھے اور خدا کی قدرت نے بھی اسدم و دہائی رنگ ٹرا کر اور طرف کو ڈالی تھی گویا امیر کے نکلنے کی راہ نکالی تھی امیر کی گلاہ کا گوشت پرانچ چلتا نظر آیا اُس تو دس کے تلے کچھ سراغ پایا اس پر زرا د نے بہت کوسر کا کے دیکھا کہ امیر غش میں لکھیں بند کیے پڑے ہیں بالکل بدن بے طاقت بڑی حالت ہوئے اسے پکار کے کہا کہ سان ترا لازل قاف میں یہ کیا باوین ہے ہوئے وہ مرد مصافحین آواز اسکی شبہاں کے کان میں جو گئی فوراً نکلے پاؤں ہان سے دوڑ کر اُس تل کے پاس آیا اور امیر کو تس سے نکال کر ہاتھوں پہنچا کر اپنے تخت پر لٹایا اور خوشبو یا باغ کے برابر رکھوائی طرح طرح کی خوشبو انکو نکھائی دوساعت کے بعد امیر کو ہوش آیا تو اپنے تئیں عجیب کیفیت میں پایا دیکھا کہ تخت پر لٹا ہوا ہوں در بادشاہ میرے پاس بیٹھا ہوا بہت غمگین اور داس بیٹھا ہوا جرات کر کے آئے اور شبہاں شاہ سے کہا کہ میں نے آپ سے کون سی برائی کی ہے کہ جس کے عوض میں آپ مجھ کو یہ سزا دی ہو شبہاں شاہ نے کہا کہ باصفا جعفران مجھ کو قسم کہ حضرت سلیمان بن کی اور تمھاری جان کی کہ میرا سینہ در لاشا

انہیں ہتھلاستانا منجھو ہرگز گوارا نہیں تھا اے تو چھپرے بڑے ہنسائیں ہم سب تو تھا تاج فرمان میں اگر میرا ذرا
 بھی اشارہ ہو یہ جو کچھ کیا آسمان پر ہی نے کیا اسی ہو قوت نے تلو یہ صد مدہ یا سمن آسمانی دوز کر امیر کے
 قدموں پر گری اور نقد ہونے کو گئی بار اس پاس پھری اور بولی کہ یا صاحب قرآن دافعی میں تقصیر و اہوں
 سر اس گنہگار ہوں اب کی مرتبہ میرا قصور معاف کر دوسری طرف سے اپنے دل کو صاف کرو اور شہرستان ندریں میں چلے
 کچھ روز آسائش کرو اپنے تسکین آرام دو کس اسطے کہ اپنے صد مدہ بڑا اٹھا یا ہو حد سے زیادہ بچ پالیا ہو جد چھ مینے
 کے میں شکوہ مقرر دنیا میں بھیج دوں گی ضرور اس عدسے کو دفا کر دنگی امیر نے فرمایا کہ تیرے قوافل فعل کا مطلق اعتبار
 نہیں آسمانی نے قسم کھائی حضرت سلیمان کا نام دو مینا میں لائی اور امیر کو شہرستان ندریں میں لے آئی چھ مینے
 بہت شہنشاہ کا بھی لشکر وہاں ہا کہ امیر میں قوت آئی اور اعضائے طاقت پائی جب ت چھ مینے کی گزر گئی اور امیر کو
 جانکی حضرت علی امیر نے ایک شب مہر نگار کو خواہ میں کیا دیا ہی رنج و غضب میں کیا کہ رو رو کر کہتی ہو
 صاحب قرآن مطلع عجب ہی استرم آدمی زاد نہ کہ دور افتادگان الم کند یاد نہ اٹھارہ روز کا وعدہ کر کے
 گئے تھے اُسکے اٹھارہ برس ہو چکے اب اس سے زیادہ تاب جدائی کی نہیں میں غم سے امید ہائی کی نہیں خدا
 کی واسطے جلدی آئے اب دیر نہ لگائیے نہیں تو مجھ کو حیات پائیے گاج جانے کہ بہت بچائیے گا صاحب قرآن جو یہ
 خواب بیکھر چوئے دیکھا کہ نہ مہر نگار اور نہ وہ مکان اس گارخانہ کا نام ہو نہ نشان پر وہ قاف میں بتور بیٹھا
 ہوں عالم بے اختیاری ہو چھوڑ بیٹھا ہوں لگے آہ وزاری کر نے ٹھنڈی سالنیں بھرنے آسمانی کی جو آنکھ ملی دیکھا
 کہ امیر نزارا رو رہے ہیں منبٹ نہیں ہو سکتا ہے اختیار رو رہے ہیں ٹھکر د مال سے امیر کے آنسو پونچھے اور بولی
 خیر تو ہو اس وقت تمکو ہتھ دیکھوں ملال ہو ہتھ لایا یہ کیا حال ہو کہ آپ بیقرار ہیں نہایت رنج و الم میں گرفتار ہیں
 امیر نے کہا کہ کچھ نہیں خیریت ہتھ قضاے بشریت ہے چہ چند آسمانی نے مکر سے کر امیر سے سبب بچینی اور رونے کا پوچھا
 اور حال ملول در متوجہ ہو نیکا پوچھا لیکن امیر نے کچھ جواب دیا بالکل سکوت کیا صبح تک بیٹھے رومال بھگو بیٹھے
 متواتر رویا کیے جب بادشاہ خواجگاہ سے نکلا امیر نے جا کر حجر کیا طریقہ آداب کا ادا کیا اور کہا یہ وعدہ بھی ہو چکا ہے
 بندے کو نصرت کیجئے جانے کی اجازت کیجئے بادشاہ نے اس وقت امیر کو تخت پر بٹھلا کے چار دیوڑیں لگا کر کہا کہ امیر کو یہ دنیا
 پر ہو چکا ہے رسید مہری دستخطی امیر کی لے آؤ انکو اچھی طرح سے پہنچاؤ وہ تو تخت کا ندھ پر کھٹے ہوا ہونے آسمانی نے
 پھر بصورت ولین پنا حال پر کیا مثل سابق کے پھر رنج اٹھایا دیا ہی پنا حال بنایا اور سلاسل پر نر اسے کہا کہ جس طرح
 ہو جسے تم جا کر دیوان تخت پر دو اور کوسجھاؤ انکو میرا حکم شاؤ کہ خیر اسی میں ہو کہ تم امیر کو خبر یہ سرگردان میں چھوڑ کر چلاؤ
 میرا حکم کیا لاؤ کہ دین دوز سرگردان میں اس گل میں حیران پریشان میں نہیں تو تھا رازن کی کچھ لکھو میں پواد دنگی
 ایک بل کو بڑی دولت سے عرواؤ انکی سلاسل تیر پر ہی کر کے امیر کے پاس پہنچاؤ اور سلام کیا ظاہر میں بہت سا

اعزاز و اکرام کیا صاحبقران نے فرمایا کہ سلاسل بزرگوار آنا خوش ہے میرے پاس مت آؤ اپنی صورت
 نہ دکھاؤ وہ بولا کہ غلام تو نصرت کے واسطے آیا ہے پھر خدا جانے کب قدم دیکھوں گا اگر طالع یاوری کرے گا تو میرا
 سے مشرف ہو گا فرمایا کہ خیر ملاقات ہوئی خلاصا قضا ہے اب آپ تشریف لیجئے زیادہ تکلیف نہ فرمائیے سلاسل نے
 پچھنے وقت ان یوں سے شاہزادی کا حکم لیا انکو صاحبقران کے چھوڑنے پر آمادہ کیا تمام دن تو دیو اُسے
 چلے گئے جب شام ہوئی کیچھے اتر آئے شاہزادی کا فرمان بجالائے امیر نے کہا کہ بیان تمہیں تخت کو کیوں آتا رہے تو
 سیابان ہوا کے ہول سے خاطر پریشان ہوئے کہ اب رات ہوئی شب کو چلنا خوب نہیں اندھیرے میں رات نام غریب نہیں ہوا
 اس کے کچھ کھانا بھی ضرور ہوا آرام اٹھانا بھی ضرور ہوا سوقت کھائی کر استراحت کرنے کے صبح کو چلیں صاحبقران
 نے فرمایا کہ اگلے دیو دنگی سی حرکت نہ کرنا انکی طرح شرارت نہ کرنا بولے کہ کیا مقدور ہے بیوقوفی کرنا خلاف دستور ہے میر
 چپ ہو رہے دیو دن نے امیر کے تخت کو دہانہ رکھ دیا آپ شکار کے سامنے سے گلستان ارم کا راستہ لیا امیر تمام شب
 بدستور دل تحت پر بیٹھے جا گئے جب صبح ہوئی اور دیوانہ کے دریافت کیا کہ انھوں نے بھی دیو کا اپنے ملک کی راہ لی
 دلیں کہا کہ لاوی حمزہ بادشاہ قاف تہجد پروردہ دنیا پر جانے دیکھا وہ تجھے ہمیشہ ایسے ہی قریب کرے گا تو آپ چل کر خدا
 اپنے فضل سے پہونچائے تیرا وطن پھر تجھ کو دکھائے تو عجب کیا ہے یہ سوچ کر وہاں سے روانہ ہوئے جب ماندسہ ہو جائے تھے تو
 کسی درخت کے نیچے ساعت و ساعت بیٹھ کر سٹاتے تھے بعد ازاں پھر اٹھ کر چلتے تھے بادشاہ قاف کی غلابازی اور
 اپنی تکلیف پر کف ہنس ملتے تھے انرض تمام دن چلے گئے جب شام قریب ہوئی دیکھیں تو وہی ریہا ہوا اور وہی میدان
 ہی چھوڑی سیلابان جس جگہ دیو چھوڑ گئے تھے انکی رفاقت سے غم مٹ گئے تھے امیر سخت متوجہ بنے کہ میں نے تمام دن مس
 کی سرگروانی کھینچی دن بھر چلے میں پشانی کھینچی اور پھر جگہ جہان سے گیا تھا و میں کم کو پہونچا جب جہاں خدا کی قدرت کا
 تماشا ہو چکا وہ رات اسی جگہ صبح کی صبح کو پھر اٹھ کر چلے ہر چند اب کی اور مدت وادہ ہوئے مگر شام کو پھر اسی جگہ پہونچے
 جہاں دیو چھوڑ گئے تھے خلاصہ میں تک یہی حال پیش آیا جو تھے دن چوتھی طرف کو چلے دوپہر تک سافطی راہ چلے میں پھر
 اپنے تئیں تکلیف ہی جب میدان میں لگا دھوپ کی شدت سے مضجیل ہوئے اُس خستہ حالی سے بہت فسر دل ہوئے ایک مدت
 چند درخت سرسبز دیکھے طرف کو گئے کہ اُسے سایہ میں قیام کریں پھر وہی پر اکر ام کو دیکھیں تو سنگ در کا جو ترہ ہشت پہونچا
 ہوا ہوا اور وہی سرد آتی ہو جو دم بھر وہاں ٹھہرتا ہو طبیعت کمال راحت پاتی ہو امیر سپر جا کر بیٹھے اُس جو ترہ پر کھینکا کہ بیٹھے
 ایک ساعت گذری تھی کہ جنگل سے آواز شور و غل کی مبرا ہوئی ایک عجیب صرست ہو رہی تھی یعنی ایک یونینا قافلہ آ رہا
 سردار شاد ہاتھ میں لیچلا آتا ہے کہ جسے خوف سے آدمی کا نہ ہرہ بانی ہوا تھا تاہو امیر کے دربار کو آکر کہنے لگا آؤ آدم لاؤ میں
 میں آکر بیان آیا ہوا تھا کہ اس وقت ہونا کہ میں کون لایا ہوا ہے مجھے جتنا بچکے کیونکر جانے گا اب بھلا میرے ہاتھ سے تو نجات
 پائیگا یہ کہہ کر ارشاد امیر کے حوالے کی امیر پر اپنے اُٹھ کر بے کی ضربی صاحبقران نے اٹھ کر عقب سلیمانی سے اُس

ارشاد کو کاٹ کر ایک ہاتھ اُسکی مکر پر لگا یا مگر اُسکے بدن پر ایک خط بھی نہ آیا اور وہ دیو بھاگا بعد ایک ساعت کے
 فرمایا ہاتھ میں لیکر آیا اب کی مرتبہ یہ وہ پکھلیا اور لٹکارا کراد و دنا دخر دار ہو میں پتھر وار کرتا ہوں ہوشیار ہو یہ مکمل
 اس اثر وہے کو امیر پر مارا امیر نے اُسکو بھی تلوار سے کاٹ کر ایک ہاتھ پھر اُسکی مکر پر لگا یا اس مرتبہ بھی اس سخت کے بدن پر
 رخم نہ آیا اور تلوار اسطرح سے اُسکے بدن پر سے اچھی کہ جیسے موگری کھڑیا ان سے اچھی ہو اُسکی جلد بھلا کب لپٹی ہو وہ درو
 پھر بھاگا تیسری مرتبہ جب پھر آیا امیر نے بقوت تمام اسے پھر تلوار کو جرایا اس فتح بھی تلوار نے دکا اُسکو کچھ اثر نہ ہوا وہ ہرگز
 خیر نہ ہوا تب امیر نے خدا کی بارگاہ میں نالہ و زاری کیا آنکھوں کو اشکبار کیا ناگاہ ایک طرف سے حضرت خضر پیدا ہوئے
 انکی مدد کے اثر ہو یہ ہوسے اور ہم عظم پڑھکر اُس کو مار کے جدھر سے آئے تھے اُدھر چلے گئے اُنکے دشمن کو قتل کر کے
 اپنے مقام پر چلے گئے امیر اُس کو مارے جانے سے بہت خوش حال ہوئے اتنے بڑے دغدغ سے فراغ البال ہوئے اور اس
 بتوڑے پر باطنیان تمام پھیکر دیا و صحرا کی سیر میں مصروف ہوئے وہ سب دودل کے موقوف ہوئے ناگمان ہوئے سرد نے
 امیر کو اُس نچے پر سلا دیا اُس وقت سب عزم و اہم بھلا دیا امیر نے ہر نگار کو خواب میں کچھ لکھی مدد دی ہو در مفارقت
 میں اپنی جان بھوتی ہو امیر اسی غفلت میں بے اختیار زخروہ آہ کا مار کے جاگ اُٹھے دیکھیں تو وہی صحرا سے بے پایاں
 ہو اور دریا موج زن طوفان ہو دلمیں کہتے لگے کہ دیکھئے خدا کیونکر دنیا میں پہنچا تاہی ہر نگار کا دیدار کیونکر کیا ہو
 بعد از ان خیال میں آیا کہ تنہا ہر اس دریا کی راہ سے چلا چاہیے آخر کو کچھ تدبیر اس بیابان سے نکلنے کی کیا چاہیے یہو چکر
 درختوں کی ٹکڑیاں توڑ کے ایک بٹیرا بنایا اور اُسپر وار ہو بیٹھے جب نصف دریا میں چھوڑا طوفان آیا اور وہ بٹیرا لٹک رہا ہو چکا
 را دی وایت کرتا ہو امیر نے دوبارہ اُس بٹیرے کو دریا میں چھوڑا پھر طوفان آیا اور وہ بٹیرا کنا لے پر پہنچا را دی وایت
 کرتا ہو کہ امیر نے بٹیرا بٹیرے کو دریا میں چھوڑا مگر بٹیرا جب نصف دریا میں پہنچا تھا یا تو ملامت پیدا ہوتا تھا یا طوفان
 آتا تھا اور بٹیرا کنا لے جا لگتا تھا ایک ہفتے تک امیر محنت کیا کیے لیکن بٹیرا کنا لے کا کنا لے پر رہا کسی صورت سے
 دریا پر نہ بھا امیر دریا کے کنارے اترے اور نماز پڑھنے کے بعد حجاز حقیقت کے حضور میں نہایت شمع خضوع سے
 دعا کی کار ساز حقیقی کی بجا ن دل حمد و ثنا کی کہ اکہ العالمین مجھ کو اس وقت سے بجا مجھ حیران پریشان کا ٹیرا پار لگا
 اتفاقاً اسی حالت میں آنکھ امیر کی لگ گئی دیکھا کہ ایک بزرگ بنر پوش کھڑے کستے میں کہ او فرزند میں توحی خیمہ
 ہوں اس ریا کے حال سے میں باخبر ہوں اس دریا میں میرا نیزہ ہو اس واسطے اُسکے اوپر سے پانی جانے نہیں تیار ہو
 جو چیز اس دریا پر جاتی ہو اُسکو روک لیتا ہو تو نصف دریا میں جا کر اس کو پھر صدہ نیزہ تیرے ہاتھ آئیگا اس اسم
 کی برکت سے تو اس ملامت سے نجات پائیگا امیر نہایت خوش ہوئے اور اسی عالم دریا میں حضرت نوح کس قدر چو
 ہر گاہ بیدار ہوئے خواب غفلت سے ہوشیار ہوئے مشک و عنبر کی خوشبو سے دماغ معطر ہو گیا اُنکے فیض سے اُنکا
 مطلب کی میسر ہو گیا اسم اللہ کر کے بٹیرے پر بھر سوار ہوئے دریا کی راہ طر کرنے پرتیار ہوئے اور اسم تعلیم کردہ حضرت

نوح بڑھتے چلے جاتے تھے اسی کم کو ہر دم زبان پر لاتے تھے جب نصف دریا تک پہنچے پہلے تو بانی جوش کھایا گویا ایک
طوفان عظیم اٹھا بعد ازاں ایک چھوٹا سا صندوق تراشے اٹھکھڑے کئے نہرو یکایک موج دریا نے اسکو بڑے پاس لگایا
امیر نے اس صندوق کو اٹھا کر بڑے پر رکھ لیا اس کے اٹھانے میں کچھ دسواں کیا اور کھول کر دیکھا تو ایک نیرہ شاخ تنگ کا
ناگہ دن بنا ہوا حلقہ حلقہ کیا رکھا ہر پیر اسکو خوب غور سے دیکھا پھر صندوق سے نکال کر حلقوں سے بند کاٹے مثل
کھشتان سیدھا ہو گیا وہ نیرے کی صورت بلند بالا ہو گیا امیر نہایت خوش ہو گئے اور اس نیرے سے بڑے کو کہتے ہوئے
چلے ہر گاہ بھوک لگتی تو وہ کچھ عنایت کر دے حضرت خضر علیہ السلام کھاتے بھوک کی ادویت سے تسکین پاتے اور نہایت خوش
ہوا تو بڑے کو کنارے باندھ کر نماز ادا کرتے خواب کمر یا میں جھلک مقصود کی دعا کرتے اور پھر اس بڑے پر چڑھ کے روانہ ہوتے
نہ بیٹے اور نہ سوتے الغرض اسی طرح جس ذرا مکمل چلے گئے اکیسویں دن ایک صحراے خوش فضا ملا وہ میدان ان نیرے سے خالی تھا
ملا امیر بڑے سے اتر کر خشکی میں قدم زن ہوئے دو تین کوس گئے تھے کہ سات بھیرے نمود ہوئے نہایت بزرگ اور
زوردار و نمجملہ ان کے ایک بھیرے سفید رنگ درست بڑا تھا اور نیم کے زمین تک ٹپکتے تھے کہتے ہیں کہ وہ ہفت کمرگ سلیمان کی کھلاتے
تھے اسی میدان میں جو کچھ ملتا تھا کھاتے تھے ان ساتوں بھیروں کو حضرت سلیمان نے پال کر وہاں چھوڑ دیا تھا وہاں ہیں تھے
کا انھیں حکم دیا تھا بھیروں نے جو صاحبقران کو دیکھا چاروں طرف سے امیر کو گھیر لیا سب جمع ہو کر ان کا احاطہ
کیا صاحبقران نے درخت کو بٹھ کر عقرب سلیمانی کو میان سے لیا جو بھیرے یا آگے بڑھا اسکو اسی تلوار سے قتل کیا
جب امیر ساتوں بھیروں کو مار چکے اور ان کے گزرنے سے اطمینان پایا اپنی طبیعت کو شادمان پایا کھال انکی خیر سے بدلی
اور دل میں کہا کہ حمزہ مجھے سفر دور و دراز پر پیش ہوا ہر یوست بہت جگہ کام آئینگے تو اس حجرے سے بہت فائدہ اٹھاؤ گا
مگر چھالے کی طرح گلے میں لکرا رہی ہوئے تمام دن چلے گئے شب کو ایک پاڑ کی کھوہ میں ایک پتھر کی چٹان پر لیٹ کر سہا
صبح ہوئی نماز پڑھ کے وہاں سے روانہ ہوئے گرمی کے دن تھے دوپہر کے وقت امیر پیش قفایہ کھڑے سایہ کی تلاش میں مٹھائے
اتفاقاً ایک جبار دیواری باغ کی نظر آئی انکے دل نے کچھ تعویذ پائی قدم بڑھا کر جو گئے دیکھیں تو دروازہ یاغ کا بندھن آہ
فکر میں ہوئے کہ اسے اندر جائیے اس باغ میں کس طرح سے قتل پائیے امیر نے خیر سے قفل کو کاٹ کر دروازہ کھولا اور باغ کے
اندر گئے اس بندیر سے خوف و خطر گئے دیکھا کہ باغ نہایت آراستہ ہے اقسام اقسام کے درخت لکھائے خوشبودار میوے کے
ہوئے ہیں نہر جاری ہے جوش پر بار بار دی ہوئی کھاناں طلائی اور نقرہ تعمیر کیے ہوئے ہیں ہر طرح کی ہر مکان میں آرائش ہے
بڑی جائے آسائش ہے امیر ایک مکان کے اندر گئے دیکھیں تو ایک تخت زمرود کا بچھا ہوا ہے امیر سہنگیہ بڑے کھٹکے کا لگا
ہوا ہے امیر اس پر جا بیٹھے گویا وہ باغ رشک روم انھیں کیواسے بنا یا تھا انھیں کے حصے میں آیا تھا دلیں کہا کہ یہ سب
مکان حضرت سلیمان کے ہیں بنائے ہوئے قوم نبی جان کے ہیں بعد ان کے جس شخص نے اس میں خل کر لیا حیا چاہا تو صرف کیا امیر
جہنم سے سخت پرہیز ہوئے تھے ایک ساعت کے بعد عدد دوسرے گرجتا ہوا پہنچا اس قدر رشور و غل تھا کہ گویا ہزاروں طرح کا لہجہ

ہوا پہونچا اسکے شور کی آواز امیر کے کان میں آئی اُنکے دل نے بہت ہیبت کھائی امیر اس مکان سے باہر نکل آئے
 بنا دریافت کرین کہ یہ کیا آفت ہو چکے شور سے برپا ایک شامت ہو دیکھا کہ ایک بو ووسر رعد کی طرح غل مجاہد ہوا
 ہر شخص کو سنا رہا ہو کہ جسے میرے بے حکم میرے باغ کا دروازہ کھولا ہے میں اُسکو دیکھوں تو پیلہ لاکر نکال جاؤں کچا مع گوشت
 پوست کھاؤں امیر نے لٹکا کر اُس سے کہا کہ اخیرہ سرور از قاتل کیا ہیودہ بکتا ہے بھلا میرے سامنے ٹھہر سکتا ہے تو نہیں
 جانتا کہ میں نے لازم قات کو چاک سیلانی قاتل ہر من کو کھیریت نایاک ہونے یوں کے مارنے میں سخت بیباک ہوں
 رعد ووسر بولا کہ ادا دمی کلہ ستر قات بر باد کر کے تو میرے باغ میں یا ہر میں سُن چکا ہوں کہ تو نے ہزاروں کو مار کے
 عدم میں پہونچا یا ہر اب گر لاکھ بولوں کھتا ہو تو یہاں قدم اٹھا نہیں سکتا اب میرے ہاتھ سے تو اپنے تئیں بچا نہیں سکتا یہ
 لکھ ایک چو فوج لاوی جو اسکے ہاتھ میں تھی امیر کے سر پر لگائی اپنی قوت کھائی امیر نے وہ چوٹ کے ہاتھ سے چھین لی
 ایسی چالاک اور چستی کی رعد ووسر نے دیکھا کہ یہ دمی بڑا زور آور ہوئی الواقع جیسا میں منتا تھا ویسا ہی جی در دلا وہ
 ہو بے تحاشا سر پر پالٹن لٹکے امیر کے آگے سے بھاگا ٹھہرنے کی تاب نہ آئی مقابلہ کرنے کی مجال نہ پائی امیر نے اُسکا پیچھا کیا
 جھپٹ کے اُسکو لیا اُس نے دیکھا کہ اس آدمی کی دوڑ بھی مجھے زیادہ ہے میرے پکڑنے پر آمادہ ہوا سنا راہ میں ایک کنواں تھا
 اُس میں بدحواس بن گئے اپنے تئیں گرایا اس وقت اسکو ادھر کچھ بن آیا صاحبقران اس کنوین کی جگہ پر بیٹھ گئے کہ کبھی تو
 کچھ لگا ب تل سین بڑا رہیگا تین بہر کامل بیٹھے رہے گرد و نہکلات تو انکی طبیعت گھرائی بیٹھے بیٹھے اُنکائی اسی فکر میں ہو گئے
 مینہ پینا قفل ہو گئے ناگاہ عرو نے خواب میں کہ کہا کہ حمزہ اگر حشر تک تو یہاں بٹھیا رہیگا اور اسی طرح سے تکلیف سے گا تو وہ
 اس کنوین سے باہر نہ آئے گا جب تک تو کہیں چلا نہ جائیگا اس واسطے میں چلو ایک تہہ برساتا ہوں ایک حرکت سکھاتا ہوں
 اس کنوین کے باجی تالاب کے پاس پانی کا ٹکڑا اس کنوین میں لاکر کنواں پانی سے بھر جائے وہ شہر بھر گھر کے نکل آئے یہ خواب
 دیکھ کر امیر کی آنکھ کھل گئی خنجر سے ایکٹلی کھود کر تالاب کے پانی سے کنوین کو بھرتا ہ گھر اگر کنوین سے باہر نکلے چلاتا
 تھا کہ بھاگ جائے امیر کے ہاتھ سے اپنی جان بچائے امیر نے دوڑ کر ایک تلوار ایسی اُسکے کمر پر ماری کہ گڑی کی طرح
 دو نیم ہوا دھن ناچیم ہوا ایک ساعت نہ گزری تھی کہ ایک یونی بڑھیا بھوس دتی ہوئی آئی اُسکے غم میں جان کھوتی ہوئی آئی
 ادر کہنے لگی کہ ادا دم زاد تو نے میرے بیٹے کو کل اُسکاتین دہریں کاسن تھا ابھی اُسکے دو دھ کے دانت بھی نہ توڑے تھے جھٹ
 مارا یہ خیال نہ کیا کہ اسکا کوئی وارث بھی ہوگا اب کچھ میں اُسکی ماں سکا بدل لینے کو آن پہونچی شرارہ جادو میرا نام ہے
 میرے خلع غصے کے پکڑا تو کہاں جاسکتا ہے کسی طرح سے اب میرے ہاتھ سے تو اپنی جان نہیں بچا سکتا ہے یہ لکھ کر جادو کرنے لگی
 امیر نے جو اکم باطل السحر پڑھا شرارہ جادو انا جادو بھول گئی امیر نے قدم بڑھا کے ایک ہاتھ لگا کر اُسکو بھی ڈوٹھوے کیا
 اس خجہ کو بھی ختم نہیں ہوگا ناو یا اور غسل کر کے دور کث نماز شکر کرنے کی ادا کی اس بات پر کہ اُس نے اُنکو ایسے خوشخواروں کے
 ہاتھ سے نجات عطا کی در دل میں کہا کہ سفر دور دراز پیش ہے آج ہی جا استراحت کیا جا ہے بندہ کچھ آرام دیا جا

وہ شب اسی جگہ پر سحر کی صبح کو وہاں سے روانہ ہوئے تیرھویں دن امیر کے پانچوین چھائے بڑ گئے ناچار ایک جگہ
 مجبور ہو کر بیٹھ گئے پانچون کے درم در چھانوں کے باعث چلنے سے مخدو ہو کر مٹیہ گئے ولین کہا کہ سنو زلی دوری اور کو
 تھک گئے اور آج بھی پانچون میں بڑ گئے دیکھیے خدا کیونکر یہ ردہ دنیا پر ہو سکتا ہے ہمارا وطن دکھاتا ہے ایک ساعت نہ گزری
 تھی کہ ایک گروہ سامنے سے اٹھی جب یہ گروہ زمین پر بیٹھ گئی دیکھیں تو ایک گھوڑا لشکی رنگا سرور براق سے زمین چلا آتا ہے لیا
 خوشخام ہو کر جسکی چالٹ حال کیہنے سے دل یک فرما پاتا ہے جب امیر کے پاس کر وہ ٹھہر گیا امیر نے اپنے دل میں کہا کہ یہ خدا
 خدا نے جسے تجا بھیجی ہو تیرے حال دار پر غایت کی ہو اٹھ کر اُس پر سوار ہوئے جب کبریا کے جانے دل سے شکر گزار ہو کر
 گھوڑے کی پیٹ پر جانا تھا وہ گھوڑا براق سے مانند وہاں سے چک کر ہوا ہوا مثل بری کے ہوا پر اڑا ہر چند امیر نے رو کر
 مگر نہ رکاتیں بنانہ روز تک چلا گیا کہیں فی رادہ نہ لیا ایک پل قیام نہ کیا جو تھے دن امیر کو چار دیواری باغ کی نظر آئی
 اسکی طبیعت تسکین پائی وہ گھوڑا اسکا اندر گیا وہاں بہت گھوڑے اس تک کے پھرتے دیکھے اور وہ گھوڑا بھی ان گھوڑوں
 میں ٹکڑ چنے لگا اس باغ کی گھاس سے کہ سنبل و ریحان سے خوشتر تھی اپنا پیٹ بھرنے لگا امیر اس کیفیت کو دیکھ کر بہت
 ولین حیران ہوئے غور کر کے جو دیکھا تو ایک مشوہ چارہ سالہ شک خوش ایک گھوڑے پر سوار طلائی جو اہرنگا چھری ہا
 میں لیے ہوئے ان گھوڑوں کو چراتی پھرتی ہو کمال ناز و انداز سے ہر طرف ہٹکا تھی پھرتی ہو اور کھینچتی ہو اور کھینچتی ہو
 ہر وقت ایک نئے رنگ میں ہوتی ہو امیر کو دیکھ کر بولی کہ اے غریز تو کیا ماندہ تھا کہ اس گھوڑے کو پاکر غنیمت جان کے سوار
 ہو بیٹھا امیر نے فرمایا کہ اے جان جان بھلا میں کیا تو کا ماندہ تھا کہ تجھ میں ایک قدم چلنے کی طاقت نہ تھی بلکہ گھڑے ہونے
 کی قدرت بھی نہ تھی اس گھوڑے کو دیکھ کر تائید لکھی چھک سوار ہوا یہ گھوڑا جو چکویک بھاگایا ان چکویک پانچوین باغ میں
 چک لایا اب تو تاکہ کون ہو اور اس جگہ کا کیا نام ہے یہ کہ مقام ہے کہ اسکا طاشطرح سلیمانی ہو اس میں فقط حکمت بانی ہو کہ
 جسکے دیکھنے سے تجھے حیرانی ہو اچانک بیان آنکر کوئی جتنا نہیں بھلا جو بیان آیا ہو اسکو شیر اجل نے کھایا ہو آٹا ہی کہنے بانی تھی
 کہ گھوڑا اسکا دوسری جانب کو اسے لے گیا وہ کچھ اور کہنے بانی اسی غائب ہوئی کہ پھر امیر کو نظر نہ آئی دست راست کو جو
 امیر نے دیکھا تو حضرت مخضّر تشریف لائے میں انکی اعانت کے لیے آئے ہیں امیر نے سلام علیک کی حضرت مخضّر نے سلام کا
 جواب دیا اور اُسے خطاب کیا کہ یا صاحبقران جس گھوڑے پر تم سوار ہو اس کے گلے میں ایک لوح زمرد کی یہ وہ فی طرح سے
 جڑی ہو اسکو لیکر اپنے پاس کھو اور خوب ہوشیاری کرو کہ بے دیکھے لوح کے کوئی کام نہ کرنا کہ یہ ظلم ہے جب دمی اسکی نظر پڑا
 ہی پھر تمام عمر بانی نہیں پاتا ہو حضرت مخضّر تو یہ کہہ کے چلے گئے امیر نے گھوڑے کے گلے سے لوح لیکر دیکھا اس میں لکھا تھا کہ
 کہ اے روزندہ دیر کنترہ غلبات خدا نے اپنا فضل کیا کہ لوح اس ظلم کی تیرے ہاتھ آئی تو نے بڑی چیز بانیاب بانی
 یہ عورت جو گھوڑے پر سوار تھی اسی اور کبھی رودتی ہو جو وقت یہ ہنسے ایک تیر یہ ہم ٹہرے اس کے منہ پر مار دیکھا کیا تاخا
 نظر آتا ہو تو کسی کیفیت اٹھا تا ہو امیر نے جو ہنسے وقت اس کے منہ پر تیر مارا وہ تیر گدی کے پار نکل گیا مثل برق و باد

نکل گیا اسکے روزن سے ایک شعلہ آگ کا نکلا اور گھوڑی بال دم میں آگ لگی جسے گھوڑے تھے شعلہ جو کہ سطح سے کانٹے
 کھا کھا کر چلنے کی نسبت نابود ہو گئے کسی کا نشان بھی نہ رہا ایسے فقود ہو گئے فقط وہ گھوڑا جس پر امیر سواری تھے اُس آگ سے
 بچ رہا اسپر کسی طرح کا صدمہ نہ پہونچا امیر دیکھیں تو نہ وہ باغ ہو نہ گھوڑے میں ہر طرف سے آواز شور و غل کی آتی ہے کہ
 جبکہ ہیبت سے طبیعت سننے والے کی ہول کھاتی ہو اور ایک صحراے وسیع ہو کہ جگہ طول و عرض کا پایاں نہیں کوئی
 دشت تاکہ ایسا بیان نہیں گھوڑا امیر کو دہان سے لیکر چند قدم ایک طرف کو گیا تھا کہ ایک چار دیواری باغ کی
 نظر آئی پہلے باغ سے زیادہ کیفیت اس میں پائی امیر جو آگے اندر گئے باغ کو دیکھ کر بہت خوش ہوئے باغ کیا تھا
 نمونہ بہشت تھا گو یا میں مرشت تھا درمیان میں اُس باغ کے ایک ایسا درخت عظیم الشان دیکھا اس میں بھی طلسمات کا
 نشان دیکھا کہ ہر ٹہنا اس کا سبطی میں بجائے ایک درخت تھا اس کا بیان کیا ہو سکے جس قدر مٹا اور سخت تھا اور اُس پر
 رنگ برنگ کے جانور بیٹھے ہوئے اپنی بولی بول رہے تھے اپنی اپنی بولیوں میں زبان کھول رہے تھے اور
 درمیان میں اُن جانوروں کے ایک ہمارے تاجدار مالا سرور پر گلیے میں ڈالے ہوئے تھے صورت بہت خوب واری بھی
 مرغوب امیر کو جو اُس نے دیکھا تمام جانوروں سمیت پانچ گز درخت سے بلند اڑ کر جانوروں کے حلقے میں محو جانوران
 حلقہ زن کی طرح اُس آواز دردناک سے آواز کی کہ آدمی کیا تھو بھی بھل جائے اُس صدا پر درد اور نالہ خرمین کو
 گھر کسی کو چین نہ آئے امیر اُن جانوروں کی زار زائے شکر رو دیے اور اُنکے قلب قیق اور دل گذار نے بہت فحس کیا
 گر شل مشہور ہو کہ دو وہ کا جلا سٹھا پھونک پھونک کر بتایا اپنے دل میں سوچے کہ شاید یہ جانور بھی جادو کے ہونے پر
 جادو کی قوت میں پھنسا میں کچھ اپنا رنگ کھائیں اس واسطے کوچ کو نکال کر دیکھا لکھا تھا کہ خبردار خبردار اس درخت کے نیچے نہ کھڑا ہونا
 نہیں تو طلسم میں گرفتار ہو جائیگا یہ جانور سب جادو کے ہیں پھر کبھی تمام عمر بیان سے رہا نہ پائیگا اس اسم کو تیر بردم کر کے
 ہمارے جادو کو مار ڈال سکے طائر روح کو قفس جہ سے نکال میرے کمان میں جو کر کھڑے ہوئے کہ ہمارا درخت پہنچا جاتا
 تھا کہ پھر بردار کرے ان سب جانوروں کے ساتھ پھر اڑنا غار کرے امیر نے لسم اللہ کر کے ہمارے سینے میں تیرار کر کے سینے سے
 پار ہو گیا وہ بقیار ہو گیا اور تیر کے لگے ہی ہمارے سینے سے ایک شعلہ آگ کا نکلا اور وہ باغ تمام جانوروں سمیت چل گیا
 جبکہ سب سے نابود ہو گئے تب ہ کھٹکا امیر کے دل نے کھٹکیا بعد شور و غل کے امیر نے اپنے کو ایک در باغ میں پایا
 وہاں اور ہی تماشا نظر آیا یعنی اُس باغ میں ایک غول سوئے کا سلجے لیے ہوئے کھڑا تھا صورت کل عجیب تھی حرکت یوانہ کے
 قریب تھی امیر کو دیکھ کر بلا کر آدم زاد سیاہ سر و نہ ان فیدہ ضعیف الخشب تو بیان کس طرح آیا آنکھوں میں کان میں کس پہونچا یا
 یہ لکھ کر ڈھک کر سلجے امیر کو مارا امیر نے اس کی ضرب کو خالی دیکر ایک ہاتھ تلوار کا ایسا لٹکایا کہ پھر زندہ نظر نہ آیا فوراً ڈھک کر
 ہو گیا مگر جو ٹکڑا زمین پر گرا ایک کے دو غول ہو گئے پہلے سے دو چند ہوئے اچھے تنومند ہوئے اور دونوں نے امیر پر ڈھک کر
 حلقہ کیا چاروں طرف اُنکو گھیر لیا اور دو پہر کے عرصے میں تمام باغ غولوں سے بھر گیا امیر کا دل اُس جادو کو دیکھنے لگا مگر پھر

تھی کہ کسی غول کی ضرب امیر پر اثر نہ کرتی تھی کوئی حرب ضرب انکی اسین ضرور نہ کرتی تھی اور غول بھی عجیب الیت نظر آتے تھے ہر وقت وہ اپنی صورت بدل کر امیر کو دکھاتے تھے سر تو اسکا سینے میں ورد و نون ہاتھ دو سنگوں کی طرح سے سر کے برابر نکلتے ہوئے تھے آخر امیر کو بوج یا د آئی امیر امیر نے نظر جمائی دیکھا تو معلوم ہوا کہ یہ غول تلوار سے نہ مارے جا سکتا ضرب شیر ہرگز نہ دکھائی گئے غول سفید کے ماتھے میں ایک ٹال بڑی عقیقہ مسخ ہوئی اس غول میں تیر کے کا تو یہ طلسم فتح ہو جاوے تو اس شخص سے نجات پائے گا امیر دیکھیں تو واقعی غولوں میں ایک غول سفید ہو اور اسکی پیشانی پر ایک مسخ خال عجیب طرح کی مثال ہو امیر نے بسرا لٹھ کر کے ایک تیر اسے خال پر مارا چاروں طرف سے شور و غل پیدا ہوا گویا سنگاؤں کی طرح ہویا ہوا اور خلک سے اولے کرنے لگے اور بادل گرجنے لگا قنوری دیر کے بعد وہ شب بدور ہوا تمام طلسمات کا کارخانہ انکھوں سے ستور ہوا پھر دیکھا تو ایک درہی مکان ہو بہت نفیس عمارت عظیم الشان ہو امیر اس مکان کے اندر گئے باغ خوش فضا نظر آیا وہ گلزار انکودل سے بھلیا دیکھا کہ ناف باغ میں ایک حوض پانی سے سرور ہو رہا ہے اور بہت طرب انگیز ہو اور بعض ایک تخت خوش قطع بچھا ہو امیر ایک یو تکیہ لگائے ہوئے بیٹھا ہوا اور اسنے اسکی ایک عورت بندھی ہوئی پڑی ہو اور اسکے سینے پر ایک جن خنجر ہاتھ میں لیے بیٹھا نہایت زور سے اسکو زیر کیے بیٹھا ہو امیر کو دیکھ کر وہ عورت بکاری نہایت عاجزی سے یہ آواز ماری کہ کشندہ ظلم مجھے اسکے ہاتھ سے بچا اور ظالم کے بچے سے مجھے چھڑا اسکے اس بات کے کہنے سے جن نے اسکا سر کاٹ کر دیو کی گود میں ڈال دیا اور اسے حوض میں پھینک دیا اس بیوی کے ساتھ ان دونوں نے یہ حال کیا پھر حوض سے وہ سرا چھلک کر اس عورت کے دھڑلے لگ گیا اور اس عورت نے بہنوئی اول پھر صاحبقران سے مدد چاہی جن نے پھر اسکا سر کاٹ کر دیو کی گود میں ڈال دیا اور اسے بتدر حوض میں پھینک دیا پھر اسچھلک کر عورت کے بدن میں لگا امیر اس کیفیت کو دیکھ کر بہت تعجب ہوئے اور دلیں کما کما تعجب تاشا ہو محض قدرت خدا ہو بوج کو نکال کر جوڑ بھا لکھا تھا کہ جب وقت وہ جن سر اس عورت کاٹ کر دیو کی گود میں ڈالے اسوقت تو اسم عظیم تر طلسمات اس کے کوئے کنٹھ میں مارا اس اسم کی برکت سے سب جادو انکا اتار امیر نے وہی عمل کیا جھٹ ایک تیر اسی طرح سے اسکے حلق پر مارا دیو کے مرتے ایک شور و غل پیدا ہوا لڑ لڑا شہر برپا ہوا شور و غل موقوف ہونے کے بعد امیر نے دیکھا کہ ایک صحرا سے بے پایاں ہو ایک سبق و دوق بیان ہو امیر اس طرف کو چلے قنوری دور جا کر ایک قلعہ نکلیا وہ کا انکونظر آیا اس قلعہ کو بھی نئے طرز کا پایا امیر جو ایک دروازہ پر گئے دروازہ قلعہ کا کھلا پایا کوئی دربان نگاہبان کیخین نہایا آبادی اس قلعہ میں نظر نہ آئی آدمیوں کی آہٹ آغصوں نے نہ پائی امیر قلعہ کے اندر گئے دیکھیں تو قلعہ خوب آباد ہو دور دور کا انداز اپنی دکانوں میں بیٹھے ہوئے ہیں مگر کسی میں جس حرکت نہیں ہو ہاتھ پاؤں ہلانے کی طاقت نہیں ہو ہر چند امیر نے ان لوگوں سے اپنی بات کی انکو آواز دی لیکن کسی نے لب تک نہ ہلانے کسی بات کا جواب نہ بان پر نہ آنا جا رہا زار کی سیر کر کے تھار خانے کی طرف گئے کثرت سے خلقت نظر آئی مگر ان میں بھی وہی کیفیت تصور برجان کی

انی آگے بڑھ کر کانات پر کھٹکے گئے اور نقیب جو بدر ایسا دل بران خدمت گزار وائے پر بیٹھے پائے ایک ہی سے حاصل کیے دیکھنے میں آئے جس سے امیر نے پوچھا کہ یہ قلعہ کس کا ہے کسی نے کچھ جواب دیا مطلق اُسے کچھ کلام نہ کیا چند قدم پر دیوان خاص ملا امین ایک کان صرغ دیکھا اُسکے اندر گئے ایک تخت جو اہر نگار پر بادشاہ کو لباس شناسنا نہ بیٹھے دیکھا اور گرد اُسکے سروا پیلوان اپنے اپنے قرینے سے دنگون پر بیٹھے پائے امیر نے بادشاہ کے متصل جا کر سلام علیک کی حاجت پائی امیر کو غصہ آیا تب تو برہم ہو کر کہا کہ تمھارے بیان کی یہی رسم ہے کہ جو کوئی سلام علیک کرے اُسکو جواب دین اُس سے کچھ بات نہ کریں اُسکا بھی جواب ملے کسی کا لب بولنے میں نہ ملا امیر ناخوش ہو کر باہر کو پھرنے لگا کہ میں تو جہن واکر سے آئے تھے وہ دروازہ نظر نہیں آتا کچھ اُسکا پتا نشان پایا نہیں جاتا ناچار ہو کر پھر بادشاہ کے پاس گئے کہ اُس سے دریافت حال کریں اپنی حیرانی کی کیفیت کہیں بادشاہ کے ہاتھ میں ایک کاغذ لکھا ہوا تھا امیر نے ہاتھ بڑھا کے وہ کاغذ بادشاہ کے ہاتھ سے لیا اپنے قبضے میں کیا بادشاہ تب بھی نہ بولا ہرگز منہ نہ کھولا امیر نے اُس کاغذ کو پڑھا لکھا تھا کہ اے آئندہ ظلمات سلیمان کے دربار کی نقل ہے یعنی اسی بزم فرحت اُٹار کی نقل ہے جو لوگ کہ دربار میں حاضر ہوتے تھے اُنکی صورتیں بنائی ہیں ہر جگہ جو مقام نشست قیام تھا اُنکی تصویریں سب اسی طرح لگائی ہیں اور جو صورت تونے اس قلعہ میں دیکھی ہو سب لوگ سلیمان کے وقت میں اس قلعے میں قیام رکھتے تھے اسی صورت سے مقام رکھتے تھے پس چلیاں کیونکر جواب میں جنہیں جان نہ وہ کیونکر بات کریں امیر اس فکر میں غلطانہ پچان تھے نہایت متحیر اور پریشان تھے کہ حضرت سلیمان کے تخت کے برابر ایک درخت لکھائی دیا اُنھوں نے اُسکو بغور تمام ملاحظہ کیا دیکھیں تو اُسپر ایک معشوقہ چارہ سالہ مغربی بچہ پر کمال ناز واد اُٹھی ہے حریف جمال میں آدم زاد کی تو کیا حقیقت ہے بیویوں سے نہ ہر اردو سوا بیٹھی ہو اور چار سو بزرگوں کے تحت کے بچے ہاتھ باندھے کھڑی ہیں جبکہ ہاتھ گلے میں بھینچ کر اُسبست نفیس کرسی ہیں امیر نے اُسکے برابر اُسے سلام علیک کی اُسے جواب سلام علیک کا دیکر کہا کہ امیر غمناک اس ظلمات میں تو کیونکر آیا اس مقام میں آدم زاد کے آنے کی مجال نہیں بھلا تو نے کس طرح سے گزر پایا امیر نے کہا کہ میرا حال بہت طویل ہو کیونکہ تمہاراؤں جس حکایت کی انتہا نہ ہو اُسکو کیا زبان پر لاؤں مگر تم اپنا حال بیان کرو کہ کون ہوا اور بخارا کیا نام ہو اور آجکے میں کہ جب کا نیرنگ بیان نہیں ہو سکتا کیونکہ مقام ہو اُس مشوقہ نے کہا کہ اے بندہ خدا میں بھی حضرت سلیمان کی خدمت میں نام میرا سلیم شاعران ہو چکا جاہ و شمت بخشیدہ حضرت بادشاہ جنات و برتان ہو جب حضرت سلیمان نے اس جان گذران کو نصرت کیا اور شہنشاہ نے جنات کو اپنے قبضے میں لیا اُس نے پردہ ظلمات کی حکومت چھوڑ دی اورین حسب ضامندی اُسکے قبول کی چند روز کے بعد حضرت بن مقاتل ہرمن نے سر اٹھایا اور بد ذاتی سے برسرِ فساد آیا قاف کے ملکوں کو ازاد نکالا اسی شہنشاہ سے عجبین لیا بہت سے نواح کی حکومت سے خارج کیا شدہ ظلمات میں داخل کیا اور مجھے پیغام دیا کہ تو جھکو قبول کیونکہ میری مواصلت اختیار کرو اور اس میں ہرگز نہ انکار کریں تو جھکو بھی

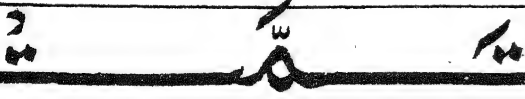
ذیل خوار کرونگا بہت ذمیت دوں گا میں نے دیکھا کہ جب شہنشاہ اسکا کچھ نہ کر سکا تو میری کیا حقیقت ہو اسکے پاس ہی
 جمعیت اور اسکو بڑی قوت ہو اب بیان ہوتے ہیں ناحق حرمت میں خلل آئیگا بزرگوں کی غرت ناموس کا نام نہ جانے گا
 یہاں سے بھاگنا ہی صحت ہو اس میں خیریت ہو اس خیال سے اپنے کو دیدہ و دانستہ اس ظلم میں دالکر قیدی نہیں رہا بلکہ
 تھنی کہ بیان تو وہ نہ اُسکیگا جھجھکی طرح کا قابو نہ پاسکے گا باقی اس مکان میں فقط بلحاظ زیارت تصور حضرت سلیمانؑ کی زندگی
 کے دن بھرتی ہوں گوشہ عافیت میں بھیکہ خدا کی عبادت فراغ خاطر سے دن رات کرتی ہوں اور یہ جا رہو برادرین میری
 کینہ میں ہیں انکو اپنے ساتھ ہیے آئی تھی اس نیت سے یہاں آئی تھی اب تم اپنا حال بیان کرو کہ تم کون ہو اور کمانے
 آئے ہو اس مقام میں گو کہ تشریف لائے ہو صاحبقران نے کہا کہ میں نے لازماً قاف کو چاہے سلیمانؑ فرزند ابراہیمؑ
 پیغمبر ہوں حمزہ میرا نام ہو پردہ دنیا میرا مقام ہو شہنشاہ نے اپنی مدد کو مجھے دیا ہے بلایا تھا اسکی خاطر سے میں
 یہاں آیا تھا میں نے اگر اول مقاتل امیر سن کو بعد از ان جعفریت اور اسکی ماں ملعونہ کو مار کر بادشاہ کا ملک گیا
 ہوا بادشاہ کے قبضے میں بدستور کر دیا خدا کے فضل اور اپنی جرأت اور دلادری سے اسکے دشمنوں کو قتل کر کے پھر اسکو
 مالک اس ملک کا کیا اور اکثر ظلموں کو توڑا اور دیوان سرکش کو قتل کر کے خاک سیاہ کیا اسکے مددگار کو ذلیل ورتبا
 کیا اب تو خوف نہ کر شوق سے اپنے ملک میں جا اسواسطے کہ دشمن تیرے نیست نابود ہو گئے اب تو پھر اپنے تین ہاں
 حاکم بنا ملک سلیم شاعران نے جواب دیا کہ ظلم میں تو اپنی خوشی سے آئی تھی لیکن بیان سے نکلنا میرے اختیار کے باہر ہے گو کہ
 جو بیان آتا ہو نکل نہیں سکتا فرمایا کہ میں اس ظلم کو توڑ کر چکا بیان سے نکال دیتا ہوں آتنا تو اب لیتا ہوں بشرطیکہ ایک بات مجھے
 اقرار ہو میں کہوں اس کو اختیار کر ملک سلیم شاعران نے پوچھا کہ وہ کیا بات ہے پہلے میں سن لوں تو اقرار کروں اگر قابل
 قبول کرنے کے ہو تو پھر کیوں انکار کروں امیر نے کہا کہ بیان سے چھوٹنے کے بعد پردہ دنیا میں مجھے ہو چکا ہے میرا ملک مجھے
 دکھا دے سلیم شاعران نے بسر و چشم کہہ کر قول پایا اور اقرار و ائق کیا کہ میں خود دیا کر ہو چکا دونگی آپکا آنا کام ضرور
 کر دوں گی امیر نے لوح کو بغل سے نکال کر دیکھا ہر چند غور کیا ایک حرف نظر نہ آیا امیر نے کچھ بڑھ نہ پایا امیر کے واسطے لڑ گئے
 جانا کہ اب جیتے جی اس ظلم میں رہے خوب تقدیر نے ہنسیا یا عجیب معاملہ پیش آیا لوح کو رکھکے وضو کیا اور تہ آسمان
 بعد از ادا سے نماز سر کھولکر مناجات کر کے سجدے میں گئے اب غفلت سی طاری ہوئی اس غفلت میں حضرت سلیمانؑ کو
 دیکھا کہ امیر اسچھاتی سے لگا کر فرماتے ہیں کہ اے فرزند طول نہو بدیع الملک نامے تیرا فرزند اس ظلم کو توڑے گا
 اسکی شکست اُسی کے نام ہو اسکا برباد کرنا اُسی کا کام ہو باقی رہا اس ظلم سے نکلنا اس اس کو پڑھتا ہوا دروازے
 کی طرف جا دروازہ پیدا ہو گا بیان سے نکلنے کا راستہ ہویدا ہو گا جب دروازے کے باہر قدم رکھتا اس کو پڑھتے رہنا
 ایک ہر تیرے سامنے آکر بھاگے گا تو بھی ہی اس کو پڑھتا ہوا اسکے پیچھے پیچھے دوڑنا جب وہ ہر ن غائب ہو جائے
 اور تجھ کو بالکل نظر نہ آئے جانتا کہ ظلم کی سرحد سے باہر آیا اللہ نے اپنے فضل و کرم سے چہرہ شاہد مقصود دکھایا امیر

ہو شیار ہوئے سجدے سے سر اٹھا کر پھر سجدہ شکر کیا اور ملک سلیم شاعر سے خواب بیان کر کے کہا کہ جب میں یہاں سے
 نکلوں تو میرے پیچھے دوڑی چلی آج میں کہتا ہوں وہ بجالا امیر اسم تعلیم کردہ حضرت سلیمان کو پڑھتے ہوئے
 دروازے کی طرف گئے دیکھا کہ دروازہ کھلا ہوا ہے جبے دروازے سے نکلے ایک ہرن سینگوں پر سینگوئیاں خراؤ بڑھائے
 نوکوں پر دو محل جڑے ہوئے زربفت کی جھول پشت پر چھیاں مرصع پانوں میں کودتا پھاندا چمچم چمچم چو کر یاں بھرتا میر
 کے رد برو سے نکل کر میدان کی طرف بھاگا امیر وہ آسم پر پڑھتے ہوئے اس ہرن کے پیچھے دوڑے اور خیال کیا کہ یہ وہی
 ہرن ہے جس کا حال حضرت سلیمان نے مجھے خواب میں ارشاد فرمایا ہے اور یہ آسم تجلو سکھایا ہے اور ملک سلیم شاعر ان
 بھی اپنے پر نر زادوں سمیت امیر کے پیچھے چلی آئے بھی آپ کے ساتھ جانے میں ذرا دیر نہ کی قلعے سے ایک شور و غل
 پیدا ہوا یہ چلانے کا درویشو رتھا گویا ہنگامہ محشر ہو یہ اہوا کی لہجہ پکڑیو در بند سے قیدی بھاگے جاتے ہیں اب گھر فار
 ہوتے نظر نہیں آتے میں کوئی سنتا ہی بیان بھر کے بھی کسی نے نہ دیکھا افتخار خیزان سب کے سب اس قید سے باہر گئے
 خدا کا شکر بجالائے آگے جا کر دوپاڑے ہرن ان پہاڑوں میں جا کر امیر کی نگاہ سے ہرن ہو گیا اسکا پھر کسی نے
 نشان نہ پایا کہ میں نظر نہ آیا امیر نے جانا کہ طلسم کی سرحد سے باہر آیا کا رساز حقیقی کی عنایت سے اس بلا جانفشان
 سے چھٹکارا پایا اور اس پہاڑ سے نکل کر دوسرے پہاڑ کے تلے میں مقام کیا آسم وادوش کی تکلیف سے آرام لیا
 ملک سلیم شاعر ان بھی اسی جا مقیم ہوئی امیر کی ہر ای میں وہ بھی بیخوف سیم ہوئی چار سو پر نر زادوں سے سامان
 عیش و طرب تیار کیا امیر کی ضیافت کی سب طرح کی باسدا رلی و اطاعت کی ساکن تک امیر اسی مقام پر جا کر
 دیکھا کہ پر نر زادوں کے ناز و کرشمے دلربائی کے دھنک دیکھا کئے اٹھوین ملک سلیم شاعر ان نے اپنے ہنشنوں سے
 مشورہ کیا کہ حمزہ جفت آسمان پری ہے اس شہت سے کوئی اُسکو دنیا میں نہیں پہنچاتا ہے اس کے خوف سے انکو کوئی نہیں
 پہنچاتا ہے اور میں نے حمزہ سے عہد کیا ہے کہ میں تلو دنیا میں پہنچا دوں گی ہرگز تم سے خلافت عدلی نہ کروں گی پس تم
 لوگوں کی اس امر میں کیا صلاح ہے کہ کون سی تدبیر باعث فلاح ہے انھوں نے کہا کہ یہ سچہ لو اگر آسمان پری کو معلوم ہوگا
 کہ تم نے اس کے شور ہر کو دنیا میں پہنچا دیا ہے اسکی خلافت مرضی یہ کام کیا ہے تو وہ بھاری جان حرمت کی دشمن ہو جائی
 تم پر اس کے ہاتھ سے بڑی آفت آئیگی وہ اپنے باپ مان سے ڈرتی نہیں دوسرا کوئی کیا مال ہر دم خوب جانتی ہو جو اسکا حال
 ہے اس حرکت سے وہ تلو کی حرمت بھی کرے گی اور ظلمات کو بھی چھین لیگی اس سے بہتر یہ ہو کہ اس کی دلی خواہی چار ہوتا
 چھوڑ کر چار سو پر نر زادیان سے چلے د آسمان پری کی نافرمانی ہرگز اختیار نہ کرو سلیم شاعر ان کو بھی صلاح پسند
 آئی اُس نے اپنی حفاظت اسی بات میں پائی امیر کو سوتا چھوڑ کر چار سو پر نر زادیان ہر ای ظلمات کو اٹھائے چلی گئی امیر سے
 عہد شکنی کی امیر صبح کو جو جاگے دیکھا تو سلیم شاعر ان کا نشان نہیں اس کے ساتھ کا کچھ بھی سنان نہیں برافق کیا
 کہ آسمان پری کے خوف سے اُس نے بھی تجلو دنیا میں پہنچا دیا اسکا خوف اس کے دل میں پھایا دل میں سوچے کہ خدا مرد گوار

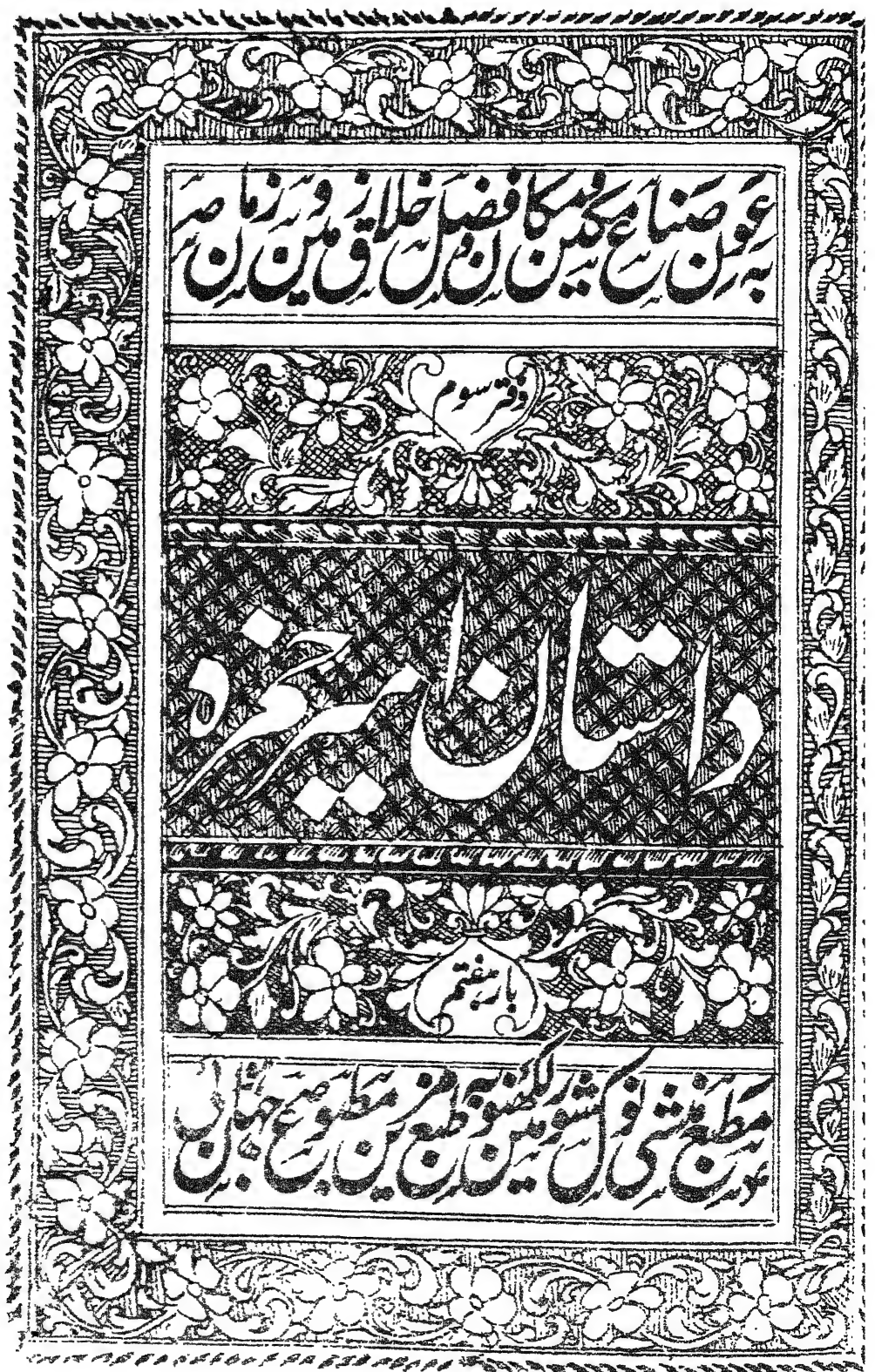
چاہئے وہ چاہیگا تو دنیا میں پہنچنا کچھ دشوار نہیں ہوا کے فضل و کرم سے سکونا امید ی رہنا نہیں ہے یہ کہہ کر
 اسی پہاڑ کے نیچے نیچے روان ہوئے اللہ ہی پر بھروسہ کیا تو سنگا م آسان ہوئے راوی لکھا ہے کہ امیر خوشامد روز
 ایک چلے گئے جب بھوک لگی تو کچھ غایت کردہ خضر کھاتے قوت چلنے کی پاتے بعد ازاں کچھ خشکی میں بھی دریا میں بھی پہاڑ
 میں جان ہوتے پلچے کو بھینکے یہ لیکن جب امیر کو بھوک لگتی تو کچھ امیر پاس کر موجود ہوتا تھا اٹکھا کر سیر ہوتے یہ کام
 درلیہ ہوتے دسویں دن ایک جگہ ششاد کے درختوں کے نیچے شب باش ہوئے انھیں ساتون پھیر یوں کی کھال بچھا کر
 سو رہے جگہ خوش فضا پاکسو رہے صبح اٹھ کر نماز پڑھنے نکلے نکل میں ان کی راہ لی پھر منزل مقصود پر پہنچنے کی نیت کی
 تھوڑی دور جا کر دیکھتے کیا ہیں کہ ایک شعلہ پہاڑ کے دہن سے رہ رہ کر اڑھتا ہے مگر کسی کیفیت خیال میں نہیں آتی کچھ
 ذہن میں نہیں ساتی امیر نزدیک جا کر دیکھیں تو وہ پہاڑ نہایت خوش رنگ و جوان کے عجائبات دیکھنے سے عقل تنگ ہو
 چا دین پانی کی ہر طرف جھرنوں سے پڑ رہی ہیں سبزے سے صحرا میں فرش چمن زمر دین بچھا ہوا ہے تمام میدان پر لہر
 ہوا درخت کوہ پر ایک چار دیواری عالیشان ہونے روپے کی اینٹوں کی جواہرات کی وارسل سے وزین بندی ہوتی
 نظر آتی ہے کہ جسکے دیکھنے سے نظار کی بنیائی روشنی پاتی ہے اور جانور رنگ برنگ کے جا بجا پہاڑ پر بکھرے ہیں اور نیچے
 پہاڑ کے ایک طرف رہے کہ جہاں عین بشارت ہے اس کے منہ پر ایک یونٹیا ہوا ارنے اور قبل اور شتر کے کباب لگا رہا ہے یہ کھٹکے
 کھار ہا یہ وہ شعلہ جو پہاڑ سے نکلتا ہوا نظر آتا تھا سیدھا آسمان کی طرف جاتا تھا اسی لاؤ کا تھا اور یہ وہی یوہو کہ
 قاف کی راہ میں خدائی کرتا ہے اس ملعون نے اپنے کو خدا شہد کیا ہے خدا کی رحمت سے اپنے تئیں دور کیا ہے اور
 یہ غار اور لاؤ اسکا دونخ ہو اور چار سو دیوہ دونخ کے موکل ہیں اسکی حفاظت پر محصل ہیں امیر نے ارادہ کیا کہ پاس
 کچھ ان سے احوال پوچھیں کہ یہ کیا معاملہ ہے کہ کچھ سمجھ میں نہیں آتا ہے عقل کو حیرت لاتا ہے ناگاہ انہیں سے ایک یوہو
 نگاہ امیر پر پڑی بولا کہ میری سچ میں کباب ہو چکا تھا سو خداوند قاف نے یہ شکار بھیجا ہے کیا خوب رقمہ خوشگوار بھیجا
 ہے یہ کہہ کر وہاں سے اٹھ کر امیر کو اشارے سے بلایا اور یہ فردہ سنایا کہ آؤ دھڑا پاؤں بنائے چلا آ اپنے پاؤں کی آہٹ
 کسی کو نہ سنا ایسا شوکہ کوئی اور دیو دیکھئے اور اٹھا کر رقمہ کر جائے تو میں شروم رہ جاؤں درودہ لذت پائے امیر
 اسے اس کلام پر ہنستے گئے اس کو جو برا معلوم ہوا سچ لیکر امیر پر ڈرا کہ اب ایک ضرب لگائے پکڑے کھائے امیر
 عقرب سلیمانی میان سے لیکر جو لگائی مع سچ کٹ کر دو کمرے ہو گیا اس سے کچھ بھی نہ بن آئی اس کو کوہ نے دیکھ کر
 جھٹنے دیو تھے حربہ لیکر امیر پر درڑے امیر سرگرم سبیل کی بائیں ہاتھ میں لیکر دھنسنے ہاتھ سے عقرب سلیمانی
 کو بھینک کر دیوون کے سج میں پٹے کے ہاتھ لگانے لگے اللہ کو یاد کر کے قوت رشتانہ اور فن سناگری دکھانے لگے
 ایک ہاتھ لگایا دو کمرے نظر آیا بہت سے تومارے گئے تھوڑے سے بھاگ کر بچے دیوون کے وجود ناک سے
 میدان خالی ہوا ان درندوں سے وہ میان خالی ہوا جب امیر نے دیکھا کہ اب کوئی دیو نہ رہا پھر چلے بہشت

جو اُسے بنایا تھا اُسی آرائش کے واسطے طرح طرح کا جواہرات بنے نظر کمال تہام سے لگایا تھا اُسکے اندر گئے دیکھیں تو واقعی مکان نمونہ فردوس بریں ہی باعث رونق رومے زمین ہی اور آسمان ایک تخت زرد کا بچھا ہوا کہ وہ بھی خوبی میں لکھا ہوا میراُس تخت پر بیٹھ گئے اور ارادہ کیا کہ دو گھڑی سو کر کچھ آرام کئے طبیعت کو آسائش دیجئے پھر زمین خیالی آیا کہ دیو جو بھاگے ہیں وہ البتہ اپنے سردار سے اطلاع کرینگے اور وہ بھی یقیناً سنتے ہی آئیں گے دیوؤں کے میرے قتل کے واسطے اپنے تئیں بیان ہو چکا دیکھا پس ایسے مقام پر غافل ہونا خوب نہیں ہی یہ بات اہل دانش کو مرغوب نہیں ہو چنانچہ جو دیو جان بچا کر بھاگے تھے انھوں نے بالانفاق اپنے خداوند کو خبر دی اس سب خرابی اور امیر کے ظلم و تعدی سے اطلاع کی کہ ایک آدم زاد نے آنکر اتنے دیوؤں کو مار ڈالا اور ہم اگر جان لیکر نہ بھاگتے تو ہم بھی مارے جاتے ہرگز اُسکے ہاتھ سے نجات نہ پاتے ہو چھا کہ اب ہر کمان ہوا اُسکے قیام کا کچھ نشان ہی دیو بولے کہ بہشت کی سرگرم رہا ہی بخوف و دغدغہ آسمانِ بخل پر شرکت غیر کر رہا ہی ارناٹیس سنتے ہی آگ ہو گیا اور کھینکا کردہ کولن ہو کمان سے آیا ہوا اُسے اپنے تئیں ایسے مقام میں کہ حسین گزند آدم کا بہت دشوار ہی کیونکر ہو چکا یا ہی میرے بندوں کی ایسی حرکت کی ہی اس قدر زلت دی ہی ذرا میں بھی تو اُسکو دیکھوں کہ وہ کیسا زور آور دیوؤں کے مارنے پر دلیر اور دلاور ہو یہ کہہ کر ہی ہزار دیو ساتھ لیکر قلندر حقیق سے اُڑا اور جاتے ہی مکان کو گھیر کے دیوؤں سے کہا کہ اندر جا کر اُس سیاہ سردندان سفید کو پکڑ لاؤ ہرگز اُس سے خوف نہ کھاؤ انھوں نے کہا کہ ہمارا مقصد زمین کے اندر جانے کا قصد کریں اُسکے سامنے اپنے تئیں پہونچائیں اور اُسکو پکڑ لائیں آپ خداوند ہیں نبی کسی تہمیر سے اُسے مارے دیکھیں آپ کیسے بہادر ہیں بھلا اُسکو اپنی تہمیر سے مارے دیوؤں کے اس کلام سے ارناٹیس کو اور بھی غصہ آیا اُسکے اس کلام طرز آئینہ سے بڑا بھیاں کھایا دارشما دلیکر اندر گھسا اور جا کر امیر سے کہا کہ او آدم زاد تو نے میرے فرشتوں کو کیوں مارا کیا تجھ کو میرا خوف نہ تھا یہ کہہ کر دارشما دلیکر امیر پر لگا لی اپنی جرأت اور قوت کھائی امیر نے جست کر کے اُس ضرب کو مارا اور کہہ بند اُس کو پکڑ کے زمین پر سے مارا چاہتا تھا کہ ٹپ کر بھاگے امیر کو دگر اُسی چھاتی پر سوار ہوئے اور کہہ بند سے خنجر نکال کے اُسکے گلے پر رکھ دیا ایسے دیو زبردست کو بھی زیر کیا ارناٹیس آنکھوں میں آنسو بھرا لایا جان کے خوف سے گھبرایا اور کہنے لگا کہ ای زلازل قاف تجھے امان ہے ای جو آدم میری جان نہ لے فرمایا کہ ایک طرح پہلے اپنا احوال ظاہر کر دو سرے سلمان ہو میرا تابع فرمان ہوا ارناٹیس بصدق دل سلمان ہوا اُنکے چھوڑ دینے پر ہر ہون احسان ہوا اور عرض کی کہ ای امیر بن سلیمان کے وقت میں سیاہ لون میں نوکر تھا اُنکے نزدیک بہت معتبر تھا جب سلیمان نے دُنیا سے رحلت کی راہ جنت کی لی جبکہ جو مکان ہاتھ لگا اُسے اپنا عمل کر لیا میں نے بھی اس مکان میں اپنا دخل کیا اور اپنے کو خدا دیو نہ بنا یا سب کو اپنے زیرِ پا لایا آپ نے آنکر مجھ کو ہدایت کی دولت ایمان عنایت کی بالحدیث کہ میں شرک سے محفوظ ہوا اسلام کے حاصل

ہونے سے بہت محظوظ ہوا اب آپکا تابعدار ہوں ہر طرح سے فرمانبردار ہوں جو فرمایے گا بجا لاؤں گا آپکی طاقت سے سعادت کو نہیں پاؤں گا یہ کھلم کھلا کے باہر آیا اور اپنے تمام دیوؤں کو حکم یہ سنایا کہ میں مسلمان ہوں تم میں سے جو مسلمان ہو وہ میرے پاس ہے اور جسکو اسلام قبول نہ وہ انبی راہ لے میں اس سے نیراہ ہوں تم کافروں ایماندار ہوں بعضوں نے ایمان قبول کیا اور اکثر انکار کر کے وہاں سے چلتے ہوئے ارناٹیس بھرا میرے پاس آیا اور یہ کلمہ زبان پر لایا کہ جو دیو مسلمان ہوئے انکو میں نے رہنے دیا جو اور جنھوں نے سلام قبول نہیں کیا انکو میں نے اپنے پاس سے دور کیا اپنی خدمت سے مجبور کیا فرمایا بہت اچھا کیا مگر ٹہری طاعت میری یہ ہے کہ مجکو تو دنیا میں پہنچائے کہ میں ایک مدت سے تمھارے ملک میں سرگردان ہوں ارناٹیس بولا کہ دنیا میں آپ کا پہنچنا مشکل کیا ہے آسمان پیری کے خوف سے آپکو کوئی نہیں پہنچاتا ہے اس کے ظلم سے ہر شخص خوف کھاتا ہے کہ وہ ٹہری ظالم ہے لیکن میں سب ظلم اس کے اپنے اوپر قبول کر کے آپکو دنیا میں پہنچاؤں گا آپکی خاطر سے اس کے خلاف فتنی یکام کر دوں گا بشرطیکہ میری مراد پر آئے یہ تمھارا تابعدار رہنا مقصود ہے میرے فرمایا کہ وہ مراد کیا ہے مجھے بیان کر اپنا مطلب لی عیان کر ارناٹیس نے کہا کہ میں جس قلعہ میں ہتا ہوں عقیق نگار اس قلعے کا نام ہے وہ عقیق زرد سے بنا ہوا ہے اسکا شکل روئے زمین پر ناپیدا ہے اس کے نزدیک اور ایک قلعہ ہے اس سے زمر و حصار کہتے ہیں وہاں کا بادشاہ لاہوت شاہ بڑا صاحب شوکت و جاہ ہے لاہوتیسمہ نامے اسکی ایک بیٹی ہے میں اسے عاشق ہوں کہ وہ کسی طرح میرے ہاتھ نہیں آتی اس کے رنج و مہاجرت میں مجھے کوئی چیز نہیں بچاتی اس مشوقہ کو مجھے لادینے اتنی مشقت میرے لیے کیجیے تو میں آپ کو دنیا میں پہنچا دینے کا ذمہ کرتا ہوں اس غرض سے آسمان پیری کی راہ عدد دل حکمی میں قدم دھرتا ہوں فرمایا کہ کیا مضائقہ ہے مجھے اس جالچل جس طرح نے گامین تیری مشوقہ کو مجھے دلو اور دوں گا تیری خاطر سے یہ محنت گوارا کروں گا ارناٹیس نے کہا کہ آئیے میری گردن سوار ہو جیسے وہاں چلنے پر آمادہ ہو جیسے امیر زہ کے دامن کو گردان کے اسکی گردن پر سوار ہونے ارناٹیس طرہ بھر کر زمر و حصار کو چلا اپنی مشوقہ کے شہر دیار کو چلا فقط



تمام ہوا دفعہ دوم امیر حمزہ گیتیستان کے نقشے کا باقی حال تیسرے دفتر میں لکھا جاوے گا انشاء اللہ المتعان



بسم الله الرحمن الرحيم
الحمد لله الذي جعل العلم نوراً



دانشنامه



تأليف: ...
ترجمه: ...



دوسروں دستان امیر حمزہ صاحبقران گیتی تان غم کبار پیغمبر آخر الزمان امیر الواعظ
المعروف بہ حمزہ زلازل قاف کو چک سلیمان کا

واضح ہووے کہ جب ازرائیس دیوا امیر کو زمر و حصار کی طرف لیکر ہلاک نام کے وقت ایک مکان پر آئے کہ وہ مکان نہایت خوش فضا تھا و ازرائیس دیکھا تھا امیر نے مغرب کی نماز سے فراغت کر کے اس سے پوچھا کہ کیا ارادہ ہے اب کس بات پر آمادہ ہوئے کہ ان کے زمر و حصار یہاں سے بہت نزدیک ہو کر آپ دیکھتے ہیں کہ کسی شب تاریک ہرات کی رات یہاں آرام کیجئے طبیعت کو آسائش دیجئے کوشہ لطف پہلے امیر نے فرمایا کہ تجکو حضرت حضرت نے نصیحت کی ہے کہ دیوان قاف کا کبھی اعتبار نہ کرنا ان کا کہنا ہرگز اختیار نہ کرنا اسلئے میں تجکو درخت سے بانڈھ کر سوڈگا کہ تجکو تیری طرف اطمینان ہوئے عرض کی کہ یا امیر میں آپ سے دغا نہیں کرے کیا اور آپ کو میرا اعتبار نہیں ہے تو بہتر ہے درخت سے بانڈھ دیجئے جس بات میں آپ کی تسکین ہووے ہی کیجئے امیر نے ہوتے وقت اسکو ایک سخت عظیم الشان سے بانڈھ دیا اور آپ پست گرگ بچھا کر سو رہے فراغت سے آرام کیا ازرائیس نے اپنے دل میں خیال کیا کہ تو پر وہ قاف پر خدائی کرنا تھا جسکے کہنے سے اپنی خدائی سے دست بردار ہوا وہ ایسا بے اعتبار جاننا ہے کہ تجکو درخت سے بانڈھ کر آپ جہنم سے سو رہا تیری تکلیف پر اسکو کچھ لحاظ نہ آیا اور رحم نہ کھایا پس ایسے شخص کی رفاقت میں رہنا دانا ہی سے دور ہے جو کچھ تھا اپنی غرض نظر نہ ہو مگر درخت وہاں آگیا امیر کو اس میدان میں نہ چھوڑا انکی ہمراہی سے نہ ہوڑا صبح کو جو صاحبقران جا کے درخت

و دیو کا نشان نہ پایا وہی اگلا سامعہ پھر پیش آیا تجویز کیا کہ شاید درخت میں باندھنے سے ناخوش ہو کر چلا گیا اگر
باندھانے جاتا میر ہو فانی نہ آیا بہر حال اسی میں خیر تھی جو ہوا نماز پڑھ کے ایک طرف کوردانہ ہو جب قلب خدا اتوا پر پہنچا
صحرایں ہوں چلنے لگی جسکی حریت سے ہڈی ہڈی کھیلنے لگی ایک طرف کو سب سے درخت گھٹان نظر آئے اس گرمی میں
آپ کو دس بجائے امیر کن درختوں کی طرف قدم نہ ہوسے دیکھیں تو ایک بانچہ بڑا اور ہوا سرد خوش آئند آتی ہو جس کی
برودت سے طبیعت بہت چھین پاتی ہو پوست گرگ بچھا کر بیٹھ گئے ایک ساعت نہ گزری تھی کہ ایک دیو سیاہ رنگ
لئے ہوئے آنکر امیر سے کہنے لگا کہ آدم زاد میرا خوف کیا تجھ کو مطلق نہ آیا جو تو نے اس جگہ کو اپنا آرام گاہ بھرا امیر نے
فرمایا کہ میں دیوان قاف سے نہیں ڈرتا تم لوگوں سے ہرگز خوف نہیں کرتا اُسے سیاہ رنگ کو امیر کے سر پر مارا امیر نے
عقرب سلیمانی سے اسکو روک کر کہ ایک ہاتھ جو اس کے لگایا وہ دو ٹوک لے ہو گیا خواب عدم میں سو گیا جب تندر تفتاب
کی کم ہوئی وہاں سے اٹھ کر آگے چلے چار گھنٹی دن باقی ہو گا کہ جنگل کی طرف سے بزن بزن اور توبہ توبہ کی صدا بلند
ہوئی بڑے زور و شور سے آواز گریہ و بکا بلند ہوئی امیر متعجب ہوئے ٹھہر گئے دیکھا کہ قریب چارویں کمانائیس کی مارتے
لیے آتے ہیں فریادیں اسکے بدن پر لگتے ہیں ارناٹیس امیر کو دیکھا کپڑا کہ یا صاحب جوان برائے خدا مجھے بچاؤ جلد میری
مدد کو آؤ امیر نے دم کھا کر ارناٹیس کو ان جنوں سے چھڑایا ان ظالموں کے ہاتھ سے اسکو بچایا اور پوچھا کہ باہر کیا ہو
تو کیوں اس بلا میں مبتلا ہوئے کہ کما کے لا موت شاہ شکار کھیل رہا تھا میں جو اس طرف سے نکلا اُسے جھک پڑا وہاں
جنوں کے چلے کیا کہ اسکو میدان میں لیجا کر قتل کر داسکو ہرگز جیتا نہ چھوڑ دوںکہ میری زندگی تھی آپ سے ملاقات
ہو گئی کہ جھکوان مردودوں کے جوڑے سے نجات ہو گئی نہیں تو آج مارا جاتا ہے شہہ ملک عدم میں نکالنا امیر نے
فرمایا کہ تو میرے پاس سے کیوں بھاگا تھا ارناٹیس نے کہا کہ جیسا میں نے کیا ایسی مزا پائی یہ اُسی کے عوض میں
میرے اوپر آفت آئی اب ایسا کبھی نہ ہو گا کہ آپ سے دغا کولن اور پھر کھینچا جوڑوں امیر بھڑاسکی گردن پر سوار ہو کر
زمر و حصار کی طرف چلے شام کو ایک مقام پر توقف کیا راہ کی ماندگی سے آرام لیا امیر نے بدستور سوئے تو ایک
درخت سے باندھ کر سو رہا ارناٹیس اس شب کو بھی چلایا امیر سے پھر قریب اور دھوکا کیا صبح کو میر نے جو اسکو نہ پایا
فرمایا کہ معلوم ہوا دیو کی خلقت میں دغا بازی ہو اس فرقت کے قول پر اعتبار کرنا محض خطا ہے اُسے دغا داری سے لے کر
یہاں پھر یہ کہ کرب بعد اداے نماز ایک سمت کوردانہ ہوئے سات دن منزل بمنزل چلے گئے آٹھویں دن ایک قلعہ
نظر آیا آبادی کا نشان پایا جب متصل سکے گئے دیکھا کہ قلعہ کی فصیلوں پر قریب چارویں کمانائیس کی بدست
اور قوی تر ہیں اور درجن مسرکھوئے مناجات کر رہے ہیں قلعہ کے گرد چار سو دیو اور شمشاد حقیق آ سیاہ رنگ
چار درنگالہ رشت نہنگ ہاتھوں میں لٹے ہوئے اڑتے ہیں تو یا یہ گردہ کسی کے ساتھ لڑائی کا ارادہ کیے ہوئے
اٹھتے ہیں اور ایک دیو قلعہ کے دروازے کو توڑا جا رہا ہے اوپر اپنے حربے کا ہاتھ چھوڑا جا رہا ہے صاحب جوان نے اسکو

لکار کہ خبردار اگر قلعے کے دروازے کا قصد کیا تو تو جانے گا اپنی صورت نہ پہچانے گا پہلے مجھ سے ملے پیچھے قلعے کو توڑنا بیچ
 دروازے کے ٹوڑنا اُس دیونے کما کما آدمی تو تو میری خوراک ہی تھجھ سے جھک گیا خوں باک ہی تو بھلا مجھ سے کیا لڑا میرے
 سامنے کیا لڑا کیا صاحب قلعہ نے کما اوی مر دک کیا بکتا ہی تو میرا کیا کر سکتا ہی در میرے سامنے تو اپنی سبب داری دکھا دیکھ تو میں
 تیری خوراک ہوں یا تو میرے ہنگ تیغ کا طعم ہوتا ہی ایک دم میں اپنی جان سے ہاتھ دھو تا ہی تو مجھے نہیں جانتا کہ میں
 زلازل قات کو چاک سلیمان کشدہ عفریت و قاتل اہل مرہن ہوں بے تردد طلسمات شکن ہوں وہ دیو بولا کہ یہ کہ
 تو ہی نے گلدستہ قاف کو برباد کیا ہی ایک مدت سے برپا فتنہ فساد کیا ہی معلوم ہوا کہ خون دیوان قاف کا بہر قصاص
 جھک میرے پاس آیا ہی تیری اہل نے جھک میرے پاس پہونچا یا ہی یہ کما ایک رنگا لہ امیر بر بار امیر نے اسکو رد کیا
 کمال حتی و چالاک سے دار اسکا خانی دیا اور عفر ب سلیمانی سے اُس کو کد و کڑے کیے اور دیو جو قلعہ کو گھر سے بڑے
 کڑے تھے امیر سے آگے سب نے یکبارگی حملہ کیا چار دن طوت سے گھر لیا امیر نے جب بہت سے دیو قتل کئے
 بقیہ سیف سر بر پاؤں رکھ کر بھاگے جب کوئی دیو اُس میدان میں نہ رہا اور دیوؤں کے خون سے ایک ریا
 بہا لا موت شاہ قلعہ کے باہر نکلا اور امیر کو بعد تعظیم و تکریم قلعہ کے اندر لیگیا بہت غرا در کام سے اپنے بڑے بھٹایا
 امیر نے نام پوچھا اُس نے عرض کی کہ لا موت شاہ جھک کتے ہیں اسقدر دیو میری اطاعت میں رہتے ہیں امیر نے
 فرمایا میری ایک غرض تھے لاحق ہوا اور انجام اسکا بھاری ریاست کے شایان ادرا لائق یہ وہ بولا کہ فرمائیے بجا لاؤں
 امیر نے کما لا نمیسہ جو تیری بیٹی ہی اسکا عقد رنمائیس سے کرادے اُسکے دامن کو کو گھر مقصود سے بھر دے کہ میں نے
 اُس سے وعدہ کیا ہوا اس کام کا قول یا ہی لا موت شاہ نے ظاہر میں کما کہ وہ تو قاف کا بادشاہ ہی اگر آپ ایک غلام
 سے فرمائیں تو لا نمیسہ کا عقد کو دن آپکے ارشاد سے ہرگز انحراف نہ کر دں مگر دل میں اسکو کتنا حکما بہت ناگوار ہوا
 اسکا دل انکی طرف سے بہت پر غبار ہوا امیر کا ہاتھ بڑکے لیگیا اور تخت پر کُاس کے نیچے چاہ معلق تھا باہر تمام بھٹایا
 اس بدسلوکی سے پیش آیا امیر بیٹھے ہی مع تحت کنوئین میں دھنس کئے اور سر کے محل کنوئین میں جا کرے
 اس احسان فراموش نے ایک چھڑا کنوئین کے ٹھہر کر رکھ دیا اور یہ حکم دیا کہ دسوجن جو کہ پہرہ کو اسے تعینات ہیں
 انکی حفاظت میں متحرک ہیں یہ خبر لا نمیسہ کو پہونچی غصہ سے کانپتی ہوئی اپنے باپ کے پاس آئی اور سخی میانہ زبان پر
 لائی کہ جو شخصل پنہا تھنکی کرے اُسکے ساتھ بدی کرتے ہیں آپ غضب خدا سے نہیں ڈرتے نہ صاحب قلعہ نے
 تو بھاری جان حرمت بچائی اسکی کوشش سے ہم کوئی تعبت آئی اور تم نے اُسکے مار ڈالنے کی فکر کی اس احسان کے
 عوض میں ایسی ذیت دی لا موت شاہ بولا کہ مجھ سے کتنا تھا کہ لا نمیسہ کی شادی رنمائیس دیو سے کر دو میرے
 کہنے پر عمل کرو اسلئے میں نے اسکو قید کیا ایسا رنج دیا اسوقت تو لا نمیسہ چپ ہو رہی اُسکے جواب میں کچھ نہ کہی
 شب کو لباس شہری پہن سلاح بدن پر لگا کر کنوئین پر آئی اُن کے نکالنے کی تیرسیر لگائی چھپر لگا کر کنوئین کے

انہی کے متعدد ہونے کی وجہ سے خطر اندر گئی امیر نے دیکھا کہ ایک مشرقی چارہ سالہ شکار ہلباس شہری اپنے سر پر میرے
 ہاتھ لگا کر لوگوں کی ہولنی کہ لائیسہ میرا نام پوچھنے لگا کہ کوئی ہون آپ کچھ خوف نہ کیجئے ہتھاری رہائی کی
 نری لائی ہون امیر نے سجدہ شکر ادا کیا اور گند پکڑ کر کنوین سے باہر نکل آئے اُسکی تعریف کے کلمے زبان پر لائے
 بانان مزارحم ہونے لگے لائیسہ تلوار کھینچ کر جو اپنے گری بہت سے جن مارے گئے درختوں بھاگ کر لاہوت شاہ
 اس اس حال کو دیکھ نہایت بدحواس ہوئے اور مفصل حال بیان کیا لاہوت شاہ کیفیت سطر سن ہو گیا
 بہ کی اس حرکت سے کمال متحیر ہوا مارے غصے کے تنگ متغیر ہوا یہاں امیر لائیسہ سے رخصت ہونے لگے
 بہ نے عرض کی کہ میں آپ کی کنیرک ناخیرہ ہون آپ کو چھوڑ کر کہاں رہوں جہاں آپ جاسے گلین ہزارہ کا ب
 ٹی اب آپ سے مفارقت نہ کر دوں گی ہر چند امیر نے اسکو سمجھایا لیکن اسے کچھ نہ مانا اپنے حق میں انکی رفاقت کو
 جانا امیر کے ہمراہ ہونی کی منزل تک تو سیدل چلی آخر تک گئی چلنے کی طاقت نہ رہی قدم اٹھانے کی قدرت نہ رہی
 سخت مشکل میں گرفتار ہوئے اسکے ساتھ ہونے سے بہت مجبور و ناچار ہوئے ایک منزل کو چار چار پانچ پانچ روز
 طے کرنے لگے اُسکی وفاداری کا دم بھرنے لگے کئی روز کے بعد دور سے ایک پہاڑ مثل برق خشنود نظر آیا دیکھا
 بر کا پہاڑ اور اُسکی ترائی میں صد ہا کوس تک عفوان نثار ہو اور درمیان میں اُسکے ایک نہر جاری ہو چکی تھی آب
 سے پانی بھر دیا اُسکی لطافت کو دیکھ کر آبجیات شرماتا ہو اور چاروں طرف سے ہوا سرد آتی ہو جیسے جگہ جان آرام
 امیر اس نہر کے کنارے بیٹھ کر میر کرنے لگے سامنے سے ایک ارنا نمودار ہوا اور سیدھا امیر کے پاس چلا آیا کچھ خوف
 آیا جب امیر سے پکڑنے لگے جنگ کی طرف بھاگا امیر نے دوڑ کر اُسے پکڑ لیا اسکو بھاگنے نہ دیا اور لائیسہ
 ماکہ لے تیری سواری کے واسطے خدا نے اسکو بھیجا ہو اللہ کو تیرے حال زار پر رحم آیا ہو ہر گاہ وہاں سے آگے کو چلے
 بہ کو اس نے پر سوار کیا پیادہ روی سے اسکو چھڑا دیا اور ناک کی ناتھ کر سی لائیسہ کے ہاتھ میں دی اُس کے
 ہونے کی یہ تدبیر کی ارنا نمودار ہو دوڑ جا کر جنگ کی طرف بھاگا ہر چند لائیسہ نے زور سے اسکی ناتھ پکڑے جھٹکے دیے لیکن
 بٹکتا تھا دم بھرنے ہوا ہو گیا کہ اُسکا کہیں پتہ نہ لگا امیر نے لائیسہ کو واسطے بہت تاسف کیا اور جس طرف کو ہارنا
 تھا اُسی طرف کو روانہ ہوئے لائیسہ کا تہ نشان کہیں نہ لگا دوپہر کے بعد ایک پہاڑ کی ترائی میں پہونچے ایک باغ
 ہوا دلکش و فرحت افزا اُس باغ میں ایک گنبد طلائی بنا ہوا تھا اُس میں بہت سا جو اسرات چڑھوا تھا اور بڑا اسکے
 بقی سا کہاں جڑا استادوں پر کھینچے ہوئے تھے اُس میں بھی اچھے اچھے شیشہ آلات لگے ہوئے تھے امیر جو
 گنبد کے دروازے پر گئے دروازہ اُسکا اندر سے بند پایا اسکے اندر داخل ہونے کا اسلوب کوئی ذہن میں
 آیا نہ تھا کیا میں کہ ایک شخص تو بالاجا کہتا ہو کہ تو مجھ کو قبول کر اپنی مفارقت سے نہ ملول کر دو ویرا تحفہ کہتا ہو
 کہ لکھا قبول ہو کر تیری رفاقت منظور نہیں ہو ایسا کام کرنا میرا دستور نہیں ہو امیر نے پکار کر کہا اندر کوں ہو

وروانہ کھول دیکھ میں تھا رہے پاس آیا جانتا ہوں جب کسی نے نہ سنا امیر نے ایک لٹ مار کر دروازے کو توڑ ڈالا اسکا
 سر چمڑ ڈالا اندر جا کر دیکھیں تو دواہ دواہ لانیسہ تو تخت پر بیٹھی ہو اور سامنے اُسکے ارنائیس ہاتھ باندھے
 کھڑا ہوا غنیمتیں کر رہا ہے ضبط ہو کر آئین سر دھج رہا ارنائیس نے جو صبا جعفران کو دیکھا پاؤں پر گر کر کہنے لگا
 کہ دیکھئے لانیسہ کی بین ملاکہ منت کرا ہوں اس سرچم کے پاؤں پر سر ترک دھرتا ہوں لیکن مجھ کو قبول نہیں کرتی میرا
 مطلب فی حصول نہیں کرتی اگر آپ اسکو سمجھا کر میرا عقد کر دیجئے اتنی نہر بانی اور میرے حال پر کچھ تو جانتے ہی
 فرماں برداری سے سرنہ پھر دنگا اور جہاں فرمائیے گا وہاں پہونچاؤں گا صبا جعفران نے فرمایا کہ تو نے جابجا کہنے
 مجھ سے یونانی کی اس پشت بیابان میں مجھے تنہا چھوڑا اور غادی وہ بولا کہ آپ مجھے باندھ کر سورہے مجھ کو اذیت ہوئی
 میں بھاگ گیا اب میرا قصور لے کر معاف کرو اپنے سینے کی اس کینے سے صاف کر دو اب کبھی ایسا قصور نہ کرو گا تمام عمر تاجدار
 رہو گا صبا جعفران کو اُسکی زار و زانی پر رحم آیا لانیسہ سے فرمایا کہ ای لانیسہ ارنائیس مجھے دنیا میں پہونچا دے گا اقرار
 کرتا ہوں تیرے عشق میں قربانی پس میری خاطر سے اسکو قبول کر اسقدر غدداری بہتر نہیں ایسی دل آزاری بہتر نہیں لانیسہ
 نے ہاتھ باندھ کر عرض کی کہ یہ تو دیو ہی اگر آپ مجھے گدھے کے حوالے کریں تو مجھ کو بدل جان منظور ہے آپکے ارشاد سے
 انحراف کرنا میرا کیا مقدور ہے لیکن میری بھی اس سے یہی شرط ہے کہ یہ آپکو دنیا میں ضرور پہونچا دے پھر اپنی بزدلی سے
 دغا نہ دے اُسے قبول کیا امیر نے بوجہ عقد کر دینے کے لانیسہ کا ہاتھ ارنائیس کے ہاتھ میں پکڑا دیا ارنائیس نے
 آداب بجا لا کر کہا کہ اب مجھ کو حکم ہو کہ اپنے قلمہ حقیق نگار میں اسکو لیجا کر رسومات شادی ادا کروں اس مطلب کے
 حاصل ہونے سے اپنے دل کا حوصلہ نکالوں کہ کسی طرح کی حرمت میرے اور اسکے دلچین باقی نہ رہے کوئی طعنے کی بات
 نہ کہے کیونکہ میں جب آپکو دنیا میں پہونچاؤں گا اور خلافت حکم آسمان پر ہی کے عمل میں لاؤں گا آسمان پر ہی سے یہ خبر
 چھپی نہیں رہے گی اور وہ بلاشبہ مجھے مار ڈالے گی پس رز د اپنے دل کی نکال ہوں جب لخواہ داو عیش نشا و دون تیسرے
 دن میں آپکے پاس حاضر ہو گا جو کچھ آپ ارشاد کیجئے گا وہ کر دے گا امیر نے اسکو رخصت کر کے فرمایا کہ تین دن تک
 تیرا منتظر رہو گا اگر اپنے قول پر تو قائم رہا تو بہتری نہیں تو اپنے کہنے کی منزا میا گاپنی بدھمدی پر بہت بچتا ہوں ارنائیس
 لانیسہ کو گردن پر سوار کر کے قلمہ حقیق نگار کی طرف چلا آدمی دوڑ گیا ہو گا کہ اتنے سال میں ایک ہنوز خوشحال آیا
 وہ مکان اسکو دل سے بھلایا تالاب کے کنارے ناشپاتی کے درختوں کے سائے میں لانیسہ کو اتار کر بولا کہ اسے
 جان تم یہاں ذرا ٹھہرو میں بھی آتا ہوں ایک ہروری کام کو جانا ہوں حقیق نگار میں یوں تھا لیجا تا کہ کسی ہروری
 تھا رہے واسطے لے آؤں تمکو عزت و توقیر سے وہاں لیجاؤں یہ کہہ کر حقیق نگار کی طرف چلا لانیسہ کو جو گری معلوم ہوئی
 کیڑے اتار کر تالاب میں غسل کرنے لگی کہ پانی کی سردی سے گرمی کی تکلیف دور ہو طبیعت مسرور ہو ایک ساعت
 زنگندی بھی کہ میدان کی طرف سے ایک گھڑا ارنائیس سے مشابہ آکر اُس تالاب کے کنارے کھڑا ہوا چو نہ کہ

کی صورت عجیب تھی نہایت حبیب تھی لائیسہ نے جو گھوڑے کو دیکھا گھبرا کر تلاب سے کھل آئی پریشان خاطر ہوئی اور
 برائی کپڑے اپنے لیے کو چلی گھوڑا لائیسہ کی طرف دوڑا لائیسہ خوف سے چاروں شانے چت زمین پر گر پڑی
 بڑے نے اپنے دل کا مقصد نکال لیا خوب مزہ لیا خدا کی قدرت سے امیر حمزہ لائیسہ کے شکم میں لطفے نے قرار پایا
 بنان تقدیر نے درخت لطفے کا زمین رحم لائیسہ میں جمایا اور اپنی قدرت کا ملکہ کا تماشا اپنے بند کو دکھایا واضح ہو
 لائیسہ کے بطن سے ایک گھوڑا پیدا ہوا کا اللہ کی قدرت کا نمونہ ہویدا ہو گا نام اسکا اس قدر دینور اور رکھا جائے گا
 بہت بلکہ مدت العمر امیر کی سواری میں رہے گا جو اسے دیکھ کر اسکی خوبی پر عیش کرے گا انور جسے دیو فرغت
 بچا اپنی خواہش نفسی سے فارغ ہوا زمین پر لوٹ کے اصلی صورت بن گیا لائیسہ نے کہا اے ارنا میس کی حرکت
 فی جو تجھ سے وقوع میں آئی اور اس صورت میں کیا تو نے کیفیت اُٹھائی ارنا میس بولا کہ کل خدا جلنے کیا ہو گا
 واسطے آج میں نے اپنا مقصد دل حاصل کر لیا زمانہ ہر وقت اپنا رنگ بنیاد رکھتا تھا میرے شخص کو ہر روز ایک
 مالہ غریب پیش آتا میری طبیعت کو تیرے وصال سے محفوظ کیا یہ کہہ کر اسکو بدستور کا ندر سے ہر چڑھا کے قلعہ
 قیق نگار میں لے گیا اُسی بمثل حصار میں لے گیا اور حسن ترتیب دیا سامان عیش و لعب جمایا کہ چاہیے تھا دنیا کیا
 نہ بھر تو عیش و نشاط میں مصروف رہتا شب کی لائیسہ کو نفل میں لے کر چین سے توالذت و صلت سے محو ہوا جنت میں
 ملی داستان پر آؤں چند کلمے آسمان پر میری کے حال میں سنائوں لیکن صبح سرخ پوشاک سپریشانی پر تیری کابل
 بے تخت پر بیٹھی کمال ناز واداسے سر پر منظر یہ جلوہ افروز ہوئی اور ارکان دولت کو جو ہمیشہ دربار میں حاضر ہوتے تھے
 سب کیا سب کے حضار کا کمال تاکید حکم دیا جسے اسکو اس ہمیت سے دیکھا رنگ اسکا زرد ہو گیا ہر شخص کو
 نہ تھا کہ کہیں ہم غضب میں نہ پڑ جائیں اس کے بچہ ظلم میں ایسا نہ ہو کہ گرفتار ہو جائیں بیٹھے بیٹھے بعد الرحمن کی طرف
 اُٹھ ہوئی کہ خواجہ امیر کو میں نے بیابان سرگردان میں چھوڑ دیا تھا اور جو دیو کہ اسکو لے گئے تھے انکو اس کے وہیں
 وڑانے کا حکم دیا تھا دیکھ تو آجکل صاحب قمران کمان بہن زہرہ بہن یا بجان بہن اور کس فکر میں ہیں کس شغل
 زد کمر میں ہیں عجب الرحمن نے ہاتھ باندھ کر عرض کی اے ملکہ فاق از دوسے رمل تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ امیر
 ابان سرگردان میں آجک پریشان ہیں اُسی جنگ میں حیران سرگردان ہیں گوارنا میس دیو نے امیر سے
 عدہ کیا تھا کہ اگر میری معنوی لائیسہ کو دلواد دیکھے میرے واسطے اتنی محنت اختیار کیجے تو غفرانے گا ہی کر دنگا
 نہ دیکھو دنیا میں ہو چکا دو گنا سو امیر نے لائیسہ کو اسے دلواد یا جو اس سے کہا تھا قہ کیا آج دو مردوں پر
 وہ قلعہ قیق نگار میں عروفت بخش ہو کمال فارغ البالی سے داد عیش و نشاط دے رہا ہے مزہ زندگانی کا
 رہا آج کے دوسرے دن امیر کو دنیا کی طرف لیا گیا جو اسے قول و قرار کیا ہے اسے کمال آسمان پر میری
 نے ہی آتش کا پیرزادہ ہو گئی نہایت خفے سے شویہ پیش مشعل جواہر گین او کہنے کا کہ ارنا میس نے بھی

یہ دل گردہ پایا کہ میرے شوہر کو مجھ سے جدا کرنے کا قصد کیا اس کے دل میں میری طرف سے ذرا خوف آیا دیکھو تو میں اس کو
 کیسی سزا دیتی ہوں اس نالائق مردود سے اس بات کا انتقام کیسا لیتی ہوں یہ کہہ کر فوراً تخت پر سوار ہوئی خیمہ کی
 سے بے ضبطا دے اختیار ہوئی اور کسی ہزار دیو جن پریزا کو ساتھ لیکر قلعہ عقیق نگار کی طرف چلی غصے کی آگ
 میں ماننہ شمع جلی جب متصل پہنچی خبرداروں نے خبر دی آسمان پر میری سے اطلاع کی کہ ارناٹیس لانیسہ کو
 لیے ہوئے پلنگ پر سوار ہوا اس غفلت میں اس کو گرفتار کر لیجئے مشکین باندھ کر دیوؤں کو دیدیجئے آسمان پر میری
 جاتے ہی دونوں کی مشکین باندھ کر گلستانِ ارم میں لے آئی تب کسی طبیعت کو تسکین نہ آئی اور بڑیاں نہ م
 کر کے زندانِ سلیمانی میں کہ جہاں کا قیدی جیتے جی چھوٹا نہیں ہر قیدی کیا اور تمام شہر میں دھندھورا بجا دیا کہ جو
 کوئی امیر کو بے حکم میرے دنیا میں پہنچا کر کا قصد کر لگا اور میری عدول حکمی کی راہ میں جانوں جھلگا اسکی لسی ہی
 سزا ہوگی بلکہ اس سے زیادہ میرے ہاتھ سے اس پر نازل بلا ہوگی اب امیر کا حال سنئے کہ جب تین روز گزر گئے اور
 ارناٹیس نہ آیا فرمایا کہ دیو کی قوم حقیقت میں کمال بے رحم و احسان فراموش ہو چکی اسکی بات پر اعتماد کرنا سراسر
 خطا ہے حمزہ کوئی تجھ کو دنیا میں نہ پہنچا دیگا جو دیو کو اپنی غرض کو وعدہ بھی کر لگا تو آخر کو دغا کر لگا مگر خدا سے قبل اس میں
 سب طاقت ہو وہ اپنی رحمت تیرے حال پر فرمائے اور پھر تجھ کو دنیا میں پہنچائے یہ سوچ کر حمزہ نگار کو یاد کر کے نرا راز
 رونے لگا ناگاہ ایک طرف سے آواز سلام علیک کی آئی امیر دیکھیں تو حضرت خضرؑ میں اٹھ کر نعیم دی اور کہا کہ یا معجزہ
 خدا کی این سی طرح سے قاف میں سرگردان رہو لگا ب تک ان سیابانوں میں اس طرح سے حیران و پریشان رہو ان کا
 جو شخص مجھ سے وعدہ بچانے کا کرتا ہے وہ فاسقین کرتا بد ذاتی اور شرارت کرنے سے کبھی خطا نہیں کرتا ارناٹیس نے اس
 کس طرح کی تمہیں کھائیں لیکن ایسا وعدہ نہ کیا حضرت خضرؑ نے فرمایا کہ یا ابا العلا وقت پر موقوف ہو تم اپنے
 اولین گھبراؤ کچھ تردد و اندیشہ اپنے خاطر میں نہ لاؤ انشاء اللہ المستعان تم دنیا میں جاؤ گے اپنے عزیز و اقربا کی ملاقات سے
 خدا وانی اٹھاؤ گے مگر چندے سالہ ہی بہت کئی ہو توڑی رہی ہے یہ مثل کسی شخص نے ٹھیک کہی ہے اور ارناٹیس دبو کا کچھ
 قصور نہیں ہے اس کے قول قرار میں کچھ تو زمین ہے اس کا ارادہ ایسا وعدہ کا تھا دنیا میں بھجوا دینے کا اس نے قصد
 مصمم کیا تھا لیکن آسمان پر میری عجلہ رحمت سے حال دریافت کر کے عقیق نگار سے اس کو قید کر لگائی اور گلستانِ ارم
 میں جا کے سزا دینے زندانِ سلیمانی میں دونوں کو قید کیا اس امر پر اس بھجوا دینے کو اس نے بڑا دکھ دیا یہ کہ حضرت خضرؑ تو
 خبر دے آتے تھے ادھر چلے گئے یہ اس بات کے سننے سے ایسے متحیر ہوئے کہ ان کو خبر بھی نہ ہوئی کہ کدھر چلے گئے میر
 وہاں سے آگے کو روانہ ہوئے ترہ دن تک منہ نہیں بٹھکے لیکن اٹھارہویں دن ایک سہارے نیچے پہنچے جوٹی پلاس کوہ کے
 ایک گنبد بلور کا بہت بلند نظر آیا کرتے پڑے اپنے سینے کے قریب پہنچا اور اس کے کلس کو دیکھا کہ گڑا قتل سے آگے
 ملانے کی چکا چوند میں آئے امیر نے کہا کہ اس کو نزدیک سے دیکھا چاہیے اس قلعہ کی کیفیت اچھی طرح دریافت کیا پھر باہر

لئے چار دیواری باغ کی دیکھی مگر دروازہ اسکا باہر سے قفل پایا کوئی آنکھ وہاں نظر نہ آیا امیر اس قفل کو توڑ کر باغ کے
 لئے کمال دیر سی کر کے بیخون خطر گئے دیکھا واقع میں باغ ارم سے پہلو مارا ہی ایسا دلچسپ مکان تو میں نے
 ناف میں کہیں نہیں پایا فرمایا کہ جسدن سے کہیں قاف میں آیا ہوں ایسا باغ اور ایسا مکان کبھی دیکھنے
 میں آیا اور کلس کو جو غور سے دیکھا معلوم ہوا کہ گوہر شجر باغ بعینہ رکھا ہوا ہی ایک محل بے سبب اور ایسا میرے حضرت
 کے معجزے سے ہاتھ بڑھا کر گوہر شجر باغ کو کلس پر سے اٹھا رہا ہے تاج کے گوہر شجر باغ سے جو لایا ابھر کر کچھ فرق نہ پایا
 بہت اپنے دل میں خوش ہے کہ یہ بھی سوغات قاف کی ہی دنیا میں کا ہے کو ایسے گوہر شجر باغ کی بادشاہ یا شہنشاہ
 دیکھنے میں آئے ہونگے کسی نے خواب میں بھی دیکھ پائے ہونگے امیر گنبد کے اندر جو گئے تو ایک تخت جو اس رنگارنگ چھٹا
 ماحوہر کو اکٹھا ٹھانی اس طرف ہر اسباب اپنے اپنے موقع سے ہینال اور کیاب لگا ہوا دیکھا چاہا کہ اس پر سرائے و سرائے
 راحت کریں دریا اپنی طبیعت کو اس سفر کی ماندگی سے آرام دین پھر وہیں خیال آیا کہ عجیب نہیں ہوا اگر یہ مکان بھی کسی
 نے قبضے میں ہو وہ تسلیم اس جگہ دیکھ کر غصے میں آئے اور کچھ اذیت پہنچائے اس واسطے یہاں پہنچنا مناسب ہی اس
 ن سے نکل چلنا واجب ہی ہو چکر گنبد سے باہر نکلا کر ایک دشت پر پست گرگ بچھا کر اور اپنے غصہ پر ٹکرائے ایک ساعت
 ری تھی کہ جنگل کی طرف سے اس زور کی ہوا آئی کہ باغ کے بڑے بڑے عظیم الشان درخت قریب تھا کہ گر جائیں ہوا
 مندرے سے زمین پر آئیں بعد ازاں ایک دیو سفید رنگ پائسو لڑکا قد و قامت چلا تا ہوا باغ میں آیا آسنے
 ہ شور و غل سے زمین آسمان کو مسر ہر اٹھایا کہ وہ کون چور ہے جس نے گوہر شجر باغ تبرک حضرت سلیمان گنبد کے
 س سے اٹا لیا اور اس گنبد سلیمانی کو بے رونق کیا امیر نے سامنے آکر نودہ مارا اور اس کے لڑکے لگا کر لے کر دھو بیٹھ جری
 پہلے کسے ڈھونڈتا ہی تو جھوکو کھی جاتا ہی یا نہیں جھک کر کثرت دیوان شکستہ طلسمات کو پھینکا ہی یا نہیں مگر جانتا ہی تو
 ن سامنے آکر پچان میں زلازل قاف کو چیک سلیمان کشدہ غفریت قاتل اس میں ہوں حسب سامین ہی
 دن زن ہوں وہ بولا کہ آج معلوم ہوا اکلہ شہ قاف آپ ہی کا بر باد کیا ہوا ہی تمام قاف میں بھٹک رہی بنا دیکھا ہوا ہی
 اوم زاد دیکھ ان سب کا بدلہ میں تجھ سے لینا ہوں اور کسی جھوکو نہ لے سخت دیتا ہوں مگر سزا جان رکھا ہو گا تو ایک
 ہ میرے سامنے سے لیکر جاسکے گا اب تو کسی صورت سے اپنی جان میرے ہاتھ سے نہ بچا سکے گا امیر نے کہا کہ بڑھڑاتا
 واسطے ہو اگر دیوان مقبول کاشتاق ہو اور انکی ملاقات کا اشتیاق ہے تو میں جھوکوئی آگئے پاس بھجھو دن اسی دم
 لمپاس بدو نہ کروں ملا کیا ضرب رکھتا ہی میرے سامنے آ اور اپنی بہادری دکھا آسنے دا رہتمشا کہ جس میں چند
 سلینگ لگے ہوئے تھے بغوت تمام میرے سر پر باری اور سمجھا کہ یہ مغرب آگئے گی کاری صما جوقان نے
 قرب سلیمانی سے اسکو دو ٹکڑے کر کے دیو کے گونہ میں ہاتھ ڈالا اور لڑکا سکا اٹھا کر زمین پر سے لے کر اوجھاتی ہے
 کے سوار ہو کے خیر خرم آگئے گئے پر رکھ دیا اور اپنے زور و جرات سے اسکو زیر کیا تب تو وہ دیو لڑکا سکا اٹھا کر زمین پر سے لے کر اوجھاتی ہے

دلزل قاف جھکونہ مار میں تیرے بڑے کام آؤنگا جو کچھ حکم کریگا وہ بجاؤں دل بجاؤنگا امیر نے فرمایا اگر سلمان
 ہو تو کیا مصالحتہ میں جھکو قتل سے رہائی دیتا ہوں نہیں تو ابھی سی بھرتی تیری جان لیتا ہوں یو لو لاکھ اس پہاڑ کے
 تلے چند میرے دشمن ہیں اگر تو انکو مار ڈالے تو میں سلمان ہوتا ہوں صدق ل سے تیرا بن عفران تھا ہوں صاحب قرآن
 نے فرمایا کہ وہ کون ہیں انکا بتا نشان بتا انکی کیفیت مجھے مفصل سنا دیوئے کہا کہ اس پہاڑ کے تلے حضرت سلیمان کی
 سیرگاہ ہے آخر دروہان بیٹھ کر عفران زار کی سر کیا کرتے تھے اور اس نہایت گاہ سے بے غرضہ لیا کرتے تھے
 مقابلہ کرنا دیوسفید کا اور صاحب قرآن کا کچھا لڑ کر چھاتی پر چڑھنا اور جان بچانا اسکا بمکر و
 فریب اور پھر خوف ہونا صاحب قرآن سے



اس عفران زار میں سات فراس سلیمانی رہتے ہیں انکو سب یو بڑا صاحب قوت کہتے ہیں یا صاحب قرآن مجھ ہی پر
 موقوف نہیں ہوئے سب زیو ڈرتے ہیں انکی اطاعت کا دم بھرتے ہیں اگر انکو مارے تو مجھ پر بڑا احسان ہوگا یہ
 آپکا تابعدار ہوں بدل و جان ہوگا امیر نے فرمایا کہ تو جھکو دہان لے چل دو امیر کو پہاڑ کے نیچے لے آیا انکا
 ترار گاہ انکو دکھلایا امیر نے دیکھا کہ کوسوں تک عفران زار پر عجیب طرح کی بہاری اور اس کے درمیان میں ایک نہر
 ہے کہ جسکا عرض دس گز کا ہے اور طول کا حساب نہیں لرا اسکی لطافت و صفائی کا جواب نہیں آسب صفا خوشگوار ہے
 البریز دیکھیں جسکا سرست انگیز اور درمیان میں اس نہر کے ایک چوڑے پور کا پچاس گز کا مربع اور پچاس ہی گز لمبا ایک
 چوبی ہر شخص کو پسند اور کھربے کچراج کے اسے گرد لے ہوئے ہیں کھربان میں بھی بڑی بڑی صنعتوں سے

اس بات جیسے ہوسے ہیں اور وسط میں پڑے گئے ایک تخت الماس نگار بچھا ہوا ہے وہ بھی نفاست میں ہمیشہ
 بکتا رہا اور کوہ زعفران زار کا عکس اس چوہ ترے میں جھلکتا ہے گو یا سبزہ ہوا کی جنبش سے لکھتا ہے امیر عبت
 رکے اس چوہ ترے پر جا کھڑے ہوے اور چاروں طرف کی سیر کر کے دیو سفید سے پوچھا کہ تیرے دشمن کہاں ہیں
 بادے مجھے جہاں ہیں اسنے کہا کہ اسی زعفران زار میں ہیں آپ پکار کر کہیے کہ اسی وقت ناس تم کہا کھاتے ہو وہ
 پکو جواب دینگے اور آپ کے رد پر آئینگے ہرگز نہ مین دیر نہ لگائینگے امیر نے پکار کر کہا کہ اسی ناس تم کہا کھاتے ہو
 در کہاں ہو مین تمہارا شاق آیا ہوں میری ملاقات کے لئے باہر آؤ تجھ کو اپنی صورت دکھاؤ آواز آئی کہ ہم زعفران
 کھاتے ہیں آپ بٹھریے ہم ابھی آتے ہیں بعد ازاں ساتوں ناس امیر کے سامنے آئے برابر امیر کے کھڑے ہوئے
 اپنے پرے جمائے امیر نے دیکھا کہ عجیب ہیئت کی جسم تو اکا مشابہ آدمی اور دانت ملتے کے نیز کچھ برابر سے تیز ہیں
 کہ اگر کبھی بیٹھے تو چھجھ جاتے ممکن نہیں کہ اسکی نوک سے کوئی نجات پائے امیر عترب سلیمانی کو کھینچ کر آئے
 در میان میں کودے اور ساتوں کو اسی تیغ آبدار سے قتل کیا اس شمشیر نے اُنکا خون پیا پھر سفید دیو سے کہا کہ اب تیرے
 دشمن مارے گئے سب بچ دالم زائل ہوا مقصد دی حاصل ہوا وہ دیو سفید خوش ہوا اور ایک ہاتھ سر پر اور دوسرا
 پوترون پر رکھ کے ناچنے لگا اور بولا کہ اے آدم زاد تو نے میرے دشمنوں کو مارا مگر میں تیرے دشمن ہوں ہماری قوم کا
 دستور یہ کہ نیکی کے بدلے بدی کرتے ہیں اسکے مکافات سے نہیں ڈرتے ہیں یہ کہہ کر ایک تختہ شک گان کا ٹھکے
 اوپر بٹھکا امیر نے اسکو خالی دیا اور تلوار کھینچ کر اسپر دوڑے وہ بے اختیار بھاگا دم نہ لیا ایک ساعت قیام نہ کیا
 ہر چند امیر نے اسکو بٹھایا مگر وہ امیر کے پاس نہ آیا اور کہنے لگا میں ایسا بوقوت نہیں ہوں کہ تیرے پاس آن کر
 اپنی جان دون قصد اپنے کو ہلاک کروں جب کبھی تجکو غافل یا دن کا اسوقت تجکو اسکا مہر چھانڈ لگایے کہ اے اڑ کر
 چلا گیا صاحب جوان نے اپنے دل میں کہا کہ اب یہاں نہ اچھا نہیں ہے اس جگہ سے چلنا مناسب ہے جان کا واجب ہی
 سفید دیو تیرے دشمن ہوا یہ خدا جانے کس وقت قابو پا کر اندھا دیو سے اور مجھ سے اسکا بدلہ لے اسی مردمان سے
 روانہ ہوئے اسی لکھتا ہے یہ سیم سات شبانہ روز امیر سفید دیو کے ڈرتے چلے گئے کہیں بائیکد مستان تک
 نہیں تاکا اسکے پنجہ سے نجات پائیں اس بد ذات کے ہاتھ سے ایذا نہ اٹھائیں کھوین دلن لیک آبادی نظر آئی
 وہاں کچھ اور یہی کیفیت پائی خلقت نے ہاں کی آدھا جسم رقتی تھی جب شخص ملکر کھڑے ہوں تو ایک دنی پورا
 ہوئے چنانچہ اُن لوگوں کو نیم تنہا کتے میں در وہ اسی صورت سے تھے ہاں ورائے بادشاہ کا فتوح نیم تن نام تھا
 وہ نہایت با اخلاق اور مرویت میں مشہور عام تھا ہر گاہ اس بادشاہ کو صاحب جوان کے آنے کی خبر پہنچی استقبال
 کر کے باغ از تمام اپنے شہر میں لے گیا اور بخت پر اصرار کر کے بٹھلایا اور نہایت خاطر داری و احترام سے پیش کیا
 اور قہر بوس ہو کر عرض کرنے لگا کہ میں نے جب سے حضرت سلیمان سے سنا تھا کہ ایک آدم زاد یہاں

اگر دیوان قاف کو زبرد بر کر لگا ہزار دن کو نفعی ہزار دن کو بے سر کر لگا وہ سلیمان خانی ہوگا اسکے پاس تھو
 سلیمان ہوگا تب سے میں آپ کا مشتاق تھا آپ کے لٹنے کا کمال اشتیاق تھا شکر ہو کہ خلع عود جل نے آپ کے قدم
 دکھائے کہ آپ خیر و برکت سے بیان تشریف لائے آنحضرت اُس بادشاہ نے کئی دن تک امیر کی دعوت
 کی سب طرح کی راحت دی امیر نے اُس بادشاہ سے کہا کہ تجھ سے ہو سکتا ہے کہ جھکو دنیا میں ہو پوچھا دے مہربانی کر کے
 مجھ کو میرا وطن کھادے اُس نے عرض کی ہم نیک ہیں اپنی سرحد سے باہر قدم نہیں ٹھکا سکتے ہم اس جگہ سے
 دوسری جگہ گر کر نہیں جاسکتا میرا ان سے رخصت ہو کر آگے کو روانہ ہوے راوی لکھتا ہے کہ صاحبِ حق ان نے
 ہزار رحمت و شفقت دس ہزار دن اُس بیابان آفت نشان کو طے کیا گیا جو چین کی ایک یا کے کنارے پہنچے
 دیکھا دیا لہرین مار رہا ہے اور جہاز و کشتی کا نام و نشان نہیں ہے پھر کرنا اُس ریاست سے بغیر ناؤ کے امکان نہیں ہے
 حیران ہو کے کہنے لگے کہ حمزہ قاف بن ایسے ایسے دریا بہتے ہیں کہ جنکے تلامذہ کا شمار نہیں آدھی کیا ہر ہزار دن کو اختیار
 نہیں پس دنیا میں تھا راجا نامعلوم ظاہر نہیں رہتا تھا رے مقوم میں ہے ایک پتھر پر بٹھکر ہر نگار کے فراق
 اور یاروں کے اشتیاق میں نازناں رہنے لگے اُنکی یاد میں اپنی جان کھونے لگے اسی روئے کی حالت میں آنکھ
 لگ گئی خواب غفلت میں سو گئے کئی دن کی ماندگی سے بیہوش ہو گئے سفید دیو تو اپنی گھات میں لگا ہی ہوا
 تھا امیر کو غافل دیکھا پتھر سمیت وہاں سے اٹھا کر ہوا واد کو س زمین سے بلند ہوا ہوگا کہ اُس وقت ہوا کی
 شدت سے امیر کی آنکھ کھل گئی دیکھا تو دیو سفید اڑائے لئے جاتا ہے گھڑی کی طرح اپنی پیٹھ پر لٹا کھائے لئے
 جاتا ہے امیر نے فرمایا کہ اے دیو سفید میں نے تجھ سے نیکی کی اور تجھ سے بدی کرتا ہے کیا نیکی کا بدلہ بدی ہے بھلا خدا
 سے نہیں ڈرتا ہے دیو لاکہ میں تجھ سے پہلے ہی کہ چکا ہوں کہ ہم لوگ نیکی کے برے بدی کرتے ہیں یہی ہماری عادت ہے واد
 ہم ہمیشہ یہی کرتے ہیں اب یہ بڑا کہ جھکو پھاڑ پھینک دین کہ دریا میں امیر سوچے کہ دیو کی موت اٹھی ہو تو یہ جو کہو نگا اُس کے
 برعکس کر لگا امیر نے کہا کہ جھکو پھاڑ پھینک دے اگر تجھ سے عوض لیتا ہے تو اس طرح سے اے سفید دیو لاکہ اے آدم زاد میں جھکو
 دریا میں پھینک دوں گا کہ تو ڈوب مرے پھر ہمارے ساتھ ظلم و تعویذ نہ کرے یہ کہہ کر اُس سنگ سمیت دریا میں پھینک
 چلتا ہوا فی الواقع اُنکے کہنے کے خلاف کیا خواجہ خضر و الیاس کے حکم خداے تعالیٰ سے ہاتھ نہ اٹھا امیر کو لیکر دیا
 کے کنارے کھڑا کر دیا امیر نے دونوں پیغمبروں کو سلام کیا اور بعد زار و نالہ کہا کہ یا حضرت آسمان مری نے سخت
 جھکو تنگ کیا ہے نہایت رنج دیا ہے دنیا میں جھکو جانے نہیں دیتی اس تکلیف سے راحت پانے نہیں دیتی حضرت
 خضر نے فرمایا کہ یا امیر کھیلنے کا مقام نہیں ہے آب و دانہ کے ہاتھ ہی جب بے دانہ اٹھ گاتہم یہاں سے جاؤ گے
 اپنے وطن میں ہو پوچھ گے آرام پاؤ گے چند روز در سخت میں یہ بھی خیر چاہتا ہے تو بٹکے جاتے ہیں اندر پھر مڑا کر
 صبر کرو اب تمہارے دن اچھے آئے ہیں اب تمہارا حال تہنپال شاہ و آسمان پری کا تیسے کہ ایک دن

نہیال شاہ دربار میں تخت پر بیٹھا ہوا تھا کہ آسمان پر مری مرغ پریشاک پرکرتی اپنی موت اسے متعلقہ کھجور کا
 بنائی اور اپنے تخت پر بیٹھ کر خواجہ عبدالرحمن کو طلب کیا اُنکے حاضر ہونے کا حکم دیا اسوقت اٹھارہ لاکھ سزدار دیو
 دیو پر زیادہ بادشاہ کے دربار میں حاضر تھے جسے اس سچ دھج سے آسمان پر مری کو دیکھا کانپنے لگا مارے خون کے
 ترغصا بنا سمٹھ دھانپنے لگا کہ آج آسمان پر مری بصورت مرغ دربار میں آئی بہت شرمناک لبائیں تشریف لائی
 ہو دیکھنے کے سر پر قضا کیلئے ہو کون کون اپنی جان سے جاتا ہو کس کس پر اسکا غفلت لانا ہو مین عبدالرحمن نے
 اگر بادشاہ اور ملکہ کو حیر کیا بلکہ نے مخاطب ہو کر پوچھا کہ خواجہ دیکھو تو اسے سرت کمان ہن زمرہ ہن یا عیان ہن
 نملکین ہن یا شادمان ہن خواجہ نے زانچہ دیکھ کر سر اپنا سپٹ کر اٹھ کر لے کر ہلے اور نہیال سے کون بان پر
 لائے کہ آپکے ساتھ حمزہ نے کیا بدی کی ہو کہ جبکہ بدلا آپ کہتے ہیں اور اسکو ایسے سچ دیتے ہیں بادشاہ نے گھر کر
 پوچھا کہ خواجہ خیر تو ہو اُنکا کیا حال ہو سچ تھا و کس مصیبت میں گرفتار ہیں مجھے جلد بتاؤ عرض کی کہ جہان شہر ہورمان
 خیر کا کیا ذکر ہو تم بے پروا ہو تم کو اُنکی کیا فکر ہو سفید دیو نے حمزہ کو دریائے خضر میں پھینک دیا اُس دور نے اُنکے ساتھ
 یہ سلوک کیا ہو دیکھا چاہیے کہ جتنا بھی رہتا ہو یا نہیں ہو ایسے دریائے زخار میں ڈال دیا جائے اُنکے جینے کا کچھ بھروسہ
 نہیں بادشاہ نے یہ خبر بدلا شکر تاج سر پر سے اتار کے زمین پر پھینک دیا اس بات کے سننے سے اُسکو بڑے رنج
 و الم لے گھر لیا اور آسمان پر مری نے بھی بال اپنے سر کے نوح ڈالے اسے کہتے چلائی اور نالہ فرما دیو بقرار ہو کر زبان پر
 لائی اُسی دم بادشاہ مع خرد و کلان دریائے خضر کی طرف روانہ ہوئے تخت کو دیوؤں نے اُڑایا دم بھر میں
 اُس دریا پر پہونچا دیا صاحبقران خواجہ خضر و مہتر ایاس کے ساتھ نماز پڑھنے کے فارغ ہوئے تھے کہ بادشاہ مع
 آسمان پر مری پہونچا امیر نے سلام پھرنے کو دانے طرف توجہ کیا نہیال اُنکو دکھائی دیا نیوری جڑھائی بائیں طرف
 متوجہ ہوئے اسوقت آسمان پر مری کھڑی تھی امیر نے اُسکی طرف سے بھی توجہ پھیر لیا دونوں کی طرف سرگزا اسفات
 نہ فرمایا آسمان پر مری اور بادشاہ حضرت خضر کے پاؤں پر گر پڑے اور سننے لگے کہ یا حضرت اب ہم آپ سے
 اقرار کرتے ہیں تم کھائے قول و قرار کرتے ہیں کہ بعد چھ جینے کے امیر کو دنیا میں پہونچو اُنکے ہرگز وعدہ ظانی نہ کرینگے
 اگر خلاف ایسکے ہو تو آپ کے اور خلو کے گناہگار ہوں ہر طرح کی سزا کے سزاوار ہوں اب کی بار ہمارا قصور آپ
 صاحبقران سے معاف کر دیجئے ہمارے حال پر اتنی مہربانی کیجئے حضرت خضر نے امیر کو سمجھایا اور نہایت لطف
 سے فرمایا کہ جہان نو برس رہے ہو وہاں اور بھی چھ جینے مری خاطر سے ہو جو کچھ بقضائے تقدیر الہی معاملہ
 پیش آئے ہو سو چار دن چار رات ہو آسمان پر مری اور نہیال میں کھاتے ہیں اُنکی قسموں کو بھی دیکھ لو اُنکے قول و
 قسم پر اعتقاد کرو مثل مشہور ہو کہ درو غلو را تباہ خانہ پہونچا نا چاہیے جو شخص تہیہ عمد کرے امیر فقین لانا چاہیے
 امیر نے سر جھکا کر کہا یا حضرت آپ پیغمبر خدا ہیں اچھے مذہبے مقبول بارگاہ کبریا میں مجھ کو غیر از اطاعت

دفعہ بندی کی جا رہی تھی چارہ ہر جگہ بسور و چشم منظور ہو کر آپ کا اشارہ ہر بہت اچھا چھوٹے اور بڑے لوگوں کو اتفاق اور اتفاق کے کچھ نہ کہو لگا آسمان پری اور تہیال شاہ دد لون امیر کے قدموں پر گر کے عذر خواہ ہوئے اپنی حرکات نامعلوم بہت سعادت کی معاف کرنے پر قسم دی امیر مجبور ہو کر حضرت خضر اور الیاس سے عرضت ہو کر تہیال شاہ آسمان پری کے ساتھ تخت پر بیٹھ کر گلستانِ ابرم کو روانہ ہوئے

داستان خسرو و ہندوستان لندھو بن سعدان کا قلعہ سراندریپ پر پہنچا اور شکست دینا حاصل سگسار و ملک جروک کو اور بہرام گرد خاقان چین کا اقلیم چین کی طرف جانا اور جلوس فرمانا اپنے تخت سلطنت پر

راہ میں لکھتا ہوں کہ جب ملک لندھو اور بہرام گرد خاقان چین اس راستہ پر پہنچے جہاں سے ملک چین کو راہ گئی تھی ملک لندھو نے باہر تمام خاقان کو خدمت کیا چنانچہ بہرام گرد خاقان چین چین کی طرف راہی ہوا اپنے ملک میں جا کر رونق افزائے تخت بادشاہی ہوا اور لندھو نے اپنے ملک کی جانب آیا مع فوج جوار و لکڑی و شہار تشریف لایا اور اُدھر کا حال دیکھ کر غصے سے کہ ہمارے ملک جروک اور ملک جروک بہت دنوں سے قلعہ سراندریپ کو گھیرے ہوئے ہیں تھے اور کئی بار اہل قلعہ سے لڑے تھے لیکن جہاں جگہ جگہ پر ہم لڑے ہیں کیا مسلمانوں پر زور دیا کہ لڑے گا حکم دیا مسلمان دست مناجات بلند کر کے جنابِ حدیث کی بارگاہ میں زار تارے کرنے لگے ایک جنگی کھیل سے گردِ اُصغی ہر گاہ بادنہ اس گرد و چاک کیا مٹھماے شیر سیر و شہانہ ہنر و چہرہ نمودار ہوئے نئی نئی صورت کے جوان اس بغار سے پیدا ہوئے قلعہ کیون نے دربار میں لگا کر دیکھا کہ اسے ہندو کی سلطنت کی جگہ سلیمان قائم مقام صاحبِ قرآن نبی و شہید پختہ خسرو و ہندوستان لندھو بن سعدان گرد و زورہ جوشن پہنے گرد گرد انبار کا ندھے پر بٹھے قیل میمونہ پر سوار با کمال شوکت و اقتدار چلا آتا ہے فوراً قلعہ میں شادیانے سجھ لگے قلعہ کے اہل عہد کے گردنے لگے ملک جروک ہمارے شادیانے کی آواز سن کر کمال متعجب ہوئے کہ اس عالمِ اُصغی میں مصورانِ حصار شادیانے بجاتے ہیں ہماری جماعت اور لشکر کثیر کا خوف بالکل اپنی خاطر میں نہیں لاتے ہیں کہ دفعہ خسرو و ہندوستان ملک لندھو اور سگسار و ملک جروک کی فوج پر آگرا آئے لڑنا شروع کیا جیسا کہ دیکھا کہ خسرو و ہندوستان لندھو اور وازہ قلعہ کا کھول کر مع فوج آپ بھی شریک جنگ ہوا اس صورت میں لڑائی کا دوسری رنگ ہوا ملک جروک نے اپنا ہاتھی قیل میمونہ کے برابر لاکر ایک گرد و خسرو پر مارا خسرو نے تو مسکرا دیا اس کی ضرب کو اپنے اوپر آئے نہ دیا مگر وہ گرد نہ قیل میمونہ کی مشک پر لگا فوراً منفر اس کا خرطوم کی راہ سے نکل پڑا وہ ہاتھی ضرب سخت سے سیکار ہو گیا عاجز اور سیرا ہو گیا خسرو کو دکر ہاتھی سے الگ ہوا ملک جروک نے دوسرا خسرو پر کیا

سرو نے خانی دیا اور اس کے ہاتھی کی سونڈ پکڑ کے ایک جھکا جو مارتا تھا تھی منہ کے بھل آ رہا اس کی سونڈ سے
 ان کا دریا بہا ملک جبروک ہاتھی سے جبرہ ہو کر خسرو کے مقابل ہوا لڑنے پر مستعد لڑکا دل ہوا خسرو نے اس کا
 منہ پکڑ کر اٹھا لیا اور سرگردان کر کے اس زور سے زمین پر ٹپک دیا کہ اس کے ہونٹ چھٹی کے دو دھ سے تر ہو گئے
 خسرو کا زور و قوت دیکھ کر اس کے ہوش و حواس منتشر ہو گئے چاہتا تھا کہ اٹھ کر بھاگے خسرو نے اس کو پکڑ کے ایک
 پائون اس کا اپنے پائون کے نیچے دبایا جب اسی طرح اس پر قابو پایا تب دوسرا پائون ہاتھ سے پکڑ کر مثل پارچہ کنہ
 چیر کے پھینک دیا اس جوان کو پیکر کوڑو کر لے کیا اور سگساڑن کی طرف متوجہ ہوا ناگاہ ایک لڑکے اور فلک پر پیدا ہوا
 دفعہ ایک برس یا ہوا اور اس زور سے بادل کہ کا کہ لوگوں نے جانا آسمان زمین پر گر پڑا کیا قیامت
 آئی کیسی آفت آئی اور برقی کے چمکنے سے ہر ایک کو چکا چوندی آگئی سمجھوں کی آنکھوں پر بارے دشت کے گھری
 چھا گئی بعد ازاں فلک سے ایک بچہ پیدا ہو کر لیں جو کو اٹھا لیا گیا ایک گولہ تھا کہ نیکے کو اڑا لیا سگساڑن نے
 یہ ماجرا دیکھ کر تیر کی طرح سے فوج ہند پر حملہ کیا سب لشکر کو ایک باگی ٹوٹ پڑے کا حکم دیا فوج ہند بھر قلعہ بند
 ہوئی قلت جمعیت سے دشت مند ہوئی اور سگساڑن کو محاصرہ کر کے اتر پڑے پھر پہلے کی طرح گھیرنے پر اڑے
 اب جب تک پھر اس دستان پر آؤں دو دھ کے ملک لے جو رکی دستان کے ٹائون لے جو رکی جو نیچے رنگاہ سے اٹھا لیا گیا
 وہ راشدہ پری راشدہ پری بادشاہ ملک امض میں غارت پر وہ قاف کی بیٹی تھی ایسے بادشاہ زبجاہ صاحب
 اوصاف کی بیٹی تھی آئے جو زور و قوت ملک لے جو رکا دیکھا بچہ کر گیا اور اس امر کو قرار دیا کہ اس کو لے جا کر سفید و لیلو
 کو بار اچانک سے اس دیاہ نے راشدہ پری پر عاشق ہو کر راشدہ پری سے پیغام شادی کا دیا تھا اس پری
 با حسن و جمال سے قصد بواصلت کا کیا تھا ہر گاہ راشدہ پری نے قبول نہ کیا اور کچھ کلمات سخت کہے اور جواب
 تند اور دندان شکن دیے تو اس کو پکڑ کر ایک غار میں کہ اس کے مکان کے متصل تھا قید کر دیا اور درپے گرفتاری
 راشدہ پری ہوا کہ اس کو بھی قید کر کے اپنے حوام میں لائے اور اپنی طبیعت کا مزہ اٹھائے راشدہ پری اس جبر کو
 سہو گستاخانہ کی طرف گئی کہ آسمان پری کو اپنا معین و مددگار کر کے اس سے نجات حاصل کیجئے اس مردود
 کے ہاتھ سے اپنے تئیں بچا کے رموانی نہ لیجئے وہاں جا کر معلوم ہوا کہ آسمان پری کسی ملک کی عورت تھی جو راشدہ پری
 وہاں پھر کر دل بھلانے کو پر وہ دنیا کی طرف گئی چند روز بطریق نفرت طبع وہاں رہی پھر تے وقت مسرا اندیپ
 میں قوت و زور لے جو رکا دیکھا لے جو ر کو اٹھا لائی اس کی صورت شوکل سے بھائی اور اپنے باغ میں اُٹا کر گر
 آرائش بہر نفرت کر کے خسرو کے سامنے آئی وہ زیب و زینت سے اپنی صورت فرشتہ زیب دکھائی کہ لے جو ر
 نے جو راشدہ پری کو دیکھا تو ایک جان چوڑھنہ راجان سے عاشق ہو گیا اس کی شکل جو ہر حال میں نکھار قس سے رنگ
 فوج ہو گیا پھر چھانچھو اس باغ میں کون آیا ہوا میں یہاں کس طرح سے آیا ہوں اور یہ کون ملک جو راشدہ پری

ہوئی کہ لونڈی آپ کو اٹھا لائی یہ حرکت اسی تا بعد اسے بے اختیار نہ ظہور میں آئی ہو اور یہ ملک پرتان ہی
 ایک دیو نے میرے باپ کو قید کیا ہے اس کو کمال رنج دیا ہے اور مجھ کو چاہتا ہے کہ اپنی رجحیت میں لائے میری صحبت سے
 حظ ازدگانی اٹھائے اور مجھ کو کسی طرح سے قبول نہیں ہے یہ بات میرے نزدیک محض نہیں ہے چونکہ ہلوگون کے
 بادشاہ نے بھی ایک دم زاد کو پرہ دنیا سے ہٹا کر ہزار دن دیو قتل کروا کے ملک از دست رفتہ کوئے مرے سے
 اپنے قبضہ میں کیا ہے اور اس کی مدد سے اپنے دشمنوں سے خوب انتقام لیا ہے اور اپنی بیٹی سے اس دم زاد کی شادی بھی کی ہے
 وہ لڑکی کہ حسن جمال میں بے نظیر اس کے کلام میں ہی ہے میں بھی اپنی عانت کیو اسطے آپ کو لے آئی ہوں اگر آپ اس دیو کو
 مار سکیں تو میں تاجیات مستعار لونڈی گری میں حاضر ہوں تمام عمر آپ کی اطاعت میں رہوں گی کوئی بات خلاف مرضی
 آپ کے کبھی اپنی زبان سے نہ کہوں گی لہذا صبر کرنے کا کہہ کر راضی ہوئی کہ ان کے خسر کو راضی ہوئی کے
 مکان قید پر بھیجا دیا اس کی جگہ و مقام سے آپ کو مطلع کیا جو دیو راضی ہوئی کے گنبدان تھے خسر کو دیکھا اپنے سردار کے پاس کچھ
 نام مقرر ہے برہمن تھا دربارے گئے اور کہا کہ ایک دم زاد آیا ہے اور ملو میں کہ اسے یہاں تک کیوں لگھڑایا ہے قتل ہے برہمن نے
 لہذا صبر کو دیکھا چاہا کہ اسے پکڑ کے سفید دیو کو لڑا تھنہ ز دیوے اور اس کے عوض میں اس سے کچھ انعام لیوے
 لہذا صبر کے پکڑنے کو ہاتھ جوڑا ہایا اور جبروت اس کے قریب آیا لہذا صبر نے اس کا ہاتھ پکڑ کے ایسا جھکا دیا کہ سقرے
 برہمن کا ہاتھ شانے سے اکھٹا گیا اس صدمہ سے مجبور ہوا سبے ورد و شور اس کا دربار دیوؤں نے جو اپنے سردار کا
 یہ حال دیکھا حیرت سے لکھ لکھ رہے تھے لہذا صبر نے بہت دیوؤں کو تیغ کیا کسی کا حربہ اپنے اوپر آنے نہ دیا قید سے تیار
 ہو کر بجائے آخر لہذا صبر راضی ہوئی کو آزادی دیکھا اور اپنے ہمراہ لیکر قصر بیض میں آیا اس مقام محفوظ میں اس کو اپنے
 ساتھ لایا راضی ہوئی نہایت خسر و کامنوں ہوا اور خسر و کے لیے جشن شاہانہ ترتیب کیا اور اس کی محفل طرب و نشاط کا
 حکم کیا خسر نے عین جشن میں خواجہ عبدالرحیم سے کہہ کر راضی ہوئی کا وزیر مخافہ لایا اس کی طرف مخاطب ہو کر یہ سن زبان
 لایا کہ اپنے بادشاہ کو خبر دے کہ میں راضی ہوئی پر عاشق ہوں میرا عقد اس کے ساتھ کر دیوے اور مجھ سے اپنی حب خواہش
 قبول و قرار لیوے خواجہ نے خسر و کا پیغام اپنے بادشاہ سے ادا کیا راضی ہوئی نے کہا کہ تم میری طرف سے کہہ دو
 اور اس بات کو اس سے بظرافت نہ کہو کہ مجھ کو اپنی بیٹی کو دینا خسر نے یہ کہہ کر پہلے سفید دیو کو کہہ دینا جانی ہے
 قتل کیجئے اور خسر و کو دیوؤں سے تخلص کر دیجئے پھر شوق سے راضی ہوئی کو اپنے نکاح میں لائے اس کی ہوا صحت سے
 لطف زندگی اٹھائے لہذا صبر نے قبول کیا رات کی رات تو سو رہا صبح کو سفید دیو کے مارنے کو روانہ ہوا اب
 سفید دیو کا حال تھے کہ دیو ملنگ سر نے جا کر اسے خبر دی اس کو حلیہ پہنچا کر اطلاع کی کہ ایک دم زاد ہوا ہے
 دیوؤں کو جو جوتی پر تھے قتل کر کے راضی ہوئی کو بھیج دیا گیا ایک کی آن میں اس کو ہوا کیجئے اور اس کا لکھا اور بخاری تلاش میں ہے
 وہ مرد درخت سے ہی آپ میں نہ ہوا لاکہ لاکہ لاکہ قاف کو تو میں نے دیا ہے آخر میں ڈیو دیا ہے اس کا کام تمام

کیا ہوا یہ دوسرا آدمی کمان سے پیدا ہوا گھر میں آکر دیکھا تو ایک جوان قوی ہیکل اشدہ پری کو گود میں لیے ہوئے
 برے رہا جو ادعیش نشاط دے رہا ہر سفید دیو کی کیفیت دیکھ کر بے اختیار وارث نشا دے لیکے لندھو پر دوڑا
 اور اُس پر حملہ کیا لندھو نے اُسکے وار کو خالی دیا اور وارث نشا چھین کر ایک گونسا اس زور سے اُسکے سر پر مارا کہ
 سفید دیو فرش زمین ہو گیا خسر نے اُسکی شکلیں باندھ لیں ہر طرح سے اُسکو زیر دست کیا اُس کمرش مغرور کا وصلہ
 سب پست کیا اور جہان تک یو اُسکے مکان میں تھے انکو نکال کے مکان پر اپنا قبضہ کیا ایک کو بھی وہاں رہنے نہ دیا اور
 سفید دیو کو لا کر اشدہ رجنی کے حوالہ کیا اشدہ رجنی نے خسر کو گنگے سے لگایا اور خوب پیار کیا اور سب ساز و جواہر
 خسر و پر سے نثار کیا اور سفید دیو کو ایک غار میں کدو پہاڑوں کے درمیان میں واقع قید کر کے کئی ہزار دیو کی محافظت کے
 واسطے تعینات کئے اور اُسکی محافظت کیواسطے سخت سخت حکم دیے اور لندھو کو واسطے جشن ترتیب دیکر اشدہ پری کو
 نامزد کیا اُسکے عقد میں کمال رغبت دیا اور خواجہ عبدالرحیم کو شادی کا سامان تیار کر نیکی واسطے حکم دیا خواجہ نے نیک
 کے عرصے میں شادی کا سامان جمایا جو شخص جس خدمت کے لائق تھا اُسکو اُس کام کے انجام کا حکم دیا اشدہ رجنی
 نے بڑے دھوم دھام سے اپنی بیٹی کی شادی خسر کے ساتھ کر دی جو بات کہ نمایاں سلطنت ہوتی ہو وہ کی وضع ہو کہ لمحا فہ
 طوالت شادی کا بیان قصہ خوان پر موقوف رکھتے بیان اختصار کیا چونکہ عبارت طویل باعث ملال غلط نظرین ہوتی ہے
 اسواسطے مضمون کو طویل نہ دیا القصد یہ الفروع شادی لندھو نے دیو و نکو مار کر قصر مراہنے قبضہ میں کیا سب
 دیو و نکو وہاں سے نکال دیا اور اشدہ پری کے ساتھ شب روز عیش کرنے لگا اُسکی محبت کا دم بھرنے لگا نگاہاں میندن
 لندھو رگرمی کے موسم میں سنگ مرمر کے چوتربے پر درخت کے سایہ میں بیخیز ہوتا تھا دیو پلنگ مہرنے کے دن رات اپنا قابو
 ڈھونڈھا کرتا تھا سفید دیو کو غار سے نکال کر خبر دی کہ اسوقت وہ قلاتے مقام پر بیخیز ہوا ہے اس حالت میں اُسکو گرفتار
 کر لیا چاہیے سفید دیو لندھو کو الگ تھک لٹھا کر اپنے مکان میں لیگایا اور طوق و زنجیر بچھا کر غار میں ڈال دیا اور اس
 کیفیت سے اُسکو قید کیا بعد ازاں اشدہ پری کے پکڑنے کو گیا کہ اُسکو بھی گرفتار کر دوں اُس سے بھی اپنا بدلا لوں
 اشدہ پری نے اُسکے خوف سے اپنے کو طلسم الجبال میں کہ دیو سیہ چھی اُس طلسم کا بانی تھا ڈال دیا اُس مردود
 کے خوف سے اُس جگہ اپنے تئیں پوشیدہ کیا سفید دیو نے یہ خبر سنا کر چاہا کہ اُس طلسم میں جاوے اور پھر اُسکو بھی اپنے
 پیچھے میں لاوے ہمارے یوں نے منع کیا کہ اُس طلسم میں جاکر آج تک کوئی جیتا نہیں نکلا جو وہاں جاتا ہی ہلاک ہوتا ہے
 مرکز خاک ہوتا ہے سفید دیو کو دیوان ہمارے اُس طلسم کے گرد حاصر فکر کے بیٹھا اس مکان کی کیفیت سننے کے بیٹھا
 اب کچھ حال سنگسار نکایاں کروں اُنکی حالت سے تمکو اطلاع دوں ہر گاہ لندھو کو بچہ اٹھا لیا اور جیسو قلعہ بند ہوا
 سنگسار دن نے قلعہ بون پر عرصہ تنگ کیا جیسو نے ناچار ہو کر مسلسل سنگسار سے ایک جینے کی جملت مانگی اپنی تیسیر
 کر نیکی لیے فرست مانگی اور ایک نامہ بہرام گرد خاقان چین کو لکھا کہ ہم اس مصیبت میں گرفتار ہیں زندگی سے سبزا رہیں

خبر لینی ہو تو جلدیجے جس طرح سے ہو سکے ہماری مدد کیجئے ورنہ اپنا کام تمام ہوتا ہو خاقان چین لشکر لیکر سرزمین کی طرف
 روانہ ہوا سرگاہ بنگا میں پہونچا راو خان و سمندر خان نامے دو بھائی تین آتشباری میں کمال رکھتے تھے خاقان چین
 سے اگر ملاقات کی اور مستعد ہو کر یہ بات کہی کہ اگر چکوا اپنے ہمراہے چلیے تو سنگسار و کونیک قلم چو تک دیوین ایسا جلا کر
 خاک سیاہ کریں کہ کہیں انکا نشان نہ رہے آدمی کیا کہ باقی کوئی مکان نہ رہے خاقان اُنکے اس کلام سے بہت خوش ہوا
 و در اُنکو خلعت مسر فرازی دیکر اپنے ہمراہ لیا اور اُنسے بہت ملوک کر نیا دے دیا سنگسار دن کا حال سنیے کہ جب مدت
 حملت تمام ہوئی قلعہ پر پہنچا پھر اُنکو از سر نو صدمہ دیا مسلمان دست پاچہ ہو کر دعا مانگنے لگے کہ آئی اس آفت سے تو
 چکوا بچان دیو دُنکے نیچے سے چھڑا سوز قلعہ پر پہنچا تھا کہ خاقان چین آپہونچا خدا کے حکم سے اُنکی مدد کے لیے
 چاہو پچا راو خان و سمندر خان کی آتشباری کی فوج سنگسار تاب نہ لاسکی اُنکے آگ برسانے سے وہ گر کر اپنے تئیں
 نہ بچا سکی بہتیرے جل ٹھکر و اصل بچنم ہوئے اور بعض جو بچے جان لیکر ماند شتر بے ہمد بھاگے ایسا خوف آتشباری کا
 اُنکے دل میں بھایا تھا اور اس آتشباری کے کرنے سے اُنھوں نے ایسا صدمہ پایا تھا کہ اگر شب تیرہ میں شتاب
 تاقب کو دیکھتے تو آتشباری سمجھ کر ہوائی کی طرح سے ہوا ہوتے دہشت سے اپنے جواس کھوتے بہرام خوش خوش قلعہ
 سرزمین میں داخل ہوا اہل قلعہ کو اُنکے آنے سے کمال طمیان حاصل ہوا اگر لندھو ر کی تلاش کیواسطے بھیجتا کہ انکا حال دریافت
 اُنکے دریافت حال کیواسطے بہت مضطرب و متحیر تھا چنانچہ ہر طرف عیار لندھو ر کی تلاش کیواسطے بھیجتا کہ انکا حال دریافت
 کر کے اُسکو اطلاع کریں اور اُسکی طبیعت کو تسکین دیں اب را شدہ پری کا حال سنیے کہ اُسنے جب سفید دیو کی
 دہشت سے اپنے کو طلسم الجبیاں میں ڈالا تھا وہ حاملہ تھی بعد نو مہینے کے ایک بیٹا ہوا اُسکے صدف شکم سے ایک گے شہزادہ
 پیدا ہوا را شدہ نے نام اُسکا ارشیون پر نیرا رکھا اور احوال اُسکے پیدا ہونے کا مع نام ایک کاغذ پر لکھ کر تیرے پیکان
 میں باندھ کر طلسم کے باہر پھینک دیا اُسکے پیدا ہونے کی اطلاع کا اپنے باپ تک یہ سامان کیا اتفاقاً ایک پر نیرا دے
 اُس تیر کو پایا اور جبکہ اُس تیر کو را شدہ حنی کے پاس پہونچا یا را شدہ حنی نے اس پر نیرا دے کہا کہ اس خدا کو سرزمین
 میں لجا جو کوئی ارشیون پر نیرا د کا بزرگ ہو اُسکے چلے کر فوراً اس خط کو جس طرح سے ممکن ہو اُسکے پاس پہونچا پر نیرا دے قلعہ
 سرزمین میں جا کر خاقان چین کی گود میں خط کو ڈال دیا را شدہ حنی کا حکم تعمیل کیا مہرام نے ہر چند چاہا کہ وہ
 خط پڑھا جائے کوئی اُس خط کا مضمون اُسے پڑھ کر نہ لے لیکن چونکہ خط حنی تھا کسی سے پڑھا نہ گیا کوئی اُسکو پڑھنے کا اشارہ
 نہ کیا کہ اُس خط کو محافظت سے اپنے پاس رکھا کہ آخر کوئی پڑھنے والا اسکا کبھی تو بجا گیا ایک دن یہ کام آگیا کہ یون مہر نیرا
 کا حال سنیے جب وہ آٹھ برس کا ہوا اپنی ماں کو محزون و ملول دیکھ کر پوچھنے لگا کہ تم محزون و ملول کیوں ہتی ہو اپنے سرخ وصال کا
 حال مجھ سے کیوں نہیں کہتی ہو را شدہ نے تمام سرگذشت اپنی کہ سنانی اپنی اور اُسکی حقیقت سب مفصل بتائی اور کہا
 کہ اُمیر فرزند میں نے اپنی عزت بچانے کو اس طلسم میں اپنے کو ڈالا تھا اس تیر سے میں نے اپنے کو اس ملک سے نکالا تھا مگر

اب جیتے جی اس سے نکلنا دشوار ہی اس غم سے میرا حال زار ہی اور باپ بھی تیرا دیو سفید کی قید میں ہوکا شکہ وہ
چھوٹا ہوتا تو اسید بڑتی کہ وہ کسی فکر سے اس طلسم سے نکالے گا ہلکے کمین آفت سے بچاے گا ارشیلون نے کہا کہ
اس طلسم کی لوح بھی کسی کے پاس ہوگی اُسکو تلاش کیا چاہیے وہ لوح کسی صورت سے لیا چاہیے ارشدہ نے ایک خط
لوح کے تلاش کرنے کے واسطے اپنے باپ کے نام لکھ کر دستور تیر میں باندھ کر طلسم کے باہر پھینک دیا جن جو ارشدہ جی کی لوح کے
باہر تعینات تھے بخود انکے ایک نے اس خط کو ارشدہ جی کے پاس پہنچایا ارشدہ جی نے جہاں تک ڈھونڈ سکا اسے کا حق تھا
لوح کو ڈھونڈ سکا جب کہیں ٹھکانا نہ لگا ایک خط ارشدہ جی کے نام لکھ کر ایک پریزا کو دیا کہ اسکو طلسم کے اندر پھینک
جس جگہ سے تو اس خط کو لایا تھا اسی جگہ اس خط کو پہنچا پانچ فوراً اُسے اُسکے حکم کی تعمیل کی رہا کی راہ کی راہ ارشدہ
اس خط کو پھینک کر ارشیلون سے کہا کہ تیرے نانائے لکھا ہے کہ میں نے خوب ڈھونڈ سکا لیکن کہیں لوح کا پتہ نہ پایا لوح طلسم
کے اندر ہی دین تلاش کیجئے شاید ہاتھ آئے ارشیلون یا اس ہو کہ زار زار دیا اپنی اور اپنی ماں کی عاجزی پر بے اختیار
رویا ناگمان اسی عالم گریہ میں آنکھ چپک گئی دیکھا کہ ایک پیر مرد کہتا ہے کہ افریزا کو اسے اتنا تم لکھا تا ہی مفید نہ ہو
اپنا جی لکھا تا ہی تیرے مکان کے سامنے جو گنبد ہے اُسکے دروازے کو کھولو اسچین ایکے یونہی دروازے میں اُسکے ایک لوح
یا قوت کی خط جلی لکھی ہوئی ہے تو اس لوح کے حسب حکم عمل کر اگر کوئی صورت ہولناک بھی تجھ کو نظر آئے تو اُس سے ہرگز
نہ ڈرہ دیو اپنے ہاتھ سے لوح تیرے حوالے کر کے چلا جائیگا تو اپنا مطلب پی پائیگا اور اس طلسم کو بفضلہ تعالیٰ فتح کرے گا
ارشیلون نے جاگ کر اُس خواب کو اپنی ماں سے بیان کیا وہ زار زار رتبہ عیان کیا اور گنبد کا دروازہ جاکے کھولا دیکھا تو
واقعی ایک دیو ہرادر اُسکے گلے میں ایک لوح یا قوت کی بندھی ہوئی پائی جو بات کہ اُس مرد نے کہی تھی وہی صورت
نظر آئی ارشیلون نے لوح کو جو غور کر کے دیکھا اسچین لکھا تھا کہ ارشدہ طلسم یہ اسم پڑھ کر اس دیو پر دم کر وہ لوح تجھ کو
دیکر چلا جائیگا اس لوح سے تو اپنا مطلب پائیگا مگر جو قوت وہ پھرے لوح کو اُسکے سر پر باندھ دیو جہم داسی ہوگا اُس
مرد کو کیڑوں سے تجھ کو اطمینان حاصل ہوگا لیکن درہاتھی مست تیرے سامنے رتے ہوئے آئینے اور وہ تجھ کو خوب ڈرا لینگے
تو لوح کو دونوں کے درمیان ڈال دینا وہ دونوں لوح کی واسطے اسچین الیا رینگے اُسکے لینے میں خوب اڑینگے کہ دانتوں کی
رگڑوں سے آگ نکلیگی اور اُسی آگ سے وہ دونوں جل کر خاک سیاہ ہو جائینگے تجھ کو یہ طرح کا قیونہ پائینگے ارشیلون
حکم لوح نیس کر کے آگے بڑھا تا دریافت کرے کہ اُسکی حقیقت کیا ہے اور کیا ناجز ہے دیکھا کہ ایک میدان بقیہ دوق ہے
کہ جس کے دیکھنے سے آدمی کا نہ ہ بھٹ جائے خون تمام جسم کا دم بھریں گھٹ جائے اور نات میدان میں ایک درخت دیو سار
کا ہر اُسکے ہر پتے پر عالم نقش و نگار کا ہے اُسکی چھنگ پر ایک ٹہر گلابیٹھا ہوا ہے جتہ اسکا نعل کے برابر ہے اس صورت کا یہ نور
و خیاں کتر ہے اور چرخ کو شمرتا کہ چاہیے اور پھیل کو نرسل خواجہ عمر کوئی تجھ کو لیا چاہیے ارشیلون نے لوح کو دیکھ کر پوچھا کہ تیرے
ہم اعظم دم کر کے اُسکی پھیلی کو نشانہ کیا تیر کو اپنی نشست سے اُسکی جانب تاک کے روانہ کیا تیر کا لٹا تھا اور اُسکی

زمین پر گرنا تھا اسکے گرتے ہی ایک ندھی سیاہ ایسی اُٹھی کہ روز روشن شب بیدار سے زیادہ تاریک ہو گیا کہ ایک دوسرے کو نظر نہیں آتا تھا اندھیرے کی کثرت سے دم ہر ایک کا گھبراتا تھا اور شور و غل برپا ہوا کہ ہاں لینا جانے نہ پائے بہ اپنے کو سلامت نہ پہنچائے شکندہ طلسم دیو دار دیو کو مار کر جاتا دیکھیں تم میں سے کون اسکو زیرِ شمشیر لاتا ہے ارشیون بوجہ حکم لوح اسم اعظم کا لکار کے قرات کرنے لگا جب شمشیر ہوئی دیکھا کہ ایک کوچی سیاہ ہوا شیون آگے بڑھا ایک تالاب وسیع دیکھا کہ گرد آسکے بیڑھیان سنگ مرمر کی ہیں اندر بدر بریڑھیوں پر عورتیں دعا زوہ سیردہ سالہ جنین کی ہر ایک قابلِ نیر رشک ناہ و خورشید جام سے گلزار ہاتھ نہیں لئے کھڑی ہیں اور صراحیانِ شراب کی بہت نفیس اور خوش طرز جا بجا پڑی ہیں ارشیون کو دیکھتے ہی ہر ایک کہنے لگی کہ اے طلسم کشا بڑا افتخار کر دیا تو بڑی دیر میں آیا ہم کس مدت سے تیرے منتظر کھڑے ہیں رنجِ انتظار میں پڑے ہیں ارشیون نے اپنے دہن کا کہ عجیب جڑ ایسی نئی طرح کا تھا شاہی ہزاروں عورتیں ساغرِ شراب ہاتھ میں لئے میری طالب ہیں صحنِ جمال میں حورانِ بہشت پر غالب ہیں میں اکیلا اتنی شراب کب پی سکتا ہوں کسی دشمنی اور کس کی خوشی کو دن سخت حیران ہوں کہ کس سے کیا کہوں لوح کو جو دیکھا لکھا تھا کہ خبردار خیرداری سیرکتہ طلسم ان میں سے کسی کو ہاتھ نہ لگانا ہرگز انکے پاس آنا وہ جو ایک عورت گھٹ پر سرخ جوڑ اپنے کھڑی ہر دی ان سب کی سرداری مسمیٰ کو سب طرح کا اختیار ہوا اور نام اسکا صمبا جادو سب جادو گردن لگی سرداری گلر دیو اسکے ہاتھ سے جام ہے لیکر اسم اعظم دم کر کے ساغر اسکے منہ پر مار قدرت خدا کی نظر آئی یہ ساحرہ دیکھتے تھکے کیسے تماشے دکھائیگی مگر دیکھا تجھ پر اس شراب کی چھینٹ نہ پڑے پائے خوب حتمیاد کر اسکا ایک قطرہ بھی تیرے جسم اور کپڑے کے اوپر نہ آئے نہیں تو تو بھی انکے شریکِ حال ہو گا کچھ بچہ بھی بوال ہو گا ارشیون نے صمبا جادو کے ہاتھ سے جام ہے لیکر اسم اعظم دم کیا اور اسکے منہ پر مار کے پچھلے پانوں سے پچاس قدم جھٹ کر کے دم لیا شراب کا اسے منہ پر پڑنا تھا اور شعلہ آتش کا بھبک کر اٹھا تھا کہ صمبا جادو شعلہ جوال کی طرح گھومنے لگی گھنچکر کھڑچ کر مین آئی وہ آگ ایسی مشتعل ہوئی کہ جتنی عورتیں تالاب کے گرد کھڑی تھیں بزرگ سرد چراغان جلنے لگیں اپنے نیست و نابود ہونے پر کھٹ افسوس ملنے لگیں دو گھڑی کے عرصے میں سب جل کر خاک ہو گئیں ایک کا بھی نام و نشان نہ رہا اس بات پر اسے شکر خدا کیا کچھ جو ارشیون نے لوح کو دیکھا لکھا پایا کہ اے شکندہ طلسم تیرے سامنے چند پر نیراد گاتے بجاتے آئینکے نے بے شہدے وہ نمک دکھائینگے مجھ انکے ایک پیر مرد تجھ سے صاحبِ سلامت کر لیا گفتگو میں بہت ملامت کر لیا لیکن تو اسکو جواب نہ دینا لوح کو آئینہ کی طرح سے دکھانا یہ تدبیر ضرور عمل میں لانا لوح کے دیکھنے سے دوسرے سب بھاگ جائینگے طلسم نفع ہو جائیگا تو اپنا مطلب پایگا ارشیون نے یہی عمل کر کے طلسم کو توڑا راشدہ پیری بہت خوش ہوئی اور ارشیون کو گلے سے لگا کر طلسم کے باہر نکلی اسکے نکلنے سے سب کی طبیعت تازہ ہوئی غم سے آزاد ہوئی پر نیراد جو راشدہ جنی کی طرف سے تعینات تھے راشدہ پیری کو دیکھا کہ بہت تعجب سے کھڑے اسنے ایسے طلسم جو بخوار سے کو نہ کر پانی پانی یہ کس تدبیر سے نکل آئی اور فوراً راشدہ جنی کو خبر دی اسکے سلامت رہنے سے اطلاع کی

راشد خنی اسی دم تخت پر سوار ہو کر آیا اور ایشیون کو اپنے گلے سے لگایا اور تخت پر دونوں مان بیٹوں کو سوار کر کے
 زرد و اسہر تار کرتا ہوا قصر امیض بن لگیا۔ اس نے اس مرے خدا کا شکر کیا اور ایشیون نے اپنے نان سے پوچھا کہ سفید دیو
 نے میرے باپ کو کمان قید کر کے رکھا ہے جھکو جھکو تباہ کیجئے اتنی مہربانی میرے حال پر کیجئے راشد خنی ایشیون کو
 سفید دیو کے مکان پر اپنے ساتھ لگیا اسکا مقام قیام اسکو دکھایا اور اس جگہ کا حال مفصل سنایا اب تم دوران
 ملک لندھو بن سعدان گردہ حال تھے کہ اس دن اپنی بیسی پر بہت سارے دیوانسروں سے اپنا منہ دھویا اسی عالم
 گریہ میں سلام علیک کی آواز اس کے کان میں آئی اُس نے جان تازہ پائی جواب دیکر دیکھا تو حضرت خضر کھڑے ہیں ملک
 لندھو نے بہت ہی ناراضہ کر کے عرض کی کہ یا حضرت میں کب تک اس مصیبت میں گرفتار رہوں گا یہ رنج و الم کمان تک
 سہونگہ فرمایا کہ میں تیری رہائی کو واسطے آیا ہوں خدا کی طرف سے خدوہ خلاص لایا ہوں یہ لکھنؤ کو خسر و مند کے
 دست و پا سے جدا کر کے غائب ہو گئے اسکو عذاب سیری سے چھڑا کر جلدیے ملک لندھو نے غار سے نکل کر دیکھا کہ
 راشد خنی اور راشدہ پری تخت پر سوار کھڑے ہیں لندھو کے لیے ختم براہ انتظار کھڑے ہیں راشد خنی کی گود میں
 ایک لڑکا بیٹھا ہے خسر و راشدہ خنی کے قدموں پر راشدہ پری سے بغلیں ہو کر لڑکے چھنے لگا کہ یہ لڑکا کون ہے اسکا حال
 جھکو مفصل سنائی اسکی حقیقت بیان فرمائیے راشدہ نے اسکا حال لکھنؤ خسر و کا قدموں سے کہہ دیا خسر و نے
 ایشیون کو چھاتی سے لگایا اور راشد خنی کے ہمراہ قصر امیض کی طرف روانہ ہوا۔

داستان خواجہ عمر و عیار کا قلعہ قیام سے قلعہ دیو و دین جانا ملکہ ہر گار و شکر اسلام سمیت

رویان خوش تویر لکھتے ہیں کہ ایک برس کے بعد سردار دن نے خواجہ عمر و عیار سے کہا کہ قلعہ میں غلو نہ ہو چکا ہے
 سب لوگ بھوک کی فکر سے پریشان ہیں سخت بد جواس اور حیران ہیں خواجہ نے صیاد سے پوچھا کہ اس گرد و نواح میں کوئی
 اور بھی ایسا قلعہ ہے کہ زمین جا کر خدے لبر کیجئے غم ناداری سے طبیعت کو رہائی دیجئے صیاد نے کہا کہ بیان سے
 دو منزل پر دیو و دناے ایک قلعہ جمشید کا بنایا ہوا ہے سب سب بات سب بات بہت تکلف سے سمجھ لگایا ہوا ہے مضبوطی میں
 کوئی قلعہ اسکی برابری نہیں کر سکتا ہے کہ البتہ بھی رفت و رفتی میں اسکی ہمہ گیری نہیں کر سکتا ہے چار پہاڑ قدرتی مقابل
 میں واقع ہوئے ہیں کہ وہ بھی بمثال ہیں قدرت ایزد و الجبال میں جمشید نے ان پہاڑوں میں بھاری بھاری
 قلابے آہنی دیکر موٹی موٹی بیخیں لگائی ہیں بہت مضبوطی میں جانی ہیں اور آہنی تختوں سے اسکو تختہ بند کیا ہے حکام میں
 اسکا رتبہ نہایت بلند کیا ہے اور چار ہاتھ کا فاصلہ دیکر دو دیواریں آہنی بنا کے زمین پر بھری ہے اور قلعہ میں اس قدر
 وسعت ہے کہ زمین زراعت ہوتی ہے باہر سے غلام گانے کی احتیاج نہیں ہے اسکا رہنے والا کوئی کسی چیز خوراک کا محتاج
 نہیں ہے مگر راہ اس قلعہ کی ایک ہی ہے اور ایسا تنگ کوچہ ہے کہ سوائے ایک آدمی کے دو آدمی برابر نہیں جاسکتے بہت سے
 شخص لکھنؤ آہیں داخل نہیں پاسکتے عمر و قلعے کا بیان سن کر بہت خوش ہوا اور سردار دیکو بلا کر تاکید کی کہ تم اس سے

بہت ہوشیار رہنا میں دوسرے قلعہ کی فکر میں جاتا ہوں تمھارے آرام پانچکی تدبیر لگا تا ہوں یہ کہ پوچھا تھا اپنی اُتار لباس
 عیاری میں قلعہ کے باہر نکل کر پھلانگیں لڑتا قلعہ دیو دو پر جا پوچھا کمال جرأت دلداری سے تنہا پوچھا قلعہ کے
 گرد اس تک میں پھر اگے کہیں لگا پاؤں مگر نہ پایا اندر جانے کا رستہ کہیں نظر نہ آیا ایک ٹیکرے پر بٹھکر قلعہ کے اندر دنی
 حصہ کو دیکھ کر عیش عیش کرنے لگا کہ کبھی ایسا قلعہ دیکھنے سننے میں نہیں آیا تھا آج تک ایسا قلعہ میں نے نہیں پایا تھا جہاں جانیے
 واسطے دریائے مکر میں غوطہ مار کے منہ بہ کرنے لگا طرح طرح کا خیال اُسکے دل میں گزرنے لگا دیکھتا کیا ہے کہ ایک دریچے
 میں لوہے کے تختے کا چھجا ہوا سپر ایک سقہ کھڑا ہوا نیچے سے پانی بھر رہا ہے پانی بھرنے کی خدمت جو اُسکے متعلق ہے
 سو کر رہا ہے دل میں سوچا کہ قلعہ میں جانیے کے لئے اس سے بہتر سیر بھی ہاتھ نہ لگی اندر پہنچنے کی اور کوئی گھاٹ
 لگی سقے کی آکھ بچا کر پانی میں کود کے ڈول میں جا بیٹھا سقے نے جو ڈول کو بجاری پایا اسکو تجھت یا پھر جھانکے دیکھا
 کہ ایک آدمی عجیب الامیئت ڈول میں بیٹھا ہوا ہے حماقت سے سمجھا کہ میری تقدیر کی یادری سے جل مانس ڈول
 میں آیا ہے میرا طالع سکندری ایسا خزانہ ہے پایاں میرے لئے لایا ہے ڈول کو آہستہ کھینچنے لگا کہ کہیں نکل جائے ایسی
 شے بے نظیر ہاتھ نہ آئے جب ڈول چرخی تک پہنچا پکڑنے کی واسطے ہاتھ بڑھایا کہ اسکو ڈول سے نکال لوں یہ خیال
 اُسکے دل میں آیا عمر و حبت کر کے اُسکے پاس جا رہا اور گردن اُسکی پکڑ کے اسی پانی میں پھینک دیا اُس سقے کے ساتھ
 یہ شعلہ کیا سن میں پانی عمیق تھا اور سقے کا جام عمر مورو ہو چکا تھا دو چار غوطے کھا کر غرق بحرال بحر و اُتار و اُسکی صورت
 بنکر پانی بھرنے لگا اُس سقے کا کام کرنے لگا جب شک بھوچکا سوچا کہ معلوم نہیں وہ پانی کس کس جگہ بھرتا تھا اپنی شک کا
 پانی کسی کس کام میں صرف کرتا تھا مصلحتاً بیٹھ گیا دوسرے سقے جو پانی بھرنے کو آئے اپنی شکیں لیکر اس کو نین پر آئے ہاتھ
 ہلا کر بولے کہ میان فتو خیر تو ہی اس طرح سے لیئے کیوں ہو پانی بھرنا کیون چھوڑا اپنے کام سے بڑھ کر اُسے مڑا ہوا لاکہ اے
 بھائی تجھکو اس وقت تپ آئی ہے میرے قلب پر گرمی چھائی ہے اگر مہربانی سے میرے گھر میں خبر کرو تو نہایت احسان کہ ایک سقے
 نے اُسکے روتے بالو کو خبر کر دی کہ قلعہ کی تفصیل پر تپ میں پڑا کانپ رہا ہے کڑی اور تپ کی شکوت سے ہانپے ہاں جو دروازے لگے
 سنتے ہی دوڑے گئے اور اسکو وہاں سے گھر میں اٹھا لائے سب نے اُسکا حال دیکھ کر بہت سچ اٹھائے عمر و حبت سے
 پڑا سو یا کیا بے تکلف خوب اپنی طبیعت کو آرام دیا آدمی رات گئی ہو گی کہ قلعہ کی جو روئے جگا کر پوچھا کہ کچھ کھاؤ گے
 تھوڑی بہت کچھ غذا آخر بیٹ میں پہنچاؤ گے عمر و لاکہ بھوک تو نہیں ہے وہ بولی کہ میں نے گلشنی پکائی ہے تھوڑی سی
 تو کھاؤ کہ قوت سلب نہ ہو عمر و لاکہ اچھا لاؤ اگر تمھاری یہی خوشی ہے تو خیر مجھکو کھاؤ دیکھو گلشنی کھا کے ہاتھ تھک دھو کر حقہ
 پیئے لگا کہ ایک مرتبہ باہر سے کسی نے پکارا زور سے ایک لغزہ مارا کہ میان فتو جاگتے ہو یا سوتے ہو زور باہر تو آؤ کچھ تم سے کھاؤ
 جلدی تشریف لاؤ عمر و نے اپنے دل میں کہا کہ خدا خیر کرے دیکھئے کیا حال ہے سچا تا ہی زمانہ کیا اپنے نیرنگ کھاتا ہے اس وقت
 دو پہر رات گزرے کون خریدار آیا کون ایسا کام ضروری اُسکو بیان لایا فتو نے جو دسے کہا کہ پوچھو تو کون ہے

وہ عورت بولی کہ صاحب آپ کا کیا نام ہے اس وقت رات میں تھکوانے کیا کام ہے اور یہ تو سب بھاریں باہر نہیں لے سکتے
 بسبب ضعف اور بیماری کے ایک قدم نہیں چل سکتے وہ بولا کہ بادشاہ کے عیادوں کا مہتر مہون ان بھون کا میں ہی
 مہتر مہون مجھے ایک بات بہت ضروری کہنی ہے مگر رونے نام عیار کا منکر سب اپنے دل میں سن بیچ کیا دلو تو ہم نے گھیر لیا
 عورت سے پوچھا کہ یہ بھی در بھی آیا تھا اسے اپنی صورت کو کبھی تجھے دکھایا تھا اُسے کہا کہ کبھی نہیں تب تو اور بھی جوں اُسے
 کہ پہلے پہل عیار سے ملاقات ہوئی یہ بہت بُری بات ہوئی خدا خیر کرے مجبور کا نکلتا ہوا باہر نکلیا اُسی آفت سے بچا نا
 یہ کہ نہ نکلا مہتر نے دیکھ کر کہا کہ اے شاہ عیار ان عیار السلام علیک عھر و بولا کہ صاحب یہ گھر تو قوت سے کا ہے شاہ عیار ان عیار کا
 گھر آگے ہو گا ہام دیو دوی بولا کہ اے خواجہ تم اپنے کو تجھ سے کیوں چھپاتے ہو میں بھی مسلمان ہوں آپ کی ملاقات کا خواہاں
 بل جان ہوں دینے سے آپ کا انتظار کرتا ہوں بھاری بھارت کا دم بھرتا ہوں یہ کہہ کر عھر و کا قدم بوس ہوا عھر و سر اس کا
 چھاتی سے لگا کر کلمات آشتی کرنے لگا ہام دیو دوی نے کہا کہ چلیے بادشاہ کو پکارتے ہیں جس غرض سے آپ میدان تشریف
 لاتے ہیں کام اپنا کر لیجئے پھر جو کچھ ہو گا سمجھا جائیگا دیکھ لیا جائیگا جو معاملہ پیش آئے گا بندہ بھی آپ کا شریک ہے ہر خبر رات تاریک
 ہے یہ دونوں چوکیدار دیکھ لگا سے اپنے کو بچاتے ہوئے عھر و دیو دوی کی محل میں کھڑے ہوئے پوچھا کہ ہر خبر رات تاریک
 قلعہ کے اندر جا کر سوئے عھر و نے دیکھا کہ بادشاہ شامیانہ اطلس خطائی کے نیچے دو شالہ تانے لپٹ پڑا ہوتا ہے اسیل پڑا
 ہے نہ کوئی خدمتگار جس سب غافل ہیں یہ بھی خواب غفلت میں سرشار ہے عھر و نے بادشاہ کے منہ پر سے دو شالے کا انجیل
 جدا کیا پلٹا اُس کے چہرے سے علی و کیا اور چاہا کہ عبرت بیوشی بادشاہ کے دماغ میں بھونکے کہ بادشاہ نے عھر و کا ہاتھ جو پکڑا
 عھر و نے اپنا ہاتھ چھین لیا اُس کے ہاتھ کو زور سے جھٹکا دیا بادشاہ کے ہاتھ میں جھٹک رہا گیا عھر و نے چاہا کہ چلیوے جلدی سے
 اپنی راہ لیوے بادشاہ نے پکار کر کہا کہ اے خواجہ تجھ سے نہ بھاگو میری ایک بات سنو جو کہتا ہوں اس پر عمل کرو مجھ کو خواب میں
 اسی دم حضرت ابراہیم نے مسلمان کر کے بھارت سے آنکلی خبر دی ہے بھاری پاسداری کی مجھ کو تاکید کی ہے دلا کچھ علم غیب
 نہیں لکھتا ہوں کہ تم کو پہچانتا بغیر بتائے ہوئے بھارت اہل جلتا عھر و یہ کلام سن کر کھڑا ہو گیا بادشاہ نے اُٹھ کر عھر و کو
 گلے سے لگایا اور کمال محبت و اخلاص سے فرمایا کہ صبح کو تم اپنے تمام لوگوں کو بے آوازے تکلف سب کو میان پہونچاؤ
 یہ قلعہ بھارت ہے ہر ہر فرد و فرما کر کیا مل میں اگرچہ شہید جم آئے تو اس قلعہ کو بے نیل سکتا ہو کسی طرح کی مذہب نہیں
 دیکھتا عھر و اسی دم بادشاہ سے رخصت ہو کر قلعہ سابق میں آیا اور سردار دیکھ قلعہ دیو دوی کے لینے کی خبر نہ کر دیا تو
 آرام کیا دو پہر رات گئے مہر نگار کو حوالہ تر نگار میں سوار کر کے فوج کے ہمراہ قلعہ دیو دوی میں پہونچا یا اور آپ کا غلہ کے
 تیلے جا بجا قائم کر کے پیچھے سے روانہ ہوا دو روز میں قلعہ دیو دوی میں داخل ہوا سب صورت سے اطمینان حاصل ہوا بادشاہ
 نے پہلے ہی سے سب کو مسلمان کر کے در بانوں کو حکم دے رکھا تھا کہ جہت عھر و آئے فوراً قلعہ کا دروازہ کھول دینا کوئی
 اس کو روکنے نہ پائے در بانوں نے عھر و کی آواز سننے ہی قلعہ کا دروازہ کھول دیا عھر و نے سب لشکر اپنا قلعہ میں داخل کیا اور

اپنی وضع پر قلعہ میں بند رہت کر کے چین سے قیام کیا سب اپنے ہمراہیوں کو آرام کرنا حکم دیا اب لشکر کفار کا حال سنئے کہ
 تیسرے دن عیار دن نے سر مرو فرام کو خبر دی کہ قلعہ خانی معلوم ہوتا ہے کوئی آدمی اس میں نظر نہیں آتا اور بالکل خالی ہونا
 بھی کچھ ذہن میں نہیں سمجھتا تھا کہ نے کہا کہ اگر قلعہ یہاں سے متصل کون ہے گرو دیو و دو کو عمر و نے لیا ہو کچھ عیاری کر کے
 اس میں داخل قبضہ کیا ہو تو عجیب نہیں ہے بلکہ غائب ہوا ہے اس وقت سوار ہو کر قلعہ میں گئے دیکھیں تو داتی قلعہ خانی میں جا جا کا غلہ کے
 آدمی کھڑے ہیں پالوں ان کے فیصلوں پر گئے ہیں اور دروازے میں گدھا اور گنا بندھا ہوا ہے اور چند مرغ قلعہ میں پھر رہے ہیں
 نہ چوکیدار ہے نہ کوئی سپاہی ہے نہ کچھ سامان بادشاہی ہے شاہزادوں نے بادشاہ سفہ کشور کی خدمت میں عرض کی کہ
 عمر و اس قلعہ سے ٹکڑا قلعہ دیو و دین گیا اور یہ ہم بے آپ کے تشریف لائے یا کوئی ایسا صاحب مضموب ہو کہ اسکو سر کرے
 سرنگی بغیر کسی مدد کے ہماری اوقات آرام سے بسر ہوگی ایک عیار کے ہاتھ کہ گرس ساسانی اسے کہتے تھے عرضی بھجکے شکر
 کو چ کر کیا تمام شکر و فوج کو کوچ کرنا حکم دیا تین دن کے عرصہ میں پہونچ کر قلعہ دیو و دے سامنے ڈیرہ کیا اسی جگہ تمام لشکر نے قلعہ
 لیا نو شیروان عرضی کو پڑھ کر نہایت استغفہ و برہم ہوا اسکو اس حال کے سننے سے بڑا غم ہوا اور بختک کی طوطی مخاطب ہو کر
 کہا کہ سخت مترو دہوں اس زبان کو اسے کا کیا علاج کروں اسکی نذر واجب ہے اس عیار سے کہو کر اپنے کو نکالو لالوں وہ لالہ لایا
 تشریف لیچنا عین مناسب ہے اسکی سرکشی حد سے گزری اتوار اسکی سرز سب واجب ہے آپ کے گئے کبھی یہ لڑائی فتح نہ ہوگی
 آپ سامان بالستہ کے ساتھ ضرور تشریف لیجائیں تو بھر انیر فتح پائیں نو شیروان نے بزر چمہر سے پوچھا کہ اس مقدمے
 میں بختاری رائے کیا ہے جاناد بان کا بچا ہے یا بچا ہے بزر چمہر نے کہا کہ فز دی کا وہی کلام جو سابق میں تھا اب اگر آپ بھی تشریف
 لینگے اور اسنے کی طرح کی کوئی بے ادبی کی تو قہر وقت بڑی قباحت ہوگی ہم سب لوگوں کی سبکی اور حماقت پر دلالت ہوگی
 آمیزہ رائے حضور کی سب کی رائے پر افضل ہے چو آپ رشاد کر لیں اسی امر پر ہم تاجداروں کا عمل ہے نو شیروان کو جو عمر و کی
 حرکتیں یاد آئیں کانپ گیا اور بختک سے کہنے لگا کہ اگر مردود تو سخت تکلم ہے میرے فریب دے سلطنتی تیرا کام ہے ہمیشہ تو بھوکھا غلہ
 دیتا ہے بیچارے سے بڑائی لیتا ہے اتفاقاً اسوقت بادشاہ کو خبر ہو چکی کہ کچھ کام میں تھیں کابھائی دو لاکھ سوار ہمراہ لیکر حضور کی
 ملازمت کی واسطے آتا ہے غریب وہ آپ کے حضور میں اپنے تئیں پہونچا تاہو شیروان یہ فزہ مسکرت خوش ہوا اور
 کئی سردار اسکے استقبال کو بھیجے کہ اسکو بہت اعزاز و اکرام سے میرے پاس لائیں اسکو بھی بیلر اشتیاق سنائیں جب اسنے
 حاضر ہو کر بخت کو بوسہ دیا اور بادشاہ کی ملازمت سے افتخار حاصل کیا بادشاہ نے اسیتن مرحمت اسکی پشت پر جھازی
 اور اسی دم خلعت جمشیدی سے اسکو مہر فراز کر کے مجلس جشن کا حکم دیا اپنی شان و شوکت کے لائق تملان دھوت
 کیا تین شبانہ روز تک جشن رہا جشن کی صبح کو بادشاہ سے اسنے پوچھا کہ پیر و مرشد و مین اور جہاندار اور
 جہانگیر کمان ہیں انکا حال تو بھوکھا سائے اٹکی کیفیت بیان فرمائیے نو شیروان نے اسے سر دھج کر کہا کہ کیا کوئی جہاندار
 اٹکی مفارقت میں غمناک ہوں وہ تینوں بھائی ہم مرو فرام کے ساتھ دے پے گرفتاری عمر و عیار ملازم حجرہ میں لو

برس کا عرصہ گزر گیا یہ وہ عیار کسی کے ہاتھ نہیں آتا ہی انوار کا قسم کے فسادات اٹھاتا ہی آج اس قلعہ میں توکل
 اس قلعہ میں ہی ایک جگہ قرآن نہیں لیتا کسی کو چہ نہیں لینے دیتا جس کی مران بولا کہ غلام کو اگر ارشاد ہوئے تو جس
 قلعہ میں ہوا حضور کے اقبال سے کھڑی سواری قلعہ کی اینٹ سے اینٹ بجا کر عمر کو مع ملکہ عمر نگار حاضر کو دس سب
 اپنی عیاری بھول جاتے ایسا عاجز کر دین بادشاہ اس بات کو اور بھی خوش ہوا فرمایا کہ نفس الامریں تم ایسے ہی جو ان مردہ ہو
 کیا تا عمر نہ نہ ہو اس وقت خلعت خفیت عنایت کیا اور روانہ ہو گیا حکم دیا چہن کامران نے مع دو لاکھ سوا قلعہ
 دیو و دیو کی طرف کوچ کیا چند روز میں مہافت لادے کر کے قلعہ دیو و دیو کے قریب پہنچا تو قلعہ کی پناش کا ہوا قلعہ و قلعہ
 نے چہن کامران کے پہنچنے کی خبر سنا کر جہاندار کا بی بی جہانگیر کی کو اس کے استقبال کی واسطے بھیجا کہ اس بات سے اس کی طبیعت
 مسرور ہو کر وقت خود در موجود وقت وہ لشکر میں اخل ہوا شانہ ازادوں نے بڑے تکلف سے اس کی ضیافت و شہرہ ہما نداری
 ادا کی اور جو کچھ اس نے کہا سب اس کی حاجت ردا کی چہن نے روپوں سے مجلس کہا کہ کیوں روپوں تم سے آج تک ایک
 پیادے کی روائی سر نہ ہو سکی اسی برتے پر بادشاہ کی دامادی کا ارادہ رکھتا ہی بادشاہ کی روٹی سے شادی کا ارادہ رکھتا ہی
 روپوں سے کہا کہ بھائی صاحب تم سچ کہتے ہو لیکن تم اس پیادے سے واقف نہیں ہو آتے ہو تو واقف ہو جاؤ گے لیکن ہی
 کہ تم بھی اس کے ہاتھ سے زک غلام کے وہ پیادہ ایسا بد بلا ہی کہ سپر لکھن سواری فوج لیکر قیاب ہونا دشوار ہی اس سے کسی
 کی خوشنمازی ہو نہ ہو ہی وہ ایسا عیاں ہو چہن لاکھ یہ کیا بات ہی ایک پیادہ بھی ایسا ہی کہ جسیر لاکھن سواری فوج قیاب نہ ہو
 اس بابا نے دیکھ کر قابض کیا نہ جیر نام سے ابھی طبل جنگ بجا یا جائے سب لشکر مستعد جنگ ہو کر ہر سر سر کر آئے ہر سر
 نے طبل جنگ بچے کا حکم دیا سب کو آمادہ جہال قتال کیا جہدم لغار خانہ سے طبل جنگ کی صدا بلند ہوئی یہ خبر
 عرو کو پہنچی کہ لشکر کفار میں طبل جنگ بج رہا ہی جھکو قصد لڑائی کا کیا ہی حکم کیا کہ ہمارے لشکر میں بھی کس مکنڈی پر ڈنکا
 پڑے لقمہ رات بھر فوج سے طبل جنگ بجائے تمام رات اہل لشکر نے سب مراتب حزم و ہوشیاری ادا کیے جھکو سر سر
 فرامرز تخت رداں پر سوار ہوئے اور جہانگیر سے اپنی اپنی فوج لیکر شانہ ازادوں کے ہر اوہ میدان میں آئے لشکر کے
 پرے جمائے چہن کامران بھی اپنے دو لاکھ سواری کو لیکر ایک طرف صفت آرا ہوا شور و غوغا سے لشکر سے ایک حشر کیا ہوا
 فوج قدیم تو عرو کی لڑائی سے واقف تھی کسی نے آگے کو قدم نہ بڑھایا عرو کے آگے برسا کے خوف سے بچنے کو سب نے
 بچا یا لیکن چہن کامران کے ساتھ جو لشکر تھا بسبب واقف قلعہ کے اوپر روپوں کو چھوڑا اس آگے کو بڑھ گیا جب وہ پہنچا قلعہ
 کے گولوں کا منہ برسنے لگا تب تو ہر ایک پر جواس ہو کر بھاگا کسی کے پاؤں نہ تباہ ایک لہٹا اس جگہ نہ تھے چہن نے فوج کا
 حال دیکھ کر روپوں سے کہا کہ معلوم ہوا اس فوج سے کام نہ نکلے گا یہ تو سب آگ سے ڈرے بغیر مارے ہوئے سرے
 جاتے ہیں اب سوائے اس کے کیا چارہ کہہ سکتے ہو قلعہ میں کسی ان کرکٹوں کا سچہ مڑوٹیں نہ روپوں بولا چلے میں حاضر معون لڑائی
 پرے نہ ورنہ تو کسی پہنچ تھی کسی کو کسی کی خبر نہ تھی اور قلعہ سے چہن آگ برس ہی تھی اور ہر جگہ پر لڑکے بچے تھے جو انہیں نہ لگائی تھی

آتشازی کے دھوین سے تمام رزمگاہ میں شل شب پیدا اندھیرا ہو رہا تھا اپنا ہاتھ کسی کو نہ سوجھتا تھا ہر گاہ قلعہ گون نے اپنا ہاتھ روکا اور ہونے دھواں کرہ مار کو پہنچا یا مطلع صاف ہوا آدی کو آدی نظر آیا اہل قلعہ دیکھیں تو رو میں و جین خندق کے کنارے پر کھڑے ہیں دروازہ توڑنے پر اسے ہین کھڑا کیے مارنے کی فکر میں تھا کہ نقابدار نارنجی پوش چالیس ہزار سوار سے آپہنچا ان دونوں کے قریب جا پہنچا اور برابر اس کے پوین اور محسن سے کہا کہ و نامزد دم کون ہو مسلمانوں سے لڑنے آئے ہو کیون اپنے ہاتھ سے اپنے اوپر آفت لائے ہو وہ بولے کہ تو کون ہے جو پہلے اور اس قلعہ کے درمیان میں خل یتیا ہا اہل اسلام کہ ہمارے دشمن ہیں انکی حمایت یتیا ہر نقابدار بولوا کہ میں سمجھاری جان کا ملک الموت ہوں تم سب کو ملک عدم دکھاؤ گا بے تامل جنم میں پہنچاؤ گا نقابدار کی گفتگو سے دونوں بھائیوں نے تلوار کھینچ کر نقابدار پر وار کئے نقابدار نے تلواریں انکی چھین لیں اور دونوں کے کمر بند وین ہاتھ ڈال کر سر سے اوچا اٹھالیا اور ان کو بالکل مجبور کر دیا پوچھا کہ کو دریا میں پھینکوں کہ خشکی پیہم مرزو و فرامرزیہ حال دیکھ کر مع شکر اگرے نقابدار کے چالیس ہزار سواروں نے تلواریں میان سے لیکر جیسا چاہیے دیسی دادر دی دمر دانی کی دی کھونے بھی یہ فوج عسکری تیغ زنی کرنی شروع کی اس دے میں دونوں بھائیوں کے کمر بند ٹوٹ گئے پچھلے چھوٹ گئے گھوڑے نیچے گر کے بے تحاشا بھاگے نہر کی خبر سنی نہ پانوں کی ایسا بھاگے انھوں اس دن کی جنگ مغلوبہ میں قریب سی ہزار کے لشکر کفار کا سپاہی مارا گیا۔

آنا نقابدار نارنجی پوش کا عرو کی مدد کو اور مقابلہ کرنا یجن کا مران و رزیہ میں شاہ کا اس سے اور تلواریں چھین کر دونوں کو اٹھالینا نقابدار کا من بعد شکست فاش کھانا دونوں کا نقابدار نارنجی پوش سے اور بھاگنا بلا تحاشا



اس ٹوٹی میں ہر نامور شخص بادشاہی مارا گیا اور لشکر نقابدار و عروین سے کسی کی کسر بھی نہ بھرتی ہاتھ پاؤں کاٹا کر کہ لاٹھی بھی نہ ٹوٹی بے ہمتاں ہوا نہ لشکر اسلام کے ہاتھ یا سب سے اس لوٹ میں مال غنیمت بہت پایا عرو سے

نقاب ہار کی رکاب کو بوسہ دیکر کہا کہ جو آخر آج تو نے وہ کام کیا ہے کہ رستم سے بھی نہیں ہو گا یہی جرات شدہ لادری کا تو نام بھی
 کسی نے نہ سنا ہو گا یہ کہہ کر کہا کہ بڑے خدا پنا نام تبا اور چہرے سے نقاب اٹھا کر ہمارے دیدہ مشتاق کو اپنا خسار پر نور دکھا
 نقابدار بولا کہ اے محمد و آج تک مجھ سے کوئی کام ایسا نمایاں نہیں ہوا کہ نام اپنا بتاؤں یا صورت اپنی کسی کو دکھاؤں جب
 امیر آؤنگے اور خیر خوبی سے تشریف لائینگے تو نام بھی میرا سن لینا اور صورت بھی دیکھنا جاؤ قلعہ میں چین سے آرام کرو
 جمعیت دراصلینان سے سب لوگ قیام کرو اور جھکو ہر وقت اپنا دلگاز سمجھو ہر حالت میں غوار ملک بلبلہ راہ کچھ کہہ کر محمد کو
 تو قلعہ میں داخل کیا اور ہر صورت سے انکو دلاسا اور بھر دیا اور آپ جدھر سے آیا تھا اُدھر چلا گیا کسی کو معلوم نہ ہوا کہ
 کدھر چلا گیا ہر فرد فراموش کرنے بذریعہ غرضی اس لڑائی کی کیفیت اور تسکست بادشاہ کو اطلاع دی وہ اپنی حقیقت
 مفصل عرض کی اور لکھا کہ جلیلہ خیزہ خراگاہ و خزانہ بھیجے نہیں تو بغیر خیمے کے دکنی دھوپ اور رات کی شبنم سے گرمی سردی
 اٹھا کر جہاز پر جانیگے ایک دن کو بھی تمام فوج میں اپنے نہ نہ پائیگے اور خزانہ کے پہونچنے میں لگدیر ہوگی تو قانون کے بارے
 مرجائیگے غور فرمائیے کہ جب غلہ ممکن نہ ہو تو کیا کھائیگے راوی لکھتا ہے کہ جب ہر فرد فراموشی کو شیر دان کے
 پاس پہونچی اور اسکو اس خرابی سے اطلاع ہوئی بادشاہ نے سختی سے کہا کہ تو جو ہمیشہ کہا کرتا ہے اگر حضور چلیں تو میں وہ
 سفد ہوں کہ محمد سے ہزار عیار کو فریاد کرنا فاک سیاہ کروالین اسکو اور اس کے ہمراہیوں کو روئے زمین سے نکلون پس وہ
 تیرا عیاں اختیار کر جو نو برس سے ہر فرد فراموش کے ساتھ جو اس جملہ زادے سے کیا کام بن آیا کہ تجھ سے بن آئیگا تو بھی
 بے شہدہ اس کے ہاتھ سے زک ٹھائیگا تیرے کہنے پر میں نے عمل کر کے اپنے ہاتھوں اپنے کو برباد کیا مفت میں دولت اٹھا کے
 دشمنوں کا دل شاد کیا خبر دار آج سے میرے دربار میں نہ آنا جھکو اپنی صورت محسوس پھر کبھی نہ دکھانا نہیں تو بہت بُری
 طرح پیش آؤنگا تیرے سر پر آؤنگا کھانچک گریان دلالان اپنے مکان پر گیا اور اپنے بیٹے کو ایک خطا لکھ کر
 روانہ کیا اور نامہ بر کو جلد پہونچنے کا حکم دیا کہ اور حرام زادے تو نو برس سے شاہزادوں کے ہمراہ وجود ہی مگر آج تک
 تجھ سے اتنا نہ ہو سکا کہ کسی تیرے سے محمد و کا کام تمام کرنا جس کام کے لئے تو بھیجا گیا تھا اس کام کا سر انجام کرنا تو نے سب بزرگوں کا
 نام ڈلوایا اور جھکو بھی دونوں جہان سے کھویا اس تیری حرکت نے جھکو بادشاہ کے دربار سے نکلوا یا میں نے بڑا اس
 مقدمے میں سب اٹھایا بہتر تیرے حق میں یہی ہے کہ جس طرح سے ہو سکے اس معاملہ کو طے کرئیں تو اپنی غرضی سے تجھے عاق
 کر دنگا پھر کبھی اپنے سامنے تجھے آنے نہ دنگا تجھ سے فتنہ انگیز کا عیاں مکار و منفری نہ ہو بڑا مقام تعجب ہے جھکو کرب تیری ذات سے
 توقع کب ہی معلوم ہوتا ہے کہ تو میرا لطفہ نہیں ہی کسی ساہوکار کا لطفہ ہی یا کسی بیٹے غلام دار کا لطفہ ہی اختیار کر خطا پڑھ کر نہایت
 شوش ہوا کہ کیا کرنا چاہیے کس صورت سے باپ کے سامنے سرخرو ہونا چاہیے دن کو تو فکر میں غلطان و پیمان رہا نہایت
 متروک اور پریشان رہا ہر طرح کے منصوبے کرتا رہا جب ایک منصوبہ خیال میں آیا یہ شہید ہوا اسکے ذہن میں کیا لباس
 شہر دی کا پنکر قلعہ کے گرد پھر کسی طرف کے چوکیدار کو غافل پایا مطلب کے حاصل نہونے سے بہت ہی تبا کھایا -

انفاقاً خواجہ ارباب ناجی سردیو دی کا بیٹا ایک برج میں بیٹھا ہوا شراب پی رہا تھا چونکہ اس بیٹج کے سب ہو گئے
تھے خلعت میں بست ہو گئے تھے اسے بختیارک کی آہٹ پا کر لگا کر کہ کون ہے کس واسطے آیا ہے کیا مطلب تھے یہاں لایا
ہو بختیارک بولا کہ میں ہوں بختیارک کہ خیر خواہانہ آپ سے کچھ عرض کرنے آیا ہوں ایک مطلب عظیم آپ کے پاس لایا
ہوں اسے نشہ کی ترنگ میں بختیارک کو بند رہیہ کند قلعہ پر چڑھا لیا کچھ دوسرے نہ کیا بختیارک نے ایک خطہ چلی
اسکے ہاتھ میں دیکر کہا کہ یہ آپ کو نوشیروان نے لکھا ہے اسے لفافے پر نوشیروان کی مہر ثبت دیکھ لیں یہاں کیا کہ یہ خطہ
نوشیروان کا ہے اسی بادشاہ صاحب شوکت شان کا ہے لفافہ چاک کر کے پڑھا اُس میں لکھا تھا کہ اے خواجہ ارباب تیرے پاس
مجھ سے نگرانی کی جگہ بڑی دغا دی کہ میرے عدد کا میں ہوا کہ مجھ سے جگہ اسید خیر خواہی ہے اگر تو اس قلعہ کو چھوڑ دو تو اس واسطے
میرے آدمیوں کے حوالے کر دے اور عھد کو گرفتار کر کے میرے پاس بھیج دے تو میں تجھے آتشکدہ نمرود کی یہ قلعہ بھی میں تجھے
دو لگا سوائے اسکے میں تیرے ساتھ اور بہت ماسلوک کروں گا اور جو اسد عاتری ہوگی اسے منظور کر کے اپنے مقربوں میں
تجھے سرفرازی دیکر کمال مہربان ہوں گا خواجہ ارباب خط کے مضمون سے بہت خوش ہوا بادشاہ کو دعا دی اور بہت شاد
صفت کی بختیارک سے کہنے لگا کہ تو بھی اس پر گواہی کر دے تاکہ جو دیکھے اس پر اعتقاد کرے بختیارک نے کہا کہ مجھے کیا بوقت ہے
تم جلو تو میں شاہزادہ کی گواہی کرادوں بلکہ دوسری نمود لوادوں انہیں بختیارک اس وقت اسکو اُٹھا کر ہر مزد فرامرز
کے پاس لے آیا اور اُنکے سامنے یہ کلمہ زبان پر لایا کہ اس خط پر جو بادشاہ نے اُنکو بھیجا ہے آپ دونوں صاحب اپنی اپنی مہر میں
کردیں اتنی مہربانی اور عنایت میرے حال پر کریں ہر مزد فرامرز نے جانا کہ بختیارک کی کچھ فطرت ہے اس فریب میں
کچھ ضرر حکمت ہے کتا وہ پیشانی فرمایا کہ ہر مزد فرامرز اس خط پر مہر میں کر دیتے ہیں اور ایک نوشتہ اور اپنی طرف سے لکھ
بیخوف و خطر دیتے ہیں اور سوا اسکے جو تم کہو گے ہم بادشاہ سے منظور کر دینگے جس بات کی تم درخواست کر دگے اسکا
فرمان ہم بادشاہ سے لکھوا دینگے بارے ہر مزد فرامرز نے اُس خط پر مہر میں اپنی کردیں اور بہت سی باتیں ابلہ فریب اسے
ساتھ میں کہیں خواجہ ارباب نے کہا کہ آپ کے جیسے کے اندر رنگ کا منٹھ ہے اسے کھڑوائیے اتنی کارروائی آپ فرمائیے اور
دوسرا منٹھ رنگ کا میری جوی میں ہے اسے جا کر میں کھدواتا ہوں اتنا کام میں انجام کو پہونچاتا ہوں اتنی رات اور تمام دن
میں مگر بھی اسکی دور ہو جاوے گی اور ہر ابھی اسکے اندر آئیگی آپ کل سر شام سرنگ کی راہ سے تشریف لاکر غیب خانہ
کو سر فراز کیجئے اپنے قدم مہمنت ازوم سے مجھ کو خلعت فخر و انتخار دیکھئے دعوت بھی کھائیے اور دہان کی یہ بھی فرمائیے
اور دروہر رات گئے مسلمانوں کو قتل کر کے عھد کو بھی پکڑ لیجئے جب وہ قابو میں آجائے جو چاہیے اسکا حال کیجئے
اور مہر نگار کو بھی لے آئیے اسکی صحبت سے خطا نہ لائیے گر یہاں اچھے اچھے چکر سحر لائیے گا اُنکو جرات اور
براہمیری کی تاکید فرمائیے گا ہر مزد فرامرز نے خواجہ ارباب کو خلعت دیکر حضرت کیا اور اپنے دو گونہ لڑکوں کے
کرنے کا حکم دیا وہ جسطرح سے قلعہ سے آیا تھا اسی طرح قلعہ میں پہونچا اور اسید مہلداروں کو اپنے گھر میں لجا کر

سرنگ کاٹھکھدا نا شروع کیا جلد اردن نے اس کے کونے میں لگا لگا کر شروع کیا چنانچہ صبح ہونے سے پہلے سرنگ کاٹھکھ کھل گیا اور شاہزاد اردن کو اسے کھانے کی طیاری کی سامان دعوت کے جمع کر کے اجازت دی اتفاقاً دلاؤ نیر نے اس کی بیٹی سے اس سے پوچھا کہ آج یہ دھوم دھام کیسی ہے تو فرمایا یہ صحبت تمام کی ہو خواجہ ارباب نے اپنی بیٹی جانکر شب کا حوال مفصل بیان کیا امیر مظہرین ہو کر واقف راز نہان کیا دلاؤ نیر اپنے دل میں بہت متاسف ہوئی کہ یہ بخت بطع خام اتنے مسلمانوں کا خون اپنی گردن پر لیتا ہے ان چاروں کو بخت ایذا دیتا ہے فی الفور ایک رقعہ میں مفصل حال لکھ کر اپنی دیہ کے ہاتھ عمر و کے پاس بھیجا اور دایہ پر تاکید کی کہ تم جلد جا کر اس رقعہ کو عمر و کے ہاتھ میں سے آؤ وہ تم کو بہت سالا نام دینگا اور نقد و جنس دیکر بہت خوش کر لگا دایہ نے فی الفور وہ رقعہ عمر و کے ہاتھ میں جا کر دیا اور زبانی بھی کچھ عرض کیا عمر و نے دایہ کو بہت کچھ انعام دیا اور دلاؤ نیر کو شاہی دی اور اس کی دوسری کی بہت تعریف کی اور آپ تخت پر بٹھکر اپنے شکر کے سردار کو طلب کیا پہلے عادی سے کہہ کہ ایک جگہ نیاز ہی بہت سا کھانا کھلاؤ نگاہ سب کو اپنے ہمراہ لجاؤ نگاہ لیکن بخت بھی کرنی ہوگی اور اگر بخت کرنے میں ہجر چکر دگے تو ایک لکھنا نہ بھاری ناک سے لگاؤنگہ کھلاؤنگہ بخت عذاب میں ڈالو نگاہ عادی بولا کہ چکو تو ہر طرح بھکاری اطمینان منظور ہے کئی نافرمانی کریں ہمارا کیا مقدر ہے دیکھ جیسے میرے ہیں کلمہ کلمہ میں آٹا چاندل دو دنوں وقت میں ملتا ہے چنانچہ ایک ہی وقت میں اس کو کھانا ہون دربارت قت بھوک کی تکلیف کھانا ہون آدھا پیٹ بھی میرا نہیں بھرتا گریہ تلوار آپ کے خوف سے ہر طرح مبرا کرتا ہے ہر حال تا آنے امیر کے قوت الاموت سے اپنی جان بچاتا ہوں اور کلمہ کوئی شکایت کا زبان پر نہیں لاتا ہوں اور اگر پیٹ بھر کر چکو کھلاؤنگے تو بخت کرنے میں مجھ کو کیا غدر ہے میری عمر قریبی دیکھ کر خوش ہو جاؤنگے شمشورہ کی پیٹ بھر کر زانیٹھ لاؤ عمر و چار گھڑی دن باقی رہے سردار کو ساتھ لیکر خواجہ ارباب کے گھر کی طرف روانہ ہوا خواجہ ارباب نے سنا کہ شاہ عمر و کی سواری میرے گھر کی طرف آتی ہے رنگ جہرے کا اور لگا اور بہت بدحواس اور ہراسان ہوا کٹھ پیر بیان چھوٹے لگین ہر گارو کی کمرین ٹوٹے لگین ایمن عمر و کی سواری پہونچی مع حبست قلعہ کے شعل جا پہونچی خواجہ ارباب نے گھر سے باہر نکل کر عمر و کو سلام کیا باسبا ظاہر بہت سارا ازاں کر ام کیا اور نذر گذرانی عمر و نے نذر لیکر کہا کہ میں نے شاہی تم نے آج حضرت ابو اہم کی نیاز کے واسطے کھانا پکوا یا اور مسلمانوں کی دعوت کا سامان مہیا فرمایا ہے واسطے میں بھی تمہارے گھر میں آیا ہوں اور اپنے ساتھ بہت مسلمانوں کو لایا ہوں کہ تیرے کھانے کو ملیگا خواجہ ارباب یہ بات سنا کر اور بھی حیران ہوا اس کو اس بات کے سننے سے بڑا بخلاں ہوا اگر کرے کیا کچھ نہیں سنا کہ سب ملان جو وہ کھانا کا جو دفعہ تھا بولا کہ نفس الامری میں حضور دینی نذرناقت ہر رخصتی دینی میں چم کی من کھانا پکوانے کی طیار رکھتا ہوں صبح سے صرف ہوا کی داسی سب سے آپ کی خدمت میں اطلاع کیو اسے آدھا اسی کے تمام میں نصرت نہ ہی اپنے کو آپ کی جناب میں چھوٹا نہ سکا ازاں وہ تھا کہ بعد طیاری طہیام حضور کو خبر دوں اللہ ان سے سعادت قریبی حاصل کریں خوب ہوا کہ آپ خود ہی تشریف لاتے بغیر ملائے آئے چکو جانا بھی پڑا یہ کہہ کر اسی مکان میں جہان نذرناقت کی تہا ازاں شاہزاد اردن کے

تخت بچھا تھا اس مکان کو بہت آراستہ بنایا تھا عمر کو تخت پر لاکے بٹھلایا بہت آدمیت سے پیش آیا اور سردار دُکو
 ، دنگل بیٹھے کودے سب کے ساتھ اُنکے مرتبے کے موافق سلوک کیے عمر کو نے کھانا طلب کر کے پہلے پہلوان عادی کو
 لاک کھلوا یا غدارے نفیس سے خوب آسودہ کروایا بعد ازاں اور سردار دُن کو کھلوا یا انقض سے بہت خوب میر جو کے نو سچان
 بے وقت شام کا نزدیک ہوا آفتاب کے غروب ہونے سے زمانہ تاریک ہوا عمر کو نے حکم دیا کہ خواجہ ارباب کی سنگین بازو
 بے قید کر دھکم موٹے ہی خواجہ ارباب کی ہڈیاں کس گئیں خواجہ ارباب نے کہا ایسا میں نے کیا قصو کیا ہی کہ جھکو آپ نے
 اس خلوا داری اور دعوت کا یہی عوض ہے کہ جھکو تیرا کیا ہی خواجہ عمر کو نے کہا قصور تو آپ کا کچھ نہیں ہے مگر ہم نے حق نگھواری
 یا ہے جو کچھ ہم نے کیا ہے از روئے مصلحت بجا کیا ہے انقض اسکو تو اسی صورت سے ایک جبرے بن نیکر کیا اور اس جگہ
 کے جائے کا حکم نہ دیا اور عادی سے کہا کہ وہ محنت کا وقت اپنی اسیا نہ کہ محنت کرنے میں قصور واقع ہو ہمارے
 ہر مقصد میں قصور واقع ہو عادی بولا کہ جن لجان محنت کرے کہ حاضر ہوں جو ارشاد کیے سو بجا لادوں اپنی محنت
 نغشانی آیکو دکھاؤں عمر کو نے نقب کا ٹھہ تاش کو کے عادی کو بھٹکا کر کہا کہ جو کوئی اس سے نکلے دونوں ہاتھوں
 با اسکا گلا دبا کر دیو کھینچ کر آواز اسکے ٹھہ سے نہ نکلے ہرگز وہ شخص بول نہ سکے اور سب پہلوان تیرے پاس کھڑے
 اس جگہ اُسے بیٹھے تو پھر کر اُنکے حوالے کرنا جانا وہ بھی تیری ہی طرح ٹھہ اسکا بند کر کے زندان خانے تک پہنچاتے
 ہو کچھ میں نے کدی یا دی عمل میں لائینگے اور خبردار اگر کوئی تیرے ہاتھ سے چھوٹا تو جیسا کھانا کھلوا یا دیو ایسا ہی
 ط بھی پھاڑو گناہ گز کرنے کے لئے بکری کی طرح بھٹاؤنگا عادی نا بنا بیون کی طرح دوزانو سرنگ کے ٹھہ پر
 جو کوئی سرنگارے روٹی کی طرح سے ہلکا بھٹکا اسکو پھینچ لوں جیسا کہ عمر کو نے حکم دیا دی وہی کر دں اب ذرا حال
 زفر امرز کا سینے کہ دو گھڑی دن رہے دُن ہزار سو چار سو پہلوان نامدار ہمارا ہیکر ج طرح سے کوئی اپنے گون جاتا ہے
 کوئی کسی کو حائل بلاتا ہے پھر نقب میں اُٹل ہوے اور عمر کو کی چالاک اور کار سازی سے غافل ہوے جب قریب
 عادی نے عمر کو سے کہا کہ آدیون کے پانوں کی آواز آتی ہے چلے بھرنے والوں کی آہٹ پانی جاتی ہے عمر کو بولا کہ خبردار
 جو نے نہ پادے ہرگز کوئی سلامت نہ جاوے آہیں ایک شخص نے نقب سے باہر سرنگارے عادی تو عمر کو
 ح کا گھوٹنے کو بیٹھا ہی ہوا تھا اسکا گلا پیر کے اوپر کو کھینچ لیا اور دوسرے سردار کے حوالے کیا وہ اسکو اس طرح
 زندان تک پہنچا آیا سب قیدیوں میں اسکو بھی ملا آیا دوسرے نے سرنگارے اسکا بھی یہی حال ہوا اس نقب کا
 اسکو دیال ہوا القعدہ نا نا تا میں چار سو پہلوان عادی نے پیر کو اپنے سردار دُن کے حوالے کیے جنہ نے دنا ہوے تھے
 نید خانے میں مخافظان حبس کو دیے اور انھوں نے زندان خانے میں پانہر کچر کے کمال مخافظت اپنے دو گونکے
 میں رکھا سب نے نقب میں گھسنے کا خوب مزہ چکھا رو میں ان سب کے پیچھے تھا دلین سو چاکہ چار سو پہلوان
 کے باہر گئے اور ایک بھی خبر دینے کو نہ پھرا اسکا کیا سبب ہے یہ معاملہ بواجب ہے ذرا سا سرنگارے سے نکال کر

دیکھنے لگا کہ عادی نے اُسکا سر پکڑا چو کہ گردن اُس نے نہ نکالی تھی کہ عادی گردن پکڑ لیا اور پورا سر بھی ہاتھ میں لیا اس سبب تر وین عادی کے قبضہ میں نہ آیا اُسکے پکڑنے پر قابو نہ پایا تر وین نے اپنے دھن لگا کر یہ کیا آفت ہر دعوت ہی یا عداوت ہی اچھی ضیافت خواجہ رباب نے کھلائی کہ کھانسی امیدین جان پر بن آئی دیوار نقب سے پانوں اڑا کر پکڑنا شروع کیا ایک ایک کا نام سیکر فوہ مارنا شروع کیا کہ اڑی بھائی دودر دیر سر پکڑ کے کوئی اور پر کو کھینچتا ہے یہ کون ہلائی یا دیو کہ مجھ کو اپنی طرف ایچتا ہے چھین نے دونوں پانوں تر وین کے پکڑ کے اس زور سے نیچے کھینچا کہ تر وین کا سر عادی کے ہاتھ سے چھوٹ گیا وہ سر شتہ تر وین لٹکیا لیکن کان تر وین تھے اکھڑ کر عادی کے ہاتھ میں دھن گئے مگر وہ ہاتھ نہ آیا اسے اپنے کو کیا سب آئیو لے اس معاملہ سے مطلع ہو کر اُلٹے پانوں پھر عادی نے وہ کان بھر و کو دیے عمر و نے دیکھا سب ہوشیار ہو گئے اس کام کی حقیقت سے خبردار ہو گئے اب کوئی نہ آویگا یقین ہے کہ ہر شخص بھاگ جاویگا نقب میں قار و بے آشنائی کے مارنے شروع کیے اُنکے سر وں پر بان آگ کے اتارنے شروع متے دس ہزار سپاہی جو اُنکے ساتھ گھسے تھے بچھل کر نقب میں گئے کسی نے نجات نہ پائی سب پر آفت ناگہانی آئی ہر مرنو فرامرز چند آدمیوں سے بچ کر بھاگے عمر و نے صبح کو چار سو سرور حریف کے لشکر کے چو پڑے گئے تھے مع خواجہ رباب اڑ پر کھینچے ایک کو جیتا پھوڑا کسی کے قتل سے ہرگز نہ موڑا اور نقب کے گھٹے کو پیسے سے بند کر دیا راستہ آنے جا کر بالکل مسدود کیا ہر مرنو فرامرز نے یہ احوال بھی عرضی میں لکھ کر صابر بخاریوش کے ہاتھ لوشیر وان کے پاس لے گیا اپنی عرضداشت میں فرج یہ سارا افسانہ کیا آفت ذرا احوال صاحب قرآن سینے کا آسمان پری نے خواجہ خضر و حمت الیاس کے کدو بر و تم کھائی تھی یاوریہ قول قرار زب پر لائی تھی کہ بعد چھ مہینے کے بن صاحب قرآن کو پردہ دنیا پر بھیجا دے گی اب ہرگز خلاف وعدگی نہ دے گی جب چھ مہینے گزر گئے امیر نے آسمان پری سے کہا وہ بھی وعدہ مختار تمام ہوا اب میرے ملک میں جھگڑا ہو اور بے خدا اتنا ہوا وعدہ پورا کر دے آسمان پری نے کہا ایک برس کے بعد میں تم کو بھیج دے گی ایک سال دیر سر کھینچے میری خاطر سپاہی طبیعت پر جو کھینچے امیر نے بہر م کو فرمایا ان کے گھنے سے انکو غصہ آیا کہ آسمان پری کچھ بھوکھا تھا کابھی خوف ہر آدمی کو چاہیے کہ اللہ سے ڈرے جس بات سے غضب آتی ہیں گرتا رہو وہ بات نہ کہ تونے دو مغربوں کے روبرو تم کھائی تھی کہ بعد چھ مہینے کے ضرور بالفردہ کو آپ کے ملک میں بھیجا دے گی تم کو پردہ دنیا پر پہنچا دے گی آج تو پھر چھ مہینے وعدہ دیکھ کر کتنی ہی امیر اپنی راستبازی کا دم بھرتی ہو گا سلاں پری بولی کہ میں تم جھوٹی کھانیا خمازہ اٹھاؤ گی آری کو کیا امیر نا خوش ہو کر بادشاہ کے پاس گئے بہت غمناک دروازا اس گئے کہ کڑی شہنشاہ پردہ قاف میں آپ سلاں پری کی ہر جگہ سے عرض میں آپ میری خانہ خرابی کے درپے ہیں اور جھگڑا ایسی اذیت دی ہے ہمارے دن کا وعدہ کر کے آیا تھا سو کھانا عرصہ ہو گیا اپنے خیالی افعال کی باتک کچھ خبر نہیں پائی خدا جانے اُنکے سر پر کیا آفت آئی اور شہنشاہ ہفت اعظم سادھن میرے سر پر بان موجود ہے میرے جانا اسکا عین معقود ہے میرے اسکے پیغمبرین و درویشان دیکھ شہنشاہ پری نے فرید کو بھیجا تھا کہ چھ مہینے کے بعد ضرور بالفردہ تمھارے ملک میں لکھو بھیجے زہما زہما تال کر کے اب

شہنشاہ نے آسمان پر می سے کہا کہ اگر آسمان پر می تو نے زلزل قاف سے بدسلوکی کر کے تمام قاف میں جھگڑا
 ہوا اور بے اعتبار کیا اس تیری حرکت نامناسب ہے جھگڑے کے نزدیک ذلیل قرار کیا آسمان پر می بولی کہ آپ کا بے اعتباری دروہا ہونا
 مجھے منظور ہو گا مگر اپنی خانہ بربادی منظور نہیں ہے یہ کہہ کر منادی کرادی کہ زلزل قاف گلستان مہم سے بہرگاہی جو کوئی ملو
 اپنے گھر میں رکھ لگایا لگا لگا کر پہونچا گیا وہ میرے ہاتھ سے زنی بچہ سمیت مارا جائیگا خوب منرا یا گیا اب صاحبان کا حلال
 تھے کہ گلستان مہم سے نکل کر مفت تباہ روز جنگ میں چلے گئے آٹھویں دن بہت کھانے خدائے کیا غن غن گھاگھارے
 دوسرے روز ہوش میں آکر کل غن غناتی حضرت خضر کا کھا کھان کھان دیکھنے لگے قوری بہرے بددیکھے میں کہتے قوری بخش
 طویل القامت چلا آتا ہے کہ جسکے دیکھنے سے بسبب خوف کے کھجور تھرا تا ہی جب قریب آیا میر کو پہونچا کر سلام کیا امیر نے اس سے چھٹا کہ ای
 دیو دنیا میں اتنی کمائی دور ہر اس مسافت کا جھگڑا دیکھتے کہ منظر ہی رہے کہ یا زلزل قاف کو جب سلیمان دیا کو اگر آدمی اپنی
 پامردی سے جایا چاہے اور اپنے کو پردہ دنیا پر پہونچا یا چاہے تو پاچہ برس میں پہونچے اور دیوان علم چھ جیسے میں پہونچا دیکھے
 اور جو دیو کہ یک ہی وہ چالیس دھن لجا دیگا سب کی بہت بہت جلد پہونچا دیگا اور چھ سادہ سادہ دین امیر نے قریب کیا اگر
 تو جھگڑے گھر پہونچا دیوے تو بڑا احسان کرے جھگڑا نہایت ممنون امتنان کرے وہ بولا کہ اگر جھگڑا برس ملک میں آتا ہوا بہت
 آیکو دنیا میں پہونچا دوں اور اپنے آقا کی نافرمانی کر دوں آسمان پر می نے تمام ملک قاف میں منادی کی کہ جو کوئی صاحبان
 دنیا میں پہونچا دیگا اسکو زنی بچہ سمیت جتنا چھڑ دے سبکا کر توڑ دیگی امیر نے اسکو اپنے پاس بلایا اور بہت کچھ خوف خدا کا
 دلایا دیو بولا کہ میں ایسا جس نہیں ہوں جو آپ کے نزدیک دن آپ کی مار کھاؤں اور آپ میری گردن پر سوار ہو بیٹھیں اور کہیں مجھے
 دنیا کی طرف لپٹے تو اسوقت میں کیا کر دوں بہر صورت مجھ پر ہوں یہ کہہ کر سلام کر کے اٹھ گیا امیر نے یاوس ہو کر دین کہا کہ حقہ جھگڑا کوئی
 دیو یا پر زنا دتیرے ملک میں نہ پہونچا دیگا ان لوگوں کے ہاتھ سے تیرا مقصود نہ ہو دیگا اس سے تن بہ تقدیر تو اپنے پلٹوں سے چل
 خدا کریم ہے وہ چاہیگا تو پہونچا دیگا تیرے اہل خیال سے جھگڑا دیگا یہ کہہ کر صحرا کی طرف روانہ ہوئے جنگی دست بدشت
 صحرا صحرا کبھی روتے کبھی ہنستے چلے جاتے تھے ہزار دن طرح کے رنج و الم اٹھاتے تھے کہ چند عورتوں ایک قلو نہ لایا دیکھا کہ
 امیر جن سر کھلے جبال حدیث سے دعا مانگ رہے ہیں اور ایک یو بہر مہلت دراز قندیل خوش تلمہ کو محاصرے سے بے کھڑا
 ہی مثل کوہ اترامیر کو محصوران قلعہ پر ترس رحم آیا انکے حال پر غم کھایا اس دیو کو لگا لگا را کا و کا فرقہ کو کوں گھیرے ہوئے
 ہر خبردار ہو جا کہ میں تیری جان کا ملک الموت آن پہونچا تیرے سر پر بلا کا طوفان پہونچا اسے جو امیر کی صورت دیکھی جانا کہ
 زلزل قاف کو جب سلیمان ہی شگندہ طلمات اور کشندہ دیوان ہی ہر درخت دیکھ کر زلزل امیر نے عجب سلیمانی
 سے اسکو دوڑا کر لے کیا دم نہ لینے دیا اور اسکی فوج میں گھس کے تیغ زنی کرنے لگے تھے سے زیادہ دہلے گئے بقیہ اس وقت
 امیر پر بانوں رکھ کر بھاگے بادشاہ قلعہ سے باہر نکل کر امیر سے بغلیں ہوا امیر کا ہاتھ پکڑ کر قلعہ میں لجا کر تخت پر بٹھایا بہت
 اعزاز دیا کہ ام سے پیش آیا اور کہا کہ میں وہی جانی سہر قیابا در شہنشاہ شاہ ہوں کہ جھگڑا آپ نے ظلم شروع سلیمان سے

پڑایا تھا اس آفت جان ستان سے بچایا تھا یہ کہ امیر کو قلعہ سبزنگار میں لیکیا اور چھوٹے بڑوں کی ملازمت کو ذاتی ہر شخص کو
 توفیق سنا اور حش شامہ ترتیب دیکر امیر کے حال کا مستفسر ہوا امیر نے تمام سرگزشت بیان کر کے کہا کہ اسے
 فی سبزی قبا جگہ تھے بھی خوف معلوم ہوتا ہے کہ شہنشاہ کے بڑے بھائی ہو اس خاندان سے جدا نہیں ہو سکتے ہرگز امید
 نہیں ہو لایہ کیا آپ فرماتے ہیں یہ کیا کلمہ زمانہ لاتے ہیں آپ کا غلام و فرمانبردار ہوں جان و دل سے آپ کا تابع رہوں
 میری جان آپ کے کام آوے تو حاضر ہوں امیر نے فرمایا کہ تم کو خدا سلامت رکھے البتہ دوستوں بڑی بڑی توقع تھی یہ ہو کر نہ پا
 لے نیے کے بدلے اتنا ہی سلوک مجھ سے کرو کہ مجھ کو میرے ملک میں پہنچا دو تمام عمر تمہارا ممنون رہوں گا جب تک جیون کا آپ کا
 ملہ دل نہ بان سے کرونگا بادشاہ نے نال کر کے خواجہ وقت جی کو بلا کر کہا کہ تم امیر سے کہو کہ گرم ریحان پری کو کہ امیر
 بی اور تمہاری عاشق ہے اپنے عقیدین ملاو اور اس امر کے اختیار کرنے میں کچھ اندیشہ نہ تامل نہ فرماؤ تو آج کے نوین دن غلو
 تمہارے گھر میں پہنچائے دیتا ہوں اس کلام کے انجام کا عندیہ ذمہ لیتا ہوں امیر نے بعد از انکا ر اقرار کیا اور اس سے
 لی اپنے برادر کا کہ قول لیا جی سبزی قبا ہے بہت دھوم دھام سے ریحان پری کا عقد امیر کے ساتھ کر دیا اپنا خمر جھکا انکو
 بی دامادی میں لیا مگر شب کو جو امیر ریحان پری کے ساتھ جا کر سوئے تو تلواریں میان میں کھڑے اُسے جانا کہ شاید امیر کے
 لکھائی دستور ہو گا کہ آج رات تلوار درمیان رکھ کر سوین شہنشاہ کی اسی صورت سے ہمہ تن ہونے دنوں پیٹھ پھیر کر اپنی بی بی کو
 دیرے ایک دوسرے سے مزاج منہ واصل اصلی میسر باہم ہوا ناگاہ امیر نے اُس شب مہر نگار کو خواب میں لکھا اپنی مفارقت
 ان بہت اضطراب میں لکھا چونکہ کر دیوانہ وار صحر اکیطرت روانہ ہوئے صبح کو دروانہ پری مادر ریحان پری جو اتنی اپنی
 بی کو تنہا سوئے دیکھ کر جگمگے پوچھا کہ صاحب قرآن کہاں ہیں نکاحا لیا تاکہ جو کچھ سرگزشت و حیان کردہ ہو بی کہ کچھ معلوم
 نہیں رات کو تلوار درمیان میں کھڑے تھے پھر کچھ کہ نہیں معلوم کہ میں بھی سو رہی تھی وہ کہاں گئے ہیں میں نہیں اقف ہوں
 بہان گئے ہیں روانہ پری نے مگر کہیں ہو کر جی سبزی قبا سے یہ حال کہا وہ بھی آرزو ہو صاحب قرآن کی کیفیت اپنی بی بی
 کے ساتھ منکر بہت افسردہ ہوا کہ اگر ایسا ہی تھا تو عقد کرنا امیر کو کیا ضرورت تھا ارادہ عقد لاکرتے اگر کسی منظور تھا مفت قاف
 میں رسوا ہوا کہ امیر جی سبزی قبا کی بی بی کو بعد شادی کے چھوڑ کر چلے گئے اپنی جورد سے منجھوڑ کر چلے گئے کچھ تو عیب ہو گا نہیں تو
 کوئی بھی لیکدن کی بیباہی دھن کو چھوڑ کر چلا جاتا ہے اس طرح سے کوئی پیش آتا ہے فی الفور دیو دن اور پر نیا دن کو ہم لکھا
 دیکھو تو صاحب قرآن کدھر کو گئے جہاں میں اُنکو لے آؤ اُنکے لانے میں ذرا دیر نہ لگاؤ اب ذرا حال آسمان پری کا سنئے
 لایکدن مخرج جوڑا ہینکر بادشاہ کے دربار میں آئی عبدالرحمن کی طرف دیکھ کر کہا دیکھو تو کچھ لکھا کہان ہیں اپنے قلعہ ہارے
 رسل سے دیکھ کر سچ بتاؤ جہاں میں عبدالرحمن نے رہل دیکھ کر اور تو کچھ نہ کہا مگر اتنا کہ امیر تمہاری بدولت پرستان
 پھرتے ہیں تمہاری بدسلوکی سے جنگون میں حیران مگر گردان پھرتے ہیں چونکہ آسمان پری متصل بی بی ہوئی تھی اور
 منو جی دل میں دخل رکھتی تھی زانچہ کو دیکھ کر بولی کہ اللہ اللہ جی سبزی قبا میرا چچا ہو کر میرے خاوند سے اپنی بی بی کی شادی

کرے اور میری آبرو و ادب و عزت کا لحاظ نہ کر کے میرے بغاوت و غضب سے ڈرے معلوم ہوا کہ وہ میرا عمونین ہی رقیب ہی
چچا سے ایسے امر کا سرزد ہونا فعل عجیب ہے کہ ریحان پری کو دیدہ و دانستہ میری سوت بنایا یہ خیال مطلق
اُن کے دل میں نہ آیا اگر میں اُس کے ملک کو خاک سیاہ کر کے اُسکو مزار نہ دوں تو آسمان پری اپنا نام
نہ رکھوں یہ کیکر فوج تھا رہا ہے ساتھ لے تخت پر بیٹھ قلعہ بن لگا کر سیطرت بردار ہوئی

جانا آسمان کی کلمع فوج جہاں قلعہ بن لگا کر سیطرت اور تاراج کرنا شہر کو اور گرفتار کر کے لانا جی بنہر قبا
ور ریحان پری کو اور مزار دینا جی بنہر قبا کو اور قید کرنا مزاران سلیمان میں کجاں پری کو

راوی لکھا ہے کہ ہر گاہ آسمان پری قلعہ بن لگا کر سے متصل پہنچی جی بنہر قبا کچھ تحائف اپنے ساتھ لیکر آسمان پری کے
استقبال کیلئے گیا اور کجاں عزت تو دینے شہر میں آیا نہایت محبت و اخلاق سے پیش آیا آسمان پری نے اُسکی باگاہ میں
سپونچر حکم دیا اور اپنے لوگوں کو اس بات پر آمادہ کیا کہ جی بنہر قبا اور ریحان پری کی ٹیکسین باندھو ہر گز میرے قیصل ارشاد
میں توقف اور تاخیر نہ کرو تا بعد ازاں نے اُن دونوں کو باندھ کر حاضر کیا آسمان پری شہر کو تاراج کر کے گلستان اہم میں گئی
اور کئی دن تک ہزار ہزار کوڑے جی بنہر قبا اور ریحان پری کو لگا کر ریحان پری کو مزاران سلیمان میں قید کیا
اُن بیگناہوں کے جیوس ہنے کا سامان کیا یہ خبر شہر میں پھیلی کہ جی بنہر قبا نے اس طرح سے جی بنہر قبا کو بھرت کیا
جسکے ذیل کر نیک حکم دیا کہ ریحان چاک کر کے بے اختیار مرد و باہر نہ رو تا ہوا و در اس غم سے اپنی جان کھو تا ہوا آسمان پری
اپنے مکان پر جا چکی تھی اپنے دو لٹا نے میں اپنے تین بیوی بچا چکی تھی شہر میں جی بنہر قبا کو دہان سے لیکر اپنے مکان میں آیا
اُسکے حال پر بہت التفات فرمایا اور اُسکے پانوں پر گر کر خوب رویا بہت عذر کر کے اُسکے دل سے غبار کدورتا داندگی کا
دھویا اور کہا کہ اس کجبت شہر دیدہ نے آپ کو کیا جھکو بھرت کیا تاکہ کوئین حقیقت میں جھکو بچ دیا ہر چند شہر میں شاہ نے سب کچھ
کہا اُسکی تشفی نہ ہوئی اُسکے دل سے بے چین گئی دیوانہ دار دہان سے اٹھ کر قلعہ گلستان اہم کے دروازہ پر ایک دہتر مار کے بولا اللہ
کی جناب میں کمال غلغلی اور بیکسی عرض کرنے کو کھٹکھٹا کہ یا بارالہ آسمان پری نے جیسا مجھ سے سلوک کیا ہے اور بیوجہ و
بے سبب جھکو بچ دیا ہے اُسکے بدلے تو اپنا غضب پھر نازل کرید بخون کے فرقہ میں اسکو شال کر یہ کہے رو تا ہوا اپنے شہر کو
چلا گیا اُسکے حق میں دعاے بد کرتا گیا اس دعاے بد کے اثر کا حال سننے کے پردہ ہفت قاف میں رعنا شاطر نامی ایک
دیو کہ حضرت سلیمان کے وقت میں پیک تھا اُسکو ہر شخص جرأت و دلادری میں بے مثل تھا اُسکا اور حضرت سلیمان کے
مفت دریائے شہر شہرہ میں کہ اُسکے پار کوئی دیو یا جن جانہ سکتا تھا بلکہ اُسکے زور و شور کے سننے کی کوئی تاب نہ سکتا تھا ہر جہت
سلیمان نے دنیا سے مفارقت کی اور راہ آخرت میں رعنا شاطر نے کہ بھائی عفویت دیو کا ہوا اُن تون کے پار دو قطعے بنائے ایک کا
تو نام سیاہ بوم رکھا اور دوسرے کا نام سفید بوم رکھا اُنکو ہر جہت سے راستہ بستہ کیا بالفعل اُسکو عفویت کے
بارے جانکی خبر پہنچی کہ شہر میں اُنکو دیکھا کہ وہ زور و شور سے راستہ بستہ کیا اُنکو سلیمان نے پتہ دیا کہ عفویت اُسکو

لہذا جو وہ قتل کر دیا ان سب کو ملک میں پہنچایا اور بہت دیوان زیر دست قاف کو اس آدم زاد نے حیان کر کے گلہ مرمت
 مات کو برپا کیا انھوں نے پرستان میں بہت فساد کیا سننے ہی آگ لگی فی الواقع حضرت سلطان کا جلال کہ بجز حضرت کے اس کے
 تھا آیا تھا کسی تیر سے اسے پایا تھا ایک قلعہ سیاہ بوم سے اڑا اور گلستان اہم سے سبکلا کر قید کیا اور محافظان محبس کو اس کے لیزا دینے
 احکم دیا بعد الرحمن کہ حضرت لیکر اپنے مکان پر گیا تھا جگہ کیا اور جو جو میں نیکم کہ بادشاہ کے پاس حاضر رہتے تھے کوئی اس کے ہاتھ سے
 پیا شخص اس بلا میں پھنسا یہ خبر عبد الرحمن حبشی کو پہنچی اسکو نہایت غم داغ ہوا اس حال کے سننے سے بہت برہم ہوا قریب ہنگام
 ریافت کیا کہ امیر سے شہر کی جانب شمال میں ہیں تخت پر سوار ہو کر دھونڈے کو لکھا انکی تلاش میں چلا صاف حقان کا حال سنئے
 وہ خوشتر بنے لگا سے کچھ کئی دین صحر کو طے کر کے ایک پہاڑ کے دامن میں کہ عبد الرحمن کے مکان کے متصل واقع تھا آکر بیٹھے اس جگہ
 بن حیات شاہ کا کھٹے ایک ساعت نگذری تھی کہ عبد الرحمن کو سوار تخت پر دیکھا چار لکھیں ہوتے ہی عبد الرحمن تخت پر سے اتر کے
 میر کے قدموں ہوا امیر نے سرسکا اٹھا کے چھانی سے لگایا امیر بہت پیار فرمایا صاف جعفران کو چھانک کر تھپال شاہ سے یہ کوئی خدا ہو
 سے اپنے رخصت ہو کے آنے اور تھپال شاہ اور آسمان پر میری قریشیہ دیگر مردان قوم دیو جن کی گرفتاری اور قلعہ سفید بوم میں قید
 نیک احوال مفضل بیان کیا جو حال کا نہ خرابی کا گذر تھا سب شہر دیا امیر نے کہا کہ یہ جھوٹ تم کھانے اور میرے ستانے کا شہرہ
 تھپال شاہ و آسمان پر میری کو ملا کہ کیا کیل نہ غضب خدا پر عبد الرحمن نے ہاتھ باندھا کہ جو کچھ حضرت فرماتے ہیں سب کیا ہی
 بانگی بر محمدی اور حیان شکی کا نتیجہ ہے لیکن آسمان کی ایسا کہاموس پر اگر قید میں دیان پڑی رہی تو بدنامی کے واسطے ہو اس
 کے اگر فقیر وار ہو تو آسمان پر میری قریشیہ تو بے قصور ہے اس کے صدقے میں سبکو چھڑا دیے ان سبکو عذاب نکالنے کی کوشش اور
 بیر فرمائیے ارل تو امیر نے انکار کیا اب ازان اسکی منت دعا جزی سے مجبور ہو کر بولے کہ پھر وہ قلعہ سفید بوم کہاں ہوا اور
 ہاتھ جاننا کہ میری بوم وہاں کس طرح سے جائیں اس قلعہ پر کس صورت کا پوچھنا عبد الرحمن نے کہا کہ قلعہ سفید بوم ہفت ریا کھر کے
 ریحان دریاؤں سے عبور کیا بہت شہر اور دیان شاہ میری رخ کے ہوا کوئی پہنچا نہ سیکادہ ایسا سخت مقام ہے کہ اور کوئی تم کو
 جانے سیکامیر نے پوچھا کہ میری رخ کہاں رہتا ہے اسکا کس جگہ مقام ہے اور کس پشت میں کما قیام ہے عبد الرحمن نے کہا کہ میری رخ ملک
 بن کو پہنچا دیکھتا ہوں اس کے کان پر بھی میں تلو تبا سکتا ہوں بار امیر کو طوطا کر باراضی کیا اور قلعہ میں اپنے لاکر جلس جشن
 میر پر لای اور مکان کو خوب راستگی دی در کئی شانہ روز تک امیر کی ضیافت میں مگرم رہا امیر نے قلعہ کو دیکھ کر فرمایا کہ میں اس
 لمعہ میں ایک بار اور بھی آیا تھا یہاں کچھ دیکھنے سے بہت حفا اٹھایا تھا آنروں میں یہ قلعہ لاموت شاہ پیرا امیر کے پاس تھا
 بعد الرحمن نے کہا کہ بجا یہ وہ میرا نائب تھا وہ شخص ہے میں بہت صاف تھا الحاصل بعد انفرام جشن عبد الرحمن نے میری تخت پر بٹھلا کے
 باخون لگا کہ امیر کو شہر میری رخ کے مکان پر پہنچا دواس مقدمہ میں جی تمام کہ وہ چاروں جن اس تخت کو لیکر قیدیل ملک کے سولے
 فی کے زمین کو لوٹ گئی کہانی نہ دیا تھا سات شانہ روز تخت کو لئے چلے گئے بہت زور و قوت سے چلائے جن چند گوری دن
 نیم گاہ کے دیا کے کہ وہ میر کے تخت کو بکھڑا چھپے چھپے بہت تک گئے تھے ذرا آرام کیا امیر نے دیا کو لکھا کہ میری سکا دیسا حاضر

ملک تک بند ہو گیا آدمی تو کیا جانوران پر بند ہو سکے دیکھتے سے دم بند ہوتا ہے اور ذریعہ کفار ایسے بڑے بڑے درخت لگے ہوں
 ہیں کہ شاخیں اسکی طوطی سے باتیں کرتی ہیں ڈالیان اسکی فک شہم سے گذرتی ہیں اور ہر درخت پانچ فرسنگ تک لکڑیہ
 ہر مسافت بعیدہ تک ظل فلک ہر اور ان درختوں کے اوپر ایک قلعہ چوبی بکمال وسعت و فصاحت بنا ہوا ہر اس میں بھی
 سب طرح کا سامان آرائش لگا ہوا ہر امیر نے ان جنوں سے پوچھا کہ یہ تنوع کس نے بنایا ہے کہ گشت ان میں کامیاب ہو آدمی انھوں
 نے کہا کیا امیر یہ قلعہ نہیں ہر شاہ سحر کا آستانہ ہر اسی مرغ میں لکڑی کا کاشانہ ہر امیر یہ شکرست متوجہ ہے عطلان تخت تو
 رخصت ہو کر پتے ٹھہر گئے امیر ایک درخت کے سایہ کے نیچے بیٹھ کر حوا کی فضا دیکھنے لگے عجائبات دلکش دیکھنے لگے ایک ساعت
 نہ گذری تھی کہ ایک بخت پر سے شور و غل پیدا ہوا امیر اس درخت کے نیچے جا کر غور سے دیکھنے لگے معلوم ہوا کہ سحر کے
 بچے شور و غل کرتے ہیں سحر کے بچے کچھ کچھ دیکھا تو باوجود گوشت کے بو تھڑے ہونے کے ہر ایک ہاتھی سے زیادہ قدر آدمی جسم
 ہر ایک کا کواہ کے برابر ہر اور بے تحاشا تھے میں امیر ادھر ادھر دیکھنے لگے کہ انھوں کس چیز کو دیکھا ہے کہ جسے قوت بھرتے ہیں
 کوئی ایسی چیز نہیں کہ کبھی ہر جسے ڈر سے بھرتے ہیں دیکھتے نگاہ امیر کی ایک لڑکے پر پڑی کہ اس درخت پر چڑھا چلا
 جاتا ہے کہ جسے ننھی بچہ سمیٹو میا بان جلا جاتا ہے امیر نے تیرے اس لڑکے کو مارا اور ٹکڑے کر کے برچی کی نوک سے سحر
 کے بچے کو نکل کھلایا انکو اس لڑکے سے بچا یا ان بچوں کا جو پیٹ بھرا آستانہ میں گھس کر سو رہے بھوک کی شدت سے فارغ ہو رہے
 وہ گھڑی کے بعد سحر کا چوڑا بچہ کے واسطے طمرہ لیکر آیا تو بچوں کو در آستانہ پر نہ پایا معمول تھا کہ بچے اپنے ان باب کی آہٹ پا کر
 آستانہ سے مرنے لگتے تھے اور اپنی زبان میں استہاجات تھے مسوقت بچوں نے جو آستانہ سے سرنہ نکالا اور امیر کو اس درخت
 کے نیچے سوتا دیکھا سحر کا ایک دیکر گھسنے لگے کہ معلوم ہوتا ہے یہی شخص جو زیر درخت سوتا ہے ہمارے بچے کھا جاتا ہے آدمی
 ہمارے سر پر آفت لاتا ہے اور آج بھی کھا گیا تب تو کسی بچے کی آواز نہیں آتی ہے کیا بار ڈالا جاسیے بچے کے کان میں جو یہ آواز
 پڑی بیٹھ بھڑا کر آستانہ سے باہر نکل آئے انکے اس شور سے بہت گھبرائے اور اپنی زبان میں حقیقت حل بیان کی اس
 لڑکے کی کیفیت اور بارے جانے سے انکو اطلاع دی سحر امیر سے بہت خوش ہوا امیر پر جو صوبائی تھی ایک لڑکے سے امیر پر
 سایہ کیا دھوپ کی تکلیف سے آرام دیا اور دوسرے بازو سے ہوا دینے لگا انکو راحت جانے اور دینے لگا امیر کو جو راحت معلوم
 ہوئی امیر کی آنکھ کھل گئی امیر نے انکو دیکھ کر تیرہ دکان کو سمجھا لائے مارنے کے لیے تیرے کش سے کھلا سحر بولیا رزل قاف
 اپنے تو جھک اپنا بندہ احسان کیا یہ نہایت ممنون کیا ہے اور پھر میرے مارنے کا ارادہ کرتے ہو یہ میرے ہی بچے ہیں جنکو آپ نے
 لڑکے سے بچایا ہے تنکوائے حال پر ہم آیا ہے امیر نے فرمایا کہ تو میرا نام کیا جانے ضرور جھک کر جا سے سحر نے کہا کہ میں نے حضرت
 سلیمان سے سنا تھا کہ ایک آدمی کبھی مارنے میں بیان آدھکا در سحر کے بچے کو تنکوائے حال پر ہم آیا ہے امیر نے فرمایا کہ تو میرا نام کیا جانے ضرور جھک کر جا سے
 قتل کرنا اسکا کام ہوگا اور تم قتل کرنے میں حق کو بھڑھاؤ گے اس سے رنگ بخار دینا اور انکے سکر رزل قاف کہنے سے اس کی
 دلاوری سے جیسے نریشہ میں رہا ہے امیر یہ سخن سن کر بہت اسے دیکھ کر خوش ہوا وہ دیکھتا تھا اس میں جھک کر نام نہاد نہ

تمام ہونے کے ساتھ اسکو مبتدئ قضا و قدر کے مین قاف کی حد سے یہ باہر ہر بادشاہ پرستان کے زیر حکم نہیں جو اسکے
 زیر ہر امیر نے فرمایا کہ مین ایک ضرورت لیکر تیرے پاس آیا ہوں شہرت مصیبت سے نہایت بدحوال آیا ہوں اُسے التماس
 کیا کہ مین تالو دار و فرمانبردار ہوں جو کچھ حکم ہو اسکو بجا لاؤں آپکی تعمیل ارشاد سے سعادت پاؤں امیر نے کہا رکھو شہر دلوں نے
 تہمال شاہ و آسمان پری کو اُنکے ارکان دولت سمیت قلعہ سفید بوم مین قید کیا ہے اگر کمال مرغ دیا ہے تو جھکو دہان
 ہو چکا ہے جہاں وہ قید مین وہ مکان جھکو دکھا دے اُسے کہا کہ ہر خداس حرکت سے دیوان قاف میرے دشمن ہو جائینگے
 نہ سے ہر سرخاں آئیگے لیکن مین آپکو ہو چکا درنگ اتنا کام ضرور کر دوں گا آپ سات لقمے طعمے کے اور سات گھونٹ پانی کے
 میری بیٹھ پر رکھ لیجئے اُسکی تدبیر ضرور کیجئے جب جھکو اشتہا معلوم ہوگی ایک لقمہ اور ایک گھونٹ پانی کا کھلا پلا دیجئے گا امیر
 و عین سے سات نیل گائین شکار کر کے پوست اٹکا کھینچ کر شلکین بنائیں اور اس مین آب شیر مین بھر کر ساتوں نیل گائین لیکر
 یحمرغ کی پشت پر سوار ہوئے روانہ ہوئے قلعہ سفید بوم کمال اضطرار ہے یحمرغ نے عرض کی کیا صبا جعفر ان
 ہے کی قسم سے کوئی ہتھیار اپنے پاس رکھئے گا کیونکہ گریہ مین کوہ متقا طیس عین سٹاہن دریا کے واقعہ مین کہیں کشش کر کے کھینچ
 لیوے ہتھارے ہتھیاروں کی وجہ سے خلاصی نہ دیوے امیر نے فرمایا کہ پھر مین سلاح کیا کروں اُنکو کمان چھوڑ دوں اُسے کہا کہ مین
 بوڑھے اگر کوئی سلاح ایسا چھوڑا ہو کہ نوزے مین چھپ سکے اُسے رکھ لیجئے اسکے چھپانے مین احتیاط کیجئے امیر نے نیچہ
 ہر اربیل کا نوزے مین رکھ لیا یا قی سلاح یحمرغ کو ہونٹ لے یحمرغ نے اپنے آئینے مین بکھریے یحمرغ امیر کو لیکر
 جگہ اسے فلک اے امیر نے زمین کی طرف جو غور کر کے دیکھا تو چھوٹی سی انگریزی کے ٹینکے کے برابر معلوم ہوئی پانی نظر آتا تھا جانتا تھا نظر
 باس جاتا تھا امیر نے یحمرغ سے پوچھا کہ اس دریا کا کیا نام ہو بلا کہ نہایت دریا ہے جادو کا یہ پلا دیا ہے ابھی چھوڑ دیتی مین اُسے
 ور کر نہی انھیں یحمرغ تیز پری کر تا ہوا اڑا جاتا تھا اُسکے طے کرنے مین بڑی سخت اٹھاتا تھا جب نصف مین مین ہو چکا یحمرغ
 اشتہا معلوم ہوئی امیر سے کہا کہ یا امیر بہت جلد ایک لقمہ میرے منہ مین دیدو کہ میرا زور دکھنا چلا چھوڑے غلہ کیا امیر نے ایک ٹنگ
 فی کی اور ایک ٹینگے اُسکے منہ مین پری اُسے جلد و شجاعت کی بارے ایک نشانہ روز مین دیا اسے اول کو لے کیا دوسرے دن دوسرے دریا
 کا دوسرے چلا امیر نے اُس مین تاریکی لیکر یحمرغ سے پوچھا کہ یہ تیرگی کسی کچھ نظر نہیں آتا ہی دل نہایت بگڑا ہے یحمرغ
 التماس کیا کہ یہ پورا خاک ہے جب نصف دریا پہنچا امیر سے طعمہ طلب کیا امیر نے اُسکے منہ مین ڈال دیا انقصہ اس نے اسے بھی
 نہ ہوا تیرے اور چوتھے دن بدستور طعمہ کھا کے دریا سے سیما تیر دریا سے خون کو بھی طے کیا کہ مین اسے دم نہ لیا قصہ کوتاہ جب
 ریاس متقا طیس کے اوپر پہنچا متقا طیس سب اس نیچہ کے جو امیر نے اپنے نوزے مین رکھ لیا تھا یحمرغ کو پانی طرف کھینچ لگا یحمرغ
 دیکھا کہ ہر چند پلا پر غازی کو اسطے زور کر تا ہوں مگر نیچے کو چلا جاتا ہوں اوپر اُڑنے کا قابو نہیں پاتا ہوں یاد آتا کہ یہ عیون
 سائیچے کے ہے جسکو امیر نے اپنے نوزے مین رکھا ہے وہی میرے اُٹیک کا حارج ہوا ہے امیر سے ملتیں جو کہ ایسا جعفر ان
 بستہ جلیہ کچھ کموزے سے نکال کر کھینچ کر رکھئے یہ کام فوراً کیجئے نہیں تو کوئی دم مین کوہ متقا طیس جھکو چھینچ لیکر دم بھر مین

اپنی طرف رخ لے گا امیر نے نیچے کو تو موزے سے نکال کر پھینک دیا لیکن نیچے کیو اسطے بہت تاسف کیا جب سحر سے
گزر کر دریائے ہفتم کے اوپر سے کہ آتش کا تھا چلا باوجود بلند پروازی کے شعلہ اُس دریائے آتش کا کہ کڑھارے آئیں کرتا
تھا سحر کو مٹیاب کئے ڈالتا تھا سحر کے ہوش کو اس گم ہوتے تھے ہر چیز یہ اپنے تئیں سنبھالتا تھا بارے سحر وہ سب
پیش نظر کر کے نصف دریائے آتش پر پہنچا اور امیر سے کہنے لگا کہ یا زلازل قاف بہت جلد جھکو طعمہ دیکھو کہ قاف دوری
وتیز پروازی کا ہی یہ قاف تو سخت کشتی دھاننا بازی کا ہی امیر نے نیل گائے اُسکے ٹھنڈین دیکر تیش آتش سے ہاتھ کو جلدی سے
کھینچا وہ نیل گائے سحر کے ٹھنڈین تو نہ گئی دریائے آتش میں گر کر جل گئی ایلد میں اُسکی ہڈی پسلی سب گل گئی پھر چند قدم پر سحر
نے طعمہ جا کر طلب کیا امیر نے جواب دیا کہ نوالہ ہفتم جو باقی تھا ابھی میں تجھ کو دیکھا ہوں اب طعمہ کھان ہی کہ تجھ کو دن دیر سے
کھانی کی کیا تدبیر کر دن اُسے کہا کہ میں نے نہیں پایا وہ لقمہ میرے پیٹ میں نہیں آیا اور زور اُسکا گھٹنے لگا امیر نے دیکھا
کہ بڑا غضب ہوا کوئی دم میں یہ مجھ کو دریائے آتش میں لے کر لگائی الفو کیلپی خضر اُسکے ٹھنڈین ڈال دیا جو کہ کیڑے اُسکو
مطہن کیا اُس کیلپی کی برکت سے بقوت تمام اُس دریائے آتش پر ہوا سب نفع اُسکا خطر ہو اُس سحر نے خشکی میں آ کر
کے امیر کو مبارکباد دی اُنکی طبیعت اس خوشخبری سے سرور کی لیکن سلاح کیو اسطے کمال متردد تھے کہ وہ اپنی طرف سے
حضرت خضر نے سلام علیک کی اور اُنکو تسلی دی اور تمام تھیلے امیر کے کہ جو سحر کے گھر پر چھوڑے تھے اُس نیچہ سمیت
کہ دریائے مقناطیس میں پھینک دیا تھا امیر کو دیے امیر سلاح بیکر بہت خوش ہوئے اور حضرت خضر کے قدم چومے اور شکر
اس حسان کے داد کیے حضرت خضر تو اُسی جگہ سے تشریف لینگے امیر نے سلاح اپنے بدن پر بھروسہ اُنکی طرف بول کر کی تو دیکھ پے
ایک سفید مثل صبح صادق اور دوسرا سیاہ مانند شام غریبان نظر آئے یہ بھی انھوں نے صورت کے پائے امیر نے سحر سے پوچھا
کہ یہ سفید دیا پہاڑ میں یا کچھ اور ہر ان پہاڑوں کا تو کیا طور جو اُسے عرض کی کہ یہ قلعہ سیاہ بوم و سفید بوم میں امیر نے
سحر سے فرمایا کہ لو خدا حافظ یہ چھترے بڑا احسان کیا کہ یہاں تک پہنچا یا سحر نے تین پر اپنے بازو سے اُکھیر کر امیر کو
دیے اور کہا کہ ہر گاہ خدا ناکرہ کسی شکل کا سامنا ہو تو آپ ایک پر آگ پر رکھیے گا سید میں آنکھ فرمواں گا جو کچھ فرمائے گا وہ کر دوں گا
اور دوسرا یہ دنیا میں جا کے اپنے گھوڑے کی کلنی میں لگائیے گا اُسکو جو بصورت بنائیے گا اور لیل پر خواجہ محمد و خیر کی طرف سے
دیکھے گا جو میں کہتا ہوں میرے عمل کیجئے گا یہ لکھ سحر نے تو حضرت ہو کر اپنے آستانہ کی طرف اُلگیا اور امیر ان قلعوں کی طرف قدم زن
ہوئے تو طوی دور گئے تھے کہ ایک شیر بر نے امیر کے برابر آئے امیر پر حمل کیا اُنکو گھر لیا امیر نے ایک ہاتھ عقرب سلیمانی کا
لگا لگا کے دو ٹوٹے کیلے کھال اُسکی کھینچا اپنے کا نہ بے پر رکھی اور یہ فکر کی کہ دنیا میں جا کر کسی قبائلاؤں کا اپنے مصرت
میں لاؤں گا کہیں مٹا تھا کہ رستم بن زال کے گلے میں شیر کی کھال کی قباحتی اُسکی ہلبت و شوکت سے اُسکو ہر کام میں
کھلیا ہی ہے انتہائی القہر جب امیر قلعہ سیاہ بوم کے دروازے میں پہنچے دیکھیں تو دروازہ کھلا ہوا نہ کسی پاسبان کا نشان ہی
نہ سپاہی کا پتہ ہی مگر چار سو دیو دروازے پر بیٹھے ہیں تاکہ کوئی شخص آئے نہ پادے غیر آدمی خلیا ہی نہ پادے گاؤں و نڈوں کے سردار کی

نگاہ امیر پر پڑی اُسے ایک نعرہ آہ کا مارا کہ کیا یہ دہڑا غصہ از لزلہ قاف کو چکے لیکن بیان بھی آہو پوچھ گیا گو پیر بھی
 قہر خدا پوچھا بے تحاشہ در کر ایک ارشاد امیر کے سر پر ملا کہ میں اُسکے صدمے سے الحذر رکھاری امیر نے اُسکو رد کر کے
 ایک تھ اس در سے اسی کمر بیٹھا اُسے اس غصے وہ صدمہ اٹھایا کہ وہ لڑے ہو کر زمین پر گر پڑا دیو دن نے جو اپنے سردار
 کو گتے کی موت مار جاتے دیکھا اُسکے سر پر اس بلاے ناگمانی کو آتے دیکھا شہر بے دھار کی طرح بھاگنے لگا نہ جان کا
 بچا نا غصت جانا یہ بدحواس ہو کر بھاگے کہ سر سے پاؤں کو نہ بچا نا اُمر وقت رعد شہر اُتار کھیلنے کو گیا تھا فراریوں نے
 شکار گاہ کی راہ کی کہ رعد شہر کو اس حادثہ کی خبر دیوین اُسکو اس خرابی حال کی خبر کر کرین امیر دروازے پر کھڑے ہو کر
 فکر کرنے لگے کہ دیکھا جا ہیے شہر شہر شاہ داسکان پیری وغیرہ قلعہ سیاہ بومین بن یا قلعہ سفید بومین غیث آباد آتی
 یا امیر شہر شہر شاہ داسکان پیری قلعہ سفید بومین قید بن ہ دو دن غزال عینا اس حیا و متحرکے دام میں حیدر امیر
 اُس قلعہ کی طرف چلے جب دروازہ پر پہنچے تو دیکھا کہ اُس قلعہ کے سو پر جہیزین در ہر ہوج پر کوئی دیو نہ سر کوئی اسپ سر کوئی
 مار سر کوئی زانغ سر کوئی گرگ سر حربہ لیے سر خونی کر ہا ہر شخص رخت خفت سے اُس قلعہ کی پاسانی کو ہا ہر دروازے میں
 ایک لڑکھا آتش نشان ہو کہ جسکی شعلہ زنی طالع از زبان ہر اور اُسکا ٹھہر سفید دیع ہو کہ دروازہ اُسکے کٹھ سے بند ہو گیا اسکا
 دہانہ گردن دروازے کے لیے ایک کندی امیر سر تر قدم سے کہ اسکے اندر کو کر جائیے کس صورت سے اسین دخل پائیے کچھ
 غیث آباد آتی حمزہ اس ظلم کی فتح تیرے نام نہیں ہر اسکا توڑ تیرا کام نہیں ہر ایک پوتا تیرا تھم تانی نامے ہو گا کہ اُسکو
 قلعہ کر گیا دی اس سر کہ میں مردانہ در پاؤں دھو گیا امیر نے اپنے دل میں کہا ابھی میں آپ لڑکا ہوں واللہ علم کہ لڑکا
 کب پیدا ہوگا اور پوتا کب تولد ہوگا پس یہ لوگ جو اسین قید میں تھیں ابھی میں گرفتار رہینگے قید کی تکلیف تمام
 عمر کو نہ کیسے دوسری مرتبہ صدمہ آئی کہ تو سولے قیدیوں کے چھوڑنے کے ظلم توڑنا قلعہ کو قید کو کچھ لڑکھو اگر شوق سے لجا
 اسم اعظم کو پڑھ کر اڑ رہے ہر دم کر رہ چلا جا کر اُس امیر تو پوچھا کیا صحت قرآن نے جو اسم اعظم اڑ رہے ہر دم کیا ارادہ دار ہے پر سے
 چلنا یا صاحب قرآن اندر جا کر دیکھیں تو قلعہ کے اندر باغ ہو اور اس باغ میں تہہ بال مسح رقتا بیٹھا رہا ہر اپنی مصیبت پر
 جان کھو رہا ہر صاحب قرآن کو دیکھ کر حجابت سے سر نہا کر دیا صاحب قرآن نے سب کی دست پائی قید و در کی ہائی فے کے
 سبکی خاطر سرور کی در شہر شاہ سے پوچھا کہ آسمان پیری کہاں ہر شہر شاہ نے کہا کہ وہ سانسے جو گنبد ہر اسین
 مقید ہر امیر گنبد کے اندر گئے دیکھیں تو آسمان پیری سر نیچے پاؤں دیر پٹی ہوئی ہو ایک اسی شان کی ہوئی ہر در قمر نشین بھی
 در در ہی جان کی طرح جان لبٹ رہی ہر صاحب قرآن نے قید کا طریق قمر نشین شہر شاہ کے پاس اسکو لڑکھو دیا سب کو
 ایک جگہ جمع کیا آسمان پیری کمال شغل ہوئی اپنی حرکتوں شہر سزہ جمل ہوئی اور امیر کے قدموں پر گر کے کہنے لگی کہ امیر
 اتو میرا قصہ رجات کیجئے اپنے سینے کو میرے سینے سے صاف کیجئے چہرے کے بوجہ ضروریان بھیج دیجئے جو قمر کی کتب بازاری کوڑی لیم
 نے کچھ جو اب دیا اُسکے کہنے پر کچھ التفات نہ کیا در سب کو ہمراہ لیکر قلعہ کے باہر نکلے دیکھا کہ رعد شہر کی ہزار دیو ہمارے لیے ہوئے

چلا آیا جو کہ جسکی ہدایت تمام قلعہ پھر اتاری امیر کے پاس آکر کہنے لگا کہ آدم زاد تو نے تمام گدستہ قاف کو بہ باد کیا اور بیان
 بھی آکے میرے قیدی چھڑائے لیے جاتا ہوں مگر میں تجھ کو اسدم جیتا نہ چھوڑ دنگا تو میرے ہاتھ سے کب بجات پاتا ہوں کہ ایک بہت
 بجاری پھر امیر کے سر پر راہ امیر نے خانی دیکر ایک ہاتھ اس زور سے لگایا ایسا ایک راجا یا کہ ش چار کر م خورد قلم ہو گیا
 ایک ہی ضرب میں بیدم ہو گیا دیو جو اس کے ساتھ تھے نقش اسکی اٹھا کر دیو سمت روں ہزار دست کے پاس لگے امیر
 شہنشاہ وغیرہ کو لیکر گلستان ارہم میں آئے اپنے وطن میں پہونچ کر سب آرام پایا جیسے تھے گزر گئے امیر نے پھر ایک خواب
 پریشان دیکھا سوتے سے چونک کر بڑے لگے بوقت آنسو دیکھنے پر رونے لگے آسمان ہری امیر کی آواز سے جاگ کر پیچھے کی خیر تو ہری
 یا امیر روتے کیوں ہو ہوا پھر غمگین ہوئے کیوں ہوا امیر نے کہا کہ اے آسمان ہری خدا کو ان کے جھکیرے ملک میں بھیجے کہ ان خیال
 کی مفارقت میں حال نہ رہی آسمان ہری بونی کہ یہاں جہاں ایک کس کے بزمین کو تھوڑے ملک میں پہونچا دوئی اب کی
 وعدہ خلافی نہ کروئی صاحب قرآن آسمان ہری کے اس کلام سے ناخوش ہو کر بادشاہ کے پاس گئے اور آسمان ہری کی شکایت
 کرنے لگے اور یہ دقتی کی حکایت کرنے لگے شہنشاہ نے امیر کی دلدہی کر کے اسی مکت پر سو ایک اور دیو کو کو دیہ کھاجہ قرآن کو
 دینا میں پہونچا آدمیر لکنا عمل میں لاؤ جب صاحب قرآن دانہ ہوئے آسمان ہری ایک پریراد سے کہا کہ توجا کو دیوان چل سے کہ
 امیر کو سکا راہ سلیمان میں چھوڑ آؤں اور دنیا میں خیر دار خیر دار پہونچا دیں ہر پریراد و اما سے راہ میں امیر کے پاس پہونچا امیر نے اسکو
 دیکھ کر معلوم کیا کہ یہ دیو نہ کو منع کرنے آیا جو دیہی پیغام اگلا سا آسمان ہری لکھا یا ہوا امیر شہنشاہ کے پاس پھر آئے آسمان ہری نے پھر
 لائے آسمان ہری بھی اسوقت میں جا رہی تھی شہنشاہ نے غصہ کر کے کہا کہ اے آسمان ہری تو اپنی شیطنت سے باز رہیں ماتی
 اپنی ان حرکتوں سے مخالفت نہیں ملاتی آسمان ہری بونی کہ آپ اس امر میں غل غل مجھے جھکوتان کیجئے میں کیا آپ کے کہنے سے بے بسا یا لکھ کر دیوں
 امیر یہ کلام سن کر اٹھ کھڑے ہوئے آسمان ہری کو بد دعا میں یہ ہوئے صحرانہ طوفانہ ہوئے غمگینی سے بجائے لاشک نشان ہوئے
 بعضے لکھتے ہیں کہ امیر نے اس دن آسمان ہری کو طلاق دی اور بعضے اس قول کو نہیں مانتے اس وقت کو تو جو بنے عربی لکھا ہو کہ
 امیر کے جانیکے بعد شہنشاہ بھی آسمان ہری کی گفتگو نالائقی سے فقیر نہ کر ایک پہاڑی پہونچا دی سلطنت سے باہر لکھا ہو کہ امیر
 تخت پر چھڑک کر اٹھنے لگے اور قاف میں منادی پھروانی کہ کوئی صاحب قرآن کو دنیا میں پہونچا دیگا بیت ہی طرح اس سے پیش رو تھی
 وہ اپنے کئے کی سزا پا گیا پس ازان خواہے بلکہ الرحمن بونی کہ کچھ توبہ نہ کرت کہ ہر حمزہ عاشق امیر ہوا آسمان ہری جن کہ وہ
 صحن جمال میں شہر خرد و گلان و عبد الرحمن نے مل دیکھ کر غصہ کر کے بے بس ہر پریراد سے کہ جس جانب خواہی تھوین جی تہا پھر میں
 ہر ایک پہونچا اور درجہ میں رہا وہ قلعہ دیو روں جو امیر کے سر پر راہ امیر نے خانی دیکر ایک ہاتھ اس زور سے لگایا ایسا ایک راجا یا کہ ش چار کر م خورد قلم ہو گیا
 دنیا میں جا کر اس صورت کا جو قلعہ ہو اس میں گھر نگار کو اٹھا لیا و امیر کے پاس چلے لکھ کر اوپر نیز حکم پاتے ہی قلعہ کا لیکر رہا وہ
 کہ گھر نگار کو آسمان ہری کے پاس لائیں اب جب تک اس نشان پر آؤں وہ کبھی نہ ان ملک نہ بطور میں معان گرد کے نشانوں
 و رنج ہو کہ ملک لہر جو جب قید سے چھوٹ کر شہر میں آئے جتن میں مشغول رہے اور سالانہ عشرت کے ہم ہوئے

چہرہ زدنے دیو سفید کے آنکھ کے حال سے خبر دی اُسکے پہنچنے کی اطلاع کی لہندھو حشر میں اٹھ کر سفید دیو کی طرف گئے
 وراُس کو قتل کیا ایک دن بھی بھڑنے نہ دیا راوی لکھتا ہے کہ اُسکی جنگ میں لہندھو نے جو لغو مارا آواز اُس نے نہ کی لہر کے کان
 میں گئی وہ صدائ کی تمام میدان میں گئی اور اُس وقت دیو شاہ سے لڑ رہے تھے اور میر نے جو دیو شاہ کی جنگ میں فوج کیا
 اُسکی صد لہندھو کے کان میں پہنچی مگر دونوں حیران تھے کہ یہ کیا معاملہ ہے اور عجیب جہاز صاحبِ حقان کہتے تھے کہ یہ
 قاف میں لہندھو رکھ کر لہندھو کہتا تھا کہ قاف میں صاحبِ حقان کہاں جب لہندھو سفید دیو کو مار چکا اور
 ناپاک اُسکے جسم پر سے اتار چکا بادشاہ سے کہا کہ میں آپکے دشمن کو قتل کیا اب مجھ کو میرے گھر بھیج دیجئے اترو عدہ وفا کیجئے بادشاہ
 نے اُس پر ایک تخت پر لہندھو کو کن ارٹھوں پر زار سوار کر کے دنیا کی طرف رخصت کیا دیو ڈنکو اُنکے دنیا میں پہنچا کاظم دیا
 بہرام خاقان گروچین کا حال سنیے کہ سگسار دن پر فتحیاب ہو کے شانہ روز اُسی فکر میں غلطی پیمان رہتا تھا
 نہایت مضطرب رہتا تھا کہ لہندھو کو کون لے گیا یہ مجھ کو دلخ تازہ دے گیا جانیجہ اُسکی جھوٹو سرور دران
 سے سر جھلس ہی ذکر تھا کہ یار و حیف ہے آج کا حال معلوم نہوا کہ کہہ رہے اور کون لے گیا اُنکو کہاں ہو تو کون کس طرح سے
 اُنکی تلاش کر دیا کہ اس میں تختِ خسرو منہ کا فلک پر سے قلم میں اُترا بہرام دور کر لیتا گیا اور شخص آکر فوج میں ملو
 شادیا نے بچے لگے تھارے مانند رکے گرجنے لگے خسرو منہ تخت پر جلوہ افروز ہوا اور تختِ حشر کی پرہیزگاری مبارکباد کی
 آواز سامعہ پیرا ہوئی بہرام نے عین حشر میں خسرو سے کہا کہ میں سگسار دن لڑ رہا تھا کہ ایک خط میرے دربار میں پہنچ گیا
 وہ خط اٹھا لیا اُس خط میں یونچہ بنا ہوا ہے وہ عجیب حرفوں میں لکھا ہوا ہے چند چاہا کہ اس خط کا مفہون دریافت کر دیا مگر کسی سے پوچھا
 نہ گیا کوئی آج تک کو پڑھ نہ سکا لہندھو نے کہا لاؤ دیکھیں اگر میرے پڑھ جائے تو پڑھیں بہرام نے اُس خط کو لے کر خسرو کے
 حوالہ کیا اُنکے ہاتھ میں دیا خسرو بھی اُسکو دیکھ کر متعجب ہوا مگر ارٹھوں نے پڑھ کر کہا یہ نیچہ میرا ہے اور خط میری ماں کے ہاتھ کا
 لکھا ہوا ہے ظلم سے لکھ کر باہر بھیج دیا تھا تمھارے پاس اُسکے پہنچنے کا یہ سامان کیا تھا بہرام نے ارٹھوں کو چھاتی سے
 لگایا اور اُسکی پیشانی پر بوسہ دیا اور اُسکو بہت پیار کیا اور جس نے ارٹھوں کو دیکھا وہ باغ باغ ہو گیا اور ہر طرف سے
 صد بلند ہوئی کہ سر اندیش تے سرے سے آباد ہوئی سب چھوٹے بڑے کی خاطر شاد ہوئی

غائب ہونا زہرہ مصری کا بالاس قصر سے اور یونچہ آسمان پر ہی کے پاس

اب دو کلمہ داستان مصیبت زدہ فراق سرا پادیدہ اشتیاق سحر کن بنفرت ہزارانانہ شام کن زنجیرانم سر دجا لکھا
 دل گرین جگر بیان پسند مخمور مخمور مخمور مخمور مخمور مخمور مخمور مخمور مخمور مخمور مخمور مخمور مخمور مخمور مخمور مخمور
 سنیے شانہ روز امیر کے فراق میں گریہ دزاری سے سر دکار کھتی تھی رنج مہاجرت سے حالت زار کھتی تھی غیر زحمت جگر و خداج
 کچھ کھاتی تھی نہ تھی کچھ کھاتی تھی پڑی رہتی تھی جاکشا شمار نہیں ایسے رنج و غم سہتی تھی اگر زہرہ مصری یا طر از جوان یا اور
 کبھی نہ یہ فتنہ دھونے کو کھتی تو اشک خونی سے منہ دھوتی اور اگر کوئی سنگار کو کہتا تو گویا ہر شک پلک میں برقی اور شیر ترجم کا پڑھتی

شعر زندگی مرگ ہی جھکے شب تہائی کی پڑا حوالے کے ذرا تو ہی سچائی کی پڑا مصاحبوں نے دیکھا کہ ایسا نور قہ نہ کیوں ہوا
 جن سرشارین مبتلا ہو جائے ہر ایک چاہتی تھی کہ کسی طرح سے اس کے دل غم کو بھلائے اس کی طبیعت کو کسی کھیل تماشے میں
 لگائے سب ملکر اس کو سچائی رہتی تھیں اور میں کھا کر تھی تھیں کہ ملکہ بہت گئی تھوڑی رہی ہر اب کوئی نہیں لے میرے میں تھارے
 اندر وہ سب خدا کے فضل سے دور ہوئے جاتے ہیں پوشاک بدلے کھانا کھائی چل بھائیے اگر آپ نے بے کوچ دیا تو کیا کیا امیر آئے
 تو کس کو دیکھیں گے اور میر کو کون دیکھ گا چلیے ذرا کو بھٹے پر ٹیلے کب ہو اچھے برے خدا چلو گو کو زیادہ رنج نہ دیکھے الغرض کہ سنگھ
 عمر لگا کر مقف محض پر لگیں اور سبزہ زار صحرا کا تماشہ دکھانے لگیں ادھر کا ذکر کر کے اس کی طبیعت کو بھلانے لگیں تھوڑی
 نگذری تھی کہ ایک لکڑی کا نمودار ہوا آسمان پر بادل سیاہ پیدا ہو اور آہستہ آہستہ وہ ابرس تھپرتا پھر پھر پھر چھایا برق
 درختہ چمکنے لگی بادل گر جنے لگا فتنہ واحدہ اس برس سے ایک پنجہ پیدا ہوا غیب سے ایک ہاتھ ہوا اور ہر مصری کو کہ عمر لگا
 کے برابر کھڑی تھی اٹھا لگیا آنکلی آن میں اس کو اڑا لگیا کوئی دہشت کے مارے آنکھ بند کر کے بیٹھ گئی اور کوئی دور کو نہیں پر
 منہ کے چل جا کر ہی عجب طرح کا تملکہ ہوا کہ کسی کو کسی کا ہوش نہ رہا سب جو حیرت ہو گئیں اپنے جی کا ہوش نہ رہا جب اس لوگوں کے
 بجا ہوئے دیکھیں تو رہہ مصری سنیں ہی عجب طرح کا کلام پڑا محل میں اتنا قیامت نمودار ہوئے اس قویہ جانکا سے سب
 چھوٹے بڑے بیقرار ہوئے اب را حال رہہ مصری کا سینے اُسے جو دیکھا کہ میں تخت پر بیٹھی ہوں درخت تلک اڑا چلا ہوا
 میری آنکھوں میں تمام عالم سیاہ ہی کچھ جھک کر نظر نہیں آتا یہ جلالان تخت سے پوچھا کہ تم کون ہو اور جھک کر کہاں لے جاتے ہو وہ بولے
 کہ آسمان پر ہی زد جہ حمزہ نے حکم دیا تھا کہ عمر لگا رہہ مصری کو تختہ نشین دان کو لے آؤ اس میں ہرگز دیر نہ لگاؤ سو تم کو اس کے پاس
 لے جاتے ہیں آسمان پر ہی کے پاس تم کو پہنچاتے ہیں رہہ مصری اپنے دین سمجھی کہ حمزہ نے قاف میں سیاہ کیا ہی سو
 اس واسطے اس کی زد جہ نے عمر لگا کر بلایا کہ مار ڈالے اس کو قتل کر کے اپنے دل کا بجا رکھ لے یہ لوگ اس کو چاہتے ہیں یہ حقیقت حال
 اصلا جانتے ہیں تھے عمر لگا کر سمجھ کر جھک لے جاتے ہیں خوب ہو کہ ملکہ عمر لگا کر کے سپر سے تصدق میں ہی ہوئی اس کو ڈانے اس
 آفت سے بچا یا جھک کر غرض میں بیان پہنچا چلا چلا جب رہہ مصری گلستان رزم میں ہوئی مگر سلیمان اس کی آنکھوں میں دیدیا
 تاہر ایک کو دیکھے کوئی دیو پری اور جن اس کی آنکھوں سے غائب نہ رہے ہر گاہ آسمان پر ہی کے سامنے اس کو لگے آسمان پر ہی
 اس کے جن جہاں کو دیکھ کر بچک لگی اس کی شکل صورت دیکھ کر متحیر ہوئی اور کہنے لگی کہ حمزہ کے حق بجانب ہو کر نہ اس کے فراق میں
 مبتلا ہو کر اس کی جدائی میں کیوں نہ اس کا اس طرح حال خواب ہوئے پھر رہہ مصری کی طرف دیکھا اور مخاطب ہو کر پوچھنے لگی کہ
 عمر لگا رہہ مصری کو تختہ نشین دان تو ہی ہی خوبصورتی میں شہرہ آفاق اور مقبول خاطر پیو جان تو ہی رہہ مصری نے با ادب تسلیم
 کر کے کہا کہ میں عبد الغریر شاہ مصری کی بی بی اور زور مقبول فلدا زمانے غلام حمزہ کی ہوں میری کیا مجال کہ عمر لگا کر ہی مصری
 کر دے ہر مصری میرا نام ہی مجھ سے بہتر بہتر چار سو بیلیان بادشاہان عرب و عجم و چین و چین و غرہ کی عمر لگا کر کیوں نہ بیان
 میں خود نگہاری میں سر فرازین مصاحبین مسازین آسمان پر ہی رہہ مصری کا ادب قاعدہ دیکھ کر بہت خوش

ہوئی اور پوچھنے لگی کہ سچ کہنا زہرہ مصری تجھے حمزہ کے سر کی قسم ہے میں خوبصورت ہوں یا تمہرے نگار خوبصورت ہیں ہم دونوں سے
تیرے نزدیک میں جمال میں کسکو ذوقیت ہے زہرہ مصری نے ہاتھ بانڈھ کر کہا کہ یہ ادبی ہوتی ہے تمہرے نگار کی اونٹریوں کے
پانوں کے تلوے کے برابر بھی آپ میں حسن نہیں کہاں آفتاب کہاں دروہ ہے آب آسمان پری نے زہرہ مصری کی تقریر
شکر برجم چمکے حکم دیا کہ ہاں اسکو جلادوں کے چوہے کر دکھا سکی گردن ماریں یہ کمال شہریرا دروہ ہے ادب ہے یہ بے ہمتی معاہدے کے
قابل کب ہے جلاد زہرہ مصری کو قتل گاہ میں لے گئے اتفاقاً قریشیہ نے کُن درون میں ہفت سالہ تھی مگر جلوس میں ماہ
چہارہ سالہ کو رشک سے گھٹاتی تھی جو ہشتی اسکو دیکھ کر ترانی تھی نیچے ہاتھ میں لیے ہوئے بارگاہ میں جاتی تھی لوگوں کا
اجماع دیکھ کر زہرہ مصری کی طرف گئی جلاد سے پوچھا یہ کون ہے اور اسے کیا قصور کیا ہے کہ اسکو قتل کرنا ہے کیوں اس بیگناہ
کی گردن پر چھری دھرتا ہے جلاد نے کہا میں کچھ نہیں جانتا کہ یہ کون ہے اور اسے کیا قصور کیا ہے گستاخ پریوں نے حکم دیا یہ قریشیہ نے
زہرہ مصری سے حال اسکا پوچھا اسے مفصل بیان کیا قریشیہ غصے کے مارے تھر تھر کانپنے لگی اور زہرہ مصری کو اپنے ساتھ
بارگاہ میں بجا کر آسمان پری سے کہنے لگی کہ اسے بھٹا کر کیا قصور کیا ہے کہ اسکو پردہ دینا ہے بلا کر قتل کرنا حکم دیا ہے معلوم ہوا کہ اگر
حمزہ لگا آتی تو اسکو بھی قتل کر تین صاحب قرآن کا خیال رہتا نہ نخب خدا سے در تین منودہ بھی ناموس صاحب قرآن ہے
اور تیسے لاکھ درجے عزت و حرمت میں بہتر ہے کہ صاحب قرآن کی زور جلاول ہے بہر صورت تم سے سب باتو میں افضل ہو گیا گردن
کہ تم میری ماں ہو نہیں تو اس حرکت ایک نیچے مار کے دو کر کے کرتی ہرگز کسی سے نہ دیتی آسمان پری قریشیہ کا غیظ دیکھ کر لرز گئی
خاموش ہوئی کچھ نہ بولی ہرگز زبان کھولی یا قریشیہ نے اسی دم زہرہ مصری کو تخت پر سوار کر داسے جو حال پائے تھے اُنکو حکم دیا
کہ جہاں اسکو لائے ہو وہاں پہنچا آؤ میرا کہنا بجا لاؤ حملان تخت کو اٹھا کر روانہ ہو ہر گاہ دیو نمند تر است کے مکان پر آگیا
راہ میں اسکا مکان تھا وہ تخت پہنچا اتفاقاً دیو نمندوں نے وقت اپنے رفیقوں کو لئے ہوئے تشریف لے رہا تھا اسکی نگاہ تخت پر گئی
دیووں کو حکم دیا کہ اس تخت کہے آؤ یہ کون ہے اور اسکو کہاں لے جاتے ہیں میرے سامنے لاؤ دیو تخت کو لئے آئے زہرہ مصری
پوچھا کون ہے اور کہاں جاتی ہے تیرا یہ رتبہ ہے کہ دیو دن تخت اٹھاتی ہے اسے مفصل حال بیان کیا دیو نمندوں نے پیر زاد کو قوم واداد
اور زہرہ مصری سے کہا کہ میرے بیٹے کا پالنا ہلایا کر اسکو بہت آرام سے سلا یا کہ زہرہ مصری ناچار کے نیچے کایاں بھاگ کر گشت
زلزلے سے نئی مصیبت اٹھنے لگی خواجہ مخمر کا حال سنئے ہر گاہ ضرور غل سڑک چلی میں گیا معلوم ہوا کہ ایک نیچے فلک سے پیدا ہوا
زہرہ مصری کو اٹھا لیا غصے کے مارے کانپ کر تمہرے نگار سے کہنے لگا کہ میں لاکھ فتنہ بھائی اور بھوکو خوب بتایا ہے کہ بے میرے پوچھے
کوئی امر نہ کرنا میرا کہنا موثر نہ ہوا اگر وہ نیچے بھوکو اٹھا لیا تا میں حمزہ کو کیا جواب دیتا اور بھوکو کو نہ کہتا یا بارہ برس کی تخت میری کات ہوا
اور سین میں میری ذلت اور حقارت ہوتی یہ کہ کو تین کوڑے اس زور سے تمہرے نگار کی پیٹھے پر مارے کہ وہ تھلا گئی کوڑوں کی ضرب سے بلبل گئی
دوروں کو کہو کہ یہ طرح بیاب ہو کر زمین پر پڑنے لگی یہ حرکت عمر کی عمر نگار کو نہایت ناگوار ہوئی اور عمر سے نہایت ہزار ہوئی
دیکھنے لگی کہ اگر امیر سے محبت نہ کی ہوتی تو ادنیٰ سا ریاں آزاد کے ہاتھ سے کوڑے کیوں کھائی اس طرح کی مصیبت کی کھائی اس سے بہتر

ہوئی، سبکچہ سے انکار ہوا دیریری صیغہ سے یہ فیقر رہی خواجہ ہمال نے کہا اگر میں مسکو دیکھوں تو انہوں پر ہلکا رہا صنی کردوں
ایک بات میں مسکو تھا رانا بابر کردوں بادشاہ نے اس وقت خواجہ ہمال کو اپنے ساتھ لیا کہ دوسرے وہ مکان دکھا کر کہا کہ اسی مکان
میں خواجہ ہمال نے دروازہ کی دروازے جو دیکھا تو چھان کر بے اختیار نام لیکر رہا تھا ہمال نے بھی خواجہ ہمال کے بیان کے
دروازہ کو کھلایا اندر آنیکا حکم کیا خواجہ نے یہ دریافت حال کے چیکے سے ملکہ کو سمجھا دیا اور اسکو آگاہ کیا کہ اب تم خاطر جمع رکھو
میں تمکو یہاں کمال لیا جا تا ہوں اس طبیعت کے ہاتھ سے چکا تا ہوں ملکہ کو شہی دیکے بادشاہ کے پاس آیا اور عرض کی کہ تمہارا دن کا
حکم ہو جائے کہ میں رات میں جو وقت اس رات کے پاس جاؤں کوئی مجھ سے مزاحمت نہ کرے اپنے اقبال کے تیرے دن میں کوئی کوئی کوئی کوئی
یہ سربراہ وقت لادگا بادشاہ نے خوش ہو کر اسکو خلعت یا سبکچہ دیکر چل گیا خواجہ جو دہا سنا اٹھا سرور اگروں کے طویلے جو تھر میں
دیکھنے ترسے کہ آخروں دھوڑے دھواؤں دار بند کر کے بول لیے اس مکان کو دروازے پر چین تھر نگار رستی تھی حاضر کیا درواری رات کو
ایک پر ملکہ کو مورا کیا اور دوسرے پر آپ سوار ہوئے تھر سے نکلا شہنشاہ چلا گیا جنکو بادشاہ نے خواجہ کو طلب کیا فرد گاہ پر
پایا اور نگاہوں سے اس کو خبر دی کہ وہ عورت جو حضور نے اس مکان میں رکھی تھی نظر نہیں آتی مکان کی پڑاوی کے کھجانے سے بے غائب
بڑا ہی بادشاہ نے معلوم کیا کہ خواجہ ہمال سے بے بھاکا آدمی مفرج ہوا لیکر اس کے پیچھے روانہ ہوا دوسرے تھیں یا ملکہ نے
گردغبار دیکھ کر خواجہ ہمال سے کہا کہ اسے خواجہ گھوڑے کی بالٹا دیکھو بادشاہ اپنی چادہ بریت رو سیاہ اپنی خواجہ تو اس
گردغبار کو دیکھنے لگا تھر نگار خیل میں گھس گئی کہ اس نالائق کی نظر سے پوشیدہ ہو جائے اور پھر قیونہ بایکے تھیں سواری بلاتا
کی خواجہ ہمال کے متصل پہنچی خواجہ ہمال جس طرح کھڑا تھا اس طرح کہ کھڑا رہا بادشاہ نے خواجہ کو قتل کیا اس سے پہلے
انتقام لیا اور تھر نگار کو تلاش کرنے لگا تھر نگار کا سرع شل عقانہ پایا چند کہ اعلیٰ حیوین نے اٹھایا چاڑھو نہ وہ دھلا ہوا کہ
پاؤں پئے گھر ہو گیا اور تھر نگار دوسرے دن تک ہاں گئی دن کی راہ پر پہنچی بھوک کے مارے چین تھی کہ ایک فالیر نظر آئی تب
اسکی طبیعت نے تسکین پائی فالیر بان ایک مردہ طلب کیا اس نے بہت سے تھر لاکر سامنے رکھ دیے اس نے اس بھوک کی
شدت سے سب نادل کیے تھر نگار مردہ کو کھانے لگی اسکی طبیعت ٹھکانے لگی اور وہ بھوکا فرماں کم از نو وہ سالہ بھوکا تھر نگار
سے کہنے لگا کہ وہاں جہاں اگر میرے پاس تو رہے تو میں بہت اچھی طرح سے بھوکوں جو تو انکے ہی دن تھر نگار حیران ہوئی کہ
یہ خواہ کیا بکاتا اس مردہ کو شہید یا بھوکا ہی جب میرے سروے کھا چکی اور بہت بھر کے سو دی گئی اس سے پوچھا کہ تیرے کوئی
اور بھی یہاں نہیں وہ بولا کہ میرے دس بیٹے گیارہ بیٹیاں اور ایک بیٹا ہے روئے اور شخص اس میں نیکو ہے تھر نگار نے کہا کہ جب وہ
تیرے پاس موجود ہے تو میں تیرے پاس کیونکر ہو سکتا ہوں میں سے کیونکر خوش ہو سکتا ہوں اساق بولا کہ میں اسکو طلاق دے دوں
تیری خاطر سے اسکو علیحدہ کر دوں گا تھر نگار نے کہا کہ اچھا تو اسکو طلاق دے آئیں بیان بھی ہوں وہ سادہ لوح تو اپنی جورد کو
طلاق دے گیا اور تھر نگار اسے سرور کی قیمت وہاں رکھ کر گھوڑے پر سوار ہو کے چلتی ہوئی فالیر بان جو اپنی جورد کو طلاق دیکر
فالیر پر آیا تھر نگار کو وہاں نہ پایا چلا چلا کے کہنے لگا کہ ہاں پری داسی پری کدھری جھکول لکڑی جورد کی زمیندار کو

لیکھت پرانی کہ اسکو معقول کرے یہاں آکر اسکو جو دیکھا تو وہ ہاے پری دہری کتا ہوا اور وہاں ایک محرت کے خرقہ میں پانی
 جان کھاتا پھرتا تھا کہ اسکو مایہ ہو گیا ہر کون کوئی بھرت یا بن چڑھا ہوا کسی جو درلو کوٹ لگا لگا اسکا کچھ علاج کر دیا وہ بہت
 ہوا اسکو جنون کے گھیر چکر لگا رہا جو دہانے چلی شام اسکو ایک جنگل میں ہوئی جدھر دیکھے ادھر جانوران دندش شیر خنیا حیرت
 بھڑپا ارنائیدار کچھ لنگور بن نظر آتے ہیں جسکو پاتے ہیں پھاڑ کھاتے ہیں گھور گھور کر ایک درخت پر چڑھ کے بیٹھ رہی صبح کو
 ایک شیر میدان اور چمڑ لگا رہے گھوڑے کو مار کر جدھر سے آیا تھا ادھر چلا گیا پھر لگا رہے درخت سے ترے گھوڑے کے سار کو
 تو درخت سے بانڈھ دیا گھوڑے کے خالص ہونے پر بہت تاسف کیا اور آپ مایہ پا دہانے روانہ ہوئی شام کو ایک تہی میں کھیت
 اور ایک تاب بہت وسیع نظر آیا اسکے کنارے پر ایک نہایت عظیم الشان پایا ملک امیر حمزہ کے بیٹے رہی صبح کو اس تہی کے چودھری سے
 بارادہ غسل اپنی لونڈی کو پانی لانیکے واسطے تالاب پہنچا اسے اس تالاب میں چمڑ لگا رہے چمڑ کا عرس دیکھ کر جانامیری صورت کا پر تو ہی
 گھنڈہ کے مارے خانی ٹھیلان لیکر لکھ کر پھر گئی چودھری کو پوچھا کہ پانی لائی ہوئی کہ داہ میں ہے حن جلال پر پانی بھرتی تجارت کام کلج کیا
 نوٹرونی طرح کوڑی چودھری نے پاؤں کا مری معقول کر کے کہا کہ جانچہ جلد پانی لاخبر دار ہر گز دیر لگانے نہ لگے لگنے سے لگے پھر پانی
 کی خوب بناؤں دیکھ کر تالاب پہنچی چمڑ لگا رہا نہ زردہاں موجود تھی وہ پھر اسکا عرس دیکھ کر حیرت پا ہوئی بے پانی بھرے گھر کو
 گئی اور اسی گفتگو سے ادل کا اعادہ کیا چودھری نے پھر اسے تنبیہ کر کے پانی لانے واسطے آمادہ کیا مری مرتبہ ہی چمڑ لگا رہا
 یہ تو دیکھ کر خانی گھر لکھ کر پھر گئی اسکو ایسا غور نہ لکھ کر سب کی حیرت اسکی نظر سے گزری چمڑ لگانے سوچا کہ ابھی یہ لونڈی
 تالاب پر آئی اور صاف میدان پر بیٹھ کر پھر کوئی مینا شہدہ ہو رہا اور درخت سے اتر کے ایک طرف کھڑی ہوئی لونڈی نے چمڑ کے
 دی گفتگو اپنے میان کی اسنے ناچار ہو کر آئینہ اسکو دکھلا کر کہا کہ دیکھ تو مردار اپنی صورت کو اسی صورت پر گھنڈ کر تی ہر مستوئی کا
 دم بھرتی ہوا ہے جو آئینہ میں دیکھا تو صورت کر یہ دکھائی دی تب اپنے دھن خور کر کے لونی تالاب پر چلے میری صورت کو پائین
 دیکھ کر تو معلوم کرو کہ میں سچ کہتی ہوں یا جھوٹ جھوڑا چودھری جی درخت کا دیو کو ماسکھ لیکر کے ہمراہ تالاب پر گئے اگر چہ لونڈی نے اپنی
 صورت پانی میں بھی دیکھی کہ جیسی آئینہ میں دیکھی تھی لیکن جیانی سے یہی کہے گئی کہ میں اس حن جلال پر پانی تو نہیں بھرتی
 ایسا ذیل کام ہر گز نہ کر دنگی لوگوں نے کہا شاید کسی پری کا اسکو مایہ ہوا ہوا اسکا علاج کیا چاہیے اور چمڑ لگا رہا جس وقت پر سے
 اتر کر روانہ ہوئی دوسرے دن ایک فقیر کے تیکہ پر پہنچی وہ فقیر چار موگڑہ کا خیر تھا ایک بڑے بڑے کتہہ کا مڑا رہا تھا چمڑ لگا رہا کو
 دیکھ کر مستحضر حال ہوا چمڑ لگانے کہ کہ جولاہہ زادی ہون میرا ہے اس عالم میری سچ کیا ہی سو تو بیانی ان نے مجھ کو نکال دیا یہ تباہ
 دوسرے دن چمڑ لگانے میں اس کی بد مزاجی تھی جسے جیلان پریشان پھرتی ہوں فقیر نے اسے کہہ کر دل تھا چمڑ لگا رکھا حال
 سکر لولا کہ میں نے تجھ کو اپنا فرزند کیا میں تجھ کو بیٹی بنا دیا اور تیری منہ لائی کو میں کیا فقیر نے جی نہ دیا نہ نکال دیا کہ مڑا رہا کہ
 اور سب گھر کا کام اسکے حوالے کیا تمام گھر کا اختیار اسکو دیا چمڑ لگا رہا شکر آئی جیانا کہ وہاں سے لگی اس فقیر کی ہر بانی اور اتفاقات
 کا شکر و سپاس رات دن گزرتے لگی باب شاہ غیاث ان خیال کا حال میں چمڑ لگا رہے وہ عینا بھٹے کو جو نکلائی دشمن سن دشاہ کے

شہر میں پہنچا جو مہر نگار کو جنگل سے لیکھا تھا وہاں بھی سن گن لیکر روانہ ہوا فالینہ بالکی کشت پر پہنچے اے پری داپری جو
 ہسکی بنائے سجا جانا کہ بیان بھی وہی آئی تھی ان سب مقاموں پر اسکی تقدیر اسکو لائی تھی وہاں سے اس جنگل میں پہنچا جہاں
 گھوڑے کو خیر نے مارا تھا اور مہر نگار نے ساز کو درخت سے باندھ دیا تھا وہاں سے آگے کا راستہ لیا تھا مگر ونے ساز کو
 درخت سے کھول کر زمیں کے پسرو کیا اور وہاں اس بستی میں پہنچا جہاں چودھری کی لونڈی جیڑتی بستی تھی وہاں سے فقیر سرگرد
 کے مکے پر آیا پھر تے پھرتے اپنے تئیں آخر کو منزل مقصود پہنچا یا دور سے دیکھا کہ مہر نگار رفیقہ کو چھاندا ابانٹا ہی ہے آپ بھی
 بوڑھا بنے نزدیک گیا مہر نگار اسکو بھی کھانا دینے لگی خواجہ نے ابیدہ ہو کر کہا کہ ای ملک میں فقیر نہیں ہوں تھا لاعلم ہوں
 غم و اپنے تصور پر نام ہوں میں تھا راہ را ناخدا م ہوں در کمان کمان کی خاک بھاری تلاش میں نہیں چھائی ہر موت سے ہر
 یہ میری زندگی ہر ملک نے جو عمر کو دیکھا لپٹ کر رونے لگی فقیر رونے کی آواز سن کر اوتا دوڑا کہ بیاخیر تو یہی زار زار کون وتی
 ہوا بی جان رورور کیوں کوئی ہو مہر نگار بولی کہ خیر ت یہی میرا باپ ہے فقیر اسکو سمجھانے لگا کہ ای غریز جان بی کو کوئی طرح
 رکھتا ہے عمر و بولالہ کیا کروں محتاج ہوں شادی کہاں کہ دن تناسا مال را باب کہاں لاؤں فقیر نے پانچ سو روپیہ عمر و
 کو دیے اور کہا کہ جلد اسکی شادی کر دے اس کام کے انجام سے نیکی ملیے عمر و روپیہ دے مہر نگار کو دہانے لیکر حیات را اٹھانے لہو میں
 روپیہ زمیں میں رکھتا اور مہر نگار کو بہوش کر کے پتارہ باندھا اور پٹھر پر لاد کے قلعہ کی طرف چلا اسکو قلعہ میں پہنچائے سلطان
 پاتے سر فروزاہ زرنے بھی عیار دے خبر پائی تھی کہ مہر نگار خیمہ تنگ آئی اور اسے اپنی موت مردنی طرح بنائی اور جو
 کے گھوڑے پر ہوا ہو کہ معلوم نہیں کہ کدھر کو چلی گئی اور عمر و مہر نگار کی تلاش میں گیا اور وہ اسکی تلاش میں ہی ہوا بلکہ مصلح
 کی کہ سوائے اس پہاڑ کے دریکے اور کوئی راہ اس طرف آسکی نہیں ہر دوسری جانب تو گنجائش ناکہ نہیں ہے یہی چارے میں گاہ
 میں لگے ہیں جو ت عمر و آئے اور مہر نگار کہ اپنے ہمراہ لائے مہر نگار کو اس جھین لین ہرگز اسکو قلعہ میں لے نہ لیں اور قلعہ پر سے
 تو اسکو بھی مار دین اور اگر حیاتا تھا تے تو کیا کنا ہے پھر عیش اس کے ہاتھ سے طین مہا چارہ عیار داس کہہ میں چکر چھوٹے عیار دن
 کی ڈاک بھٹائی کہ جو ت عمر و آئے اور عیار کی نگاہ سے نکلا اسکو گھیر لیں فوراً انکو خبر ہو کہ ہم بھی کچھ لوگ منتخب ساتھ لیکر عیار دنی
 مرد کو پہنچیں کہ انکے دل میں ہر اس آئے کوئی شخص پس پانہو جائے اور جن لوگوں کو ساتھ لیا اس کے لیے جو نیک تھا انکو حکم دیا کہ
 کسی وقت نہ نہ کہوں لیں اور گھوڑوں کی بدی رہے چنانچہ عمر و جب پتارہ لاوے ہوئے دامن کوہ کے نزدیک پہنچا چار سو
 عیار دن نے کمین گاہ سے نکل کر عمر و کو گھیر لیا چاروں طرف سے محاصرہ کر کے اسکو خیمہ تنگ کیا عمر و نے بھی ہر تلوار اپنی منجھائی
 شمشیر آبدار میں نکالی ہر فروزاہ زرنے جو عمر و کے ہونے کی خبر پائی اس کے گوجانے کی کیفیت سن پائی فی الفور اس شخص
 معین چڑھ دوڑے عمر و شانہ اوردن کو دیکھ بہت گھرا یا اپنے دل میں دوس لایا کہ اسے ساتھ آویں گی کشت ہر دشمن کی بہت جمعیت ہے
 میں اکیلا ہوں سو بھی بار بردار ہوں اس پتارے کے اٹھانے سے اور بھی مجبور دنیاچار ہوں دعائیں مانگے لگا آنا فائین
 اتفاقا زار ناجی پوش چالیس ہزار وار سے آہو پچا عمر و کی مدد کرنے کو حکم خدا پہنچا اور جہان را کا بی اد

جہانگیر کا بی برادران تو زمین کو قتل کر کے ہر فرد و فرامرز کی تمام جمعیت کو پریشان کیا سب سے پہلے حسین کو سرزدان کیا
 بہت سے کافر مارے گئے چھون نے دار کو قرار پر ترجیح دی وہی جانب ہوئے دائرہ متقلدان سے باہر ہوئے ہر فرد و فرامرز شکست
 کھا کر شکستہ خاطر جہانگیر کا بی جہانگیر کا بی کا نام کرتے ہوئے اپنے لشکر میں آئے خوب صدر اٹھائے اور نقادار و عمو کو
 قلعہ ترک تین پچا کر اپنے سکس کی طرف راہی ہوا عمو نے قلعہ میں جا کر ملکہ کو حمل میں داخل کیا مگر نگار کی طرف سے اطمینان حاصل
 کیا اور مکر و خدشہ کر کے اپنے فقیر معانت کر دیا اس خدشہ نازی سے سب کا سرخ و الم بھلا یا اب جھٹکائی داستان پر اوں دو کلمہ
 داستان صاحب قرآن گنتی ستان کے منڈوں کے قلعہ گلستان اجم سے نکلا کر بیس دن تک دیوانہ در و سر بھرا چلے گئے اُن
 بو کوئی یوفانی سے عاجز ہو کر تنہا چلے گئے اکتالیسویں دن ہوش میں آئے دیکھیں ہوسانے ایک قلعہ پر دروازہ اُس کا
 بند ہوا دروازہ کھول دیا ہوئے کھڑے ہیں اُس کے دروازے پر حفاظت کے لیے اُسے بن امیر نے ایک نعرہ اُس سے کیا
 کہ قلعہ تک پہنچا اور اُس کو دیکھنے کان کے پردے بھٹ گئے جو سامنے کھڑے تھے مٹ گئے لشکر دیکھا جو دروازے سے امیر کو دیکھ کر
 پھچا نار و بردار کہنے لگا کہ یہ صاحب قرآن تھے عام کلمہ شرف کو بر یاد کیا تھے ہوا بڑا فساد کیا تھی مگر خوب پہچانے ہوئے
 میں تمھاری حقیقت کو خوب جانتا ہوں آج تم میرے قابو میں آئے ہو اب جیتے نہیں بچتے کہہ کر ایک آتش باد امیر کے سر پراری امیر
 نے اُس کو خالی دیکر ایک ہاتھ چال کا ایسا لگایا کہ کی طرف کا ہاتھ اور سر گردان نصف کرک کے لگی اور زمین پر گر پڑا فوج اُسی امیر
 کی طرف بیکھ بھانگی قلعہ میں جو گاؤں ان کی قوم رہتی تھی بادشاہ اُنکا طلوع نام قلعہ سے برآمد ہوا اور امیر سے بھگت ہو کر
 کمال عزت و توقیر امیر کو قلعہ میں لے گیا اور بڑے کدو سے امیر کی دعوت کی بڑی عزت و حرمت کی امیر نے بلال فراع دعوت
 اُس کو چھانکے تو چھو دنیا میں پہنچا سکتا ہوا اس سفر کی سرگردانی اور مصیبت سے جھک چکا تھا اُس نے کہا ہونے کیوں نہیں سکتا ہوں
 مگر آسمان پر میری نے منادی کرادی کہ جو آپ کو دنیا میں پہنچا دیا وہ میرا تھ سے بڑی ایذا دیا گیا سب کو کون مجھے قبول ہی
 اگر آپ میری بیٹی قبول کریں امیر نے فرمایا کہ حاشا عقد کیا جھکو نظر نہیں ہوا اس ملک کو لوگوں سے میری طبیعت سرور نہیں ہو وہ بولا
 کہ اگر میری بیٹی سے عقد نہیں کرتے تو رخ نامے ایک طاؤس میرا حریف ہو اسکو مار ڈالیے اس دشمن کی خلش میرے لئے کالیلے و نون
 شرط میں ایک کو بھی اگر آپ پورا کریں تو میں آپ کو دنیا میں پہنچا دیتا ہوں آسمان پر میری کے نزدیک ہوا بڑا مناجی کا اپنے سر پر لیا ہوں
 امیر نے کہا کہ شرط ثانی مجھے قبول ہو اس جانور کو جو میرا حریف ہو چلا کر مجھے دکھا دے طلوع نے اپنے آدمی امیر کے ہمراہ کیے کہ جانور سے
 بنا کر دکھا دو اسکا نشان اچھی طرح سے بتا دو صاحب قرآن جا کر ایک کچھ پیچیدہ دیکھا پوچھا کہ یہ کون مکان ہے کس صاحب تولد نشان کا
 یہ ایوان ہے حمزہ میر نے کہا کہ یہ کچھ نہیں ہے یہ اُسی جانور کا اندازہ جو دشمن طلوع بادشاہ اُسی کے خوت اسکا حال تباہی معلوم ہوا کہ وہ
 اس وقت کسی طرف کوچ رہے گیا امیر جا کر اُس طریقے متصل پیچ رہے کہ جب آئے تو کچھ پرانے عورت کی بجائے جانور اپنے پاؤں پر
 آکے بیٹھا اُس کے اوپر پھلکا کے بیٹھا امیر نے اپنے دل میں کہا کہ یہ بہت قوی ہے اسکا ہاتھ آتش کی شکل ہے اور یقیناً دنیا کی بہت سی باتوں کا
 یہ سب طرفی ہوا کھاتا ہو چلا اسکا پاؤں پکڑ کے نعرہ مار دیا پھر اُس کے درمیان سے دیکھ کر دیکھ کر دیکھ کر دیکھ کر

یہ منصوبہ کر کے امیر نے اُسکے پاؤں کو کپڑے اس در سے نوہ کیا کہ گھرا کر وہ اڑا کر مجب بحرِ خضر کے دریا میں پہنچا جس در سے امیر کے ہاتھ میں جو بیج ماری کہ امیر کا ہاتھ کمزور ہو گیا اور اُس جانور کا پاؤں ہاتھ سے چھوٹ گیا سرشتہ امیر ٹوٹ گیا امیر کا بیج پہنچا تھا کہ خواجہ خضر والیا اس نے ہاتھوں ہاتھ امیر کو لیکے خشکی میں لٹا دیا کہ آرام پائیں کہ بیطرح کی اذیت نہ اٹھائیں مگر امیر اس حد سے بیہوش ہو گئے اب آسمان پر ہی کا حال سنئے کہ لیکن عبد الرحمن سے کہا کہ دیکھو تو امیر کہاں ہیں اور کیونکر ہیں دنیا میں پہنچ گئے یا ہمارے ملک کے اندر ہیں عبد الرحمن نے زاپچہ کھینچ کر حکم لکھ کے سنایا کہ امیر گاؤ پاؤں کے قلعہ تک پہنچے تھے اور طلوعِ گاہ و پاؤں کو دیو گھیرے ہوئے کھڑے تھے امیر نے دیو کو مار کر طلوع کی جان بچائی مگر مرنے سے پہلے بڑے غصے سے بھائی پائی اُسے امیر کی دعوت کی سب طرح راحت دی امیر نے اُسکو دنیا میں پہنچانے کا پیغام دیا اُسے اُنکا کتا قبول کیا اور آپ کی منادی پھر وانا بیان کر کے کہا کہ یہ جو کھوں میں تباہ تھا ہوں کہ آپ میری بیٹی سے عقد کر لیں اُسکو اپنے نکاح میں لائیں اپنی ہونہر بنائیں امیر نے قانون پر ہاتھ رکھ کر کہا کہ تانا یہ تجھ سے منو گا کہ میں اُس سے عقد کر دوں اور بلا میں بھینسون تب اُس نے کہا کہ اگر عقد نہیں کرتے ہو تو رخ جانور میرا دشمن ہو اُسکو مار ڈالیے یہ کھٹکا میرے دے نکالے میں اُچھو دنیا میں پہنچو اور دنگا یہ کام آپکا ضرور کروں گا امیر نے کہا کہ اُس جانور تک پہنچو اُسے اُسکا مکان دکھا دے چنانچہ اُسے امیر کو اس جانور تک پہنچا دیا امیر نے بجائے خود تجویز کیا کہ عجب نہیں کہ یہ جانور دنیا کی طرف جاتا ہو اُسکے پاؤں پر لکے لغز مار کر لٹک گئے وہ جو وہاں سے اڑا کر بحرِ خضر پہنچا کہ امیر کے ہاتھ کو زخمی کیا اپنا پاؤں چھڑا لیا اُٹھو تے گرا دیا امیر نے بیچے کے آسمان پر ہی اس تقریر کی منکر بہت روئی اور قہرِ شہیہ کو معشر کے قمار قلعہ گاؤں کے اوپر بھیجا اور کہہ دیا کہ گاؤں پاؤں کا جانور جو جانور تک اُس شہر کا جیتا نہ بچے پاوے ہر شخص تیغ آئے اور آپ بحرِ خضر کی طرف گئی لیکن حضرت خضر والیا اس کو دیکھ کر شرم کے مارے سامنے نہ گئی اُنکی نظر سے غائب ہی ہر گاہ امیر کو ہوش آیا امیر نے خواجہ خضر والیا سے آسمان پر ہی کی ناش کی اُنھوں نے فرمایا کہ امیر بہت گئی بخور دی رہی ہو گھرانے کا مقام نہیں ہو رہی کھانیا مقام نہیں ہو آسمان پر ہی ابھی آتی تھی مگر جھوٹ دیکھ کر خجالت سے اُٹھی پھر گئی اپنی شکل جھکو نہ دکھائی ہمارے سامنے نہ آئی امیر نے عرض کی یا حضرت کچھ قلعہ گاؤں میں پہنچا دیجئے اتنی ہربانی کیجئے کہ اُس مردود سے اپنا عوض وں اُسکو زیر کر دں حضرت خضر نے امیر کو قلعہ گاؤں میں پہنچا دیا اُنکے کہنے پر عمل کیا امیر دیکھیں تو تمام شہر دیران پر تہی سنان ہو چڑیا یک نہیں دکھائی دی امیر نے حضرت خضر سے پوچھا کہ یا حضرت اس قلعہ کے رہنے والے کہاں گئے ایک دیو بھی نظر نہیں آتا اس دیو نے اسے دیکھنے سے تو دل گھڑایا خواجہ خضر نے فرمایا کہ یہ جو کچھ حادثہ بالفعل تم پر گذر رہا عبد الرحمن سے آسمان پر ہی کو معلوم ہوا ہے قلعہ کو بھجوا کر شہر کو پر خراج کیا ایک شخص جن جن کے مار ڈالا یہ کہہ کر خضر تو وہاں سے غائب ہو کر امیر تین دن تک اُس شہر میں تھا یہ چوتھے دن صحر کی طرف چلے آکھوں دن ایک قلعہ نظر آیا وہاں البتہ کچھ آبادی کا نشان پایا قریب چار دیکھیں تو قلعہ مدائن کا معلوم ہوتا ہے برجِ فصیلین اور تلسا و کام موجود ہے قلعہ کے اندر جو گئے تو وہی

مکانات پر قلعہ مدائن میں تھے دکھائی دیے مگر آدمی کوئی نہیں نظر آیا ہر قلعہ مکان کا خالی پایا سخت متحیر ہوئے کہ آدمی کسے
 کمان گئے مگر لگاری کی جھلک اکیس گئے شکر نکالیں کہ لکھے ہوئے اسکی تحراب پر موجود تھے مگر ہنر والے نیت و نالود تھے
 وہاں سے چلے گئے کہ وہاں کو دیکھتے ہوئے باغ داد میں گئے جب باغ داد سے مہذب بہشت میں پہنچے دیکھا کہ ایک بیٹا طویل قامت
 قوی الجذہ کھڑا ہوا ہی امیر کو دیکھ کر کفار بیان مارنے اور کہنے لگا کہ آدمی زاد اس قلعہ کے آباد نہ کیے جو بہت آرزو ہی
 اٹھ پر اسی بات کی جستجو کہ دنیا میں مدائن نامے ایک شہر یہ یہ نقل اسی کی میں نے بنوائی ہے اس کے بنائے میں نے بڑی وقت
 اٹھائی ہے دو آدمی لایا بھی ہوں اور آدمی لایا چاہتا ہوں اس قلعہ کو آدمیوں سے لیا یا چاہتا ہوں چونکہ توپ سے آیا ہے
 اللہ نے خود بخود تجھ کو یہاں پہنچایا ہے اس واسطے تجھ کو اس قلعہ کا بادشاہ کر دوں گا اس قلعہ کی حکومت بالکل تجھے دوں گا امیر
 نے پوچھا یہ کون قلم ہے وہ بولا کہ قاف ہے امیر نے فرمایا کہ تو مجھ کو بھی پچھتا ہے میرا نام جانتا ہے وہ بولا کہ میں نے آج کے سور
 تجھ کو بھی دیکھا بھی نہیں پچھتاؤں کیونکہ امیر نے کہا کہ زلازل قاف میری نام ہے میرا آوازہ جو انگریز و شجاعت
 شہور خاص عام ہے اسے پوچھا کہ عفویت واس میں کو تو ہی نے مارا ہے اسکا سر مشیر آبدار سے تو ہی نے تارایا امیر بولے
 کہ اپنے کیا موقوف ہے بہت سے دیوبین نے مارے ہیں وہ بولا کہ تو تو اس قلعہ کو بر باد کر دے گا یہاں بھی دیوبین نے مارا ہے
 میں تجھ سے دیوان قاف کے خون کا بدلہ لائوں گا اور تجھ کو بہت دلیل کروں گا یہ لکھا کہ ایک سیانگ امیر پر اسے مارا امیر نے بقوت
 بازو اسکو رد کر کے ایک ہی ہاتھ میں کام اس کام کا تمام کیا حتیٰ وچالاک سے اپنا کام کیا امیر اسکو مار کے کٹالان میں گئے وہاں
 لڑکے صاحب حسن جمال بیٹھے ہوئے تھے بازو بہت کمال بیٹھے ہوئے تھے امیر نے پوچھا کہ تم کون ہو وہ بولے کہ ہم ایک
 سوداگر کے بیٹے ہیں باپ ہمارا مر گیا تھا ایک دیوبند کا یہ مکان ہے جہاں اٹھا لایا ہے اس نظام لے چکا اس مصیبت میں پھنسا ہے
 آپ بتلایے کہ کون ہیں امیر نے فرمایا کہ تجھ کو قدرت اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قدرت الرحمن زلازل قاف کو چک سیماں کہتے ہیں
 شجاعت و درداوری میں سب مجھ کو مکتاے زمان کہتے ہیں نیا سے اگر تمام دیوان قاف کو مارا ہے تو اس کو بھی جو تجھ میں
 اٹھا لایا تھا اچھی قتل کیا ہے اس مرد سے بھی پناہ بد لایا ہے اب تم خاطر جمع رکھو مگر دنیا میں پہنچاؤں گا اتنا
 کام تمھارا بھی کہ دو گاتب وہ لڑکے امیر کے قدموں پر گر پڑے اور بہت خوش ہوئے صاحب حقان نے پوچھا کہ تمھارا
 نام کیا ہے ایک بولا کہ تجھ کو خواجہ آشوب کہتے ہیں اور دوسرے نے کہا کہ میرا نام خواجہ جہلول ہے امیر نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ
 میں دنیا میں چلا کر ایک کو تم میں سے اپنا وزیر کر دوں گا اسکو ایک منصب عالی دوں گا اور دوسرے کو بخشی کروں گا وہ بولے کہ جب
 جیتے جی دنیا میں پہنچینگے تب تو وزیر و بخشی کما دینگے مہتویہ جانتے ہیں کہ کبھی خدا سے پائینگے اس مصیبت میں حرج نہیں
 امیر نے دونوں کی بخشی کی بہت سے دلا سے دیے کہ خدا چاہتا ہے تو عنقریب دنیا کو جیتے ہیں اس بلا سے
 بچکے ہیں یہ کہہ کر انکو ہمراہ لیکے قلعہ سے باہر نکلے وہ دونوں بھی اُسے ساتھ ہی نکلے اور ایک درخت صایداری کے نیچے
 بیٹھ کر کچھ خضر کھا آپ بھی کھا یا اور انکو بھی کھلایا امیر کی ہمت سے ان دونوں نے بہت آرام میں گزارا

کے بعد ایک دیو درخت شاؤ کا منہ پر کھم ہوئے دکھائی دیا امیر کا آگے بھاگ گیا امیر سے آگے گئے لگا کہ تو آدم زاد بیادہ سردن ان سفید ضعیف الجثہ تو میرے دربان کو بار کے ان لڑکوں کو میکہ کیا جاتا ہے تیرے دہلیں میری طرف سے ذرا خوف نہیں آتا ہی تو نہیں جانتا کہ میرا نام محار دیو ہی تمام قافین نجمہ سے زیادہ کون خوشوار دیو ہی امیر نے پوچھا یہ قلعہ عراق کی نقل تو ہی نے بنایا ہی اس قلعہ کو تو ہی نے رونق دی ہی اور تو ہی نے بسایا ہی وہ بولا کہ سکو بھی میں نے بنایا ہی اور جہان تک کہ مکانات حضرت سلیمان پر دہاے قافین واقع ہیں سب میری ہاتھ کے بنائے ہوئے ہیں یہ کارخانے جو تم دیکھتے ہو یہ نقشے میرے ہی جائے ہوئے ہیں اب تو بتا کہ تیرا کیا نام ہے تجکو بیان آنے سے کیا کام ہی امیر نے کہا کہ آسمان پر ہی جو پریرا دون کے بادشاہ کی بیٹی ہی میں اسکا شوہر ہوں نام میرا زلازل قاف کو چاک سلیمان ہی میری شجاعت مردلادری تھارے دیار میں باز دہر پیرد جوان ہی وہ بولا کہ یہ کون گھر متھے قاف آپ ہی کا بریاد کیا ہو اہر گھر آج آپ کی تفہیدان لائی ہی معلوم ہوا کہ تمھاری موت میرے ہاتھ سے آئی ہی یہ کہہ کر درخت شاؤ امیر کے سر پر ماری امیر نے اسکو خالی دیکر ایک تھکے عرب سلیمانی کا ایسا سوتون مارا کہ مانند خیار تر دھڑکے ہو گیا اسمہ باقی نہ رہا لڑکوں کے جو امیر کی یہ قوت و شجاعت دیکھی بہت خوش ہوئے اور خوش طبعی سے کہنے لگے کہ داہ میان قدرت اللہ تم کو بڑے ہی زور آور ہو جان لڑکے کیا ہی بڑے شجاع اور دلدار ہو ہم تمھارے ساتھ ضرور رہیں گے اور جہان جاؤ گے وہاں چلینگے جو تم کو گئے وہی کہیں گے معلوم ہوا کہ تم اپنے ناموں کی برکت سے ایسے ایسے زبردست دیوؤں کو مارتے ہو نہیں تو آدمی میں یہ کہاں قدرت طاعت ہے کہ دیو کو اس آسانی سے مارے اسکا سر لٹی گردن سے اُس طور سے اُتارے ہم اپنا بھی نام ہی رکھینگے انھیں میری ان لڑکوں سے خوش طبعی کہتے ہوئے چلے وہ لڑکے بھی انکی حجت کا دم پھرتے ہوئے چلے قلعہ سیاہ لوم میں جو شیر مارا تھا اسکی کھال کو دو ٹکڑے کر کے نصف بھلول اور نصف آتش کو دی اور ایک نام تھا انداز قلعہ راد و دوسرا نام تھا نیک قلعہ راد رکھا دونوں کو سر بات میں برابر رکھا جب آفتاب خط استوار پر پہنچا امیر کی رخت کے سایہ میں پوست گردن بچھا کر لیٹے ہوا سر دھتی لیٹے ہی سو گئے تھکے مارے تھے غافل ہو گئے لڑکے اٹھ کر دیا میں کہ متصل اُس رخت کے جاری تھا ہمارے لگے پسین پانی کے چھینٹے اڑانے لگے ناگمان جنگی کھڑوں سے ایک دیو نمودار ہوا بھلول نے اپنے بھائی سے کہا کہ کیوں بھائی وہ نیلہ یاد ہی چلو ہم تم ملکر اس دیو مار لیں اس مردود کو قتل کریں ورنہ وہ بایک گرو صلاح کر کے اس دیو کو لٹکا رہے کہ او مردار خوار کہاں آتا ہی دیکھا ہی تو ہمارے ہاتھ سے جہنم میں جاتا ہی نہیں جانتا کہ ہم قدرت اللہ و صیغہ اللہ میں تم لوگوں کی حقیقت سے خوب آگاہ ہیں یہ کہتے ہوئے اس دیو کی رخت چلے جب دیکھا کہ دیو اڑتا نہیں چلا ہی آتا ہی ہماری بات کو کچھ خاطر میں نہیں لاتا ہی تیرے ڈر کے صاحبزاد کو گویا اسے حال سے جلد آگاہ کیا امیر نے دیکھا کہ کہیں بوجہم الجثہ ہاں ہاں کہتا چلا آتا ہی جب نزدیک آیا امیر نے نعرہ اللہ اکبر کہہ کے اسکو زمین پر مارا اور چپائی پر چڑھا جسے خنجر سے اسکا گلا کاٹ کے پھینک دیا اسکو داخل جہنم کیا اور لڑکوں سے کہا کہ خبردار خبردار پھر کبھی ایسی جرأت نہ کرنا نہیں تو مفت مارے جاؤ گے ان مردودوں کے ہاتھ سے ہرگز نجات نہ پاؤ گے یہ کہہ کر ایک

سمت کو چلے پانچویں دن دریائے کنارے ایک جہاز عظیم الشان دیکھا مال امیر کا داجا تھا متسل جاکر اس کے خلاصہ بن
 سے پوچھا کہ یہ جہاز کس کا ہے اور کہاں جا رہا ہے کس شہر میں لنگر لگا رہا ہے وہ بولے کہ یہ جہاز سعید یازرگان کا ہے اور دنیا کی طرف
 جا رہا ہے میں پر قرار پانچواں امیر نے فرمایا کہ ہم تین آدمی بھی دنیا کی طرف جانوالے میں جو کچھ تول فرما دیجئے ہم بھی دیرین
 اور جہاز پر بیٹھ لیں در عنایت کا شکر کریں گوگون نے کہا کہ ہلکویہ اختیار نہیں ہے آپ جہاز کے مالک سے گفتگو کیجئے اس سے
 سوار ہو سکی اجازت لیجئے امیر نے خواجہ سعید سے ملاقات کر کے کہا کہ ہم بھی دنیا کو جانوالے میں اسی طرف کو ہم بھی
 رخت خریت اٹھانوالے میں جو کچھ تول فرما دیجئے دینے کو حاضر میں آپ کے فرمانے سے ہم گزرتے ہیں قلمہ بن خواجہ سعید
 نے بہت سا اخلاق کر کے امیر سے کہا کہ تول اس کا یہ ہے کہ آپ میری بیٹی سے عقد کریں امیر نے کان پر ہاتھ رکھا یہ نہ ہوگا تجھے
 نکاح کرنے سے انکار ہو طبیعت میری اس امر سے سیرا ہے سوداگر امیر کے انکار سے ناخوش ہوا امیر تو اٹھ کر چلے آئے سوداگر کے
 کلام انکو نہ بھائے مگر بڑوں کو سوداگر سے کہا کہ اگر ہماری بھی شادیاں کو دو تو ہم امیر کو راضی کر دیتے ہیں اس کا دم ہم لیتے ہیں مگر نہ کہا
 کہ میں نے قبول کیا اور کون امیر سے کہا میان قدرت اللہ شادی کیوں نہیں کرتے دنیا میں بھی پہنچ گئے اور مفت میں
 جو رہ بھی پاؤ گے پھر کیسے کیسے فرے اٹھاؤ گے امیر نے فرمایا کہ میں شادی نہیں کرنے کا اس آدمی میں ہرگز قدم نہیں چڑھتا
 لڑکے بولے کہ میان قدرت اللہ شادی تو تمہیں کرنی ہوگی آپ کا انکار کچھ کام نہ آئے گا ہم دیکھتے ہیں کہ آپ کو سچ دکھائی دے گا
 امیر نے کہا کہ کیا تمہاری زبردستی سے میں شادی کر دینگا اپنے تین مصیبت میں پھنساؤ گا لڑکوں نے کہا کہ اللہ باری
 زبردستی سے شادی کرنی ہوگی امیر انکی اس گفتگو سے ہنس پڑے اور کہا کہ اچھا اگر تمہاری ایسی ہی زبردستی ہو تو میں
 شادی کر دینگا تمکو کسی طرح لالہ نہ دینگا لڑکے خوشی خوشی سوداگر کے پاس دوڑے آئے دراپس کے حکام سنا سے
 اور کہنے لگے کہ بوجہ صاحب نے انکو راضی کیا اس بات پر چنے انے عمدہ تسلیم کیا اب آپ اپنی بیٹی سے عقد کر دیجئے محض
 عروسی کا سامان کیجئے سوداگر نے جھٹ پٹ امیر کا نکاح اپنی بیٹی سے اور ان لڑکوں کا نکاح ایک دوسرے شخص کی لڑکیوں سے
 کر دیا اس کام کا انجام بخوبی کیا رات کو تینوں آدمی اپنی اپنی جہازوں کے ساتھ بولے صبح کو امیر جو بھینس لڑکوں پر
 امیر کے پاس سوتی ہے اور وہ سوداگر عبدالرحمن ہے عجیب معاملہ اور میا سامان ہے چونکہ امیر نے آسمان پر بیٹھ کر کوئی
 میں طلاق دی تھی لہذا اس تدبیر سے عبدالرحمن نے دوبارہ امیر کا عقد سمجھا پر بیٹھ کر دیا بوجہ شرع
 آسمان پر بیٹھ کر پھر مباح کیا آسمان پر بیٹھ کر امیر کے تیرہوں پر گھر کے گھر لڑنے لگی اور اپنی عابری خاتنے لگی اور
 عبدالرحمن نے بھی امیر کے قدموں کو ہاتھ لگایا سب نکاح سے پیش آیا کہ آج تک جو فقیر و موافق فرمائیے لگی با تو نکاح
 خیال کچھ دلیں نہ لائیے بار دیگر اگر کوئی قصور ہو تو موافق نہ کیجئے گا پھر جو آپ کے جی میں آئے نہ لائیے گا آسمان پر بیٹھ کر
 کہ یا امیر نفس لاشر میں اب میں آپ کو دنیا کی طرف بھیج دوں گی حکم ہے کہ اب قصور نہ کروں گی ناچار امیر ان دونوں لڑکوں سمیت
 آسمان پر بیٹھ کے ہزار گلستان ان میں گئے آسمان پر بیٹھنے نے چھ مہینے تک جشن کیا امیر نے ایک دن پھر آسمان پر بیٹھ

کہ کما کر آسمان پر ہی جھکوا بہت کراہی بیان کے رہنے سے میرا جی بہت تنگ آیا جو میں نے اپنے اہل و عیال کی سفارت سے
ت صد مہ اٹھایا آسمان پر ہی بونی کہ یا امیرنشاہ اللہ تعالیٰ کل صبح آپکو رخصت کر دے گی لیکن یہ تو فرمایا کہ پھر بھی کبھی
ان آؤ گئے اپنی صورت پھر بھی کبھی دکھاؤ گے امیر نے کہا کہ وہ ملک قاف جس طرح مہر لگا کر کاجا ہیان تہناتق ہو یا طرح وہاں
خارا امتیاق ہو گا تھا ہے دیکھئے کامیروں شاق ہو گا آسمان پر ہی امیر کی سنات سے بہت خوش ہوئی اور صبح کو بارگاہ
تخت سلطنت پر بیٹھ کر ان چار دیوؤں کو کہ ہمیشہ امیر کو لہجائے حق طلب کیا اور پہلے انکو انعام دیا پھر ایک تخت بزرگ لگا کر
پر تحفے قاف کے رکھوائے اور امیر سے کہا کہ بسم اللہ سوار ہو جیتے جانے پر طیار ہو جائے امیر چلتے تھے کہ تخت پر سوار ہوئیں
یک سر تہہ سامنے سے شور و غل مبداء ایک ہنگامہ مختصر مبداء مبادیہن تو چار سو جن دیو جو تہہ سہال کی خدمت میں حاضر
تھے تھے یہاں چاکر ہر پر خاک ناز مار روتے چلے آئے جن اپنے سر دن پر خاک ڈالتے تھے ان آسمان پر ہی یہ حالت انکی
بھڑکھڑائی انکی آنکھوں پر بندھیری چھائی پوچھا خیر تو یہ اتھاس کیا کہ بادشاہ نے اس جہان فانی سے ملک جادوئی کی طوالت
لمت کی فردوس برین کی راہ فی آسمان پر ہی یہ خبر بد بختی تخت پر سے نیچے گر پڑی اور اپنا حال زبون کیا اور تمام
ستان رام تمام سوار ہو گیا قیامت کا شور و غوغا مبادیہن گھوٹے سے بڑے تک سیاہ پوش ہوئے روتے روتے سب
بوش ہوئے آسمان پر ہی نے ہاتھ باندھ کر امیر سے کہا کہ یا امیر جہان آپ مقبر برین پہنچانے جالیس دن اور پندرہ گھنٹہ
در درازم مفارقت اہل عیال سیسے کہ میں شہنشاہ کی لاش کو شہرستان برین میں جا کر دفن کر ڈوں انکو بھی ایسی قبرستان
یمین ہو پچاؤں در جہلم تک کا تمام پر پارکھوں انکے مرنے کا سوگ کر دن دہانے آکر آپکو رخصت کر دے گی آپکو یہاں سے جانے
ٹی صاحبقران نے فرمایا کہ چھاتم جاؤ میں یہاں رہوں گا جو تم ہتی ہو دی کر ڈو گا آسمان پر ہی نے کہا کہ یا شہنشاہ اوس ہو کر
ی طرف چلے جاؤ کجواپنی جدائی کا پھر رخ دکھاؤ میں سلاسل پر ہی کو بھڑے پاس چھوڑے جاتی ہوں اگر دل گھرا دے
نس سے کوئیجان مگر چہل عجاibat سلیمانی کی میر برنا کہ بھڑا جی نہ گھرا دے طبیعت حشمت نہ کھاوے یہ کہہ کر شہنشاہ کی لاش ہمراہ
بر شہرستان برین کی طرف روانہ ہوئی جب ہاں پر پہنچی تمام پردہ ہائے قاف تاریکی فذ بردہ یا قوت و مبادیہن ضیاء مرد
نیر کے شہان نامدار حاضر ہوئے ادنیٰ و اعلیٰ صغیر و کبیر جتنے تھے سب یکساں حاضر ہوئے اور سبھوں نے ملکر شہنشاہ کو تحفہ و تکفین کیا
چالیس دن تک چھوٹا بڑا سیاہ پوش ہو کر تمام داری میں معروف رہا سب کا خانہ موت قوت رہا صاحبقران کا حال ٹھنڈے درواز
ب اس طرح کاٹے تیرے دن گھبرا کر باہر جانے کا قصد کیا سلاسل پر ہی نے عرض کی کہ جب تک ملک آفاق آئین حسب وعدہ
تہ کام سے فراغت کر کے شریف لائین تب تک آپ چہل عجاibat سلیمانی کی میر فرمائیں اس شغل میں آپ اپنی طبیعت
لائین یہ کہہ کر ایک نچی امیر کے ہاتھ میں دی در دروازہ اُسکا تبادا اُسکا حال سب سنا دیا صاحبقران فضل کھوں کر
ملے اندر گئے اندر جانا تھا کہ اُس حجرہ تاریک کا دروازہ بند ہو گیا ایک ساعت کے بعد تیرگی دفع ہوئی ایک میدان وسیع
پائی دیا اُسکو بغور مشاہدہ کیا اُس میدان کی طوالت جو گئے ایک تخت صرح بچھا ہوا نظر آیا بہت چمکھٹ پایا یا امیر

ایک صوبہ بنو نصف سرخ رکھا ہوا تھا اس صوبہ کو اٹھ کر جو سو گھا میوش جو کرتخت پر برپا نہایت میوش ہو گئے
 غور بہن کیا کہ ایک قلعہ عالی شان ہوا اس خوش موضع مکان ہوا اس قلعہ میں جو گئے ایک باغ دلکش دیکھا روٹو نہایت خوش ہوا ہوا
 بعد تجل و ناز خزان ہوا کمال نراکت سے ہر طرف جلوہ کمان ہوا اور ایک نازنین مہربان مکلف لباس پہنے
 ہوئے اس تخت پر جلوہ افروز ہوئی جسکی صحبت کے سامنے غور شد و خشان بے نور زیادہ انچرخ روزی امیر اسکو دیکھتے ہی غفلت
 ہو گئے دل جان سے فریفتہ ہو گئے اس جہاں امیر کے واسطے فصل خوش کی ترتیبی خوب خاطر داری کی چار سو ماہ فرما کر درست
 کر کے گانے بجانے لگیں اپنا جوہر دکھانے لگیں مگر اس نازنین کے باپ کی ہوتی وہ گھبرا کر کہنے لگی کہ کدھر جا کے چھپو
 کمان اپنے تئیں پوشیدہ کر دو صاحب قرآن نے کہا کہ چھپنے کی کیا ضرورت ہے جو طرح بھی ہو چلی دھوپا ہوا تھا آتا ہے تو آنے دو
 اندیشہ کیا ہی پر سب تردد تھا راجا بھی اسکا باپ آیا اور اپنی بیٹی کو امیر کے پاس بیٹھا پایا سلام علیک کر کے امیر کو ہوس
 ہوا صاحب قرآن نے اسکو چھاتی سے لگا کر کہا کہ غریزہ تو جھک گیا ہاں تو نے جھک تو کبھی نہیں دیکھا ہے کیا کہہ سکتے ہیں وہ بوللا کہ
 بزرگوں سے سنا ہے کہ زلزل قاف کی زمانے میں عجائبات سلیمان کی ہریر کر نیکو آگیا کہتے ہیں کہ کوئی تیرا آگیا
 دلا آدھی کی کمان طاقت ہو کہ یہاں آدے اور دیووں کے مارنے پر قدرت پائے امیر بہت اس سے خوش ہوئے
 اسنے اپنی بیٹی کا عقد امیر کے ساتھ کر دیا انکو اپنی دامادی میں لایا صاحب قرآن سات برس ہاں رہے اس عرصہ میں دو لڑکے
 بھی پیدا ہوئے ایک دن امیر اس معشوقہ کو لے ہوئے حوض کے کنارے پر بیٹھے ہوئے تھے کہ انکا بادل زلزل قاف پری خیال
 اس حوض میں گر گئی تو نکال دیا تو برا احسان کہ صاحب قرآن جو اس حوض میں غوطہ لگا کر نکلے چوبک پڑے دیکھا کہ وہی
 کو کھڑی ہو چھین پہلے آئے تھے اور سلاسل پری سامنے کھڑی ہو امیر نے حقیر ہو کے سلاسل پری سے کہا کہ میں پھر
 اس کو کھڑی میں جاؤ گا کہ میرا جی لوگوں میں لگا ہوا ہے میرا دل انکی محبت میں پھنسا ہوا ہے سات برس تک وہاں
 رہا مگر حوض میں غوطہ کیا گیا کہ پھر وہاں آسویا سلاسل پری نے حوض کی کہ خال خالی یہ عجائبات سلیمان کی ہر کیسے لڑکے
 اور کیسی جو رو ایک پہر سے زیادہ عرصہ آپکو کہتے ہوئے نہیں ہوا چلیے اب شام ہوئی خاصہ متادل فرمائیے اور آرام کیجیے
 وہ سب خواب خیال تھا طاسات میں ایسی ہی باتیں پیش آتی ہیں ان سب کو اپنی خاطر سے بھلا دیجئے کل دوسری کو کھڑی
 امیر کیسے گا وہاں اور بھی کیفیت نظر آئی اس میر سے کوٹھاری طبیعت دیکھی خطا اٹھائی سلاسل پری کو کھڑی میں قفل
 لگا کر امیر کو کھڑی میں آئی امیر نے خاصہ کھا کر آرام کیا دل نے چہاں رہا پیا صحیح کو بعد فراغت خدیات دوسری کو کھڑی
 کو کھڑی کر کے اندر رکھے تو روزی دور جا میدان میں ایک تخت پر تصویر کشی ہوئی تھی امیر نے دیکھا کہ جو اٹھا کر دیکھا خوش کھڑی
 تخت پر گر پڑے خوش ہوا اس سب جلتے رہے اس غفلت میں کیا دیکھتے ہیں کہ ایک بلخ ہی سمین بہت سی عورتیں جمیل جمع ہیں
 اور وہی نازنین جسکی تصویر کو دیکھا امیر نے غش کی تھی ان عورتوں کے حلقہ میں نہج رہی ہوا وہ عورتیں سارے بھاری ہیں
 نے نہتہ آگ گاری ہیں اور بہت سے عورتیں امیر کو دیکھ کر بڑے بے پرواہ ہوئے امیر بھی غرق سلیمان

نکاح کے اپنے حلقہ آور ہوئے وہ سب یہ حال دیکھ کر حیران مضطرب ہوئے اس صدمے سے امیر کی آنکھ کھل گئی دیکھیں تو غول بن اور نہ وہ باغ و سلاسل پری اُس حجرے میں کھڑی ہمتی ہو کر مجلس کی طاعت متوجہ ہوئے سلاسل پری بھی اُس حجرے کو مقفل کر کے حاضر ہوئی امیر نے خاصہ تناول فرما کے آرام کیا پھر اپنے معمول سے اُسی مکان میں جا کر آرام فرمایا تیسرے دن تیسری کو کھڑی کی سیر کو تشریف لیگئے کھڑی دور جا کر راہ بھول گئے ریگستان میں جا پڑے اور طیش آفتاب سے نہایت حیران پریشان رہے سات شبانہ روز تک اس ریگستان میں سرگردان رہے اٹھویں دن ایک دیو نظر آیا اُس کو امیر نے نئی صورت کا پایا امیر کا کمربند پکڑ کے آسمان کی طرف اڑا اُنکستان کے برابر جا کے امیر کو زمین پر دے مارا امیر کی آنکھ کھل گئی دیکھا کہ نہ وہ ریگستان ہوا نہ وہ دیو ہر دیو جحر ہوا در سلاسل پری کھڑی ہوا امیر نے سلاسل پری سے اُس حجرے کا حال بیان کیا سلاسل پری ملتس ہوئی کہ ان جحر و عین اسطرح کے عجائبات ہیں جنکے دیکھنے سے آدمی کو حیرت آتی ہر عقل گم ہو جاتی ہر گز خطرہ کچھ نہیں ہوا قصہ امیر نے اُنٹا لیس دن میں تالیس جحر و عین کی سیر کی وہاں کے عجائبات و غرائبات دیکھنے سے طبیعت کو مسرت و افروشی چالیسویں دن سلاسل پری سے کہا کہ اس چالیسویں جحرے کو بھی کھول کہ میں اسکی بھی سیر کروں اسکے عجائبات بھی دیکھوں اُس نے کہا کہ اس جحرے کا دروازہ میں نہیں کھول سکتی اس بات میں ہرگز بول نہیں سکتی یہ زندان سلیمان ہوا امیر نے اصرار کیا وہ بولی کہ کئی کئی میرے پاس نہیں ہوا امیر نے اُسکے ہاتھ سے نچیان چھین کر اُس حجرے کو کھولا اور اُسکے اندر گئے سلاسل پری آسمان پری سے کہنے کو دوڑی گئی کہ امیر چالیسویں جحرے کو بھی کھول کر سیر کو جاتے ہیں میرے منع کرنے کو خیال میں نہیں لاتے ہیں راوی لکھتا ہوا کہ جب امیر چالیسویں جحرے میں تشریف لیگئے دیکھا کہ ہزاروں دیو جن و پیریزا قیدی ہیں بھوننے آ کر امیر کو حیران کر کے عرض کی کہ یا زلازل قاف ہمارے قیدی سے چھڑائیے ہمارے حال پر بھی اتنی عنایت فرمائیے امیر نے کہا کہ تمہیں کیونکر جانا کہ میں زلازل قاف ہوں اُنھوں نے کہا کہ یا امیر اس زندان میں بہت سے لوگ حضرت سلیمان کے قیدی کیے ہوئے ہیں اور یہاں کا قیدی جیتے جی چھوٹا نہیں ہوا ایک مرتبہ حضرت سلیمان نے فرمایا تھا کہ زلازل قاف آکر اس زندان کے قیدیوں کو چھڑا دیگا وہ آدم زاد ہر کہ قاف میں آئیگا اس سے غمے جانا آپ ہی زلازل قاف ہیں پس خدا کیلئے اس قیدی سے نجات دیجئے ہم قیدیوں کی رہائی کا ثواب لیجئے امیر کو ان سب پر رحم آیا اور ایک سرے سے بیڑیاں کا فلک سب کو اُس قیدی سے چھڑایا ہر ایک صاحبِ حق ان کے قدموں پر رخصت ہو کر اپنے گھر کو روانہ ہوا ناگاہ ایک طرف امیر کے کان میں گھوڑے کی ٹاپ کی آواز آئی اُنھوں نے اپنی آنکھ اُس جانب کو کھٹائی امیر جو اس طرف کو گئے دیکھا کہ ایک بچہ انا کند گلوں رنگ پھر رہا ہوا اور سر سے پاک مرقع کا حال ہر بہت خوبصورت اور نئی طرح کی چال ہر چار سو گل کے قریب اُسکے بدن پر میں نہایت خوشنما اور بہترین اور ایک ایک گل ہزار ہزار گل کی مروج رہا ہوا امیر اُس بچے کے کو دیکھ کر بہت خوش ہوئے اور وہ بچہ بھی امیر کو دیکھ کر کیلیں کرنے لگا اُنکو دیکھ کر اُسے بھرنے لگا اور امیر کی طرف دوڑ کر ایک ٹاپ امیر کے پاؤں پر ماری باوجودیکہ امیر نہ زیر جامہ پہنے ہوئے تھے پھر بھی تباہ ہوئے امیر کو

غصہ جو آیا کہ اسکی ٹاپ سے صدر اٹھایا اسکے پیچھے دوڑے گئے وہ بھاگ کر ایک مکان میں گھس گیا امیر بھی اسکے پیچھے پیچھے چلے گئے ایک دم نہ رکے وہ مکان از بسکہ تاریک تھا امیر کو سر پہ چراغ کو ہاتھ میں لیکر اسکی روشنی میں روانہ ہوئے تھوڑی دیر لگے تھے کہ ایک دازخان میں آئی کسی نے یہ بات سنائی آقا میرے اب میرا حال بہت تنگ ہے جلد اگر چھڑاؤ ورنہ اس مصیبت سے بچاؤ امیر کے جو گئے دیکھا لانیسہ ورا زانیس بیٹھے ہوئے بکا وزاری کر رہے ہیں نہایت اضطراب تیواری کر رہے ہیں امیر نے فرمایا مٹھ جاؤ یہ کچھ پیچھے لات مار کر بھاگا اسکو مار لون تو تھیں چھڑاؤن زانیس لانیسہ نے عرض کی کیا حاجتوں یہ ہمارا فرزند ہے آپ سے آگاہ نہ تھا اسے تعظیم ہوئی معاف کرو ہم سب کو اپنا تاجہ راجھو امیر یہ بات سنکر متعجب ہوئے اور پوچھنے لگے کہ تو دیو اور جو روتیری پری بچہ کیونکر گھوڑا ہوا اسکا حال مجھ سے مفصل ظاہر کرو اسکی حقیقت سے مجھے ماہر کرو انھوں نے تمام کیفیت بیان کر کے کہا کہ نام اسکا ہے شمع رکھا زانیس نے اسے بلا کر امیر کے قدموں پر گر دیا قصور اسکا معاف کر دیا امیر نے اسکو قید سے نجات دی انھوں نے تھریانی کی اور فرمایا کہ تم بیٹھو میں آگے کی سر کر کے آتا ہوں یہاں کے اور عجائبات دیکھنے جاتا ہوں امیر وہاں سے آگے کو گئے دیکھیں تو ایک مکان میں دو پرزادین سر کے بال بندھے ہوئے اسی لٹک ہی ہیں اس مصیبت میں اپنا سر ٹپک ہی ہیں امیر نے ترس کھا کوا کوا بھی کھولا آگے جو گئے تو دیکھا کہ ریکان پری و قمر چہرہ جنبے امیر نے عقد کیا تھا پابز بخیر مٹھی ہوئی میں نہایت مغموم اور دلگیر مٹھی ہوئی میں امیر کو دیکھا کہ آتو بھر لائے انکو اس حال میں دیکھ کر بہت مدح اٹھائے وہ بھی امیر کو دیکھ کر رونے لگیں جان اپنی کھونے لگیں امیر انکو اپنے پہلو لیکر زانیس لانیسہ کو ہمراہ لیتے ہوئے حجرے کے باہر آئے اور اس شب کو آسمان پری کے پانچ پر ریکان پری قمر چہرہ سے تہتر ہوئے ان کوئی صحبت بہرہ ورموے قدرت خدا سے دونوں اسی شب کو حاملہ ہوئیں راوی لکھتا ہے کہ ریکان پری سے جو دو کا پیدا ہوا اسکا نام درو پریش کھا جائیگا اور قمر چہرہ کے بیٹے کا نام قمر زاد ہوگا ادا ان دونوں شاہزادوں کی ناسان بالا خضر کے دفتر میں لکھی جائیگی اپنے مقام پر بیان میں بیٹی القصبہ صبح کو امیر نے ان دونوں پریراد کو رخصت کیا اور اپنے گھر گئیں امیر نے زانیس کے کہا کہ اب تو مجھے دنیا میں پہنچا سکتا ہے اسے عرض کی کہ حاضر ہوں امیر کو کو لیکر تخت پر بیٹھے اور زانیس اور لانیسہ تخت کو کاغذ سے پر رکھ کر قندیل خلک ہو گئے چار گھڑی دن باقی ہوگا کہ ایک دریا کے کنارے تھے امیر نے ایک عمارت محل موصفی دیکھی وہ تہر بہت عجیب اور خوش فضا دیکھی اسکے اندر گئے ہر دیوار اور در کو دیکھ کر عرش کیا اس واسطے کہ ایسی کیفیت انکو کسی مکان میں نظر نہ آئی تھی اس تکلف کی عمارت کبھی نہ دیکھ پائی تھی معلوم ہوا کہ حضرت سلیمان کا تیش محل جیسی سب سے مراد الملح ہر شام کو خود بخود اسقدر روشنی اس مکان میں ہوتی ہے جتنی دن کا چرخ روشن رہتا ہے تو ایسی روشنی سوئی چار گھڑی رات باقی ہوگی کہ امیر کو کون کو لیکر میں رہا اور زانیس بھی تھامیہ کے دریا پر مجھے میں سویا کر شمع جلنے کی سر کو طوا گیا اسکو دھانکا سر کرنا خوش آیا اس مکان میں سونا نہ جایا نہ چمکہ اسکاں پری کے نیچے جب چالیس دن اپنے باپ کا گرجی شاہان شہر لالان پردہ ہائے قات کو رخصت کیا یہ ایک کو قید سے رہتے تھے

انعام و خلعت و بادشاہی بھی گلستان ارم کو راہی ہوئی سلاسل پری نے اٹھا و راہ میں مجرا کر کے التماس کیا کہ
 ترلازل قاف کے قیدیان زندان سلیمان کو رہا کیا سب سیر و کجوس سے چھڑا دیا آسمان پری نے کہا کہ اچھا کیا حضرت سلطان کا ترلازل
 نمودار آیا جو حضرت فرمایا تھا اُسے وقوع پایا سلاسل پری نے کہا ارنائیس لائیسہ کو بھی ٹھنڈی سی پیر بھی اتنی رعایت
 کی ہوئی کہ خیر ہو گیا اُسے کہا کہ ریکان پری و قمر حمیرہ کو بھی چھڑا دیا ہوئی کہ پُر کیا میرے قین و کچھو زمانہ تھا پوچھا کہ پھر کیا ہوا
 اُسے کہا کہ میرے روبرو تو حسین تک نوبت پہنچی تھی مجھے کیا حال معلوم نہیں یہ باتیں ہی تھیں کہ دوسری پری نے کہا کہ
 خردی کہ صاحبقران نے آپ کے پلنگ پر ریکان پری و قمر حمیرہ کو تمام رات اپنے ساتھ سلا یا ان دونوں نے غوب
 نرہ اٹھایا اور صبح کو اُنکو رخصت کر کے تخت پر سوار ہوئے اور لائیسہ ارنائیس اُنکو لیکر دنیا کی طرف روانہ ہوئے یہ
 حکم غضبناک ہوئے لیکن یہ تو خود ہی صاحبقران کو رخصت کرنا چاہتا تھا لیکن میری سیج پر میری سوتلو کو لکر نہ کیا
 ضرورت تھا کہ یہ کہ اُنکو میرا جلا مانظر تھا اُسکے عوض میں دیکھو تو میں بھی صاحبقران کے ساتھ کیسا سلوک کرتی ہوں کیسی
 بلا اور آفت اُنکے اوپر دھرتی ہوں یہ کہ کمر تخت پر سوار ہوئے مع فوج جبر صاحبقران کی تلاش کو روانہ ہوئی
 جاتے جاتے جب شیش محل میں پہنچی معلوم ہوا کہ صاحبقران شیش محل میں ہیں قصاے کار پہلے اُسی حجرین گئی جہاں
 ارنائیس لائیسہ تھے تھے تو اُنکی کچھ روٹوں کے مل کر ایک ہاتھ میں تین سے جہاں لے آئے قتل کر کے اپنے دل کا بخار نکالا غصے میں آکر دونوں کو
 مار ڈالا اور وہی ابو بھرتی ملو ارا میر کے سر پر جا کے تو نے لگی قمر لیشہ جو ساتھ تھی اسنے تلوار چھین کر کہا کیا کر دن اس بات
 سے تجبور ہوں کہ تو میری ماں کی نہیں تو اسیدقت خجور کے تیری اُنٹو لونا ڈیگر کرتی جھکو جینے سے میری کرتی تیرا میرے قہر و کبر سے
 جیتے جی کیسا زبرد میرے باپ پر ہاتھ اٹھائے اُنکے قتل کا ارادہ اپنے دل میں لائے آسمان پری دم کو بے رہی اور ایک رقعہ
 لکھ کر صاحبقران کے پلنگ پر رکھ کے گلستان ارم کو چلی گئی ایک دن بھی رہی صبح جو ہوئی اشقر خجل سے آکر اپنے ماں باپ
 کو مواد لیکر چھین مار مار کر رونے لگا اُسے اندر میں اپنا جی ٹھونے لگا اُسکے رونے سے امیر کی آنکھ کھل گئی دیکھیں تو ارنائیس
 لائیسہ نے زہر بن عمر پڑے ہیں مگناہ قتل کئے ہوئے ہیں پر پڑے ہیں بہت ماضوں کیا اور اشقر سے سمجھا کہ کما کہ شندی سے
 کسی کو چارہ نہیں ہو اللہ کے حکم میں کسی کو دم مارنے کا یا راسخین ہو اگر جو معلوم ہو تو میں اُنکے قاتل کو اجمعی قتل کر دن تیرے
 ماں باپ کا ضرور بدلہ لاؤں تو نہ رو اپنا ماں باپ جھکو کچھ میں فرزندوں کی طرح سے جھکو رکھو گا کسی طرح سے جھکو کبھی آرزو
 مکرونگا بعد ازاں دیکھیں تو ایک قہر پلنگ پر پڑا ہوا اور لکھا ہے کہ میں نے ابکی بار خود چاہا تھا کہ تمکو دنیا کی طرف بھیج دوں
 اپنے وعدہ کو وفا کر دن گزر معلوم ہوا کہ تھارا آئے دن قاف کے نہ اٹھا یہ نہ اٹھ گیا یہ دو حرکتیں آپ کی جھکو بہت ناپسند ہوئیں
 ایک تو میری سیج پر میری سوتلوں کو لیکر سونا دوسرے جھ سے بھاگ کر دنیا کی طرف عازم ہونا یہی حرکت کے عوض میں تو میں نے
 چاہا تھا کہ آپ کو بھی ارنائیس لائیسہ کی طرح سے قتل کر دن ایک لفظ کی حرکت نہ روں لیکن قمر لیشہ سے ناجار ہوئی کہ تھارے
 ہرے وہ جھ سے لڑنے کو طیار ہوئی اُسے میرے ہاتھ سے تلوار چھین لی اور میرے ساتھ بہت سی فانی کی ڈونری حرکت

سمجھا رہا مسموم ہوا آسمان دنیا سے طہ ملکہ عدم کے جاننا فرود ہوا اور ایک نین یا میر کو دیکر کہا کہ یہ زمین اسکی پیٹ پر کو سکندر نے
 بہت تعلیم کا خرچ خرچ کر کے اس زمین کو طیار کر دیا تھا بڑے ہتھام سے بنوایا تھا امیر اس زمین کو اختر سپہ باندھ کر چلنے کو طیار
 ہونے حضرت خضر کی عنایت کے شکر گزار رہے بے وکلمہ آسمان پر ہی کے لوال میں بیان کردن اسکے حال سے متعلق اطلاعوں
 آسمان پر ہی جب شیش محل سلیمانی سے گلستان ارم کو گئی اس کے کئی دن کے بعد مرغ پوشاک پہن کر تخت پر بیٹھی اور عبد الرحمن سے
 سوال کیا کہ کچھ حرم کا حال تو بیان کر دو کہ کس طرح ہو اور کہاں ہو نگلیں یہ یا شاہد مان ہی خواجہ نے مل دیکھ کر کہا کہ امیر کو نور
 پر پہنچے چلے چلے راہ در پر پہنچے اور بی بی آصفہ باصفہ والدہ حضرت خضر دنیا کی طرف انکو روانہ کیا چاہتی ہیں
 انکے ملک میں انکو پہنچا دیا جاتے ہیں یہ سن کر غصے سے ملال ہو گئی اس رخ سے اسکو زندگی دیا ہو گئی اور بی بی فاطمہ
 باصفہ میری رعیت ہو کر بے اجازت میری سر شوہر کو دنیا میں بھیجا چاہتی ہیں میرے خلاف مرضی یہ کام کیا چاہتی ہیں ہاں
 ماہ سواری تخت ہوا در آنکو موجود ہوا فی الفور روانہ ہوئی اور ہوا کی طرح پہنچ کر کوہ نور کو گھیر لیا دبوذ کی جمعیت سے اس
 پہاڑ کا چارہ کیا اور تلوار پر لڑکے بی بی آصفہ باصفہ کے رد بردگی اور کہا کہ کیوں بی بی کچھ ٹھکومیرا خیال نہیں ہو کہ
 تنے میرے شوہر کو اس کے ملک کی طرف بھیجے گا ارادہ کیا تم نہیں جانتی ہو کہ میرا غصہ بیڑ دل ہی میری تخت فرما سے سب کے
 دلوں ہول ہی میں نے اپنے بزرگوں کو دوسری بات پر سحر مت کر ڈالا ہی تم کو کیا مال ہو بی بی آصفہ باصفہ نے اس کی گفتگو
 نا طاقم سن کر کہا کہ او مردار کیا ہو وہ بستی ہی تیری کیا حقیقت ہو اور تو میرا کیا کر سکتی ہو تیرے برعین آگ لگے خدا سے
 نہیں ڈرتی ہی تجھ سے ایسی گفتگو کرتی ہو بی بی آصفہ باصفہ کا یہ کہنا تھا کہ آسمان پر ہی کے بدن سے شعلہ آگ کا نمود ہوا
 گویا آتش خانہ آسمان پر پا وجود ہوا اور وہ جلنے اور توبہ کرنے لگی عبد الرحمن نے دوڑ کر قریشہ سے کہا کہ اب کوئی دم میں آسمان پر ہی
 جگر خاک ہو جاوے گی اسکی صورت تجھ کو اب میں بھی نظر آئے گی جلد امیر سے سنت کر انکے پاؤں پر جلے کر کو دھر کر آصفہ باصفہ سے
 نقیصہ اسکی معاف کرادین تیرے حال پر رحم کھا کر انکو سمجھا دین قریشہ دوڑ کر امیر کے پاؤں پر گر پڑی اور کہنے لگی کہ یا جان
 خدا کو اسطے اما جان کی نقیصہ معاف کر دو اور میرے سر پر یہ بار احسان دھرو امیر نے اٹھ کر بی بی آصفہ باصفہ سے اسکی معاف
 گئی اس کے قصہ معاف کرنے کے لئے تم دی بی بی نے امیر کے کہنے سے اپنے دھوکا پانی آسمان پر ہی کے اوپر چھڑکا فوراً آگ
 بجھ گئی وہ جلنے سے بچ گئی آسمان پر ہی غش کھا کر زمین پر گر پڑی پریندا اسکو تخت پر ڈال کر گلستان ارم کو لے گئے
 بی بی نے اس شب کو بھی امیر کو مکان رکھا صبح کو حضرت خضر سے کہا کہ تم جا کر حجر کا کو دریا سے خونخوار کے پار تار آؤ میرا کہنا
 فی الفور عمل میں لاؤ امیر نے بی بی کو تسلیم کر کے لوہا کو چھین کر کہیں لٹکایا اس صورت سے اپنے ساتھ اٹھایا اور آپ سوا ہوا حضرت خضر
 کے ہمراہ روانہ ہوئے چودہ پندرہ کوں گئے ہو گئے کہ دریا نمودار ہوا کہ جب اسکو دریا کے چشم و چشم کو بھی نظر نہیں آتا تھا اسکی ہیبت سے
 نہرہ دیکھنے والو کا پانی ہوا جاتا تھا حضرت خضر نے کہا کہ یا امیر دریا سے خونخوار ہی ہو چکے تم سننے سے وہ بحر زلزلہ ہی ہو تم
 سب اپنی آنکھیں بند کر لو اس پانی کے زور و شور کی طرف ہرگز نہ دیکھو امیر نے اور ان لوگوں نے آنکھیں بند کر لیں

حضرت خضر نے سات قدم جا کر فرمایا کہ اب آنکھیں کھول دو امیر نے آنکھیں کھول کر دیکھا کہ دریا بہت کے چھپے تھے یہی حضرت خضر
 مہینہ مہینہ ہر مہینہ مہینہ ہوا وی لکھتا ہوا کہ امیر چالیس دن نزل بہ منزل چلے گئے اکتالیس دن دریا سے خضر رہے سو پچھ
 دھین تو عجب طرح کا دریا سے بے پایان ہوا کہ دوسرا کنارہ معلوم نہیں تھا کوئی بسبب خوف کے کہ امیر اس کے کنارے پر توڑ نہیں لیا تھا
 اس دریا کے چلے دسویں دن ایک قلعہ دکھائی دیا پہونچ کر فریاد کیا امیر اس قلعہ کو پہونچے سے دیکھنے لگے وہ شہر کا دوسروں کا تھا
 کسی نے امیر کو دیکھ کر پوچھا نام اپنے بادشاہ کو خبر دی نام اس بادشاہ کا سمعرات گاؤں سمعرات لازل قاف کے آئینی خبر ستر بہت
 خوش ہوا اور قلعہ سے باہر آ کر امیر کے قدم اٹھوئے لگائے سب لوگ کے کمال تعظیم سے پیش آئے اور قلعہ میں ایک بڑی جگہ سے امیر
 کی حقیقت کی اور کئی دن جشن کیا امیر نے سمعرات شاہ سے کہا کہ اس کے پاس ایک بار کھانا آ کر کھائے ہوا ہے کہ امیر نے بھی کوئی ارمانہ اس
 نام پر اپنے عقد میں لاؤ تو کیا سفایقہ ہو میں دریا کے پار آ کر آنا دروں کے حکم کی تعمیل کروں امیر نے تو انکار کیا مگر لوگوں نے سمعرات
 شاہ سے کہا کہ تم شادی کی تیاری کرو امیر کو ہم راضی کر دینگے اس مقدمہ میں اسے اصرار کرینگے بادشاہ نے اپنے دستور کے
 موافق شادی کی تیاری کی اور سالانہ شادی کے جمع کر کے اپنی اپنی ہلکاروں کو اجازت دی امیر کا عقد لڑکوں نے سمجھا کر کر دیا بادشاہ
 کی طبیعت کو اسلام کے انجام سے بہت مسرور کیا شہنشاہ کو امیر کے ساتھ سوتے اپنے چاہا کہ امیر کے گلے میں ہاتھ ڈالے اور سوتے اپنی طبیعت کو
 حفظ دیوے امیر نے ایک طوطا اس در سے اس کے منہ پر مارا کہ اس کے آگے کے دانت چھڑ گئے وہ روتی ہوئی اپنے پاس گئی بہت ٹھیک لڑا اس گئی
 اور تمام احوال ظاہر کیا امیر کجالت سے اپنے بایک باہر گیا اسے دونوں کو کو لایا اور پوچھا کہ زلازل قاف نے یہ کیا حرکت کی یہی لڑکی
 کو کیوں مارا ایسی دیت دی لوگوں نے کہا کہ چارے ملک کا دستور ہے کہ شہر کے اندر توڑ دے تین کہ ہمیشہ یاد گاری رہے اور
 اسکو بڑا مہربانی رہے اور دل بار ہم آدم زاد کو نصف دریا کے جوڑے ہم ستر مہینہ تھے میں بغیر اس امر کے جوڑے کے ساتھ نہیں سوتے
 میں چونکہ وہ دلو کی ذات تھا اسے جانک سچ ہوگا امید وقت ایک ہمار منگو اگر انہی بیٹی کو سوار کیا بر دریا کا اسباب سب طیار کیا اور
 لوگوں سے کہا کہ امیر کو خبر دنا وہ بھی سوار ہو وین دونوں لڑکے خوش خوش صاحب قرآن کے پاس آئے یہ سب معاملے اٹھوئے
 اور جو کچھ گفتگو ہوئی سچی بریل کر کے بولے کہ چلیے جہاز پر سوار ہو جائیے امیر کو کوئی تقریر نہ کرے اختیار نہس پیرے دران کے ساتھ جا کر
 سوار ہو جب دریا پر پہونچا روانہ نے امیر سے ہمیشہ عورت کی خواہش کی اپنے دل کی تمنا اسے کی امیر نے اسے ہاتھ باندھ کر دریا میں
 ڈال دیا اس بیاری کو خوف دیکر رحمت کیا اور ناخدا سے کہا کہ حلقہ جہاز کو پہونچا دینیں تو تم میں سے ایک کو جیتا نہ چھوڑ دنگا
 سب امیر توڑ دنگا ناخدا نے خوف کے اسے پانچ چار پائین سول پراڈاکے فوراً پار پہونچا دیا جو امیر نے کہا وہی کیا امیر کو کو تنکو لیکر
 کنارے پر اترے اور پست گرگ پر چٹک چٹک خضر نکال کے آپ بھی کھلایا اور خواجہ شرفیاب لکھی کھلایا اب انکو بھوک سے
 قرار آیا اور وہاں اس کے کوچلے دوسرے دن جو بھوک لگی تو خزانے کے کہ جو کچھ کھاتے کھاتے جی گھبرا گیا کلیف میں اٹھاتے کھاتے
 دم ناک میں آگیا بے اختیار جی ٹھیکین کھانے کو چاہتا ہوا کوئی چٹ پٹی غذا پکانے کو جی چاہتا یہ کہتے ہی تھے کہ سامنے سے
 ایک ہرن نکلا امیر نے اسکو شکار کر کے کباب لگائے آپ بھی کھائے اور دونوں لڑکوں کو بھی کھلائے لڑا اس جگہ

چھ کی چٹان پر آرام کیا شب بھر اس جگہ مقام کیا صبح کو اٹھ کر بدستور سوار ہو کے رادانہ ہوئے
 داستان شاہ عیاران عیار پیک خنجر گزارد حوا جہ عمر و عیار

راویان شیرین سخن بیان کرتے ہیں کہ جب عمر و کو قلعہ دیو دین رہتے تھے پھر برس کا عرصہ ہوا اختر دیو و دی بادشاہ
 دیو و در سے پوچھا کہ میان سے نزدیک کوئی اور بھی ایسا قلعہ ہے کہ جہاں چند روز اس کے رہنے کے لیے آئے کہہا یہاں میں کوئی ایسا قلعہ ہے
 تلوار بھرنے والے قلعہ کو یہ واقعہ ہے میں طرف اس قلعہ کے دریا سے غلام الشان جاری ہے اور ایک طرف خشکی ہے اس قلعہ کا ایک ہی راستہ ہی
 اور وہ بھی ایسا تنگ ہے کہ دو آدمی برابر جا نہیں سکتے کسی طرح بھی نہیں چل سکتے اور اگر ایک آدمی اوپر سے چھتر لٹکا دے تو
 ہزار آدمی نیچے کے مر جائیں فوراً اپنی جان سے گزر جائیں بادشاہ ہفت ہفتہ شور اگر اس قلعہ کو لیا جاوے تو ہوا سے نجات کے کچھ اور
 نہ پائے اپنے اس راوے سے بڑی بڑی ٹنگ ٹھانے عمر و نے کہا کہ اس قلعہ کا لینا بہت آسان ہے مگر یہاں سے کلنا بہت مشکل ہے تمہارا
 چلنا مشکل ہے اختر دیو و دی نے کہا کہ اس قلعہ میں ایک تنگ ہے اس میں ہو کر کیونچے چلیے عمر و نے اس حرم امیر کو سوار یوں پر سوار کیا
 سب سامان ہائے پہنچنے کا طیار کیا اور اپنی فوج کو ہمراہ لیا اور سرنگ کی راہ سے کلنا قلعہ تلوار بھری سب کو تسکین دینی دوسرے
 دن چار گھنٹہ رات گئے قلعہ تلوار بھری متصل پہنچا عمر و جانے کو تو گیا مگر حیران ہوا کہ قلعہ کیونچے نہیں کیونچہ داخل کیجئے
 لڑنے سے توبہ قلعہ ہاتھ نہ آد لگا یوں تو اس میں کوئی مداخلت نہ پاؤ گے عمر و تو نے بڑی نادانی کی کہ قلعہ لے کر چلے کر گئے اپنے ہمراہ
 لیکر اس قلعہ کی راہ ہی اگر اچھی ہر ضرورت فراموش نہ کر لیا تو پوچھتے ہیں تو بڑی فصاحت ہوتی ہے بہت قتل ہوتے ہیں قیامت ہوتی ہے
 بہر حال کچھ عیاری کیا چاہیے اس قلعہ کو کسی تدبیر سے لیا چاہیے فکر کرتے کرتے یہ عیاری خیال میں آئی یہ بات اُنکے ذہن میں
 سمائی چار سو صندوق تو تین چار سو ہیلون سلح کر کے بند کیے اور آپ سوداگر بن گئے عیاری کو بھول کر بلوڑی کی صورت بنا کر صندوق
 کو اونٹوں پر لاد کے قلعہ کے نیچے جا آئے قلعہ والوں نے فیصلوں پر سے پوچھا کہ تم کون ہو کہاں آئے ہو کیا کام ہے اور کیا چیز لائے ہو بولا کہ
 میں سوداگر ہوں تو شہر و ان کے چھکڑا سب خریدنے کی واسطے ظلمات بھیجا تھا میں نے لیکر آیا ہوں تیرے سے طرح کا سب لایا ہوں
 کہ آج تک کسی نے ایسا دیکھ نہ پایا ہو گا کبھی کوئی سوداگر ایسا سائبہ لایا ہو گا یہ خبر خوشید شاہ تلوار بھری کو پہنچی اُس نے ہا مان
 نامے اپنے وزیر کو بھیجا کہ دیکھو تو کون ہے اور کہاں آیا ہے کیا کیا چیز لایا ہے ہا مان نے عمر و کے خیمے پر آئے لوگوں سے کہا کہ اپنے
 مالک کو خبر دو اس جگہ جا کر کہو کہ بادشاہ کا وزیر آپ کی ملاقات کو آیا ہے ملک بادشاہ نے بلایا ہے عمر و نے سنا کہ کد کد آرام
 میں ہیں اس وقت آئی کی فرصت نہیں ہے صلیحت وقت نہیں ہے وزیر بچارہ دو گھنٹی تک کھڑا رہا آخر ناچار ہو کر کہا کہ اچھا
 اس وقت میں جاتا ہوں پھر آؤ گا بادشاہ کہہ گا وہ پیغام لاؤ گا جب عمر و نے سنا کہ وہ جاتا ہے تو بہت کھلا بھیجا کہ کھڑے اب
 جاگے ہیں بارے ایک ساعت کے بعد عمر و نے اسکو خیمے میں بلایا وہ بہت ادب پیش آیا ہا مان نے دیکھا کہ ایک پیر نورانی
 صورت مند پر بیٹھا ہوا ہے اور مومی کا فوری قیام در بدر و دشمنی اشخاص یا لیاقت اس کے حلقہ زن ہیں ہا مان
 نے سلام کیا چونکہ عمر و پہلے سے حسب نسبت نیر کا دریافت کر چکا تھا عمر و نے سلام کا جواب دیا کہ کون ہے آپ کو کیا نام ہے

ہامان نے کہا کہ میں جمشید شاہ کا وزیر ہوں ہر کام میں اسکا مشیر ہوں ورنہ میرا ہامان ہی عمر و نے پوچھا کیا تو رحمان کا بیٹا
ہی ہامان بولا کیجی ہاں رحمان کا بیٹا ہوں پوچھا وہ کہاں ہی ہامان نے کہا کہ انھوں نے انتقال کیا اور والدہ صاحبہ نے بھی
رحلت کی دونوں نے ملک عدم کی راہ ہی عمر و نے ہاے بھائی کے عمامہ سر کا زمین پر پھینک دیا اور اس کے دکھانے کو بہت گریہ و
لکا لیا اور کہنے لگا کہ حیف عذیب میری بھائی کا دیدار نہوا خیر کھینچ کر بولا کہ میں بھی اب جی کر گیا کرونگا اچھی مر دنگا ہامان نے
عمر و کا ہاتھ پکڑ لیا اور تسکین دیکر پوچھا کہ اگلا کیا ہوگا بولا کہ خواجہ تمبیل بن کر مل بن طویل ظلماتی میرا نام ہی
اور ای فرزند تو انھیں دونوں میں پیدا ہوا تھا کہ نو مشیر دان نے مجھے اسباب خریدنے کو ظلمات بھجاب جو پھر تو بھائی کی شافی سی
ہامان نے کہا کہ قصاصے کو چارہ ہر شدنی جو تھی بہو کی صبر کچھ اس غم کو چارہ ناچار اٹھائیں اور اپنے اوپر جبر کھجے اور قلعہ میں
چلا کر ستراحت فرمائیں میرے ہمراہ آئے عمر و اس کے ہمراہ ہوا اور ا دیوت کہ کہا کہ مال اقلال کو قلعہ میں لے آؤ سب اسباب بیان سے
اٹھاؤ آنا و راہ میں ہامان نے پوچھا کہ آپ کیا کیا ظلمات سے لائے ہیں عمر و نے کہا کہ اکثر دکان خالف ہو کر دونوں دکان ایسی
نوبت صورت لایا ہوں کہ جوت اُن کے رخسار دیکھی ماہ و خورشید کو شرمندہ کرتی ہی حسرتاں بہر کو پہنچا کر تری ہاں نے کہا کہ ہمارا بادشاہ
بھی بہت عاشق مزاج ہی اگر ان لوگوں کو ملک سے دیر کیجئے تو کمال خوش ہوگا اور آپ کو بہت کچھ سے گا عمر و نے قلعہ میں ترکے دونوں
غیار چون کو تھامے ہیں بھٹاکے ہامان کے پاس بھیج دیا اور کچھ تھک بھی اُن کے ساتھ کیا ہامان اُن کو خوشی خوشی اپنے بادشاہ کے پاس
لیگیا بادشاہ اُن کو دیکھ کر نہایت خوش ہوا اسی وقت شراب طلب کی اور انھیں غیار کیونے ہاتھ سے پینے لگا انھوں نے دار سے
بیہوشی ملا کر چند جام پلائے کئے کہ جمشید بیہوش ہو گیا اس دن کی تاثیر سے نہایت مدبوش ہو گیا عمر و نے اس وقت صند و تو کو
گھول کے پہلو اُن کو کالاسٹ لا اور جو نوک نکالا اور اسی وقت ہامان کو زندہ پکڑ کے قلعہ کو قتل کرنا شروع کیا قلعہ گول ان چاہی
اپنی حفاظت جان چاہی عمر و نے کہا ہو کوئی مسلمان ہووے اس کو مان و اس کو پھر قتل نہ کر و بھون نے اسلام قبول کیا جمشید کو
بھی ہوش میں لا کر عمر و نے مسلمان کیا ہڑاک ہانے سے انھیں مان دیا ہامان نے دیکھا کہ بادشاہ کے مسلمان ہوا اسے بھی اسلام
قبول کیا سرایہ آخرت حصول کیا عمر و صبح ہوتے ہی اپنی وضع پر قلعہ کو راستہ کر کے باطنیان تمام حسب دستور فیلیں دروازے
پر ٹیکرہ کھینچ کر بیٹھا بادشاہ کی طرح با شوکت و جنت دیا کمال کرد و فریٹھا عمر و کے آنے کے بعد ہر فر و فر امر کو معلوم ہوا کہ عمر و
قلعہ دیو و دے قلعہ تلو اچھر میں گیا سب قلعہ والو کو مسلمان کر کے سب طرح سے تسلط کیا بادشاہ کو اطلاعی عرضی بھیج کر
مع لشکر تلو اچھر پر آئے سب فوج نے وہیں پر خیمے لگائے اور قلعہ کی زد سے بیکر اُتر پڑے اب ذرا نو مشیر دان کا حال
سینے در بار عام میں بیٹھا ہوا تھا کہ ہر فر و فر امر کی عرضی پہنچی عرضی کے مضمون مطلع ہو کر ہر دے نئے لگا اور کامیاد
کوئی ترمیر ایسی نہیں ہوتی کہ یہ ساربان زادہ گرفتار ہو یا مارا جاسے کہ ہم کسی خاص اس مسجد کے مناد سے اطمینان پاسے
بختک نے کہا کہ میرا کتا تو آپ ماتے نہیں نیکے برپاچا ہے نہیں بزر چہم کے کہنے پر عمل کرتے ہیں سی سب سے حصول مقصود
میں فصل کرتے ہیں در درہ نہر کے آہستہ آہستہ ایکو خراب کر لیا آتی سلطنت کو بے تہاب کر لیا کہ فرقان میں کلا ریکر

نہر چہر کے جلانے سے جیتا ہوا تھا آپ کے روبرو نہر چہر قرعہ پھینکے اور میں بھی قرعہ پھینکوں کیسے تو کون سچا ہو گا عمل اچھا
 بادشاہ نے کہا یہ بات تو اچھی کہی امیدت نہر چہر سے اور تختک سے اپنے روبرو قرعہ پھینکا اگر دونوں سے
 حکم لکھو یا اتفاقاً حرکت یہاں قرعہ پھینکا گیا اسوقت رخ نامے جانور نے امیر کو دو دو کوس کی اونچائی سے بحرِ اخضر
 میں پھینکا تھا تختک کے احکام میں لکھا کہ امیر کو ایک جانور نے دو دو کوس کی اونچائی سے دریا میں پھینک دیا اسکو دریائے جو خوار
 میں غرق کیا ہے اور نہر چہر نے احکام میں لکھا کہ امیر کوئی دشمن پہنچے تیس سال ملک میں خیرِ عافیت سے بفضلِ خدا سب سے
 اکر تے میں پہلے تختک کا احکام پڑھا گیا بادشاہ نے نہر چہر کی طرف دیکھا نہر چہر نے کہانی حقیقت کی گٹھڑی پر امیر کو بحرِ اخضر
 میں پھینک دیا تھا لیکن خواجہ خضر تھڑا لیا اس نے اپنے ہاتھوں پر لیا نہر چہر کا جو احکام پڑھا گیا بادشاہ نے تختک کی طرف
 دیکھا وہ بولا کہ قرعہ ہی کہاں کہ اس ملک میں دیگا اور پھر دنیا کو دیکھنے پا دیکھا خضر کا قیاس جانتا ہے کہ وہی دو دو کوس کی بلندی سے
 گر کے جیتا رہے غفلت نہ ہو اسی بات کبھی نہ کہے یہ کہہ کر بولا کہ قاف تو دورِ حوضِ ریا کا گھنٹہ گاؤں منگوادین اس کے لانے کا جلد
 حکم فرما دین میں بھی قرعہ پھینک کر اسکا رنگ بتاؤں اور خواجہ نہر چہر بھی بتاؤں سمجھا کر گئے جو سب بھی کھلوا دین بعد ازاں
 اسکا پیٹ چاک کر کے کچھ دیکھا جائے کہ ہمارا اور اسکا کلام تصدیق پائے مگر یمن شہر طیبہ ہو گا اگر نہر چہر کا حکم درست نکلے تو
 جھکو نہر چہر کے حوالہ کیجئے جو اگلا جی چاہے سو جھکو کر سن چاہے جان سے مارین خواہ اپنی خدمت میں میں لیں اگر میرا حکم صحیح ہو تو
 نہر چہر میرے حوالہ ہوں میں جو چاہوں موانع کے حق میں کون چاہے عزت سے رکھوں یا دلت دون بادشاہ نے نہر چہر
 سے کہا کہ یہ کیا کتا ہے نہر چہر نے کہا اچھا کتا ہے میں بھی مقابلے کو حاضر ہوں اس امتحان میں کب قلم مٹوں اسی دم کا یمن گائے
 منگوائی گئی تختک کے قرعہ پھینک کر کہا کہ اس کے بچے کا رنگ سیاہ ہے اور پیشانی سفید ہے یہ کلام میرا راست ہو گا جھکو امید ہے اور
 نہر چہر نے کہا کہ فی الحقیقت رنگ لکھا سیاہ ہے مگر پیشانی بھی کالی ہے یہ یہ تجویز تیری جھوٹ سے خالی ہے جا رہا دن پاؤں سفید
 بلبے میں گائے کا پیٹ چاک کر کے کچھ جو کھا لایا اور خوب غور دیکھا بھلا لایا اتفاقاً اکی پیشانی پر جھلی آگئی تھی کٹا ہرین سفیدی
 امیر چھاپتی تھی اسکو سبھوں سفیدی سمجھ کر کہا کہ شرمناختک جیتا اور نہر چہر ہمارا دیکھو تختک نے اسے مارا تھا تختک نے
 نہر چہر کو اپنے گمیر لھا کر چاہا کہ قتل کرے جو رونے اسکی منع کیا کہ ہرگز نہر چہر کو نہ مارنا یمن تو چھاپتا ہے اور غضب خدا
 آگیا تختک بھی کچھ سوچ کے نہر چہر کے قتل کرنے سے باز رہا لیکن کورباطن نے ازراہِ ہدایتِ نیل کی سلامان نہر چہر کی انگلیوں
 میں پھیر دین اسکی انگلیوں اندر کہیں اتفاقاً سعد زین ترکش اسعد زین ترکش تو تیرہ دن کے جانے لازمت کے واسطے آئے اس
 گائے کے بچے کو دیکھ کر پوچھا کہ یہ کیا ہے یہ کچھ کیا ہے اور کیا معاملہ ہے بادشاہ نے تمام کیفیت بیان کی انگلیوں تمام گفتگو اور بحث سے
 اطلاع دی سعد زین ترکش نے بھی کیلک سے اسکی پیشانی کی جھلی جو دور کی سبھوں نے دیکھا کہ پیشانی اسکی سیاہ ہے سفیدی کا
 ایک نقطہ بھی نہیں ہے قول نہر چہر کا کہ وقت کے قرین ہے بادشاہ نے اسی دم تختک کو لاکر اس بچے کو دکھایا کہ فرمایا کہ تو شرط
 مارا اور نہر چہر جیتا ہاں نہر چہر کو لاکر اسی کو میرے سامنے لاؤ تختک بولا کہ میں نہر چہر کو اندھا کر دیا ہے اپنی شرط کے

موافقی اسکو دینا کیا ہی بادشاہ نے ہاتھ پر ہاتھ مار کے کہا کہ اگر کوہ باطن یہ کیا غضب کیا تو نے ایسے شخص کو ایسا صدمہ دیا
 بختک کے دوستوں بارگاہ یمن بندھوا کر اتنی جوتیاں لگوائیں کہ تمام بدن اسکا لنگر لکڑی والوں کے کام کا ہو گیا تمام بدن چکنا
 چور ہوا مٹنے سے سوز دھوا اور خود سوار ہوئے بختک کے گھر سے نر چہر کوئے آئے بہت سی عذرت پیش لائے اور کہا کہ خواجہ
 نصیح جیسے مگر شہر فیوں ہی تھی اس واسطے اسوقت دھوکا ہوا اب جو نر کو بختک کو دیا جائے اس نالائق کو سزا کا کیا خواجہ
 نے کہا کہ اسکو سزا دینا کچھ ضرور نہیں ہے مجھکو اس سے انتقام لینا منظور نہیں ہے میری قسمت میں ہی لکھا تھا جو ہوا حکم الہی سے
 کچھ چار نہیں ہے قصا و قدر میں دم مارنے کا یا را نہیں ہے صاف حقان جب آدھیلے لیکر رخت کے دپے لیتے آدھیلے ان تیر کے
 کے عین سے آنکھیں میری اچھی ہو جاوینگے پھر بدستور آنکھیں میری روشنی پاؤنگے بالفعل مجھکو رخصت ملے کہ میں بھرے میں نہ آئے
 حمزہ کے ہر کردار میں چند روز بروز نگاہاں زیادہ رہیں نے ستر برس تک اپنی حرمت بچائی میری تیسرے آپ کے پر کوئی آفت
 نہ آئی آپ کیسے کہ کیا ہوتا ہے لہذا ان ملک حمان کے جنم کے شروع سے عمر کے ہاتھوں آپ ذیل خوار ہو گئے سب کے نزدیک
 بے اعتبار ہو گئے اور حمزہ جبرن آدھیلے ستر شاہان مشرق آپ کے پاس آدھیلے اور کسے دوسرے دن ایک گھوڑا آپ کے شکر پر خون مارا گیا
 اور اسکی صبح کو حمزہ آپ کو شکست فاش لگا کر بختک ذیل کر لگا نر چہر یہ لکیر بادشاہ سے رخصت ہو کر اپنے گھر آئے دگر سہرے
 لکیر دندہ دار ہوئے بختک جو جوتیاں کھا کر میوش ہو گیا تھا بادشاہ نے اسکو جلوانے میں بھلکوا دیا اس حرکت کے بدے اسکا حال کیا
 ہر گاہ اس گھر کو میوش آیا تو اسنے اس حال خرابی افاتہ پایا جلوانے سے اٹھ کر اپنے گھر گیا اس وقت دن ہلکی کی پوٹلی سے بدن کو
 سٹکوا لیا کہ ستر دست ہوا پھر دربار میں حاضر ہوا تو نر شاہان بختک کو دیکھ کر کہا کہ اس بچا کو کس نے دبار میں بار دیا اور
 میرے سامنے آئیکا اذن کیا حاضرین شفاعت کی چند روز تک تودہ بچہ و ناعاقت اندیش چپ رہا بعد ازاں پھر بلوٹا کہ
 عمر کی عمر پر جاسکی ترغیب دی پھر اُسے لڑھکی تحریک کی آخر شدہ شدہ بادشاہ کے بھی دغبن یا کہ بختک کے کتا میرے
 اوپر گئے یہ عمر سہرہوئی ان لوگوں کے دفع یہ سہرہوئی کئی لاکھ سوار و پیدل ساتھ لیکر قلعہ تلوا بکھر کھڑے روانہ ہوئے جب متصل
 ہوئے پھر عز و فراتر زور دین و چون بختیار کے استقبال کے بادشاہ کو خیمہ گاہ میں داخل کیا اُنکے لئے سے سب نے
 اطمینان حاصل کیا شب کو ستر خصل بادشاہ نے ارشاد فرمایا اور کہا کمال طرز و طعنہ سے سکو بنایا کہ اتنے دنوں سے یہ لوگ یہاں میں
 مگر اتنا ایک پیادے کو نہ پکڑ سکے اور فی لپاہی سے نہ اڑ سکے اب دیکھو کہ میں کس طرح سے اسکو گرفتار اور مسلمانوں کو قتل کرتا ہوں
 کیسے کیسے اُنکے جوانوں کو اور بھلاؤ کو قتل کرتا ہوں سب ایک منہ ہو کر لوے کہ ہم لوگوں میں در حضور میں یا بچا بیس کا قہوت
 ہوا آپ کے سامنے چلو گونکی بھلا کیا حقیقت ہو بلوے را کئی ہرات تو بادشاہ نے آرام کیا سارے شکر کو لے کر عین مستعد
 ہو گیا حکم دیا جسکو بھلاؤ فرغ ضرورت فرج لیکر سوار ہوئے جنگ جلال پرتیا بیوے اور قلعہ کو توجہ کیا کہ بکھت لگے سب اہل
 قلعہ کھسٹے لگا کر دیکھنے لگے عمر و شامیادہ اطلس جینی کے نیچے کرسی جو اس پر بٹھایا ہوا تھا اور سرداران و شاہ اطلاق پہلو ہوا
 گرو نکش لپٹ پر ہاتھ باندھے کھڑے تھے جن کے لباس اور ہتھیاروں میں جلاہرات بے بہا چڑے تھے اور وہ چوہو چوہا جیسے در قلعہ

اپنی اپنی خدمت پر سب نقیبانہ چہرہ قائم تھے عمرو نے کہاں ہاتھ میں اٹھا کر بادشاہ کی طرف تھاپ کر کہا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ
 تو اپنے پاؤں سے ہر گرجا کے گلے کے پاؤں سے دیکھ تو تیری کسی گت بنا تا ہوں کسی بلاتیرے سر پائے ہوں تو میں عمرو کہ تجھ کو چھٹی
 کا دو دھنہ یاد دلاؤں تجھ کو اس سرکشی کلمہ چکاؤں بادشاہ عمرو کی یہ تو سرکار کا پکڑا اور کج گت کئے گستاخ عمرو کیا کہتا ہوں اس جیسے
 کہا کہ دوسرے جو چاہے ہو کہ لے کہ بان سکی اسکے ٹھہرین ہر گرجہ بھی نہیں کر سکتا ہر بیوہ بکتا ہر فوج کو حکم دیجئے کہ قلعہ پر ہلہ کرے
 بادشاہ نے لشکر کو حکم دیا کہ ہان ہلہ کر کے قلعہ پر ہوس بہادر و ذرا جرات اور دلاوری کر دو فوج نے ٹوٹ کر نی باگ نی ہر گاہ قلعہ کی
 زبرد پر پہنچے قلعہ پر سے ضربیں چلنے لگیں آقا تائیں ہزاروں جوان بادشاہ کے لشکر کا مار گیا اور فوج نے گھونگٹ کھایا ایک کا دوسرے
 نے ساتھ نہ دیا بادشاہ اکیلے کیا کرتے آپ بھی فوج کے پیچھے پیچھے خیمہ گاہ پر آئے سخت کئے کہا کہ کین اس طرح سے بھی قلعہ ہاتھ آتے ہیں
 اس طرح سے کین منع پاتے ہیں ناحق مزار جو ان بھی قتل کر آئے اور آپ بھی شکست کی بدنامی اٹھائی اور اس طرف نہ پانی تو شیر وان
 نے کہا کہ ایروک بد ذات تو ہی نے کہا تھا کہ فوج سے ہلہ کر کے فرمائے قلعہ کے لئے لینے کی تدبیر لگائیے بولا کہ سچ ہی میں بھول گیا تھا
 بہر حال جو ہوا اچھا ہوا اگر ہزار آدمی مارے گئے تو مارے گئے عمرو کو تو معلوم ہوا کہ حضور لرلے کے ارادہ پر آئے ہیں
 جمعیت کثیر نے اپنے ساتھ لائے ہیں نو شیر وان نے کہا کہ کیا حرام زادہ ہو کبھی کچھ کہتا ہو کبھی کچھ کہتا ہو ایک بات پر قائم نہیں
 رہتا ہو اب ذرا عمرو کا حال سنئے اپنے سرداران لشکر سے کہا کہ قلعہ سے تم خبردار رہنا یہاں سب کا دربار سے ہوشیار رہنا
 میں ذرا نو شیر وان کو گوشمالی دے آؤں ذرا اسکو اپنی چالاک دیکھاؤں یہ کہ کرباس شاہانہ تارکوت علی بی بی بدلت
 درست کر کے ایک نٹ کی صورت بن لو معید لشگری اور اباسعید خر قہ پوس کو کہن عیاری میں عمرو کے شاگرد رشید میں
 نو بصورت خوب صورت عورت بن قلعہ سے باہر نکل ایک بیوٹا ڈھول اپنے گلے میں ڈال نو شیر وان کے خیمے کے متصل ایک کھلی تان کر
 ڈھول بجانے اور عید پکڑ کر بچوانے گئے لگا توڑی سی دیر میں بہت سی خلعت جمع ہو گئی اس تماشا گاہ میں بڑا ارحام ہوا کہ امت
 میں ہجوم عام ہوا اتفاقاً تو زمین و چین سوار چلے آتے تھے وہ بھی بیہوش دیکھ کر اس طرح کہ گئے کہ دیکھیں یہ کیا تماشا ہے کیا جادو کا ہے عیار
 بچوں نے جو ان سے نکلیں لڑا کر چھاؤلیاں لے لے کر مار دیکر کرنا اور اپنی چھب سختی دکھانا شروع کیا اور عیشہ کرشمہ مقبہ قلعہ سے
 ان کے دل کا بھانا شروع کیا تو دونوں کے دونوں ہوش و روپن کمر خ پوش کو پسند کیا اور بچپن نے سر پوش کو پھر باکید پر گھلا کر کے
 بادشاہ سے ان کے گانے بجانے کی تعریف کی اور حسن چال حال بیان کیا کہ بے اختیار بادشاہ نے مشتاق ہو کر انکو طلب کیا ان کے لائیکا
 بہت تاکید سے حکم دیا عمرو نے اسے لایا ڈھول بجایا اور عیار بچوں نے اس اس لطیف سے گایا کہ چھوٹا بڑا چھوٹا ہو گیا نو شیر وان نے
 اس محبت کے عالم میں انھیں عیار بچوں کو ساتی گری کا حکم دیا سب نے جام شراب انھیں کے ہاتھ سے پیاد و ساعت کے با
 ایک سرے سے سکی آنکھوں میں سر ہون چوٹنے لگی چابکات بیہوشی دیکھنے لگے آخر یہ ننگے تبت ہو چکی کہ سب بالاتفاق کہا کہ اتنی
 اپنی تشنگاہ سے کوہ کے یاد دہوٹے لگاؤ دل کو لکے خوشی سے نہاد ویریا ہوش پر پہنچو تو خوشی کے تغافل سے بلکہ ہن میں لگا
 کہ پھر کسی کے منہ سے آواز نہ نکلی ایسے خاموش ہوئے بالکل بیہوش ہوئے عمرو نے ہاتھ نکل کے مٹا کر دیکھتے کو

[illegible]

اپنی خاطر جمع فرمائیے کچھ تہ و اور تہ نشانیوں میں نہ لائیے سما و احقر شیر شاہ کے پاس نامہ لیکر گیا اُس نے بھی ایسا ہی کچھ لکھ کر واپس لے کر جواب لکھا کمالِ ادب و تعظیم سے جواب باہدوب لکھا اور چلتے وقت سما و اسے کہنے لگا کہ میں ایک بات تجھ سے کہوں اگر تو کسی کے روبرو نہ دہرائے نہ از رہا کسی کے ملتے اپنی زبان پر نہ لائے بشرطیکہ تفسیر بھی اس امر کی کرے جو میں کہوں اسی پر قدم دھر سما و نے قبول کیا شیر شاہ نے کہا کہ تہ ہونی میں مہر نگار کی تصویر دیکھی تھی جب میں اُس پر عاشق ہوں اس کے بریدار کا شائق ہوں اگر کسی تفسیر سے مہر نگار کو مجھے لاوے اپنی چالاکی سے اُسکو مجھ تک پہنچا دے تو میں نصفِ سلطنت اپنی حکومت دونوں جمعی مملکت کا تجھ کو حاکم کر دوں سما و نے کہا کہ میں زبانی نہیں بتاؤں چنانچہ میں نہیں جانتا آپ مجھے لکھ دیجئے اور خدا کو درمیان دیکھ کر مجھ سے عہدِ پیمان کیجئے تو البتہ میں جان جو کہوں کروں اس کام کے کرنے میں مشغول ہوں خواہ جیوں یا مردوں شیر شاہ نے اُسی نام ایک قرار نامہ لکھ کر سما و کے ہاتھ میں دیا اُسے کہنے کے موافق اُسے قولِ قرار کیا سما و اہان سے آئے ہی قلعہ کے گرد پھر کر جانا کہ رات نہ تاکنے لگا قلعہ کے اطراف جھانکنے لگا خشکی کی طرف تو ٹھکانا نہ لگا ایک کشتی پر سوار ہو کے پہاڑ گیا برجوں پر مورچے والوں کو ہوشیار پایا سب لگا سہانوں دریا پہنچا ہر طرح سے خبردار پایا پھرتے پھرتے ایک کشتیِ نخلان معلوم ہوا سما و نے ایٹھ چھلایا اُس برج پر پھینکا جواب پایا اُدھر سے ایک لکڑی بھی نہ آیا سمجھا کہ اس برج پر باتو کوئی نہیں ہے یا سب سوتے ہیں کتنے بھینک کر مرج پر گیا اور اُسی برج کی ٹیڑھیوں سے نیچے اُترات تو ایک گوشے میں بیٹھ کر کالی مٹی سے کودھڑا دھڑھنے کا ٹھکانا ڈھونڈتے لگا جب کہیں بھڑنے کا ٹھکانا نہ دیکھا حمام میں گیا اور ایک کونے میں بیٹھ کر نہانے لگا اُس میں نہانے بیٹھ کر تیسرے لگانے لگا تھوڑی دیر کے بعد خلیفہ بلبلِ مطہی مہر نگار کا پہنچا چونکہ یہ مردِ ظاہر میں مسلمان اور باطن میں بت پرست تھا نشہ و کفر سے مست تھا اسی حمام میں جا کر ہر روز بت پرستی کرتا تھا اُس دن غسل کر کے پرستش کرنے لگا سما و نے مانے لگا کہ صاحبِ سلامت کی خلیفہ بلبل کے ہاڑ ہوش آگئے کہ اگر یہ شخص عمر و سے کہدے تو عمر و گردن مڑ دڑا دیا گاہر بھیجا اُس سے لگایا اُس سے باتی و تعلق بائیں کرنے لگا سما و نے پوچھا کہ تمھارا کیا نام ہے اس سرکار میں کس خدمت پر مامور ہو اُس نے کہا کہ میں مہر نگار کا خاص پُر ہوں لیکن بھائی براے خدا میری پرستش کا حال کسی سے نہ کہنا اس مقدمہ میں خاموش رہنا سما و بولا کہ تم خاطر جمع رکھو میں تمھاری سرکار سے متعلق نہیں ہوں میں نو شیردان کا عیار ہوں سب عیاروں کا ہمدرد ہوں مہر نگار کے چھانے کو اسے آیا ہوں بہت تھکے تھکے خوب لایا ہوں اگر خلیفہ صاحبِ پ مدد کریں تو یہ شکل آسان ہوتی ہے میری طبیعت اپنی جہر بانی سے شادمان ہوتی ہے خلیفہ بلبل نے کہا کہ میں چشمہِ لائٹنات سے عرض کیا کرتا ہوں اُنکے پائوں پر سر دھرتا ہوں کہ یہ طرح مہر نگار نو شیردان تک پہنچے سوالاتِ نیت نے میری دعا کو تباہ کیا کہ تم کو اس ارادے پر بھیجا اُبا در چھانے میں میرے ساتھ چلو وہاں کی خوب سیر کرو سما و خوش خوش باد چھانے میں گیا اور تہم کے کھانے میں دیر پوٹی لائی اُس نے اپنی کار سازی سے فرحت پائی جب مہر نگار نے خاصہ تناول فرمایا ہر کس نا کس بھی حسبِ معمول محل میں کھایا وہ کھانا سب کچھ کھانے میں آیا مگر اُس دن حسبِ اتفاق عمر و نے کھانا نہیں کھایا اور محل میں بھی نہیں گیا دیکھ کر ہی کے محل میں سب

پہونش ہو گئے اُس دو کی تاثیر سے پہونش ہو گئے سہاوانے ہر نگار کا پتا نہ بانڈھا خلیفہ بلبل کو اپنے ساتھ لیا اور سہاوانے
 سے آیا تھا اسی راہ سے جلد یا جب نوشیروان کے خیمے کو چھوڑ کر کعبہ کی طرف چلا خلیفہ بلبل نے پوچھا کہ ادھر کہاں جاتا ہو خلیفہ
 کی طرف جاتا ہے کون کام آتا ہو سہاوانے کہا شیر شاہ نے مجھ سے ہر نگار کو طلب کیا تھا اُسکے لیے لیے جاتا ہوں اُسکے
 اُسکے پاس پہونچتا ہوں خلیفہ بلبل بولا کہ یہ تو کبھی نہ ہوگا تو نے مجھ سے کہا تھا کہ میں نوشیروان کے پاس لیجاؤنگا اُسکے محل میں
 لیجا کر بیٹھاؤنگا اور اب غیر شخص کے پاس لیے جاتا ہو اس حرکت پر تیری بھینٹ تیری دونوں کے بائیکہ مگر مگر ہونے لگا اسی طرح فی
 سیراز ہونے لگی سہاوانے ایک بھر خلیفہ بلبل کی گردن میں سیارا کر رکھا اُسکی نفس منہری پر داز کر گئی تھوڑی دیر کے گھلے سے
 گزر گئی اور آپ قتل مغرب کی طرف چلتا ہوا اب عمر و کا حال سنئے خیر برادر سہاوانے کہا میرے خواب میں فرمایا تھا کہ میرے بہن
 سنایا کہ میں عمر و ایسی ہی گھبراہٹ میں رہتا ہوں کہ کمان ہو گیا ہوئی جگہ خیر نہیں ہے ایک بلالین گرفتار ہوئی عمر و
 خواب سے چونک پڑا عمر و کے محل میں گیا دیکھے تو عمر و کا لپٹا خانی ہوا ادھر ادھر دھڑکے عمر و خلیفہ بلبل اور برجون پر دیکھا کہ
 ایک بچہ پر کندہ نظر آئی اُسکو دیکھا اُسکی طبیعت گھبراہٹ میں صلاح عیاری برتن لگا کر اسی کندہ پر سے نیچے اتر کے قدم
 اُتار کر رکھا ہوا چلا اُسراولہ میں خلیفہ بلبل کو مقتول پایا اُسکی لاش کو دیکھ کر اُسکے ذہن میں آیا اطمینان کیا کہ حریف اس سے کٹر
 ہر نگار کو لیکر وہ راہ چھوڑ گئے دوسرے راستے سے آگے جا کر ایک رخت کے سایہ میں مرگ چلا آیا اُسکے بیٹھا ہوا گیسرت بنا کر
 بیٹھا اور ایک گھڑ پانی رکھ کے لاؤسلا کر دیا تھا اپنے سامنے رکھ لیا دیکھنے والو کو یہ دھوکا دیا ایک ساعت نہ گزری تھی کہ
 سہاوانے اشارہ لیکر پوچھا کہ کیا تم مجھ کو سیکھ دیتے ہو کیا تم مجھ کو سیکھ دیتے ہو سہاوانے سے جو قہقہہ کیا ارم پانے کو بیٹھ گیا عمر و سے کہنے لگا کہ وہاں
 پیاسا ہوں تھوڑا پانی ملاؤ تو اب کہاؤ عمر و نے کہا بااگر پانی کا سامنے رکھا ہوا اُنڈیل کر پی لو کبھی زبان کو آب سر سے
 تر کر دے سہاوانے چاہا کہ کھڑے سے پانی اُنڈیے کہ فتنہ سکادل کا سپا پانی کو جو دیکھا دار سے بہتی تھیں علی پانی وہ بھی تو عیار
 تھا دو کی تاثیر اُسکے پانی میں نظر آتی پتیرا بلبل لولا لکڑا دساربان اُسے مجھ سے دغا باز نہ کرتا میں تیرے زمین کتا نہیں مجھ سے
 میں بھلا کتب ہو کا کھانا ہوں آخر میں بھی عیار میں سن کام میں خوب ہوشیار ہوں یہ کٹر عمر و کے سامنے سے بھاگا عمر و خیر
 نکلا اُسکے پیچھے دوڑا اور ایک پھلانگ کر کے اُسکے آگے نکل گیا اُسے بھی اشارہ کو زمین پر لکھا خیر نکال کے سامنا کیا دونوں
 میں خیر بازی ہونے لگی عمر و نے کندہ کے نکال کر حلقہ کندہ کے کشادہ کیے اور لگا لگا کر یار دیکھتے کیا ہوا اُسکو مارا اس فری
 لکار کو قتل کر دے سہاوانے جانا کہ اسے شاگرداں پہونچے پیچھے پھر کے دیکھو کہ عمر و نے کندہ کا حلقہ اُسکی گردن میں لپیٹ لیا اُسکے کھنجر کے بل
 اُتر ہوا اندر سے مرز بین پر جا رہا عمر و نے اشارہ کو کندہ پر رکھا اُسکی شکیں بانڈھا کر اپنے ہمراہ لیا اور تاقا فائدہ میں قہقہہ بین
 پہونچ کر سہاوانے کو قید کیا اور ہر نگار کو محل میں لیجا کر ہوش میں لایا ہر نگار نے دیکھا کہ میں بندھی ہوئی پڑی ہوں عمر و
 سے پوچھا کہ بااچھے کا ہے کو بانڈھا ہے مجھ بیگناہ کا ایسا حال کیوں کیا ہو عمر و نے تمام کیفیت بیان کی عمر و نگار کو کھول دیا
 اور بااگر سہاوانے کو دار پر کھینچ کر تیرا بدن کیا یہ خبر نوشیروان کو پہونچی نوشیروان نے عمر و کی اس حرکت سے بہت

شہزادہ اسکو شاہنشاہ درجہ کما اس لئے کہ کوثر شاہ قیروانی نے سنا مہر مجلس کہنے لگا کہ نفس الامری میں محروم و مایہ نال
اسکے آگے دوسرے کوئی کیا مال ہے تب تو ایک مدت سے شاہنشاہ ہفت کشور سے لڑ کر ہمیشہ فتحیاب ہوتا رہے جو اسکا
قابل کرتا ہو وہ ذیل درخواب ہوتا ہو دل چاہتا ہو کہین بھی محروم سے ملاقات کر دن اسکے حال پر مہربانی اور التفات کر دن
میران نامے سالار کوثر شاہ کا بولنا کہ محروم کی لڑائی فتح کرنا میرا ذمہ ہی میں سکا بیڑا اٹھانا ہوں اور دیکھیں میں کس جو بصورتی
سے اسپر فتح پاتا ہوں آپ شاہنشاہ ہفت کشور کو لکھیں کہ میرے نام سے طبل جنگ بجا میں نقاروں کی آواز
لیغون کو سنو ادین کھڑے کھڑے قلعے نو گام بھر میں سب کو زیر و زبر کر دوں کاوثر شاہ قیروانی نے فی الفور ایک
صحنی قطر ان مغزنی نامے عیار کے ہاتھ کوثر شاہ کو ان کی خدمت میں روانہ کی اور اس میں یہ سب کیفیت لکھی

ہو چکا امیر کا پوچھندوں ہزار دست کے مکان میرا اور چھپڑانا زہرہ مصری کو اسکی قید سے
لادی لکھتا ہے کہ صاحب قرآن ہو کے کباب کھا کر دریا سے اٹھ کر روانہ ہوئے دہلی میں ایک قلعہ کے متصل پہنچے
اجہ آشوب کے کہا کہ تم اس قلعہ میں جا کر خبر تو لاؤ کہ آبادی یا دہلی میں مالک کا کافر ہے یا مسلمان خواجہ آشوب اپنا بیچہ ہاتھ میں
قرقلہ کے اندر جو گیا قلعہ کو آباد پایا سب کو دل شاد پایا رنج و غم سے آزاد پایا دور رہ دکانیں کھلی ہوئی تھیں ایک کاناہار سے
نچا نہ یہ قلعہ کس کا ہے اسکا کون مالک ہے اور اسکا کیا نام ہے کسی حکومت ہے اور کیا انتظام ہے اسنے کچھ جواب دیے مگر کلام نہ کیا
بارہ اس کے کہا کہ ای عزیز تو بہرہ یار گویا تباہ کنوں نہیں کہ یہ قلعہ فلاں شخص کا ہے وہ پھر بھی نہ بولا تیسری بار گالی
برپا چھانٹ بھی جواب پایا جو حق با رکھیا نامہ کو ایک ہاتھ بیچہ کا لگایا دو کاناہار دھڑکے ہوئے اسکا کام تھا اچار و نظرت سے
کاناہار دھڑکے اور خواجہ آشوب کو گھیر لیا اسکو اپنے حلقہ میں کیا خواجہ آشوب کے امیر کو پکارا کہ یہ تباہ کنوں کے دروازے تک پہنچے
جلد میری خبر دے امیر اسکی آواز سکر قلعہ میں آئے دران لوگوں نے گئے حتی کہ گرتے گرتے بادشاہی قلعہ کے دروازے تک پہنچے
خواجہ آشوب بہلول اشقر اس جو میں غائب ہو گئے امیر اس قلعہ کے اندر گئے گردے لوگ جو روتے تھے اب اس قلعہ کے اندر نہ گئے
ہری سے مل چکے تھے رہے درہی سے بھبکیاں تباہ رہے ہر گاہ امیر دیوانہ میں تخت بادشاہی پر بیٹھے دفتر واحدہ ایک طرف آواز
ماہاتف عیسیٰ نے یہ بات سنائی کہ حیف صد حیف معلوم نہیں امیر کی کیا حالت ہوئی انکو درپیش کوسی مصیبت ہوئی صاحب قرآن
آواز کو سکر محروم گئے دیکھیں اشقر و خواجہ آشوب بہلول اس مکان میں قید ہیں یونہی کے زندان میں قید ہیں اور ایک شخص اور
باس شاہ اپنے ہوئے بقیہ کی حلیف قید سے نہایت حال بد ہے اس کو چھوڑ کر تو کون ہو اسنے کہا کہ میں یہاں کا بادشاہ ہوں
جب شہمت وجاہ ہوں خلق ال نامے دیو نے مجھے قید کر کے قلعہ پر اپنا دخل کیا ہے امیر نے اسکی قید سے رہا کر کے تخت پر بٹھایا بہت
ازد اکرام فرمایا جن کو امیر کا یہ لوگ دیکھا شورش موقوف کر کے امیر کے قدموں پر سجدے خلیج دیو اوقات نکار کھیلنے کو گیا تھا
نے سنا کہ ایک آدم آزاد بادشاہ کو قید سے چھڑا کر تخت پر بٹھلایا ہے اس سب سے مہربانی سے پیش آیا جو طیش کھاتا ہوا وہاں سے چلا
آئے ہی امیر پر اسے پشت ہنسک چلایا اسنے مارنے پر ہاتھ اٹھایا امیر نے اسکو روک کر کہا کہ تجھے یہ سب طبعیاتی کا بولنا کہتا ہے چنانچہ

کہم خوردہ دوزخ کے کر کے اندھار میں پر گرایا جو اسکے ہمراہ تھے امیر کی قوت دیکھ کر بھاگے بادشاہ نے سنان دن تک امیر
 کیواسطے جتن کیا ہر طرح سے آرام دیا انھوں دن امیر اس رخصت ہو کر روانہ ہوئے امیر میں ان ایک چار دیواری آڑھ تھا کی
 نظر اتنی نئی صورت کی یہ بھی دیکھ پائی کہ دروازہ قفل تھا امیر دروازہ کو گز سے توڑ کر اندر گئے دیکھا کہ ایک میدان پر ہر اربع مسلمان
 بیابان پر اور اس میں چار دیواری سنگ مرمر کی جو چاند طبع اہل ہنر کی جو اس چار دیواری کے اندر جو گئے تو ایک ع خوش فضا نظر آئی
 جسے دیکھنے سے طبیعت خطا اٹھایا کہ تمام قاف میں دیکھا تھا امیر تو ایک رخت کے مایہ کے نیچے پست گرگ بچا کر بیٹھ گئے اپنے
 عصا کا لکیر لگا کر بیٹھ گئے گر لڑکے کھیلنے اور باغ میں دوڑا دھر پھرنے لگے تمام طرح کی بے تکلف بیکر کرنے لگے ناگاہ بارہ درمی نظر آئی
 کہ جسکی صفائی نے تمام دنیا کی عمارت دل سے بھائی خواجہ آشوب بھول میدھڑکن میں چلے گئے دیکھیں تو سونیکے گوار سے
 پر ایک پوچھ تین سو گز کا قد و قامت سوزنا نہایت خوش مخرم با فرغت موتا ہر ایک خوشیہ صورت میٹھی ہوئی گوار سے
 کی ڈوری کھینچ رہی سی رہی زرتار اپنے ہاتھ سے اپنے سر پر ڈوری کو دیکھ کر بولی کہ ایرو کو تم بیان کیونکر آئے جلد بھاگوالی یہ بھوک
 روتے روتے سو گز کی درخفاں ہو گیا ہر اگر جاگ پڑا تو بخت میں تم کو کھا جائیگا مگر نرم نوالہ سمجھ کر بہت خوش ہو کر کھا گیا لڑکے
 بولے کہ تم مصیبت اللہ کے ساتھ میں یہ تو کیا مال ہر عم اسکے باپ سے بھی نہیں جرتے اس مردود کا فہم در زمین کے تے نہر بھی
 اپنے دل میں پوچھ کہ جسکو یہ لڑکے مصیبت اللہ کہتے ہیں شاید صاحب قرآن ہوں لڑکوں سے کہنے لگی کہ ایرو کو تم اس دنی سے
 جا کر کہد واد اس سے جلد بھر کر کہ زہرہ مصری بیان قید ہر خواجہ آشوب و بھول نے امیر سے آگاہ بہت
 جلد جا کر کہا کہ اس باغبان ایک بارہ دوری ہر نہایت خوش تعمیر ہر طرح سے منظر ہم جو اس میں گئے تو ایک دیو بھوک تین سو گز سے
 قدر اسکا کم نہ کا حد طلای میں گئے دیکھا اور ایک عورت آدم زاد کا ستر تک خوشید کہا چاہیے حسن و جمال میں زہرہ و ماہد کہا
 چاہیے گوار کی ڈوری کھینچ رہی ہر میں دیکھ گیا کہ لہری اور حجت سے کہنے لگی کہ بیان بچاؤ اگر ابھی یہ جاگ پڑا تو کو کھا جائیگا
 ہر گز ہر عمار سے حال پر اسکو رحم نہ آئے گا کہنے کہا کہ ہمارے ساتھ میان مصیبت اللہ میں یہ تو کیا مال ہر عم اسکے باپ سے نہیں جرتے
 تہہ عورت بولی کہ جس دنی کے ساتھ تم ہو اس سے اتنا کہ دنیا کہ زہرہ مصری بیان قید ہر امیر زہرہ مصری کا نام سننے ہی
 گھبرا کر اپنے دل میں کہنے پڑے دوزخ کے ہر گاہ زہرہ مصری کی بیان تک تو بہت سوچی دیکھا چاہیے کہ ہر نگار پر کسی گزری ہوگی
 کس مصیبت میں گھری ہوگی بارہ دوری کے اندر جو گئے دیکھا دنی زہرہ مصری ہر اسکو دیکھ کے بے اختیار روتے بہت راز راز
 رہے امیر نے زہرہ مصری کا حال پوچھا اسے تمام گزشت بیان کہے کہ کہا کہ اس دیوینہ قید میں ہوں جو مصیبت بھر
 گزرتی ہر کس زبان سے بیان کروں اگر صاحب قرآن بیان پوچھے تو رہا بی میری بہت تھمانا ہر نگار کیا ہو مہار پرستان ہر
 دور نہ یا تو اسکا باپ مجھے ایک دن کھا جائیگا بھوک کی شدت میں کھا کر کھانکو نہ پائے گا یا کوفت ہوتا ہے اٹھائے تین خود
 مر جاؤنگی اسی مصیبت میں جان گزرتی صاحب قرآن نے کہا کہ صاحب قرآن کو تم بچا جاتی ہو اسکا حال تم جانتی ہو بولی کہ
 بچاؤنگی کیون میں نہیں میں قدیم آنکی لوندی ہوں انھوں مجھے پرورش کیا ہر اپنی عمارت سے افتخار دیا ہر امیر نے لاکھ لاکھ

اٹھانے پر بھی جو دکھایا جیسے ہی وہ نظر آیا سر ہر مہری دوز کر صاحب قرآن کے قدموں پٹ کر رہنے لگی بلکہ صرتے ہوئے لگی
 دیور دیکھی آواز نہ کرتے سے چونک پڑا دیکھے تو کئی آدم زاد کھڑے بن بھوک کی جھانجھ میں بلے اختیار میرے کے پکڑنے کو دوز
 کہ انکو نوجوان کرے لپٹا پٹ بھرتے امیر نے اسکو مگر کھل پا چہ کہنے چیر ملا اسکا بھیجا اس کے سر سے کھلا اور دوش پر بٹھ کر سر ہر
 مہری سے فرمانے لگے کہ تیرے مجھ کو نہیں بچانا اسنے کہا کہ جب آپ کا شباب تھا اب نام خدا پڑھے ہوئے امیر فقیر ہی جیسے ہی
 نوٹری کیونکر بچاتی آپ صاحب قرآن ہیں یہ کیونکر جانی امیر سر ہر مہری سے باتیں کر رہے تھے کہ تو کمندون ہزار دست
 اندھی کی طرح آہو بچا امیر کے سر پر شیل ہلا آہو بچا رز داڑھ ٹوٹا دیکھ تو ناش ہوا ہی تھا اپنے بیٹے کو یاد دیکھ کر ادھی آگ پر کا ملاو گیا
 تمام عالم اسکی نظریں تاریک اور کالا ہو گیا امیر سے کہنے لگا کہ آدم زاد یہاں سر دزدان مفید نصیحت لجنہ تو کس اندھی میں آؤ کر
 سیان آیا تجھ کیلین کون لایا امیر نے فرمایا میں تو اندھی میں آؤ کر نہیں آیا ابی خوشی سے تجھے جنم کی طرف بھیجے تو آیا ہوں تیرے
 لیے پیغام اجل لایا ہوں دفعہ ضعف الجنتہ المسلمون کا بھین ہاتھ پاؤں پر محفوت امیر میں بخیر صحت سے دیوان کرش کو مارا ہوں اور
 تجھ کو بھی کوئی دم میں اس کے پاس بھیجا ہوں ایک ہاتھ لگا کر جنم میں بے دوس اس بھیجا ہوں تب تو وہ اپنے ہزار ہاتھ میں ہزار ہاتھ
 اٹھا لایا اور یکبارہ امیر کے دیر بھینکے امیر صحت کر کے اسکی پشت پر گئے اور نوہ اندر اکبر کے ایک راقوب سلجانی کا اس کے شانے
 پر لگایا کہ پانچو ہاتھ شانے سمیت لٹکے زمین پر گر پڑے وہ ہاتھوں کو زمین اٹھا کر بھاگانی جان چا کر بھاگا اور بعد ایک ساعت
 کے صحیح و سالم امیر کے سامنے آکر بر ستور ا دل حر یہ کیا انکو صدمہ دیا امیر نے بھی بہ ستور ا دل اسکا دوسرا نہ پانچو ہاتھ سمیت
 کاٹا دہ جلد کے ہوئے ہاتھوں کو اٹھا کر چلتا ہوا اور ایک ساعت کے بعد آکر امیر پر پھر حر یہ کیا امیر کمال تیر کو کر پشیمان خاطر
 ہوئے اسکی یہ کیفیت دیکھ کر نہایت حیران و شہسہ ہو کر مناجات کرنے لگے ہنوز مناجات تمام نہ ہوئی تھی کہ حضرت خضر نے پیر ہوا
 سلام علیک کی امیر نے جواب یکے لگا کہ یا حضرت اس دیہ کے ہاتھ سخت تنگ آیا ہوں ادھر میں اس کے ہاتھوں کو کاٹتا ہوں
 اُدھر پھر یہ صحیح و سالم ہو کر میرے سامنے آتا ہوں اور وقت دکھاتا ہی حضرت خضر نے فرمایا کہ یا صاحب قرآن ایک چشمہ ہر
 اس کے پانی کو خدائے یہ تاثیر دے گی کہ جس زخم پر پڑے فوراً زخم بھر جاوے درجہ کار ہے زخم بالکل صحت پائے چلو میں بھین
 اس چشمے کو دکھا کر خطاب کروں تا یہ دیوار اجائے پھر اس کے ہاتھ سے تیر صدمہ نہ آئے امیر حضرت کے ساتھ اس چشمے
 پر گئے دیکھیں تو واقعی پانی اسکا ایسا صفا ہو کہ آب کوثر اس کے روبرو سیلا معلوم ہوتا ہوا تین دو تین میں چشمہ گویا آب حیات معلوم
 ہوتا ہی حضرت خضر نے قدم مار کر اس چشمے کو نہایت کر دیا اسکی حقیقت سے اسکو آگاہ کر دیا اور دوپتے ایک رخت کے کہ لب چشمہ
 سایہ افکن تھا ہر رنگ اسکا روشنی اور صفائی میں رنگ فرماے درعدن تھا تو کہ امیر کو دیا اور فرمایا کہ ان بتوں کو حفاظت سے
 لیا کر عرق انکا نور چمکے گی انکو میں کہ اسکو خجنگ نیل کی سلا بیان پھر کرانڈا کیا ہو شکار دینا تاکہ اسکی آنکھیں روشن
 ہو جائیں مینا ہو کر حالت اصلی پر آویں امیر نے ان بتوں کو اپنی کلاہ کے اندر رکھ کر عرض کی یا حضرت مجھے اسی باغ کے اندر
 پہنچا دیجئے اتنی مہربانی اور کیجئے حضرت خضر امیر کو باغ میں پہنچا کر غائب ہو گئے انکو وہاں کے

سب رات بچھا کر غائب ہو گئے ابکی بار جو سمندرون بد حضرت خضر علیہ السلام نے اس چنے پر بیوی بچا دیکھا تو چہ نہیں بڑا وہ
 نذر مار کے سر پر نایک ٹیک کے کر گیا اپنی جان سے گزرا گیا امیر نے اس بارغ میں چند کوٹھریاں بکھین لگو جو کھولوا و اس تمام کے
 جو اہریش قیمت نظر آئے انکے دیکھنے سے آنکھوں نے بہت خطا اٹھائے لگو کون سے کہا کہ تھوڑا سا جو اہریشاں بچھا جائے اسے جو اہر
 بیشل بھر کمان ہاتھ آئیگے کچھ فرو لینا چاہئے امیر نے ہنس کر فرمایا کہ اگر دنیا میں بچاؤ گے ہر دم جا کر لگو کو کھاد تو عمرو
 نامے میرا ایک بھائی ہے وہ تم سے چھین لیا انہیں سے پھر ایک بھی لگو نہ لگا القصد امیر نے دو مقام اس بارغ میں لیے دوسرے دن
 بدستور لگو کو کھاد تو چھین کو نہیں اٹھلایا اور زہرہ مصری کو اس قدر کی پٹھریاں اور آپاٹیں لگی طرح سے اسکی باگ بکھر کر چلے
 اس صورت سے وہ ادھر چلے گیا دھوین دن دیاے عیط پر بیوی چہ حیرت میں تھے کہ کیونکر اسے بار ترین نہ کشتی ہو نہ بیڑا ہو سخت
 شکل ہو بیڑا کھینچا ہو اس فکر میں تھے کہ حضرت خضر علیہ السلام نے کہا بار بار دیا اور اپنے معجزے سے اسکا بیڑا بار کیا۔ دوسرے دن اس
 لوہے کی چادر دیواری کے پاس بیوی چہ جہان راہار دیو کو مارا تھا کمال جرات لے ڈولاوری سے اس کشت دیو کو خوار کر
 قعدہ جنم میں آتا تھا دروازہ اسکا کھلا دیکھ کر معلوم کیا کہ آج روز جمعہ ہو کہ تو دروازہ اسکا سوا جمعہ کے دن اور کسی دن
 نہیں کھلتا ہو سالم کی قبر پر جا کر فاتحہ پڑھا انکی روح کو توابیات صحیفہ پر بچا کر خوش کیا اور دہانے روانہ ہو کر زانے لگے
 کہ الحمد للہ آج سرحد قاف تمام ہوئی اب میں صیبت نجات پائی اللہ نے صورت آسائش کھائی کوستان کے چنے
 نیچے سایہ میں خوش خوش چلے جاتے تھے اور بیوہ درختان خود سے توڑ توڑ کر لگو کو اور زہرہ مصری کو کھلاتے تھے تا کہ
 اس بار کے واس میں کھڑے ہو کر رات کے پہلے کیلے تمام تجویز کر رہے تھے کہ ایک طرف آواذ سلام علیک کی آئی غیب کی کشتی
 آواذ سنائی اور دھڑ دھڑ دھین تو کوئی نظر نہیں آتا اس کو آواز دینے والے کا سر اے کین پاپا نہیں جاتا سائے ایک دخت
 تھا انپر نگاہ پڑی دیکھا کہ اس دخت میں تمام بھائی دی کے سر کھموت لگے ہوئے ہیں اور اسی دخت سے آواز آتی ہو اللہ کی
 قدرت اپنا تماشا دکھاتی ہو امیر نے خدا کی قدرت پر شش کر کے سلام علیک کا جواب دیا طرہ اسلام کا دیکھا پھر آوازی کی کیا
 صاحب قدر ان میرا نام واق ہو ایک روز سکندر بھی سیر سایہ میں شبناش ہو تھا میں نے اسکی دعوت کی تھی آج ابکی بھی دعوت
 کرتا ہوں اپنی خوشی خاطر سے ابکی ضیافت کرتا ہوں شب کی شبناش جگہ آرام کیجئے یہاں کے زیر تماشا سے اپنی طبیعت کو مسرت کیجئے
 اس گفتگو کے بعد ایک پھل دخت پر سے امیر کی گود میں گرا امیر نے اسکو تراش کر کھایا اور زہرہ مصری اور ان دونوں
 لگو کو بھی کھلایا اسی اندیشہ حال ہوئی کہ کسی پھل میں کبھی حاصل نہ ہوئی تھی اور خوب سوزہ ہو گئے پھر اسی پھل کے نیچے بستر کیا تا
 شیعہ دخت امیر سے باقی کیا کیا اپنی خوش بیانی سے انکو کمال میں رو کیا اور کہا کہ یا صاحب قدر ان ہی تمام پر جہان تم
 بیٹھے ہو سکندر نے بھی بیابا بھر بچھایا تھا اس فضائے دلشائیں نے بھی آرام پایا تھا مجھ سے بوجھا کہ میں کہنے لگا اس نیا سے
 کب کو ج کر دنگا میں نے کہا کہ جب لوہے کی زینوں سے لگا ہوا کتبہ تھا کہ کب جہان سے لگیا ہو گا اس کے ذہن کے بعد یہاں
 نہفت گردش سلطانی میں کین بیان تھوڑی دور گئے ہو اور اس میں دخت نام کہ نہیں ہو بیوی بچا تو پیش قاف بیابا شدت گرمی سے

حال مسکان نہایت خراب ہوا فقیروں نے اسکے زمین بھجا دینا دیر نہ کیا اسکے سر پر سیاہ کیا اس تہذیب سے مسکوارام دیا نئی مکتبہ کی روح قبض ہوئی امیر نے بھجا کا اور وقت بھگو بھی بنا کہ میں کب نکلا جو ابد کہ جب شفق کے کسی بانوں میں نعل باقی رہے تو تم جاننا دینا سے میر کر کرج ہوا در عراب تمام ہوئی صبح زندگانی کی شام ہوئی مگر بھی بہت عرصہ پہلے طبع سے تمام رات وہ وقت امیر سے باقی کیا کیا جب صبح ہوئی امیر اس وقت سے رخصت ہو کر روانہ ہوئے جب وہ پہر کا وقت ہوا ریگستان پہنچے لگا اور لون چار و نظر سے چلنے لگی جسکی حدت سے جبری پھٹنے لگی ہر ایک کا سیاہی والی اس گری سے بیتاب تھا اس صوبہ کی تیزی سے حال زار تھا اگر صاحب قرآن کے پاس شکرہ خضر نہ ہوتا تو شخص کی روح بدن سے مفارقت کر جاتی کسی کو صورت زندہ کی نظر نہ آتی صاحب قرآن دہم شکر سے سے بالی نیکر پ پتے اور ہر پہر کو بلاتے تھے شاہ کو اسی بیابان کی ریت میں سب اس آتش کے پتے قیام کیا صبح کو پھر منان سے روانہ ہوئے غلامہ سائے تک اسی بیابان میں پہلے روز کی طرح تکلف ٹھٹھائی کہیں کیا پیش نہ پائی بارے آٹھویں دن ایک شہر کے قریب پہنچے وہاں کی حاکم شیر میں نے ایک عورت تھی نہایت نیک ذات اور صاحب مرد تھی صاحب قرآن کو استقبال کر کے شہر میں لگئی اور بڑے تکلف ضیافت کی طرح کی طاعت کی صاحب قرآن نے دیکھا کہ سوا عورت کے مرد کا نام نہیں ہوا اس عورت کو بھجا کہ ماجر کیا ہو مرد بیان کھائی نہیں دیتا بلکہ نام بھی سنائی نہیں دیتے اسے عورت کی کہ اس شہر میں سوا عورت کے مرد نہیں پیدا ہوتا صاحب قرآن ڈرایا کہ کل کو ذکر تھا ہوئی کہ جب عورت حد بدو نہ کر ہو پونجی شہر کے باہر ایک درخت پر کہ وہ کبھی چھوٹا پھلتا نہیں ہوا باغ اس سے جا کر لپٹی ہو اور ساتھی لپٹنے کے ایک چمچ کر کر یہوش ہو جاتی ہو بعد ایک ساعت ہوش میں آئی ہو اس وقت اسکو حمل تھا ہو اور لڑکی جنتی ہو امیر نے عدا کی قدرت پر وہ جد کیا اور جس عورت کو دیکھا حسین جمیل پایا کہ ایسا حسن جمال کہ میں نہ کو نظر نہ آیا لڑکوں نے امیر سے کہا کہ یہ عورتیں بہت صاحب جمال ہیں تھوڑی سی پھلا جا ہیے شیر میں نے کہا کہ یہاں کی عورتیں کہیں نہیں جا سکتیں بڑے خدا کی طرف سے موکل نصیحت ہو اگر جاوین بھی تو لے آتا ہو کہیں جا میں مگر وہ مسکو پھلا تا ہو لڑکے بولے کہ یہ کیا آپ کی ہیں بھلا ہا ساتھ کر دیجے دیکھیں تو کون لے آتا ہو مجھے چھین لینے پر کوئی کیونکر قابو پاتا ہو ہر چند شیر میں نے تکرار کی مگر لڑکوں نے نہانا ہرگز اسرار نہ پانچا پاس عورتیں با جازت شیر میں اپنے ہمراہ لیکر چلے جب امیر شام کو منزل پر پہنچے اور شکرے آرا فرمایا صبح کو اٹھ کر دیکھیں تو اسی عورتیں غائب ہیں لڑکوں نے تا سفت کیا ناحق شیر میں کا احسان لیا ہئے اسکا کہنا کہ کون نہ کیا اس روز شب کو لڑکوں نے سب عورتوں کی کر میں بھی لگا کر اپنی کہ میں باندھی کہ اس صورت میں کیونکر چلی جائیگی مجھے جدا ہو نیکی کیونکر فرصت پائیگی اور بانوں پھیلا کے سو رہے اپنی دانست میں تیکے بھاگنے کی طرف سے مطمئن ہو رہے سیر کی مادہ نے کہ آپر سو کل تھی ان عورتوں کو اٹھا لیا زمین سے کئی بانسوں دیجا کیا اور لڑکے بھی لپٹتے ہوئے چلے اس صفت سے سر نہکتے ہوئے چلایم جو جاگے تو دیکھا کہ کوئی ان عورتوں کو یہ جاتا ہو کہ اسکا بڑا سیٹھ ملک نظر نہیں آتا ہو اور لڑکے لپٹتے ہوئے وہ بھی ایک صیبت اٹھاتے ہیں امیر نے اپنے زمین بھجا کہ شاید کوئی دیو ہے ایک تیرا سا مارا کہ مادہ سیر سے باز

میں ترازو ہو گیا ان عورتوں سمیت ترپڑی اور وہ بولی کہ صاحبقران میں نے آپ کا کیا قصور کیا تھا میں آپ کو کب
 بولی آوارہ تھا کہ مجھ کو تیرا میرے خاوند نے جو آپ کے ساتھ نیکی کی تھی آپ کا عرض ہو میں کیلئے مامور ہوں کہ ان
 عورتوں کو ان کے شہر سے باہر جانے نہ دیں جس کام پر تقرر ہوں وہ اپنا کام کروں صاحبقران دھرم کو بھگت بہت شرمندہ ہو
 اور عذر کرنے لگے کہ میں نے تجھ کو نہیں جانا تھا میں نے تم کو کھانا ہوں کہ میں نے تجھ کو نہیں جانا تھا بارے خدا اپنے شوہر سے اسکا ذکر
 نہ کرنا اس میرے قصور سے درگزر کرنا اسکا بھجور احسان ہو اسکے اوئے شکر کی جگہ طاقت کسان ہو اور میرے اُمید
 بارگاہ اکی ہی پنج شروع و خضوع اسکے بازو کے چھپے ہوئے کیلئے دعا مانگی چنانچہ امیر کی دعا سجاہ ہوئی کہ نور اسکے بارو کا
 رخم بھر گیا آنکا مالہ پر سونا تر کر گیا اور ورد باقی نہرا امیر سے رخصت ہو کر عورتوں کو اپنے ساتھ لے کے روانہ ہوئی

داستان شاہ عیاران عیار خواجہ عمر و بن امیہ ضمری

نوشیروان جو قیروان مغربی کے گھنے سے بنام پیران مغربی طبل جنگ جو کہ قلعہ تلوار بحر کے سامنے فوج قاہرہ کے
 کھڑا ہوا ایک سال سے گزرا تھی جب گریبان خاک مقرر ہوا نے چاک کیا اور دوسو علم نمود ہوئے عمرو نے جانا کہ دو لاکھ سوار
 جمعیت ہو فوج کی بڑی کثرت ہو جب قلعہ کے متصل پہنچا معلوم ہوا کہ قیران مغربی اپنے سپہ سالار سمی پیران مغربی
 کو لئے ہوئے آتا ہو سب اپنے لشکر کو اپنے ہمراہ لاتا ہی نوشیروان نے بچین و روہین کو استقبال کیلئے بھیجا اُسے حاضر ہو کر بادشاہ
 کے پایہ تخت کو بوسہ یا تمام احوال مفصل عرض کیا بادشاہ نے اس پر بہت ہی مہربانی کی اسکو مہورت تسلیم ہی پیران مغربی
 کو قلعہ پر چاکی اجازت دی کہ شش کرنے پر بہت سی تاکید کی ہر گاہ پیران مغربی اپنے دو لاکھ سوار لیکر قلعہ کی طرف جلا عمر و
 اپنی فوج قلیل کو دیکھ کر خدا کو یاد کر کے مناجات کرنا شروع کیا دفعۃً واحدہ جنگ کی طرف سے گزرا تھی اور نقادار نارنجی پوشش
 اپنے چالیس ہزار سوار سمیت گھر موجود ہو چکے دیکھنے سے اسکا دل سختی شہزادہ ہوا متحیرا کرنے اسکو دیکھ کر نوشیروان سے کہا کہ یہی
 نقادار ہمیشہ سلا نوکی مدد کو آتا ہو لشکر اسلام اسی کی نصرت فتح باطل ہو میں نقادار نے پیران مغربی کے برابر آئے ایک لگا دیر سیر کی یہی
 دی کہ چند قدم پیران مغربی کا گھوڑا اس پر گیا اسکے صدر سے سنب اسکا ہوا ہو گیا اسنے پیش کھا کر ایک تلوار نقادار سر پر
 ماری نقادار نے گھوڑے کی اس راہ کو تلواریں اسکی ہاتھ بڑھا کر چھین لی اور دوسرا ہاتھ کمر میں کر لیا لگ تھلا گھوڑے سے اٹھا کر اوپر کو
 اٹھا لیا اور آتے ہوئے ایک ہاتھ ایسا لٹکا لیا کہ دوسرے تر کی طرح سے دو کمرے ہو کر زمین پر لیا اسکی فوج نقادار برابر آئے نوشیروان
 کی فوج بھی کسی حد تک دیر ہوئی اسنے پرتعداد و رطل اور ہوائی نقادار اپنے چالیس ہزار سوار جنگل کو نکل گیا اسکا قیام تلوار
 حاضر پر سے فتح کے شادمانی ہوئے شکر خدا کا زبان پر لائے اور بادشاہ نے بچہ گزرا نہ جگر برائے لشکر میں جا کر قیران شاہ کو نام پر سیا
 طاعت دیا اور اسکو سب طرح سے دلاسا دیا حسن اتفاق سے اسی وقت نقادار نے کہ بادشاہ طلسم خنجر کی ہو حاضر ہو کر نوشیروان
 کی اُلمت کی اور بہت سی تشفی دی کہ کل میں اس قلعہ کو یہ دیتا ہوں ان لوگوں سے تمہارا انتقام لیتا ہوں مگر آج شب کو میری عمر
 قبول کیجئے یہاں شریف کیلئے راحت و آرام حصول کیجئے نوشیروان کے شکر کے برابر پناہ لشکر آتا اور دعوت کی تیار ہو

میں مصروف ہوا بجاؤں دل ہر طرح پاسداری میں مصروف ہوا عمر و کی سینے ہر گاہ اسنے سنا کہ شقال شاہ نے نوشیروان کی موت
کی بو مزاران لشکر کو مع فوج بلا کر کہا کہ تھوڑی سی محنت کرو تو مفت ہر طرح کے کھانے کھانے میں آؤ میں ہم تم غلامے نفیس سے
لذت اٹھاؤ میں کہ شقال شاہ نے نوشیروان کی ضیافت کی ہو سامان عورت میں بڑی تفت اور محبت کی ہو اسکو قلعہ سے نکل کر
ایک لہندھو رو بہرام کا نام لے لیکھا اسکے لشکر پر بخون مارو میرے کہنے سے اتنی محنت کرو سب قبول کیا اور عیار و دکن عمر و
نے کہا کہ تم آج دن بھر میں پانچ سو نوکانہ کے تیار کرو کہ قہر کا چار چار بار پانچ سو گز کا ہوا اور پچھلے ہنگے بانوں میں لگانا
اس ترکیب سے انکو نیا جھوٹ میں سفید مہو بجاؤں اسکی وار کو سنائوں ہم انکو لیکر آنا ہرگز اس کام میں نہ لگانا محال عیار و دکن
تمام دن میرے گاندے دیو تیار کیے جب رات کا وقت ہوا نوشیروان شقال شاہ کے لشکر میں گیا اتفاقاً وہ شب شب ماہ تھی
اور چہار طرف دشمنی بھی ہوئی تھی وراثت بازی بھی چھوٹی تھی بادشاہ باج دیکھنے لگے جب پہر رات گئی عمر و نے مقبل کو سیاہ
قیطاس پر سوار کیا اور اسکو سب مراتب خبردار کیا اور کہا کہ تو امیر کا نام لینا اور عادی سے کہا کہ تو اپنے کولندھو کھنا اور
سلطان تخت مغربی سے کہا کہ تو بہرام کے نام سے نعرہ زنا انحضرت فوج کو بھیجا کہ قلعہ کے باہر نکل شقال شاہ نوشیروان کے لشکر
جاکر ارمقبل و فادارے نعرہ کیا کہ منم سلطان صاحبقران حضرت نامدار اور عادی نے کہا کہ منم تہم زبان ملک کھوڑو منم سلطان صاحبقران
مغربی نے نعرہ کیا کہ منم بہرام گرد خاقان جہین تینوں لشکر دن بھر لڑنے لگی بڑے زور شور سے شمشیر آوار چلنے لگی عمر و نے دیکھا
کہ یہ تو کچھ ہے ہوا اور فوج بری تھوڑی ہو ایسا نہ کہ شکست اٹھاؤ لیکن ہاتھ سے ذلت پاؤں سفید مہو بجا کر منم سے نکال لیا اور
حریفوں کے لشکر کو بھونکا لگا اوصاحبقران فرماتے ہیں اچھا دیوان قاف جلد آؤ ان کا فو کو کھنا چار عیار عمر و کی آواز لشکر دیوان کا
لائے مہو سفید کی آواز سننے ہی بہت جلد آئے اور انکے منم کے اندر سے فارورہ آتشیں مارنے لگے کل لشکر کو یقین ہوا کہ فوج دیوان
قاف کی امیر کے ساتھ آئی اسنے بے شکست پالی مارے خون کے بھاگ کھڑے ہو کر چن چن شکست نے کہا کہ یارو یہ سب
عمر و کی عیاری ہو یہ سب ہسکی چالاک کی اور مکاری ہو لیکن کون مستجاب ہو سر پر پاؤں رکھا جو بھاگے تو بارہ کو سر پر جا کے دم لیا ایک
قرار نہ کیا بادشاہ ہونے بھی دیکھا اگر نیر فوج کے ہم بیان ٹھہرے رہے تو حریف کے ہاتھوں کیا بلکہ اپنے پاؤں سے قید ہو کر یوں کی طرح
ان شاہ بازو کے نیچے میں مہید ہو وہ بھی اپنے اپنے لشکر کے ساتھ بھاگے سب پس ہوا ایک سرے کا ہاتھ بکڑے بھاگے عمر و نے
شقال شاہ نوشیروان کے لشکر کا ہر اٹکال و اسباب پایا لوٹ کر زینیل کے حوالے کیا اپنا مال بچھڑے ٹھکے لیا اور تمام فوج کو
طرح سے پیٹ بھر کر کھانا کھلا دیا سب نے خوش ہو کر خوب کھانے کھایا اور مقبیل سے کہا کہ قلعہ میں جا کر زانی سلوریاں ہوا کر دے
شمران باربر دار پر اسباب و کر جلد آؤ کوئی چیز وہاں نہ چھوڑو سب بیان لیا کہ قلعہ تیج مغرب کی طرف چلیں ہاں تو حکم کی دیر تھو
مقبیل فی الفور زانی سواریاں مع مال اسباب قلعہ سے لیکر باہر آیا ایک دیوان نہ چھوڑا سب اپنے ساتھ لیا عمر و جمع
خرد و بزرگ کو ساتھ لیے قلعہ تیج مغرب کی طرف روانہ ہوا ہر گاہ کہ قلعہ کے دروازے پر پہنچا شقال شاہ کا خطا جلی زور کھلا
قلعہ میں داخل ہوا ہر طرح کا اطمینان حاصل ہوا پھر کافو کو تیش کیا سب نے زن نے شربت مرگ بیا اکثر لوگ مسلمان ہوئے

و میں سوچا کہ صبح کو تم بھی ہمارے ساتھ آؤ گے اس حرکت کی سزا مزد داروں کے بادشاہ کی سواری کا گھوڑا جو کہ میں کھڑا تھا اسپر سو اور
 چمک کی راہ لی رات بھر تو چلا گیا صبح کو بھوکا ہوا وہاں کیا تھا کہ کھانا جنگل سے لکڑیاں توڑ کر لاؤ لگا یا اور گھوڑے کے کباب لگا
 کھائے وہاں سے ایک فقیر کے تکیے پر گیا سرگروہ فقیر کا چھانڈا بانٹ رہا تھا اب بھی فقیر و غنیم لکڑی بٹھا سرگروہ نے ایک
 چھانڈا اسکو بھی دیا اسنے کھا کر کہا کہ شملہ تھے کھانے میں فقیر کا کیا ہو گا سرگروہ نے ایک چھانڈا اور دیا اگلا بھجلا کھا کر بولا
 کہ شملہ کش دو رخ تو بھی ہی نہیں سرگروہ نے کئی چھانڈے اور اسکو دیئے وہ اسکو بھی چٹ کر کے کھنے لگا کہ تعجب ہی
 ایک مرتبہ اسقدر غنیمت تھے کہ فقیر کی آتش دو رخ بجھے قریب پانسو فقیر کے اس جماعت میں ہوا کھا بھونے بلکہ مگر کہا
 کہ بار و تم سب پنا پنا چھانڈا اسکو دو دیکھو تو کہا تاک کھا تا ہی رہا تھا کھانا کیونکر اسکے پیٹ میں سنا تا ہی عادی کرب
 سب کا حصہ کھا گیا ایک دم میں سکھانا اڑ گیا فقیروں نے پوچھا کہ اب تو دو رخ بھرا بولا کہ دو رخ کیا بھر گیا اتنا سا کھانا کھا
 گیا اسکو وہ کہہ گیا مگر پانی پینے کا سہارا تو ہو گیا تب تو بھوننے سرگروہ کہا کہ یہ آدمی نہیں اسعلوم ہوتا ہی ہے یوہو یا غول ہی
 اسکو جلد روال چھڑی دیکر بیان سے نکالو اس بلکہ اپنے سر سے ماہر سرگروہ نے ایک مال چھڑی مینوائی کی دیکر کہا کہ بابا
 لاکٹ کا بڑا ہو چل پھر کرانگ کھاؤ بیان سے تشریف لجاؤ عادی شب کی شب اس تکیے پر سو رہا صبح شہر کی طرف کہ وہاں سے
 نزدیک تھا چلا دیکھا کہ شہر نامہ ہر شخص اس شہر کا خرم و شاد ہو گیا کٹ گئے لگا ایکٹان بائی نے کہ رحم دل تھا دور وٹون
 پر کچھ کباب رکھ کر عادی کو دیئے انھوں نے خوشامعادی اور مانگنے لگا وہ بولا کہ اب پھر اگلو اس ڈیل ڈول پر فقیر
 زیب نہیں دیتی محنت کر کے کیوں نہیں کھاتے ہو سوال کی ذلت کیوں اٹھاتے ہو عادی نے کہا کہ محنت کرنا کیوں چاہئے
 اگر پیٹ میر کوئی بھرے میرے سیر کر چکا اتر کر سے مان بائی بولا کہ چھانڈا بیان حیرا رکھانے کو میں تجھے دو کھانچو کھا کر اسکو
 روٹنگا عادی نے سب کندے چیر کر ایک ساعت میں ڈال دیے سب لکڑیوں کے ٹکڑے کیے مان بائی نے
 پانچ روٹیاں خمیری اور سالن اسکو دیا عادی نے اسکو بھی چٹ کھا لیا اور کہا کہ پیٹ تو میر بھرا ہی نہیں تو نے کہا تھا
 نہ پیٹ بھردو کھا چکو میر کر دوٹنگا اسنے اور پانچ روٹیاں میں عادی نے اسکو بھی کھا کر کہا کہ بھائی خوش طبع کیوں کرتے ہو
 دل لگی کرتے ہو یا میر پیٹ بھرتے ہو لکڑیوں نہیں دیتے سکا سکا کے دینے میں پیٹ بھرتا ہی نہ روح بھرتی ہی مفت میں
 طبیعت پر گری گدڑتی ہے روٹون کے پاس سے ہٹ کھڑے ہو جتنی میری بھوک ہی اتنا کھا لوٹنگا تھا رکھا کھا کھا کر دوٹون
 تھوڑے ہنسی لگا ایسا تو میں بڑھیا بھی نہیں جن کہ سب کھا کھا جاونی مان بائی نے کہا کہ عادی نے اسکی گردن بکڑ کر دیکھا
 سے نیچے اتار دیا اور اب بھج کر کھانے لگا ہر گاہ ناگ روٹیاں اور سالن کھا چکا اور پیٹ نہ بھردو دوسری دوکان جو اسنے متصل تھا
 سین جا کر لکڑیوں کے ٹکڑے چنی روٹیاں اور سالن دوکان میں تھا چمک کے تیسری دوکان پر چھکا عجیب طرح کا بازار
 میں غل مشور ہو اس حال کو دیکھ کر ایک تمام چوڑا خاص و عام ہوا کہ کو تو اب سنکر دوڑا مگر عادی کے
 زور و قوت کو دیکھ کر اتنا بھج گیا اسنے بائی نے اسکو ہارون پڑا اور بادشاہ سے جا کر حقیقت حال کہی یہ سب کیفیت

مفصل عرض کی مبادشاہ مغربی دہان کا بادشاہ تھا خود سوار ہو کر آیا مع اراکین سلطنت جلد تشریف با عادی کی صورت
 و وضع دیکھ کر بہت حیران ہوا سخت تیار و پریشان ہوا کہ ایسا آدمی کبھی دیکھا نہ تھا چارہ فرستے فریادی دہڑے کہ
 اُسے دوکار دے دوکار دینے تو دوکار دینے لوٹ کھالی ہیں اور کسی آدمی کا خون بھی کیا ہو ہم دیکھا نہ دار و کونوٹرا صدہ دیار بادشاہ
 نے کہا کہ اس سے کوئی مزاحم نمونے عادی کو بلا کر مستحق حال ہوا اُسے مفصل پرچ پرچ جو سرگدشت تھی سوکھی
 اپنے حال سے اُسکو اطلاع دی بادشاہ نے کہا کہ کہیں پہلوں غریب ناری کرتے ہیں غریبوں پر اسطرح کی جفا کاری کرتے ہیں
 عادی نے کہا کہ مثل مشہور ہو رہا کیا نہ کرتا بادشاہ نے کہا کہ اگر تم مسلمانوں کو لڑنا قبول کرو تو میں تم کو بچے پاس کھوں
 تم کو بہت برا نصیب دے دو اپنی بیٹی کی شادی بھی تمھارے ساتھ کر دوں یہاں اسلوک تمھارے ساتھ کروں لیکن بیان کا ہم پر
 اگر خاوند مر جائے تو جو اسکی جیتی اسکے ساتھ گئے اور اگر زوج مر جائے تو شوہر اسکے ساتھ زندہ گاڑا جا پھر وہ جینے نہ پا عادی نے
 قبول کیا بادشاہ نے اسی دن بیٹی کا عقد اُسکے ساتھ کر دیا عادی خوش ہوئے اسکے ساتھ بہتہ ہوا وہ عادی کے غم کو تاب
 نہ لاسکی اُسکا بوجہ وہ بیچارہ نہ اٹھا سکی فی الفور اسکی جان نکل گئی چھوٹے کف کے دفن کر نیو لگئے اور عادی کو بھی بڑھ کر
 ہمارہ لیا اسکے ساتھ لگے دفن کر نیکا بھی تھد کیا جیس عورت کی لاش کو قبر میں اتار عادی سمجھا کہ تو بھی قبر میں جا عادی
 نے اٹھ کر کیا لوگوں نے چاہا کہ اُسکو بکھرے قبر میں ڈالیں مگر کسی یہ مجال نہ پائی اُسکے مقابل کی کسی کوتاہی آئی عادی قوت کے
 بل سے قبر کے کنارے پکھڑا ہوا تھا اتفاقاً صاحب قبر ان اُسی دن میں داخل ہوا ایک درخت کے سائے کے نیچے پوت
 گرگ بچھا کر بیٹھے تھے اچھا سایہ دیکھ کر اُسکے تلے گر بیٹھے تھے آدمیوں کا ہجوم دیکھ کر خوجہ آشوب پہلول سے فریاد کہہ دیا تو یہ کیا
 ہجوم ہوا سفرد آدمی کیوں جمع ہیں کس بات کی دھوم ہو وہ جو دہان گئے تو دیکھا کہ ایک آدمی کو زبردستی قبر میں گاڑتے ہیں
 وہ کرتا نیلون اُسکے بکرنے کو کسی کا حوصلہ پڑا نہیں میرے آنکھ کہ ایسا حال ہو صاحب قبر ان بھی کچھے کو گئے خود بھی کھیں
 تو عادی کو زبردستی لوگ قبر میں چلیاتے ہیں میر حیران ہو کہ ایسا اُسے کیا گناہ کیا ہو جو اسے زندہ گاڑتے ہیں اُسکی بیٹی
 صورت بگاڑتے ہیں میر نے اس سے پوچھا کہ ای پہلو ان لوگوں کو اور یہ جرا کیا ہو ان لوگوں کا تیرے ساتھ معاملہ
 کیا ہو عادی بولا کہ عادی کرب میرا امی حمزہ نلے عجبے پاس نوکر تھا وہ عمر و فاع عیار کو اپنا نائب کر کے بھکاو اور
 اپنے رفیق کو اُسکے پاس چھوڑ کے پردہ قاف پر گیا اب تک عیار قوت لایموت تیا تھا میں سکھ کھا کے حمزہ کے انتظار میں
 جیتا تھا بالفعل اس عیار نے کہا کہ حمزہ کو گئے اٹھا رہ برس پورے ہوئے آئے ہیں کہا تک بکھری کر دن تم کو کہاں سے
 کھا تا دوں جس قدر لوگوں کو غلو فرماتا ہوں اُسکا نفع لیگا کہ اب بھکوا رہا میر سنن ہوتا میں تم کو لوگوں کی کفالت سے
 سر زمین ہوتا میں نے دیکھا کہ اٹھا رہ برس تک نصف بیٹ کھا کر مردہ ہو گیا سب فرستے دن فرسہ ہو گیا اب جو تھا فی بیٹ
 جو بیٹا تو کا ہیکر زندگی ہو گی کیونکہ جو بیٹا آخر بھیک کے مارے ایک دن جان دوں گا اس سے بھیک مانگ کر کھانا بہتر ہے
 اس طرف نکل آیا مقدمے نے نیا تاشہ دکھا یہاں کے بادشاہ نے اپنی بیٹی کا عقد مجھ سے کر دیا وہ قضاے آہی سے مر گئی

دنیا سے کوچ کر گئی اب جانتے ہیں کہ اُس کے ساتھ مجھ کو بھی گاڑ دین میرے رخت عمر کو بڑے اُکھاڑ دین میرے فرمایا کہ تو حریف
 دیکھے تو بجائے عادی کے کہانہ سچاؤن کیوں نہیں ہر چند اُسے اُٹھا رہے برس گئے ہو مگر نہایت بدل گئی ہوگی لیکن تو بھی خال
 سب روگ ہاشمی کا لڑا رہی ہے سچاؤن لگا اُمیر نے پیشانی کھجائے کے بہانے سے تاج کو سر سے سر کیا اس بہانے سے
 وہ اُسکو دکھایا عادی کی جو لگا اُس پر شری قید کو توڑ کے اُمیر کے قدم پر گر پڑا اُمیر نے اُسکو جھاتی سے لگا لگا کہ کب کسی کا
 ہو جو تجھ پر دست اندازی کرے تجھ سے دست درازی کرے عادی کو اپنے پہلو میں گھڑ کر کے ایک لغزہ کیا ہر کہ دائرہ دائرہ
 ہر کہ نڈانہ بایہ کہ بداند نہم صا جقران حمزہ نامہ اقل کشندہ دیوان غوغو خورشید کشندہ طلسم پران مہنگار میعاد شاہ نور
 آواز سنکر لڑی باریک بارگاہ سے نکلا اور اُمیر کے پاس گر پڑا کہ حمزہ من نے جانا تھا کہ تو دیوان قاف کے ہاتھ سے مارا گیا مگر جیتا
 پھر خیر دیوان سے جیتا پھر تو میرے ہاتھ سے آج نہیں بچے کا میرے ہاتھ سے ضرور مارا جائیگا آج اپنی حرکتوں کی سزا
 پائیگا یہ کہہ کر اپنے لوگوں کے کہانہ کہ اس عرب کو مار لو ہرگز اسے قتل کرنے میں درغے ذکر و ادراپ بھی تلوار نکال کے ایک لڑکھا
 اُمیر نے ہاتھ بڑھا کر قبضہ اُسکی تلوار کا پکڑ کر تلوار جبین لی اور اُسکو اُٹھا کے اس زور سے زمین پر دے مارا کہ سر اُسکا
 میں گھسکر گوشت کا تو تھڑا معلوم ہونے لگا سیلر اُسکو مار کے اُسکی سپاہ کے اوپر گرے سب فوج کو قتل کر کے نیست نابود کیا
 ایک کو بھاگنے دیا عادی نے بھی ہی تلوار جو اُمیر نے میعاد شاہ سے چھین لی تھی لیکر کافر و کفار شروع کیا ہر گاہ بہت
 کافر جنم حاصل ہو عاقل خان نے کہ میعاد شاہ کا وزیر دانا نامی اسم اُپھی تھا اُمیر سے مشرت ہو کر امان مانگی اور
 بخوشی مسلمان ہو کر اُمیر کو اپنے مکان میں لیکر اُمیر نے نہر مصری کی واسطے ایک مکان خلوت کا دیا سب طرح کی غلط کاری
 کر کے انکو خوش کیا اور سات دن پیچھے عاقل خان کے گھر میں ضیافت کھائی ہر صورت سے راحت پائی چلتے وقت عاقل خان کو سخت سلسلہ
 پر بٹھلایا ہر چند اُسے جاہا کہ اُمیر کے اُٹھ رہا جاو اُمیر نے فرمایا کہ ابھی نہیں چھپے سے تم تاجو جین کیوں علی لاننا اُمیر نے زونوں کو ان
 نہر مصری کو بدستور گھوڑے پر سوار کیا اور آپ مع عادی پیادہ روانہ ہو عاقل خان نے تمام شہر کو مشرت اسلام کیا ہر گاہ
 بر قائم رہے ہر سب عہد بیان لیا اور ایک عہدی میں اُمیر کے آئے کا حال لکھ کر مع میعاد شاہ مغربی نوشیروان کچ پاس روانہ کیا
 راوی لکھتا ہو کہ اُمیر سے دن ایک بلستان میں پہونچے جہاں بانی اور سایہ کا نام نہ تھا ایسے بیابان میں پہونچے دو پہر کو وقت
 اتفاق سے بیتاب ہو کر ایک درخت سایہ دار کے نیچے کہ اپنے با واقع تھا پوست گرگ بچھا کر بیٹھے وہ جگہ آرام کی یا کر بیٹھے عادی
 کہانہ کہ گری سے بگھلا جاتا ہوں میں سوخت بڑی ذیت اُٹھا ہوں اگر حکم ہو تو دریا میں غوطہ مار لوں ذرا طبیعت کو تسکین
 دوں اُمیر نے فرمایا کہ اس سے کیا بہتر ہو بہت خوب ہے اُپھی طرح سے نہایت عادی نے پیرے آمار کے دریا کے کنارے پر گئے
 اور اپنے اپنے گھول گھول کے غوطہ مارنے لگا ناگمانی کہ صندوق بیا جلا آتا تھا عادی نے اسے روک کر کھولا تو اس میں کپڑے
 نکلے عادی کے بٹ گیا بھوت کی طرح اس سے چٹ گیا عادی نے صا جقران کو پکارا صا جقران نے جاکر اس کو پکڑ کر
 پھر مندر قریب بند کیا اور عادی کو دیا عادی نے اپنے دل میں کہا کہ عمر کا کتنا تو ہوا کہ میں زندہ زمین میں گاؤں جاتا

جانتا تھا مجھ کو اپنا بچنا کسی صورت سے نظر نہیں آتا تھا اگر خدا نے مجھ کو بھی بچا کر کہ یہ دیو معلوم اس مسند وق کو بجا کر عہدہ
 دو نکایہ بلا اسکے سپرد کر دگا جو یہ کھولے گا یا سکولٹ جائیگا تب اسکو میر کرنا یا دینگا عادی نے اس مسند وق کو
 محافظت سے اپنے پاس رکھا میر علی جزدنزلون کے بعد یا یکن عادی سے معلوم ہوا کہ عمر و مع لشکر تیج مغرب
 میں تمام رکھتا ہے آجکے متعلقین قیام رکھتا ہے میر نے زہرہ مصری غیرہ عادی کے بڑے کر کے فرمایا کہ تم لگو ساتھ بیٹا
 آہستہ آہستہ آدھین کے کاحال دریافت کروں ہان کی سب کیفیت سے آگاہ ہوں یہ کہرا شہر پر سوار ہو تو تھوڑی
 دیر میں قلعہ کے متصل پہنچے قلعہ کے سامنے ایک ٹیکڑا تھا اسے کھڑے ہو کر قلعہ کو دیکھنے لگے دیکھا قلعہ تو عجیب سا ہے بیکار بہت
 بارہ قبیل طیار ہی ہو رہا ہے اگر چاہے کہ اسکے اوپر سے اڑے جاؤ تو صید ہوا اگر میر غ بھی راہ کرے تو قید ہو قلعہ کے کھڑے
 پہاڑ پر دو دوسری طرف دیا ہوا تو قریبی طرف مھرا ہو کو سون کا سہ ہزار لگا کھلا نظر آتا ہے جنکا مقدار ہرگز قیاس میں نہیں آتا ہے
 جا بجا بیوہ دار وخت خوش سلوب نظر آتے ہیں کھانا تو کیسا خشک دیکھنے سے لوگ حیات تازہ پاتے ہیں اور چوتھی طرف تازہ
 شاہ درہ ہوشی ہو اور زور سے بچا ہوا نوشیروان بالشرک غدار پڑا ہوا ہے خیمہ ہر سردار کا اپنے اپنے موقع پر کھڑا ہوا ہے
 فیلبند دروازہ پر زور واطلس چینی کے شامیلے کے بچے کرسی جو انہر نگار بر سن مارے بیٹھا ہوا ہے کہ بادشاہ ہفت ظہیم کی جگہ
 آگے کچھ حقیقت نہیں سکی ہیبت و عجب کسی کو بات کرنے کی طاقت نہیں داسنی طرف تو شاہان شہر یاران ہوا ہی دست
 کر رہے کھڑے ہو ہیں اور بامیں طرف مقبل و فادار بارہ ہزار تیر انداز لیے کھڑے ہیں میر عمر و کو اس سچ و سچ سے دیکھ کر بہت
 ہنسے اور قلعہ کی دیوار کے نیچے پوست گرگ بچھا کر بیٹھ گئے فقیر دن کھڑے سے اسی دیوار کا تکیہ لگا کر بیٹھ گئے اور استغفر و یوزار
 سے زبان جنی میں فرمایا کہ تو بھی اس صحر میں کہ قلعہ کے نیچے ہوا کر چھ کھاپی آجو کچھ تھ لگے وہ جا کر کھالیں کسی سے ہاتھ نہ آتا
 کسی راہ میں ہے کو نہ بھنسا نا اسقہ نے مھرا کی راہ لی جو میر نے کہا تھا وہی بات کی شاہ عیاران عیار کا حال سینے کے
 اسدن جا کر مہر نگار کو جو میر کے غم میں بہت بد حال پایا بیٹھ کر آپ بھی خوب یاد آسکو بھی خوب لایا آسکو دیکھ کر
 آسنے بہت بچ اٹھا یا اور کہنے لگا کہ ملکہ خدا کو یاد کرو اللہ کی رحمت پر بھروسہ کر کے اپنی طبیعت کو نشا کر دو دیکھو وہ کیا کون
 جانے ہنفر قیاس کا نام ہونا امیدوں کی تمار لانا اسی کار ساز حقیقی کا کام ہے البتہ حمزہ کو تم سے ملا دینگا کیہن تمھارا
 مطلوب تمھارے پاس ضرور آویگا مہر نگار نے کہا کہ ای خواجہ صبر کی بھی آخر کچھ انتہا ہے صبر کما تیک کہ روں کس طرح سے
 اپنی طبیعت کو تسکین دے آج میر کو گئے اٹھارہ برس پورے ہوئے عمر و بولا کہ ابھی تو شام کو بڑا عرصہ باقی ہے اگر شاہ
 تک میر ہو پرخ جائیں اور خیر و خوبی سے تشریف لیں تو خدا کی قدرت کیا دور ہو ملکہ ذرا قلعہ کے بالا خانے پر جا کر
 صحر کی میر دیکھو دیکھو تو کیسا ہزار لگا کھلا ہوا ہے اور گنبد سے کو سون تک مٹی سبز کا فرش بچھا ہوا ہے کسی طرح تو دنگو بہت
 خدا را میری خاطر سے بالائے بام جاؤ مہر نگار کے بھی سو قہ کچھ جی میں آگیا کہ ام عمر و کا اسوقت بھا گیا چاروں طرف
 نظر اٹھا کے کیفیت صحرائی دیکھنے لگیں سقف قد پر جا کے صحر کھڑے قدرت خدا کو تشار دیکھنے لگیں اتفاقاً تین چار

قازین اڑی چلی جاتی تھیں کسی طرف سے اڑتی ہوئی آئی تھیں مگر تیر مارا کہ میں ٹال دیکھتی ہوں اگر نرج
 لی قاز کو میں نے مارا تو آج میرے ملاقات ضرور ہوگی بعد مدت مدید انکے دیکھنے اور لٹنے سے سرور ہوئی تیر پہنچ ہی کی
 باز کے بازو میں ترار ہو گیا اور وہ قازا میرے روبرو گری میرے قاز کو تو ذبح کر کے اپنے روبرو رکھا اور بیکان تیر مار
 نہنگار کا نام دیکھ کر بوسہ لینے لگے اس تیر کی بلایں لینے لگے سامنے سے عمرو نے دیکھا طیش کھانا ہوا میرے پاس گ
 لینے لگا کہ او قلندر بے پیر تو نہیں جانتا کہ اس تیر پر کسے ناموس کا نام ہو تو بوسہ لیتا ہو لا تیر محکو دے ایک مرتبہ تو فقیر بھگ
 حان کیا مگر بار دیگر ایسی بے ادبی کر گیا تو اپنی سزا کو پہنچ گیا اس دار قانی سے دار بقا کو پہنچ گیا میرے بولے ایسے
 بن نے تجھ ایسے عیار بہت دیکھے ہیں اسکو جا کر دھماکا جو تجھ سے ڈرا جو ایسے فریبی رکھا بہت دیکھے ہیں میں
 بادشاہ ہفت کشور کو بھی برابر نہیں سمجھتا ہوں تو تو ادنی عیار ہی تیر کیا اعتبار ہو عمرو جو غیظ میں یا خلا میں سے کھول کر
 یک سنگ تراشیدہ تراشیدہ کھنڈ فلاخن میں چھلکا میرے اوپر بارا میرے اس تبھ کو نگاہ میں رکھا جب تک کہ نزدیک
 سوچا دونوں ہاتھوں کے بیچ میں دکا اور لکار کر کہا اویار کہاں جاتا ہو یہ فقیر بھی تجھے اپنی صنعت کھانا ہو ہی تبھ کر
 عمر و نے دیکھا کہ تبھ بڑے زور سے اٹھا ہوا چھلکا رنگ ہو گیا اور دوبارہ تبھ اور میرے بارا میرے اسکو بھی روکیا اور ہی
 عمر و کا عمر و فوراً اٹ گیا تبھ دیر سے نکل گیا عمر و دیکھا کہ یہ فقیر صاحب کمال معلوم ہوتا ہی اہل وجد و حال معلوم
 داتا اس یوں سر پر ہونگا چکر لایج دیکھئے اور تیر تو اس لیے عمر و نے نزدیک کر کہا کہ او قلندر یا بخشنو یہ تیرا ہونا
 محکو دے میرے نہ مانا مگر عمر و نے کہا کہ ہزار روپیہ لے اور تیر دے میرے کہا کہ میں نے قاف میں حمزہ کی بدولت ایسے
 یسے روپیہ دینی ادنی کو دیکھ لے ہیں سو تو محکو لایج دلاتا ہو مجھے اپنی زرداری کھانا ہو عمرو نے سن کر ٹھیکہ کیا اور پوچھنے لگا
 حمزہ کو دیکھئے ہوئے کتنا عرصہ ہوا میرے کہا بھی تجھ میں نے کوئی نہ دینا وہ ایک چار تھکے عمر و نے کہا کہ کچھ تم سے اسیر
 نہیں بھی تھے میرے کہ چلتے وقت اتنا کہا تھا کہ جب کے میں پہنچتا تو میرے باپ سلام میرا کمر خیریت میری آمد دنیا عمر و
 ا کچھ اور بھی کہا تھا بولے کہ ان یہ بھی کہا تھا کہ اگر ہمارے رفیقوں سے ملاقات ہو تو ہماری طرف سے انکو بوجھ دینا عمر و
 لاکہ اور بھی کسی کو کچھ پیغام دیا ہو میرے فرمایا کہ ایک بات بتا کہ تمام مہنگار سے کہنے کو کہی ہو اپنی حوشہ دگلدار اور دلبر
 فادار سے کہنے کو کہی ہو عمر و نے بوجھا کہ وہ بات کیا ہو برے خدا جلد کیے خاموش نہ رہیے میرے بولے کہ میں تجھ سے
 ہونگا انکے خلاف حکم نہ کر دینگا مہنگار کے کان میں کہو نگا اس واسطے کہ اس نے مجھ کو بھی فرمایا ہو فقیر بام حاطل ہو عمرو
 لاکہ یا حضرت یہ آپ کیا فرماتے ہیں کیسی بات زبان پر لاتے ہیں مہنگار آپ کے سامنے کیونکر ہوگی وہ بردہ نشین ہو
 صاحب جاہ و تکلیف ہو میرے کہا کہ نہ تو میں کہو نگا بھی نہیں عمرو نے کہا کہ او قلندر یا بخشنو میں نے اور ایک پیغام
 بھد سے میرے کہا کہ میں نے ایک فوجہ کدیا اور تجھ کو بھی لگا گیا کہ اگر مہنگار کو سننا منظور ہو تو مجھے بلا کر اپنے کان
 بن سننے اور نہیں توجہ کرنے سے کیا کام ہو پیام نہ سننے کا اسی بالزام ہو عمرو ناچار ہو کر محل میں گیا دیکھے تو عجیب طرح

کی خوشی بچ رہی ہو کوئی بھولے نہیں سنا تاہو شخص نہایت دانا و خوش نظر تھا ہی عمرو نے بوجھا کہ یہ خوشی کس بات کی ہو
 کیا کچھ کسی نے ٹکونی خوشخبری دی ہو ملکہ مہر نگار نے کہا کہ میں نے خال گوش کے طور پر ایک نر تیرنگا یا تھا اپنے بخت کو دایا
 تھا وہ تیر تاز کے بازو پر لگ کر ترازو ہر گیا مگر تیر صید قلعہ کی دیوار کے تلے گرا ہی دور اسکو وہاں سے لادواتی
 مہربانی کرو اور خواجہ یہ فال بہت آزمائی ہوئی ہو یہ بات کی مرتبہ میرے امتحان میں آئی ہوئی ہو ابھی تو دن بہت ہی
 ہزار سوہ شام نہونے پائیگی کہ امیر شنگے آج وہ ضرور تشریف لائینگے عمرو نے دیکھا کہ عجب طرح کا ہنگامہ ہو کوئی آسمان پر
 اگر لڑا ہو کو دیکھتی ہو تو کتنی ہو کہ امیر کا تخت میں برین ضرور ہو کوئی کوٹھے پر چڑھی ہوئی صبح کی طرف تک ہی ہو کہ امیر کو
 خوشی کی راہ آؤ شنگے تو ادھر سے آؤ شنگے عمرو نے اپنے دین کہا کہ غنیمت ہو مہر نگار کوٹھے پر جا کر پہلی تو اس میں بھر مہر نگار
 نے کہا کہ خواجہ میر تیر و صید قلعہ کی دیوار کے نیچے گرا ہی اٹھو اگر سنگا دیا تم خود جا کر لادو خواجہ نے کہا کہ کج دیوار کے نیچے
 ایک فقیر فلندرا کو بچھا ہو معلوم نہیں کہ کیا جا کر بچھا ہو تیر تاز و تیر اسی کے آگے گرا تھا اسنے تاز کو تو زنج کر کے رو برو رکھ
 لیا ہو اسکو گویا اپنا شکار تصور کیا ہو اور تیر اس کے ہاتھ میں ہو کتا ہو کہ میں قاف آتا ہوں حمزہ کا کچھ پیغام ملکہ مہر نگار
 کو لایا ہوں میں اس کے کان میں کہوں گا جیسا اٹھوں نے کہا ہو ویسا ہی کرونگا ہر چند میں نے اسکو لالچ دیا اور اس ت
 اصرار اور مبالغہ کیا بولا کہ میں نے بہت کچھ حمزہ کی بدولت قاف میں خرچ کیا ہو ہزاروں روپیہ اپنے ہاتھ سے
 محتاجوں و غریبوں کو دیا ہو چشم دل سے ہوا بچکو کسی کی خواہش نہیں تو تیر دیتا ہو اور نہ حمزہ کا پیام کتا ہو شل شوہا
 لہ میر حمزہ جبکہ روز وصال آتا ہو + بقدری دو چند ہوتی ہو + مہر نگار نے بیقرار ہو کر عمرو سے کہا کہ خواجہ میر کا خدا اس
 فقیر کو جلدی بلا لاؤ اس میں ہرگز تیر نہ لگاؤ عمرو نے پھر آکر امیر سے کہا کہ ای قلندر میں تجھ کو ہزار متن دیتا ہوں اگر حمزہ کا
 پیام مجھ سے کہدے میرے کہنے پر عمل کرے امیر نے کہا کہ گفتگوئے نو کرنا کیا ضرور ہو مجھ کو مہر نگار کے سامنے لے جا کر
 پیغام کا سننا تجھ کو اور انکو منظور ہو ایک دفعہ کیا ہزار دفعہ کہدیا کہ میں سو ا مہر نگار کے کسی سے نہ ہونگا خلا و دستور
 کبھی نہیں کوڑنگا عمرو نے ناچار ہو کر کہا کہ اچھا چلے امیر نے تاز کو تو عمرو کو دیا اور تیر و پوست گرگ اپنے ہاتھ میں لیکر
 چلے عمرو نے امیر کو محل میں بجا کر پردے کے پاس بٹھلا کر کہا کہ ای قلندر پردے سے لگی ہوئی مہر نگار بیٹھی ہو
 حمزہ کا پیام ادا کر امیر نے کہا کہ حمزہ نے مجھ کو اپنے سر کی قسم دی تھی کہ مہر نگار کے کان میں کتنا پس میں کیوں کر قسم کے
 خلا و کروں اگر سننا ہو تو مہر نگار امیر سے سامنے آئے اپنے شوہر کا پیام سن جائے اور نہیں تو میں جا جا ہوں یہ کہنے
 امیر ہاں سے اٹھ کر چلے ناچار عمرو نے پردے کے اندر جا کے فتنہ بانو دختر دایہ مہر نگار کو ایک چادر اٹھائے بٹھلا دیا
 مہر نگار اس کے کہنے کو امیر کے سامنے لایا اور کہا کہ ای درویش مہر نگار حاضر ہو حمزہ کی گلداز و قادار حاضر ہو جو کچھ
 کہنا ہو کہ اب خاموش نہ رہ امیر نے کہا کہ تمھو کو یوں کچھ کہ مہر نگار ہو یا کوئی اور ہو بادشاہزادیوں کی سا طور پر عمرو
 نے فتنہ کے منہ سے چادر جوٹھائی اسکی صورت جو اسکو دکھائی امیر نے کہا کہ یہ مہر نگار نہیں ہو یہ فتنہ ہو

حمزہ نے اسکی صورت کا بھی نشان مجھو دیا تھا اسکے حال سے بھی کچھ ناگاہ کیا تھا تب تو ناچار بدکردار خود مہر نگار ایک رشتہ آئی بھجوری اسکی نئی صورت دکھائی امیر نے دیکھا کہ عجیب لبت ہو رنگت دب خشک چشم تر سیلے کپڑے پہنے ہوئے امیر کی آنکھوں میں آنسو بھر گئے مگر انکے بچا کر ان آنسوؤں کو پی گئے تاکہ راز نہ افشاں نہ ہو جائے کوئی شخص نہ مانتا ہوا دیکھ کر ناگوار ہوا عمر و نے کہا کہ لے درویش یہ تو مہر نگار ہو تو کہ امیر نے کہا کہ وہی میری ایک ہی بات ہو حمزہ کا پیام مہر نگار کے کان میں کہہ دیا جو میں نے پہلے کہا ہو وہی کردگار عمر و نے پیش کھا کر مقبل وغیرہ چند سرداروں کو بلا کر کہا کہ تم لوگ کچھ کھینچے کھڑے رہو جبوقت یہ فقیر باہر نکلے اسے مار لو ایسے گستاخ کے ٹکڑے کر داس میں مہر نگار نے کان پنا جھکا دیا اپنا سر آنکے نزدیک کیا امیر نے چپکے سے کہا اوجان میں حمزہ ہوں فقیر نہیں ہوں یہ کس تراج کو جو سر سے اٹا دیا خال میں رگ ہاشمی نکالہ ابراہیمی مہر نگار کو نظر آیا دیکھتے ہی مہر نگار نے ایک پیچج ماری اور ادھر امیر نے ایک کافور دہ قاف سے صاحبقران کا قلعہ تیج مغرب کی طرف ملکہ مہر نگار کے پاس آتا اور دفعۃً اپنے نینں ظاہر کرنا اور مہر نگار و امیر کا بیہوش ہو جانا اور اسکے بعد بصد خوشی جشن کرنا



رادونوں بیہوش ہو گئے کثرت اشتیاق سے مدہوش ہو گئے عمر و نے جو غور سے امیر کی پیشانی کو دیکھا بچا اور یقین جانا کہ یہ خود حمزہ ہو در کردار مومن برگزیدہ اور کئی بار تصدق ہوا کہ امیر کا نام معلوم ہوا گلاب بد مشک مہر نگار امیر کے مخدوم چھپر کا اور باطرت بلکھا جھٹلے گئے رادون خود رفتہ آپ میں نے امیر نے عمر و اور مقبل کو چھاتی سے لیا سبکے حل پر التفات فرمایا اور بے اختیار رونے لگے سبب نزار زار رونے لگے اندر سے باہر نکلا سدن بد ہو گئی اسیدم ملکہ مہر نگار نے جشن کی تیاری کا حکم دیکے تمام کیا اور پوچھا کہ عروسانہ ہنسنے کو ہر ہنست

کیا امیر نے باہر جا کر ایک ایک سردار کو گلے سے لگایا اور خلعتِ فاخرہ سے سرفراز فرمایا گوئی ایسا تھا کہ جس نے سدا
صاحبقران پر سے زرد و جامہ فرما رہا نہیں کیا سامانِ قہدق طیار نہیں کیا حتیٰ کہ عمر و کانے دو پیسے تصدق کیے چونکہ عمرو
کے مزاج میں خوش طبعی بہت تھی اسلئے اُسے اسی قدر دیے فوراً عمرو نے نقار خانے میں نوبت بجانے کا حکم بھیجا لگی
جھڑ جھڑ نوبت بجنے نقار خانے میں لڑنے لگے گرجنے راوی لکھتا ہوا کہ ہر گاہ آواز مبارک سکلا اور صدائے شادوانہ نوشیروان
کے کان میں پہنچی عیاروں سے بوجھا کہ یہ کیا ہنگامہ ہوا کھفون نے عرض کی کہ صد اقلعہ کے شور و غل کی ہوتے ہیں کہ حمزہ
قاف سے آیا اللہ کے فضل سے بخیر و خوبی تشریف لایا بخت کٹا کہ حضور پھر کوئی عیاری عمرو کو سوجھی ہوگی بادشاہ نے
بزرجمہر سے بوجھا کہ آپ کیا کہتے ہیں بزرجمہر نے کہا کہ از روئے حساب کے تو معلوم ہوتا ہو کہ حمزہ آیا ہوا اور میں بھی بوجھا
بصرے سے آیا ہوں کہ امیر حمزہ سے ملاقات کروں اور قاف کی کیفیت انکی زبان سے سنوں اب اسقدر دلیرا و کا
حال سینے وہ جھجکل میں جرنے کو گیا و ان نوشیروان کے بھی گھوڑے چر رہے تھے اسقدر کو جو برا معلوم ہوا بہت سے
گھوڑوں کو پاؤں سے مار ڈالا جو مقابلے میں یا اسکا لوگر لکلا لاتی جو بیچ رہے قریہ شام وہ اپنے لشکر کی طرف بھاگے اسقدر
نے اُنکا بھیا کیا گھوڑے جو بدحواس ہو کر اپنے لشکر میں داخل ہوئے اکثر خیموں کی طنائیں ٹوٹ گئیں لوگوں نے اُن سے
رسیاں جھوٹ لگیں لوگ اسقدر کے اوپر دوڑے اسقدر نے جیسے پتھر مارا اسکو جیر کر بھینک دیا ایک پیسے پیٹ جا کر کیا جکے
سر پٹا پاری کا سہلے سر کا جھن سے الگ طائرا ہوا نہ ہاڑ میں پرار ہا جکلی گردن پر کے جھٹکا مارا اسکا دھڑ سے
الگ ہو گیا اسید طح ہزار دن کا فاشق نے مارے نوشیروان کے لشکر نے جانا کہ مسلمانوں میں شام بخون طیار ہو کر انجہری
خون کو غنیم کی فوج کھچکے صبح تک بالیکر لیکر گنا مرا کیے آپس میں جنگِ جلال کیا کیے صبح کو جو دیکھا تو سوراہے یعنی فوج
وہ سر کا کشتہ نظر نہ آیا ایک بھی شیر شخص کو مقتول نہ پایا نوشیروان اسقدر کو دیکھ کر عاشق ہو گیا حکم کیا کہ اس گھوڑے کو کسی
طرح سے پکڑنا چاہیے جس طرح سے بنے جیسے میں لانا چاہیے جو اسکو پکڑنے جاتا تھا ضرب شہید تھا تا تھا ابھی جان گھوٹا
تھا امیر نے عمرو سے کہا کہ رات اسوقت تک نوشیروان کے لشکر میں شور و غل برپا ہو رہا ہے فاشق تو کرو کہ باجر کیا ہو یہ
کیسا ہنگامہ فساد ہو رہا ہے امین یک عیار نے اگر مفصل حال بیان کیا صا جھڑان نے عمرو سے کہا کہ وہ گھوڑا میرا ہے
جاؤ اس کے لٹکا کر فرزندار یا نیلس لائے صا جھڑان نے بلا لیا و تباہ داتیر سے بلا لیا کہ وہ سید تمھارے ساتھ
ہو گا تم اسکو میان لے آنا کسی طرح کا خون نہ کھانا عمرو نے جو سب حکم امیر کے گھوڑے کو پیچا دیا اور اسکو طبعی سے
اگاہ کیا اسقدر عمرو کے ساتھ ہوا امیر قلعہ سے بچے آئے اسقدر کو گلے سے لگایا اور عمرو کی تعریف کر کے فرمایا کہ اسقدر عمرو
تمھاری خدمت کیا کر گیا حکم سب طرح کا آرام دیا کر گیا اور عمرو کو حکم دیا کہ اسقدر کو سب گھوڑوں کے آگے بانہ ہلکے لے کھائے
پینے کی تم خود خیر رکھنا اس کے دو سر دن عادی مع زہر مصری خواجہ آشوب بھلول پہنچا نہرہ مصری کو تو امیر نے
مہر نگار کے پاس محل میں بھجوا دیا اسکا نہ رہنے کا حکم دیا اور خواجہ آشوب بھلول کو بلا کر اپنے پاس کھا عادی پ

چکے سے عمر کو بلا لیا اور وہ صندوق دیکر کہا کہ اس میں بہت سارے جواہر ہوں مجھے جس طرح سے ملا ہو اسی طرح میں لے
 تمہارے واسطے امانت رکھا ہوں اس صندوق کو لیجئے اور سب جواہرات کو تصرف کیجئے عمر صندوق کو لیکر عادی سے
 بہت خوش ہوا اور ایک کوٹھری میں لیا کر لکڑی اسکی اندر سے دیدی و اس صندوق کو گھولا گھولتا تھا کہ اس میں
 ایک دیو نکلا کر بیٹ گیا بے اختیار اسکو چپٹ کیا عمر نے سفید مہرہ بچایا اور غل مجایا امیر سوقت مہر نگار کے پاس
 لیٹے ہوئے اس کے لب لعل کے پوسے لے رہے تھے داد و عیش و عشرت دے رہے تھے ناگاہ سفید مہرہ کی آواز جو کان میں گئی
 ہڑکڑا کر دوڑے بہت بدحواس گھبرا کر دوڑے کہ عمر و پر کیا حادثہ ہوا جو وہ سفید مہرہ بچاتا ہو گئی فتنہ پیشانی پر قرار
 ہوا جو جھکوا آواز سناتا ہو مہر نگار کو لے ہوئے صحن میں نکل آئے اور مقبل بھی زہرہ مصری سے اختلاط کر رہا تھا امیر کی
 آہٹ پا کر نکل آیا وہ بھی بہت گھبرا یا میر نے کان کھکھڑاتا معلوم ہوا کہ فتنہ نے جگر سے سفید مہرہ کی آواز آتی ہو اسی
 طرف آہٹ بانی جاتی ہو امیر اس جگر سے کی طرف گئے دروازہ آسکا اندر سے بند تھا ایک لات ماری دروازہ ٹوٹ
 گیا دیکھیں ہی دیو جھکوا کر کے عادی کے حوالہ کیا تھا اسکو قید کر کے کو دیا تھا کونے سے لگا ہوا کھڑا ہو عمر و پر حمل
 کرنے کو اڑا ہوا اور ایک کونے میں عمر و کھڑا ہوا سفید مہرہ بچا رہا کہ میں اسکی مدد کو پہنچوں اسلئے وہ جھکوا آواز اسکی سناتا
 ہو امیر کمر بند آسکا پکڑ کے ملکہ کے سامنے لے گئے اور بوسیدہ کپڑے کی طرح سے ملکہ کے روبرو آسکو جیر ڈالا کھجور آسکا اس کے
 پیٹ سے نکالا بھون نے امیر کی قوت برافزین کی انکی جرأت پر شاہنشاہی و مہر نگار نے بہت کچھ امیر سے منہ
 کیا چونکہ عمر و اس صدمے سے بیہوش ہو گیا تھا جب لوگ گلاب چھڑک کر اسکو ہوش میں لائے عادی سے کہنے لگا کہ
 بھلا اس شکر بزرگ تو نے مجھ سے یہ حرکت کی جھکوا خوب ذمیت دی لیکن یکہ تو میں بھی کیسا عوض لیتا ہوں تم جھکوا بھی کیسا مدد
 دیتا ہوں عادی نے ہنس کر کہا کہ خواجہ میں تمہارے کہنے سے زندہ قبر میں گاڑا گیا تھا کسی طرح میرا کنا بھی ہوتا یا نہیں
 یارے میر نے دونوں کو ملوادی انکو باہم موافق کیا اور فرمایا کہ عمر و غلط جمع رکھا آسمان پر ہی تیرے واسطے ہے
 تجھے قادت سے لاویگی جسکے دیکھنے سے تیری طبیعت بہت جھٹ اٹھاویگی عمر و بہت خوش ہوا اور امیر کو دعائیں
 دینے لگا کمال محبت و اخلاص سے بلا میں لینے لگا

تمام ہوا و فترتیں سرا باقی حال جو تھے و فترتیں

لکھا جائیگا انشاء اللہ تعالیٰ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ



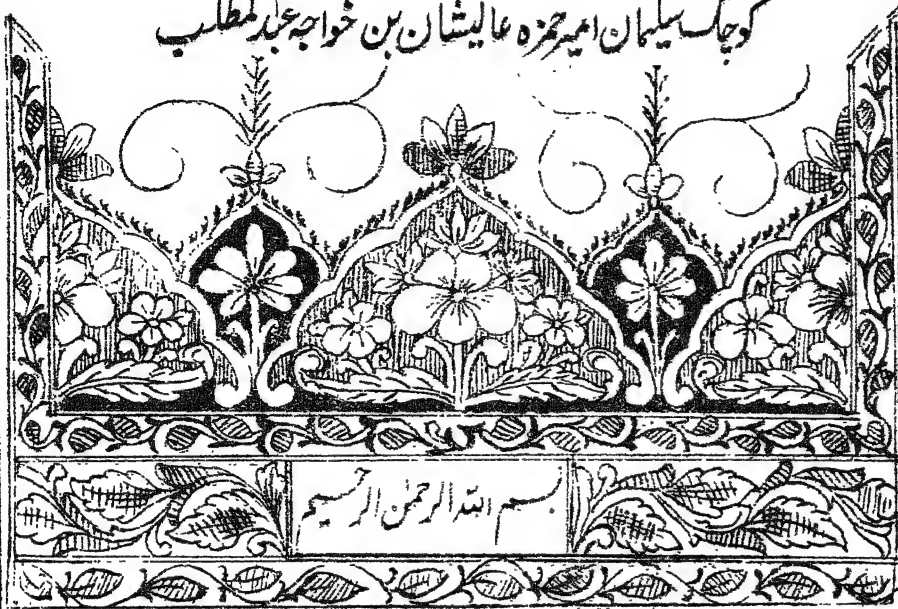
دانشان



مطبع مشرقی نو شویب کتب مطبوعه جهان

آغاز دفتر چہارم از داستان صاحبقران گیتیستان زلازل قات

کوچک سیلیمان امیر حمزہ عالیشان بن خواجہ عبدالمطلب



معرکہ آریان میدان حکایات و جنگ جویان عصر روایات کیت غامہ کو صفیہ قاس پر سطح جولان کرتی ہوئی
 ب نوشیروان اور پنجنگ غیرہ امراے نوشیروان برآکا صاحبقران کا پردہ قات سے ظاہر ہوا اور شخص ان کے
 شریف لائیکے حال سے ماہر ہوا پنجنگ نے نوشیروان سے کہا کہ حمزہ تمہارے بریں کے بعد قات سے آیا اور حضور سے شرف
 ازمت نہ پایا پس شاہ ہفت کشور کی بیٹی زبردستی دیا چاہتا یعنی زور و قوت کے غور سے یکام کیا چاہتا ہو ایسے میں طبل
 ناک بجوائے اس سے برقرار آئے کہ وہ تھکا مائدہ ہو اور حضور کی کاب میں فوج تیار ہو آکا تمام لشکر و لیلہ و جنگ بر طیار ہو بہت
 سانی سے اسکو مار لیتے ہیں اسکو شکست فاش تھے ہیں نوشیروان بھی اس کے فقرے میں گیا اس کے دین میں بھی خیال سا گیا طبل
 کا حکم دیا نیر و نیر و شتر و بوق و قرنا و جھانجھ و تری کے بجھنے کا اذن کیا صاحبقران گیتیستان بھی یہ خبر
 ل جنگ بجوایا جھانجھ فراسیاب بوق ترکی نیر و جمشیدی نے صدر سے ملو کو داد لایا کیا چینی قتلہ بچینی نے اٹھا
 ناہر نیری کی جو بٹھا کر اس زور سے طبل سکندری براری کہ چڑھ کوس کا کٹ نہ اسکی گئی اور شکیان نوشیروان
 ن سے اکثر دن کے کان کے پردے پھٹ گئے اس داڑ کے صدر سے مارے خوف کے خون ہمار و ملے گھٹے اور بہت
 ہی بہرے ہو گئے دونوں لشکر و نین ت بھر طیار ہی سب طرح کی ہوشیاری ہی جو بہادر کہ ہمیشہ مشتاق و دیدار جنگ
 اتھون نے غسل کر کے پوشاک بدل عطر سہاگ کا لگایا سر نہ آنکھوں میں لکھایا پان چاکر منہ کو لال کیا ہر دم دعا
 گئے لگے کہ اتنی سرخ و کجیو اور زور و ولی حریف رو سیاہ کو کجیو تلوار و ن اور چار آئینوں میں صیقل

کرنے لگے ترکش میں ہلاکت تیروٹے تیروٹے عوض میں بھرنے لگے جس کہان نے رخ بدلاتھا اسکو آتش غضب کھائی تے رکھتے
 آگ میں جلائی خنجر کے جوہر نکالے اپنے اپنے سب سے تمہیں اسی دن کے نیرود کے پھل صاف کرنے لگے گھوڑوں کے چار بایں میں
 دو ہر جنگ زبرد گائے یار سے یار دوست دوست آشنا سے آشنا بھائی سے بھائی باپ بیٹے سے بیٹا باپ سے جمہار
 تمندار سے تمندار جمہدار سے کیدان کے سے لگا کیدان سے با یکدیگر بغلیہ ہو گیا ایک سرے کی طرف کے واسطے
 مانگنے لگا قاتل حقیقی سے کمال عجز و انکسار اپنا مطلب دعا مانگنے لگا بعض ہنس کر خبیہ ہنسنے لگے اڑا کر تے تھے اپنا
 نرا وارارنے لگے کہ کل سپاہیوں کی سپاہ گری بکیتوں کی بکیتوں کی دیکھنے کے کسکی کھوڑی گھوڑوں کے سمون کی کھوڑی کی تیروٹوں
 کسکی تلوار آج اپنا جوہر دکھاتی ہے اور کون شکر چھوڑ کر کے بھاگتا ہے کوئی لولا یار و خدائے یار کھلے کہ کل ہمشا ملکی
 شجاعت عروس فتح سے بغلیہ ہوئے برسوں آج ہی کے دن کا انتظار کرتے تھے خدا سے رنجی کے آئیں کی عاقل و دانا
 کیا کرتے تھے اور بڑے و حیرانی دوا چینی کے مرزا موگر جو ہمیشہ ما باختیان کھایا کرتے تھے گھر زمین بیٹھے ہوڑوں کی
 ستار بجا کرتے تھے کوس جنگ کی وار شکر عارضہ اسہال میں مبتلا ہو سب ہوش حواس کے ہوا موزنگ زرد خشک
 چشم تر آہ بر زبان اپنے اپنے سائیسوں کہنے لگے کہ آج پھلی رات گھوڑے کو تیار کرنا کہ ہم اپنے گھر کی راہ لین رہم سے
 یہ ہو گا کہ مفت میں جانی اپنی دین آج سا ان جنگ کے طع ہوتا ہو کل اڑا کھنڈا ہو گا لاکھوں ہی مارے جاؤ گے نیزے
 اور تلواریں کھانڈی گے سائیسوں نے کہا کہ میاں ایسا کیا ہو جسکی قضا ہو گی ہی مرگیا ہے قضا تو کوئی مرنے کا نہیں کھینچے عمر
 جتنے جوڑا تے ہیں کثرا میں ثابت ہجائے ہیں اور اگر رسا دل کہتے تھے تو سپاہ گری میں نہیں کریں کی کینوں کے چھے طبل
 سازنگی بجا یا کرتے گھر زمین بیٹھے ہوئے طارین گایا کرتے جھٹھا کر بولے کہ اب انکو ملے تو دے ہوؤں میں سمجھ بڑا سمجھ کر بیٹا
 پیدا ہوا ہوا ہے کیا ہم نے اپنی خوشی سے سپاہیوں میں جہرہ لکھو یا ہو اپنی غربت سے کیا اس حال میں بھنسا یا ہو خدا ان
 راہ سے حال چھل کی کو آتش و رخ سے قبر میں جلا دے انکو کچھ بھریں میں نہ آوے خوجان جمع کر کے کھڑا مول لیا اسکو
 ناحق اس فرقہ میں غل کیا بخشی سے ملاقات کر کے گھوڑے کو داع کر داکے ہکو نوکر رکھو یا ہم راہی کہنے کہ سپاہ گری کے
 دفتر میں اپنا لکھو ایسا ہے تیرن اس غضب میں بھنسا میں ایک و زددانے اپنی فعد کھلائی بھی ہکو خون کچھ کر غصہ آگیا تھا
 سارا گھر و نے بیٹے لگا بارے ہر کے بعد ہکو ہوش آیا تب سکی جان میں جان آئی انکے دلوں نے تسکین پائی سمجھو تلوار
 اور زخم کھانے سے کیا علاقہ ہو اگر کہیں اسے بھانسنے چھو گئی تو بھنے آوے دیا کہ ہسائے کو تمام رات سوئیں باہر
 چلا تے چلا تے سارے محلے کو بھین کیا ہر جب پیسے کی بھنگ کھائی ہو تب میں کے نشے میں بھانسنے نکالی گئی اور جیت
 اس فوج میں نوکر ہیں ہمیشہ بھاگتوں کا گاری مار توں کے بھاگتی ہی ہے میں جتنے بھی کا ہے کو لڑائی کے صدمے
 سے ہیں تو چند روز کا نوکر ہو چکو ہمارا حال کیا معلوم آج سنئے ہیں کہ بار شاہ ہفت مشور صفت جنگ میں جانے کا
 رکھا تھا ان کا کیا سنے ہم نے اپنے زمین بھرا لیا کہ پہلے ہی سے ہوا یہی قبل از وقوع واقعا ہے بچانے کی تدبیر کیجئے

یہی نہ کہ پندرہ روز کی تنخواہ برادس پڑی کی یا یہ نوکری جاتی رہی بلا سے جان بچگی تو دیا سلامی بیچ کھا سکے مگر لڑنے کا
 نہیں جائینگے انھوں نے شہر والے کو اس قدر ایسی حرارت تھی کہ ہنوز صبح نہ ہونے پائی تھی بھلی رات کو جانڈی میں شاہان
 شہر یاران ساسانی و کیا بی و لہر ہی کھڑی ہی صبح فوج غدار لیکر ہو رہتا تھا جلاتا ہوا معرکہ کارزار میں آیا اور لشکر کثیر
 ساتھ لایا امیر نے بھی یہ خبر سنکر مستقبل سے صندوق سلاح طلب کر کے سلاح کارزار اپنے بدن پر لگایا اور اپنے کو خوب بھی
 بنایا اور لشکر دیوار پر سوار ہو فوج کو شہر والے کے ساتھ قابو کو تیار ہو جتنے شاہ شہر یار امیر کے ہمراہ تھے اپنی فوج
 سمیت امیر کے ہر کابچے کمال شوکت شان سے دروشتا بیچے اور کی ہزار چہار شاخہ بختا خبر بردار تقری و سلامی
 چہار شاخہ و بختا خبر روشن کیے ہوئے لشکر کے آگے آگے روان ہو اس معرکہ رانی سے بہت خوش شادمان ہو کر اور قدم
 قدم پر ہوتا بیان جھوٹے لکین و دہن رعایا قطورہ زلفی بتیادہ سقر لائی گو بھیں عیاری حال حریف کی جانک حجاب لہ کھنڈ خیر
 کر میں لگائے امیر کے گھوڑے آگے آگے شان شوکت سب سردار ہمراہ ہو سب کی نظر میں صاحب حمت جاہ ہو اور شاہ
 عیاران عیار خیر گداز پیکٹ مار ترانہ فریش کا فزان ہزار ہندہ شہر یاران سرکشان خواجہ عیاریہ بن امیر صہری کست
 عیاری لگائے نیم تلح مرغ سر بر دھڑے آہر بھر گے بر کی کلفی لگائے چار سو عیاریہ بن کے مقابل کا فزیر کرتا ہوا امیر کے گھوڑے
 شکار بن کر کے ہمراہ رکاب جلا انقصہ صاحبقران اس صورت کمال طاقت تاب جلا اس وقت ہ جاہ کا آخر شب نکلتا
 اور دونوں لشکروں میں دشمنی کا گل ہوتا اور بان نشان کا چکنا اور بھر ہون کا ہوا پھڑنا قہقہوں کا کھکھنا گھوڑوں کا
 ہنہنا کر دیکھنے کا کر کا بو لکر سیاہیوں کا بارھو دنیا عجیب لطف کھاتا تھا کہ جب دیکھنے سے بہادر و نکلے و میں یاے شجاعت
 خوش کھلتا تھا اور فرار شاہان شہر یار اس طرح صاحبقران کو گھیرے ہوئے چلے جاتے تھے کہ جیسے ماہ کو انجم اپنے حلقے میں
 رکھتے ہیں بے تکلف صاحبقران شاہ معلوم ہوتے تھے اور اہل لشکر براتی نظر آتے تھے دیکھنے والے اس ترک و خشم کو دیکھ
 کمال خطا سمجھتے تھے ہر گاہ و دونوں لشکروں نے سیدہ و میرہ قلب جناح ساقہ و کینکاہ اگلا ہر ول بچھا جند دل و
 بخودہ صفیں راستہ میں میدان قتال کو صفوں فواج سے اپنے اپنے موقع پر نہایت انشیں دین باو شاہ فلک جہارم
 امیر کا تحمل دیکھنے کو تخت پر جلوہ فروز ہوتا عالم حیکے فیض بہر اند و نہاد و مخالفوں کے سینے میں فی نیرہ کرن کی جھونے لگا
 مجمع حریفان یاے خجالت میں ڈوبنے لگا براروں نے جھار لڑا میداں کھ صاف کیا زمین کو شعلہ جاد جانڈی کے شفاف کیا بیلداروں
 بست بلند زمین کو ہوا کیا سطح زمین کو مانند اطلس چرخ کے ریا نگار کیا سقون نے ہزارے مشکون نے زمین باندھ کر آہستہ کی
 خیمہ ملک الموت کا ناف میداں میں ستادہ ہوا قابض ارواح جان کائے پرآدہ ہوا میخ ہر ایک کی پیشانی پر چلنے کا لقیب قابض
 پکارنے لگا کہ کمان میں علاقہ در کمان ہوا الامان کمان ہو سام و زمینان و کمان ہو سہراب مل و سہم ہیلوان
 آج میداں میں کرنا چاہو ہر کھادین بڑے بہادر ہیں تو اس فوج جوار کے سامنے آوین لشکر نہیں یک حشر رہا ہو گیا میداں کا راز
 گو یا میداں متیخ سب کی آنکھیں نہیں نظر آنے لگا بازار موت کا گرم دھیر زہین گلوین موم ہو گئیں نوشہر و ان کی طرف سے

ایک جوان سامانی کوہ پیکر نام گھوڑا چمکا کر اپنی صف نکلا اور بادشاہ کے تخت کو بوسہ دیکر رخصت طلبا تو شیراز کے
جام شریک اپنے ہاتھ سے دیکر میدان کی اجازت دی تھی اس جرأت بہت تعریف کی اسکا تو جام عمر معمر ہی ہو چکا تھا اسنے
اسجام کو پی لیا اور میدان میں لگا لگا لگا کر کین ترائی کرنے لگا تھی کام بھرنے لگا کہ اسکا تو تم میں جھگڑا ہو گا جو کہ
میرے سامنے آوے جسکو دعویٰ شجاعت کا ہو وہ آج اپنی لاوری دکھاوے صا جعفران کا تو خیر پھر اسقدر دیو زاد کو
اسکے گھوڑے کے برابر لاکر ایک جھڑپ کی اسکے گھوڑے کی پیشانی پر اپنی ی کھوڑا اسکا پس پا ہو گیا رنگاں میں بیوہ کو کاٹتی
کثرت شرم سے پانی سے تیرا ہو گیا صا جعفران کھنے لگا حمزہ اڑنے لگا تو در اور جوان میل ہو نکلتا یہ ہو کہ توجہ جالاکا
و قوت دلی میں شہر آفاق و جلیل ہو بادشاہ سے باغی بنو تصور اپنا معاف کر داکے رکاب سے اڑتے تھے شاہ ہتھتا ہتھتا
میں حاضرہ ایسے سلطان لاتبار جہان داور میں حاضرہ صا جعفران فریاد کرتے آیا ہر پانڈو غلط کرنے لگا رہتا ہو تو سیدھا
طرح سے اڑ نہیں تو اپنے لشکر کی راہ لے یہ کسی راجہ کو فریب دے اسنے اپنے عیار سے نیزہ لیکر گھوڑے کو دونوں باگوں پر لگایا
خوب گھوڑے کو پھرایا صا جعفران بھی شاہ عیاران عیار کے ہاتھ سے نیزہ لیکر اسقدر دیو زاد کو چھوڑا اس نے برابر اگر
صا جعفران برے کا داکیا فن سپاہ گری نمودار کیا صا جعفران اپنے نیزے سے اسکو روکیا دو دو طعن نیزے کے
چلے تھے ابہر نے اسکے داہنے پہلو کو خالی دیکھ کر گھوڑے کو کا دا دا اور اسکے خالی پہلو کو چلے نیزہ مارنے کا ارادہ کیا وہ بھی
نیزہ بازی میں اس تھا سطح سے ہوشیار اور جاق تھا امیر کی یہ حرکت دیکھ کر امیر کے بایں پہلو میں کہ اسوقت مرکب گردش سے
خالی ہو گیا تھا نیزہ مارا امیر کٹھی کو خالی کر کے گھوڑے کے پیچھے چارے نیزے کی اپنی پہلو کے برابر ہاتھ بھر چھاتی کے آگے سے نکل گئی
اور پھر اوجھلکی امیر نے فوراً زمین پر قائم ہو کر اسکے نیزہ کو بغل میں لگا کر گھوڑے کو جو پھیرا اسکا نیزہ پیچ سے ٹوٹ کر نصف میں پر گر چلا
اور نصف اسکے ہاتھ میں ہا امیر کی اس پھرتی کو دیکھ کر دوست کیا دشمن بھی شائبہ میں مر جا ہا سمرونے دیکھا کہ نیزے میں ہاتھ
جڑا ہو کر ہے ہو کر گئے کو دوڑ کر اٹھا لیا اور جو کمزور قبیل کے حوالے کیا اور کوہ پیکر سے کہنے لگا لاوہ بھی ٹوٹ کر آئیں جو اپنے کرے کس کام کا
میرے کا آئے گا جھکو تو فائدہ دکھائیگا اسنے جو اہر کی طبع سے کہا کہ او سار باباں دے تجھ کو کیا سودا ہو تو ایک میرے نیزے کا
کھڑا اٹھا کر قبیل میں کھ لیا اپنے قبضہ میں کیا دو کمر و دو سر کمر ابھی مانگتا ہو عمرو نے کہا کہ تو جانتا نہیں میں گرے پڑے کا
مالک ہے رنگاہ کا کو تو لال ہوں تو خوشی سے رنگا تو بتر ہی نہیں تو میں بردستی لو لگا اور تجھ کو خونی سل کر دنگا وہ خفا ہو کر
لو لاکہ تو کو نہ لڑیگا میں بھی دیکھتا ہوں یہ مکروہ کتا جو اسکے پاس تھا اسکی بڑی عمر کی طرف کیے جا کہ ہو لاکہ اسکو
زیر کرے عمرو نے فلاخن کے دوے کو نیم تلج سے کھو لکر ایک تھپڑا میں کھ کے اسکے ہاتھ پر اس زور سے مارا کہ ہاتھ اسکا
سن ہو گیا اور وہ کمر نیزے کا زین پر گر پڑا عمرو نے دوڑ کر اسکو اٹھا لیا جٹ اپنے قبضہ میں کیا اور کہا دیکھا لون
لئے ہیں حقوں کو اسطرح سے رک دیتے ہیں یہ مکراہی صفت میں جا کھڑا ہوا اسنے کھینا نا ہو کر امیر سے کہا کہ اے
اگر چند کہ نیزہ بازی خلل بازی اور گر بازی حال بازی ہو مگر معلوم ہو کہ نیزہ بازی میں تو لگانہ روزگار ہے

اس فن میں شہرہ فرشتہ دیا ہو ہرگز میں تجھ سے نیزہ بازی گزری بازی نکر ونگا اس امر میں تجھ سے ہرگز سر بہنو نگا میر سے
 بڑے تلوار چلے کہ تیغ بارنی راستبازی ہو اس ترکیب میں تلوار کی بازی ہو میر نے فرمایا کہ اس سے کیا ہوسکتا ہے تو میر نے
 اس بات کی مجھے بھی تجوہ ہو دیکھو کہ تیری تلوار میں کیسا جوہر ہو اور تو اس صنعت میں کیسا دل اور ہو اس نے تلوار ابدار کا
 غتہ دکان عطار میان سے لیکر میر کے سر پر دیا کیا میر نے اسکو سر پر رکھ کر دیکھا اور اپنی تیغ مہمما کو پیچ کر غتہ کیا
 اوگبر خیر دار ہو جا اپنے ہتھیار سنبھال کر ہوشیار ہو جایا نہ کہتا کہ مجھ کو غفلت میں مار دیکھ تلوار اور وار اسکو کہتے ہیں
 شمشیر ابدار اور قاتل کفار اسکو کہتے ہیں یہ ہر ایک ہاتھ اس کے سر پر لگایا کمال قوت سے ضرب کو جلایا ہر چند اس نے
 سپر کو پناہ سر کیا لیکن تلوار کیا تھی کہ برق تھی ستر باز نہ زاب میں غرق تھی سپر خود و کاسہ سر کو کاٹ کر زین کی کاٹھی
 میں جا بیٹھی کسی چیز کو سلامت نہ چھوڑا سب آگ کی طرح کھا بیٹھی سکار میں ہرگز نہ تھا کہ نوشیروان نے ایک آہ مار کر فرج سے کہا
 شکر نوشیروان سے کہ وہ سپر بیلون کا بمقابلہ صاحبقران آنا اور ایک ہاتھ میں مارا جانا اس کا



ہاں یہ عجب جاتے نہ پائے کسی صورت سے بچ نہ جائے اسکو ہاتھوں ہاتھ ماروا اسکو جیسے ہو سکے قتل کرو فوج حکم باہمی
 میرزا گری گویا بیٹی ایک کھیت پر جا گری فوج اسلام بھی پیشہ شمشیر گزرو خنجر نیزہ و تیرو و شمشیر لیکر اللہ اکبر کمر لڑ پڑی ہو
 پاشا تلوار چلنے لگی ایک ساعت عرصہ میں چالیس ہزار سوار نوشیروان کے لشکر کا مارا گیا اور فوج کے ہاتھوں ٹکڑے کر دیے گئے اسی
 تلوار کی تاب کوئی نہ لاسکا انکی شمشیر خونخوار کی ضرب کوئی نہ اٹھا سکا میر نے خلاف معمول اسدن فوج مغرور کا تالیا کچا
 لکھ جھاگ جانے پر بھی بچنے نہ دیا چار کوس تک شتو کچ پٹے باندھتے چلے گئے اور وہاں خیماب شادیا نے بجائے ہوئے پھر
 سعد غنیمت لشکر اسلام کے اسدن ہاتھ آئی اور اتنی دولت پائی کہ میلن شکر نوشیروان فقیر و فقیران فوج اسلام
 میر ہو گئے زر و مال بحساب پاکر صاحب توقیر ہو گئے اس بار گاہ جمشیدی میں گردن گل رستم پر جلوہ افروز ہوا اللہ کی
 سے منصور و فیروز ہوئے اور جہاں تک سواران لشکر اسلام تھے وہ وہاں میر کے چلوں کے پیروں پر چلے اپنے اپنے موقع پر
 گردلور بیٹھے اور جشن کی تیاری ہو گئی نہ پیشہ و نہ طلبہ ہی ہو گئی آدھی گھنٹہ پہلے میر نے ہاتھ نفل فرار جشن عمر سے بوجھ کر
 چھپے تم پر کیا گزری اسنے مفصل سرگزشت بیان کی اپنے حال کی خبر نہ لیا کہ نہ کو اطلاع دی سمیں جہاں شہر بیلون

[illegible]

نشہ آرزو و جامہ مرغ کار لیکر با ساز آواز گارنگ مجلس میں حاضر ہو جہا جعفران مرگرم صحبت بزم تھے کہ عیاروں کو اکثر
 اہر ہو چکا تھا اعلیٰ کہ مقبل و فاداد ہر مزاجدار و خجنگ بیکار کہ اسیر کیے آسمانوں کو توڑنے کے مقصد کے حصو ملین ملین
 میری خبر سنکر نہایت خوش ہو کر واضح ہو کہ جسدن جنگ مغلوب ہوئی تھی بدین جنگ میں ہر مزاجدار و خجنگ کار را بنیاد
 بن قلعہ کو خالی جانکر لا غنم را سوار ہوا لیکر ہر نگار کے لائیک واسطے قلعہ میں گئے تھے وہاں مقبل و فاداد جالیس ہزار سوار و
 سترہ تھا آئے سواروں کو مارکر ہر مزاجدار و خجنگ کی شکستیں بلذہ لیلین امیر کے پاس آیا امیر کو یہ کام اسکا دل سے بھایا کہ
 ما جعفران ہر مزے کہ اکا آپ سلمان ہو دین تو خجنگت پس ہی کیواسطے ہو سلطنت یجئے اور خوشی سے حکومت کیجئے
 خجنگت دیکھا کہ ہر مزاجدار و خجنگت تاراج جانے ہوئے ناظر نہیں آتا میر جی سی باعث سے ہو چکے کھاتا ہر مزاج کو قبول کر لیکے یہ
 اشارہ کیا ہر گاہ ہر مزاجدار و خجنگت جان کے کینہ دین ہر مزاجدار و خجنگت داخل فرما سلام و اہل مایان ہو جہا جعفران
 ہر مزاج کو تخت کی فری برٹھلا کر اپنے لشکر کا بادشاہ کیا سب کا رخا نہ اس کے بغیر مین یا اور آپ دیکر سب ہاں شہر یاران و شہر
 لشکر سے نذر لوائی اور خجنگت اسکا وزیر کیا سب کام میں اسکا شیر کیا اور شادیانے بجنے کا حکم دیا انحضرت صلی جعفران اسکا
 خوشی ہوئی کہ بزرگ گل پیرا ہن میں ساتے تھے بھولنے کی طرح بھولے جاتے تھے تیسرے دن جاگھڑی لائی ہو گا کہ امیر خوش تمام
 بیٹھے ہو سب زار کی سیر لکھ رہے تھے لطف شاد و ہلکا ہیزا حمت غیر دیکھ رہے تھے کہ فلان سے تین طاؤس خوش شنگ سنا
 بنہ زار میں ترے میر نے مقبل و فاداد و عمر عیار کو لائے دیکھنے کے لیے بھیجا وہ انکو دیکھ کر غائب گئے ناظرین حال دیکھ کر
 ہو کر ای لکھا ہو کہ وہ طاؤس تھے آسمان پر ہی مع لشکر جارا ہاں دو کوس فاصلے پر ایک کے دے دس میں ارد ہوئی تھی اور
 اس جگہ واسطے سیر کیا تھی کہ وہ زمین سبب سر سبز کی اسکو بہت بھائی تھی اسنے جگہ لہر حملن جنی و سلاسل پر زار
 اکوانہ کو امیر کی خبر لائیکے واسطے بھیجا تھا وہ طاؤس شکر امیر کے دیکھے کو لے تھے اپنی صورت اس میں چھپائے تھے چنانچہ تھوٹی
 دیکر بعد بصورت اصلی باگاہ میں حاضر ہو کر امیر کو بھلا کیا قاعدہ قظیم و اکرام کا دوا کیا اور آسمان پر ہی کے ایک خبر دی میر نہایت
 خوش ہو کر دیکھ لیکر ہر کھین اپنے پہلو میں کر سیدون پرٹھلا یا انکے حال پر بہت التفات فرمایا اور ہر مزاجدار و خجنگت
 لے سردار و اکوانہ آسمان پر ہی کے آئینکا ترہ ستایا اور عمر سے فرمایا کہ لو مبارک ہو آسمان پر ہی تمھارے واسطے قاف
 لا سوغات لائی ہو بڑی دھوم سے آئی ہو عمر وہی یہ مزہ سنکر بہت خوش ہوا تمام رات بھیت پیش و نشاط کی گرم ہی صبح ہوئی
 ہی میر سوار ہوئے آسمان پر ہی کے پاس چائیکو تیار ہو جہا تک شاہ و شہر یار و سردار و سپہ سالار تھے سوا ہر مزاجدار
 مرصع پوش ہو جہا جعفران نے جلو میں چلے سب ہر اسی کمال شان و شوکت اس کے آئینے زمانہ جلو میں چلے خواجہ علاء الرحمن
 جنی و سلاسل پر زار و اکوانہ پر ہی نے پہلے سے جا کر آسمان پر ہی کو خبر دی کہ جہا جعفران تشریف لاتے ہیں بڑا عظام
 و تزک سے آتے ہیں آسمان پر ہی بہت خوش ہوئی اور اپنی بارگاہ سے امیر کے لشکر تک محل قائم و زلفٹ کو آگاہ
 پا انداز بچھو یا تمام راہ کو نمونہ باغ ارم بنایا جسوقت امیر بارگاہ سیلانی پر پہنچے سب دروازے پر چھوڑ کے آپ خیمہ کے

تیم از رده کمون ہوتی ہو یہ ایک مہراویہ اسکی ایک ادنی خوش طبعی ہو اکیا ہوی تم دیکھو گی کہ کیا کیا سنگ لٹا ہوی
 کیسے کیسے جگر تلو کھاتا ہوا دینے سے قاف میں جلی سکا کہ کیا تھا کہا نہیں تھا ایسا فیلیہ ہو کہ جسکی حرکات کو گھر
 ہوتے ہیں اپنے ہوش و حواس کھوتے ہیں ایک کام کرو تم اسوقت کچھ سکودو پھر کیفیت دیکھو آسمان پر ہی نے آنسو پونچھ کر ایک
 خلعت مرصع با چند جواہر و کو عنایت کیا اسکے ساتھ در نقد بھی دیا عمرو نے خلعت پہنکر تسلیم کی اور چکی بجایا کر اس شرکو
 مکر رہ کر گانے لگا اور مسخران کر کے تالیان بجانے لگا شعر کیا ترے حسن کی تصویر بہر اللہ اللہ سورہ نور کی تفسیر ہوی
 اللہ اللہ ورا کی سیرت دیکھ کر کہنے لگا ہوا جھڑان میں پہلے ہی سمجھا تھا کہ صاحب جھڑان کے ہاتھ کوئی ماہ پیکر ایسی ملی ہو کہ
 جسکو چھو کر آنے کو ہی نہیں چاہتا نفلس الامین جسکو ایسی محنت و حیلہ میرے دے دے دیا و ماہینہا سے کیونین بچر ہو جا پہلے میں
 جانتا تھا کہ مہر نگار ہی نیا میں جنگل ہی ہو یہی خوبصورتی میں پیشیاں ہو مگر اس ملکہ خوشید تمثال کے روبرو تو زہ کے
 مولوں بھی چپکے مک نہیں کھتی مہر نگار ایسی صورت شبابت کہ جسکی روشنی اور نزاکت کے آگے خوشید ڈھلے ماہ تابا نکلیا
 حقیقت جو مقابلے میں نے بیشک نہیں کھتی آخر کیوں نہو کہاں دم زاد کہاں پر زاد آسمان پر ہی عمر کی کشتی سے غمت
 ہونی اور بے اختیار کیسکر سہی کہ بھرے گھوڑے ہمیں پھر تو اسقدر جواہر و رقا ق کا تحفہ عرو کو دیا کہ عمر و نہال ہو گیا
 بوازاں آسمان پر ہی میرے لشکر کے امیرن و سردار و پہلو انوکھو ملا کر ہر ایک کے مرتبہ کے سونق خلق کیا ہر ایک کے نقد و تبر
 اسکے رنقد و انجام دیا کہ چشم دہم فلک سے بھی نہ دیکھا ہو گا اور امیر تر پیکر کی کہ مہر نگار سے عقد کر کے لیے جلدی کر ہوا ان کے
 جمع کر نیک اپنے کار گزار و دن بر حکم جاری کر دیا مگر جو میں سبب عوسی قاف سے اپنے ساتھ لائی ہوئی اس کا کئے انجام
 لے کر نیکے مستعد ہو کر آئی ہو ان سکون اس قلم کی رسم سے تو آگاہ نہیں ہوں سہانکے دستور کے مطابق بھی تیاری ضرور ہو چکی ہو مگر
 لی رونق اور آرایش بخوبی منظور ہوا میر تین آسمان پر ہی پاس ہر جو تھے دن اپنے لشکر میں نے جاردن تک سما دیو
 لے پاس چھٹنے نہ پائے اور مہر نگار سے جا کر فرمایا نہایت خوش بیانی سے یہ مضمون اسکو سنایا کہ آسمان پر ہی تمہارا دن
 سامان عوسی قاف سے لیکر آئی ہو اور بہت اسباب نفیس نیا اپنے ساتھ لائی ہو اور زاکید تر پیکر کر تی ہو کہ جلد شادی کرو مگر
 اب میں تو تنہا مہر نگار تو سر نہی کر کے جسکی ہور ہی میر نے باہر کر ہی تقریر مہر تاجدار سے کی اور اس کیفیت مفصل اطلاع دی
 بلل عوسی جگے کا حکم و جامع ہو سانا شادی کا حکم کیا اور ایک عرصی اس مضمون کی نو شیران کو لکھی کہ نفس الامین مہر نگار کو
 آپ بچکو دیکھتے تھے مگر گروشن فلک سے اکثر حوادثات مکر وہ واقع ہوئے کہ میں عقد کرنے سے مجبور ہا یہ اسمولنا سب پیشانے کے
 اس حکم کا انجام میں فتور ہا ہر حال گذشتہ راصلات اب عرض یہ ہو کہ بالفعل فردی مہر نگار سے عقد کرنا ہو امیر ہوں کہ
 حسب تصور روزگار مکر اجازت مجھے میرے حال پر عنایت کچھ کہ خوشی خوشی سکی خیر کو انجام آون بڑی شادی شوکت اسکے ساتھ عقد
 دن و بلبل شادی میں نرم صحبت قرین بن جھوڑا بھی قدم رنجہ فرما حاضر رہو اگر کوئی کہ تو قدم رنجہ فرما کر سر فرار کرین آجکی عنایت کیا اور
 عمر نے بادشاہ ہفت کشور کی خدمت میں جا کر عرضی گذرانی بادشاہ نے اسکو پڑھ کر عروس سے پوچھا کہ میں نے سنا ہو کہ آسمان پر ہی ان

عروسی و تحائف قاف ہمزگار کی واسطے لائی ہو وہ بڑے سامان سے آئی یہ خبر سچ ہو یا جھوٹ عمر و نے عرض کی کہ راست ہو
 امین ایک سر مو فرق نہیں س عرصے میں ایک عرضی ہمز و نچمک کی بھی پہنچی تھیں لکھا تھا کہ آپ امیر کو شادی کی اجازت
 دیجئے گا کہ بات میں فرق نہ آوے اور وہ بھی تسکنت دل نہو کیونکہ اگر حکم بھی نہ گئے گا تو بھی حمزہ ہمز نگار سے شادی کرے گا اس
 موجب بسکی کا ہوگا بادشاہ نے فریقوں و سردار و کولیوں کو ہمز کی عرضی دکھلائی اسکی سبب رات بڑھ کر شادی سے بھوننے کا اتفاق
 شادی کی رات کو پسند کیا نو شہسواران نے قلعہ ان منگا کر امیر کی عرضی کا جواب لکھا اور شادی کی اجازت نامہ دی مگر محفل میں
 جاتے کا اہم کیا اکثر فقہانے کہا کہ بچے تو ایسی شادی فقیر کی بھی نہیں کیجیے نہ کہ امیر کی شادی ہوتی ہو معلوم ہوا کہ امیر شادی
 آپ ہی آپ کر لیا کرتے ہیں اسے اعظم کو یوں سلسری تمام دیتے ہیں بزر چہرے کہا کہ اگر بلیوگ جاوے تو امیر بڑے فقیر
 بٹھلاوے اور شادی کھلاوے دو چار دن کیفیت کھلے آئے گا بہت دن قیام نہ فرمائے گا اور نو شہسواران سے کہا کہ اگر حضور
 علانیہ پناہ جانا سنا سبب نہیں جانتے تو عمر کو کچھ انعام دیجئے کچھ اسکے ساتھ سلوک کیجئے کہ وہ اپنے مکان میں بیٹھ کر شادی کرے
 بہت دیر پیش و گیا بادشاہ نے کہا کہ اسکا منافع نہیں ہو عروسی فرمایا کہ ہم آؤ کی صورت بنکر دیکھنے کو نے قبول کیا
 بادشاہ نے عمر کو خلعت کی تحفہ کیا اور بزر چہرے کو کیا تھوڑا رادی لکھا ہوا کہ جب امیر نے اپنے خط کا جواب ہوا تب بہت
 خوش ہوا اور ہر شخص کو دکھلایا اور بزر چہرے سے بنگلہ ہو کر آؤ دنوں تیز کا عرق جو حضرت حضرت نے دیئے تھے اپنے ہاتھ سے
 بزر چہرے کی نگہ میں لپکایا آنکھیں بالاسی روشن ہو گئیں دم بھر میں ٹکوتا بنایا بزر چہرے نے امیر کو مبارکباد دی گئی نوبت
 عروسی جہر چہرے دیکھ دیو پر بزرادوں نے ملکہ آسمان پر ہی کے حکم سے بارگاہ سلیمانی کو ایک بلند ٹیکرے پر شادی کیا سامان
 جلیوسن و آرائش کا حد سے زیادہ کیا اور چار طاق بانا بلیقوس کے متصل قائم ہوا جازو دیو اسٹار گاہ میں فرش بچانے
 اور جاربوشی کیلئے متعین ہوا قارخانہ سلیمانی میں نوبت شادیانہ عروسی بچے لگی جے جے بزر نگارنگ اہر کے بنا رنگ
 اپنے اپنے موقع پر گور شاہوارنگ کے ملکہ آسمان پر ہی ہمز نگار کو غلو خانہ سلیمانی میں لگی اور بزم جشن عروسی مرتب ہوئی
 جو جو بات کہ محفل عروسی کی واسطے لازم ہو وہ سب ہوئی برات کے دن میں خلعت شاہانہ پہنکر اسقرو دیو زار دیو ہوا اور
 شاہ اور شہر باران روزگار امیر پر سے زور جو ہر شاہ کرتے ہوئے گرد گھوڑے چلے بارہ ہزار جن بچہ حسین جمیل جھاڑے بلوریں
 رنگا رنگ جواہر کی لالٹین میں مومی کا فوری تیان روشن کیے ہوا امیر کے گھوڑے آگے جاتے تھے سب ہنگام جس حکم سے تعداد
 متعین تھے وہ کل نظام و اہتمام سے سب کو انجام بخوبی فرماتے تھے اور جالیس ہزار جن قاف کی آتشیازی ہوا بچھوڑتے ایک ایک کر
 کھٹا ریان مارتے جاتے تھے اور میں ہزار تخت ان پر بزراد سوار کی کے دور ویا پنا گانا بجانہ ناچنا سناتے دکھاتے تھے اور
 شہرے پر بزراد پر نوبت خانہ سلیمانی سر ہوا اجتماع تھا وہ سامان کہ کسی نے نہ دیکھا نہ سنا سب کو نظر آتا تھا اور شاہ عیاران عیار
 دشمن شکا خواجہ عروسی میدہ مہری چار ہزار چار سو جالیس عیار بلباس مرصع کا پہرا بے امیر کے سوا ایک ہوتا تھا تمام تر لباس
 تھا کمال خوشی و مسرت ہر چیز کا اہل کم کرتا جاتا تھا اور اسقرو دیو زار واسطے سے تمام شہر شاہ کا کھل گیا اور شادی اس وقت

اپنے کو بنا سنا خوش رفتار تھا کہ ہر قدم پر اس کے کبکٹ می جھکنا تھا اور ہزار جان سے شاد تھا نظم خوشی سے وہ گھوڑا کھینچا
 سینکل ۷ ہاک وہ دو لونٹوں کو چھل چھل کے طریق در پر کے پرے ۷ اور دھوا اور دھوکہ دے کچھ پرے ۷ غرض اس طرح سے سو لگا
 پہلی ۷ کہے تو کہ باد بیماری چلی رہا آتھہ جب اس شان شوکت سے امیر کی سواری بارگاہ سلطانی میں داخل ہوئی اور
 اعزاز و اکرام سے ایوان سلطانی میں داخل ہوئی امیر کو کبکٹ اترے ہر مہر تاجدار کے پہلو میں تخت پر جا بیٹھے اسکے
 ترانے زانوٹا بیٹھے اور ہر لڑکا ناچ ہونے لگا مگر آسمان پر میری نے قریشیہ اور اپنی مصاحبوں سمیت چار طاق بلیس میں
 چھڑکار کے پاس جا کر چھڑکار کو زور و جواہر قاف کہ سوائے شاہنشاہ قاف کے حرم کے چشمہ نکالنے نہ لکھا تھا ہنار ہر حضرت
 کیا کہ اس آرائش و کیکھڑ آسمان پر میری کا ہاتھ جو مل لیا اور مہر نگار کو نبی بنا طبق طبق خوارچے جو اس کے مہر نگار پر سے
 شاد کیے تعقد و خیرت کیے زور و جواہر کے انبار کے اور اس وقت کا عالم مہر نگار کا دیکھ کر آسمان پر میری خود شیفہ ہو گئی
 یہی دوا و فریفتہ ہو گئی اور خوش خوش محفل شادی کی ترتیب میں مصروف ہوئی اب نوشیروان کا حال سننے کہ ساتھیوں نے
 آزادی کا تھے ہر بھیج منکا ٹھنکا سمن سلی بیٹی ل چھری اداسی کی ہاتھ میں کلاہ سوزنی سر پر کچھ مجلس شادی کا تاشاد کیے
 لکھنے گیا عمرو نے نوشیروان کو پوچھا کیا کہ اب چکر مجلس میں بیٹھے اور تاشاد کیے نوشیروان نے قبول کیا تب عمرو
 نے کہا کہ آئیے میں بکواسی جگہ بٹھلا دوں کہ آپ سکو دیکھیں آپ کو کوئی نہ دیکھے یہ بات نوشیروان کو قبول پسند ہوئی آ
 سنے سے طبیعت اس کی خند ہوئی عمرو نوشیروان کو بارگاہ سلطانی میں لایا اور کرسی پر بٹھوایا مگر بعد عظم و کرم بٹھلا
 سنا گیا گنبد آسمان تمام کو حکم دیا کہ جام مورنگازنگ کو گوش میں دین بادہ گلگون سکویا لٹکھت بلا دین نوشیروان
 چار گھڑی بیٹھ گئے آٹھ گھڑا ہوا اور امیر کو در عادیہ کیا کہ یا اہم فقیر میں میر کو سٹے آئے تھے اب خدمت ہو میں معاف کیجئے اور جو
 عازت دیجئے امیر نے زبان عیاری میں عمرو سے کہا کہ کلو چار طاق کے بالا خانہ پر لجا کر بٹھلا دو اور انکی بہت سی خاطر داری
 کرو کہ یہ جہن سے الگ تھلک کھیلنے اور اسباب عیش و طرب کے روبرو ہو کر وہ کئی طبیعت داس نہوے کیسیط کا
 ہر اس کو کچھ و نے نوشیروان کو چار طاق کے بالا خانہ پر بٹھایا کہ جو سامان کہ چاہئے تھا روبرو انکے موجود کر دیا انکو ہنوس و طرب
 چار گھڑی بچھلی رات باقی رہے خواجہ ہر چہ میر نے حسب شرع شریفانہ مکر عہد مہر نگار سے باندھا صبح ہوئے محل میں شکر
 بکا رہی تکی محل کے دروازہ اول پر جو پہنچے ملکہ آسمان پر میری نے دروازہ بند کیا اور کما دروازہ اس وقت کھلیگا جس دم
 مہر نگار کا ہتھوڑو گئے یہ قرعہ شرعی ادا کرو گے امیر مقبل قفا دار کو جالیس ہزار سوار غلام زیرین کہ سمیت مہر نگار کے مہر
 دیا ملکہ آسمان پر میری نے دروازہ کھول دیا پھر دو گھر دروازہ کیونہ کیے مہر نگار کی و غانی چالیس ہزار شریفانہ مہر نگار کی
 مع مرکبہ قیاس میں یا جو آسمان پر میری نے کہا دیکھا ان غرض اس طرح سات دروازہ رسات چیزین مہر نگار کیو سٹا آسمان
 نے میں انھوں نے بے فکر دین تب خلوت خانے میں قلم رکھنے دیا امیر مہر نگار کو بلایا اس سے حلقہ ہر زبان بری تمنا میں مسند
 پر بیٹھے دیکھ کر رنگ گل پرین میں کائے اس حور زریہ کے حاصل ہونے پر شکر خدا بجالائے بعد سم نہاٹ آئی مٹھو امیر عمرو

گودی میں آٹھا کر چھپر کھٹ پر لگئے اور مجھ کو اپنے اس بانی دشمن پر شاہم رکھ جواتی سے چھائی ملا کر غائب ہو گئے ایک شخص
 کے بعد جب ستور عروسی کو شاہ میں ہاتھ پائی ہونے لگی میرے دم دلا سا دیکر اس بات سے خوشی سے گھر مقصود حاصل
 کیا کمال اطمینان فراغت سے کام دل لیا اور خدا کی قدرت سے اسی شے کے لئے محبوبی حاصل دریا اب جری ہو چکا ہے
 حاکم کیا اور بدشاہک بد لکھ شگفتہ و خندان باگاہ سلطانی میں آئے سب جہاں نے حاضر ہو کر شہنشاہ فرما کر کے دن بھر خوش ہوئے
 رات کو ملکہ آسمان پر ہی کی سیج پر گئے اور اسکے دو سکون ملکہ ریحان پر ہی لو لکھ غلگم کی آواز سے بھی اذیت لائی
 اور تیس دن سمن سیما پر ہی اسے ہمبستر کیا اسکی محبت سے بھی بہرہ ور ہوا اس طرح اس پر ہر روز ایک حکم کیا تو اس
 عیش کی دیتے رہے سب حظ زندگانی لیتے رہے چالیس دن تک شاہان قاف شہر پر رہے یہاں تک کہ اسکی سب خوشی ہو گئی
 رہے سوئے سامان عیش نشاط کے اور سکرام موقوف کر دیا کہ بعد انفرغ جشن میر جہاں قاف کی سیر کو اس نے اپنے
 سب نقیب جو بد لکھ نقا خانہ سے باہر گئے تھے کہ دفعہ آسمان پر سے ایک نور شاہ کا بھائی کہ جس کا میر نے اپنے اہل تبار میں بڑا اور
 امیر کو تہنا دیکھ کر ایک جو بدست امیر سر پر باری میر نے ٹھوکیے الگ ہو کر اس کے حریف کو خالی یا اور کسی کمرے کی طرف دیکھ کر چور
 سر پر دیکر اس کے زمین پر چڑھا کہ لب اس کے چھٹی کے دو تھم ہو گئے سارے ہوش حواس میں گر گیا جاتا تھا اکھڑ بھاگے اس
 اس کا ایک پاؤں اپنے پاؤں کے نیچے داکر دو سر پاؤں کو ہاتھ میں لیکر پارچہ بوسیدہ کی طرح سے بے ہوش چیر کر پھینک دیا مانت کا غد کے
 دو ٹکڑے کیا دیکھنے والوں کو سکنا ہو گیا سب جہاں سے بڑے بڑے بہادر اور اور گریہ بان نو شیر وان بھی اس وقت کو
 دیکھ کر ہوش ہو گیا بعد ازاں پھر پھر کر باگاہ میں خل ہو گیا اس نعمتی سے بہت سرف حاصل ہو کر وہ گلاب بدشاہک
 چکر کر نو شیر وان ہوش میں یاد ہوا ہو گیا تھا عاقل بنایا اور میر کے پاس غصت کی کوسٹے لے لیا اور خوش تقریری و سخن بانی
 لایا اور شاہ امیر نے نو شیر وان کو جابہ آداوی پہنے دیکھ کر بھی ہنسا کہ لے شاہ شہر پر ان ہفت کثورت پرست ہو کر پھر ہنسا کہ
 جان میں تیر کترین نو کر و نکی طاعت کرو لگا ہمیشہ تیری نیا بد لاری کرو لگا کر نو شیر وان قبول کیا اور صاف جویا کہ ہیکر
 تبدیل مذہب منظور نہیں ہو گا خاندان کا بدستور نہیں ہو گا خاندان کا بدستور نہیں ہو گا خاندان کا بدستور نہیں ہو گا خاندان کا بدستور نہیں ہو گا
 پیشکش کیا اور اسکے رفیقہ کو خلعت سلطانی دیا نو شیر وان غصت ہو کر اپنے لشکر کی ماہ اور تمام لشکر کو جمع کر کے حکم فرمایا اور
 اسکے دو سکون مانت کی طرف کوچ کیا ملکہ آسمان پر ہی خاص لکھنے جو تھو لائی تھی خشکیش کے غصت غلگم کی میر نے
 اس کو گلے سے لگا کر کہا کہ جیسا تو میں تجھے طول ہوتا تھا ویسا ہی خوشی میں ہوا تیرا سا لکھ مر ہوں ہر جنوت تم بھی لکھ کر دے گی
 اگر کسی جنگ میں جیسا نہ لکھ تو میں تیرا دم تمھارا پس واد ہو گا ہرگز آئینہ تو قہ کر دے گا تو تمھارا آئینہ گھڑی ہر جنوت چاہو تو انفرغ
 ہو میری ما قاف گسرت ندو ہوا و قریشہ کو گلے سے لگا کر اسکی پیشانی کے بوسے لے اور غصت کر دیا اور جوا سیاب کے نیچے
 کے قابل تھا وہ دیا ریحان پر ہی و سمن سیما پر ہی غصت ہو کر ملکہ کے ہمراہ ہوئے صاحب قمر ان تمام ملک
 مغرب شاہ تہج مغرب دیا اس ملک کا اس کو مالک کیا مگر وہ اپنا نائب چھوڑ کر میر کے ہمراہ رکاب ہوا امیر و سکون

شہزادہ ہوا بخیر ان اخبار کچھ ہیں کہ نوین میں نے زوہد میرزا دہ اور مہر نگار کے بطن سے بیٹے پیدا ہوئے امیر اس مژد کو سنکر بہت خوش ہو پڑے کہ نام تو سعد رکھا مگر بچے بیٹے کا نام آپ رکھا عمرو عیار سے فرمایا کہ تم نوشیروان کو خبر دو اور اس سے بجا کر کو کہ نام بھی اسکا آپ ہی رکھیں عمرو چند روز میں مدائن پہنچا اور نوشیروان سے بوقت سلیم کے عرض کی کہ لڑا سا بار ہوا اور میر نے تم اس کیلئے نام اسکا حضور رکھیں میری خاطر سے ضرور رکھیں نوشیروان اس تہنیت سے بہت خوش ہوا اور عمرو کو خلعت فاخرہ عطا کر کے چالیس دن کے بعد جن کا حکم دیا اور سامان محفل نشاط میا کیا اور نام اسکا قباد رکھا مہر انگیز بانو نے یہ خبر فرحت اثر سنکر عمرو کو اپنے روبرو بلا کر مہر نگار اور امیر کی خیریت اور لڑا سے کی صورت مکمل ہو چکر عمرو کو خلعت جو اہر گرانہ دیا نقد و جنس کیے اسکو بہت خوش کیا عمرو و خدمت ہو کر جلد امیر کج دست میں حاضر ہوا اور جو کچھ نوشیروان مہر انگیز بانو نے کہا تھا بیان کیا کل حال ان کا مفصل عرض کیا جب قباد و سعد جارجا بر سر کے ہوئے امیر نے دونوں کو لکھو اور بیکھا کیواسطے عمرو کو تفویض کیا ہر گاہ باغ بر سر کا سن ہو دیکھنے والے لکھو دیکھ کر کہتے تھے کہ ایسے حسین صاحب جمال اہل تمیز لڑکے کبھی کیسے سننے میں آئے خیر فلک نے بھی دیکھ نہ پائے ابھی سے آثار شجاعت انکے چہرے آشکار ہیں علامات لادریابی صورت تو نہیں نمودار ہیں امیر صبح و شام سورہ ان لکھا دینے لگا کیا کرتے تھے ہر دم پیار سے انکی بلایں کیا کرتے تھے راوی لکھتا تھا کہ مروین نے قباد کے پیدا ہونے کی خبر سن کر نوشیروان کو عرض لکھ کر بھیجی کہ حمزہ نے بتا کر جو آپ کو تخت پر بٹھے دیا اور کچھ عرض کیا سبب سکایت تھا کہ کوئی فرزند اس کے نہ تھا اب اس کے ایک بیٹی سے بنایا پیدا ہوا غلات قیاس ہو کہ ایک سلطنت کرنے دیوے اور وہ مملکت تم سے نہ کو بلا تکتا یہ ایک پکوار کر اپنے بیٹے کو تخت پر بٹھلا دینا تم کو اس سلطنت اٹھا دینا لہذا میر نے نزدیک شائستہ کو آپ فی الفور صبح جاسید کے پاس گیا عانت جاہل اطلاع شرط تھی کسکی آئندہ اختیار ہو بندہ مجبور ہو آقا ختم ہو نوشیروان نے مروین کی عرض پڑھ کر کہا کہ حمزہ مجھ سے کبھی بدی نہ کر لگا بھلا اس اطمینان ہو آپ میرا احسان ہو بزرگ میرے گما راستہ دے گئے ایک دو مہر سرداران ہا سانی نے بادشاہ کو بھگا کر مدائن لے گا لایا تین کرو فریب کی کر کے اسکو دس سو سہ من لایا جو نوشیروان بہمن کے شہر میں داخل ہوا اور بہمن نے اسکا نوشیروان تھیل پہنچا بہمن ٹی صوم و حام سے سوار ہو سکی میثوائی کر دیکو طیار ہوا بادشاہ ہفت کشور کو استقبال کر کے قلعہ میں لایا اور تخت پر بٹھلایا گیا آپ طین بن بہمن حمزہ اگر میان آگے تو مارا جا دیگا میرزا دہ ہوا و اسید حمزہ کو ایک خط لکھا کہ تیرے ظلم و ستم سے نوشیروان مروین میرے پاس کر پناہ لی ہو ادنیٰ جو ر و قعد ہی بہت شکایت کی ہو اس واسطے مجھ کو لازم ہو کہ تجھ کو بلانے لکھ کر نوشیروان کے حوالے کر دوں تجھے قید کر کے دوں پس نشہ روی رکھا ہی تو جلد بیان لکھ کر مجھے مقابلہ کر دین میں جو کچھ جو صلہ تو میدان میں آکر مقابلہ کر میرے خط کو پڑھ کر بہت ہمت اور فرمایا افسوس خدا جانتا ہو کہ میں کبھی اس امر کا خواہاں نہ تھا کہ نوشیروان کو تخت پر سے اتار کے قباد کو بٹھلاؤں اس کے ساتھ اس طرح پیش روں مگر گاہ آئے بہمن پاس جا کر بناہی اور میری شکایت اس کی بھج کر بھیجی کہ میں قباد کو تخت پر بٹھلا کر اسکا استقبال کر دوں اس ملک سے اسکو کا دل و جان رسوا کرانے لگا کہ کما کر صا جعفر ان اس بہت کوئی صلاح نہیں ہو پیلے آپ قباد و شہزادے کو

تخت بر چھلاوینا بنا دی، عہد بنا کر سبے مذہب کو دین بعد اسکے کوئی اور کام کریں جس کو چاہیں اہتمام کریں میر نے رات
 سید دیکھ کر شاہزادہ قباد کو تخت پر چھلایا ہر شخص نذر دینے کو آیا اور انتہا زور و جواہر اسکے اوپر سے نثار کیا سب متلا جوں اور
 مساکین کو دیا چالیس دن تک جشن کر کے بھگت شکر پیر وادہ ہو جب کوہستان متصل ہو چنے خیمہ زن ہو بھمن سید
 ہومان نامے اپنے بیٹے کو مع فوج جہاز بھیجا کہ تم جا کے پہاڑ پر اپنا بندوبست کرو حمزہ کا لشکر پہاڑ کے اوپر چڑھنے نہ پاؤ پہاڑ
 اسکے ہاتھ نہ آوے اور معدی کر کے جا کہ کوہ کے اوپر جاوے ہومان پہنچا اور پر سے پھر مار شروع کیے معدی کر کے ہاتھ
 آگے نہ دیکھ سکا پہاڑ چڑھ نہ سکا سین عمرو بن حمزہ و ملاک لندھو رت فوج ہو چنے دیکھا کہ پہاڑ پر سے پھر مڑ رہے ہیں
 معدی کر کے پہاڑ کے دامن میں کھڑا ہوا اپنی جرأت سے اڑا اور عمرو بن حمزہ و ملاک لندھو رت استغناء نوش بہا کر کھڑے
 چلے رہے ہومان پھر مارے لیکن یہ تینوں شخص سپر کی پناہ کر کے پہاڑ چڑھ گئے اور تلواریں پھینچ کھینچ کر کفار پر گرسے مثل برق
 خاطف قتل و تہار پر گرسے اور ہزاروں گہروں کو جہنم واصل کیا سرنگوں طبقہ و درخ میں داخل کیا حمزہ ہومان بتایا کہ کھانا
 اور پینے کا اہتمام باجرا بیان کیا بھمن خفا ہو کر ہومان سے کہا کہ معلوم ہوا تو میرا لطف نہیں ہوا والا تو اسے سمجھ نہ سکا امید
 کبھی چھوڑتا اور لطف یہ کہ خوشی خوشی اپنی بزدلی اور نہایت بیان کرتا ہوا بھمن نے سے ایک گرد غلیظ اٹھی اور گرد کے
 گریبان سے ہزاروں علم نکلے معلوم ہوا کہ صاحبقران تے ہیں بڑے جاہ و جسم سے تشویش لائے ہیں بھمن نے نکتہ سے کہا کہ کھانا
 سے صاحبقران کو میں بھی کھوں نام تو بہت بڑا سنتا ہوں دیکھا چاہیے کہ صورت کیسی اور شکل شباب بہت کیسی بھمن کے
 کہا کہ سوار ہو کر سراہ کھڑے ہو جیسے میں بلو د کھلا دونگا بخوبی روشناس کروں گا بھمن سوار ہو کر نکتہ کے ہمراہ ہوا پہلے
 علم زدا بیکہ کے سائے کے پیچے معدی کر کے بھمن پہنچا کہ یہی صاحبقران ہو چکی تمام زمانے میں ہوم ایوہ ہی جوان ہو
 نکتہ کے کہا کہ یہ بلوان اسکی فوج کا ہر اول اسکے لشکر جہاز کی سربراہی مختصر جو بلوان کھاتا تھا نکتہ اسکا نام و نشان بھمن کو
 بتاتا تھا اسکی حقیقت سناتا تھا پہلا انوکھے جو عمر و عیار بن میرہ صغری کی سوار ہو چکی بھمن نے پوچھا کہ عیسیٰ امینست
 کوں ہو نکتہ اسکی عمر و عیار یہی ہو جسکی عیاری کا شہرہ تمام زمانے میں ایوہ نامدار باوقاری ہو اسی شایان ہفت اقلیم
 لڑتے ہیں سی کی چالاک اور کار سازی سے خوف کرتے ہیں بعد ازاں شاہزادہ قباد کا تخت نمودار ہوا گویا آفتاب خشان
 زمین پر آشکار ہوا نکتہ نے بھمن سے کہا کہ شاہزادہ قباد و فرزند احمد حمزہ و بنیرہ نوشیروان یہی ہو صاحب طبع و جلال محبوب پڑ
 جوان یہی ہو اسکے بعد امیر شہر دیو راؤ پر سوار کمال شای شوکت نکتہ کے نکتہ سے کہا کہ حمزہ یہی ہو جو تجھے سنا تھا اچھی طرح سے
 انکو دیکھو بھمن میرے کہنے پر شکر و شکر ہو گیا انکی اہمیت جبروت دیکھ کر تعجب ہو گیا اور کہنے لگا کہ سہی قد و قامت پیر و تان کو اراک
 اور ایسا ہے پہلا انکو تیر کر کیا ہو تمام سرکشان تان کو اپنی شہرت لاد رہی کیونکہ عظیم عظیم ہا یہی نکتہ لاکہ جب تھا بلو کا تب
 معلوم ہو گا کہ یہ کیسا کوتاہ قامت ضعیف الجسم ہو اوی بھمن اسکی تلوار کی پناہ بھمن جو جس وقت یہ تلوار کیلے لیتا ہوا ہزاروں ملکات
 پھینکتا اور اپنی زین کے دھتور ہوا اگر تم بھی اتنا واسطی امان ملتا تو میر کی کیا حقیقت بھمن جرأت اور قہمت ہو لاکہ نہ کہ تو

کچھ بولنا مناسب نہیں ہو کہ تمھارا آباؤ اجداد کا یہ سفر کا بیچ اٹھایا ہو مگر کل صبح کو حمزہ اور میں ہونے بھی جانے لیا ذلیل کر دین
 میرے دوستوں میں کچھ خط لکھا پہلے اس میں سو اوقات کا ذکر ہے۔ بعد ازاں میں نے پھلوانان بردہ دنیا کا ذکر کیا اس کے بعد لکھا
 کہ میں جب طلب تیرے آیا ہوں تجھ کو مناسب ہو کہ نوشیروان تختگاہ میں کہہ دے کہ میرے پاس بھیجا اور خود مع خزانہ میرے
 حضور میں حاضر ہو کر مشرف باسلام ہو زمین تو روز بدو دیکھا یاد رکھ کہ ذلت بھلا دیکھا میرے یہ خط اس واسطے عمر کے ہاتھ
 پہنچا کہ عمر اس کو حیران پریشان ذلیل کر لے گا یہ بھلا اس سے کہہ دے کہ میرا زادہ (معتد بھیجا) اولیٰ شخص دانشمند بھی ہے اس کے ساتھ
 ہر گاہ عمرو بن حمزہ سوا ہوا اٹھا اور وہ میں لکھا کہ امیر کے لشکر کا گھوڑا لگا کر بان امیر کا نام لے لیکر وہاں سے رملہ و عمرو بن حمزہ
 نے بھیجا کہ کیوں ہائی دیتا ہوں اسے کہا کہ حضور کا گھوڑا بان ہوں گھوڑے سبزہ زار میں چرا رہا تھا کہ بہن کے لوگ کسی گئے گھوڑے کو
 ہٹکائے گئے امیر زادے کو بھیجا کہ وہ کتنی دور گئے ہو گئے ہوں لاکہ وہ سامنے لیے جاتے ہیں گرد و غبار جلوم ہوتا ہے محض بانو کا ہر غور
 سے دیکھو وہ کیا نظر آتے ہیں امیر زادے نے تعاقب کیا جب قریب پہنچے اس وقت سے ڈانٹا کہ ان لوگوں کا ہر آپ ہو گیا خود
 ہر شخص تباہ ہو گیا ہوا ان عمرو بن حمزہ کو تہا دیکھ کر کھڑا ہو گیا جب قریب پہنچے تو بوجھے لگا کہ تو کو امیر کا وغیرہ لایا کہ
 حمزہ اور تیری جان کا لک الموت ہوا ان یہ سخن سن کر امیر زادہ پر تلے اور کھینچ کر دوڑا امیر زادے نے بھی گھوڑا لگا کر ناشتہ میں اس کو ملحق
 اٹھایا اور بلا کر ان سر کے دینے پشت آٹھنا کیا اور خیر اس کی بیچ گاہ پر کھنکھایا کہ خدا سے وعدہ نہ کر کے دینے والی رہیں
 ہاں یہ ہم کو حق پچان نہیں ابھی بیچ کر تہا ہوں تیرے خون پاک سے خیر آیدار کو خیر تہا ہوں ہوا ان جلی جلی کرنے و کہنے لگا کہ امیر زادہ
 اس وقت تو میری جان بخشی کہ تیرے قتل سے درگزر کر گاہ بابیلر مسلمان ہو گا تجھ کو کیا عذر ہے میں بھی جنت یا ن لاؤنگا تمھارا
 دائرہ طاعت ہرگز باہر نہ جاؤنگا عمرو بن حمزہ اس کی چھاتی پر سے اٹھ کھڑا ہوا اس نے قدیموں ہو کر بوجھا کہ آپ کمان جاتے
 ہیں کمان سے تشریف لاتے ہیں امیر زادے نے کہا کہ تیرے باپ کے پاس جاتا ہوں صاحب حق (کا ایک بیٹا) اس کے پاس کہہ دینا ہوا ہوا ان
 نے کہا کہ اس دعا میری یہ ہو کہ اس وقت کی سرگذشت کسی گوش زد نہ کیجیگا امیر زادے منظور کیا وہ اپنے باپ کے پاس گیا اور
 امیر زادہ گھوڑے کا گلہ رکھنے کے حوالے کر کے بہن کی طرف گیا بہن دربار میں بیٹھا ہوا تھا اور نوشیروان شہین تختگاہ
 بزرگ چہر بھی موجود آپس میں گفتگو کر رہے تھے اور صحبت خوشنود تھے عمرو بن حمزہ نے بزرگ چہر سے سلام علیک کر کے امیر
 نامہ بہن کے آگے بھینک دیا اور اس میں کچھ کلام نہ کیا بہن نے چھک کر نامہ کو دیکھ کر ہلکا ہلکا اپنے دکانچہ لے کر اپنے سے
 لٹکا لیا امیر زادہ نے کہا کہ افسوس خدا خوسر دست و رازی کو میرے اپنے منع کیا ہو نہیں تو نامہ طرح سے تجھ کو بھی جیڑا لے تا میرا خیر
 بے خبر جو سے سے نکالتا بہن نے ہوا ان کی اشارہ کیا وہ تلوار کھینچ کر امیر زادہ پر دوڑا اور ایک تھکمال پستی بھاگ کر سے چھوڑ کر امیر زادہ
 نے تلوار تو ہاتھ پر ڈر کر چھین لی اور پھرتی کی کہ اس کو ٹھاکر جو خے کی طرح بیکر میں برک دار چھوٹا بھائی اس کا تلوار میان سے
 لیکر دوڑا اس کا بھی یہی حال ہوا وہ حرارت کرنا پڑا ہوا بہن عمرو بن حمزہ کی شجاعت طاعت دیکھ کر عیش عیش کر گیا
 اور سبیا ختہ بولا کہ کیوں نوشیروان کے بیٹے شہین ہوئے ہیں امیر زادہ دیر سے ہوتے ہیں یہ کہہ کر اپنے ہاتھ سے امیر زادہ کو خلعت

یہنا کر خفست کیا چلتے وقت ہاتھ پر بوسہ دیا امیر زاد نے تمام ہنگامہ گشت امیر سے اگر بایں کی بالکل دیکھ کر اسے
اطلا عدی امیر نے اپنے جگر بند کو سینے سے لگا کر بہت زور و جوا ہنر شا کر کیا بہت پیار کیا دوسرے دن یہی من لشکر لیکر بلا میں
انکلا امیر بھی اپنی فرج لیکر صفت آرا ہوا امیر زاد نے بایہ تخت کو بوسہ دیکر گھوڑے کو میدان کی طرف بھیجا کہ رسید ان قافل
میں لکرا بہمن نے ہومان کو اشارہ کیا وہ گزرا مٹھا کر امیر زاد کے سر پر یا گز کے مارنے کو ہاتھ اٹھایا امیر زاد نے گز کی
مضب کو دکر کے اسکا کمر بند پکڑ کے معلق قاش زین سے اٹھایا اور سات چرخ دیکر زمین پر دھارا او شکیں بانڈھ کر امیر
پاس گیا امیر اسکو عمرو کے حوالے کیا بہمن نے اپنے دوسرے بیٹے کو میدان میں بھیجا اسکا بھی یہی حال ہوا بہمن طبل انگشت
بجوا کر غم اپنے گھر کو گیا اور امیر مظفر منہ صو شادیا نے بجاتے ہوئے اپنے لشکر میں آئے کسب گنج کی نذرین لائے اور شب کو حلق
بہمن کے بیٹو کو طلب کر کے فرمایا انکو یہ کلام سنایا کہ دین اسلام قبول کر داتش برستی چھوڑ دو وہ لوہے کا کیا امیر جب ہمارا باب
مسلمان ہو گا ہم بھی مسلمان ہونگے سوقت ہلکو سات رکھو اتنی مہربانی کرو امیر نے اسوقت تکو خلع کر کے خفست کیا وہ
دونوں اپنے باپ کے پاس آکر قدم بوس ہوئے اور جو گداز تھا بایں کیا بہمن امیر زاد فرین کی دوسرے دن پھر طبل جگتے آکر میدان
انکلا امیر بھی بدستو صفت آرا ہوا امیر زاد نے گھوڑا زنگاہ میں نکالا مزب کے واسطے نیزہ بٹھالا اسدن بہمن نے مقابل ہوا اور حو
طلب کیا امیر زاد نے کہا کہ یہ ہمارا دستو نہیں ہو سکتا ہرگز نہ منظور نہیں ہو کہ پیشدستی کریں بل تو حریک پھر ہماری لاوری کھین
انکلا مہول کے جنگ رے کھینا بہمن نے بقوت تمام امیر زاد کے سر پر زارا امیر زاد نے خالی دیکر بہمن سے کہا کہ اور دو چرخ
کر لے پھر ہماری باری ہوگی بہمن نے تواتر تواتر دو چرخے اور کے امیر زاد نے بہتر محنت وقت اس کے حملو نو کر کیا انجنگ
اسحاق کو کا وہ دیکر کہا کہ ای بہمن خبردار ہو جا جلد ہو نسیا ہو جا اب باری میری ہو وہ مزب وں کے ٹکڑوں کو من جھکا وں کے
اس نے گز بہمن کے سر پر لگا کہ بہمن کے برنج سے عرق ٹپکے لگا بارگاشام ایٹنی نوکلی گز بازی ہوئی کہ گز لوٹ گئے لڑتے لڑتے
جھکے چھوٹ گئے مگر کوئی کسی پر مظفر منہ صو شادیا کے دوسرے قباوہ بایکا ستقد ورنو و لون پھر کر اپنے اپنے مقام پر گئے امیر نے بیٹے
گلے سے لگا کر بہت کچھ اس کے اوپر سے تصدیق کیا غریبوں فقیروں کو بہت کچھ دیا اور پوچھا کہ بہمن کیسیا پہلوان ہو یا بہمن کسی
طاقت توان آو امیر زاد نے کہا کہ بے لکے اگر پہلوان ہو تو بہمن ہر حقیقت میں وہ بڑا شمشیر زن ہو سکتا پھر دونوں لشکر وں
میں نقارہ جنگ بجا اور بہمن جنگ لگے میں کہ مبارز طلب پھر میدان جنگ میں ہی شور و خشک لندھو ر حست
ہو کر اس کے سامنے گیا بہمن نے پوچھا کہ ای پہلوان پنا نام و نشان بتا لندھو ر لاکہ خسر ہند ملک لندھو ر بن سعدان
میرزا نام ہو پڑے بڑے بہادر وں رو دلا ورنو نکاز کرنا میر کا امیر بہمن نے کہا کہ میں نے تعریف گو تیری بہت سی سنی ہو مگر آج
راہیوں کی راست روغ معلوم ہو جائیگا جسوقت تو میرے مقابلہ میں آئے گا یہ لکرا اس در سے لندھو ر پر گزرا کہ گز
شعلہ بلند ہوا دیکھنے والوں کا دم بند ہوا اور دونوں لشکروں کا لون تک اٹھا دئی لندھو ر نے بھی اسکو دکر کے سیا
جواب مسکا دیا کہ شعلے آگ کے کرہ نازک پہنچے اور آسنے بھی عش عش کیا بہمن نے کہا کہ فی الحقیقت جیسا میں نے بتا تھا

دیا ہی کیا واقعی تو بڑا سرد ہو تیرے ساتھ باز روٹا ورن کا سرد و آب شام و شام تک ہر تیرے سے دونوں پہلوان لڑا کرے
 مگر ایک دوسرے سے بازی لیجانی نہ سکا کچھ غرور ہو چکا نہ سکا جب پہلی رگشت ہو کر اپنے اپنے مقام پر گئے ایسے نے لندھو سے
 پوچھا کہ کہو ہمیں کیسا پہلوان ہے بیان کرو کہ کیسا جوان ہو لندھو نے عرض کی کہ تو لا میرا دیکھا سچ ہو صبح کو پھر دونوں
 لشکر و نئے صف جنگ آراستہ کی ہمیں میدان میں ٹکڑے مبارز طلب و معہدی کر کے گھوڑی کی باگ لیکر اسکا مقابلہ کیا
 بہمن نے پوچھا کہ تو کون ہو معہدی کر بولا کہ میں سرشکر صدا چتران ہوں نکا تاج فزان ہر ان در نام ملیر معہدی کر
 ہو بہمن نے کہا کہ او شکم بزرگ تجھ کو کھا نا کھا نا چاہیے نہ کہ پہلوان تو نے مقابلہ کرنا آئیسے باو چیتا نہ تو نے آج میدان ہر میر سے
 ساتھ شریک نہ نان ہو معہدی کر بے کہا کہ یہ تیرا خیال خاص ہو یہودہ دماغ کیوں نکا تاہر گفتار کیا اس سے کیوں
 ملیر سر پہلوان ہو مثل شہنشاہ ہو جو دیگ میں ہو گا وہ دھوئی میں کل آویگا ورن لندھو تو میری تلوار کا جھکے دیکھو کیسا زندگی سے میرا
 پہلوان اگر چیتا تو میری حمایت کر لیا اور اپنی زندگی شہر وانی کر لیا لاکھا جز بکھتا ہو پہلے دونوں میں گریز بازی ہوئی آخر بہمن
 گریز پر کر کے معہدی کر ب کو زور تمام زمین سے زانو تک ٹھٹھا یا لیکن معہدی کر ب کے سر پر سن ورسے گھونے مارنے لگا
 کہ بہمن نے عاجز ہو کر چھوڑ دیا اور پہلوان رگشت بجاکر اپنے مسکان میں یا پھر کسی تاب مقابلہ نہ لایا انرض سو سرون چھ بھالی معہدی
 کر کے بہمن نے باندھے ایسے کو اپنے پہلوانوں کے لیے کمال ملال ہوا انکی گرفتار نکا خلق کمال ہوا عمرو بن عبد الحمیری نے
 کہا کہ اگر حکم ہو تو میں پہلوانوں کو چھڑا دوں گی کیا سچی عیاری دکھاؤں میرے کہا کہ اس سے کیا بہتری عمر کو ہستانی لباس
 پہلے بہمن کی محفل میں آئے ہوا اس شب بہمن کہاں سرور تھا حکم کیا کہ جز کے پہلوان نکا لائو سیکو کھلا بلاؤ ان دونوں
 پوچھا انکے مقدمے میں آپ کیا فرماتے ہیں نوشیروان بولا کہ مارو اننا صلاح ہو جس قدر حمزہ کے لشکر پہلوان کم ہوں
 فینست ہوان سب کا قتل کرنا عین مصلحت ہے بختا کے کہا کہ انکو سولی دیا جاوے تو بہتر ہو وین بولا کہ انکا پوست
 نکالا جاوے ہر ایک نہیں سے ہی سزا ہے اور گوشت ان بھون کا بہت جری دار ہو دیکھو تو ہر ایک کیسا فریاد یہاں
 شکاری کتو کتو کھلایا جاوے یہ گوشت مزہ دار نہیں کچھایا جائے بزرگ میرے کہا کہ حکم حاکم مرگے فاجات نہ انکی سے مناجات
 کیجئے جو نہاٹ معدلت ہو ایسا حکم دے مجھے بہمن نے اپنے بیٹوں اور بھائیوں کو بچھا کہ تم کیا کہتے ہو تمہاری صلاح اس قدر متنا
 کیا ہو قتل کرنا بجا ہی یا بجا ہی وہ لوے کہ انکے سر کا قطر قلعہ کے کنکر و غیر حصار دے جاوے تاں شکاریان حریف نہ کھڑے ہوں گے و نہ ہماری
 غالب ہشت بہمن نے اپنے بیٹوں سے کہا کہ چٹے تھتھاری عقل پر حمزہ نے تلخ چھوڑ دیا بکتر خبر اسان کیا اور تم انکے
 پہلوانوں کو مار سیکو کہتے ہو کچھ بھی تلخ شہنشاہی اسی تمہارے دونوں میں ہم جانی بہمن نے ان سب پہلوانوں کو غلے کر کے رخت
 کیا اسکو قلعہ چھوڑ دیا اسوقت عمرو نے اپنے گواہ کر کے بہمن سے کہا کہ آئیں حد آئیں تیری عقل کیا بہت برا خیال ہو
 کیوں ہو مگر میں بھی ہی ہو چکا تھا اگر تو ایسے انکو چھوڑتا تو میں بنو انکو کھڑا کر دیتا تو انکے قتل کرنے پر ہرگز قدرت
 نہ پاتا مگر بختا کے مخاطب ہو کر کہا کہ تو صاحب حق ہے پہلوانوں کو سولی دینے کی صلاح دیتا تھا دوسرے شخصوں نے بھی اس کے

موافق مشورہ لیتا تھا بھلا مرگ کرسی ن سولی ہی کی انی تیرے بیٹ میں کی تو کچھ کا نکیا وہ کا گنجا اور گنا گنجا
 سلام کرنے اور کہنے لگا کہ میں نے اس سب سے یہ کہہ لیا کہ ہمیں خوش خود نہیں تو عین صلاح یہی تھی جو ہمیں نے کیا بہت سنا
 با جو انکو چھوڑ دیا عمر و نے چلتے وقت بختاک کے سر کا تلخ آنا لیا اور دھوا لے کے کہا کہ ڈال دے گا خراج ابھی تک نہیں
 ہو چکا ہے جلد بھیج کر کہ حکومت سے خیمے میں آئی نہ بڑے بیان بھرو بارہ ایکل شہر لکھا نا پڑے پہلو لوٹنے میرے پاس ضرور
 کیفیت بیان کی میرے ہمیں کی تعریف کر کے فرمانے لگے کہ خدا کرے یہ مسلمان ہو جا پہلو ان بھائی تو نہیں اکھی سے دوست
 بان با د ان ترس مجھ کو بھرو دونوں یاے لشکر خوش میں نے اور بھگائی شجاعی مستعد بننا وری دریاے جنگ کو کر
 یے جانے ہمیں میدان میں لے کر کہا کہ حمزہ تو آب میدان میں کیوں نہیں آتا معرکہ میں گرنا چاہو ہر شجاعت کیوں نہیں دکھا
 بلو تو کمر بھجوتا ہے میرے یہ کلمہ سنتے ہی لشکر دیوڑا کی باگ فی خود اس مقابلہ کی نیت کی ہمیں نے حرمہ طلب کیا
 میر نے فرمایا کہ خدا پرستوں کا ایسا دستور نہیں ہے کہ پیشہ سچی کریں مگر میں حرمہ بین تو شاق ہو وہ کر ہمیں میر کے
 ن کلام سے بہت خوش ہوا اور کہا کہ حمزہ میں جانتا ہوں تو بڑا سپاہی ہے اور حرمہ کے کاشاق ابھی شجاعت ڈال وری میں شہر
 ناق ہوا اس سے بہتر یہ ہو تو میر لنگر لکھا اور میں تیر لنگر لکھا وں جو زبردست ہو وہ زبردست کی اطاعت کرے اس کے ساتھ
 ہیا کھو لکھو ہر میر نے خوش ہو کر قبول کیا اور کہا کہ پہلے تو میر لنگر لکھا اپنی قوت زبا ہمیں نے امیر کمر بند پر کے جھانک کر
 مالیا مگر میر کو جنبش نہ تھی میر نے عمرو عیار سے زبان عیاری میں فرمایا کہ ہمارا لشکر یوں کھڑا ہے کہ انہیں کوئی
 ے لیوین عمر و نے فی الفو تعیل حکم کی کی میر نے ایک نعرہ اٹھا کر کہا کہ اکثر لشکر یان ہمیں ہیں سے لوگوں کے کان پر دے
 مٹ گئے اس ننگ کے جانور بھی مارے خود کے شگے اور اگر ہمیں اپنے کانوں میں لگایاں دے لیتا تو اس کے کان بھی پر دے
 نکر لکھو کل آتا اور بہرہ ہو جاتا میر نے نعرہ کر کے ہمیں کی کمر میں ہاتھ ڈال کے اٹھ لیا اور سات مرتبہ بلا گردان کر کیا اور ان
 ملیں یا دھکے عمر و کے حوالے کیا اسکو قید کر کے عیار کو دیا ہمیں کی فوج نے چاہا کہ امیر برا کریں ہمیں نے اشارہ سے منع
 فوج کو امیر پر کرنے نہ دیا امیر بطل باز گشت بجا کر شادیا نے بجائے ہوئے اپنے خیمے میں گئے جو خودی شریف نے اوہیں
 ب کر کے کرسی پر بیٹھ لیا اور بہت ساتفات فرمایا اور کہا کہ یہ ہمیں شہر ہو کہ وہ دیا میں نے پامرد با تھان
 اوجہ لاشریک ہو اور دین پر ایم برحق ہے ہمیں کہا کہ یا امیر ظاہر ہو کہ نوشیروان فرجی تر و میں نے میرے پاس گرنا ہا لی
 میں بمقتضا موت انکی حمایت کی ہے پس بے پناہی لکھا بھی تھو موافق کریں تو کچھ ثرا احسان ہو گا بیکر بل جان ہوں
 ن ہو گا میر فرمایا کہ بشرطیکہ مسلمان ہوں میں نہیں لو اپنے ہاتھ سے اکتول کر دو لگا ہرگز انکو اپنی شہیت قاتل نفا سے نجات دے گا
 ن کہ اگر کچھ حکم ہو تو میں انکو سمجھا کر لے آؤں لکھو برسر راہ راست ان ایک ہی جلسہ میں سب مسلمان ہوں سب اسلام کے تابع
 ن ہوں میر نے ہمیں کو خلعت جمشیدی پہنا کر خدمت کیا اس کلام پر بعد لیا ہمیں نوشیروان فرجی رو میں سے
 یقینت کسی اور کہا کہ جب میں حمزہ سر نہ ہو گا تو میں جانتا ہوں کہ دنیا میں فی ابی ظفر و مشورہ نہ ہو گا اور نہ سپر غالب ہو گا

۱۱۱

لہذا تم بھی میرے ساتھ مسلمان ہونو شیروان نے رو بہین کے قبول کیا اور ہمیں کے ساتھ امیر کے پاس لے اور اپنے ساتھ اور بھی
 آویس کو لائے امیر نے نوشیروان کو استقبال کر کے تخت پر لائے بٹھلایا اور بہت عجز و نیاز سے پیش کیا۔ بہمن کو
 کرسی حبان پہلوائی بیٹھنے کو دی اسکی بھی بہت عزت اور توقیر کی اور تختکاف ثرو بہین کو بھی بیٹھنے کا اشنا کیا
 ہر شخص کو اس کے مرتبے کے موافق مقام نشست گاہ دیا۔ بہمن نے امیر سے کہا کہ فرمائیے کیا حکم ہوتا ہے امیر نے نوشیروان
 کو بہمن و بہین و بہنیک کے ہمہ قسین کیا اور شاہانے بچے کا حکم دیا اور دو ہفتے کا لال نوشیروان بہمن کو سٹے محفل جشن برپا کیا
 روانہ ہونا امیر کا مکہ کی طرف اور گرفتار کرنا ستر دلو عمر و حبشی کو اور اسلام قبول کرنا اس کا
 راوی لکھتا ہے کہ بعد ازین کے عمرو مدی کر کے امیر سے عہد کی کہ اس نواح میں چارہ بہت کم ہو جانے لگا ہے جو کہ بچے
 ہیں چھوٹے رہنے سے سب چھوٹے بڑے تکلیف سے تھیں یہاں سے اور کسی طرف نہ دیکھے امیر نے فرمایا کہ بہتر کاوس حصہ کی طرف
 پیش خیمہ روانہ ہوا نوشیروان نے امیر سے کہا کہ ابوالعلا اب میں ضعیف ہوا چاہتا ہوں کہ گوشہ نشین ہو جاؤ کسی میں قیہ حیات
 مستعلا لیس کروں تخت قبا کو دو دن اسکو اس سلطنت کا مالک کروں امیر نے کہا کہ کیا کہ جیسی کی مرضی تابداری کی ہذا کا ہوں
 نوشیروان نے قبا کو تخت پر بٹھایا یا اپنا قائم مقام بنایا اور خود خواست ہو کر سبز چہرہ مل میں کی طرف روانہ ہوا امیر نے
 کاوس حصہ کی جانب کوچ کیا اپنے تمام لشکر کو حکم کوچ کا دیا چند مدت تک امیر کاوس حصہ میں ہرگز ٹھکا کھڑا نہ
 اور شب کو جشن کرتے رہے ایک دن خبر ہوئی کہ مکہ سے قاصد آیا ہے کہ کچھ بیخام لایا ہے امیر طلب کیا اور خواجہ علیہ السلام کا
 خط لیکر دیکھا لکھا تھا کہ فرزند سعادتمند جس دن تھے ہوش سنبھالا ہے کچھ کی کافرنے تمہارے خوف اس طرف متوجہ نہیں کیا
 بالفعل ستر دلو عمر و حبشی نے ہمارے شہر کو بھی لوٹ لیا ہے اور مکہ کے بھی خراب کرنا مقصد رکھتا ہے اگر جلد پہنچو تو بہتر ہو نہیں
 تو کوئی مسلمان بچہ اسکا فرما لے کلمہ سے کوئی اہل ایمان بچہ کا اطلاع شرط تھی کی گئی امیر نے وہ خط تمام سرداروں کی در
 پہلو لائے کو دکھلا کر ہمیں فرمایا کہ جب تک میں دن تم میری کرسی پر بیٹھنے حکمرانی کرو یہاں کے مورات کو نہایت جی سے
 نظام دوا دیر سے یاروں کو اپنا رفیق اور فرزند و نکل پنا فرزند سمجھ کر انکی پرورش و شہرت کرو میں بالفعل مکہ کی ہم پر جاتا ہوں
 اللہ کی مدد سے کفار پر فتح پاتا ہوں انشاء اللہ تعالیٰ بہت جلد آؤنگا تم خاطر جمع رکھو میں ہاں بہت دن نہ لگاؤنگا جس نے
 دست بستہ ہو کر گذر کیا نہایت دیر سے ان کو جلد بدایا کہ خادم کا کیا مقدمہ ہے کہ خود مکہ کی جگہ کو گم کرے آقا کے تخت پر تلاح ہو کر
 قدم دھکا میر نے اسکو بھی کفر و فرج و فرزند سبائے کے پاس چھوڑے سب شیب فرازا نظام کا سمجھا دیا ہر ایک بات سے آگاہ کیا
 اور آپ عمر کو ہمراہ لیکر مکہ کی طرف روانہ ہوئے جب مناد مل کر صلے کر کے مکہ کے متصل پہنچے عمرو سے فرمایا کہ اب کیا کیا
 چاہیے کیا سامان در فہم کیا گیا چاہیے عمرو نے کہا کہ اتھرو دیو زاد کو اسی جنگل میں لے کیجئے اسکو اسی بیابان میں
 چھوڑ دیجئے اور آپ پیدل چلیے امیر نے اتھرو دیو زاد سے زبان جی میں فرمایا اسکو سمجھا دیا کہ تو میان پر کسی طرح کا اندیشہ نہ کر جب
 میرے نعرے کی آواز سنا میرے پاس حاضر ہو نہا اور آپ عمرو کو ساتھ لے کر بدل روانہ ہوئے ہر گاہ شاکر جیش میں پہنچے ناگمان

عمر سے ایک بازی گیر سے ملاقات ہوئی بالیکہ گریبات ہوئی عمرو نے چرب بانی کر کے اس کی آشتی پیدا کر محبت ملی پیدا کی
اس سے کہا کہ میں بارگاہ شاہ حبش میں جاتا ہوں ہاں پہونچ کر ایک نیا سلنگ لےتا ہوں جب قول و پہلو ان کے کر لائوں
تب تم جلدی سے میرے نزدیک آئے میں ہرگز توقف نہ لگاتا میری کھجی کے آپ زنگو نکے گردہ کا افسر بنا اور اس کا فکریہ
نشانہ شاہ حبش پر کیا در دولت پر اپنے تین پہونچایا اور دربانوں سے کہا کہ میری خبر کر دو میرے حاضر ہونے کی اطلاع کرو میں بھی پہونچ
ماہ سے کا سیاب ہوں اسے نام شکر آیا ہوں نئے نئے تاشے باوشاہ کے دکھلانیکیو لایا ہوں عرض پہلی نے اطلاع کی اسے
ماہر ہو دیکھا حکم دیا عمرو نے باوشاہ حبش کے دربار میں جا کر تاشہ باز گری کا شروع کیا شہزادے نے محظوظ ہو کر دیکھا کہ وہ لایا
مرد لیا اور شہزادے کے روبرو کھڑا ہوا شہزادے کو لاکہ انعام تجلہ دلا دیا تھا سو تو لیتا نہیں خیر انگشت کیا ہو عسکر تیرے ملک کیا ہو
روئے ہا تمہارے ملک کہا کہ میرے چچا کا ایک غلام ایسی فن رونی کو چھوڑ کر پہونچا ہوا ہے وہ شہزادے کو دیکھ کر تاشہ باز گری کا شروع کیا
شہزادے نے اس کا نام اسکو آپ تینہ کر لیا تو دوست ہو جاؤ وہ راست پر آئے شہزادے کو لاکہ چھوڑ دیا کہان ہو اسکو لایا میرے پاس
روئے پکارا کہ قول و پہلو ان کے چھوڑا وہ میرے موجود ہو شہزادے کو سلام جو دیکھا تو شہزادے نے فرخ ہو کر کہا کہ اسی غلام باز کر لے کیوں
ہے مالک کے ستا تاہو اپنے تین حکم بناتا ہوا میرے فرمایا کہ تین غلام نہیں ہوں مگر تو غلام ہوگا اور تیری تیرا ہی کام ہوگا عمرو
لا کہ دیکھو صاحب بتا ہے او بی کرتا ہوا ایسا شوخ چشم ہو کر ایسے بھی ذرا نہیں بنا ہوا شہزادے نے ایک نئی غلام سے کہا کہ
کا سرٹ ڈال شہزادے کے حکم کے سنتے ہی تم شیر زن سے ایک پہلون تھا تو لاکہ میرے سر پر آیا ان کے قتل پر اسے
تہا اٹھایا میرے ایک ہاتھ سے اسکو اٹھا کر تھدق کرنا شروع کیا یہاں تک جکر ویسے کہ وہ سسٹ نیم ہو گیا بعد ازاں میرے
خ سے اسی سرگردانی کے عالم میں ایک نسلاراکہ وہ زمین پر گر کر دوزانو پھٹ گیا اور دم اسکا تھنوں کی لہ سے نکل گیا شہزادے
مگر زنگی کو بھیجا میرے اسکو بھی لے لے سے جہنم کو روانہ کیا ایس طرح سے اسے چالیس جہنمی بھیجے پورا میرے سبکو ایک ہی
م کا شربت بلایا سبکو جہنم میں پہونچایا اب ہر چند شہزادے اپنے پہلو ان سے کتا ہو کر اس غلام کا سرٹ لاکو کوئی خادم
میں بڑھاتا خون کے مارے کوئی سامنے نہیں آتا تب شہزادے خود کھانا کھا کر میرے پردے پر ڈھکیٹھ کر کہ اس کے کمر بند کو پکڑا
مگر گردان کر کے زمین پر دس مارا اور خیر نکال کر اسکی چھاتی پر چڑھ بیٹھے اور فرمایا کہ تو نہیں جانتا کہ میں حمزہ ہوں تیری تو کیا
فت ہے اگر ستم بھی میرے سامنے آوے تو اسکو بھی عاجز کر دے شہزادے نے کہا کہ یا میرے تو شیر وان کے گھنے سے
ن آیا تھا اس کے بکھانے سے میں ہی فوج بیان لایا تھا اگر میری جان بخشی کر تو پھر بھی نہیں آئے کا کبھی ارادہ جنگ کا اپنے
ن نہیں لایا میرے فرمایا کہ جب تک تو مسلمان نہیں ہوگا میں کبھی تجکو جیتا نہیں چھوڑے گا لگتا ہے کہ تو کشتی سے ڈوب کر
ملا و مجبوراً مسلمان ہوا اندر سے فرماں ہوا میرے اسکی چھاتی پر سے اتر کر اسکو سینے سے لگایا اس کے قتل سے ہاتھ اٹھایا
وگوں نے جو میرے نعرے کی آواز سنتی سب چلے کر طلب کیا کہ جو میرے پاس پہونچ کر اپنے باپ کے قدم پر گرے
مرد ہونے کے لیے آتا پاس کچھ خواجہ تہل کے طلب ہے میرے کو لگایا اور پھر شہزادے نے اپنے باپ کے قدم پر گرے

نوشیوران قہر و دیش بر جان دروش بھکر خاموش ہو رہا اسے ت کو سکر مینہ درگوش ہو رہا امیر کا حال سننے پر
 روبرو ہونے والے سے نصیحت لگی خواجہ علیہ مطلب نے کہا کہ ای فرزند بلند دست بعد بڑ بھیا ہو اسے ہنوز دل کو میری
 نہیں ہوئی ایک برس در رہتے تو اچھا تھا امیر نے قبول کیا یہ خبر بچہ گت پہنچی کہ خواجہ علیہ مطلب نے امیر کو نصیحت
 نہیں کیا اُنکے اپنے پاس جاسے نہیں یا ایک برس و رہا پکھڑست میں اپنے سہو چاکہ سیدان خلی ہو چکا کیا جاوے
 امیر کو کچھ فریب نہ جائے نوشیوران کی طرف ایک خط جعلی تر و چین ہر ہر کے نام لکھ کر ایک قاصد کے حوالے کیا اور اسے
 سمجھا دیا کہ تو کسنا میں ملائیں گے انما ہوں نوشیوران کی طرف سے یہ پیغام لاتا ہوں اور خط میں لکھا کہ معلوم ہو ونگو میں نے
 شکر و بوعمر و عیشی کو بھجوا کر کہہ کو خراب اور تمام مسلمانوں کو قتل و ربیاد کر دیا سب ہل کر کو روز بد دکھلا یا
 اور خدا نے حمزہ اور عھر کو گرفتار کر کے اپنے ملک میں بجا کر سولی پر چڑھایا اس کے ساتھ اس طرح سے میٹرل یا پس تم
 حمزہ کے مسلمانوں کو بے وسواس قتل کرو انکو ہرگز نجات نہ دو اور ہرگز گارہ کو ہم کو دید و اتفاقا اُٹھنا سے ملے ہیں
 قاصد اور تر و چین کے سیر کے واسطے سوار ہوا تھا ملاقات ہوئی قاصد نے وہ خط تر و چین کے حوالے کیا وہ میں
 راہ میں دیا وہ پڑھ کر سیدھا بھمن کے پاس چلا گیا بھمن نے خط پڑھ کر تر و چین سے کہا کہ یہ تیرا فریب ہے
 میں مجھ کو خوب جانتا ہوں تیری بات کب مانتا ہوں تر و چین نہیں کھاتے لگا کہ میں کچھ نہیں جانتا
 یہ خط قاصد کے ہاتھ سے میں نے پایا ہے اس کے ہاتھ سے میرے ہاتھ آیا ہے آئندہ سچ ہو یا جھوٹ ہر گاہ بھمن
 پر امیر کا مرنانا بہت ہوا ان کا دنیا سے گزرنانا بہت ہوا بلکہ افسوس ہزار افسوس حمزہ اپنے ساتھ مجھ کو نہ
 لے گیا میرے دل کو بڑا داغ دے گیا بعد ازاں کہنے لگا کہ خیر جو مرینی اللہ کی تھی سو ہوا حکم الہی سے کیا
 چارہ ہو اسکی مشیت میں دم مارنے کا کس کو بار ہو اب میری جاہ میں اس کے دونوں بیٹوں اور تیسرے
 پوتے کو بھجوا لگا انھیں کی اطاعت کرو لگا یہ کہہ قاصد سے پوچھا کہ سچ کہ ماجر کیا ہو واقع میں یہ حال کیا ہے قاصد
 تو بخت کا سکھایا پڑھایا تھا اس سے فریب کی باتیں بکھار دیا تھا اس نے لبو گند کہا کہ میرے روبرو حمزہ کو سولی
 دی گئی اس کے ساتھ یہ حرکت ضرور کی گئی بخت کا بھمن نے کہا کہ حمزہ کی تابعداری اگر آپ نے اختیار کی تو
 زیبا بھی تھا مگر ان لوگوں کی اطاعت آپ سے پہلوان اور زور آور کے واسطے مزید نہیں ہوا ان کے
 زیر حکم رہتا تم سے شخص نامور کہ ہرگز مناسب نہیں ہو سوا ہے اس کے نوشیوران نے اپنے اپنی دامادی میں
 قبول کیا ہو تھوکتا ہر تیرے یا ہر سپن خیر و ان کا داماد کہلانا بہتر ہے کہ لوگوں کی اطاعت کرنا بارے نوشیوران کی
 دامادی کے نام سے بھمن کی دل کھڑا دن ڈولی ہوا بخت کا بولا کہ اگر تمھاری یہی صلاح ہو تو تدبیر اسکی
 کیا ہو بخت کا نے کہا اچھی اس بات کو مخفی رکھو ہرگز کسی کو نہ کہتا کہ ہر تیرے گارہ اسانی سے ہاتھ آوے
 اسن مر عظیم سے ہمارے طبیعت اطمینان پاوے تر و چین نے کہا کہ آج دربار میں جا کر

ہمزاد قباد شہزاد سے کہو لگا کہ کل میرے باپ کا عرس ہو اگر میرا دسمیت پہلو انون کو میرے مکان پر لے
 آویں تو میری سرسزای ہوتی ہی بہمن بولا کہ صلاح تو نیک ہی ترو میں جو رات کو محفل میں گیا ہمزاد قباد
 شہزاد و عمرو بن حمزہ سے مستدعی دعوت کا ہوا بہمن نے قبول کیا چنانچہ دوسرے دن ہمزاد جدار و قباد شہزاد
 و عمرو بن حمزہ سح پہلو انان گردکش ترو میں کے مکان پر گئے ترو میں نے سب کو کھانا کھلایا سب نے اچھی طرح کھا
 پھر شراب طلب کی جب سب کو سرور ہوا ترو میں نے اٹھ کر میر زادے اور قباد شہزاد سے عرض کی کہ جس طرح
 حضور نے مجھ کو سرور کیا ہی اگر ملکہ مہر نگار بھی قدم رنجہ فرمائیں ازراہ عنایت تشریف لادیں تو میری عزت
 بڑھتی ہی سکے نزدیک میری حرمت بڑھتی ہی دونوں میر زادوں نے ملکہ مہر نگار سے کہا بہمن اگر آپ تشریف
 لائے تو آپ کے لیے موجب سبکی کا نہیں ہی ترو میں کی عزت افزائی ہی مہر نگار سوار ہو کر ترو میں کے محل میں آئی
 حسب استدعا اس کے تشریف لائی ناگاہ کسی کے منہ سے نکل گیا کہ اس وقت تو ملکہ خوش خوش تخت پر
 بیٹھی ہیں دو گھڑی کے بعد معلوم ہو گیا ہوا کیسا فتنہ برپا ہوا مہر نگار کے کانوں میں جو اس بات کی بھنگ
 پڑی فی الفور محلی کی معرفت قباد شہزاد سے بلا کر کہا کہ جلد سواری منگلو دو مجا ذہ وغیرہ حاضر دوسرے یہاں کارنگ
 اچھا نہیں سمجھتی ہوں فساد برپا ہو گیا لاگت ہی ہوں قباد شہزاد نے سواری طلب کی اسی میں کچھ خیریت تھی بلکہ سو
 ہو کر قباد میں بہمنی یہ خبر ترو میں بہمن کو معلوم ہوئی کہ مہر نگار آئی تھی اور چلی گئی دونوں دست تاسف ملنے
 گئے ان کے دل پر اسے افسوس حسرت کے چلنے لگے کہ آئی ہوئی دولت ہاتھ سے نکل گئی بخت کے سنگ بہمن کی
 تشفی کی کہ بے پروا ہو کمان جا لگی اس کو ایک دن ہاتھ آگئی بہمن نے حسب مشورہ بختک ہاتھ ملکر کہا
 کہ افسوس ہی ہمزاد جدار کہ مستحق سلطنت ہی وہ تخت پر تونہ بیٹھے اور قباد و نواسا ہو کر فرما سزا دی کرے غیر
 مستحق بادشاہی کرے عمرو بن حمزہ نے کہا ہی بہمن تیرا کیا نقصان ہی اس میں تیرا کیا زیان ہی بہمن نے کہا کہ
 سچ کہتا ہوں یہ عربیادہ تخت پر بیٹھنے کے قابل نہیں ہی اس کو اسی سلطنت کا استحقاق حاصل نہیں ہے
 ملک لندھو نے جو یہ تقریر سنی بھلا کر بہمن کے لگا کہ اوکو ہستانی حجت ہو چکا میر نے اپنی کریم برٹھلایا بھلا
 ایسا صاحب مرتبہ بنایا کیوں بھلا پنے رتبے پر نہ رکھا نہیں تو آج ایسا بیوقوفہ کلہ زبان پر نہ آئے کہ "ت و کرات
 کے لوگوں کو سنا بہمن نے طیش میں آکر ایک تلوار کا لندھو پر بار لندھو نے اس زور سے گزرا اٹھا کر
 بہمن پر لگایا کہ ہاتھ بہمن کا بیکار ہو گیا اور اس نے بڑا صدمہ اٹھایا مجلس میں تلوار چلنے لگی بہت سے عربی بہمنی
 زخمی ہوئے اور بہمن کے لوگ بہمن کو اٹھائے گئے اس کی جان بچا کر لے گئے اتفاقاً یہ خبر لوہر بانو
 بہمن کی بہن کو کہ عمرو بن حمزہ پر عاشق تھی بہمنی کہ کفار نے مسلمانوں کو فریب سے قید و زنجی کیا ہی
 ان کو اپنی مسکاری اور بد ذاتی سے بڑا رنج دیا ہی گھر سے نکل کر اس قدر شمشیر زنی کی کہ کفاروں کے

کشتوں پہ پستے باندھ دیے ہزار دن آدمی اس مردافکن نے اپنی شمشیر آبدار سے جرات کئے کئے کئے ہومان نے اس کے پاس
جا کر کہا تو کیا دیوانی ہوئی ہو جا گھر میں بیٹھ اُس نے ایک تلوار لے لی ہومان کے نگاہی کہ وہ ڈکڑے ہو کر زمین پر
لڑنا بہمن کا عمر بن حمزہ اور نذر صہور سے اور نانو راہو کا بہ لباس مردانہ بہ بہانہ حمزہ کے اور
مارنا ہومان کا اور بھاگنا بہمن کی مع فوج کے



کر لڑا پس پانسن آئی اُس کے چھوٹے بھائی نے جو ہومان کو دو ڈکڑے دیکھا تلوار کھینچ کر نوراہو پر ڈڑا تو رہا نو نے اُس کے وار کو
خالی دیکر ایک تلوار اُس کو بھی سی سی ری کہ اپنے بڑے بھائی کے پاس سے بھی پھینچا ہر گاہ نوراہو ان دونوں کو مار چکی
پہلو انان عرب کو ہمراہ لیکر قلعہ میں آئی اور خندق کو پانی سے لبریز کر کے پانی سے لباس بھر دیا فوج کفار نے قلعہ
محاصرہ کیا ہر گاہ پہلو انان عرب کے زخم اچھے ہو قلعہ کی دیوار پر چڑھ کر کفار کو مارنے لگے کمال شجاعت دلا دی سے
اُس فرقہ فرار و فجار کو مارنے لگے کفار قلعہ کی زد سے ہٹ کر اتر پڑے ایک دن کفار و فوج قلعہ پر لکھ کیا قبا و شہر پر نے اپنی ان
کہا کہ کفار کا غلبہ ہو اگر فرمایے تو میں جا کر انکو ماروں حمزہ نگار نے کہا کہ صدقہ گئی تو ابھی بچہ ہو کیونکر تجھے اجازت ان میں سے
میں تجھے کیونکر جنگ کیونکر سٹے رخصت کروں قبا کو لاکہ ہمارے باپ کے مسمی میں کیسے کیسے پہلو ان کے لیے ہر قسم بھی تو اس کے
بچے ہیں اور اگر آپ بچانے دینگے تو میں اپنا خون کروں گا تمہارے سامنے ضرور لگاؤ رہا نو نے حمزہ نگار سے کہا کیا معاہدہ ہو
آپ قبا کو جانے دیجئے انکو بخوشی رخصت کیجئے میں اس کے ساتھ ہوں انکی مدد کے لیے مستعد و طیار ہوں گی ہر صورت دگاؤ
خبردار ہوں گی مہر نگار نے قبا کو لے لے کر اجازت دی قبا و اتھیار لگا کر کفار کے روہر دگیا اور لٹکا کر لے لے کا فرد

تم میں سے کون مرگ خواہ ہو میرے سامنے آوے تجھ کو اپنی بہادری دکھا دے بہمن نے قبا کو دیکھ کر اپنے ہمین کو کہہ کر قبا
 قبا وڑنے کو آیا اپنی ماں سے اسے میدا نہیں لیا حکم پایا میں سکو گرفتار کر کے اپنے پاس رکھو لگا تو ضرور مہر نگار درو
 فرزندی سے میرے پاس آوے گی ہرگز انکی مفارقت کی جانب نہ لائیں گی یہ سوچ کر قبا دے رو برو گیا اور کہنے لگا کہ او عرب
 بچے لاکیا حربہ رکھتا ہو قبا و بولا کہ میرا باپ کبھی پیشدستی نہیں کرتا ہو پس میں بھی پیشدستی نہیں کروں گا باپ کے طریقے
 سے قدم باہر نہ دھروں گا تو حربہ کر کر اگر اس میں جیتا بچو لگا تو تجھ کو ماروں لگا تیرے سر کا بوجھ تیری گردن سے اتار دینگا بہمن نے
 گرز قبا دے سر پر راقبا و نے اسکو ڈھال پر روکے ایک ہاتھ تلوار کا ایسا لگا لگا کہ وہ ضربہ اس کے جسم پر کہاں زور سے
 آیا بہمن نے خم کاری کھا کر بھاگا اپنی جان بچا کر بھاگا امیر زادہ چار کوس تک کے لشکر کو مایا جا گیا جب دیکھا کہ کفار
 اسکو ہوا کی طرح لے آئے مجبور ہو کر اپنی ماں کے پاس آیا اس محرکہ کا تمام حال سنایا مہر نگار نے بہت زور و جواہر اپنے
 بیٹے پر سے نثار کیا بہت ساز و جواہر و اسباب محتاجوں کو دیا چند روز کے بعد عمرو بن حمزہ لندھو مہر نگار کی
 خدمت میں گئے اور عرض کی کہ اس میں کچھ قصور بہمن کی نہیں یہ یہ سخت کڑوہ میں کی بہ ذاتی میری شہادت کے ہمیں
 آئی ہو امیر زادے نے کہا آخر اب کیا کیا جاوے کونسی تدبیر عمل میں آئے قلعہ کو کفار گھیرے ہوئے ہے ہین اور ہلوگ زخمی
 ہیں اس حالت میں ہمسے کچھ بن نہیں آسما ہو اس سبب ہمارا دل خون کھاتا ہو قبا و نے کہا کہ دروازہ قلعہ کا کھول دو اور
 میدا نہیں نکالے صف رانی کرو سردار مع فوج حاضر ہو اور طبل جنگ بجھنے لگا کوس جنگ شعلہ عداوت کے ہمیں لگا بہمن نے میدان
 بکار کر کہا کہ ای عرب کو سلاو سلاو اپنی جان تیرے ہو حمزہ تو مدت کا مارا گیا خیر سمیں ہو کہ مہر نگار کو میرے حوالے کر کے اپنی راہ و باب
 ہمسے مقابلے کا راہ نہ کرو نہیں تو ایک ایک کافر مہر سے لگا لگا تم سب کو لگا لگا لندھو مہر نے جس میں کی یہود کوئی
 لشکر عمرو بن حمزہ سے خدمت طلب کی امیر زادے نے اس کا خدا حافظ ہو میدا میں میں جائے اور کفار کو زیر و شمشیر نا جائے
 لندھو میدا نہیں جاکر بہمن سے یہاں تک گزر بگڑا کر زخم اس کے بدن کے آئے ہو گئے حیران و ششدر دیکھنے والے
 ہو گئے اس میں قبا نے نقاب شب کو مٹھ پر ڈالا دلوں لشکر و عین طبلان و گشت بجا فوجوں نے لشکر کاہ میں کر اشتراکی اپنی
 اپنی طبیعت کو تسکین دی مجھ کو بھر صفت آئی ہوئی ہنوز کوئی میدا میں نے نکلا تھا کہ جنگل کی طرف سے گرد آٹھی و نوں
 طرف کے عیار خیلانیکو دوڑے معلوم ہوا فرید علی کہ روہین کی مدد کو آیا ہو ڈال لشکر جبار ساتھ لایا ہو سات سو سن کا
 گرز باندھتا ہو امیر زادے نے فرمایا کہ ہماری مدد کو خدا ہو ہلو کیا پروا ہو روہین فرید علی کہ پیشوا ل کر کے لشکر میں لایا
 سب ماجرا سے گذشتہ سنایا فرما و بن لندھو را میر زادے سے خدمت یکر فرید علی سے رزم طلب ہوا فرید علی نے
 نام پوچھا اسنے کہا کہ میرا نام فرما و بن خسرو ہند ملک لندھو مہر بن سعدان شاہ ہو تمام ماہ پانچاں جب کہ وہ شاہ
 شمشیر جاہ ہو فرید علی بولا کہ تیرا باپ کہاں ہو فرما و نے کہا کہ لشکر میں ہو فرید علی نے کہا کہ تیرے باپ نے تجھے
 غر و سال کو مرنے کو بھیجا اور آپ نے آیا معلوم ہوا کہ مرنے سے رہنا ہی چاہا فرما و بولا کہ او مردک بیہودہ کی زبان کشتا ہو

سے باپ کے سامنے کوئی ٹھہر سکتا ہو حریہ کر فرما دینے جھگڑا کر سات سو بی گز زانیا اسکے سر پر بار فرما دینے اسکی ضرب کی
 لڑکے کہا کہ اور دو حریہ کرے وار کر کے خوب اپنا جی بھرے پھر میری باری ہو دیکھنا کہ میری تلوار میں کسی بدادعی کی فوج
 حریہ اسی گز سے کیے گز فرما دینے جہاں کھڑا تھا وہاں جنبش کی اپنے یا لون کو حرکت نہ دی اور اسکے حریوں کو
 لڑکے کہا کہ دیکھ سبھل جانا اب میں گز زانا ہوں یہ کہہ کر اس زور سے گز زانا کہ گز سے شرارے اٹھنے لگے فرما دینے
 لی دیکر کہ ایک حقیقت میں تو بڑے باپ کی بیٹا ہو چکو ہزار مر حیا ہو اور دونوں گز زانی ہو گئی جب زور و شوق نے
 اب سیاہ شب جو رڈ لالہ تابان شہر کے لیے اپنا یا لون یا ہر نکالا دونوں طرح میں لڑکشت بجا دونوں لشکر اپنے اپنے
 پا پر گئے مجھ کو شہرانی نامے پہلوان فرما دیکر سے مبارز طلب لیا تاں او دونوں کی داؤد جنگ کی خوشی باہم جنگ کی لڑائی
 اپنے خیموں میں اس دن فوجوں کو لڑنے دیکھو حال صاف حقراں کا سنا تھا قاتل ایک کشتی کو عالم روایں میں سے لکھا کہ کفار
 ہل اسلام پر شہر لڑا ہو اور کٹر پہلوان میرے زخمی ہو ہیں جناب کہ عمر دے خواب میں کیا عمر دے کہا کہ یا امیر کیا خواب بھی
 بن ہوتا ہو اگر حکم ہو تو خبر لاؤں میں لڑیا فٹ کرنے کیلئے جاؤں میرے عمر کو رخصت کیا وہاں کچھ حالات سے بخوبی آگاہ
 سب سن فیچ بھگادیا جنگ کا حال سنے کہ فرما دیکر اور استغناء نوش سے مقابلہ ہوا عین جنگ میں عمر و بہو بچا عمر کو
 مار فوج اسلام میں دیا نے بچنے لگے سب کو جو اپنی قلت جمعیت سے ہراس تھا تقویت ہوئی دونوں قوت ہوئی بہمن نے
 تاکت کہا کہ اوپر ذات تو نے نہ کہا تھا کہ عمر و اور حمزہ مار گئے نجات لاکہ میں کیا جانوں نوشیروان کے لکھنے سے
 نا بھی جانا تھا اسنے مجھ کو تحقیق لکھا تھا بہمن نے نجات کے اٹھا کر زور میں کچھ سر پر دیا راجہ کہ حیات دونوں کی باقی تھی
 مانس میں پر گرا بہمن اپنی اس حرکت سے بھجپانے لگا اپنے اس فعل انسا سے افسوس کھانے لگا عمر و کیفیت یافت کر کے
 او شہر باراد عمر و بن حمزہ کو تشفی دیکے اور زخمی ہوئے پہلوانوں کے نوشدارو کی پٹی دکھا کر میرے پاس نہ ہوا شہانہ روز
 ہی گیا کہ میں شہر راہ میں ٹھہر رہا تھا ایک کچھ پاس پہو بچا میرے کم کیفیت یافت کر کے والد سے رخصت لی اور لڑا اسلام کی
 کے لیے دھانکے جانے کی جاری کی اور اس قدر فوجی زور و سوار ہو کر مع عمر و کاوش کھڑے ہوئے اذہ ہو ہرہ کا بے شکاں اور کچھ
 سے اپنے سنگھ کا حال سنے کہ دونوں کشتی صغیرین باندھے کھڑے ہوئے تھے کہ جنگ کی طرے ایک غبار اٹھا کر دکان لگا لگا لگا
 وزن لشکر کے ہر کارے خبر لینے کو دوپے معلوم ہوا کہ سر کو بتر کرنا سے فوج جہاں نوشیروان کی مدد کو آیا ہو اور لشکر کٹر
 بنے ساتھ لالہ کی کفار خوشی خوشی سر کو بتر استقبال کر کے اپنے لشکر میں آئے اسکی فوج نے بھی میدان جنگ میں اپنے خیمے
 مانے سر کو بتر بوجھا کہ حمزہ کہاں ہے اسکا نشان تو مجھ کو بتاؤ اسکی صورت تو مجھ کو دکھاؤ و زور میں بولا کہ حمزہ تو نہیں ہو مگر
 کے دو بیٹے لڑ رہے ہیں سر کو بتر کہا کہ آج تو لشکر میرا کھکا مانا ہو مگر کل مجھ کو لگا وہ بھی یاد کر سکتا ہے یا لڑو لگا اس میں فرما دیکر
 بدنامی گھڑوانا لڑکر مبارز طلب ہوا سعد بن عمرو بن حمزہ نے اپنے باپ سے رخصت لائی عمر دے کہا کہ جان بد را بھی عمر و تھاری
 حق لڑتے نہیں تو مجھ کو لڑا دے کر اپنے تین لڑنے پر را دہ نکرو اسنے اٹھ باندھ کھڑا کہ میرا زور تھا چو چا کا دیک ہی سن سال ہو

میرا ایک ساحل پر حیف ہو وہ توڑیں اور میں تاشاد کچھا کر دینے تو معرکے میں جا کے سفر و ہون اور میں
 بیٹھا رہوں عمرو بن حمزہ نے مجبور سعد کو رخصت رزم دی سعد بزم اندر کے میدان میں آیا اور جریح سار طلب
 ہوا کھلا اسکو دیکھ کر کہنے لگے کہ یہ عجیب قوم ہے جسکے لیے ایسے کم سن بچے جو صرف طفل صفت جنگ میں لڑتے ہیں میرے پہلو کو
 مقابلے میں آئے اڑتے ہیں سر کو بیٹے بوجھا کہ یہ لڑکا کون ہے کہ میدان میں آیا ہے ہم نے کہا یہ حمزہ کا پوتا ہی فرہد علیہ سے
 لڑنے لگا آیا ہے اس کے دشمن بھی ارادہ سہا ہے سر کو ببولاکہ یہ بچہ کیونکر فرہد علیہ سے لڑے گا ہم نے بولاکہ تاشاد
 دیکھ کر کیا ہوتا ہے یہ گفتگو ہی تھی کہ سعد نے لٹکا راہی کا فروجسکو شربت مرگ بنا ہوا وہ میرے سامنے آوے میدان میں
 آ کر اپنی بہادری دکھاوے فرہد علیہ نے گھوڑے کی باگ لیکر سعد پر ایک گز یا کر کہا کہ مارا اور بت کیا سعد گرو
 سے نکل کر کہا کہ اوکے کیون جھوٹ بولتا ہے چھوٹے دعوے پر زبان کیوں کھولتا ہے کسکو مارا اور کسکو بت کیا میں تو تیری
 جان کا ملک موت موجود ہوں یہ کہہ کر گھوڑا دو باکر ایک ہاتھ تلوار کا ایسا مارا کہ ہاتھ فرہد علیہ کا بازو سے نکل کر گز
 زمین پر جا رہا فرہد علیہ نے جاہا کہ اپنے لشکر کی راہ لیوے بھاگ کر لشکر کو پھیر دیکھو کسکو گھوڑے کی چاکر دو سر ہاتھ بھی فرہد علیہ کا
 قلم کیا اسکو سا فٹاک سے تم کیا سعد کے عیار دن نے چالاک کی کر کے فرہد علیہ کا سر کاٹ لیا اس کے جسم ناپاک کو
 بے سر کیا امیر کے لشکر میں شادیا نے بچنے لگے اور کفار کے لشکر سے صداے گریز ناری بلند ہوئی سبکی زبانان زنی
 سے بند ہوئی لشکر کفار حیرت میں تھا کہ ایسا کم سن بچہ فرہد علیہ سے پہلوان کو اس سانی سے مارا سبک کر کے چلے آئے
 ہلکا سا بھی ایک چرکانہ کھائے سر کو بے ہمن ہے کہا کہ آفرین ہو اس کے پدر و مادر کو جسکے گھٹنے ایسا بہادر اور شہ زور
 فرزند پیدا ہو کیونکر نہ باب سکا اُس پر شہ لہو یہ کہہ کر طہل باز گشت بجا کر دونوں لشکر اپنے اپنے مقام پر گئے ہر نے پہلوانوں
 اور سرداروں کو لیکر کھانا کھایا سب نے ہر طرح کا لطف اٹھایا بعد ازاں بزم خراب و کیاب قائم ہوئی اجنبی نے

جنگ کرنا سعد بن عمرو کا فرہد علیہ سے اور مارا احسانا فرہد علیہ کا



رامع کو گرم کیا اور قہار سے زیادہ جام شراب پیا سر کو بے ہمن کو ہر مزے پہلو میں بیٹھا دیکھ کر کہا

کہ او کو ہستی تو نہ بھی یہ حوصلہ پیدا کیا کہ مجھے بالادست ہو کر اٹھا یا بادہ خور سے ایسا بدست ہو کر اٹھایا بہمن نے
سرکوب تھکا گیا خطانے ایسا ہی کہ مجھے گفتگو ناملا تم کرتا ہی میری قوت شجاعت نیندیں تاہو سرکوب کے ٹھکانے ایک
گھونسا بہمن کی راہ میں اسکی کمر میں ہاتھ دیکر اٹھا لیا اور زمین پر پڑ پڑا ہر عزت پہنچ بجاؤ کر کے قضیہ فیصلہ کر دیا دونوں
سمجھا کر رخ فساد کیا اور مجلس برخاست کی جھوکو چھر دو لون لشکر وئی بستور صفین راستہ ہو میں گناہ ایک گرد زین
لیند ہوئی جسکی کثرت سے ہوا کی راہ بھی بند ہوئی دونوں لشکر کے عیار خبر لانے کو دور سے معلوم ہوا کہ تھڑے سفر آتے ہیں
ایک انبوه کٹر سپاہ ساتھ لاتے ہیں لشکر اسلام میں عجیب طرح کی خوشی ہوئی انسیم شادیانے بجنے لگے ہر ایک سردار و ہلو
امیر قد ہو س ہوا امیر نے اکو چھاتی سے لگایا آنکھ سے ہونچنے سے سب کمال طغیان پایا اور لشکر کی باگ لیکر جنگاہ میں
لگے اور پکار کے بہمن سے کہا کہ او کو ہستی میں نے تیرے حق میں کیا برائی کی تھی میں تجھ کو کنسی ذیت سی تھی کہ تو نے اسکے
عوض میں ایسا مجھے کیا اس بات کا مجھے انتقام لیا اب تو میرے سامنے مقابلے میں کر اپنی جوان مردی دکھا بہمن نے ہر
سے کہا کہ میری تو حمزہ سے چار آنکھیں نہیں ہو سکتی ہیں میں تو حمزہ مقابلہ نہیں کرونگا وہ مقابلہ کرے جسے یہ فساد برپا
کیا ہوا ایک پہاڑ آفت کا سر رہا اباب تم جاؤ تمہارا کام جانے ہر مزے کہا کہ میں کیا جانوں تختہ کاٹنے آخرش سرکوب نے
کے مقابل ہو کر گر زائیس کے اوپر لا میر نے اسے خالی دیکر فرمایا کہ ای ہلو انی تحریرے ترے اور باقی ہیں بھی کرتے تاکہ تیرے دل میں کچھ
اران نہ رہے سرکوب نے دوسری مرتبہ گرز بالا میر نے اسکو بھی دیکھا تیری مرتبہ ایسا جھجھکا کر اسے گرزدار کا گرز سے شعلہ لگا
اور اسے حد سے استفادہ روخوار اٹھا کہ جبکہ جو میں نے دونوں لشکر دن سپاہی چھاگی بسلی آنکھوں میں تاریکی آگئی سرکوب نے
نعرہ کر کے کہا کہ مارا میں حمزہ کو خاک اسکی خاک میں گئی یہ تو آدمی تھا اگر بار پھر گرز رازا تو بہاڑے گردا غشتی امیر نے گھوڑے کو
کا دھ دیکر گرو سے نکال کے کہا کہ او کو گرو نے مارا ان بھیل جا کر اپری میری ہی اور دیکھ ضرب سکودھتے ہیں گرنے بھی تو
چھٹی کے دو حصے لب خشاک تیرے تر ہو جاویں قیامت کتنے میں جن حواس میں یہ کہہ کر گرز جو اسکے سر پر لگایا وہ
زمین جلدا ہو کر گھوڑے کے پیچھے پر جا رہا گرز گھوڑے پر پڑا گھوڑا خاک میں پست ہو گیا سرکوب نے چاہا کہ امیر گھوڑے کو بھی بے کار
میں چھٹ مرکب کی پیچھے سے الگ ہو کر اسکے مقابل جا کھڑے ہوئے نصف النہار تک گرز بازی ہوئی ہوا کی بعد از ان لو بیت تلوار
کی پہونچی دوساعت کامل تلوار چلائی خوب ہی باہمت شیرازی لڑا مگر کسی اتھ سے ہرن نہ ہو بخا کسی پر کوئی زخم کا رگر
نہ پہونچا امیر نے فرمایا کہ ای سرکوب حربے سب سے نیچے اب بات یہ باقی ہے کہ تو میرے لشکر کو اٹھا لیو تو میں تیری طاعت
کردن چھوڑ بھی تجھے اپنے کاناماندوں اور اگر میں تیرا لشکر اٹھا لوں تو میری فرمانبرداری کی اس امر قبول قرار کر کے پھیلوانی کا دعویٰ
ہی تو نہ ہرگز نہ کر سرکوب نے خوشی خوشی قبول کیا اور امیر کی کمر میں ہاتھ ڈال کے استفادہ کر کے کہ شمعوں تک میں میں گرا دیا
تھوڑے خون ٹپکنے لگا مگر امیر کو ذرا بھی جنبش نہ ہوئی اسی طرح کھڑے رہے بانڈوں کے زمین میں گر گئے رہے بعد از ان امیر نے
اسکی کمر میں ہاتھ ڈال کے اس سے نعرہ کیا کہ اکثر لشکر کفار میں سے لوگوں کا حق کچھ دے پھٹ گئے مارے داشت کے

خون جسم سے گھٹ گئے سہ کو پہنے جانکہ اسز فیل نے صورت چوٹکا اور فلک شہم زمین پر گر جزا آسمان کو دیکھئے لگا میر نے
اسکو معلق زمین سے اٹھا کر سات مرتبہ بلا گردان کر کے زمین پر سے اڑا اور باہر نکھر کر عرو کے حوالے کیا ایسا عاجز و ذلیل
کر کے اٹھو دیا چونکہ تاریکی آسمان پر دوڑ گئی تھی کہ اس باد گشت بجو کر امیر مظفر منہ و قلوبہ میں گئے اور کفار بھی گریان نالان اپنے
غیموں میں داخل ہوئے اندکی غنایہ سے مسلمانوں کو اسباب سرور و نشاط حاصل ہوئے شہ کے شہزادہ کباب کی محفل تبر
ہوئی امیر نے سر کو بٹ طلب کر کے پوچھا کہ میں نے تجھ کو کس طرح زیر کیا اسے سر قدم پر رکھ کر کہا کہ یا امیر اکو دنیا میں کرنی زیر
نہ کر سیکے گا نالوے حصہ قوت اچھو خدا نے عطا کی اور ایک حصہ تمام دنیا کو دی ہوا کا دل سلام تجھ کو تقدس کیجئے اب تجھ کو
بولت ایمان دیجئے میں نے بت پرستی اور بت پرستی کو کیا امیر نے اسے کلمہ پڑھا کہ پنے گلے سے لگایا اور خلعت میں سے نچا کر سونے
کی کرسی پر بٹھلا یا سب لوگوں میں سے ممتاز بنایا اور تین نشانہ روز جزا میں کیا جو تھے دن میر نے بل جگہ سے کاسیہ دیا پھر
نشا کر کفار کی جنگ پر مستعد و آمادہ کیا اور جو وہ صفین میں لائیں جا کر راستہ میں شکر لکھا بھی صفت آراہو اگوا مقابہ سکندر
و دارا ہوا امیر نے اسدن بھلا کر کہا کہ انور اللہ کبریا کہہ کہ ای بہمنی نے سلوک کے عوض مجھے بد سلوکی کی ایک ہی تو میرے
ساتھ آئے سے جی مت چڑھو جس ہر عزت کہما کہ میں ہرگز حمزہ کے سامنے نہ جاؤنگا میں بائسکے ہاتھ سے دلشٹھاؤنگا مچ
کو حکم دیجئے سب کو مستعد کیجئے کہ ایک بار حمزہ پر جا کر بغیر قتل کے حمزہ کے ہرگز نہ پھرے ہر عزت کے اشارہ کرتے ہی تمام فوج
گھوڑے اٹھائے امیر بھی مصما و مقام کھینچ کر لشکر کفار کے سامنے آئے اور دو دو تہی تلوار مارنے لگے و پھر مل امیر نے یکدہنا فوج
کفار سے تلوار کی خوب دلی شجاعت دی ہزار ہا کفار مارے گئے حتیٰ کہ اشقر دیرا خونیں تیرنگا سیدہ تاکے شمنو کے بیومین
میر نے لگا بہمنی ٹرو پنے کہما کہ امیر سوقت لڑتے لڑتے تھک گئے لیکن منہ سے کف جاری و خود ز قتل بی طاری ہوا شہزادہ میں
معروف میں مطلق اپنے بدن کی خبر نہیں ہو بیوٹی میں تلوار مار رہے تھے کہ اسے برے دھل گیا ہوا سر شستہ ختمیا لنگے ہاتھ سے نکل گیا
ہو عمرو فارورہ لفظ مارا کر زینت پر کسی کو آنے نہیں دیا ہوا اگر تو عمرو کو امیر سے جدا کر تو میں سوقت امیر کو مار لیتا ہوں نکا
ہر لنگے بدن اچھی تار لیتا ہوں ٹرو پنے سات سو با تھی عمرو پر پلوا دیے عمرو و قارہ با کفٹا اکو مارنے لگا بہمنی پیچھے جا کر
ایک جی تلوار اس دور سے امیر کے سر پراری کہجا لنگل تلوار امیر کے سر میں آئی اور کسی دم یہ کتا ہوا امیر کے آگے سے بھاگا
کہ یارو میں خنوکا کام تھا کیا دیکھو تو میں نے کتا بڑا کام کیا اسی تلوار لگائی ہو کہ خلق تک پہنچی ہو کیا ہاتھ کی صفائی ہو امیر کے
یاروں نے جو یہ سخن سنا کمال معجز و پریشان خاطر ہوئے امیر نے دیکھا کہ زخم کاری میں نے کھایا اور شہزادہ غش مجھے بڑا ہاتھ دیا شہر
سے زبان جنی میں کہما کہ مجھ کو لشکر سے باہر چل چلے ہوا اس حلقے سے نکل یہ کہما اشقر کے گلے سے لپٹ گئے اشقر امیر وہاں
بچلا جو کوئی آگے آیا اسکو دانت سے اور پیچھے آئے یا تو نکولا تو سے باز آیا لشکر سے حکم دیکر طرقت قہر من ہوا کوئی کس نکل کے
ایکے یا دیکھا اشقر ابیکر سیا سا تھا ریاست پانی پیکر جو نکلا امیر نے پانی میں گر پڑے پانی خون سے لال ہو گیا اشقر امیر کو
کھینچ کر اسے پر لے رہا آگے غرق ہونے سے بچایا تھا قاسمہ شیر ناسے شہزادہ بھی گر پڑے کھانے پانی بائے نہ دیا اسکو

ماجرانظر آئے کہ پانی دریا کا لال ہو رہا ہو ایک شخص زخمی لب یا پڑا ہو گھوڑا اسکا بیلومین لٹیا ہوا دانتوں سے سکوچتا ہو
کمال قوت سے اپنی طرف بختا ہو چاہتا ہو کہ اپنی پیٹھ پر سوار کرے مگر وہ جوان بیہوش ہو زخم کی شدت سے مدہوش ہو یہ شخص
یہ جہاد لیکھ لکھے دین کہ اس شخص مقرر کسی ملک کا بادشاہ ہو اسکی شان معلوم ہوتا ہو کہ صاحب کت جاہ ہو طرائی میں کہیں
زخمی ہوا ہو گھوڑا سکو بیان آیا ہو دشمنوں کے ہاتھ سے بچا یا ہو اگر یہ مل سکی خدمت کرونگا اور راحت لگا تو صحت بعد ازاں
یا تو لگا اس کے عوض میں بہت فائدہ اٹھاؤنگا یہ سوچ کر میر کے پاس آیا اور ہزار خزانے بھرا میر کو گھوڑے کی پیٹھ پر لا دیا ایک سی
امیر کو زین باندھا کر اپنے گھوڑے کے پیچھے لیجا نے میں اپنی بہتری سوچ کر لگیا اسکی بات کہ کیا یہ تو سکولایا ہو یہ کیسا شخص ہے
ساتھ آکر اس نے سب کیفیت بتائی ان سے بیان کی اور میر کے حال سے بالکل اطلاع دی ورنہ اگر یہ اچھا ہو گا تو قیاس میر
ساتھ بہت سلوک کر لگا اور اگر میر کا تو گھوڑا اور سلاح اسکا میر سے ہاتھ آو لگا بہر کیف کے رہنے سے کچھ میر نقصان نہ ہو جاو لگا
یہ مقرر تھا میر کے ہاتھ سے کھولے اور ایک چمی زخم پر باندھی تھوڑے سے شہر سے لے کر اسکا ہوا دیکھتا تھا ایک قدم میر کے پاس سے
سکرتا نہ تھا اگر سیہ شیر سکو باہر لجا لے کو چاہتا تو گھوڑا بیکر کہیں لگاتا تھا سیہ شیر ڈر کے مارے جدا ہو جاتا تھا پھر
اس کے پاس نہ آتا تھا شہر ساتویں دن میر نے آنکھیں کھولیں کیا کہ شہر اور ایک شخص غیر میر سے سر ہانے کھڑا ہو میر نے
سیہ شیر سے پوچھا کہ تو کون ہو اور یہ کس مکان کا اسکا کیا نام ہو اور یہ کون جوان ہو وہ بولا کہ سیہ شیر میر نام ہو جو پانی
سرتا ہوں جنگ میں جانور دیکھی نگہانی کرتا ہوں اچکودر ایک کنارے پڑے ہوئے دیکھ کر ترسنا یا اسلئے اپنے گھوڑے میں اٹھا لایا
خدا آپ کو اچھا کر دے تو میر سے بھی دن بھر نہ آنکی بدولت کچھ رتبہ پاؤں تھوڑے دن لطف زندگی اٹھاؤں میر نے
فرمایا کہ گھوڑے پر سے زین اتارے اور شہر سے کہا کہ تو اس نواح کے سب قبا میں جا کر چالی کر اور سیہ شیر سے ارشاد کیا
کہ تو نے جو عورت کی ہوا کارت نہ جائیگی یہ خدمت تیری تجھ کو بہت نفع دیکھائیگی میں تجھا ہو جاو لگا تو بہت تجھ کو خوش کرونگا
خاطر جمع رکھ تجھ کو بہت کچھ دوں گا ایک بکری اپنے گلے سے لاکر میں سکون فوج کروں موافق حکم خدا کے اسکو حلال کروں تو
اسکا شہد با میر واسطے لگا لایا ایک بکری کے عوض دو چند دو لگا یہ نہ سمجھ کہ میں مفت میں لگا سیہ شیر نے بکری میر سے ذبح کر دیا
شور با اسکا بکریا اور میر کو کھلایا دوسرے دن بکری کا شور با تیار کر کے میر کو دیا تیسرے دن بھی لیا ہی کیا جو تھوڑے دن اپنی
مان سے پوچھنے لگا کہ یہ زخمی تین تین تین تین بکریوں کا شور با لی چکا آج چوتھا دن ہو اب تو کیا کہتی ہو کچھ بھی سکھلاؤں یا
مثال جاؤں مان اسکی میر کے پاس لائی اور پوچھنے لگی کہ اس شخص تو کون ہو اور تیرا کیا نام ہو میر نے فرمایا میں نام سعد شامی ہوا اور
میں حمزہ کا خلیفہ بھائی ہوں تو میری خدمت کر میں بہت تیرے ساتھ سلوک کرونگا تیری خدمت گزار رہی پھر تو لگا اور میر سے
پوچھ ہوئے نال ایک بکری کا شور بارو دیکھ کر دیا کہ جنگل میں چھپتا احسان کیا کر تیری ایک ایک بکری کے عوض دس دس بکری دے
سوا اس کے اور بھی سلوک کرونگا اس پر زلہ نے حمزہ کا نام سن کر کہا کہ صدقے لگی بکریاں بھی میری حاضر ہیں میں بھی خدمت
کر نیکی موجود ہوں میں تجھاری آنکھاری اور تیار داری سے بجا نکل خوشنود ہوں ہر روز ایک بکری کا شور با میر کو مانے

نے بھی سرداران کفار کے سرا میر کے قدموں پر لکھ دیے ہزاروں جہم کفار کے سر پر کے میر کو اس ظفر جاتے ہوئے اپنے مقام پر آئے لشکر اسلام نے اس خیالی بڑیا دیئے بجائے جھوٹا میر جمن کے ہاتھ سے زخمی ہوئے تھے قضا کا رستہ قوت ایک بیز کا لکڑی اسطر سے ہوا تھا اسنے کیفیت ملکہ آسمان پر سی جا کر کہی میر کے مجرد ہونے اور ازیت اٹھانکی اسکو اطلس مار دی ملکہ آسمان پر سی دست باجہ ہو کر قریشہ اور پرزادوں اور خواجہ علیہ الرحمہ جنی کو لیکر رخ فوج جزار دیوان جنات سے روانہ ہوئی اسلئے کہ انکو اپنی انکھ سے دیکھ آئے جولانہ غمخواری ہو اسکو بجالے ہر گاہ تھل پہنچی دو کوس کے خاصے خیمین ہو علیہ الرحمہ کو امیر کے پاس بھیجا خواجہ جو یکا یک کر قدموں ہوا میر بہت متعجب ہوئے کہ خواجہ کوہ قاف کیونکر آواہاں میر حال کسے پہنچایا اس ملکہ اور قریشہ کی خیر و عافیت پہنچائی اسکے ایک مکی مہاجر کو کیفیت کو بھی خواجہ نے کہا کہ ملکہ و قریشہ سے فوج جزار رہا نئے دو کوس کے فاصلہ پر پڑی ہوئی ہیں ایک پرزاد نے اپنے زخمی ہونے کا حال ملکہ سے جا کر کہا تھا ملکہ امیر اسطر کو روانہ ہوئیں تمہارا حال سن کر کمال اضطراب یہاں آئی ہیں بڑی شان و شوکت سے تشریف لائی ہیں امیر سوار ہو کر مع سرداران و پہلوانان بڑے تنک سے ملکہ کے پاس گئے اور آسمان پر سی کو گلے سے لگایا اور قریشہ کی پیشانی کا بوسہ لیکے گود میں بٹھا کر بہت سا بیار فرمایا پرایں امیر کی سواری کی شان و شوکت کیلکھ رنگ ہو گئیں اور کہنے لگیں کہ یہی سب تھا جو امیر پر وہ قاف پر پریشان خاطر رہتے تھے اور قاف سے دنیا میں آئی نیکے یہ ہمیشہ کہتے تھے امیر سے استدعا کی کہ آپکے یاروں اور رفیقوں کو تو دیکھا مگر ملکہ مہر نگار کے دیکھنے کے ہم بہت تنہا ہیں بغیر دیکھے ہوئے ہم انکے عاشق ہیں امیر نے فرمایا کہ جھڑ سے تم ملکہ مہر نگار کے دیکھنے کی شوق ہو اسطر جسے میرے یا تمہارے طالب یار ہیں کمال منت و شوق سے اس بات کے خواستگار ہیں پس تم پر وہ حجاب کا انکے سامنے سے اٹھا لویا سر سہیلانی انکی آنکھوں میں لگا دو کہ وہ دیکھ لیں مہر نگار کی بھی تمہارے حال پیمانی سے پرزور ہوں پرزادوں نے کہا کہ یا امیر کیا تمہارے رفیق ہکو دیکھ کر یا دن بھلا میں دست درازی کرنی شروع کریں خیال فاسد اپنے زمین لائیں امیر نے فرمایا کیا مقدور ہی تم اس بات سے خاطر جمع رکھو یہ تردد اور اندیشہ کو اپنے زمین جگہ نہ دے یوں نے پر وہ حجاب اپنے منہ سے اٹھا لیا اپنے دیار سے انھیں محفوظ کیا پہلوانانوں نے جو انکو دیکھا ہر ایک کو سکتہ سا ہو گیا جب میں سے ہوا میر کا لشکر ادا کرنے لگے کہ انکی بدولت ہم غایکوں نے ناریوں کو دیکھا ورنہ ہم لوگ یہ ولسٹ یار پر یوں کی کیونکر پاسکتے اور کوہ قاف میں ہم سطح جاسکتے امیر مع ملکہ آسمان پر سی و قریشہ پرزادان پہلوانی سوار ہو کر مہر نگار کے محل میں داخل ہوئے سبکو بالیکہ گرسبایہ شاد حاصل ہوئے اول تو مہر نگار ملکہ سے بھلیکے ہوئی اور قریشہ کے لب جبین پر بوسے دیے بعد ازاں سب یوں ملاقات کر کے شرط مہاندازی بجالائی بہت مروت خاطر داری سے پیشانی قریب شان و رنگ ملکہ آسمان پر سی مع ہر یار جن جن میں بہت رہے اور سب کا خانے موقوف رہے جو تھے دن تحائف و سوغات قاف جہانے ساتھ لائی تھی مہر نگار کو دیکر خست ہوئی بعد جانے ملکہ آسمان پر سی کے امیر نے یار و نئے سردار پر پوچھا کہ معلوم نہیں کہ کفار کدھر کو گئے تھے ورنہ عین کی نشانی ہو

کشمیر کی طرف گئے ہیں اور جو حضرت نے حاکم کشمیر سے پناہ لی ہو اس نے ان کا خود کی حمایت کی ہو عمر بن حمزہ بول اٹھا کہ مجھ کو اگر حکم ہوگا تو میں کشمیر کا لڑکا قلع فتح کروں اللہ کی عنایت سے ایک فرزند ہو بھڑو دن امیر نے فرمایا بہتر ہی امیر زادہ عمر و معد کی پرورش و فرماؤ بن لعل و صہور و اسد مستفانوش وغیرہ سات پہلوؤں کو لکھائی فوج سمیت ساتھ لیکر کشمیر کی طرف روانہ ہوا ہر گاہ سیر زادہ کشمیر میں داخل ہوا کفار و ہشت سے قلعہ بند ہوئے امیر زادہ نے چاروں طرف سے قلعہ کو گھیر لیا اپنے لشکر سے خوب لڑائی لڑائی لڑائی جنگل کی طرف سے ایک گورخ لشکر اسلام میں آیا اور بہتوں کو تدارک پاسے زخمی کیا کہ سیکو لا تین یارین کی سیکو کاٹ کھایا یہ خبر امیر کو پہونچی امیر زادہ نے سوار ہو کر اس کے تعاقب کیا اس کے پکڑنے کے لیے اس کا بھیجا گیا اگر غریب بہادر کے متصل پہونچا تو در کے پہاڑ پر چڑھ گیا امیر زادہ بھی پہاڑ پر گیا دیکھے تو گورخ زمین پر ہوا دھڑ دھڑ چھوڑ کر زمین پر ٹھونڈنے لگا حتی کہ شام ہو گئی اور وہ نظر نہ آیا کہیں سے نشان اس کا نہ پایا امیر زادہ ایک سخت کے پیچھے اتر پڑا اور شکر کر کے کیا ب لگا کھالی اسی سخت کے نیچے سوار جب فجر ہوئی پھر وہ گورخ پر نمودار ہوا پھر وہ روز اول کی طرح اس پہاڑ پر شکار ہوا امیر زادہ اس کی گرفتاری کے لیے پہاڑ پر گیا آفتاب غائب ہوا نصف النہار پہونچا پھر وہ گورخ کی طرف سے غائب ہو گیا ہر چند امیر زادہ نے ڈھونڈھا لیکن نہ پایا ہر چند تلاش کیا کہیں دیکھنے میں نہ آیا ناچار وہ اپنے معاہدات کی آغوش میں ایک شہر آباد نظر آیا آبادی اور فضا اس کی آنکھوں سے بہائی تو گونے اس شہر کا نام پوچھا انھوں نے کہا کہ اسکو فرخار کہتے ہیں رشک فرما ہشت نگار کہتے ہیں اور گلچہر نام تو زمین کی بہن بیان رہتی ہو تمام خلق اسکو اپنا بادشاہ کہتی ہوں ناگاہ اس نے بھی جھپکڑنے امیر زادہ کو دیکھا دیکھتے ہی خود رفتہ ہو گئی عاشق و شفیق ہو گئی عملی کو بھیجا کہ اس جوان کو بلا لاجط سے ہو سکے اسکو اپنے ساتھ لیکر آخواجہ سر نے امیر زادہ کو بھیجا اور کہا کہ ایک کو غلام کی بی بی بلاتی ہو تمھارے اشتیاق ملاقات میں پہونچیں ہوئی جاتی ہی امیر زادہ نے اس کا کیا اسکو جواب دیا خواجہ سر دوبارہ آیا پھر وہی پیغام لایا اور زمین و آب و ہوا کے لہجہ جوت کرنے لگا کہ حضور بات کی بات کیو اسے قدم رنج فرمایا میں ایک دم بھڑکیا اسے اسے پاس تشریف لیا بیٹا اگر تم شکر امیر زادہ کو لگیا گلچہر نے بہت سی امیر زادی کی خاطر داری کی اور پوچھا کہ آپ کا نام کیا ہوا دیکھ کر اس تشریف لائے ہیں بیان کس کام کیا اسے آئے ہیں امیر زادہ بولا کہ عمر و بن حمزہ میرا نام ہو میرے باپ کی ناموری زبان زود خاص عام ہو وہ بولی کہ مدت سے تمھارے اشتیاق میں شرف روز گریاں نالائج جو بیان رہتی تھی بکے شوق ملاقات میں ہزاروں طرح کے رنج و الم سمجھتی تھی سو آج خدا نے گھر بیٹے مراد دی میری تمنائوں کی یہ کم کر غامض طلب کیا دسترخوان بچھا شکا حکم دیا

بھی کھایا اور امیر زادہ کو بھی کھلایا بعد ازاں دو ساغر گلنار ہوا امیر زادہ شہین سرشار ہوا اور خود بھی بدست ہوئی طالب مباشرت ہوئی امیر زادہ نے کہا تمھاری ایک بہن میرا پاس ہو میں تم سے ملوث نہیں ہوں لگا اسی حرکت غلام و غریب ہرگز نہ کرنا اس نے مبالغہ کیا ناچا امیر زادہ نے کہا اچھا پہلان میرے تلمذ کشمیر کو بھلا دیکھے ہو ہیں میں انکو بلا کر پوچھوں کچھوں میں زمین کی کیا راہ ہے اگر وہ ہٹا دینے تو میں تجھے بہت ہونگا تیری ملاقات بہر دور ہونگا گلچہر غائب اس وقت قاصد بھیجا کہ انکو بلوایا اور یہ سخن بٹھایا تھا کہ اسی شہر میں ایک بوڑھا فرخار سرشاران نامی رہتا تھا اسکو ہر شخص پریشان کہتا تھا اسے سنگسار کر دیتا

آیا کسی تقریب اتفاقاً یہاں تشریف لایا ہو جائے دونوں بیٹوں سے بلا کر کہا تو زمین کی بہن کیا تھ خراب پی رہا ہو جا کر اسے بڑا
 اور زندہ نہ لاسکو تو ملے گا کاٹ لاؤ بہرگفت اس مقدمہ میں اپنی لاوری کھاؤ دو دھن بیٹے کے کہ ایک کا نام مہر اور شربان
 تھا اور دوسرے کو دینا ر مشربان کہتے تھے لہذا تھیں لیکر زمین کی بہن کے مہر من گئے اور عروہ بن حمزہ سے کہنے لگے کہ جو
 تیرا مقدمہ ہو کہ ہماری سرحد میں اگر شکار کرے ہمارے ملک میں اگر کرنی شجاعت آشکار کرے امیر زادے نے کچھ جواب دیا ہرگز
 اس کچھ کلام کیا ایک نے ان دونوں میں سے امیر زادے کو لٹھا مارا امیر زادے نے لٹھ بٹک کر جو گھسیٹا تو وہ تھک کے بھل آ رہا اور سے
 ایک سیلی اس زور سے اسکی گردن پر ماری کہ وہ زمین پر لیٹ گیا پھر مقابلے کی طاقت زبانی ہرگز حلقہ کر لئی قدرت نہ رہی دوسرے بھائی نے
 بھی لٹھ چلایا اسکا بھی یہی حال ہو جب غش سے فاقہ ہوا دونوں نے جا کر سرگردشت بنی اپنے باپ کی فرخار مشربان کی تقریر
 سنکر ہنس دیا کہ مجھے کام حمزہ سے ہوا اس کے بیٹے سے کیا کام ہو مگر حمزہ تسلط پاؤں میں بعض خیال خام ہو دوسرے میں محدی کر رہا
 غیر امیر زادے کے پاس ہرگز کچھ تنظیم قلم پر پیش کی سب اسکی ملاقات سے بڑی کیفیت اٹھائی اور تکلف اسکی ضیافت
 اور اپنا تعلق امیر زادے سے ظاہر کیا اپنے مافی الضمیر سے انکو ماہر کیا محدی کر رہا امیر زادے سے کہا کہ کیوں اس بچا بھائی کو کشت
 مارے ڈالتا ہوا اپنے عاشق کو کوئی بھی ایسا ستا تا ہوا ایسے کو نہیں جھکا تا ہوا امیر زادہ یہ جہل سنکر ہنس ادا ہوا کہ امیر زادے کی کشت
 کام نہیں کر دیکھا ہوا کینہ کر دن گمراہی کی راہ میں قدم دھروں محدی کر رہا کہا کہ کہانہ کرنا تیرے اختیار ہو چھوڑ اسکی زارتالی
 برزس یا اسکا اضطراب کھل کر بنے افسوس کیا اس واسطے نے چھوڑا انفرض خلیج جو امیر زادہ نشہ شراب سے مہوش ہو گیا
 کچھ بڑست ہو کر امیر زادے سے لپٹ گئی کثرت شوق سے بے اختیار ہو کر چمٹ گئی امیر زادے نے کہا کہ او بھیا کیا کیا یہی ہو گیا
 باجہ پیشری کی تیرے دل میں سمائی ہو مجھے ایسا فعل بد نہ ہو گا اور ایک ہول بھی خطا طاماری کچھ پرانے عیش سے یا ہوس
 ہوئی دل میں ہو چکی کہ یہ میری بہن پر عاشق ہو اور میں اسکی آتش محبت میں جلتی ہوں رات دن اس حسرت میں کھٹکے ہوس
 ملتی ہوں اس شے بہتر تو کہ بقول شخصہ نہ تھکو نہ تھکو بے جو ملے میں چھوڑ دو فتنہ واحد ملو کہ کچھ ایک ہاتھ جا امیر زادے کی گردن
 لگا یا سریر زادے کا تن سے جدا ہو گیا دیکھا کہ پہلوان امیر زادے کے چھوڑا رڈ الیگ شور و غل مچانے لگی چلا چلا کے لوگو کو نشانے لگی کہ
 ہاے امیر زادے کو کون بیری مار گیا یا روڈ سے امیر زادے کو مودا دیکھ کر بیان چاک بر رخاک ہوئے اس کے قتل ہوئی سے بہت
 غمناک ہوئے عادی نے کہا یہاں غیر تو کوئی آیا ہی نہیں کسی دشمن نے یہاں غل پایا ہی نہیں کہ امیر زادے کو مار گیا ہو نہ وہی
 فائدہ خراب ہے کام دل حاصل نہو بیٹے غلط میں اگر نشہ کی جھونک میں مالا ہوا اسی بد فتنہ کا یہ فساد سا رہا ہو دوسرے یاروں نے
 محدی کر رہا کی راے کیا تھ اتفاق کیا اور اس قحبہ کی مشکلیں باندھ کر پوچھا کہ تو نے امیر زادے کو کیوں مارا بولی کہ غلبہ
 شوق سے برداشت نہوئی مجبور اس خطا کو ٹھہرا اب جو تم چاہو سو چکو نہ زور دے غلے عوہ میں چھوڑ دو قتل کر دیا روٹن بالیکر
 ماکہ موت پر ہاتھ اٹھا نامہ کو لازم نہیں ہوا سے ماریں تو کینہ کر ماریں اس مقدمہ میں سخت حیران ہیں نایت متود اور پریشان بنی گاہ
 میرنے خواب میں کیا کہ عروہ بن حمزہ کے دریا میں طرب ہا رہی تھوڑے کے چونک پڑو عروہ سے خواب دکھایا عروہ اسیدم ہا سے شیر کی

ہاں ہر کہے مگر یہ خبر اتنے ہی اپنی جان سے گذر گئی امیر کو دنا غم و الم پیدا ہوا چالیس دن تک بیٹے کا ماتم کیا
 اور امیر زادے کی لاش کو من گھڑے کا دس حصہ میں سجدان کے پاس بھیجا اسنے اپنی بہن کو اپنے ہاتھ سے
 قتل کیا عمر و بن حمزہ کے خون کا لون اتھا لیا امیر نے فرمایا کہ اس جاے منجوس کن ویران کرنا چاہیے کہ یہاں بیٹا
 میل مار گیا اسکو ضرور خراب کر دنگا اس مکان کو ہرگز رہنے نہ دوں گا یہ کہہ کر رستے دروازے کو پاش پاش کیا اور قلعہ
 میں گھس کر قتل عام شروع کیا ہر تو چور دروازے سے بھاگ کر مارا کن کی طرف روانہ ہوا اور ہملو میان ہر مرزا امیر کے
 ہاتھ سے مارے گئے اور بعض مسلمان ہوئے آخر شیروان پر امیر نے جنج سنبھالی سب کے قتل کرنے کو تلوار نکالی
 حاکم نے وہاں کے امیر سے پناہ مانگی امیر نے اسکو مان دی رحمتی سے اسکی جان بخشی کی اور کا دس حصہ کھڑی ہوئی
 پوچھنا ہر کا مارا کن میں درواریت کرنا حال گرفتاری نوشیروان کا اور جانا امیر کا نوشیروان کی رہائی کیوں
 راوی لکھتا ہے کہ جب ہر قلعہ شیر سے بھاگ کر مارا کن میں گیا معلوم ہوا کہ شہزادہ حبشی نوشیروان کو بکر کے
 لے گیا ہوا اسکو اپنے پاس قید کیا ہوا بزرچہر سے جو تدبیر چھی بزرچہر نے کہا کہ بے حمزہ کے گئے غلصی نوشیروان کی
 غیر ممکن ہو ہر نے کہا کہ حمزہ کا اسکو جاوے گا وہ ہمارے کہنے سے ایسی سخت شوقت کیوں اٹھاویگا بزرچہر نے کہا کہ اگر تم
 اپنی ماں سے خط لکھو کہ بھجوتو حمزہ شہزادہ خواہ مخواہ نوشیروان کو اس موزی کے نیچے سے نجات دینگا انکے کھنے رضور
 عمل کر گیا ہر نے اپنی ماں سے جا کر کہا بزرچہر اسطرح کہتے ہیں ابکی اسین کیا راسے ہو اسکا مشورہ بجا ہوا یا بجا ہو ملکہ ہر لکھتا ہوا
 غلط حمزہ کو لکھا کہ او فرزند بلند شہزادہ حبشی نے نوشیروان کو واقعی مدد کی قید کر رکھا ہوا اور ہر روز ایک نئی منزل دیتا ہوا
 معلوم نہیں کہ وہ مرد و نوشیروان سے کس دشمنی کا انتقام لیتا ہو پس حیف ہو کہ تمھارے ہوتے غیر شخص نوشیروان کو
 کلیف دے ایسے بادشاہ حجاب کو ہر سے ذلیل کرے میر نے خط لکھ کر فرمایا کہ ہر چند نوشیروان نے سو کدی کے کچھ میرے ساتھ نہیں کیا
 میں نے اسے ساتھ نہ لیا ہی کیے جاؤنگا اسکو قید سے ضرور چھڑاؤنگا اگر وہ اپنی بدی سے ہاتھ نہیں اٹھاتا تو میں نبی کی سے
 ہاں اسکو دست بردار ہوں وہ اگر بدکار ہو تو میں نیلکار ہوں امیر قبیل کو ساتھ لیکر حبش کی طرف روانہ ہوئے ہر چند عمرو نے
 منع کیا لیکن ماہا اس کام کا کرنا بہت مناسب تھا ہر گاہ حبش میں پہنچے متصل شہر کے ایک عین اتر کر گھوڑے کو جرنے
 لے لیے چھوڑ دیا اور حصول مقصود میں مل ورا نہ شد کیا شکوہ مقبل سے کہا کہ عیار بکر شہزادہ کے دربار میں جائے اور نوشیروان کو
 طرالاے مقبل نے کہا جی مصلح دولت ہو دیا کیجے جس صورت سے ممکن ہو نوشیروان کو رہائی دیجیے امیر نے لباس شہزادہ
 بنا دیا اور دھڑلے سے قلعہ کے کنگرے پر لٹکا کے اوپر چڑھے اور دیکھا کہ شہزادہ تخت پر سوتا ہوا اور شراب و کباب نقل میوہ تخت کے نیچے
 دائوں میں دھڑلے اور نوشیروان تخت کے سامنے ایک بچہ آہنی میں ہو گا بیان جو غرائے انکو اپنے امیر نے انکو قتل کیا اور کباب
 شراب میوہ نوشان فرما کے ایک پرچہ کاغذ لکھا کہ میں یا اور کباب شراب میوہ کھا کر نوشیروان کو چھڑا دیا گیا تمھاری قید سے اپنے
 شیخ ہر کا بچہ لے گیا اور اس کا غلہ شہزادہ کو پہلو میں لکھ کر نوشیروان کو غیر سے مقبل کے پاس لے کر فرمایا کہ تم اس کے خبر نہ پوچھو
 ۱۰

میں گھوڑے کو ڈھونڈھنے جاتا ہوں کوئی گھوڑا مبارقا زانے یہ لاتا ہوں امیر تو گھوڑے کو ڈھونڈھنے کو گئے اور شہلا دجاگا تو دیکھا
 نو شیران پنجہرے سیت غائب ہوئے رنگ بیان گردن کے پڑے ہیں تیرہ ہوا کہ یکساں کام ہر گاہ نگاہ اس بچہ کا غلہ بڑی سکون پر
 ایک بگولہ ہو گیا فوراً چار ہزار سوار ہزار ہارہ اپنے لیے میر کی تلاش میں نکلا پھرتے پھرتے بسا میں جو گیا دیکھا کہ نوشیروان کا
 ہنجر رکھا ہوا ہے نوشیروان سے پوچھا کہ حمزہ کہاں ہے نوشیروان نے کہا کہ جھکو بنین معلوم آتا جاتا ہوں کہ وہ اپنا گھوڑا ہے
 ڈھونڈھنے کو گیا ہے شہلا د نو شیران کو قید سے خلاصی دے کے امیر کے ڈھونڈھنے کو نکلا آتا رہا وہ میں مقبل کو دیکھا کہ گھوڑا
 چلا آتا ہے نہایت میدھڑک آتا ہے بولا کہ جو رہا تو مجھے کب بچے جا سکتا ہے بھلا اب میرے ہاتھ سے اپنی جان بچا سکتا ہے
 مقبل گھوڑے کو لے کر کے بھاگا شہلا کے سواروں نے سات سو حلقے کند کے پھینکا کہ گھوڑے کو مع مقبل اسیر کیا مقبل کو
 حمزہ سمجھا شہر کیا تھ مضبوط باندھا مقبل نے کہا کہ میں نام مقبل ہوں حمزہ میں نہیں ہوں لیگر تمہیں یقین نہیں ہو تو میں قسم کھا کر
 کہوں شہلا نے کہا کہ معلوم ہوتا ہے حمزہ رگستان میں پھنسا یقیناً پیاس کے اے مر گیا ہو گا گرمی کی شدت کے بے شہر جان
 گذر گیا ہو گا اس میں شام ہو گئی شہلا اپنے مکان میں جا کر شراب پیکر سورا پھینکا نوشیروان کو لیکر کاؤس حصا کی طرف
 روانہ ہوا بدین خیال کہ حمزہ تو مر گیا ہو گا میں حمزہ کے فرزند کو دیکھا مار کے ہنر نگار کو اپنے تصرف میں لاؤں اس کی صحبت سے
 مزہ طبیعت کا اٹھاؤں اسے تو ایسا ارادہ فاسد کیا اور واقع میں قبول شہلا درجہ ہو کر رگستان میں جا رہے تھے تنہائی
 اور دھوپ کی شدت اور پیاس کی تکلیف سے نہایت گھبراہٹ ہو تھ جدھر دیکھتے تھے سو اے دیرانے کے کچھ نظر نہیں آتا تھا اولیاً
 نام و نشان ہاں تھا جہاں تک ناز نگاہ جاتا تھا شب کے عمر و بن امیر نے میر کو خواب میں سیر سیر و حیران گیتا نہیں
 پھرتے دیکھا گشتہ و پریشان ایک بیابا نہیں پھرتے دیکھا ہلکے بارہ سے خواب بیان کر کے کہا کہ ملوگ ہو شیار رہنا ہر جسے
 خبردار رہنا میں میر کی خبر کو جانتا ہوں کئی خیر عافیت لا تا ہوں یہ کہہ چلتا ہوا آتا رہا میں شہلا دیکھا معلوم ہوا کہ شہلا دوشی
 نوشیروان کے لیکر چلے ہنر نگار کاؤس حصا کی طرف چلا ہوا و جو رگستان میں ہریمہ ہو اور غلام اسکا مع مرکب شہلا کی قید میں
 ہو عمر و بن امیر شہلا در بھی پریشان ہوا جلد رگستان میں پہونچا سات شہلا نہ روز عمر و امیر کو ڈھونڈھتا گیا آٹھویں دن
 اتھارا امیر کے پڑے پائے وہ ان کے نشان قیام کچھ نظر آئے اسی لوح میں بکار بکار کے کہنے لگا کہ حمزہ کدھر ہو اگر زندہ ہو تو
 جلد جوابدہ میں تھوڑے ڈھونڈھتے ڈھونڈھتے یہاں تک پہونچا ہوں بڑے خلا اپنے حال سے جھکو گاہ کروا میر کو کی آواز سنتے تھے
 مگر شدت تشنگی سے آواز بلند عمر و کو جواب دے سکتے تھے پڑے پڑے آسائے کہتے تھے آخر رفتہ رفتہ عمر و امیر کے پاس پہونچا
 دیکھا کہ تشنگی سے آنکھیں میر کی شکل آئی ہیں زبانیں کانٹے پڑے ہیں شدت ضعف سے غش میں پڑے ہیں عمر و امیر کو دیکھ کر
 بہت رویا اور حلا ایک جام شربت کا زینل سے نکال کر امیر کے حلق میں قطرہ قطرہ جوایا بارے امیر نے آنکھیں کھول دیں اور
 انکو کچھ ہوش آیا عمر و سے شکایت تشنگی کی کی عمر و نے جام اور شربت کا بلایا امیر کے حلق میں دست ہوئے سلام میں لگا کر
 دہانے جیش میں آئے دیکھا مقبل شہر جہاں ہے ہوئے ہیں شہر نے امیر کو دیکھا اپنے دست پا کے بند توڑ ڈالے امیر شہر پر

سوار ہوئے شہر میں جا لیکو تیار ہوئے مقبل و عسکر ساتھ لیکر شہر میں گئے جو کیدارون نے غلام کے بیٹے کو خبر دی انکے پہونچنے
 کی اطلاع دی وہ ہزار سوار لیکر ایمر کے سر پہونچا ایمر نے کہا لاؤنا خلف ایک مرتبہ تو جانتا ہو کہ تیرے باپ کو حلقہ گوش کر چکا
 ہوں تو اب میرے بے ادبی کرتا ہو اپنی بد ذاتی سے نہیں گذرتا ہو اسے کچھ نہ سننا ملو اگر سے کچھ لکھ کر ایمر کے سر پہونچا لی ایمر نے تلوار
 اٹکی چھین کر ایک مکہ اس زور سے مارا کہ زمین پر پڑ گیا عمرو نے ایمر کے حکم سے اسکو باندھ لیا جھٹ پٹا اسکو تیر کیا اس نے یہ
 کہا کہ اپنے مجھ کیوں باندھا ہو مجھے آپکی اطاعت منظور ہو آپکی نافرمانی کر دی یہ میرا کیا مقصد و اگر ایمر نے اسے کلمہ پڑھا دیا وہ بعد
 دل اسلامی ہوا خدا و رسول پر ایمان لایا اور ایمر کو قلعہ میں لجا کر جشن کیا لیکن اس تک ایمر مان رہے چوتھے دن کا و جس صا
 کی طرف روانہ ہوئے شہر و جو نوشیروان کو لیکر کاؤس حصار کو گیا تھا اسنے انارولہ میں اہر کو کھاکر میں حمزہ کو مار کر
 نوشیروان کو ساتھ لیے ہوئے کاؤس حصار کی طرف جاتا ہوں تم بھی ترو میں کہ ہر لیکر مع فوج جلد اپنے کو پہونچا دو جھٹ
 ہو جلد و کہ مسلمانوں کو قتل کر کے ہنر نگار کو اپنے قبضہ میں لاؤں نہ قبضہ پاؤں ہر اس نوشہ کو دیکھ کر فوراً مع ترو میں و
 فوج روانہ ہوئے چند روز میں کاؤس حصار پر پہونچ کر خدمت نوشیروان سے شرف ہوا شہر و اسے ایدم نقاد
 جنگ کا بجو کر شہر نگار کے ایک سو بیس من کا نفل گئے پانوں میں باندھا جاتا تھا انفس لامیں گھوڑے بے مثل بے مانند
 تھا میدا میں کوہا کہ اس عرب میں شہر و ابو عمرو و حبشی ہوں حمزہ کو مار کر بھڑا مندی نوشیروان ہنر نگار کے لینے لگا
 ہوں اسے حکم سے میں لشکر لایا ہوں تم کیوں اپنی ناحق جان دو گے اولی یہ ہو کہ تم جیتی جان اپنے گھر کا راستہ لو اور گھر تھا تھا
 سر پہونچتی ہو تو مجھے مقابلہ کرو و لہن دھو اسے سامنے آیا شہر و نے ایک گرز تو لکر لندھو کے سر پر مارا کہ عاجز ہو جائے تاب نہ آئے
 نہ لائے لندھو نے اسے گرز کو رد کر کے اس زور سے گرز مارا کہ گھوڑا اسکا چاروں پاؤں سے زمین میں دھنسن گیا گویا دل میں بھڑک
 شہر و گھوڑے کو دکر لندھو سے گرز بازی کرنے لگا جب گرز بازی سے سر پہونچا کوئی زخم لپکا کر گرز نو تلوار کھینچ کر ایسا ہاتھ
 لندھو کے شانے پر لگا کہ لندھو نے زخم کاری کھلایا لیکن لندھو نے باوجود زخمی ہونے کے تمام تک لڑائی سے ہاتھ نہیں
 ہٹے سامنے سے پاؤں نہ ہٹایا آخر شہر و نے بل باز گشت بجوایا لہی سے جی جڑیا لڑائی موقوف کر نیکا لشکر کو حکم شہر و اور ان
 لشکر اپنے اپنے خیمہ میں گئے دوسرے دن فرما دین لندھو نے شہر و کا مقابلہ کیا وہ بھی زخمی ہوا اس طرح کئی پہلوں میں لڑ
 شہر و کے ہاتھ سے مجروح ہوئے جو بارادہ جنگ سامنے آیا وہ ٹھہرنے کی تاب نہ لایا فرخار نے دیکھا کہ شہر و چند پہلوں کو زخمی
 کر کے پہلوں میں نہایت ہو کسی کو مارے غور کے خیال میں نہیں لایا ہوا اپنے گھوڑے کو میدان میں نکال لائے کے واسطے نہ
 سبھا لشکر و نے پوچھا کہ اسے شخص تو کون ہو اور تیر کیا نام ہو فرخار بولا کہ میرا نام فرخار مر شہر و ہے میرا شہر شجاع
 دلاور میں کہاں ہو رہے ہاں شہر فرخار کا ہوں بیٹا بڑے پہلو ان نامدار کا ہوں لایا حربہ اکھٹا ہو شہر و نے فرخار پر گرز مارا
 واکیا اسنے روکر کے سات سو تیر لڑا تھا اس زور سے مارا کہ دونوں لشکر اسکی آواز سے جھنک پڑے اور تعریف کر نیلے اگر
 شہر و خالی ہوتا تو ہڈیاں اسکی زیرہ رہتیں ہوتا لیکن اسکی نظر میں بھی آیتن شام کھانے نو سے جنگ ہی لڑ کر کوئی کسی سے مجروح نہ

غدا و نے طبل بادگشت بجوایا دونوں لشکر میدان سے بھرے دو سر دین پھر شہلا دو فرخاری سے جنگ لڑی شہلا نے
 حاجہ پر کہا کہ تو نہ چکا جا اب لو کہ کسی کو بھیج فرخاری بولا کہ میں بے ترے ماہے کب جاتا ہوں بے ترے قتل کیے کب جہن
 پاتا ہوں آخر شہلا واسکے آگے سے بھاگ کھڑا ہوا فرخاری نے اسے شکر کیا اسکا تعاقب کیا اسین شام ہو گئی دونوں لشکر اپنے
 چنگاہ پر گئے صبح کو پھر شہلا دو فرخاری سے مقابلہ ہوا تمام دن با یکدیگر لڑا کیے آپس میں تیغ بازی کیا کیتہ قریب شام فرخاری کا
 بالو سیٹو شہلا پر لگائی کہ شہلا کا بازو کٹ کے زمین پر گر پڑا اور اسکی آنکھیں زمین پر کی چھائی دوسرا ہاتھ فرخاری لگا یا چاہتا
 تھا کہ شہلا و نے بھاگ کر اپنے لشکر میں پناہ لی اسکے مقابلے سے روپوشی کی فرخاری مظلوم و معسور اپنے خیمے میں داخل ہوا اسکی
 نچالی سے سب کو اطمینان حاصل ہوا اسدن سے جنگ موقوف ہوئی اتفاقاً ایک عیار نے کہ نام اسکا گلیم پوش ہو نو شیران
 سے کہا اگر حکم ہو تو عجبے ایک ایک سردار کا سر کاٹ لاؤں سیکو ملا علم دکھاؤں نو شیران نے کہا اس سے کیا بتر ہو سکتا
 نصف شب گذرے وہ عیار عجبے لشکر میں پہنچ کر قبا و شہر یار کے خیمے میں گیا دیکھا کہ دو عیا ظفر و فتح نامے قبا و کے
 گر بھرے ہیں گلیم کی آنکھ بجا کر ایک طرف کا پائڑہ کیے کھڑے خیمے کے اندر گیا اور قبا و کو غفلت میں پا کر خبر سے سر کاٹ کر خیمے سے نکلا
 عیاران عمرو نے سڑا پھر رہے تھے اسکو گرفتار کیا اسکو کھلکھلوانے دیا قبا و کا سر اسکے ہاتھ میں کھلکھل شور و فغان کرنے لگے سردار ان
 عرب اپنے اپنے خیمے سے نکلا قبا و کے خیمے میں آئے سب جمع ہو کر تشریف لائے دیکھا کہ قبا و بے سر لٹا پڑا نو شیران نے اسکا سر کاٹ کر
 آثار قیامت قائم ہو گئے چاروں طرف شور و فغان مچا ہوا سب جھوٹوں بڑوں کو نہایت سچ و غم ہوا مہر چکار نے جو سنا اسکا
 دیا حال جڑ ہوا اکش غم سے اسکا کباب لڑ جگر ہوا کہ کسکا حال بنے بیٹے کے غم میں ایسا بیت کہ ہوا ہو گا جھکو گلیم کے کھڑے
 کھڑے کیے گئے نو شیران نے جو یہ خبر بد سنی اسنے بھی نواسے کا نام کیا حد سے زیادہ غم کیا جالیسن کنڈون لشکر و خیمین قبا و
 کا نام رہا بڑا رنج و الم رہا بعد چلم کے دونوں لشکر دینین صف آرائی ہوئی خوب لڑائی ہوئی اسدن بھی شہلا دو فرخار
 سے لڑائی ہوئی لگی کہ جنگ کی طرف سے گرد آری عیار خیلے کہ امیر و عمر و اتے ہیں بڑے لاؤ لشکر سے تشریف لاتے ہیں
 فرخاری جنگ موقوف کر کے مع سردار ان لگا امیر کے استقبالیہ کیوسکے گیا اور شہلا و فرست پا کر مضر ہوا اسکو وہاں
 ٹھہرنا پھر نہ منظور ہوا امیر نے بعد از ملاقات یاران فرخاری سے پوچھا کہ شہلا و کہاں ہو تیج کیوں نہیں لہو زبان ہو فرخار
 نے کہا کہ میدا نہیں چھوڑ کر آیا تھا میں نے تو اسکو میدا نہیں پایا تھا امیر نے ہر چند زنگہ زنگاہ کی لیکن شہلا و نظر نہ کیا اسنے پتہ نہ پایا
 فرمایا کہ معلوم ہوا امیر سے آئے سے وہ بھاگا سو راہ ہو کر سکے چھپے طے شہلا و تو دور نکلیا تھا اسقدر سے زبان جنی میں کہا کہ بیابان
 اس موزی تک پہنچا شہر نے جو پرواز کی دم مارنے میں شہلا و کے متصل ہو چکا اسنے دیکھا کہ حمزہ سر پہ پہنچا اب فرست
 بھاگنے کی کہاں ہو معلوم ہوا کہ اب موت آگئی آنکھیں نہیں اندھیری چھا گئی ایک بچخانہ کا شہلا و سکور کھائی دیا جان بجائے کو
 ٹھہر میں گھسنے لگا کہ آنکھ ہاتھ سے نجات پائے کسی طرح اپنی جان بچائے امیر نے مر کب کو اسنے دبا کر بچھا کند کا اسکے گلے میں
 ڈالا لالہ صو رہی پہنچا امیر نے کند اسکے ہاتھ میں دیکر فرمایا کہ اے شہر شہلا و اسکو بچھو نہ دھور نے جو بچھینچا شہلا و

کی روح جہنم میں پہنچی گندکی سی اسی گلے میں پھنسی کہ امیرم جان فنا ہوئی دکشش اسکے حق میں دام بیا ہوئی امیر نے
شہرنگ گھوڑا سدا و کا لندھو کو عطا کیا وہ اس پر بیٹھ کر سکو دیا لندھو نے عرض کی کہ حقیقت میں یہ گھوڑا آپ کی سدا
قابل ہوا میں عمر و بھی پہنچا شہر کا سرکار گزیرے پر چڑھایا اور امیر مظفر و منصور یار دے باتیں کرتے ہوئے استقامت
دوانے چلے کہ پھر کوئی انکے مقابلہ کو نہ آیا اور دھڑو میں نے دیکھا کہ مطلع صاف ہی سو آخر نگار کے لشکر میں کوئی نہیں ہی
چلیے مہرنگار کو رے آئے ایسے وقت میں امیر قابو پائے یہ منصوبہ کر کے لشکر اسلام میں گھسا چند دربان جو درخیم برتھے انکو کر
مہرنگار کی بارگاہ تک جا پہنچا اسکی بارگاہ خاص میں آپہنچا مہرنگار نے اس قدر تیرا اسکے سینہ پر کینہ بر مارے کہ سینہ
اسکا خانہ زبور ہو گیا اور کثرت زخموں سے مجبور ہو گیا اثر و بین نے جانا کہ یہ میری راضی نہیں ہو کھیا نا ہو کر ایک لندھو کا
مہرنگار کے جسم نازنین پر لگایا دوسرا ہاتھ چاہتا تھا کہ مارے امیر اسکے سر پر جا پونچے اثر و بین نے بھاگنے کی فرصت نہ دیا
نا چار ہو کر امیر پر بھی ایک وار کیا امیر نے اسکے وار کو رد کر کے ایک ہاتھ ایسا بھاگتے میں اسکے لگایا کہ سر کو گدی کو پھل
ہڈی کو کا لکڑی سنگاہ کی ہڈی کو جالادہ تو اسی جگہ دھیر ہوا امیر اپنے لشکر میں نے محل میں جا کر دیکھا کہ مہرنگار قریب ہلاکت
فی الفور عمر و کو بھیجا کہ خواجہ بزرگ چہر کوئے او مہرنگار کا حال دیکھو دیکھا وہ عمر و تو خواجہ کے لائیکے واسطے گیا اور مہرنگار جان
بحق تسلیم ہوئی اور دیکھے ساتھ جنت میں مقیم ہوئی امیر ایک کاندھ مار کر ہوش ہو گئے ایک ساعت کے بعد جو ہوش آیا تو دیوانہ وار
کبھی ہستے تھے کبھی روتے تھے اسکے فراق میں اپنی جان کھوتے تھے عمر و جو بزرگ چہر کو لیکے آیا دیکھے کہ مہرنگار میں غم نہیں اور
امیر اسکے غم میں مجنون ہو گئے ہیں بزرگ چہر سے گھر کر کہنے لگا کہ یا حضرت یہ کیا ہوا کسی طرح تو امیر کا جنون دفع کیا چاہیے
انکو حالت اصلی پر لایا چاہیے بزرگ چہر نے کہا عمر و آج کے ایک سو دن میں آپ اچھے ہو جائیے خود بخود صحت
پائیے تو غم نہ کر امیر ایک تابوت مہرنگار کے لیے اور دوسرا قبا و شہر یار کے لیے تیار کروا کے مکہ طین
روانہ ہوئے ہمراہ انکے یگانہ و بیگانہ ہوئے ہر گاہ مکہ کے متصل پہنچے امیر نے ایک میدان خوش فضا میں قبریں کھدوائی
تینون تابوت فن کیے اور وہیں شب باش ہوئے شہر میں جانا خوش آیا اسلوا اسطے جنگل میں مقام فرمایا راوی لکھتا ہے
کہ ایک دن گذر گئے تھے بانیسین شب تھی کہ امیر نے حضرت ابراہیم کو خواب میں دیکھا اور جام شرب کا انکے ہاتھ سے پیا
حضرت نے امیر سے یہ فرمایا کہ اگر فرزند ایک عورت کی واسطے حال از بون کر تا دانا ہی سے بہت بعید ہو اگر تو زندہ ہی
تو اس سی ہزار دن لمبا شیگی مہرنگار سے بہتر اور افضل تیری خدمت میں آئیگی امیر کی جو آنکھ کھل گئی عمروں میں سے کچھ بچے گئے
کہ میں کہاں ہوں اور مجھ کو کیا ہو گیا تھا سچ بتا کر ملے حال کیا تھا عمروں نے تا کیفیت بیان کی اپنے جو گذر تھا اس سے اطلاع دی
امیر نے عالم دیا میں جو کچھ دیکھا تھا سچے روبرو بیان کیا یاروں نے کہا یا حضرت آپ کے فرزند میں لگے گردہ سمجھانے ناہوں
تو کون آوے یہ ممکن ہے کہ کوئی اپنی اولاد کا غم نہ کھاوے امیر نے کہا کچھ ہوئے مہرنگار سے وعدہ کیا تھا اسکے وفا کرنے کے
واسطے مہرنگار کی قبر کی مجادری ضرور کرونگا اسی کی قبر پر بیٹھے بیٹھے مرونگا تم لوگ اپنے اپنے گھر چلے جاؤ

براے خدا اب مجھے مت ستاؤ ہر چند عمر و نے بھی سمجھایا لیکن اسکا سمجھنا اُنکے خیال میں نہ آیا سب کو نصیحت کر کے سعد
 بن عمر کو اپنے لوتے کو تخت پر بٹھا کے مصر کی طرف روانہ کیا عمرو نے کہا کہ یا امیر مجھ کو تیرے سے جلائے کر و ابھی جدائی کا
 داغ مجھے نہ دو امیر نے فرمایا کہ مقبل کار ہتا میرے پاس کفایت کرتا ہی دوسرے شخص کی مجھے حاجت نہیں
 تمھارے رہنے کی کچھ ضرورت نہیں جبکہ رخصت ہوے امیر نے سر نہ لایا فقیروں کا سا حال بنایا اور ایک کفن
 پہن کر شب روز قبر میں نگار کی جگہ روئ گئی کہ ننگے وہیں قاتل میرے ننگے ہر گاہ ننگے کا غلبہ نہ ہوتا نہ ہر گاہ کی قبر کے پاس نہ جاتا
 بہو بخینا قارون بن فرہ علیہ اور کلیات بن کلیہ عیا کا امیر کے پاس و رزق کیا کرے یہی نام امیر و مقبل کا

[illegible]

قارون عکرم کو کھجکر چاہا کہ ایک کسے دنی دلوین غلٹا تھا کہ دوران میں نے زمین پر گر دیا پھر جہ کرنے کا قابو نہ آیا قارون
مقبول عوام کو قید آہن سے سسل کسکر بانہ چھا اور اپنے لشکر میں لجا کر رخ میوئی کر کے امیر کو کھات سخت کمر کہا کہ اگر عرب
یہ ستر یہ تیری یہ قدر تم کو میرے باپ کو مارے اور سلاطین و زنگار کو مارے نہ ہوتی نام و نوشیروان کہا کہ فرما بروائی کرے
یوں بے کھٹے بادشاہی امر کرے دیکھ تو اب تکبوس نیز اسے ایتنا ہوں دیکھ تو کھجکر کھٹاں تازا تہوں امیر نے فرمایا کہ اگر ہر مردار خوار
فرانحقیقت میں نے ان سلاطین و زنگار کو کھجکر میں مقابلہ کیا اور زہر ہو کر مسلمان ہونے کی تیغ میں رینگے قتل کیا اور تو کھجکر
یسا مار گیا میری مرگ غلے عزوجل کے حکم پر موت تو ہے ہی نہ کہ تجھ جیفہ خوار کے ہاتھ میں ہی معلوم ہوا کہ تو سخت ہوتو ہی
قارون مرد اپنے ہاتھ سے امیر کو چاہا کہ نے لگا امیر نے فرمایا کہ اگر تیار کر کے تو بھی برداشت کر کے وہ خیر ہو لگا کہ کھجکر کو
مار سکتا ہو یہ کمر امیر کو ہمت نہ چاہا کہ مجروح کیا ایسا صدر عظیم دیا اور تری کھال کھینچی تک چھڑکا اور ایک شانہ روز کا لہر
لوا سمین لپیٹ رکھا دو ستر و زنگاروں امیر کو چاہا کہ کے نازہ چڑے میں تک چھڑک کر لپیٹ دیا اور ایک ستون
ایک سو میں ان کے کا بنوا کر چا بجا رنگ بے نصب کیے اور ستر و زنگاروں امیر کو لٹکا دیا اور ستر رکھا کہ ہر روز امیر کو ان کے ناز لانا
سے مجروح کرنا اور نازہ چڑے میں تک چھڑک کر لپیٹا اور عقاب میں ستون پر لٹکا دیا امیر سے اپنے زنگاروں کا اس طرح سے
تعام لیتا چند روز کے بعد نوشیروان کو اس کیفیت سے مطلع کیا نوشیروان نے اپنے نو مومن سے پوچھا کہ کیا صلح ہو گیا
میکر قتل کر دین یا اسکو رہائی دلاؤ ان سجون نے ایک بیان ہو کر کہا کہ ایک تہو ملک ہر نگار بھی زندہ نہیں ہو کہ حکمایاں حضور
رین ہمارے نزدیک تو مناسب یہ ہو کہ حضور خود تشریف لجا کر اپنے روبرو اس عربی ستر و زنگاروں جیسا ان کے ساتھ آئے کیا ہو
ایسا ہی آپ بھی اسکو دلیل کریں نوشیروان نے ایمانی انی عاقبت اندیشوں کی رائے کو اختیار کیا کہ کھجکر سے لشکر کے کھٹ و انہوں
پندرہ روز میں منزل مقصود پر پہنچا قارون عکرم بہت سی مہربانی کی اور ہر روز امیر کو تازیانے لگا کر اپنے روبرو ایک پست
انہ تک پاشیہ میں لٹکا کر ستون کی چوٹی سے لٹکا دیا انہوں نے اس بدستوری سے پیش آناسا کہ ان کلمہ پر دست تمام دلا کر لٹکا
ہی طرح کے کلمہ کرنا آغاز کیا یہ خبر سی ہوا کہ اسے عمر کو کہ ایک جہان پر ہوا تھا ہونچی عمر کو اسید م جہان پر سے اتر کے کلمہ
لحظ رواد ہوا امیر کا یہ حال خراب سنگ نہایت غضب بلکہ دیوانہ ہوا بیان خواجہ علیہ علیہ علیہ امیر کے پہلوانان و
فیقان قدیم کو کہ بیان حال نے لکھا کہ طلب کیا سب سے امیر کا ایسا حال شکر بہت عجب کیا اور ایک خط امیر نے صغریٰ پر عمر کو
یا کر کو دیکر کہ کرب کی طرف بھیجا کہ لکھو بھی طالع ہو جاے ہر شخص کی مدد کر لکوائے تاکہ ان تیارہ میں کلیات بن کر
نے امیر نے صغریٰ کو گرم رفتار دیکھا ہر صورت سے اسکو چالاک ہو شیا دیکھا سو چاک امیر نے صغریٰ کی گرم رفتار کی ازمنہ غلیظ
جلد روی سکی بے حکمت نہیں ہو کچھ دال میں لایا اور اگر نہیں تو میں اپنے باپ بدلاؤ گا دشمن کو مار کے اپنی طبیعت خوش
رنگا امیر نے صغریٰ کو گرفتار کر کے نوشیروان کے پاس لیگیا نوشیروان نے اسے زبردست لاق بوجھا کہ سچ کہ تو کہاں چلا ہو کہ
سے آتا ہو جان تو بڑی پیاری ہوتی ہو اتنے جانا کہ بتا دینے سے چھوڑ جاؤ گا ان لوگوں کے ہاتھ سے نجات پاؤ گا وہ خط جو جس کے

لیے جاتا تھا نوشیروان کے حوالے کیا بے غور و امل اسکو دیدیا نوشیروان نے خاصہ حیرت و حیرت سے دیکھا کہ اس نے کیا کیا
 قتل کا وبال ہی کر دینا بخدا کی کلیات سے کہا کہ اسی کلیات تو جانتا ہو کہ اس نے بھی یہی حکم دیا کہ اب تو نے اپنے غم
 قتل کروایا یہ کام بڑا تیری ذات کا ظہور میں آیا ہو اب ذرا عمو سے ہوشیار رہنا اس کے غضب سے خوب غور دار رہنا
 کلیات بولا کہ میں عمو سے بہتر و نیکو تعلیم کیا ہوں اس کی عیاری مجھے نہیں چل سکی اسکو بھی یہی نصرت ملا کہ اسکو بھی یہی
 پاس ہو چکا وہ نگاہ آتو لو بے وہ اپنے کو یہاں تک تو پہنچا تھا کہ کار و دستکاری دن عمو کو من ہو گیا اور اپنے پاس کے
 جانے شرح مطلع ہوا کلیات عمو کے آئے اگاہ ہو کر اپنے عیار و نیکو دیکھ دیا کہ جہان عمو کو یاد دلا دے کہ اس نے ہر شخص عمو
 کے دینے ہوا ایک دن کلیات عمو کو کہتے دیکھا تو اس کے بچے دوڑا رہے تھے اس کے عمو کو کہتے تو عمو گرم رفتار تھا بچے بچے اس کے
 کلیات تیر قری سے جاتا تھا عمو نے ایک بھول وار دیکھا تو اس کی سیخنیہ زینیل سے نکلا کہ شاد راہ میں بھینک رہا کلیات اس کے
 اس بھول کو زین میں اٹھا کر سو گھنٹہ لیا سو گھنٹہ تھا اور بیہوش ہونا تھا عمو نے اس کو اس کا کاٹ لیا اور اس نے تقابلی کیے اپنے
 دیکھتا کیا ہو کہ مقبل بندے ہو کر آئے ہیں عمو نے سلام علیک کی مقبل نے عمو کی آواز سن کر بہت شرم کے جو اس کا سلام علیک
 دیا اور کہا کہ اس چارے لشکر عرب ایک تیر سے تونیسے اس نمبر میں ہم لو اس میر گرفتار ہوا اور اس قدر مجبور ناچار ہو کر عمو
 بولا کہ اب غم نہ کھاؤ میں تم کو اور میر کو بچھڑاتا ہوں تم کو اس بلا سے رہائی دلاتا ہوں یہ مگر مقبل کی قید دینے جملہ کی در کلیات
 عیار کے سر کو عقاب میں رہا کہ اس کو تیر چڑھ گیا جہاں تک گولے تھے انہوں نے بھی بھری کہ آواز دینے چاہا کہ میر کو جاکر سلام کیا اس
 بہت خوش ہوا اور فرمایا کہ دیکھنا گھنٹہ نہ ہلنے پائے اس کی آواز آنے کا نہ کھلے عمو نے کہا کہ میں نے گھنٹوں کے ساتھ کوئی
 سے بند کر دیا ہوں اس کو بے آواز کیا ہے مگر ایک گھنٹہ جہاں میر کے سر تھا اسکو عمو نے نہ کھینچا تھا وہ دن کشادہ تھا اب اس کو
 عمو تارے لگا وہ گھنٹہ عمو کے سر لگ کر بولا کہ آواز اس کی آواز سن کر چارہاں سے دوڑے اور تیر مارنے لگے عمو ستون پر سے
 گھوڑے کا غائب ہو گیا آواز جو ستون کے نیچے آئے کلیات عیار کا سر ستون بندھا دیکھ کر قارون کو خبر دی اسکو کلیات
 عیار کے قتل ہو نیسے اطلاع کی بخت کہ اس کے سوا عمو کے کسی کام نہیں ہوتا قارون عمو کو لاکر کہتا کہ عمو تو عمو کو
 قارون بخت کے لرز کر کہا کہ جب تک عمو باق نہ ہوے ایسا کام بھی کبھی نہ کرنا چاہیے عمو بہت شرمناک رہا عمو کو اور نوشیروان
 اور بزرگ چہرہ کو بھی جتنا چھوڑ لگا سب سے توڑ لگا بزرگ چہرے نے بخت کہ کہا کہ وہ بد ذات نہیں اس کا کیا بچا بڑا بخت کیا
 اسکو جو کوئی اس سے بڑا نہ کر لیا عمو کا حال سننے کے بعد بڑا حیرت منا ہوا اور اس کے دل میں گھڑا کہ اس نے کیا کیا
 کی قید شدید میں گرفتار ہیں تم کو گولہ لازم ہو کہ اگر گھانا بیان تھا تو باوجود یہاں سے اس میں غلغلہ نہ ہو کہ اس نے یہ
 آواز دہرا میں تھا کہ عمو کا خطا بالکل اسی مقام سے پھر خلاصہ میں جسے یہ خبر سنی وہ کہہ کر وہاں ہوا اور ہر روز یہاں پہنچنے لگے جہاں
 جوان پہنچنے لگے قارون نے نوشیروان سے کہا کہ اب عمو دیا ہو بلا شہنشاہ میں جمع کر لیا اور اس وقت کا شکل ہو جائیگا وہ
 طرح کی فالت لایا گیا میرے نزدیک حمزہ کو مار ڈالنا میں ملال ہوا حمزہ کو لیکر میرے مندرجہ بالا ہر کف بیان رہو نوشیروان نے کہا کہ

حمزہ کا مارا تو کسی طرح سے صلاح نہیں ہو اس حرکت میں ہرگز ظالم نہیں ہو مگر شہر میں لیا گیا تھا مفاد فقہ نہیں ہو قارون نے اس وقت اسے کوچ کیا اور حمزہ کو بھی اپنے ساتھ لیا اور چند روز میں اپنے شہر میں پہنچا مگر ہر روز میر گز کے سے زیادہ شلاق کرنے اور تکلیف دینے لگا ایک دن پھر میر نے قارون کو معذرت کیا کہ مشہور ہو سنا کھاؤ جتنا ہضم ہو سکے اس قدر مجھ کو ماحسنتہ و غیرہ بھی برداشت کر کے قارون نے ہنس کر کہا کہ اب بھی تجھ کو اس قدر ہانی کی ہو مجھے اس کا عوض لیا اس کے بدلے میں مجھ کو سزا دی گئی مگر اسے کور و زبرد لگا کر جو بدار کو حکم دیا کہ ملو آٹھ پہر میں ایک نئی جوتی اور ایک جام یا بی کا ملا کر کے کاس عرب کی ذیت سے مجھ کو راحت دی یہ پیشینہ سطح کے عذاب میں گرفتار ہے یہی میری نیت ہو میرے لشکر کا حال سینے سعد بن عمرو بن عمرو بن حمزہ کہ میں داخل ہوا اور وزیر و زبلاؤں شاہ شہر بڑا نے گئے تھے کہ یہ دستور قدیم لشکر قائم ہوا قارون ملعون کا بیٹا میرے لشکر کو ہتھیاروں سے لے گیا وہ سوداے خام اس کے سر پہ منتر سے مل کر سرنگلیا نوشیروان کے لگا کر بار و بار حمزہ کے کثرت سے ہو چکے ہیں اسے کیا طرح مقابلہ نہیں کر سکتا مجبور قلعہ بند ہوتا ہوں یہ کہہ کر اپنی فوج سمیت قلعہ بند ہوا اور بیچ بارہ قلعہ کا دروازہ کر کے بیٹھا سبب ان حفاظت کے بہت کر کے بیٹھا اتفاقاً ایک سات کو خراج عمرو بن امیہ کہ شبانہ روز ناک جھانک میں لگا رہتا تھا اسکا بیٹا قارون کی آنکھ لگا کر قلعہ میں گھس گیا اور تاجر بنکر ایک بار چھ فروش سے آشتی پیدا کی اس سے اپنی دوستی اور آشتی قائم کی ہو یہ ایک اور اسکا شریک ہو کر دوکانداری کر لیا گھر چھ پر امیر کا جو یا ہوا لیکن تباہ اسکو نہ لگا کہ میر کا بیٹا قارون میں خدا کی قدرت کو دیکھ کر ایک شب کو فرزانہ نام ہمشیر قارون نے خواب دیکھا کہ حضرت براہیم خلیل اللہ مجھ کو کلمہ پڑھا کہ فرماتے ہیں اور فرود مٹاتے ہیں کہ اگر فرزانہ حمزہ میرا جفت ہوگا اور از فرید کا حمزہ کے نطفے سے مجھ کو ایک فرزند از جبر عطا کر گیا جلد جا کر اسکو قید سے چھڑا سں اس میں بہت مستعد ہو کر وزیر بن گیا فرزانہ خواہے جاگ کر فی الفور اپنے بھائی کے گھر میں لگی اور مافیا میں بہت کچھ مان متاع دیکر امیر کو قید سے نکال کے اپنے گھر میں لگئی اور بدل جان خدا سنگزاری کر نیکی ہر طرح سے انکی غلط داری کر نیکی مجھ کو قارون نے سنا کہ حمزہ غائب ہو بسے لوگ دھوا دھڑلاش کو بھیجے مگر تیرہ کہیں نہ لگا حمزہ کا نشان کسی سے نہ ملا وزیر سے کہا کہ حمزہ اگر اپنے لشکر میں جاتا تو نشان دینے بجتے ریل سے دریافت کیا جا ہیے کہ حمزہ کہاں ہو وزیر نے مل دیکر ہنسنے لگا قارون نے پوچھا کہ سبب اس میں کیا ہو سچ کہو کہ یہ حکم کیا ہو یا کہ حمزہ کو فرزانہ باوجود چھڑا کر لیا اس کے ساتھ عیش و عشرت کر رہی ہو یا کچھ اسکی اوقات مزے سے گذر رہی ہو قارون نے اپنی ایک خواہش فرزانہ کے گھر میں بھیجا کہ دریافت کر کہو کہ حمزہ فرزانہ کے پاس آیا کسی اور جگہ چل دیا اس قید سے کہنے رہا کیا اسنے جا کر فرزانہ سے پوچھا کہ حمزہ کو کیا تم چھڑا لائی ہو یہ اپنے سر پر کیا ملا لائی ہو وزیر نے از در سے ریل بھارے بھائی سے کہا ہو کہ حمزہ فرزانہ یا نو کے پاس لگا فرزانہ نیل لائی اور بڑے غصے میں آئی اپنے بال نوج گھس کر ردی کہنے لگی کہ کیا خوب میری ایسی بد ہوئی کہ وزیر مجھ جیست چھندے کی کرنے لگا اپنی حد سے گذرنے لگا میں نے جو اپنی عزت اسکو نہ دی تھی خوشی خاطر نہ کی تو وہ سطح سے مجھ کو بے عزت کرتا ہے وہ نالائق مجھ کو اسوجہ سے فضیحت کرتا ہے بھلا میں کہاں اور حمزہ کہاں آخر شش طہر تو

[illegible]

نے اسلام قبول کیا ایمان ملی سبکی جان بخشی ہوئی امیر تخت پر بیٹھے اور قارون کو حاضر کر کھڑا کیا کہ کیوں قارون میں
 نہ تھا تھا کہ اس قدر راجہ قدر تجھے برداشت ہو سکے اب تو کیا کہتا ہو تبلا کہ تیرا حال کیا کرونی سن رکھو سے عوام میں
 قارون زار زار بانی کرنے لگا امیر نے فرمایا کہ اگر تو اسلام قبول کرے تو میں تیری جان بخشی کرتا ہوں تیرے قتل سے گھڑنا ہوتا
 وہ گردن زدنی بولا کہ یہ تو کبھی مجھے نہ ہو گا جان جائے یا رہے اپنے باپا واکا نہ رہے بچھوڑو گنا اپنے دین سمجھ نہ سکو نہ ہو گا
 امیر نے اسکو محدی کر کے حوالہ کر کے فرمایا کہ اسکو گزند سے مار کر جہنم کو روانہ کرو اس کے اعمال کی اسکو سزا دو محدی نے
 ایک گز ایسا مارا کہ قارون زمین پر پست ہو گیا امیر نے اسکا سر کاٹ کر قلعہ کے فیلبند دروازے پر لٹکوا دیا اور اسکا بدن لگ
 میں جلوہ دیا اور آپ بخشی میں مشغول ہوئے سب طلب فی حصول ہوا بغیر شیران کا حال سینے بھاگا ہوا مدینہ کو گیا
 تھا کہ شہزادہ میں ایک لشکر عظیم الشان پڑا دیکھا خیمہ خرگاہ ہر جگہ کھڑا دیکھا عیار و کھوڑا لٹکے واسطے بھیجا کہ دیکھو تو لشکر کا
 ہو کمان جاتا ہوا وہ صاحب لشکر کس لحاظ سے اسکا ہوا عیار و خیل لے کر اس لشکر کے دیکھا و بھائی حقیقی شہزادہ میں بڑا باراد و جبرائیل کا لکھا
 سر پہنہ پیشی آورد و سر کا نام دیوانہ پیشی ہوا و حضور کی مدد کو آئے ہیں سب لشکر اپنا ساتھ لائے ہیں نوشیروان
 نے اس جگہ ڈیرا ڈالا اور اپنے ملاقات کر کے بانو سے لطف نوازش پیش کیا انکو تمام قصہ سنا اسے انتہا تک سنا یا بخت لاکہ
 اب حمزہ جابر نہیں ہو سکتا ایسے بدلوں کبھی نے نہ تھے دونوں بھائی ہاتھ باندھ کر کہنے لگے کہ ہم شہنشاہ کے جان شہزادہ میں
 بہر صورت آپ کے تابع رہیں حمزہ تو کیا اگر ہفت قلم کے سرکش دین تو ہم انکا سر توڑیں یا اسیا عاجز کریں کہ ہمارے آگے ہاتھ جوڑیں
 بادشاہ نے اس کلام سے خوش ہو کر انکو خلعت گراٹا یہ عنایت کیا بہت ساتھ دارنعام دیا اور اپنے ساتھ فرما لے لگا
 اچھے اچھے کھانے کھلانے لگا اب میر کا حال سمجھئے کہ قرآن بانو سے بساعت سعید عقد کر کے چالیس مشابہ روز کا پیش
 کی دیکھے کمال طہیان سے اپنا کام دل لیا کیے کتا الیسوی بن دربار نام کیا اور فرمایا کہ کچھ نوشیروان کا بھی حال کسی کو معلوم
 ہو عمر و نے عرض کی کہ دو شہزادے ملک پیش کیے رہنے والے با فوج کثیر نوشیروان سے آکر ملے ہیں اور شہزادہ میں انتظار
 آج کا کر رہے ہیں امیر نے محدی کر کے فرمایا کہ پیش خیمہ ہمارا روانہ کرو اور لشکر کو بھی تیاری کا حکم دو محدی کر کے
 فی الفور عمل کی دو سکریں میر نے روانہ ہوئے تیسرے دن اہل میدان جنگ کے چھوڑ کر شاہزادگان پیش کی فوج
 کے مقابل خیمہ زن ہوئے اتفاقاً حرب بچا یا اپنے آئین کا آواز سنایا اور میدان میں چودہ صفیں قائم کرکے شہزادگان پیش کی صف
 آرا کی پہلے سر پہنہ پیشی نے میدان میں گھوڑا کو داکر بعد جز خوانی مبارک علی کی لندھو نے شہزادگان میدان میں نکالا
 سر پہنہ پیشی نے کہا کہ اوتاہ نام اپنا تاکہ گننام مارا جاوے لندھو کہما کہما دیون میں نام لندھو میں سعدان اور جانی
 سیر شہزادگان جوان ہو لاکھا ضرب کھتا ہوا سے لندھو کے سر پر گر چلا لندھو اسکو توڑ مھاں پڑا لاکہ ایک لڑا سب سے
 کا تھوڑے سے اس پر کیا کہ گرہا پڑ پڑتا تو سر مہو جاتا مگر سر پہنہ پیشی کا بالی بھی ٹیٹھا نہ لاشا و دونوں گز گز لڑا کیے با یکدیگر
 جنگ کیا کیے خیزیلان رگشت بجا و دوزن لشکر اپنے اپنے مقام پر گئے امیر نے لندھو سے بچھا کہتے سر پہنہ پیشی کو کیا پایا تھارا

نظر میں کچھ وہ جوان سہایل صورت کے کیا تھا حقیرانہ دیکھا میں نے تو تاف میں بھی کوئی دیو ایسا نہیں دیکھا یہ عقل حیران ہو یہ کس خلقت کا انسان ہو میرے ہنس کر کہا کہ راندھو اسکا بدن فولاد کا ہی آپس پر تلوار گزرتی رہیں کر گیا وہ ان اچھا روک مارنے نہیں لگا دو گردن سر پر ہنر سے معدی کا مقابلہ ہوا باہم مقابلہ ہوا جب معدی گردن اڑتا تھا سر پر ہنر پر رکتا تھا معدی کرب گردن اڑتے تھک گیا مگر سر پر ہنر کے سر کو خبر ہوئی اسے نکل کر سے گردا ٹھی و نونو لشکر کے عیار خیر لائے کالجوش بربری چالیش سوار نوشیروان کی مدد کو آیا پتھرتا لہجہ پہلوان اپنے ساتھ لایا ہوشیروان کی بادشاہوں کو اس کے استقبال کیلئے بھیجا ہر گاہ حاضر ہو دیکھا کہ نوے گز کا قد و قامت کھٹا ہوا دی کا سیکر ہوا ایک بھیر ہوشیروان کمال عزت توقیر پیش کیا اور امیر نرہ عیار کا حال اسکو مفصل سنایا اور طبل باز گشت بجا کر خیمہ گاہ میں اسکو لاکھ صحبت شراب کا طے قصہ و کردار کی شے واسطے برابا کی سب چیز عیش و آرام کی میلانی جھکو سر پر ہنر پیشی میدان میں کر لگا لڑے زور و شور کیا ایک نعرہ مارا کہ حمزہ تو آپ کیون نہیں مجھ سے مقابلہ کر تا ہوا لے لے پہلوان کو دیکھ کر اپنے دن کا تباہی و مرگ لگی اسکا نام ہوا جو نرہ و نگاہی کلام ہی سنو زام صفت نہ نکلتے تھے کہ جنگل کی طرف سے ایک تنق گرد کا اٹھا جب مقاصد مارنے دامن گرد کو جاکر چالیش لانی نارنجی پھر نرہ کے دکھائی دیے عروہ نے دیکھا کہ اسے کہا یا صاحب حقیرانہ نرہ ہی تھا بازاری نرہ پوش ہو جو تھا اسے چھپے گا لڑے وقت مدد کو آتا تھا جھکو نرہ کے ساتھ سے جاتا تھا اسے لے کر لڑنے لڑنے کے طرف سے اپنے لشکر کی صف بندی کی سب پہلوان کو اپنے موقع پر گردی و لشکر کا کی طرف مخاطب کر کہا کہ ماکہ جسکو جو اسکا گھوڑا ہودہ پہلے مجھ سے لڑے چھپے اعلیٰ سلام سے جنگ کرے اس نے عروہ کے ہاتھ کھینچا کہ جیسے ہنر تھا اسے اوجھار سے ہیں شہد روز بھی تمنا ہی کہ کب تم کو ہم سے ملاقات ہو اور تجھ کی جماعت میں مروہ کا حال کی طرح جو اس روشن ہو چکا ہوا سو تھام چاہتے ہیں کہ تم ہاری کل زار کا شلو کیو کہ وہ گہر کر لگا چکا ہوا مارا نام لیکر کپا چکا ہوا اور برقع طبل باز گشت بجا ہاری ملاقات کیے چلے جاتے گامیری ملاقات ضرور فرمائے گا عروہ نے اس کا پیغام جو نارنجی پوش کو دیا اس نے بدل جان قبول کیا اس نے اس قدر دوزا دی باگنی اور فرمایا کہ تجھے سلاح سے لڑنا ہوتا ہے نہ تیرے تیرے زور و ہوس گھر تو میرے پائوں میں سچا اٹھا لیوے تو میں تیری طاعت کروں اور اگر میں تجھ کو اٹھا لوں تو تو میری تاباں ہو گا اس بات پر تو رضا مند ہو کر میرے چھپے پند ہو سر پر ہنر پیشی خوشی خوشی قبول کیا اور انکو جوابی صلہ بایں سر گھوڑے پر سے کود پڑے اور وہ بھی زمین پر آیا میری کمر کر کے زور کرتے لگا یہاں تک کہ کیا کہ گھٹون کن میں بن حصہ گیا اسے کو جنبش ہوئی مجبور ہو کر امیر سے ہاتھ اٹھایا انکے اٹھانے سے عاجز آیا عروہ نے لشکر سے بکار کے کہا کہ یہ نرہ راہ جو باو کب کی دم میں میر نرہ کرتے ہیں جسکی ہیبت سے سیکر ٹون کشادہ میں جانے لگتے ہیں عروہ کے مل کلام سننے سے جتنے لغاتھے متوجع سے کام عیار نے یہ کیا کہا اگر نرہ نرہ کر لگا تو کرے بھی پہلوان نرہ کرتے ہیں کہ میں پہلوان بھی آواز کے سننے سے مرتے ہیں اس میں نے نرہ کیا کہ نہ لشکر کفار میں سے خوش ہو بہتر و کے کان کے پردے پھٹ گئے نہ زار ہاؤں میں سے

اس عرب کے سننے سے بہت آدمی حیران ہوئے ہوش و حواس یکے پران ہوا ان حضرات میں سے سر رہنہ تپشی کی کریم
 ڈاکر جو رو کیا تو پہلے ہی حلقے میں سر سے اونچا اٹھا کر سات مرتبہ بلا گردان سر کیا اور زمین پر لٹا کے مشکین بانہ کے عمر کو
 دیوانہ تپشی اپنے بھائی کا یہ حال دیکھ کر ملو گھوڑے پر چڑھ کر دوڑا میر نے اس کے ہاتھ کو حلق پر لٹکایا ایک لالت کے گھوڑے کو ماری کہ گھوڑا
 بوس قدم پس یا ہوا اور دیوانہ تپشی میں پر ربا امیر نے سنبھلنے نہ دیا اس کی بھی مشکین بانہ کے عمر کو کے حوا کیا اور شیران
 غلیں اور طیلان گشت بجاو یا اپنی فرود گاہ پر آیا دونوں لشکر اپنے اپنے مقام کی طرف بھرے نقابدارانہ بنی پوش اپنے لشکر
 حکم دیا اور سبے اٹھا کیا کھا جھران کے لشکر کے متصل بنی شل لگاؤ اس لشکر کے مقابلے میں اپنے برے جاؤ اور خود سات
 جھٹا مستقیم میر کے حیمے میں داخل ہوا با خود با سکو لطف ملاقات حاصل ہوا امیر عظیم و کریم اس پیشانی کے اور سب کے عجائبات
 قاف کے اسکو دکھائے اور اپنی غلبت میں عمر کی عانت کرینا شکر اور کرنے کے نقابدارانہ بنی پوش نے اتنا س کہا کہ کیا میر
 زیادہ بھگت چلی کر واصل سے زیادہ بھگت منفعیل کر و کوئی کام قابل شکر گذاری کے مجھے ظہور میں نہیں آیا کوئی امر لائق تعریف
 وقوع میں نہیں آیا میں خود نام و نجل ہوں کہ آپ کو قاف تشریف لائے ہو عصر دراز ہوا اور کیا کیا اس عصر میں کمزوریات
 پیشانی کے اپنے کیسے کیسے رخ اٹھاے اور میں پہونچ نہ سکا امیر نے نرمی و دلس گمان کیا کہ شاید نقابدار عورت ہوئی انور اقامت
 کر کے دوسرے خیمے میں تشریف لیگے اور یہ کہلے کہ اب نہیں سکتا اور یہ راز بھی برلا کہ نہیں سکتا گستاخی معاف کیجئے گا بھلا کو ہم نہ کیجئے گا
 جھٹ پٹ بند نقاب کھل کر اٹھ دیا اس کے خسارہ رشک کو میر بجا ب کیا اس کے چہرہ خوشید منظر کو دیکھتے ہی غش کھا کر گر پڑے عمر
 کی کھنکھن میں بھی چکا چونہ سہی لگی گاہ پر خیر کی چھا لگی گراپنے کو بسٹھا لکر فوراً میر کے ٹھہرے عرق بید رشک گلاب چھڑکاوا
 نقابدار سے بولا کہ قصور ہے ادبی معاف ذرا میر کے ٹھہرے سے ٹھہرے ملایے برے خدا اس امر میں مل نفرمایے کہ حضوری خوشی
 امیر کے مانعین پہونچے اور ہوش میں آویں تمھاری مواصلت جملانی تے سکین پاوینا بنی پوش نے کہا کہ ایک سے ہی آکر میں شکر
 روزوار روز کو شب کرتی تھی فوراً شرمسار نہ امیر کے ٹھہرے سے ٹھہرے ملایا انکی طبیعت کو بوس کنار سے خوش کیا امیر نے انھیں
 کھولیدین عرو نے جھٹ پٹ مختار کو کہ ایک ہی شاطیہ لاکر حاضر کیا دو دو جام پئے تھے کہ پر وہ حجاب میان کھ گیا امیر نے
 ان خوش میں لکھنے حوالہ پوچھنا شروع کیا نقابدار نے بیان کرنا شروع کیا کہ نارنج بری میل نام ہو ایک سے قاف کو چھوڑ
 کر کوہ سیلان پر رہتی ہوں پکے فراق میں ہزاروں گنج سہتی ہوں جسدن آپ گستہم سے لڑتے تھے میر تخت ہوا پر اڑا جاتا تھا
 ایک چہرہ خوشید منظر کو دیکھ کر میں غش کیا نہ رنج بری میری زیر زادی میر ساتھ تھی بھگت خوش دیکھ کر کوہ سیلان پر لیگی جب
 میں ہوش میں آئی آپ کے اشتیاق میں چھڑا سی مقام پر جہان بیکانہ نظر کیا تھا آئی اپنے ساتھ اور لوگ بھی لائی اور اپنی عیاری کو ابکا
 حال دریافت کرینکو بھیجا معلوم ہوا کہ ادھر در زادی میری بھگت میرے مکان پر لیگی اور آپ عبدلہ رحمن جی کیساتھ
 پرودہ قاف پر سوار سے میں کیا کہوں کہ اس عرصہ تک کیا کیا رنج فراق میں نے اٹھائے کیسے کیسے حد سے تمھاری
 سفارت میں پائے تاجا لاکھی سلامتی اور آنا یہ سکامنا یا کرتی تھی اور یہ سہی فکر و اندیشے میں رہا کرتی تھی جب

معلوم ہوا کہ آپ ناموس اپنا عمر و عمار کو سونپ گئے ہیں اور نوشیروان چاہتا ہو کہ آپ کے ناموس کو اس کی ٹہنی پر بند
 شمشیر چھینے میں نے چند پرزادوں بیک کی ڈاک بٹھائی کہ جب عمر و پر کوئی غلبہ کرے مجھ کو یوں بہت جلد اطلاع کریں بخیر
 ایسا ہی ہوتا تھا کہ جب میں سنتی تھی کہ عمر و حریف سے قریب ہو کہ مخلوب ہو میں چڑھ دوڑتی تھی ورنہ کیا قابل حریف کا
 تلخ قہر کر کے عمر و کو دشمنوں کے ہاتھ سے بجاتی تھی انکی مدد کرنے کے لیے جلد آتی تھی میں نے یہ تقریر سنکر ناخن پر مٹی کشیدیں
 کا بوسہ لیکر کہا کہ اے جان تیرے حریف کو تو تیغ بیدریغ سے قتل کیا اور مجھ کو تیغ احسان اخلاق کیا یہ کہہ کر اسیدت عمر و
 سے صیغہ عقد پڑھوا کر اسکو اپنے نکاح میں لائے اور عام رات داد عیش کی دی اس کے ساتھ عیش و عشرت کی مجھ کو جام
 کر کے پوشاک جدید کی اور دربار کر کے سر پر ہنہ پیشی و دیوانہ پیشی کھلب قریا اٹھ و نوٹو اپنے پاس بلایا اور کہا کہ
 میں نے مجھ کو کچھ گر قنار کیا و لون بھائیوں نے دست بستہ ہو کر کہا کہ جسطرح سے مرد و نکوہ وزیر کرتے ہیں جیسی لاوری
 مرد لیر کرتے ہیں اب ہمارے آپ حاکم ہیں اور ہم محکوم اسیر نے دونوں کو طمعین کیا اور غلت مجبیدی ہنا کر دونوں
 شاہزادوں کو اپنے پہلو میں ملائی کہ سیونیر بھایا اور بہت سی نوازش کے حال پر مٹی ہر صورت کے تسلی دی و آپ محل میں جا کر
 ملکہ ناخن پر مٹی کا تھو عیش میں مشغول ہو ایکدن لشکر کفار سے بل کی آواز آئی پھر انھوں نے نقارہ جنگ کی صدا
 سنائی فرمایا کہ ہمارے یہاں بھی کوس حربی پر جواب پڑے پہلوانان قوی باز و نقارہ جنگ کی آواز سننے ہی
 سچ سچا کر حاضر ہوئے امیر کی خدمت میں لڑنے کے لیے ہتھیار لگا کر حاضر ہوا امیر نے میدان میں جا کر حریف کے مقابلے میں
 پچودہ صفیں راستہ گیند الجوش میدان میں اگر مبارز طلب ہوا امیر کی طرف سے سرکوب ترک اس کے مقابل ہوا
 الجوش گھوڑے پر سے ایک سو تر گز بلند اچھلا اور بائیں آنے وقت دولتی اور جد ہستی اس زور سے سرکوب
 کے سر پراری کہ سرکوب شل مار جواب خوردہ زمین پر گر کے بچ کھانے لگا اس ضرب کے صدمے سے اسکو غش نے لگا اور
 الجوش گھوڑی کی پیٹھ پر جا رہا سرکوب اٹھکر چاہا کہ گز الجوش پر بارے الجوش نے پھر بدستور دل کو در دو لاتین
 سرکوب کو مارا اور گھوڑے پر جا رہا سرکوب ترک اس حرکت سے اسکی کمال عاجز ہوا اور دونوں لشکر بے اختیار
 ہنسنے لگے سب چھوٹے بڑے خوب قہقہہ مارا رہنے لگے کہ یہ نئی وضع لڑائی کی ہوتی ہے جنگ کی طرقت گرواٹھی و لون
 لشکر کے عیا حال دریافت کرنے کے معلوم ہوا کہ سموم عادی سینا عادی قبا و عادی مہیا و عادی کہ چاروں
 بھائی حقیقی ہیں کوہ البز سے نوشیروان کی مدد کو آتے ہیں بڑا سامان جنگ جلال اپنے ہمراہ لاتے ہیں چاہے عادی
 ہمراہ ہو سب سبایا حرب حسب نگوہ نوشیروان نے کئی سردار کے استقبال کے واسطے بھیجے اور عند الملاقات بہت سی
 تقطیع و کیریم انکی کی ماگا لشکر اسلام میں غل ہوا کہ ایک گور خرنے مہار سے اگر صدا آدمی زخمی کیے ہیں امیر کی طرف
 متوجہ ہوئے آگے آگے تودہ اور پیچھے پیچھے اس کے امیر شہر کو ڈپٹاے ہوئے چلے گئے اس گور خرنے کے واسطے گھوڑا
 دوڑائے ہوئے چلے گئے گور خرنے تمام ملک مسترد راہ کی کہ امیر و سری سرحد میں جا رہے اور خام کے ہوتے ہی گور خرنے

غائب ہو گیا امیر سخت متحیر ہوئے کہ گورنر کدھر گیا جب اسکا ٹھکانہ لگا مجبور شکار کر کیا اب لگا کھالی کے رات کی راج ایک درخت کے نیچے سوئے ہوئے مجھ کو جلاتھے تو چکر گورنر کو کھائی دیا امیر نے چکر کا پیچھا کیا جاتے جاتے ایک باغ میں گورنر گھس گیا امیر بھی اس کے پیچھے باغ میں گئے پتہ چہ بوڑھے بوڑھے جھاڑی جھاڑی بلع کی دھونڈھ باری مگر گورنر گدھے کے سینک کے طرے غائب ہو گیا امیر ایک درخت کے نیچے بیٹھ گئے لیکن بھوک سے کھینچا جاتا تھا ضعف کے سبب غش غش آتا تھا ایک طرے بلع کے گوشے میں بکریوں کا نظر آیا اس کے دیکھنے سے اس کے دل نے قرار پایا امیر نے اُس میں سے ایک بکری کو ذبح کیا اور درخت کی لکڑی توڑ کر اس کا کباب بھوننا شروع کیا گلہ بان نے دیکھا کہ ایک شخص صبح باغ میں بیٹھا ہوا بکری کا کباب بھون رہا ہے قنذر زمر شان کو کہہ اسکا وہ نوکر تھا خبر دی جلد سے جا کر اسکو اطلاع کی قنذر زمر سے ہی سات سو سو گز لیکر امیر کے سر پر آیا اور بزد تمام امیر کے سر پر گر زنگایا امیر نے اسکو اٹھا کر تالاب میں پھینک دیا پانی میں اسکو تر تریا وہ متعجب ہو کر پوچھنے لگا کہ ای جان بچ بتا کروں آپ تک کسی نے میری بیٹیہ زمین سے زمین لگائی میں نے کسی کو بھی شکست نہیں پائی مگر تو نے باسانی مجھ کو اٹھا کر تالاب میں ڈال دیا اور میرے نوکروں کے آگے مجھ کو بے آبرو کیا امیر نے فرمایا میرا نام سعد شامی ہو میں حمزہ کا بھائی ہوں مجھ پر زور خدا داد ہو میرا جسم سختی میں فولاد ہو قنذر زمر دوڑ کے امیر کے قہر پر گر کر پڑا اور بلا کہ سواے حمزہ کے دوسرے طاقت کہان پانی ہو ایسی صفت دنیا میں کب کسی کو میری ہو کہ مجھ کو پھاڑے میرا نام و نشان ہی طرح سے بگاڑے بلا شک حمزہ ہی امیر نے مکر کا کہ میں حمزہ کا بھائی ہوں قنذر نے امیر سے کہا کہ اب میں جیتے جی تمہارے قدم سے جدا نہ ہو گا میں نے کہا کہ اب تم سے مفارقت نہ کرو گا امیر نے فرمایا بشرطیکہ تو مسلمان ہو وگرنہ میں حق کا تابع نہ ہوں اس نے اُمید م بعد قتل کھڑے ہوا اور چند روز تک امیر کو اپنا مہمان کھا بہت خاطر داری کی ہر طرح سے تابعداری کی امیر نے ایک بڑے زچہ جاکر امیر کے پاس اسکی ہو قنذر نے کہا کہ یہ سرحد خرسہ کی ہو اور فتح نوشن دشا کا نام ہو اور ایک بیٹی ایسی حسین و صاحب جمال کہ اگر اس سے خوشیہ و ماہ کسب تو کرین تو بجا ہر صورت شکل میں لیتا ہو مگر وہ کسی کو قبول نہیں کرتی کسی کس کے بلو شاہ ہوں اور شاہزادوں نے اسکی خواہش نہیں کی مگر میں نے سواے انکار کے حرف اقرار کا آتشاے زبان نہیں کیا ہے جو اسیان دیا امیر نے فرمایا کہ ہو قنذر مجھ کو اس کے شہر میں لیجئے قنذر زمر بلا بہت خوب بین لیچلے کو تیار ہوں آپ کا تا بعد ہوں دوسرے دن امیر شہر کی طرقت قنذر کے ساتھ روانہ ہوئے دس سو گز گئے ہوئے گئے کہ قنذر نے کہا اب کہیں آتے رہے کچھ کھائے ذرا آرام فرمائے امیر نے ایک مقام پر توقف کیا اور دو بکریوں کا کباب لگایا امیر تو مسلم ایک بکری نہ کھائے مگر قنذر نے اپنے چھبک بکری کھا کے امیر کے آگے سے جھد کر کباب بچے کھا اسکو بھی کھایا امیر کو اس کے کھانے پر تعجب آیا وہ ہاں سے چلے چھوڑی دور گئے ہوئے کہ قنذر نے امیر سے کہا اپنا تو بھوکے مارے قدم نہیں اٹھتا ہی میرا تو آپ کے ساتھ میں مگھٹھا ہوا میرے پاس سخن سمجھتے ہو و میں کہہ قنذر بھی جو سے البقر میں کچھ معذری کرے کہ میں نے کچھ نہیں کھا ہوا مجھ کو کھانا کھال کیم نہیں ہو امیر نے فرمایا کہ بیان کیا ہو کہ تجھے کھانے کو دوں مجھلا اس جنگل میں تیرے کھانے کی کیا تو

اٹھکر بھاگے قندز نے ایک گز جو مارا ستر سکا زمین میں بہت ہو گیا امیر نے قندز سے کہا کہ بھڑکھئی سیسا کام نکرنا کہ نہ اگر وہ
 سلمان ہوتا تو تیرا رہتا ہے جواب یہ کسی کافر کو نہ مارنا چاہیے چند روز کے بعد شہر خرمسنہ میں پہونچا ایک ستر سکا ایک
 عیش و عشرت کرنے لگے ایام زندگی کمال طغیان سے گزرنے لگے کاروان سالانہ خیمہ اپنے مال کا امیر کے
 سامنے لایا کہ حسب وعدہ یہ حاضر ہوا امیر نے وہ مال کثیر اسی کو معاف کیا ہر چند کہ منٹ سماجیت کی امید پہونچا
 در فقر کو اس قدر مال اپنے پاس سے خیرات کیا کہ ہر ایک غنی ہو گیا رفتہ رفتہ یہ غیرادشاہ فتح نوش کو بھی پہونچی کہ
 ایک شخص نوادر کاروان ستر میں بیٹھا ہوا اسی دو دہش کر رہا ہوا رابعہ پلاس پوش دفتر فتح نوش نے بھی سنا اس نے
 پسین کہا کہ باد مجھے بخوبی معلوم ہے کہ امیر نے خود اس شہر میں کتر سے ساتھ شادی کر گیا شاید یہ شخص حمزہ ہو کر نہ
 کہا کہ دیکھو تو کون شخص لایا کہ سخاوت میں گور حاتم برلات ملہا ہو فقیر و درویشوں کو ہر دم یہی بکار رہا ہو تو ان لوگوں نے
 ستر میں جا کر امیر کی صورت جو دیکھی آپس میں کہنے لگے کہ ملکہ کے پاس جو تصویر ہو اس جو ان کتنی شاہی یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ
 تصویر خواہ خواہ اسی جوان کی ہو سچوٹ جا کر ملکہ سے کہا کہ ملکہ صاحبہ اگر ہر جسکی تصویر آپ کے پاس ہو وہی شخص دو دہش کر رہا ہو
 ستر خیرات کی ہو اور اتنی دولت ہو کہ ہر مفلکس ملکہ ہو گیا زردار میں قلعہ کوں برابر ہو گیا پلاس پوش بہت اپنے دین میں ہر
 دلی تھا دارا اسیدن لانی نامے خلف شاہ فرنگ لاشکر بشیرا کے شہر کو تاج اور عسکیت مارنے لگا یہ غیر فتح نوش کو بھی معلوم
 بیت کو قلعہ کے اندر لیکے دروازہ قلعہ کا بند کر دیا شاہ خرمسنہ شہر و غل امیر کے کانوں تک بھی پہونچا امیر نے دہانک باشندے پہونچا کہ
 خرمسنہ نزارع کا کیا ہو یہ کیسا شہر اور بڑا شہر کیا مہر کیا مہر و اتفاقا روئے کہا کہ شاہ فرنگ نے اس نے بیٹے کے لیے دختر اپنا
 لب کی بھی بادشاہ کو کو کچھ عذر نہ تھا مگر دختر شاہ نے قبول نہیں کیا اس واسطے وہ چڑھ آیا ہو اس کے تاج کرنے کے واسطے بنا کر
 آیا ہو اکثر محلے شہر کے تو تاج کر چکا ہو اب قلعہ قلعہ کے اندر جائے گا کہ تاہو سیکر و تاج انگریزوں محتاج کر چکا ہو امیر نے کیفیت
 شکر قندز سے کہا کہ اشقر برزین رکھو اور ان کافر و ملکہو یہاں سے دور کرو قندز نے حسب ارشاد امیر شکر کو تیار کر کے
 ملاح امیر کے آگے بکھڑے سب تھیا ان کے حوالے کیا امیر سلاج بدین لگا کے اشقر بر سواری ہوئے اور لڑنے پر تیار ہوئے
 در قندز کو ساتھ لیکر شاہ دروازے پر گئے کو تو ال سے کہا دروازہ کھول دے کہ میں باہر جاؤں اس شخصہ کو دیکھ لوں
 تو ال نے کہا کہ آپ کچھ نہیں کیسا اور باہر یہ وقت شہر سے باہر جا دیکھا نہیں ہو موقع قدم اٹھایا دیکھا نہیں ہو
 چندا امیر نے اصرار کیا لیکن کو تو ال نے دروازہ نہ کھولا قندز نے جھجھکا کر ایک گز جو کو تو ال کو مارا ستر سکا ایک گز
 بھاناک کی راہ سے نکل آیا ایسا زخم کاری کھایا امیر نے کہا کہ ظالم اس جزو ضعیف کو کیوں مارا قندز بولا کہ اس نے
 وارہ کیوں نہ کھولا یہ غیر فتح نوش کو پہونچی کہ وہ سافز جو کئی دن ستر میں خیرات کیا کرتا تھا شاہزادہ فرنگ سے
 لے چکوا جاتا ہو اپنی شجاعت جو غروری دکھاتا ہو فتح نوش اسیدم سواری ہو کر میر کے پاس آیا اور کہا کہ امیر عزیز سافز عزیز
 کے کہہ دو تمنا اتنی فوج کثیر سے لے چکوا کیوں جاتا ہو اسی محنت قہ کیوں اٹھاتا ہو نہ میر نوکر ہو کہ حق نکلے کو تیار ہو نہ بھی

کی ملاقات ہو کہ پاس ملاقات دانگیر ہو پس تو اپنی جان عزیز کیلئے گنوا تار مفت میں اپنے کو بلا میں پھنساتا ہوا اگر کسی ارادہ
 ہو تو میں اپنی فوج کو اگرچہ غنیم کے مقابلہ میں بہت قلیل ہو اور یہی وجہ میرے قلعہ بند ہونے کی اور تیرے ساتھ کر دوں
 جہاں تک ممکن ہو تیری کو کردن امیر نے کہا کہ فوج کی کوئی ضرورت نہیں ہے اب قلعہ کی تفصیل پر چڑھ کے تاشا دیکھیے
 ہر گاہ غنیم شکست اٹھا کر مجھ کے اس وقت قلعہ سے نکل کر اسکا مال اسباب راج کیجیے دشمن کا سبیل آنے سے بچے فوج خوش
 نے مجبور ہو کر کہا کہ اچھا اگر یہی مرضی ہو تو میں چار ہون جو آپ فرماتے ہیں میں بیدار ہوں میری قندرز زرنگاہ میں آئے
 جس قدر فوج تھی اُسکے پرے جائے یہ خبر دختر فتح نوش کو بھی پہنچی ایک بلندی پر چڑھ کے سر کے بال کھو کر زیر آسمان
 دیکھتا ہوں گئے گلی کر بار آتا اس جوان کو انہی پناہ میں رکھنا کہ لند لند لند کو جا تا ہو غیر شخص کیلئے ایسی ہیبت اٹھا تا ہو اور
 دور میں لگا کے امیر کی لڑائی کا تاشا دیکھنے لگی فرنگیوں نے جاہا کہ یہ دونوں آدمی صلہ کا پیغام دینے کو آتے ہیں حقا یا ایک سال کو بھیجا
 کہ اتنے دریافت کر آؤ کہ کس ارادے پر اسطرح آئے ہیں کیا کچھ پیام ہمارے پاس لاتے ہیں سنے جو امیر سے پوچھا کہ میں کیا ہوا
 پوچھا ہو کہ آپکا ارادہ کیا ہے کیوں تم آتے ہو کہے تو بھیجا ہر قندرز بولا کہ تیرا کیا ارادہ ہو اگر وہ تو میرے سامنے آسیدائیں
 انہی بادری کھا فرنگی سوار بولا کہ جیو نہی کو بھی برگے یہ کہہ کر قندرز پر کھینچ چلائی قندرز نے اسکی ضرب کو روک کر کہا ایسا کرنا کہ وہ
 فرنگی سر کرنے میں بہت ہونگیا نسائی نے یہ حال دیکھ کر ایک پہلوان کو حکم دیا کہ ان دونوں کو بکڑاؤ انکے پکڑنے میں
 دیر نہ لگاؤ قندرز نے اُسکو بھی اُسکے پاس بھیجا یا تھوڑی دیر کے عرصہ میں چالیس پہلوان فرنگی قندرز کے ہتھ سے مار گئے فرنگی
 گھبرا کر کہنے لگے کہ یہ دونوں آدمی نہیں ہیں بلاشبہ یہ قوم جنات سے ہیں یا بلا آسمانی ہتھیاروں ہوں ہر کسب سے انکے
 ہاتھ سے نجات نہ پائیگی سیدھے ملک عدم کو جائینگے شاہ خسرو اس کیفیت کو دیکھ کر بہت خوش ہوا اور وزیر سے پوچھا
 کہ یہ دونوں شخص کون ہیں اور کہاں سے آئے ہیں اور کہہ کر جاتے ہیں مفصل بیان کر کہ کس ملک سے تشریف لاتے ہیں زیر نے کہا کہ
 ایک قافلہ سودا گروں کا سرزمین اگر تیرا ہی شاید انھیں کے ساتھ یہ بھی ہیں بادشاہ نے فرمایا قافلہ سالار کو حاضر کر کہ میں اس سے
 ملاقات کروں اُسکے حال سے مطلع ہوں ہر گاہ قافلہ سالار حاضر ہوا بادشاہ نے فرمایا سچ بتاؤ یہ دونوں جوان کون ہیں ایسے
 پیشل پہلوان کون ہیں اُسنے تمام کیفیت اتنا سے راہ کی بیان کر کے عرض کی کہ یہ جو گھوڑے پر سوار ہو حمزہ کا بھائی ہے اور وہ
 جو پیادہ ہو اسی سوار کے ہمراہ ہونکے حال سے اس قدر بندہ تو آگاہ ہو بادشاہ نے کہا کہ قیاس چاہتا ہے کہ یہی حمزہ ہو کیونکہ یہ سچا
 دہشت سودا گروں کے کہنے پائی ہو جسکی بہادر کی قافلہ سالار کی خدائی ہو حیف ہو کہ اتنے دنسے میرے شہر میں وارد تھا اور
 مجھ کو کیفیت اسکا مطلق معلوم نہوا نہیں تو میں اسکی مہانداری کرنا ہر طرح سے خاطر داری کرنا بہر حال یا زمرہ محبت
 باقی القصہ جب چالیس پہلوان فرنگ قندرز کے بھیجے ہوئے جہنم کو گئے نشان بردار فوج فرنگ غیظ میں آکر خود
 قندرز کے سامنے آیا اُسے روتے کے لیے قدم بڑھا یا قندرز نے اُسپر بھی وار کیا اُسے گرز بکڑ لیا اور چھیننے لگا قندرز نے امیر
 کو پکارا کہ بھائی سودا شامی جلد اعانت کرو نہیں تو گرز ہاتھ سے جاتا ہوں یہ کافر مجھ پر قابو پاتا ہوں امیر نے

س زور سے نعرہ کیا کہ تمام دشت کا نپ گیا اور سوارانِ فرنگِ مذہبت سے گھوڑوں کے نیچے آ رہے گئے ہوں میں جارہے
دو گھوڑے خالی کاٹھی جھگڑ کیطرت بھاگے اور لشکرِ فرنگ کے نشان بردار کا ہاتھ ڈھیلا ہو گیا قندز نے گزرتا اس کے آگے
لھینچ لیا ایسا زور کیا نشان بردار نے کرج میاں سے لیکر قندز پر روا کیا امیر نے قندز کو بچھے ہٹا کر ایک واڑہ لٹوڑا کا لیا
اراکہ نشان بردار کا ہاتھ شانہ سے جدا ہو گیا تمام فوج میں شور و ہنگامہ مچا رہا ہو گیا تب تو لسانی پشتہ فرنگ کا لٹوڑا
قندز نے چار کوس تک نکا بچھا کر کے ہزار ہا فرنگی کو قتل کیا کسی کو بچنے نہ دیا فتح نوش اس نعرہ کو دیکھ کر حسب
لفقہ امیر مع فوج قلعہ سے باہر نکلا اور مال و مال فرنگیوں کا خوب لوٹا تمام لشکر اسبابِ غنیمت پر لوٹا اور کہا کہ یہ سب
الِ سعادت شامی کا ہی خیر دارا سپر کوئی دست انداز نہوئے اس بل محتار کے لینے پر کسی کا ہاتھ دراز نہوئے اور راجہ ہلال
بوش نے دروازہ خزانہ کا پختہ تعداد میر کھول دیا روپیہ پیا بے ہمتا محتاجوں کو دیا کوئی فقیرس شہر میں لیا نہ تھا کہ ہر
نہیں ہو گیا ہر گاہ میر نظر و نہو شہر کیطرت بچھر فتح نوش امیر کو لیکر قلعہ میں داخل ہوا دشمنوں کی طرف سے شکوے ملنا حاصل ہوا
اور کہتے آئے کہ قندز ہوس ہوا اور جب قدر لوٹا ہل فرنگ کی تھی امیر کے روز بھر کی میر نے اسے گلے سے لگا کر کہا کہ اس متلے
نوابی فوج پر تقسیم کر دو سب لشکر کو بطورِ عام محنت کر و قندز حیران ہو کر چپ ہو رہا فتح نوش نے بڑے کھٹکے امیر کی
معافی کی اور آپ بھی امیر کے ساتھ شرافت کا باب نوش کیا قندز کو بڑا خوش غالب فتح نوش کے بلاتانی پہلوں کے بچنے کو
لگا امیر نے اسکو منع کیا ایسی گفتگو کر نیے ڈانٹ یا انقصہ کمی روزِ جشن ہا فتح نوش نے وزیر سے ملکہ ہو کر کہا کہ اگر راجہ
مانتی تو اس سے بہتر خدمت میر نہیں ہوتا ہی جاؤ تو اسکا استخراج تو لو اگر رومانی تو میں اس جوان کو نیچا دوں اس حد کر نیچا
ذکر کروں زیر نے راجہ سے جا کر کہا راجہ نے سونچا کر کے کہا جو میری بادشاہ کی مینا بجا رہوں بادشاہ جو رشاؤں کے لکے
قبول کرنے میں چار ہوں بادشاہ نے لشکر امیر سے دامادی کی استدعا کی امیر نے ہر فادارِ رغبت قبول کیا اسی وقت سے
شادی کی تیاری ہوئی لی اور بچہ ہو تو کولہا کر ایک روز بھر ہوا اہل نجوم سے ایک دن تک اس کام کے لیے ہتھافریا محفل عقد
کے دن میر نے عمر کو اپنے دل میں یاد کیا کہ حیف ہو کہ کج عمر نہیں اگر وہ موجود ہوتا تو نہایت خوشنود ہوتا اب عمر کا حال
اسنے کہ جس دن امیر نے گورخ پر گھوڑا اٹھایا تھا اسوقت کے بچھے دوڑایا تھا اسید نے وہ بھی امیر کی تلاش کو نکلا تھا
اور جہاں جہاں تھارہ میں امیر کا گذر ہوا تھا وہاں وہ بھی پہونچا امیر کا حال دریافت کرتا چلا آتا تھا جان سرن
پاتا تھا اسی طرف جاتا تھا جب قندز کے باغ میں پہونچا جہاں نے عندلاستفرا کہا کہ امیر جھپٹان کو تو ہم
نہیں جانتے اس نام کے شخص کو تو ہم نہیں پہانتے مگر ایک شخص سعد شامی تاسے بلوڑ جھڑیاں آیا تھا ہمارے
میان کچھ قیام فرمایا تھا چند روزہ کر ہمارے آقا کو اپنے ہلو لیکر شہرِ خرمستہ کیطرت گیا ہو جو بچھا کہ امیر تھے اسید تم اراتا
وہاں سے چلا اور خرمستہ میں پہونچا خدا کی قدرت لکھا جا چکے کہ وساعت قبل از کلاص فتح نوش کی ڈیوٹی پر پہونچا
اور دربانوں سے کہا کہ جاؤ اپنے بادشاہ سے کہدو کہ سعد شامی نامے میر غلام بھاگ کر تمہارے پاس آیا ہے

آئے اپنے تین چھاپا ہوا اسکو گرفتار کر کے ہمارے پاس مجھ و اس میں ہرگز شامل نہ کر دینا تو اچھا نہ گارہ بانوں نے اس طرح بادشاہ سے کہا میرے بوجھ کا اسکی وضع و ہیئت لباس کیا ہو اندازہ کیسا ہو وہ بانوں نے کہا کہ تیرہ گز کا تو قد ہو اور صفحہ بانات سقر لاتی کی یاخ گز یعنی ٹوپی سر پہ ہو اور پسر دو پرگے ہوے ہیں ہر دم بے ہوا ہوتے ہیں اور غدی قبائلی میں ہو دو ایک توڑ چال کچھ ہونے ہی کہاں چند جا سے بندھی ہوئی دوش پر اور چند تیرے پر و بیکان کمر میں غدی کا حال پشت پر اٹھارہ تن کا سونٹا ہاتھ میں لیے ہوے قباے غدی پر ایک پیرا ہن سیاہ رنگ سیا ڈھیلا ڈھیلا اپنے ہو کر ہوا سب انداز آگئی استین میں شہر کا چہرہ رہ سکتا ہو اسکے سامنے کسی جمال ہو اور کون کوئی بات کہ سکتا ہو میری ہیئت شکر بارگاہ سے نکالے سب گ چڑ تعجب لائے عمر و دروگر قد مون پر گر پڑا میر نے اسکو سینے سے لگایا بہت التفات اور پیار فرمایا اور ہم یکے کے بارگاہ میں لا کر بادشاہ سے ملاقات کروائی انکی عیسیٰ اور چالاک اور محبت کی سب کیفیت سنائی بادشاہ نے کہا کہ انکی تعریف تو کیجیے یہ کون ہیں امیر نے فرمایا کہ یہ نوشیروان کا مہر ہو عمر و بولا کہ سفر سے تو امیر و بادشاہ ہوتے ہیں بڑے صاحب عزت و جاہ ہوتے ہیں مجھ غریب نے یہ رتبہ کہاں پایا ساری محفل ہنس پڑی جب وقت نکاح کا قریب آیا امیر نے عمرو سے کہا کہ جلد جا کر کسی قاضی کو عقد پڑھنے کیلئے آؤ اس میں ہرگز در نہ لگاؤ مگر وہ مسلمان ہو صاحب ایمان ہو عمرو نے بارگاہ سے نکل کر صورت اپنی تبدیل کی اور سفید براق بانو کی ڈگر یعنی ڈاڑھی اپنے چہرے پر لگائی مشائخ کی صورت بنائی اور ایک کرتا ایسا ڈھیلا ڈھیلا کہ جسکی استین میں بچہ سیر غریب سے پناہ اور پھل دینا ایک عام ہر مرد با مذہا کسی گز کا عصا ہاتھ میں لے کے لنگ کرتا ہوا بارگاہ میں آیا جتنے حاضرین تھے سب اس فتح و خوش تنظیم و تکریم پیش کیے تمام اہل محفل ایک زبان ہو کر بولے کہ ہمارے آگے سو کھلی پیار و بزرگ اس شہر میں نہیں تھا معلوم نہیں کہ حضرت کہاں سے اسوقت رونق افروز ہوئے کہ ہم سب لوگ ایک خدمت سے ہزارندہ ہو کر امیر بنائے بالادست قاضی جی کو ٹھہرا کر حکم عقد خوانی کا دیا عمرو نے تمیز ارشاد کیا او اس خوش لمحا کی ذراست خطبہ پڑھا کہ سارے کورق آگئی سب اہل محفل پر ایک لٹ جد چھا گئی بادشاہ نے ہزار درم عمرو کے دیکھے عمرو کا کہا کہ میں بغیر یا بچہ نذر کے نہ تو گز قلیل ہرگز قبول نہ کروں گا قند زبولا کا امی مولیٰ صاحبہ گریہ ہزار درم آپ کے کام کے نہیں ہیں تو مجھ کو غلامت کرو آپ کے نزدیک گوئی کچھ حقیقت نہیں ہو تو بھی کو دیدہ عمرو نے اسوقت درم ٹھاکے اپنی جوتی کے اندر ڈال دیے اور ایک عصا قند ز کو ایسا مارا کہ قند ز داوید اور نہ لگا عمرو تو دہائے غائب ہوا قند ز بڑبڑانے لگا کہ کیا مصافحہ بھی تو قاضی صاحبہ باٹ میں لٹکیا سا بھلا ایسا تو گنا اور اتنا ذلیل کروں گا کہ زندگی بھر یاد کرینگے بادشاہ نے امیر سے پوچھا کہ آخر یہ شخص کہاں سے آیا تھا امیر نے کہا کہ غیب سے آیا تھا اللہ نے اسلئے بندے کو بھیجا تھا پھر قند ز نے پوچھا کہ وہ مخبر جو آیا تھا معلوم نہیں کہ مھر کو گیا ایسے قاضی کو لایا کہ جنے بے قصور مجھ کو عصا مارا میر حرم تیار کر دیا ہو ایسا بے تحاشا مارا اگر قاضی نہ ملیگا تو میں اسی سے مجھ کو نکاح بہت بری طرح سے پیش آؤں گا عمرو تھوڑی دیر کے

بعد چھ بار گاہ میں آئی اور نیا رنگ لایا کہ قدر کے سر پر رکھ کر باؤن اوپر اٹھا کے ایسا ناچا کہ مل محفل دیکھ کر ہنسی کے
 رے لوٹ لوٹ گئے اسکی جال کی اندھنگی سے حیرت میں ہے بادشاہ بھی غمگین تھی خرمکون سے بہت محفوظ ہوا اور وزیر سے
 کہنے لگا کہ ایسا بے نظیر آدمی کبھی دیکھا تھا واقعی شخص قسم عیاری میں کل ہو اسکو ہر طرح کی مہارت حاصل ہو بعد ازاں
 درسا غم و رنکار نگ پٹنے لگا اور باب محفل بدست ہو کر ناچنے لگے ہر شخص بادہ سرور سے سرشار ہوا رنخ و غم
 یوں سے برکنار ہوا بادشاہ نے بہت سا انعام عمر و کو دیا سب کو بہر صورت خوش کیا اور سات شبانہ روز جشن
 یا آٹھویں دن امیر نے عمر و سے کہا کہ تم لشکر میں جاؤ میں بھی چند روز کے بعد آتا ہوں کچھ یہاں کی کیفیت اٹھاتا
 ہوں عمر و تو لشکر کی طرف روانہ ہوا امیر محل میں جا کر رات دن راجہ پلاس پوش کے ساتھ عیش کرنے لگے تھوڑے
 یوں کے بعد محلدار نے حاضر ہو کر امیر کو شہرہ دیا کہ لکھ صاحبہ حاملہ ہیں امیر نے فرمایا کہ جب تک اسکا پیدا نہ ہو لیا گیا تک
 بن سین رہوں گا کہیں جائے کا قصد نہ کرونگا راجہ بولی کہ اسے سعد شامی میری بھی یہی خوشی ہو کیونکہ میں نے تمہارے
 شوق میں ٹاٹ بن کر دن کاٹے ہیں اب تھوڑے دن تو بھلا عیش میں اوقات کٹے خوشی سے دن رات کٹے
 جانا امیر کا فتح یار برادر فتح نوش کے ملک میں مارنا آ رہے ہو اور پہلے ہونا شاہزادہ علم شیر رومی کا
 لدیان شیرین بھٹی سمخوڑان داستان کن سطح سخن بردار ہیں کہ فتح یار نے فتح نوش کا چھوٹا بھائی کہ خرم سنہ
 نے قریب سکا بھی ملک تھا اسنے سا کر فتح نوش نے راجہ کی شادی ایک سافر کے ساتھ کر دی دریا بات اسنے خلاف عہدہ
 بنی قوم کی بھائی کو نام لکھا کہ میں بھی داماد کی ملاقات کا خالق ہوں تھوڑے دنوں کی واسطے میرے پاس بھیج دو کہ ہم لوگ
 ملنے کی ملاقات سے خط اٹھا بیٹھ یہاں مزدور تشریف لائے فتح نوش نے وہ نامہ امیر کو دکھلایا انکے اشتیاقی ملاقات
 احوال انکو سنایا امیر نے کہا کیا سھنا نعم ہو میں جاؤنگا انکی خاطر سے تکلیف سفر اٹھاؤنگا جتنا سچہ دوستوں امیر فتح یار
 ملک کی طرف روانہ ہوئے جب شہر میں داخل ہو کر فتح یار استقبال کر کے امیر کو لگیا اور بہت سی عزت و تعظیم و توقیر
 اطوری امیر کی امیر کو ملائی کہ سی پر بٹھلایا اور باتیں کرنے لگا کہ دفعہ واحدہ شور و غل کی نوا زانی امیر نے بوجھا کہ
 شور و غل کیسا ہے فتح یار نے کہا کہ اس شہر کے قریب ایک اردوار ہتا ہے جب سانس چھوڑتا ہے سانس کو سٹک شعلہ آئے
 فضا جاتا ہے جو چیز پاتا ہے اسکو جلاتا ہے اور جب تم کھینچتا ہے تو اس فاصلے تک میں جو چیز ہوتی ہے وہ اسکے حلق کے اندر جاتی
 من شہر پر بدست یہ آفت آتی ہے وہاں جمادات ہو یا نباتات ہو یا حیوانات ہر سو آج اسنے سانس چھوڑی ہے وہی اسی کا فٹو
 مل شہر میں برپا ہے تمام خلایق تہ و بالا ہے امیر نے کہا جیف ہو آج تک کبھی سکا کہ فتح نوش نے مجھ سے نہیں کیا نہیں
 بگا اس بلا کو میں نے دور کیا ہوتا اس آ رہے کا سہارے جو کرکے ہوتا ہوا حال کب کیو میر ساتھ کر بیٹھ کہ وہ اس غار کو چھوڑ
 ے تباہ اسکے رہنے کی جگہ تجھ کو دکھا دے فتح یار نے کہا کہ میں خود آپکے ہمراہ جوں لگا امیر شہر پر زین کھڑے قند ز
 ہمراہ لیکر سوار ہوئے اور جانے پر تیار ہوئے فتح یار بھی اپنی فوج سمیت امیر کے ساتھ ہوا لیکن ہر ایک

اپنے زمین تیر و تعجب تھا کہ یہ شخص کیونکر اتر دے کواریگا ایسی بلا پر طرح قابو پائیگا امیر نے جب کچھ کہہ کر اس کے بچنے لگا
 مگر اسے اتر کر اتر دے کی طرف چلے جب متصل پہنچے خیر کا کمر دوڑے اور اس کے گھٹروں میں خیر کو دھکارتا کہ جیر ڈالا اس
 چالاک سے اس کا دم نکالا اتر دے کے منہ سے افسردہ و حوان نکلا کہ کو سون تک نہ حیل ہو گیا آسمان گریا دھوین کا غبار
 ہو گیا جب ہوا دھوین کا اثر ڈال گیا امیر بھر کر فتح یار کے پاس آئے اور کہا کہ الحمد للہ وہ سو ذی بار گیا فتح یار
 نے سہ لشکر جا کر دیکھا جہاں وہ پڑا تھا وہاں اگر دیکھا کہ شل کو بچے کے اتر دے دھیر ہوا پڑا ہی فتح یار نے
 امیر کے دست و بازو کو بوسہ دیا اور اس بلا کے دفع ہونے پر شکر کیا اور تمام خلقت امیر کی مدح خوان ہوئی
 بسکی طبیعت خوش اور شادمان ہوئی بعد ازاں امیر چند روز فتح یار کے پاس رہ کر شہر خرستہ میں آئے اس عرصہ
 میں محل کی بھی مدت آج ہوئی اور سباعت سعید فرزند راجہ چند پید ہوا آسمان تمنا پر کہ کب سے ہویدا ہوا امیر اس کا
 نام علم شیر و می کا فتح نوش نے خزانوں کا منہ کھلوایا جسے بقدر چاہا خرانہ بیا جب جالین بن کا امیر زادہ ہوا
 امیر بادشاہ اور راجہ پلاس پوش سے رخصت ہوئے اور فرمایا کہ ہر گاہ یہ لڑکا بالغ ہوا سو حمزہ کے لشکر میں بھیج دینا
 فتح نوش نے امیر سے بسو گند پوچھا کہ سچ کہتا ہوں یا نام سعد شامی تو حمزہ امیر زادہ ایک فی الحقیقت حمزہ میں ہی
 ہوں فتح نوش نہایت خوش ہوا اور قند زلفین بجانے لگا اور خیر سے سب کو سنانے لگا کہ سچ ہو چکا سو حمزہ کے کسی
 طاقت تھی کہ زیر کرتا الحمد للہ کہ میں حلقہ بگوش بھی ہوا تو حمزہ کا ہوا معاً سے حمزہ کے دوستوں کی تابعداری مجھے ناگوار تھی
 یہ بات مجھے سخت شواہ تھی راجہ نے بھی لشکر بجا دیا کہ حمزہ میرا شوہر ہے جو تمام زبانہ میں سو بہو القصہ امیر قند ز
 کو لیکر اپنے لشکر کی طرف روانہ ہوئے وہاں ہر روز لڑائی ہوتی تھی ایک دن دو دنوں لشکروں کی صفیں آراستہ ہوئی تھیں
 کہ امیر مع قند ز لشکر میں داخل ہوا یاروں نے قند موس ہو کر لڑائی کی سرگزشت بیان کی امیر سے سخن تسلی کا فرمایا
 ہر ایک کو گلے سے لگایا اور آواز بلند کیا اور قند ز کو لڑنے کے واسطے بھیجا الجوش گھوڑے پر سے جست کر کے دو تین دنوں
 ایک چوبدستی قند ز کے سینے میں مار کے گھوڑے کی پیٹھ پر جا ہا قند ز کوٹھن کو تیر طرح اڑنے لگا کہ بھر بھل کر مقابل
 اسے پھر وہی حرکت کی غصہ نہ شام تک سیطرہ جیسے الجوش قند ز کی جنگ ہی جب ہل باز گشت بجا دو دنوں لشکر اپنے
 اپنے مقام پر گئے دو ستر دن الجوش میدان میں لے لگا کہ حمزہ چکوا اپنی بہادری تھا اگر تو مرد ہو تو تو آپ میرے سامنے
 اہمیت پہلوانوں کو تو نے زیر کیا تو اب تو مجھے زیر ہو امیر شہر دیو زاد کو چھپکا کر کرکے رو برو گئے اسے دودا امیر
 پر کے امیر کچھ بوسے چپکے کھڑے رہے جب اسے تیسرے محلے میں لات مارا گیا اور وہ کیا امیر نے اسکا پائون پکڑ کے
 برخ دیا ہر گاہ وہ بہت ہوا زمین پر دے مار کے شکنیں باندھ لیخ بنے سے تندر بان سین اور عمرو کے حوائے کیا
 قید رکھنے کے یہ انکو دیا عمرو نے الجوش سے کہا کہ اٹھ میرے ساتھ چلو ہوا لگا کہ طاقت ہو تو چکوا بجا دینا اپنی طاقت
 دکھا عمرو دو تین کوڑے ایسے زور سے لگائے کہ الجوش اٹھ کے دوڑا ہوا عمرو کے ساتھ ہوا تا کہ وہ زمین پر نہ گئے امیر

بلان گشت بجا کر شادانِ فرحان اپنے غمے مین داخل ہوئے شنب امیر نے الجوش کو طلب کیا اور سہرا یا
است مارنا لڑ کر الجوش کا امیر کو اور یون پکڑ کر چنچ دنیا امیر کا اور گرفتار کرنا الجوش کو



یا اودہ ہوا سے کما کہ تابعدار کا ارادہ کیا ہوگا جب تک زندہ ہوں غلام ہوں امیر نے اسکو شرف با سلام کر کے اپنے
چلو میں کرسی پر بٹھالایا اسکو سب میں معزز فرمایا اور عمر و نے حلقہ غلامی کا اس کے کان میں لے دیا اسکو غلاموں کے زور
میں اٹھ گیا اور حکام امیر مجلس جن میں بریا کی سبک گزارد و کو سامان جمع کر کے لکھا جازئی دی لکھا اہو کہ عین جشن میں علی
نے حاضر ہو کر بطن ناریخ پری سے تولد فرزند کی مبارکباد دی امیر نے شادیانے بچے کا حکم دیا سب کو ان کے موافق انعام
دیکر خوش کیا اور ایک من طلا کا طوق بنوا کر امیر زادے کو پہنایا اور طوق زرین نام رکھ کر پرورش کر فیہ الون کے
سیر و فرمایا اور حفاقت پرورش کے لیے لوگ مقرر کیے بہت سے روپیہ بطور انعام دیے اور آپ سوار ہو کر بارہ دن بیت
رزم گاہ میں گئے ایک عادی نے میدان میں آکر مبارز بلی کی زور سے اہل لشکر کو آواز دی ہتھیار لوٹنے
باکر اسکا مقابلہ کیا اتنے میں جنگ کی طرے گردا دی عیاروں نے دونوں طرف خبر پہنچائی دہر کر کیفیت سنائی کہ
شاہزادہ روم! لشکر جہاں آیا ہر جہتی اپنے ساتھ لایا ہو اور دونوں لشکر ونگے سردار ونگے ارادہ جنگ کا رکھتا ہو
عیار یہ کہ رہے تھے کہ شاہزادے نے دونوں لشکر ونگے دیا نہیں اپنے لشکر کی صفوں کو قائم کر کے گھوڑا میدان میں لے لیا
کمال ترکت برسر مقابلہ یاد لشکر کفار کی طرے کر کے کما کر یون شہر ان بھیہ کیو کہ بہادر ونگی ملو اور کا جو ٹپکے لاؤنگی
بڑا اور جو اندرونگی بہت کر دیکھے نو شہر ان کی طرے ایک دی میدان میں یا اور گزرتو لکر جا ہتا تھا کہ شاہزادے کے
سر پر بارے شاہزادے نے گز چھین کر زمین پر پھینک دیا اور اس کے گھوڑے کے زین کے زین میں ہاتھ دیکر کب

دولاب کو اٹھالیا اور اس زور سے زمین پر ٹپکا کہ راکب مرکب کی ہڈیاں چور ہو گئیں دونوں لشکر وٹے باگ
تحسین آفرین کی بلند ہوئی زبان عوی دلیر و نکی بند ہوئی راوی گھٹا ہوئی کہ دوپہر کے عرصہ میں ایک کئی پہلوان عادی
اسی طرح شاہزادے کے ہاتھ سے مار گیا تو شیران کے تمام لشکر کا جی چھوٹ گیا لڑنے والا کو کا دل خوف سے ٹوٹ گیا
سیاحت تک شاہزادہ مبارز طلب ہا لیکن قوت کفار سے کوئی اسکے سامنے نہ آیا تاب مقابلہ نہ لایا مجبوراً لشکر اسلام
کی طرح ٹپکی باگ پھیر کر لٹکا را اور بلند سے پکارا کہ اے عرب تو ہم میں سے جسکو جنگ کا حوصلہ ہو وہ میرے سامنے آئے
اپنی پہلوانی اور سپاہی دیکھا دے فرما دے امیر سے اجازت لیکر لپٹا اٹھی ہوا شاہزادے نے پوچھا اے طویل تھا
اپنا نام تیرا کلام مارا نہ جائے تیری گنتی پر کوئی تاسف نہ کھائے فرما دے کہ میرا نام فرما دے بن لہو ر ہری میری
لڑائی کا سب سے بڑا طور ہو شاہزادہ روم نے کہا کہ جس حربہ کا تو شاق ہو وہ حربہ کر فرما دے بلا کہ پہلے حریف پر حربہ
کرنا اپنا دستور نہیں ہر توجیہ کرے تو میں بشرط حیات حربہ کر دوں گا دیکھنا کیسا مدد نہ دے گا شاہزادہ روم نے بسم اللہ کے
ایک وار گز کا فرما دے پکڑا فرما دے تو ہاتھی کے پیچھے چلا کر گز کو خالی یا گز گزما تھی کی متک پر پڑا ہاتھی کا منہ کھلی ہوا
سے نکلیا فرما دے کہ زمین پر آیا اٹھی شہید کر کے مر گیا جہاں سے فوراً کوچ کر گیا فرما دے چاہا کہ شاہزادہ روم کے گھوڑے کو
پکڑے شاہزادہ گھوڑے سے الگ ہو کر اُسکے سامنے آیا فرما دے کہ ہاتھی پر سوار ہوا لڑنے پر تیار ہوا شاہزادہ پھر مرکب
کی پیچھے بجا بیٹھا دونوں گرد بگڑ لڑنے لگے شاہزادے نے دیکھا کہ گز بادی میں یہ بھی شاق ہی گھوڑے سے کو دے رہا تھی سمیت
فرما دے کو اٹھالیا اور نعرہ کر کے زمین پر دیا راو کھا کہ اتبوجا کر جلد کنی و سر کو بھج دے کہ تجھ میں طاقت نہیں رہی
بڑی کی قدرت نہیں ہی راوی گھٹا ہوئی کہ اگر فرما دے بھرتی کر کے ہاتھی سے جلا نہ دتا تو ہاتھی کی طرح سے اُسکی بھی ہڈی
پسلی ٹوٹ جاتی کھو پڑی ضرب سے چھوٹ جاتی مگر تو بھی کسی قدر فرما دے کہ چوٹ آئی اس ضرب کی بڑی اذیت
اٹھائی دونوں لشکر وین شورا حسن آفرین کا بلند ہوا امیر نے فرمایا کہ ہمیں رستم کو سنا تھا کہ حریف کو ہاتھی سمیت
اٹھا لیتا تھا پھر زمین پر پھینک دیتا تھا مگر اس شاہزادے کو آنکھوں نے دیکھا لوگ بولے کہ ع شہیدہ کے بود
مانند دیدہ وہ افسانہ و بیان ہو یہ موجود و عیان ہو فرما دے امیر سے عرض کی کہ شاہزادے نے کہا تھا کہ تو
اور کسی کو میرے مقابلہ کیلئے بھیج دے امیر نے ملک لہو ر کو اشارہ کیا اسکو لڑنے کا حکم دیا لہو ر شہزادہ
کی باگ لیکر شاہزادہ روم کے سامنے گیا شاہزادے نے گھوڑے کو اس سے دبا کر کاٹ کاٹ لہو ر کو کہ پکڑ کے
زمین سے اٹھا لیا کئی ہاتھ سے اوچا کیا اور زمین پر ٹپکا کہ کہا کہ اپنے لشکر سے کسی اور کو بھیج سعد بن عمرو بن
حمزہ اپنے گھوڑے کو اٹھا کر شاہزادے سے مقابل ہوا دونوں بائیکہ لڑے لڑے پکڑے زور کرنے لگے ہاتھ نہ رکیا کہ دونوں
مرکب تابز او زمین میں دھنس دھنس گئے کئی مرتبہ اسی طرح سے پھنس پھنس گئے شاہزادہ روم نے سعد کو چھوڑ کر ہاتھ
حمزہ کو چھوڑ دیکھو وہ کیسا زور آور ہی میں سنتا ہوں کہ بڑا دلیر و لاور ہو سعد نے آکر پیغام اس کا

سیر کو دلا کے قہداور دعویٰ سے مطلع کیا لہذا دھور نے امیر سے کہا کہ یا صا جحقران یہ شاہزادہ مجھ کو آپ کی نسل سے
 معلوم ہو رہا ہے اسکے بٹرسے اور قیافے سے مفہوم ہوتا ہو امیر نے فرمایا کہ اگر میری نسل سے ہے تو میرے یاروں سے
 نہ رہتا لہذا دھور نے کہا کہ میری تو آپ سے لڑا تھا اسکو پناہ امتحان منظور ہوگا بارے امیر نے اسکو کو میدا نمین شہسواروں
 بیطج جولان کیا بختکے نوشیروان سے کہا کہ یہ شاہزادہ بلا شک دریل میر کی نسل میں سے ہو اکثر امیر کے
 فرزند ایسے ہی ہوتے ہیں باپ بیٹے کی لڑائی کی سیر دیکھیے کہ یہ لڑائی لاجواب ہو گویا معرکہ رستم و سہراب ہو نوشیروان
 بولا کہ کیا عجیب ہو یہ ہنگامہ بڑا غضب ہو القعدہ میر نے اپنے مرکب کو شاہزادے کے حرکت ملایا وہ اسکی مٹ بھیر
 میں آیا شاہزادے نے امیر کی کمر پر ہاتھ ڈالا امیر نے بھی شاہزادے کی واکر تھامی باپ بیٹو نمین زور دینے لگا آخر امیر
 نے نعرہ کر کے شاہزادے کو اٹھا لیا زمین سے اونچا کیا جاتے ہیں کہ زمین پر دیارین کہ ایک آواز غیب سے آئی درشن نے خوشخبری
 سنائی خبر داہمزہ زور سے نہ ٹپکنا یہ تیرا بیٹا ہو امیر نے درشن غلبی شکر آہستہ سے زمین پر چھوڑ کے پوچھا کہ تیرا کیا نام ہے
 بولا کہ علم شہر رومی یہ کہ امیر کے قدمبوس ہوا امیر نے اسکو سینے سے لگا کر اسکو تھمے کے بوسے لیے اوڑھ دیا نے جاتے
 ہوئے لشکر گاہ میں داخل ہوئے اسکے لٹنے سے بڑے اطمینان حاصل ہوئے اور شاہزادے کا نام رستم سلیمین رکھا
 شیر صف شکن رکھا اور کہا کہ تیرے بڑی بے ادبی کی میرے یاروں کو صفت جنگ میں یہ کیا اور میر بھی مقابلہ کیا شاہزادے
 نے عرض کی کہ بھائی عمر و نے بھی تو ایسی گستاخی کی تھی مجھے بھی قصہ ہوتا ہے بعد از اس بات میں مجبور ہوا امیر نے سب
 یاروں سے ملو کر شاہزادے کو عذر کر دیا اس سبب کہ امیر کا فرزند بلند ہو شخص بہت محبت پیش آیا اور سات شاہزادے
 جن کیا اٹھوین دن لشکر کفار سے کوس حربی کی آواز آئی امیر نے بھی طبل جنگ بجوایا اور میدا نمین جا کر اپنے لشکر
 کی صف بندی کی نوشیروان کے لشکر سے ایک پہلوان عادی میدا نمین کی کمر باز طلبا رستم سلیمین امیر سے رخصت
 ہو کر سامنے گیا تین ضربیں اسکی زد کر کے ایک ہاتھ ملو کر کا لیا مارا کہ حریف ایک کدہ ہو گیا راوی لکھتا ہو کہ اسدن
 رستم سلیمین نے پاس پہلوان قتل کیے اپنی خمیشہ ابدار سے چیدہ چیدہ جوان قتل کیے اور دو ساعت تک میدا نمین
 کھڑا ہوا مبارز طلب کیا کیا مگر کفار کے لشکر سے کوئی نہ نکلا ناچار ہو کر گھوڑے کی باگ لیکے لشکر کفار پر جا کر امیر نے یاروں
 سے کہا کہ رستم تنہا فوت کفار میں گھس گیا ہر تلوک بھی اسکی اعانت کر دے ایسی حالت میں اسکو کیسا نہ چٹو حکم کی تر بھی پہلوان لشکر
 امیر نے زور دیکھو رستم لشکر کفار پر جا کر سے اور ایسی تیغ زنی کی کہ کشتو فتنے پشتے باندھ دیے اور بقیۃ السیف سر پر بانڈ
 رکھے بجائے رستم سلیمین جا کر کوس نکلا تلوک جگا کہ منظر و منظر ہوا اسے اسقدر روٹ امیر کے لشکر کے ہاتھ آئی کہ اٹھا
 نہ سکتے تھے اپنے خیمہ گاہ تک بجا نہ سکتے تھے زروال حوالے سے اٹھایا جھڑپ ہو سکا خیموں تک پہنچایا رستم اگر امیر کے
 قدمبوس ہوا امیر نے اسکو جھاتی سے لگا یا قیاس زور دیا ہر ایک کے اوپر سے نثار کیا اور جن میں مصروف ہو کر کام لے رہے تھے
 امیر نے نوشیروان نے بختکے کہا کہ بڑی شکست فاش ہوئی لشکر بالکل تباہ ہو گیا سب بمان جنگ و جدال خاک سیاہ ہے

ہو گیا اور جو بچے بھی ہڑائی نکال دیں چھوٹ گیا اب کیا کچے اور کمان جا کے کوئی تدبیر عمل میں لائے بختکے کہا کہ میرا سے
 شہر خاویہ بہت نزدیک ہے اور حاکم وہاں کا قیماز شاہ خاویہ بلہاڑ صاحب تہ تمام زمانہ میں اسکے اخلاق و بہت
 کی شہرت ہو کر آپ سبکی پناہ میں جاوے گئے اور اسکو سب مل سار گئے تو یقیناً وہ اپنا فریاد بھیگا ایک اور بڑا کر گیا خوب
 مستعد ہو کر آپکی اطاعت میں دم دھڑکا نوشیروان خاویہ کی طرف روانہ ہوا جب قریب پہونچا خبر دلون نے قیماز شاہ
 خاویہ کو خبر دی اسکے پہونچنے کی اطلاع کی کہ نوشیروان شہنشاہ ہفت قلم حمزہ کے ظلم و ستم سے آپکے پاس پناہ
 لینے کو آیا ہو آپکی تعریف و ستائش بیان رجوع لایا ہو قیماز شاہ بڑے ترک سدا رہا نوشیروان کو استقبال کر کے اپنے
 مکان پر لے گیا اور تخت پر بٹھلا کے بعد دریافت حال بہت ہی ملجوسی کر کے کہا کہ اگر حمزہ بیان آویگا اپنے کچے کی سزا
 پاویگا بختکے بولا کہ اگر ایسی میدانوتی تو شاہنشاہ کا ہیکو آپکے آستانے پر اتنا سفید سفر کی تکلیف اٹھاتا
 روانہ ہونا امیر کا شہر خاویہ کی طرف نوشیروان کے تواقب میں مسلمان کہنا قیماز شاہ والی خاویہ کو
 رومی لکھتا ہے کہ امیر جب جنسن سے فارغ ہوئے عمرو سے پوچھا کچھ معلوم ہے کہ نوشیروان کمان کیا عمرو نے کہا
 سنتے ہیں کہ قیماز شاہ خاویہ کے پاس گیا ہو اور اسنے بہت سی شغنی کی ہو کمال محبت سے پیش آیا ہو اور یہ غلہ
 فرمایا ہو کہ اگر حمزہ بیان آویگا تو حمزہ کو باندھ کر آپکے حوالہ کر دوں گا اس سے آپکا بدلہ اچھی طرح لوں گا امیر نے ہنس کر فرمایا
 کہ ہاں پیش خمیر خاویہ کی طرف روانہ ہو دو سر دن مع فوج تیار خاویہ کی طرف قریب اور کے پہونچے قیماز شاہ
 خاویہ کو نامہ لکھ کر بھیجا کہ ای قیماز شاہ واضح ہو کہ نوشیروان میرا دشمن جانی ہو آپکی مرتبہ مجکو اسے
 ضرور سزا دکھائی ہو اور چند بار اسنے عفو قصور جانا اور مسلمان ہوا اور پھر بہت برستی کی اور کس کس طرح کی سیر کا تحفہ نصرت
 نہیں کی اور کسی کیسی ذیت نہیں دی مگر ہمیشہ بخدول و مشکوب ہا سوئے دل و شک کے کچھ اسکو حاصل نہ ہوا
 اب سنتا ہوں کہ تیرے پاس کمر تباہ لی ہو تو نے اسکی حمایت کی ہو لاہزم ہو کہ میرا نہ کھتے ہی اسکو مع بختکے اختر
 میرے پاس بلانہ لکھ کر بھیج دے والا تجکو تخت کے بے تختہ تباہوت نصیب ہوگا پھر کوئی دوست ہوگا نہ قریب ہوگا عمرو
 نامہ لیکر آستانہ قیماز شاہ پر گیا اور رہا تو نے کہا کہ میری اطلاع کر دو جلد یا دشاہ کو خبر دو رہا ذرا قیماز شاہ کو
 دی کہ ایک بیک حمزہ کا نام لایا ہو بڑے ترک آیا ہو قیماز شاہ دربار میں بھیجا ہوا تھا حکم دیا اسے حاضر کر دو عمرو
 اسکی بارگاہ میں گیا قیماز شاہ نے نامہ طلب کیا عمرو نے کہا کہ پہلے تعین کر دو شاہنشاہ اسکی نامہ تیرے ہاتھ میں لایا
 جو کچھ میرے فرمایا ہو وہی علی میں لیکر جاتا نہیں کہ نامہ شاہ مردانہ پیش شاہان جانتے تھے کہ کون کون بختکے نامہ
 آتشا ہد کنندہ خمیر و خوار شکنندہ طلسمات کشندہ دیوانہ و قیامات پہلوان صاحب قیامات باغ اول قیامت
 کو یک سیل مانا بالاعلام امیر حمزہ بن علی مدظلہ العالی و عربستان کا ہی ایسے صاحب کشتان کا ہو قیماز شاہ کو کچھ چارہ
 ہوا سو اسکے کہ زرد جواہر بہر نثار نامہ مشکوب کے اور نامہ کی تعظیم کہہ اور آکھو نے لگائے ہر گاہ اس شکوہ و غمت سے

عمرو نے نامہ قیما زشاہ کے ہاتھ میں یا قیما زشاہ نے پڑھ کر نامہ کو پھاڑ ڈالا اور کہا کہ مجھ کو لکھا ہو کہ اگر نوشیروان تخت کا
 باندھ کر میرے حضور میں حاضر نہ کرے گا تو تخت پر تختہ تابوت ہوگا میں حمزہ کا کچھ تابعدار نہیں ہوں اور نہ اس سے ڈرنا ہوں
 اس کے حکم کی تعمیل کروں نوشیروان درخت کا تختہ قید کر کے اسے دون عمرو نے کہا کہ یا قیما زشاہ کیا کروں تخت مجبور
 ہوں کہ صابقران کا حکم نہیں ہو نہیں تو جیسا تو نے نامہ کو پھاڑا تھا ویسا ہی تیرا بیٹا پھاڑتا قیما زشاہ نے
 غلاموں سے کہ دست بستہ کھڑے تھے کہا کہ اس پیادے دیانی راؤ کو بلو بلوہ کر جانے نہ دو چار طرف سے غلاموں نے عمر کو گھیر لیا
 سب نے متفق ہو کر ہمارا عمر کو نے خیر فرمادی کہ کچھ بچ کر گئے غلاموں کو بڑاے اطاعت قیما زشاہ سے آزاد کیا سب
 غلاموں کا برق شمشیر سے زمین پر تیرا کیا اور قیما زشاہ کے سر پر حوالہ رکے تاج اُتار لیا اسکو اس طرح سے ذلیل کیا اور آ
 چلتا ہوا ہر چند لوگ اس کے بلو بلوہ کر رہے مگر عمر کو کب آتا تھا اسکو کوئی کتب بولتا تھا ہوا تو اسکی گردن کا دامن چھو نہ سکتی تھی
 بجلی بھی اسکو جیتے نہ سکتی تھی تخت کے قیما زشاہ سے کہا کہ حضور اس پیادے کی طاقت نہیں ہیں وہ بلا سے بدھو کہ چشم حوالہ ہے
 خانی نہیں بچھا کسی نے ایسا چالاک علامہ زانی نہیں دیکھا اس سے تمام شہر بادشاہ بیگمناں ہونے لگے اور الامان آگئے
 میں اپنی جان کی پناہ ہر آن لگتے ہیں اپنے دیکھا کہ کیا حرکت ناماظم کر کے اتنی جمعیت میں گنگلیا قیما زشاہ بولا کہ دربار
 درست آئے تم دیکھو گے کہ میں اس سے اور اس کے صاحب کیا سلوک کرتا ہوں اس کے خوف اپنی تلوار کو بھرتا ہوں اتنے حضور
 نے اگر امیر سے تمام ماجرا بیان کیا دوسروں قیما زشاہ کو اس حربی بجاتا ہوا اس فوج میں انجمن نکلا امیر نے بھی اپنے لشکر کا
 اس کے مقابل میں بادشاہ پلے سبے خورشید خاوری امیر قیما زشاہ کا پنے دربار و پہلوانان روزگار کو زور کے زور
 بھی نہ سمجھتی تھی شجاعت اور دلاوری میں کیوں دنیا میں پناہ سہ نہ سمجھتی تھی اور نیزہ بازی میں فی اہل تھی ہر فریق میں بدل
 میدان میں کر لٹکا رہی بڑے کلر و غور سے آواز ماری کہ ای پہلو انجو کو میرے نیز کی لپی اپنے سینے میں جمھوانی ہو وہ میر
 سامنے آوے اپنی مردانگی دکھا رہے شمشیر ہلکے پہلوان شیلانی قوم امیر سے خضعت ہو کر اس کے سامنے آیا میدان میں کیوں
 چمکیا خورشید خاوری گھوڑیکو کا وہ دیکر ایک نیزہ ملا شیر مارنے تو غالی یا گروہ نیزہ اس کے گھوڑے کے گھوڑا پر
 فی الفور دو ملر نیزہ مار کے شیر مار کو زخمی کیا نیزہ سے زخم کاری یا عمرو بن امیہ صحرانی دیکر شیر کو اٹھا لیکر انقبض
 چند پہلوان ایک ساعت کے عرصہ میں اس کے ہاتھوں زخمی ہو کر رستم پیلتن کو غلط سے تاب نہ رہی کہ اور کوئی اس سے
 مقابلہ کرے برق آسا اس کے سر پر ہونچا خورشید خاوری نے شاہزادے پر بھی نیوہ چلایا اس پر بھی حربہ لٹھیا یا شاہزادہ
 نے نیزہ اس کا بلو لیا ہر چند اس نے زور کیا چھڑا نہ سکی شاہزادہ نے نیزہ چھین کر زہر آسانی سے دور کیا اور اس کے نیزے کی
 ڈانڈ مار کے گھوڑے سے اسکو لگا دیا اور کہنے کو دکر پیر جا رہا باندھنے کا قصد کیا معلوم ہوا کہ عورت ہی کو دیکھ کر اس
 پاس آیا اسکو سب غلاموں کو دکھایا امیر نے اسے بوجھا لای عورت تو کون ہی اور تیرا کیا نام ہی نہیں ہے تجھے کیا کہی ہو قیما زشاہ
 کی بن ہوں اور خورشید خاوری میں نام ہی امیر نے حکم کیا کہ اسکو رستم کی مان کے پاس پہونچا دو اس کے حوالے کر دو

خوشید خاوری تو والدہ رستم کے پاس محل میں بھیجی گئی اور قیماز شاہ کے بھائی سے رستم سلطنت کا مقابلہ ہوا
 رستم نے اسکو بھی باندھا اور فوج کفار کو لٹکا کر انکو نادر و غور کو لٹکا کر تاشاد دیکھتے ہوئے اگر نشہ مردی ہو تو خود کا مقابلہ کر دے اس
 میدان میں اگر قدم دھو نہ تم تن خاوری ہر قیماز شاہ خاوری نے میدان میں گر شاہزادے پر گر دیا یا اسکے مارنے پر ہاتھ
 اٹھایا شاہزادے نے گز سیمٹا سکا ہاتھ پکڑ کے ایک گھونسا اسکی گردن پر لیا مارا کہ وہ بیہوش ہو کر گھوڑے زمین پر گر
 شاہزادے نے اسکو باندھ کر غور کے حوالے کیا اسکو بھی غصین کو دیا ہوا مان خاوری خوشید خاوری کا بڑا بھائی جو
 شاہزادے سے لڑنے آیا ہاتھوں ہاتھ باندھا گیا قیماز شاہ نے کہا کہ حمزہ کے فرزند کے برابر بھی تجار و درو آدم کوئی کچھ
 میں کیا یہ زور اندکی طرف سے اُسے پالیا ویسا عت میں چند پہلوانان قومی بازو کو آسانی تمام باندھ لیا کیسے کیسے پہلوانوں کو
 لڑ کیا معلوم ہوا کہ ٹہری نیک ساحت سے آج یہ میدان میں آیا ہو تو سب پر قابو پایا ہوا آج اس نے لڑنا چاہیے
 اسکے ہاتھ سے بچا بیٹنا چاہیے یہ کہ طویل باز گشت بچوایا اپنے خیمہ میں آئی یادوں غفلت اپنی بی فرد گاہ پر آئے لڑا اسکی رحمت
 اکرم پائے میر نے رستم کو گلے سے لگا کر بہت سارے وجوہات لڑا کیا اسکے شکر و سلامتی میں بہت کچھ آیا اور محفل شب میں
 نیم تن خاوری ہوا مان خاوری کی طلب کر کے کہا کہ اب کیا ارادہ ہو تمھارا دل کس بات پر لگا رہا ہے وہ بولے کہ جب تک
 قیماز شاہ حاضر نہ ہو اور اسلام قبول نہ کرے تب تک ہلکے حاف کھینچے میر نے اُن کو نیکو معافی کر کے بڑھایا اسکی حوالہ
 میں آیا اور خوشن میں مصروف ہو خوشید خاوری پچھو پچھا کہ رستم سلطنت سے جکڑے ہوئے منتظر رہی اس سے
 تیری طبیعت سرور ہوا سنے جواب یکا رہے طالع میرے کہ ایسا بی نظیر شوہر یادوں اسکی ملاقات حظ زندگانی اٹھاؤں میر نے
 بساعت میں رستم کا عقد خوشید خاوری سے کر دیا اور خوشن میں مصروف ہو رستم سات دن تک شبانہ روز
 محل میں رہا اٹھو بیچن کو کوس حربی کی آواز سن کر مجلس سے باہر یا سلاح حرب پنے بند لگایا میر نے میدان میں جا کر صفت آرائی
 کی قیماز شاہ نے گھوڑا میدان میں نکال کر آواز دی کہ اے عرب مے میرے سامنے آئیں تجکو ڈرائیگے بند تعلیم کرونی فوج جنگ
 کا واقع ہوا تو تجکو طرز لڑائی سکھاؤں رستم نے اپنے مرکب کو حوالہ کیا قیماز شاہ خاوری آٹھ سو بیڑیوں پر رفقوت تلم شاہزادہ
 پر ماوا شاہزادہ کو گز کو ڈھال پر روکے چکلیا مگر کرب خاوری شاہزادے نے گھوڑے سے کود کے ایسی تلوار قیماز شاہ کے مرکب
 لگائی کہ چاروں پاؤں کے قلم ہو گئے تلوار زمین پر آئی پھر دونوں دوسرے گھوڑے پر سوار ہو لڑنے لگے رستم نے ہزار مئی گز
 اس زور سے قیماز شاہ پر مارا کہ اگر ہاتھ پر دھڑ پڑتی تو میر ہوتا تا کوئی اسکے صدمے سے نجات پاتا مگر قیماز شاہ کے
 کچھ بھائی بھی ہوا ہتھکڑی بولا کہ اے فرزند حمزہ اسی زور و قوت پر مجھے لڑنے آیا ہو اسلحہ قوت پر یہ غرور تیرے میں کیا ہوا اپنے
 باب کو بھیج دے کہ وہ مجھے لڑے رستم بولا کہ تو نے میر کیا کیا کہ میرے باپ کو ملاتا ہوا ایسا کلمہ کبیر زبانا ہوا ابھی تو میں تیرا طرف
 زندہ و سلامت ہوں جب مجھے زبون نہ ہو گا تب میرے باپ کو کلیف نہ ہو جائے لڑائی کا ارادہ کچھ بارے نصف انعام
 ہونے لوں سے گز رہا ہی ہو اکی بعد از ان شمشیر بازی کی نوبت پہونچی جب تلواریں لڑ رہے ہو گئیں تیرے سمجھالے شام کہ

یہ دیکھ کر پور پور نیرنگی جدا ہو گئی سب کچھ دالو کی روح فنا ہو گئی قیما ز شاہ نے طبل باز گشت بجا دیا دوسرے
ان پھر میدان آرائی ہوئی با یکدیگر تیرتخ آرائی ہوئی لشکر دھوا میر سے نصرت لیکر قیما ز شاہ کے مقابل ہو قیما ز شاہ
لشکر دھوا پر گرنا لندھو ر نے بہر مشقت سکور دکر کے قیما ز شاہ پر ایک لڑکیا قیما ز شاہ بولا کہ ایو لندھو ر پج
دور کے ڈھول بڑے سہا ونے ہوتے ہیں جیسا تیرا آواز دہ سنا تھا ویسا تجھ کو نہ پایا مجھے تو ایک غم بھی کارخی آیا بل کو
ہمکا دی قیما ز شاہ ہی گز زمین نے ایک مرتبہ ملدیک کے برج پر بار تھا کہ بچ و مینا دو قائم رہی تھی مگر میں نہیں کہ سکتا
نیرا بدن فولاد کا ہی یا سکا ہو یہ معاملہ بڑا حیرت افزا ہو یہ کہ کمر شام تک تو نون بہادر لیے لڑے کہ ہر یاد خدا سے
سنت دونوں لشکر و نئے بلند ہوئی تھی تھا چو نون نے تاریکی کیلک طبل باز گشت بجائے دو نون بہادر اپنے اپنے خیموں
سے اپنی اپنی فرود گاہ پر آئے امیر نے رستم و نون دھو ر پر جھاکر کہنے قیما ز شاہ کو کیا پایا عرض کی بعد اچکے اگر پہلوان
قیما ز شاہ اسکی حرب حرب خدا کی پناہ ہو دوسرے دن پھر دونوں لشکر میدان میں صفت آدھو سے ہنوز کسی نے عزم
میدان کا نہیں کیا تھا کہ ناگاہ ایک جوان چالیس گز کا قد دریا سے آہن میں غرق جنگل کی طرف سے آکر دونوں لشکر کے درمیان
پھڑا ہوا کے فوج کفار کی طرف کیلک پکارا تیر کی طرح لٹکا راکہ اسکی نوشیروان کسی پہلوان کو میر سے مقابلے کی واسطے بھیج
نیرانے ایک دی کو بھیجا اس سوار نے عادی کو اٹھا کے اس زور سے زمین پر پڑا کہ کوئی اٹھی اسکی سلامت نہ ہی
کہ کھڑے ہوئی طاقت نہ ہی دوسرے عادی نے مقابلے کیا اسکا بھی ہیال ہو پھر تو کسی حرات نہ ہوئی کہ اسکے سامنے آکر
ہر کوئی حربہ چلاوے ایک ساعت تک اسنے انتظار کر کے لشکر اسلام کی طرف رخ کیا اور آواز دی کہ آؤ جو تم میں
جو حوصلہ جنگ کا ہو وہ میر سے سامنے آوے میدان قتال سے سرخرو ہو کر جاوے سر کو بے کلا میر نے نصرت
رُس سے مقابل ہو میدان جنگ میں اگر مقابل ہوا سر کو بے ہمتی سے اٹھا کر زمین پر مایا پھر چھوڑ کر رُس کا کاب
یا کسی کو بھیجے کہ وہ اگر میر مقابل کرے امیر سر کو بے پوچھا کہ یہ جوان کیا ہی سر کو بے کہا کیا صاحب قرآن
ماتاؤں کیا آفت نامانی ہو بہادری اور جرأت اور فن سپاہ گری میں لاثانی ہو قند ز سر شبان میر سے اجازت
اسکے سامنے گیا اس سوار جنگی نے قند ز کو لگ تھا لگھڑے سے اٹھا کے زمین پر چھوڑ دیا کسی حربے اسکو مجروح نہ کیا
بلکہ توجہ اور ارب سیکو بھیجے قند ز نے اگر امیر سے عرض حال کیا امیر نے فرمایا کہ تجھ کو کل دشبا بہت سے تیرا بیٹا
نوم ہوتا ہو قند ز بولا کہ حقیقت میں یہ میر بیٹا تو میں اسکو جیتنا چھوڑ دوں گا اسنالا لائی کا سرگز سے توڑ دوں گا کہ جو
نون لشکر دے زور و ذلیل خوار کیا سب کے نزدیک ہے اعتبار کیا اس میں رستم سلیمان پج اس مھلری سوار سے جا کر مقابل کیا
جے جھوٹے ہی شاہ نروے کی بھی کہ میں ہاتھ ڈالا اور جانتا تھا کہ تھی تناؤ کیا گھٹیا ہزار دے کو جنبش بھی نہ ہوئی
م سلیمان پج ہاتھ اسکی کہ میں ڈالے ایک نعرہ کر کے اسکو تاش زمین سے اٹھالیا اور کسی ہاتھ سے اسکی کیا اور زمین
باب چھوڑ دیا اور پوچھا کہ کچھ تو کوئی ہو تو تیرا کیا نام ہو اور کہاں تیرا مقام ہو بولا کہ نام میر شبان طالع ہے

قندرشاہان کا بیٹا ہون شاہزادہ اسکو لیکے امیر کینیت میں آیا انکے قدیموس کروایا اور حال بیان کیا
 امیر نے اسکو گلے سے لگایا بہت پیار فرمایا اور طبل باز گشت بجا کئے اپنے خیمے میں داخل ہوا اور شبان طالعی کو حمزہ
 کو چاکٹا بٹ کیے اپنے بیٹے عمر کی کرسی پر بٹھلایا سب کی نظر میں سکا رتبہ بڑھایا اور اسٹن تک اسکے لیے جشن
 کیا اسکی خوشی میں مستحقہ کو بہت سا انعام دیا آٹھویں دن پھر دونوں لشکر صفت آرا ہوئے جہاں میں تیغ آؤا ہو
 شبان طالعی نے قیما زخاوری کا مقابلہ کیا تمام دن جنگ ہی لیکن کوئی کسی پر غالب ہوا شام کو اپنے اپنے
 خیمے میں گئے مگر صبح صفت آرا ہوئے قیما زشاہ میلہ نہیں کر لکا کہ حمزہ تو آپ کیوں نہیں مقابلہ کرتا کہ کوئی کوئی میر
 مقابلہ کر لیا اسطے بھیجتا ہوئے غم نہیں آتی ہوا دیری سپاہ شکست پر شکست کھاتی ہوئی امیر نے اشقر کو اسطے برق آسا
 چمکا کر لکا کہ حریف کی آنکھوں میں جکا چونہ آگئی سب پر اندھیری چھا گئی قیما زشاہ نے کمال قوت میر پر گزرا لیکن
 اسکو اپنے گز پر رد کر کے اب بھی گز کا اسپر دار کیا اسنے اپنے سر پر روکا مگر چاروں بانوں اسکے گھڑ کے ٹوٹ گئے اور
 ہر تن ہوسے عرق پٹنے لگا قیما زشاہ نے مرکب کو دو کر جا ہا کہ اشقر کو بھی دکرے امیر جھٹ اشقر کی پیٹھ سے جدا
 ہو کر اسکے سامنے ہوسے نصف النہار تک گز بازی ہوئی پھر ملواریں چلے گئیں اس میں بھی مطلب حاصل نہوا فتحیابی کا کوئی
 دھج حاصل نہوا قیما زشاہ امیر کی تعریف کرنے لگا امیر نے کہا کہ سلاح بازی تو ہر کی ایک بات باقی بھی قیما زشاہ
 دلا وہ کیا ہوا اسے بیان فرمائے مجھ کو سنائیے امیر نے کہا کہ تو میری کمر بڑ کے زور کر اور میں تیرا کمر بند بڑ کے زور کر وں
 جکا لنگر اٹھ جائے وہ دوسرے طاعت اسکی تابعداری سے تمام زیست نہ پھرے قیما زشاہ نے قبول کر کے
 کہا کہ حمزہ اس شرط میں تو بہت چوکا حقیقت میں تو نے بہت خطا کی یہ بُری بلا تو نے اپنے سر پر لی یہ کمر امیر کی
 میں ہاتھ ڈالا امیر نے بھی اسکا کمر بند تھا اجا تا تک تو تھی قیما زشاہ نے صرف کی لیکن امیر کا لنگر اٹھ نہ سکا تیغ
 سخت مجبور ہوا سب غرور کا فہرہ ہوا امیر سے کہنے لگا کہ مجھ میں جتنا زور تھا میں نے صرف کیا اب تمھاری باری ہوا اب
 تم زور زما کر دوسری کمر پر ہاتھ دھر دھو امیر نے غور کر کے اسکو ستر تک لیجا کر سات چرخ دیے اور زمین پر بھینک کر
 خشکین کسے عرو کے حوالے کیا اور شاہ دیا نے بجائے ہوئے نیمہ گاہ کو پھرے اور حکم کیا کہ غاوریو نکولا و سب کو میر
 سامنے بلاؤ عمر و نے حاضر کیا امیر نے قیما زشاہ سے کہا کہ میں شرط تجھے جتنا زور تو ہا پس سلام قبول کر اسے کہا کہ
 آپ اگر مجھ کو قتل کیجئے تو قبول ہی لیکن مسلمان ہونا قبول نہیں ہونے باپ کا کوئی مذہب ک کہ یہ ہمارا خاندان
 کا معمول نہیں ہی امیر نے طیش کھا کے لہر دھوڑ مہدی کر کے کہا کہ اسکو گزدار کر ہلاک کر داس کا فر کو جہنم بھیجو
 دونوں پہلوان گز اسکو مارنے لگے مگر اسکو مطلق خبر نہوئی امیر نے چال دیکھا کہ کمال تاسف کیا کہ ایسا قوی پہلوان طاقت
 اتھ سے جاتا ہو افسوس کہ میر کنا عمل میں نہیں لایا ہوا فرمایا کہ اسکو صدمہ کر کے سپرد کر د قیما زشاہ بوزار کہ
 ملک قید رکھو گے مجھے قید کر کے کیا کرو گے امیر نے کہا کہ جب تک تو جتنا ہوگا قید نہ چھوڑو گے کتا تر سے تھکتا ہے

امیر حمزہ کا قیماز کو زیر کرنا اور اسیر کر کے حوالہ عمر کرنا



نعم فرمود ونگا اسین قیماز شاہ نے امیر سے کہا کہ میں پیاسا ہوں امیر نے شربت بنا کر صحیفہ ابراہیم اسپر دم
 رکے اسکو پلو یا شربت کا پینا تھا کہ اسکا دل نگیں ہوا ہو گیا اسکو حق ہونا دین اسلام کا معلوم ہو گیا امیر سے
 لئے لگا کہ آپ مجکو قتل کیوں نہیں کرتے امیر نے کہا کہ مجکو افسوس تاہو تیرے حال پر میل دل بست پھچتا تاہو کہ تجھسا
 ذی ہیکل دلاورد جو اخروار جائے بنائیک بد تیرے خیال میں نہ اوسے قیماز شاہ ہنسنا اور بولا کہ حمزہ مجکو یقین
 ہوا تو بڑا بہادر قدر دان ہی ہندگان خلد کے حال پر بڑا مہربان ہی بہر حال مجکو تیری اطاعت منظور ہو تیرے
 قول سے انحراف کرنا دانائی سے دور ہو کہ کیا کتا ہی امیر نے کہا دین بڑا مستقیم قبول کر وہ اسیدم مع پدر فرزند برادر
 شرف باسلام ہوا امیر نے ہر ایک کو خلعت فاخرہ عطا کیا اور اسکو خلعت جمشید پہنا کر اپنے برابر کر سی پرٹھایا اور شرف
 جمشیدی پر کیا سامان عیش سب مہیا کیا نوشیران نے بختکے کہا کہ اب بیان ٹھہرنا اپنے پانوں میں آپ
 کھلاڑی مارنا ہو کوئی دم میں قید ہو جاؤ نیگے پھر تمام عمر رہا ہے پہاڑی نہ پاؤ نیگے یہاں کے کیطرف کو چلا جائے لگے ہاتھ سے
 بچا جائے بختکے کہا کہ یہاں سے شہر کیومرث نزدیک ہو داسکا بادشاہ کیومرث نیزہ باز ہو اور اسیا شجاع و
 فوی ہیکل ہو کہ یہ جیکے خوش قیماز شاہ بھاگ گیا کرتا تھا اپنی جان اس سے بچا کرتا تھا اس کے پاس چلے اگر چھوٹا ہاں
 آیا تو جانے کہ قضا اسکی لے آئی اسکی تقدیر نے اسکو مصیبت کھائی نوشیران اسیدم مع بختکے ہاں سے
 بھاگا چند روز کے عرصہ میں متصل شہر کے پہونچا کیومرث شاہ نوشیران کی خبر سنا کہ استقبال کیو اسطے شہر سے نکلا

اور کمال عزت تو تیرے نو شیروان کو لیا کر نی بارگاہ میں تخت پر بٹھلایا بہت اخلاق سے پیش آیا اور احوال دریافت کر کے کہا کہ اگر حمزہ بیان آیا تو آپ جان نیجیہ کیا اسکی موت اسکو لے آئی تو شیروان اسکی تقریر سے بہت خوش ہوا اور حمزہ کا انتظار کرنے لگا امیر حمزہ روز خاور میں دھوکو تو سیر و نمکا را و شب کو عیش و عشرت میں مصروف ہے ایک دن سر غفلت عروس سے پوچھا کہ اب تو شیروان نے کس سے جا کر ریناہ لی ہو کسے اسکی حمایت کی ہو عروس نے عرض کی کہ کیو مرث شاہ نیکو باز کے پاس گیا ہو اُسے بہت سی خاطر داری کر کے اقرار کیا ہوا اسکو اپنی محبت پر پھر وسادیا کہ حمزہ اگر بیان آیا تو میں نے اپنے ننگ تیرہ کا طعمہ اسکو بنایا امیر نے تبسم کر کے کہا کہ بیش خیمہ ہارا مسطرت کو وادہ کیا جائے گا اسکو بھی بدو تو شیرتا بعد کرینا اگر سلام قبول نہ کرے تو خوب تالیاں دے دو اور اگر کین رستم سلیقین نے عرض کی کہ خورشید خاوری حاضر ہو اسکے لیے کیا حکم ہوتا ہی فرمایا کہ اسکے مان باپ کے سپرد کر دو اور تم پیش خیمہ کے ساتھ روانہ ہو رستم سلیقین نے خورشید خاوری کو اس کے گھر میں بھیجا یا انکے سپرد کیا اور آپ پیش خیمہ کے ساتھ روانہ ہوا دوسروں امیر نے بھی کو پر کیا سب اپنے لشکر کو ساتھ لیا قما ز شاہ اپنے بھائی بیٹوں سمیت ہمراہ رکاب ہوا راوی لکھتا ہی کہ جب امیر نے شہر سے چار کوس کے فاصلہ پر خیمہ ڈالا غیاروں نے کیو مرث کو خبر دی جلد دوڑ کے اطلاع کی کہ حمزہ فوج جواری سے متصل شہر کے خیمہ زن ہوا ہی مستعد جنگ جلال ہر ایک صف شکن ہوا ہی کیو مرث نے نو شیروان سے کہا کہ طبل جنگ بجوایئے اور آپ بھی اپنا لشکر صف آرا فرمائیے امیر نے سنا کہ کیو مرث لشکر لیکر میدان میں آیا اپنی فوج کا عہدہ قتال میں بلا جایا امیر بھی مسلح ہو کر مع سپاہ زرنگاہ کی طرف روانہ ہوئے کیو مرث نے دیکھا کہ ایک گروہ دیر و تیرہ وغیرہ خیمہ اٹھی ہر گاہ گرد کے گرد بیان کو مقرر ارضی باد نے چاک کیا نشان محادی کرکے نمودار ہوا گویا دشمن کا دیانی پدیدار ہوا نشان کے نیچے دیکھا کہ ایک جوان بڑا ہی لطیف تھا منقہ تو ہی لہجہ گھوڑے پر سوار ہو چکے چہرے سے بڑی سطوت و ہیبت افشا ہوئی اور بینتالیس پہلوان اسکے گھوڑے کے گرد دھن ادب بھیجے اسکے جو وہ ہزار سوار زرہ پوش ہو مانند رستم و اسفندیار کے ہر ایک کا تیق تو ش ہی کیو مرث نے نو شیروان سے پوچھا کہ یہی حمزہ ہی جسکی شجاعت کا تمام زمانے میں مشہور ہو تو شیروان نے کہا کہ یہ حمزہ کی فوج کا ہرول ہو عمر و معدی کرکے سکا نام ہی اسکی سبادی زبان دہر خاص عام ہر دور بینتالیس پہلوان جو اس کے گھوڑے کے گرد دھن سب اسکے برادر حقیقی ہیں بعد از ان ایک جوان ساتھی کے حلقے میں ہاتھی پر سوار ایک سو بیس جہت شاہی اسکے سر پر گئے بارہ سو منی گز آتے تھے ہوئے پیدا ہوا اس شان و شوکت سے عمر میں ہو دیا ہوا کیو مرث نے پوچھا کہ یہ حمزہ ہی جسکی گت ہو لاکہ حمزہ کی سواری بھی سب ہی خورشید ملک لکھنوی میں سعدان گرد جو وہ ہزار جہت کا بادشاہ ہی یہ پہلوان بڑا صاحب دولت جاہ ہو بعد اس کے وہ بھائی شاہزادہ یونان بڑے طاق سے ظاہر ہوئے کیو مرث نے پوچھا کہ یہ کون ہیں بخت کے کہا کہ یہ دونوں شاہزادے یونان کے ہیں دیکھو تو کسی شان سے ہیں ایک کا نام سہقانوش و دوسرے کا نام سلیفونوش ہی بھیجے دو پہلوان اور نیک بخت تیا کہ یہ بھی دونوں شاہزادے

ہیں پھر سات بھائی زبلی ٹپے رزق برق سے دکھائی دیے کیومرث نے پوچھا کہ یہ کون ہیں بختک نے کہا کہ یہ اتوں
 بھائی طلبہ کا ہندوے ہیں بعد اسکے شیر مار شیرانی نکلا بختک نے بتایا کہ یہ شروان کا شاہزادہ اور نو شیروان
 کا سالار ہوا انکا سامان سب نرالا ہوا بعد ازاں شمسال شاہ مصری اور بچان شاہ اور پیر فرخاری اور قندز
 سرشبان اور سرکوب ترکشا ہندو ترکستان بعد اسکے سرور ہندہ پٹشی و دیوانہ پٹشی شاہزادگان تیش
 دوان کے بعد کجوش نو دگری کا مٹ سعد زرین کہ جسکے چہرہ کی چمک سے آفتاب شرمندہ نقاب پر اپنے منہ پر لے
 اپنے اپنے لشکر سمیت برآمد ہوئے بختک نے ہر ایک کا نام و نشان بتا کر کہا کہ یہ سب پیچھے طوق زرین جو گلے میں لائے تھے یہ پیر
 حمزہ ہوا اسکی ہادری کا بیان ازبج حال ہوا کی تعریف میں زبان ناطقہ سرسریل ہوا انھوں نے سطر سے جو پہلوان شل بمثل
 آتا جاتا تھا بختک کیومرث کو اسکا نام و نشان بتاتا تھا ہر گاہ ترم سلیمان سعد بن عمرو کی سواری تھی دھوئی دیکھا
 کہ دو پہلوان قوی ہیکل حسین و تختو بن سواری تھے حسن حال پر مہراہ تھے اور کئی سو چھڑکا انکے سر پر سیاہی جو جنین طرح
 طرح کا جو ہرات میں قیمت لگایا ہوا اور کئی ہزار پہلوان زرہ بکتر چار آئینہ پہنے ہوئے گھوڑ پر سوار تختوں کے گرد ہیں بختک
 پوچھا کہ یہ کون ہیں بولا کہ ایک تخت پر ترم سلیمان حمزہ کا بیٹا ہوا اور دوسرے تخت پر سعد بن عمرو حمزہ کا پوتا لشکر
 اسلام کا بادشاہ ہوا بعد ازاں قیما ز شاہ خاوری نکلا اور آواز دور باش کی بلند ہوئی جسکی فوج و لشکر کی کڑنگ
 ہوا کی راہ بھی بند ہوئی پوچھا کہ یہ کون ہیں اس نے کہا کہ پہلے جو نمودار ہوا وہ قیما ز شاہ خاوری ہوا اسکی طبیعت میں
 بڑی جرأت اور دلادری ہوا اور پیچھے اسکے جسکی سواری کے ساتھ بارہ ہزار غلام زرین قباذین کلاہ گھوڑ پر سوار صدا اور
 بلند کیے چلے آئے ہیں انکو کورہ سے ہٹاتے ہیں یہ شاہ عیاران عیار طعنے فکس بگوش شہر یاران و زکار شاطربے یوزنگ
 قلعہ گیر بے جنگ اجمہ عمرو بن امیہ صغریٰ فر عیاران عیار حمزہ ہی شخص لیاقت سے سردار سرداران حمزہ ہوا بعد
 ازاں علم آواز ہا بیکری کی آواز آئی جسکے سننے سے سبکے دل میں ایک ہیبت سمائی کیومرث نے بختک سے پوچھا کہ یہ آواز کیسی ہے
 بختک نے کہا کہ یہ آواز حمزہ کے نشان کی ہے معلوم ہوا کہ حمزہ آتا ہوا اسکی وہ نشان شوکت ہو کہ جس کے کوفہ فاف تھرا آتا ہے
 کیومرث نے پوچھا کہ یہ نشان کسے بنایا ہے یہ راہیت بے نشان کہنے لگے اسکے ہاتھ آیا ہے بختک نے کہا کہ بزرگ چہرے اسکو
 تیار کیا ہے یہ طلسم اسی نے اُسکو دیا ہے کیومرث نے بزرگ چہرے کہا کہ میرے واسطے بھی ایک نشان ایسا بنا دو
 میرے لیے بھی ایک بیابا علم تیار کر دو بزرگ چہرے بولے کہ جب حمزہ پر فتحیاب ہو گئے تب میں نشان تمھارے واسطے بنا دوں گا
 آپ کے ارشاد کی تعمیل کروں گا یہ گفتگو ہو رہی تھی کہ نشان آواز ہا بیکری نمودار ہوا اس کے سنے میں خورشید عالم حمزہ نامدار
 استقر یوزا و پر سوار نمودار ہوئے اور بچا سن ہزار غلام زرین قباذین کلاہ ترکی تاتاری جیشی چنی خنی شامی رہی تھی
 طلی بخاری ہندی نازی آشامی طلی زرنگی امیر کے گھوڑے کے گرد جلوریز تھے کیومرث شاہ نے بختک سے کہا کہ میں
 نہ بنا تھا کہ حمزہ کے ساتھ ایسی جھیت ہو اسکو اسقدر تقویت ہو تا کہ میں بے تکلف امیر کی تعریف کرنے لگے انھیں تعجب

امیر کے لشکر کی صف بندی ہوئی کیومرث نیزہ ہاتھ میں نیکر نکلا اور باواز بلند کہنے لگا کہ اے قوم عرب جگے سر قضا کیجیاتی ہو وہ میرے سامنے آوے اپنی ناداری کا عاقبت کیا رشاہ نے تسلیم کر کے امیر سے عرض کی اگر حکم ہو تو آپ کے اقبال سے کیومرث کو باندھ لاؤں اُسکے مقابلے کو جانوں امیر نے فرمایا کہ جاؤ خدا کے حوالے کیا اللہ کی حفاظت میں تم کو دریا قیما ز شاہ جو کیومرث کے سامنے آیا کیومرث نے کہا کہ و نامرد تجھ کو کیا حاققت نے لیا یہی تو نے کیا ذلت کا کام کیا ہو کہ تو بھی حلقہ بگوشان حمزہ میں محسوب ہو یا قیما ز شاہ بولا کہ مجھ سے بتر بہتر حمزہ کی حلقہ بگوشی میں در آئے ہیں اُنکی سرکار سے بڑے بڑے منصب پائے ہیں اور تو بھی آجکل میں حلقہ طاعت حمزہ اپنے کان میں ڈال لگا وہ یہ سب تیرا غرور کا لیکا گھڑا کا ہو سیکو ہی کیومرث نے برمان کر کہا کہ تجھ کو کون حلقہ بگوش کر سکتا ہو کون ایسا ہو جو میرے سامنے دم بہادری کا جھنڈا ہو جل حریر کر قیما ز شاہ نے کہا کہ سلام کا دستور پیشدستی کا نہیں تجھ کو جو حریر کرنا ہو سو کر کیومرث نے گھوڑے کو کا وہ دیکر ایک نیزہ کا قیما ز شاہ پر کیا قیما ز شاہ نے ہر چند اپنی دانست میں نیکے نیزہ کو روکیا مگر فی نیزے کی قیما ز شاہ کے باؤنٹن کیس قدر بچھ گئی چونکہ نشان نیزہ کی نہر لاپل میں بھی ہوئی تھی قیما ز شاہ سوش سے بیتا بچ کر اپنے لشکر کی طرف بھاگ گیا اور غیمہ میں آئے ہی بیہوش ہو گیا عمر و نے نوشادر کو کٹی اُسکے زخم پر بارہمی اور کیومرث سے اکر مقابل ہوا کیومرث اسکی ہیئت کدائی دیکھ کر بولا کہ اے سحر سے تجھ کو کیا خط نے گھیرا ہو کہ میرے سامنے آیا ہو معلوم ہوا کہ ملک الموت تجھ کو میرے سامنے لایا ہو اگر تھا تو محفل میں آتا کہ مخطوط کر کے انعام لکھا یا بیان سوا مارو دھاڑ کے اور کیا یا بیگنا مفت میں اپنی جان بگاڑا بیگنا عمر و نے کہا کہ اگر آپ جیتے بچے گا تو غفلت میں بھی حاضر ہو کر اپنی خدمت شکاری کرونگا و کچھ کیسی عیاری کرونگا اور اسوقت بھی مقدور بھر چھبے کوتاہی ہوئی کیومرث نے ہنس کر کہا کہ دیوانہ مولیٰ جادو سے کون بچے عمر و بولا کہ اپنے میر لکھا بنا لیا ہو کہ دوسریکا بنایا لیجے گا تب تو کیومرث کو غیظ آیا نیزہ سے کو گردان کر عمر و پر چلایا عمر و نے کاغذ کی ڈھال بٹھہر رکھنے ایک جت ایسی کی کہ اسکے سر پر پہونچا اور اس زور سے سونٹا اُسکے سر پر مارا کہ وہ تپور لگیا اور گئے ہاتھوں دو سر سونٹا اُسکے ہاتھ پر مارا کہ نیزہ اُسکے ہاتھ سے گر گئے عمر و نے جلدی سے لپک کر نیزہ اٹھا لیا چونکہ اُسکے نیزے میں بہت جواہرات بیش قیمت جڑے تھے ایسے اُسکو اپنے قبضے میں کیا کیومرث بولا کہ لا میرا نیزہ میرے حوالے کر اب میں تجھ سے نہ لڑونگا پھر کھی تیرا مقابلہ مکر و نگا عمر و بولا کہ معلوم ہوا تو مجھے واقف نہیں کیجھے آدمی جو چیز کو زمین پر گرے اُسکا مالک میں ہوں ہر چند کیومرث نے دم دلا سا دیا لیکن کچھ فید نہوا اُسکا کنارہ گز قبول نہ کیا۔ اس میں شام کا ڈنگا بجا دو لون لشکر اپنے اپنے مقام پر گئے عمر و نے وہ نیزہ لا کر امیر کی خدمت میں گذرانا امیر نے فرمایا کہ نہر اسکا دور کر کے سحر کیانی کو دو کہ وہ بھی نیزہ بازو سب نیزہ بازو متین ممتازی شب کیو قحط یک عار نے انکو نوشیروان سے کہا کہ بادشاہ تصور ان اپنی بیٹی کو آج حق جلال میں اپنا ثانی نہیں کھتی آپ کے ساتھ عہد کر نیلے واسطے بھیجا ہو اُسکو اپنے پاس بلوایے اُسکے آئیے لے اجازت فرمائیے نوشیروان نیزہ و شکر سب خوش ہو دو خواجہ بر جہر

کہو اسکے لانے کی واسطے بھیجا خواجہ نے اسکو مجلس میں لا کر داخل کیا اسکے آنے سے نوشیوران کو بہت سرور حاصل
 ہوا راوی لکھتا ہے کہ وہ شاہزادی بہتر سے حمزہ کی تصویر دیکھ کر بھڑل مچان شائق دیا حمزہ تھی چند روز کے بعد
 ایک شب کو فرصت پا کے لباس شب روی ہنکر حمزہ کے لشکر میں داخل ہوئی اور شب خیمہ سے ایک پانڑا لکھو
 حمزہ کے خیمہ میں گئی دیکھا کہ امیر بیخسوتے ہیں وہ بیہوشی تھنوں میں امیر کے جودی تو امیر چھینک مار کر بیہوش
 ہو گئے امیر کا پتہ اشارہ بانہ کر حیرت سے گئی تھی اسی طرف سے لشکر ایک خندق کے اندر لیگی بسکی نظر دے چھا کر
 لیگی اور امیر کی رفع بیہوشی کر کے اپنے عاشق ہونیکا حال بیان کیا اپنے دلی راز بیان عیان کیا امیر نے پوچھا کہ
 تو کون ہو اُس نے کہا کہ میرا نام زرارہ لکیر بنت شاہ قصور ان خوش حال میں میرا نظیر کہاں ہو اور اب جبہ نوشیوران
 کی ہوں امیر نے فرمایا کہ ایک تو وہ میرا خسروی دوسرے تو شوہر دار غمخوار لیا گیا تو مجھے بھی ہنوا گیا اسیا فعل ہمارے مذہب
 میں حرام ہے یہ بہت برا کام ہے ہر چند اُسے امیر سے عشق انگیزہ تھیں مگر میرے مطلق اسکی طرف تعلق کیا اسکا
 کہنا بالکل سماعت نہ فرمایا جب اُسے دیکھا کہ امیر اتنے ہی نہیں ہیں تب سے دمکا یا یہ تخیل نکو سنایا اگر تو مجھ کو قبول
 نہ کرے گا تو حمزہ میں تجھ کو مار ڈالوں گی امیر نے فرمایا کہ میری یون ہی بری ہو تو چارہ کیا ہو مگر تیری بری کرنے سے کچھ ہنوا گیا
 مگر ار میں صبح ہو گئی وہ امیر کو اسی جگہ مقید چھوڑ کے اپنے خیمے میں چلی گئی پھر امیر کے لشکر میں غل چلیا کہ امیر اپنے خیمے سے
 غائب ہیں ہر شخص ہر طرف دھونڈھنے لگا شدہ شدہ یہ خبر کفار کے لشکر میں بھی پہونچی وہ بھی متوجع سے کیو مرث
 نوشیوران کے آگے لشکر کی لے لگا کہ حمزہ میرے نیزہ زہلو دے خوشے جان بچا کر بھاگ گیا مارنے سے جی چھا کر
 بھاگ گیا یہ مکر نفاہ جنگ بجا کر میدان میں نصف آراہلو پھر لشکر کا مقابلہ دوبارہ ہوا لشکر اسلام نے امیر کی جابر رستم
 پلین کو قرار دیکر صف بندی کی لندھو رہن سحران شاہزادے سے نصرت ہو کر کیو مرث کے مقابل بھاگ کیو مرث نے
 گھوڑے کو کا وہ دیکر نیزہ لندھو کے سر پرالندھو زڈھال کے جھٹکے اسکو رو کیا اپنی جالاکی سے واڈکا خالی دیا
 ہو رہا کہ اگر اسکو مارے اُسے گھوڑے کی باگ چھیر کر دوسرا لندھو پر کر کے لندھو کو زخمی کیا لندھو مجروح اپنے
 خیمہ میں پہونچ کر بیہوش ہو گیا زخم کی شدت سے لہوش ہو گیا عمر و نے جھٹ پٹ ایک پٹی نوشدار د کی لندھو کے
 زخم پر چڑھادی کہ اس درد کی تکلیف سے اسکو تسکین ہوئی فرما دین لندھو نے اپنے باپ کو مجروح دیکھ کر کیو مرث سے مقابلہ
 کیا وہ بھی زخمی ہو کر بھاگ اس کے بعد سر کو بترکے اسکا سنا کیا وہ بھی مجروح ہوا جو اس کے مقابل ہوا مجروح ہوا اتنے میں
 شام ہو گئی دونوں لشکر و نہیں مل بازگشت بجا سب لشکر اپنے اپنے مقام پر آیا لشکو و قہا حشہ پھر امیر کے پاس گئی اور خبر دی کہ
 آج تمھارے لشکر کے فلا نے فلا نے تین ہلو ان کیو مرث کے ہاتھ سے زخمی ہو چکا سب اسات کا ڈالال ہوا کہ ایسے ہلو ان کا
 ایسا حال ہوا امیر نے کہا کہ حیف ہوا سوقت میں تو نے مجھ کو قید کر رکھا ہے مجھے چھوڑ دے کہ میں کیو مرث کو نیزہ باز کا مرقہ کھاؤں
 اپنی خیمہ آباد سے اسکو شربت مرگ چھاؤں وہ قحیہ بولی کہ جب تک میں کا میا نہ ہوگی ہرگز ہرگز نہ چھوڑوں گی اپنے حصول مقصد سے

کبھی نہ موڑ دینی امیر کہا کہ چھوڑ دیا نہ چھوڑ مجھ سے تو ایسی حرکت پوچھ نہو گی یہ کام خلاف شرع ہرگز نہ کرو لگا میدان
 معصیت میں قدم نہ دھرو لگا غمگنہ وہ شب بھی اسی میں خراب ہو گئی وہ ہمت بدستور امیر چھوڑ کر اپنے خیمے میں گئی
 کیومرث پھر میدان میں لڑ لگا رات بڑے زور سے ایک نوحہ مارا کہ جبکہ سر قضا کھیل رہا ہو میرے سامنے آوے میدان جنگ میں
 اگر گھوڑا لداوے سعد یا بیانی شاہزادے سے خصمت ہو کیومرث کے روبرو گیا کیومرث نے نیزہ اُسپر چلایا اُسکے
 اوپر ہاتھ اٹھایا سعد نے رو کیا چار یا پنج طعن کے بعد کیومرث نے غافل باکر سعد کو بھی زخمی کیا اسین شام
 ہو گئی دونوں لشکر زرمگاہ سے پھرے رات کو پھر وہ فاجیرہ امیر کنجی ہمت میں گئی اور اپنا اشتیاق بصد زار و تالی
 بیان کر نیلگی اُنکے ہاتھوں پر سردھرنے لگی اتفاقاً عمرو بن امیہ میر کی تلاش کرتے کرتے اُس کو جانا نکلا یا تین اُس کا رہ کی
 لشکر اُسکے سامنے گیا وہ عمرو کی صورت دیکھتے ہی ہانپے بھاگی عمرو نے امیر سے پوچھا کہ یہ کون تھا اگر حکم ہو تو
 مار ڈالو اُس کا بھیجا اُسکے سر سے نکالوں امیر نے فرمایا جانے دوست مارو یہ عورت ہو اس درگزر کو دیا حشہ زو جہ
 حال نوشیروان ہو وہ اس کے حال پر بہت مہربان ہو عمرو نے چاہا کہ تباہ امیر کے کھوئے امیر نے خود زور کیا تمام بند چٹ
 چٹ ٹوٹ گئے عمرو نے کہا دو روز سے کیوں نہ زور کر کے قید سے چھوٹے کیا سبقت کہ بند پہلے تھے نہ ٹوٹے امیر نے کہا کہ
 تمام اوقات پر موقوف ہیں خدا کی رحمتی یوں ہی تھی کہ مجھ کو ایک عورت بے حقیقت باندھے یہ کہہ خندق سے باہر آئے
 اور لشکر خدا کا بجالائے اور سلاح و اسلحہ کو منگوا کے وہاں سے سوار ہو کر زرمگاہ میں گئے یا رواج امیر کو دیکھ کر غلایا نہ
 بجوائے سکے دونوں نے آرام پائے کیومرث نے میدان میں ٹھکراؤ اور بلند کہا کہ اے عرب میرے خوف سے کہاں بھاگ
 گیا تھا امیر نے مسکرا کر اسلحہ کو چمکا کر اُسکے مقابل جانے فرمایا او یا وہ گوجر یہ کہ اُسے گھوڑا دیکو کاوے پر لگا کر امیر کے
 سر پر نیزہ چلایا امیر نے نیزہ کو کپڑا لیا اُسکے ہاتھ کو خوب جھٹکا دیا کیومرث بولا کہ حمزہ اس قدر میرے نیزہ
 کا خوف تیرے دل پر غالب ہوا کہ نیزہ میرے کپڑے لیا یہی مبادری کا کام کیا امیر نے ہنس کر فرمایا کہ تو جھین کیوں نہیں لیتا
 کیومرث نے اپنی قوت چھڑو کیا مگر نیزہ نہ جھین سکا امیر نے ایک جھٹکا دیکر نیزہ اُسکے ہاتھ سے جھین لیا اور زہر نیزہ
 کی آلی سے دوکر کے کہا کہ اے کیومرث تو نیزہ بازی میں مطلق ناقص ہوں نیزہ بازی تو ہرگز نہیں جانتا سپاہ گری کا
 طرز کچھ نہیں بھانتا اب مجھے سیکھ لے یہ کہہ کر اُنڈیزے کی اس در سے ماری کیومرث کو تیرا گیا اُسکی آنکھوں میں اندھیل
 چھا گیا اور کب سے گزر کر نیم سبیل طرح پہنچا لگا امیر مرکب سے کود کر اُسکے سینے پر چڑھ بیٹھے اوشکس کسر عمرو
 کے حوالے کیا بے دست و پا کر کے عمرو کو دیا نوشیروان نے دیکھا کہ کیومرث گرفتار ہو گیا بھٹکا کہ کس کہ
 کیومرث تو گرفتار ہو گیا اب اپنا سو بتایا چاہیے اب یہاں سے نکلتا چاہیے بھٹکا کہ کس کہ گیلان کو چلے شاہ
 گنجائ ہا کا حاکم ہو اور اُسکی ایک بیٹی ہو کہ پری بھی حسن حال میں اس سے لگا نہیں کھاتی چشم نلک کو بھی
 ایسی صورت نظر نہیں آتی اور نیزہ بازی اور تیر بازی و گرز بازی وغیرہ جتنے فنون سپاہ گری کے

ہنگ باہم کرنا امیر حمزہ و کیومرث کا اور گرفتار ہونا کیومرث کا یہ نخبہ عمر و مین



بن کوئی اس سے سیکھ لے کیا مجال ہو کہ کوئی اُس کا مقابلہ کرے اور ایسی شجاعت اور زور و آہو کہ بڑے بڑے پہلوانوں کو
سے زیر کیا ہو نام آور بہادر و فکوائے صدر نہ یا ہو حمزہ کی قوت سپاہ گری کو اُسکے اگے ہیچ سمجھنا چاہیے اُسکی
لہف کس زبان سے کیا چاہیے نوشیروان نے اُسیدم وہاں سے کو پرج کیا اور شانہ روز منزل طو کر کے گیلان
ن پہونچا اُس شہر رشک گلستان میں پہونچا اور ایک نام نہان بھٹیوں نے یاد آتی حمزہ و شکستہ حالی خود بہ استعلا
انت شاہ گنجال کو لکھا شاہ گنجال نے مر پڑھ کر نوشیروان کو استقبال کر کے اپنی بارگاہ میں لے آیا اور بہت سا
نیان دلایا اور پڑے اخلاق و مروت سے پیش آیا نوشیروان تو خوش و خرم ہو کر حمزہ کا انتظار کرنے لگا وہاں
ہر نے کیومرث سے کہا اب کیا ارادہ ہو تمہاری طبیعت کس بات پر آگاہ ہو کیومرث نے عرض کی ارادہ مسلمان ہو دیکھا
تراحیات ستعار آپ کی خدمت گزاری کر چکا ہو تمام عمر قصد تمہاری تابعداری کر چکا ہو امیر نے اُسیدم اُسکو شرف باسلام
در بند اس کے تھوکر خلعت فاخرہ پہنایا اور اپنے پہلو میں تلوار کر سی پر بٹھلایا عمر و حلقہ غلامی اس کے کان میں پہنایا
و بھی امیر کے حلقہ بگوشوں میں داخل کیا بعد تناول طعام جام و گلزارنگ چلے گئے اور بظربان خوش آہنگ نے مجلس
دم کیا کیومرث نے ہاتھ باندھ کر امیر سے کہا کما میدوار ہوں کہ میرے شہر میں شریف چلے کہ خدمت بجالاؤں
یہ شہر شہنشاہ کی دستبرد کو دکھلاؤں امیر و سرورن اسکی بارگاہ میں گئے اُسے امیر کے قنصل پر بٹھلایا اور آپس میں گیلان کے
چاکران کے ترغیب و تشغیر میں مصروف رہا اور ہم ایک یار کی خاطر واری ہر طرح کی پاسداری کرنے لگا

روانہ ہونا میر کا شہر گیلان کی طرف مسلمان ہو نا شاہ گنجال کا اورادی کرنا میر کا گیلی سونو خوشتر شاہ گنجال

راوی گفتاوی کہ اسکے شہر کے متصل ہزار کثرت سے تھے امیر طبع شکار مدت تک ہاں ہے دن سیر و شکار میں لگتا تھا اور شب عشرت میں گذرتی تھی اوقات بڑی راحت گذرتی تھی ایک دن عمرو سے پوچھا کہ کچھ نوشیروان کی خبر ہو اب اسکو سخت کمان لیکھا عمرو نے کہا کہ گیلان میں شاہ گنجال کے پاس ہو امیر فرمایا کہ گیلان کی بھی سیر کیا جائے وہاں بھی ضرور چلا جائے امیر نے شیش جیمہ روانہ ہوا دوسروں میں میر جے چند روز میں شہر گیلان کے متصل خیرہ بن گیا جاسوسوں نے شاہ گنجال کو امیر کے پہنچنے کی خبر دی انکے حال سے اطلاع دی نوشیروان نے امیر کے بلبل جنگ بچا دیا گیلان باز نہ رہا ان کا لشکر لیکر میدان میں صفت آرا ہوا امیر نے بھی اسکے مقابل اپنے لشکر کو قائم کیا ہونو زد و دونوں طرف سے کوئی میدان نہیں نہ نکلا تھا کہ جنگ کی طرف سے گمراہ تھی دونوں لشکر دیکھنے لگے کہ کون کسکی مدد کو آتا ہو اسقدر لشکر کثیر کون کسکی آتشا امسکی مدد کے لیے آتا ہو گرد و دامن چاک ہو تے ہی ایک سوار نیزہ ہاتھ میں لیے ہوئے نظر آیا جا کا رعب کے زمین سلا یا اور خرمان خرمان میدان میں آکر دونوں طرف کے لشکر کو دیکھ کر لشکر اسلام سے باز طلب اسکی جرات پر دلادری سے سب کو عجب ہوا شیراز شیرازی امیر سے اجازت لیکر اس سے مقابل ہوا اس سوار بھڑائی نے پہلے ہی زمین شیراز کو نیزہ مار کے گھوڑے سے گرادیا اسکو اپنی قوت سے بھروسہ کیا اور کہا تجھے کیا ماروں جاو کسکو بھیجے ناز ترک لے اسکا سامنا کیا اسے مکر میں ہاتھ ڈال کے ناز ترکے زمین پر دیکھا اور کہا جاو سر کو بھیج کاؤس شیرازی نے جا کر مقابل کیا ہی حال کاؤس کا بھی ہوا کہ اس میں شام ہو گئی بڑائی تمام ہو گئی کاؤس نے خیمہ گاہ کی طرف اور وہ جنگ کی طرف پھرا میر عمرو کو ساتھ لیکر دریافت حال کیا سب سے اسکے پیچھے روانہ ہوئے اس سوار نے اسٹ باکتر بھیجے بھڑکے جو دیکھا دو سوار اسکو نظر آئے بہت متعجب ہوئے ان کے جلدی سے ایک بارغ میں جس گیا امیر بھی اسکے متعجب بارغ میں گئے بلوغ کو کمان تکلف سے آراستہ پایا نہایت خوشنما بارغ نظر آیا ایک گوشے میں کھڑے ہو کر دیکھنے لگے دیکھا کہ وہ سوار مرکب سے آکر کمر جھنکھڑا ہوا چار طرف سے چوبدار سیادل خاتمگا روڑے مگر عیب تین تھیں مرد کا وہاں نام بھی نہ تھا امیر نے عمرو سے کہا کہ معلوم ہوتا ہو یہ سوار عورت ہو نا گاہ اسکی بھی نگاہ امیر پر پڑی خواجہ ہر اکو بھیجا کہ دریافت کرے دونوں سوار کون ہیں اور نام لگا کیا ہو اور بیان آنے سے کیا مطلب ہو اسکا آنے کا کیا سبب ہو خواجہ ہر نے امیر سے پوچھا کہ آپ کا نام کیا ہو اور بیان کیوں آئے ہو امیر نے فرمایا کہ حمزہ میرا نام ہو اور یہ رفیق میل خواجہ عمرو عیار بن امیر فخری کہلاتا ہو اسکی چالاک کی کو کون پاتا ہو گرو چلی تو کہ تیری شاہزادی کا کیا نام ہو وہ بولا امیری شاہزادی کو گیلی سوار کہتے ہیں یہ مکر شاہزادی کے پاس دوڑ گیا اور حقیقت حال بیان کی اسکے حالات سے اطلاع دی شاہزادی نے پہلے ہی میں جا کر لباس مردانہ سلحہ آمار کے پوشاک زمانہ پہنی اور امیر کو استقبال کر کے بارہ دہری میں لے جا کر سند پر بٹھایا اور بہت اعزاز و اکرام امیر کا کیا اور خاصہ امیر کے ساتھ تناول کر کے ساقیان

سید بن شہو کو طلب کیا پہلے جام بلورین جو گرانگت بھر کے اپنے ہاتھ سے امیر کو دیا نشہ شراب سے اُنکو مست کیا بعد ازاں
 آپ بیاجنبے چار جام کے پیئے کی نوبت پہونچی شاہزادہ کو سرور ہوا نقاب چہرے سے اٹھا کر امیر کی گود میں بیٹھی سب فرم
 وحیا اٹھا بیٹھی امیر نے جو اسلحہ پارہ سے چار اٹھائیں کہیں باوک خرگان اس کمان پر و کا امیر کے جگر میں تاب
 معشوق غرق ہو گیا بسا خستہ عقد کی استدعا کی در خواست نکاح بر ملا کی ان کو دادہ موجود ہی تھا اُسے قبول کیا
 خواجہ نے فی الفور صغیرہ پر صایا کمال غمیت سے اُسکو نکاح میں لایا دونوں نے چھ چھٹ پر جا کے داد عیش کی دی
 اُسکے ساتھ عیش و عشرت کی ناگاہ یہ خبر کنجال کو پہونچی فی الفور چار ہزار سوار سے باغ کو آکر گھیر لیا بڑی جمعیت سے
 محاصرہ کیا شاہزادی نے امیر سے کہا کہ اگر کو تو اسکا سر کاٹ لاؤں بھی اُسکو ملامت میں پہونچاؤں امیر نے کہا کہ
 لا کھو پھر کھار ابا اب ہوتا تھا راہ تھکھی سیر نہ اٹھے گا مگر میں جاتا ہوں اُسکو اس جرات مزہ چکھاتا ہوں یہ کہہ باغ کے
 باہر آئے کنجال امیر کو دیکھ کر بولا کہ و عرب یہ بھی تو نے نوشیروان کی بیٹی جانی کہ زبردستی اپنے عقد میں لایا دی
 غور اب بھی تیرے دشمن سمایا دیکھ تو کیسی سزا دیتا ہوں تجھے ان حرکتوں کا کیسا انتقام لیتا ہوں یہ کہہ کر تلوار اٹھا کر
 کی طرف دوڑا امیر نے اُسکا ہاتھ پکڑ کر اس زور سے کمان ری کہ گھٹوے پر سے گر پڑا امیر خیر نکال کے اُٹھی چھاتی پر چڑھ
 بیٹھے اور کہا کہ خدا سے عز وجل لا شریک ہو اور دین برہم کا برحق ہوا اُسے خوشی تمام امیر کے قول کا عادیہ کیا امیر نے اُسکو
 چھوڑ دیا وہ اپنی بیٹی کے پاس آیا اور اُسکو اپنے سلمان ہو گیا سب اُن سنایا یہ خبر تمام اطراف اکناف میں منتشر ہو گئی سب
 چھوٹے بڑے کو اس حال کی خبر ہو گئی ایک شہو امیر گیلی سوار کے ساتھ باغ میں تھے کہ زرا نگیز وجہ نوشیروان نے تین نکاح
 کو خند عین قہر کھا تھا لباس فخری پہن کے تیر و کمان ہاتھ میں لیکر باغ میں آئی اُسکو ہاں کیفیت نظر آئی کہ امیر گیلی سوار
 کو گود میں لیے سو رہے ہیں سانس اُسکے کچے پر لٹا دشمن کہا کہ حمزہ نے مجھ کو قبول نہ کیا اور گیلی سوار کے ساتھ عقد
 کیا مجھ کو بڑا بیچ دیا دونوں کو سیدم قتل کر کب سیر طرحت اسے درگزر نہ کر جاتی تھی کہ وارا پنا کر کے گیلی سوار کی اٹھ کھل گئی
 گیلی سوار اُسکو دیکھ کر چھ چھٹ پر سے اٹھی وہ سفت بام سے نیچے پہونچی ہر گاہ گیلی سوار کو شکست آجری ہ گھوڑے
 پر سوار ہو کے جلدی مارے دڑکے اپنی راہ کی گیلی سوار نے بھی گھوڑے پر سوار ہو کے اُسکا پیچھا کیا جب باغ سے نکلے
 دونوں پہونچے فوج بھر کر کھڑی ہوئی اور بولی کہ میں باغ سے حمزہ کی دست سے بھاگی تجھے مجھے کیا ڈر ہو اور تیرا جھوکا
 خوف خطر ہو یہ کہہ کر ایک تیر گیلی سوار پر چلا گیا گیلی سوار نے اُسکو تلوار سے کاٹ کر گھوڑے کی آستین دیا یا گھوڑا بھی کی طرح کوڑ
 کہ سر پر آیا گیلی سوار نے نکاتے رکاب ملا کر ایک ہاتھ لیساراکہ وہ دھڑکے ہو کر زمین پر گر پڑی ایک ہی ہاتھ میں ہیرا
 سانس نہ لی دنیا سے سیر ملامت کی کی امیر بھی دوڑ کھڑے ہوئے ماشا دیکھ رہے تھے جب گیلی سوار درنگ نہ کر اور امیر نکال کر
 کہا کہ اے گیلی سوار یہ تجھے کیا کیا نوشیروان جانے گا کہ حمزہ نے مارا دھت میں نخل ہوگا سباتے بہت فعل ہوگا گیلی سوار
 تیو جو ہوتا تھا سہو چارہ کیا ہو تقدیر آجی میں نے کایا را کیا امیر گیلی سوار کو لیکر باغ میں نکلے ہو اور امیر گیلی سوار کو نوشیروان

کو خبر ہوئی کہ ترانگین سوئی ہوئی سید انمین پڑی ہوئے گورو کفن بیابان بن پڑی ہو عیار و سب لاش اٹھوا کر منگوائی اور بہت سا قسوس کر کے کہنے لگا کہ معلوم ہوا یہ ناجرہ جھنڈے کے پاس گئی تھی تھے اسکو مارا ہو جیت حد حیف نہ ہو ہماری ایسی نوبت پہنچی کہ ہماری بخل سے عورت ٹھکڑی و سکر دے کے پاس چل دے اور ہماری عزت اور ابرو کا کچھ اسکو خیال نہ آوے اب لوگوں کو کیا منہ دکھاؤنگا اس کی سب تو میں بڑی ذلت ٹھاڈنگا یہ کہہ کر اپنے غلاموں سے کہا کہ بہت دن سلطنت کی اب جی جاتا ہے کہ ملک ملک سیر کرتے پھرے وہ بولے کہ ہم فرزندار ہیں بہر صورت بتا بدراہمن جیسا حکم ہوگا بجالائینگے وہی کرینگے جو آپ فرمائینگے نوشیروان نے اسی رات کے بہت مال و جنواہر و زر و نفیر خرچہ نہیں بھر کر ہزار نفر غلام کو ساتھ لیا اور شہر سے باہر نکلا کہ ختن کی راہ لی اگر کوئی پوچھتا تو سوداگر اپنے کو بتاتا تھا اپنا حال اچھی سبب چھپاتا تھا یہاں لشکر میں صبح کو غل بجا کہ نوشیروان غائب ہو کسی نے کہا کہ میرے مارا لاکوئی بڑا لا کہ عورت لیکر گیا بزرگ چھپنے کہا کہ اگر حمزہ مارا لاکوئی یا عورت لیا جاتا تو ہزار سوداگر کیا ہو جاتے نوشیروان ترانگین کی اس حرکت سے بخل ہو کر کی طرف چلا گیا ہرگز تاجدار نے چار طرف لوگ تلاش کر نکلیے تھے اور خود مشورہ اہالی اور موافق ارکان و تخت پر بیٹھا سلطنت کا انتظام کرنے لگا نوشیروان کی جگہ سب کام کرنے لگا نوشیروان کا حال سنیے کہ یہ جابجا اپنے کو سوداگر بتاتا منزل منزل چلا جاتا تھا ہزاروں طرح کی تکلیف سہل کرکھاتا تھا اتفاقاً جا سو سو گئے یہ خبر بہرام ناے راز کو پہونچائی کہ ایک سوداگر بڑے طمطراق سے ختن کو جاتا ہے وہ کئی ہزار رہن ہمارے لیکر سدہ ہوا نوشیروان نے بہنوں کی خبر پا کر اسدنی کسی مقام پر قیام کیا اپنی حفاظت کا انتظام کیا بہرام نصف شکو مع فوج نوشیروان کے اور پر لگا اکثر غلام مارے گئے اور تمام مال و اسباب غارت ہوا اور نوشیروان کو بھی پکڑ کے لیکر اپنے مقام پر جا کے پوچھا کہ ای ہوڑے پیچ کہ تو کون ہے اور کہاں سے آیا ہے اور کس طرف جا رہا ہے نوشیروان نے کہا کہ میں نوشیروان بن قباد ہوں بادشاہ با عدل و داد ہوں بہرام نے کہا کہ یہ بے پیر ہے پیر جھوٹ کیوں بولتا ہے ایسی جھوٹ بات براہی زبان کھولتا ہے کہاں نوشیروان اور کہاں نوشیروان اہل قلم کا بادشاہ ہے وہ بڑا ہوشیار و جاہل ہے اسکو سوداگر سے کیا کام ہے یہ کہنے لگے گردنیاں دیکر نکال دیا سب سب مال لوٹ کر ایک ایک پیسے کا محتاج کیا نوشیروان فقیر بن کر لیکن کی راہ چاروں میں قطع کر کے ختن میں پہونچا جنہی دیکھ کر ہر شخص پوچھتا تھا کہ ای درویش تیرا کہاں سے آتا ہے نوشیروان کہتا تھا کہ میں نوشیروان بن قباد ہوں پیشہ تجارت اختیار کر کے سہل طرف کو چلا تھا دشوار راہ میں بہرام بہن نے مجھ کو لوٹ لیا ایسا بے مال و زکریا جب کچھ فراہم ہو کر فقیر کی اختیار کی اس ملک کی راہ لی سامع اسکو چھوٹا بھگدڑ بھگدڑ کرتا تھا دلت سے نام لیکر بکارتا تھا شدہ شدہ خبر بادشاہ ختن کو پہونچی کہ ایک فقیر شہر میں دھڑا دھڑا کوئی اس سے پوچھتا ہے کہ تو کون ہے تو کہتا ہے کہ میں نوشیروان بن قباد ہوں بادشاہ نے اپنے روبرو بلایا جب نوشیروان کے سامنے آیا کیفیت پوچھی اس سے بھی پڑی کہا کہ میں قباد بادشاہ کو قید کر کے لایا اس جھوٹے شہسوار کی خبر

سے نکال دواس ملک اسکو باہر کرو دیکھتے جس شہر یا گاؤں میں جاتا تھا اور لوگوں سے سچ سچ حال بیان کرتا تھا لوگ
 کا وہ بچہ کچھ کم مقام سے نکال دیتے تھے پھر تے پھرتے آتشکدہ نمود پر پہنچا وہاں جموں تھا کہ جو مسافر وہاں سے تین دن اس کو
 کھانا ملے جو تھے دن رخصت کر دیتے تھے اور اگر کوئی رہا تو اسکو جنگل سے نکال دیا آتشکدہ کے معترف کی اسطافی پڑتی تھی
 حاکم سے مشقت اٹھانی پڑتی تھی اس سبب تین دن نوشیروان کو کھانا ملا جو تھے دن جو بدایا اور کہا کہ اگر لکڑی جنگل سے
 لاؤ البتہ کھانا ملے گا اس شرط پر کچھ کھانا ملے گا نوشیروان نے بھی کایسکو لکڑی کا ٹی تھی مگر سب بڑی چیز اور جو جنگل پر
 گیا اور کس قدر لکڑی کا ٹی لایا مجبوری سے یہی اٹھا یا اور وہ نے کہا کہ یہ فقیر لکڑی سبت کم لایا ہو ہی تھا پر اسکو کھانا
 بھی یا جائے لکڑی کم لایا ہو کھانا بھی کم پائے نوشیروان نے اسکو بھوکا ہوا دیکھ کر جو لکڑی کا ٹی لایا اپنے سے تو ہوسکا
 اور دیکھی کا ٹی ہونی لکڑی میں سے جڑ کر اپنے کٹھے میں کھنے لگا ناگمان کی سی دیکھ لیا بھونکے مگر خوب نوشیروان کی
 پٹیاں نرم کین اور کہا کہ ادفعہ تو چوری کرتا ہو ہاری کا ٹی ہونی لکڑیاں جڑ کر اپنے کٹھے میں کھانا ہوا شل مشہور ہی بانس
 کے بانس ملاجی کی ملاجی مالا تو مار لکڑیاں بھی ان لوگوں نے جھین لین نوشیروان پہلے دن بھی کم لکڑی لایا اسدن بھی
 کھانا کم پایا انحضرت جسد رلکڑیاں جنگل سے کاٹ لانا تھا اسبقدر کھانا بھی ملتا تھا انشب نوشیروان کے لشکر کا حال سننے
 ہر مرنے پر جہر سے کہا کہ لوگوں نے ہر جہد تلاش کیا مگر بادشاہ کا سرخ نہ ملا آپ تو ریل سے دریافت کیجئے اُنکے حال سے
 اطلاع ہمیں بھی یہی جہر ہرنے کہا کہ میں پہلے ہی دریافت کر چکا ہوں نوشیروان آتشکدہ نمود میں ہوا و رڑی تکلیف
 میں ہوا کہ کوئی معین نہ پہنچے گا تو صبح شام میں مرجا بیگا پھر اسکو کوئی زندہ نہ پایا گیا ہر مرنے کہا کہ خواجہ تم نوشیروان کو
 جا کر سے اولازم ہو کہ اتنی مشقت تم کھانا و زچہ ہرنے کہا کہ میرے یا تمہارے جانے سے کام نہ کھلے گا جب تک حمزہ نجایا
 نوشیروان رگزنہ آئیگا ہر مرنے لاکہ حمزہ کا سیکو جائیگا وہ بھلا اسی محنت کیوں کھانا لگاؤ رہے ہرنے کہا کہ اگر تمہاری
 ان حمزہ کو معینگی تو بلاشبہ حمزہ جا کر نوشیروان کو لے آئیگا انکا کنا یقین ہو کہ عمل میں لائیگا کہ وہ بھی موت میں
 پر اخلاقی اسکی عادت نہیں ہر مرنے جا کر اپنی مان سے شرح حال بیان کیا عمر انگیزہ بانو نے ایک خط حمزہ کو اس
 سفینوں کا کھانا کہ ای فرزند سعادت مندا اگرچہ ہر نگار کے مرنے سے رشتہ ٹوٹ گیا تھا را علاقہ ہم سے چھوٹ گیا اور
 یہ بھی ظاہر ہو کہ جنگل بد ذات پچا کے کہنے سے نوشیروان نے سوے بدی کے تھا کہ ساتھ کی نبین کی مفسد دن
 بھگانے سے ہمیشہ تھین ذیت دی لیکن چیز کہ تھو خدانے سعادت مند والو اعزم و صاحب مروت ہمت پیدا کیا ای
 اسواسطے لکھتی ہوں کہ تم جا کر آتشکدہ نمود سے یا دشاہ کو لے آؤ اسکو اس صیبت سے چھڑاؤ نہیں تو اسکا کام
 تمام ہو جائیگا وہ مانتک کیونکر نے پائیگا اور یہ تکلیف لایا ق جو اٹھاؤ گے اور اسکو اس بلا سے جانستان
 سے چھڑاؤ گے تو لوگ جا بجا یہی کہتے تھے اور ثواب بھی ہو گا کیونکہ اسوقت بادشاہ بڑی صیبت میں
 گرفتار ہوئے تھیں ان کے ہاتھ سے سخت مجبور ناچار ہی امیر نے خط پڑھ کر عمر کو ہر چہر کے پاس بھیجا کہ آپ کے

نزدیک بادشاہ کہان ہوا سنے قیام کا پتہ لگائے مفصل بات حال بیان فرمائیے بزرگ چہرے کہا کہ اُسے کہ دینا
نو شیروان آتشکدہ منور و مین ہوا اگر فوراً جاؤ گے اور جلد پہنچو گے تو نو شیروان کو باؤگے نینقی خدا جانے
اُس کا کیا حال ہوگا یا عیر تم کو ڈرا مال ہوگا

جانا امیر آتشکدہ منور کی طرف نو شیروان لائے کہ لو سنے اور نو شیروان کی دوسری بیٹی

راوی روایت کرتا ہے کہ امیر نو شیروان کا تہہ باندھ دلق ہن بساعت سجدہ فرود کے آتشکدہ کی طرف روانہ ہوئے
آتشکدہ میں امیر کو معلوم ہوا کہ بہرام بہرن نے نو شیروان کو لوٹا تھا کمال سنگدی سے ایسے بادشاہ عالی مکان کو لوٹا
تھا انداز بہرام کے قلعہ کے نیچے جا کر اس زور سے نعرہ مارا کہ قلعہ کھرا گیا جنے وہ آواز سنی خوت کے مارے کھل گیا بہرام
کھل کر ہزار سوار ساتھ لیکے قلعہ سے باہر نکلا امیر کو تہہ دیکھ کر گر گھا کر بار امیر نے گڑا اسکا جو بدستی سے روکیا اور وہی
لکڑی اس زور سے ماری کہ بہرام چاروں جانب سے چٹ مین پر گر پڑا نو شیروان چھاتی پر چڑھ کے کہا کہ خدا واحد ہوا دین بلویم
برحق یونین تو ابھی تیری گردن چھری جاتا ہوں تجھ کو ملک مین پہنچاتا ہوں بہرام بولا کہ بیٹے آپ بنا نام بتائیے
اپنا مفصل حال بیان فرمائیے چھچھچھ کہنا ہوگا کہو گا جو آپ کیسے گامی کر دیا امیر نے فرمایا میر نام حمزہ ہوا بہرام نے
حمزہ کا نام سننے ہی بعد قتل کر ڈھکے اسلام قبول کیا اور امیر کو اپنے قلعہ مین لجا کر کئی دن تک عورت کی ہر طرح
سے راحت دی امیر نے نو شیروان کا حال پوچھا اُسے کہا کہ یا امیر نو شیروان باب مین میرا ہی قصور ہی مین نے سوداگر
بجھ کر اسکو لوٹا جب اُسے کہا کہ مین نو شیروان بن قباد ہوں تجھ کو یقین نہ آیا مین کیسے کہنے پر ہرگز اعتبار نہ لایا چھوٹا
بجھ کر اسکو باریک خواری نکال دیا اسکو بیدار کر کے پانچا خدایہ ختن کی طرف گیا ہی پر سنکر امیر غم خن ہوئے بہرام
بھی کینزاد دیکر مین باندھ کر امیر کے ہمراہ ہوا چند روز مین ختن پہنچے ہر ایک طیبہ بتا کے پوچھا شروع کیا
لوگوں نے کہا کہ فی الحقیقت ایک بوڑھا فقیر اس شہر مین آیا تھا اپنے کو نو شیروان بن قباد بتاتا تھا حاکم نے
اس شہر کے اُس کی دروغگوئی پر شہر بدر کر دیا اسے قول بطلان اعتقاد نہ کیا پھر نہیں معلوم کہ وہ کدھر گیا امیر
و بہرام شہر کے باہر مکے آئے راہ مین مختل پس مین باقین کرتے آتے تھے کسی طرف کو جاتے تھے ایک شخص نے
کہا کہ ایسا خبیلی فقیر بھی نہیں کیا کہ اس سن اور اس حالت مین ایسی لڑائی کی لیتا ہوا دوسرا بولا کہ بھائی تعجب
کیا ہو کہ وہ راست گو ہو اور گردش فلکی نے یہاں تک نوبت پہنچائی ہو کہ گشتہ بچے سے اُس پر مصیبت آئی ہو
امیر نے انکی باتیں سن کر کہنے پوچھا کہ تم کون ہو اور کہا نے آتے ہو اور کیسکا ذکر ہو رہا ہے صاف صاف کہ اس
شخص کے حال سے ہمکو اطلاع دو وہ بولے کہ ہم اہل حرم مین آتشکدہ منور سے آتے ہیں ان یک بوڑھا فقیر
کی طرف سے وارد ہوا ہوا اپنے کو نو شیروان بن قباد بتاتا ہی اپنی عالی خاندانی اور سلطنت موروئی کا حال سب
سناتا ہی لوگ اُسکی دروغگوئی پر اسکو جھکے نہیں مین یہ ہیں خاکی کرنا ہی تو آتشکدہ سے قوت لایموت اسکو

تاریخ اسطر جہاں بی وقت میر کرتا ہی یہ معاملہ سپرگز نہا ہوا میر پشکرا آتشکدہ کی طرف روانہ ہوا آتشکدہ میں پہونچے
 اودھون نے امیر کو دیکھ کر کھانا لاکے سامنے رکھا امیر نے مع بہلم کھانا نوش فرمایا دونوں شخصوں نے ملکر کھانا کھایا اور
 ہین بٹھکر آئندہ در دند کو دیکھنے لگے شام کو غار کش لکڑیوں کا بوجھ لیکر پہونچے آتشکدہ کے خادم نے ایک ایک دلی
 بیکو دی حسب معمول تقسیم کی سکے پیچھے نوشیروان بھی تھوڑی سی لکڑیاں سر پر رکھے پہونچا آتشکدہ کے خادم نے
 لیون کو دیکھ کر کہا کہ ایسا بڑا ہے تو لکڑیاں تو سب کے برابر لائیں سکتا سب طرح تو شفت ٹھاٹھا نہیں سکتا تجھ کو ایک دلی
 نہ لکڑی ملے گی ظاہر ہو کہ سب سے کمتر ملے گی یہ کہہ کر اودھی روٹی نوشیروان کو دی نوشیروان نے اودھی روٹی کو غنیمت
 مانا خادم سے لیکر کھاکے ایک گوشے میں بیٹھ رہا کسی کچھ نہ کہا امیر نوشیروان کو دیکھ کر بدیدہ ہوئے اور فرمایا کہ
 مین نشاء و تذلل من تشاء وہی نوشیروان ہو کہ جسکے دسترخوان پر ہزاروں تمک کا کھانا چنا جاتا تھا ہزاروں دمی
 تکلف کھانا کھاتا تھا اسمیں ایک خوان کھانا بڑے تکلف سے خادم آتشکدہ نے امیر کو بسطے بھیجا امیر نے بہلم
 بہا تم جا کر نوشیروان کو بلا لاؤ بہت جلد جاؤ مگر میرا ذکر اس نکرانہ اور اسکو بھی نوشیروان کہہ نہ بچارنا کہنا کہ ای
 ہے یہاں کھانا کھا جا بہلم نے حسب اشارت امیر نوشیروان کو پکارا وہ کھانا نام سنتے ہی دوڑ کر امیر کے
 منے آیا کھانگی لایچ سے اپنے تین جلدیے انکے پاس پہونچا امیر نوشیروان کی تعظیم کر کے بے اختیار رونے لگے
 ہختہ حالی دیکھ کر زار زار رونے لگے نوشیروان بولا کہ ای جوان صاحب ہمت مجھ پر نوازش کر کے روتا کیوں ہو امیر
 اما کہ اپنی صورت میرے باپ کی صورت سے بہت مشابہ ہو اس سے مجھ کو روایا انگویا دکر کے میل دل تاب لایا امیر
 بروان کو اپنے پاس بٹھا کر اپنے ہاتھ سے لوائے کھلانے لگے چپکے چپکے آنسو بہانے لگے جب نوشیروان میرے ہونکر کھا چکا
 رہے بوجھنے لگا کہ ای جوان پرچہ بنا تو کون ہو اور کہاں سے آیا ہو کس ضرورت سے تو نے اپنے تین یہاں تک پہونچا یا امیر نے
 کہ سپاہی ہوں اور ہمیشہ سفیر ہوتا ہوں مگر تو بتا کہ کون ہو اور تیرا کیا نام ہو وہ بولا کہ ای جوان میرے نام سے
 بیاکام ہو اگر راست راست کہو ننگا تو بھی ہار پشکرا بنے پاس سے دوڑ کر گیا امیر نے سو گند یاد کی کہ مین ہرگز نہ کچھ
 بگاڑ سچ کہو یہ طریقہ سے مطمئن ہو خاطر جمع رکھو مین تکو بھی زور نہ کر دگا بڑھا بولا کہ مین نوشیروان بن قباد ہوں
 لائے سانی سے اس نوبت کو پہونچا ہوں امیر نے کہا کہ تھے اپنا جاہ و شہ و ملک مال چھوڑ کر کیوں اپنے کو اس خرابی میں
 اپنے دلے اپنے کو کال نوشیروان بولا کہ حمزہ نامے ایک عرب کے ظلم سے سلطنت چھوڑ کر چند روز روڈا گری مین
 لی جنگل جنگل کی خاک چھانی ایک ن بہلم نامے رہن نے لوٹ لیا مجھ کو غلے محض کیا وہاں نے افغان و خیزان ہا تک
 اسچہ کہ نہ تیرا بیچ تقدیر ہو امیر نے بوجھا کہ حمزہ نے تم پر کیا ظلم کیا تم کو کس طرح کا رنج دیا نوشیروان بولا کہ پہلے
 یزید بعد ازاں تھا پھر وہ میری بیٹی پر عاشق ہوا اور بے جا زنا میرے اسکو نکال کر لیکھا اسکی مغارت کا دلغ میر
 لیکھا مین ننگ بھلا کر سکے یہ تمہیں ہر گھومتا چھو امیر نے کہا کہ مین سنا ہو وہ تمہارے تخت کا ارادہ نہیں کھاتا بلکہ

تم ہی اسکے دشمن ہو ہمیشہ اسکے قتل کر دینی فکر میں ہوتے ہو اب ہمارے سامنے انہی بات کہتے ہو نوشیروان بولا کہ ای جان
 راست تو یہی ہے کہ وہ کبھی میری جان حکومت کا خزانہ نہیں ہو کسی طرح میری عزت و سلطنت کا خواہاں نہیں
 ہو اگر بچک تلمے میلہ لائے یہ تھا وہ نالائق بڑا شریر تھا اس بد بخت نے میرے اور حمزہ کے درمیان نہیں علی و علی لوانی
 اسکی یاد دلاتی ہے مجھ میں سمیع بن شمنی کی امیر نے فرمایا کہ اگر میں حمزہ کو باندھ کر تمہارے حوالے کر دوں تو مجھ کو کیا دے گی
 کو میرے ساتھ کیا سلوک کر دے گی نوشیروان خوش ہو کر بولا کہ ای فرزند از جنہ ملائحت منات کے فضل کریم سے وہ بھی
 دن میں کچھ نہ گنا کہ وہ سرکش میرے قابو میں آئیگا میرے ہاتھ سے اپنے کردار کا بدلہ پائیگا امیر نے فرمایا کہ تم خاطر جمع رکھو
 میں حمزہ کو باندھ کر تمہاری خدمت میں حاضر کر دوں گا ایک خاطر سے آنا کا تو میں کر دوں گا نوشیروان نے کہا کہ ای جان اگر حمزہ کو
 تو مجھے پکڑ دینا ایسا احسان مجھ پر کرے گا تو میں اپنی بیٹی مہر فروز سے تیرا عقد کر دوں گا اور زیست بھر تیرا ہمراہ رہے گی
 امیر با نواز نطفہ ملا را نوشیروان سے پیش آئے اور دوسرے دن لکڑیاں لے کر جانے لگا مگر ابھی تک اپنے حال سے
 آگاہ بھی نہیں کیا وہ دن وقت کھانا اپنے ساتھ کھانا عزت کے ساتھ ٹھکانا جب تین دن میرا حوالہ کھا چکے اور سب
 طرح کی راحت ٹھکانے کے جو تھے دن تشدد کے خادم نے حسب دستور امیر بہرام سے کہا کہ موافق معمول کے تین دن
 مہمانی ہو چکی اب اگر سب انہما منظور ہو تو جنگل سے لکڑیاں لانے کے ساتھ جنگل میں جاؤ حسب دستور و پانچ گنا بڑے
 بلا لکڑی لاؤ گے امیر مع بہرام نوشیروان جنگل کی طرف گئے اور ایک وقت کے سائے میں پائون بھیلے کے سو رہے اپنے
 عصا پر تکیہ لگا کر سو رہے جب تھوڑا سا دن باقی رہا نوشیروان امیر سے کہا کہ ای جان کتنا کتا یا کر گیا مفت میں اپنی بیٹی
 کھو کر گیا دن تھوڑا ہی لکڑی جنگل سے تو لے کر آتشکدہ میں پہنچا بلکہ کچھ کھانا پائین امیر نے کہا کہ تم بھی سو رہو ہم تمہارے
 حصے کی بھی لکڑیاں توڑ دینگے تمہارے بدلے بھی ہوئی ہے تمہارا دینگے امیر تو یہ کہہ سو رہے مگر نوشیروان نے اٹھ کر کچھ لکڑیاں
 ادھر ادھر سے جمع کیں اور دوسرے خار کشوں کی آنکھ بجا کر انکے بوجھ میں سے جڑ کے اپنے گٹھے میں رکھیں امیر
 نے یہ حرکت بچت نوشیروان کی دیکھ کر نلک کی طرف نگاہ کر کے فرمایا کمال غیرت یہ کلمہ زبان پر آیا کہ تیری گردش
 بادشاہ ہفت کشور سے بھی چوری کرتی رہی تیری ذات نئی بات منظور میں آتی ہو امیر کہہ کر پھر سو رہے جب
 انتخاب غروب ہونے لگا نوشیروان نے امیر کو جگایا اور کہا کہ ای فرزند تمام دن تمہنے سو کے کا نا اب سب خار کش
 بوجھا اپنا لیے چلے جاتے ہیں تم لکڑیاں کب توڑو گے اور چلو گے میں نے تو ناچار ہو کے تھوڑی سی لکڑی توڑ کر رکھی
 ہو امیر نے کہا کہ تم کو تو منع کیا تھا کہ تم اس محنت اپنے کو دور رکھو پھر تم نے کیوں محنت کی اپنے تین کلید عبت کی
 آخر بہرام نے اٹھ کر سو کے سو کے درخت کو اکھڑا کھاڑ زمین پر راکے توڑتا بڑے بڑے بوجھ باندھے لکڑیاں
 دیکھ کر کمال تعجب ہوئے اور آپس میں کہنے لگے کہ یہ آدمی ہرین یا دیو ہیں کہ بڑے بڑے درخت کو کیڑے سے اکھڑا لایا ہے خست
 کہ جو مثل کوہین انکو تہ زمین سے نکالا انقص ایک بوجھ امیر نے نوشیروان کو دیا اور ایک بوجھ بہرام کے حوالے کیا اور

امیر نوشیروان لشکر کے بازار میں ایک نابائی کی دوکان پر دٹی مول لیکر کھانسیلے اتفاقاً مقبل اشقر کو بانی بلائے
 کے لیے جاتا تھا اشقر امیر کی بوباکر کھڑا ہو گیا اور عمر کو بھی اس وقت اس طرف گزر رہا ہو دیکھا کہ امیر نوشیروان
 ایک اجنبی آدمی کو ساتھ لیکر کھانا کھا رہے ہیں جنہوں آدمی بے تکلف طعام لذیذ کا مزہ اٹھا رہے ہیں عمر نے سلام
 کر کے امیر سے کہا کہ یا امیر خوش آمدی و خوش رفتی نوشیروان نے اس وقت امیر کو بچا جانے سے خبردار کیا اور نوشیروان
 نے جانا پھر اپنے وطن کا کہ اس نے دنوں تک حمزہ کا اور میرا ساتھ رہا مگر میں نے حمزہ کو نہ پہچانا اور کیا کیا نہ حمزہ کی
 بگ کوئی حمزہ سے کی البتہ حمزہ اپنے وطن خوش ہو ہو گا کہ اس نے کیا کیا نہ بچو کہا اور میں جب ہی ایسا ہو چکا ہوں اسے اٹھکے
 اپنے لشکر میں گیا ارکان دولت نوشیروان کو دیکھ کر بارغ بارغ ہوئے اور اسیدم تخت پر بٹھلا کے شادیانے بجالائے
 سب امیر مازنین لائے امیر بھی اپنے لشکر میں جا کر اپنے یاروں سے ملے اور تمام سرگزشت بیان کی سب کو تازہ سرگشت
 اطلاع کی دوسرے دن امیر نے سعد سے فرمایا کہ میرے ہاتھ باندھ کر نوشیروان کے پاس بچو کہ ایسا ہے علم ہو عمر و بولا
 کہ میری راس نہیں ہو کہ تم اس طرح سے نوشیروان کے پاس جاؤ سب ادا قبول ہو کر یہ بدی پیش آئے دے مسیطر علی آفت تھارے
 سر پلاوے امیر نے فرمایا کہ میں اپنی تقدیر پر شاکر ہوں جو کچھ مجھ پر گزریگا اُس پر صابر ہوں جب تک خدا کا فضل ہی وہ میرا کیا
 کر سکتا ہو آخر لا اس سعد امیر کو باندھ کر نوشیروان کے پاس لے گیا نوشیروان نے کہا بٹھلا ہو کر پوچھا کہ یہ چرا کیا ہو امیر کو
 کیوں مقید کیا ہو امیر نے کہا کہ میں نے تم سے وعدہ کیا تھا کہ حمزہ کو باندھ کر تھارے حوالہ کر دوں گا سو قرار پر اکر نے کے
 واسطے اپنے کو بندھوا کر آگے پاس حاضر کیا اب اب بھی پناہ وعدہ وفا کیجیے اور اسلام قبول کر نہیں تامل کو دخل نہ دیجیے
 بختکے اٹھ کر نوشیروان کے کامین کہا کہ حمزہ اس وقت باسانی تمام مارا جا سکتا ہے اپنے کردار کی سہل میں ہزار پاکستان ہو
 ایسا وقت ہاتھ نہ آئیگا بعد اسکے کوئی حمزہ پر قابو نہ پائیگا نوشیروان نے کچھ جواب دیا امیر نے عقلمند دریافت کیا کہ
 نوشیروان مجھے صاف نہیں ہی ہاتھ کھو کر سعد سے فرمایا کہ بختکے بخت کو بکڑ کے شلاق کر دو اس کے دانت اسی شہزادی
 سزا دے سعد فوراً حکم کی تعمیل کی نوشیروان بختکے حال دیکھ کر عمل میں چلا گیا بختکے اخت کی عانت کر نیو جنے چاہا
 وہ امیر کے ہاتھ سے مارا گیا اقلہ میل نے لشکر میں لے اور دوسرے دن عمر کو نوشیروان کے پاس بھیجا کہ میں نے اپنا
 وعدہ وفا کیا اب آپ سے بھی ایسا وعدہ جاتا ہوں یعنی ملکہ مہر فروز سے میرا عقد کر دیجیے جو زبان سے کہا ہو وہ کیجیے
 عمر نے نوشیروان کے پاس جا کر امیر کا پیغام ادا کیا پہلے نوشیروان نے عمر کو اس بات کا جواب کچھ نہیں دیا اور روزانہ
 بیان کیا کہ میں نے حمزہ سے وعدہ کیا ہو کہ مہر فروز کا عقد تیرے ساتھ کر دوں گا پس سن میں تمھاری کیا صلاح ہو کر ہو
 یا نہ کروں کسی بات موجب فلاح ہو ایک قسم ہو کہ سب بولے کہ ایک بیٹی دیکر چھوڑا جتا کہ ملک ملک خاں نے حمزہ بھرتے ہیں
 دوسری بیٹی کیونکہ کھا جائے کہ کیا گت ہوئی ہو اب باقی کسی کسی لڑکی ہو اور سو اس کے شاہان ہوا چھوڑ کر کیا کھنگلے
 اس حال کو سن کر سب نفرین کرتے تھے نوشیروان بولا کہ ہر گاہ ایک بیٹی دی دوسری بیٹی دینے میں کیا قیامت ہو دولت و خوار

کہا کہ میرے نزدیک حمزہ سے بہتر داماد میرا کونسا کسی سی لیاقت کون با نیگا یہ مکر عمر سے کہا کہ جاؤ حمزہ سے کہو کہ شادی کی تیاری کرے اور اپنے یہاں بھی سامان عوی تیار کر لیا حکم دیا سپاہ شادی حبیا جا رہے مہیا کیا دوسرے دن ساعت یک بج کر عمر نے امیر کی عقد خوانی کی کمال غربت نوشیروان نے اپنی لڑکی اسکے نکاح میں دی امیر ہر فرخ و کو بی بی باگاہ میں لیکے بختکے جا بجا خط بھیجے کہ خواہی شاہزادہ و حیف ہو کہ تمہارے ہوتے ایک دینی عوب نوشیروان کی دو بیٹیوں سے عقد کرے اور شاہنشاہ ہفت کشتہ کا داماد و کھلا داورا ایسا مزہ اٹھاوے اب بھی کچھ نہیں گیا ہو اگر ہمت ہو تو اگر اس حربے ہر فرخ و کو جھین لواتی امت ضرور کر دے جمع روسانے باہم مشورہ کر کے ہر مزے کہا کہ بادشاہ کی کوکبہ سے عقل لرگینی ہو مگر تم جو ان عقل ورجوان بخت ہو اگر قصہ کر دو تو ابھی حمزہ مار لیا جاتا ہوا اپنے افعال ناخوشہ کا عوض پاتا ہوا لایسلطنت ایکٹ ایکدن تمہارے ہاتھ سے جاتی رہی ہر مز نے پوچھا اصلاح کیا ہو بھون نے کہا کہ بادشاہ سے کہے کہ البرزین جا کر شاہ البرز سے پناہ لیو ناگر حمزہ سے ہزار جاوے لگے تو پہلوان عاری کے ہاتھ سے مارے جاوے لگے اور شاہ البرز پر تابو نہ پائینگے اور اگر بادشاہ یا مرقول نہ کرے تو بادشاہ کو ملاسن کیطرت بھیج دے یہ تدبیر ضرور کیجے لو اب تخت پر بیٹھ کے کوہ البرز کی طرف روانہ ہو جیے دیکھتے تو کیا ہوتا ہوا ہر مرنے ارکان دولت کے مشورہ کو بادشاہ سے کہا نوشیروان بولا کہ صاحبو مجھے کیا کہتے ہو میں نے کیا کیا تدبیر حمزہ کے مارنے کی نہیں کی مگر حمزہ کا بال بھی پڑھا تھا انہوا اسکو میں کیا کروں اس میں مجبور ہوں تقدیر بھی کچھ چیز ہی یا نہیں باقی البرز جیسے اگر حمزہ مارا جائے اور وہ اسکے ہاتھ سے نجات پائے تو اس سے کیا ہوتا کوہ البرز کیطرت پر غلبہ کرو سکو تیاری کا حکم و انفرق شدن تو پیش خمیہ روانہ ہوا دوسرے دن بادشاہ نے کوچ کیا اور جا بجا سے مدد طلب کیا

روانہ ہونا امیر کا کوہ البرز کیطرت

راوی لکھتا ہے کہ عمر نے امیر کو خبر دی کہ نوشیروان کو بختکے ملا کہ کوہ البرز کیطرت بیکسیا منصوبہ یہ ہے کہ حمزہ اگر وہاں جاوے تو جیتا بکڑا دے امیر نے یہ خبر شکر و قسم کیا اور جو ابدیا کہ ہمارا بھی پیش خیر اسطوت روانہ ہو دوشنبہ روز عیش و عشرت میں کالامی کو کوچ کیا جب کوہ البرز کے واس میں پہونچے دیکھا کہ نوشیروان اس کے خیر خواہ جاننے کو موجود ہر صف نسلن امیر بھی کچھ فاصلہ دیکر چلے ہر روز اطراف جو اس سے نوشیروان کی مدد آنے لگی جو فوج آئی اپنے موقع پر رہے جانے لگی ہر گاہ ہر دم چوب گردان عادی جو بختکے پہلوانان معصر میں منربلش تھے شجاع و دلیرانہ سیدل تھے چالیس ہزار سوار کی جمعیت سے پہونچے مدد کرنی نیت سے پہونچے نوشیروان طبل جنگ بجوا دیا اور لشکر کو روانہ کیا میں صف آر کیا سب لشکر مقابلہ کو آیا امیر علی کے مقابل جا کھڑے ہو نقیب صفوں کے سامنے بکار نیلے باواریہ لکھنے لگے کہ کو پہلوانو دای ہا ورو آج ننگ ناموس کھنے اور اپنا کام روشن کر دینا دینا ہے کہ حریف دوز کھیتا دھمکے ہا ہی میدا نہیں قتل ہو کر ڈھیر ہو جاوے عادی چوبے انکو جوش شجاعت جو یا صفت ہو کر سباز طبل اور عرصہ قتال میں ہزار

کہو دایا قیما ز شاہ خاوری نے کہ عادیوں کے ملک کا بادشاہ ہوا میر سے نصرت لیکر عادی چوب گردان کا مقابلہ کیا اس
 مابین میں جنگ کی طرف سے ایک سوار آیا اور دونوں لشکروں کے درمیان میں کھڑا ہو کر لشکر کفار سے مبارز طلب عادی چوب
 گردان نے قیما ز شاہ کو چھوڑ کر اس کا مقابلہ کیا اور ہزار مئی گز اس سوار کے سر پر اس نے سپر پر وکے رو کیا اور رکاب سے
 رکاب ملا اس کی وال کر کر کے با سانی تمام گھوڑے برسے اٹھا کے چرخ ویکر اس در زمین پر دیا را کو بلایا بلایا سکی اس میں
 ہوئیں کیا سہی میں اس کا کام تمام کیا معرکہ میں اپنا نام کیا بہرام چو گٹان نے اپنے بھائی کا حال دیکھ کر میدان میں لڑ کر اس سوار پر
 سر پہ کیا اس نے بھی یہی حال کیا تب تو تھیں ان کے لشکر میں شور مچا ہوا ہو سکے دوسرے ہر سوں پیدا ہوا اور کسی نے اس سوار
 سے لڑنے کی جرأت نہ کی سب کی ہمت پست ہوئی اپنے اپنے خیموں کی اہلی اس سوار نے یہ دیکھا کہ لشکر کفار سے کوئی نہیں لڑتا
 ہر شخص اپنے جی چڑتا ہی تب لشکر اسلام کی طرف رخ کر کے مبارز طلب کرتے ہیں پلٹنے لگا اس کی کر پڑی اور اس نے بھی ہمت کی کر
 ہاتھ لالا دونوں زمین پر رہو نے نگاہ گاہ گھوڑے زانو تانے میں میں جنس کے اور ایک سرے پر غالب نہوا جنگی سوار سے
 رستم سے کہا کہ اب آپ جا کر لشکر میں سستا یہ تھوڑی بی آرام فرمائیے سعد طوقی کو بھیج دیجیے سعد طوقی سے بھی ساعت
 ملے اس سوار نے زور کیا جب کوئی کسی برابر لڑا دست نہوا تب اس سوار نے سعد بن عمر کو طلب کیا وہ بھی اگر برابر ہا آخر میں
 سوار نے امیر کو بلوایا جب امیر اس کے مقابلہ پر آیا امیر کی کر پڑی کے زور کر لیا امیر نے ایک تھوڑا کیا کہ تمام دشت کا نپ گیا
 اس لڑاکو لشکر ہر شخص گھبرا سکے زمین خوف سما یا اور اس کو کر کے سر اٹھا لیا اور سر سے اونچا کیا پھر خراج دیکر زمین
 پر دیا را اور چھاتی پر چڑھ کے جا کہ خیر مسکے گرد میں مارن کہ جان فنا ہو جاے ملک عدم میں جگہ پائے وہ جوان
 ہوا کہ بجھو نہ مارے میں آپ کا پوتا ہوں پوچھا اس کا بیٹا ہوا التماس کیا رستم پلٹن کا فرزند ہوں آپ کے فرزند ارجمند کا پسر
 ہوں و نام میر قاسم خاوری ہے مجھ کو خلا و داد وری ہو امیر نے اٹھ کر اس کو گلے سے لگایا اور سرور دے کے بوسے
 لیے اور رستم پلٹن سے بلا کر فرمایا کہ فرزند دلہند مبارک ہو یہ تمہارا نخت جگہ ہو میر بھی تو نظر ہوا تے میں کیا اچھا پس
 گز کا قہر قامت پشت لشکر کفار سے براہ ہوا و میدان میں کھڑا ہو کر ہومان خاور کو لٹکا را کہ اگر مرد میدان کا رزا ہی
 تو میر سے ساعد بنی بہادر ہی کھا ہومان کے مقابل ہوا اس سوار نے کر کے ہون کو اٹھا لیا اور آہستہ سے زمین
 چھوڑ کے کہا کہ جاقیما ز شاہ خاوری کو بھیج دے کہ وہ اگر میر مقابلہ کرے قیما ز شاہ اٹھ کر اس سے زور کر لیا ہا تانے نو نے
 زور کیا کہ مانہ سے ہو گئے قیما ز شاہ کو چھوڑ کر اس نے کہا کہ جاحمہ کو بھیج دے دیکھو ان کا تنا زور رکھتا ہو میر سے کر میدان میں
 اس جوان نے دوڑ کر امیر کی کر پڑی میں نے چلی سکی وال کر پر ہاتھ ڈالا اور زمین سے زور ہو لیا جب میر نے دیکھا کہ نہر
 زمین ہوتا ہی نہرہ کر کے اٹھا لیا اور پوچھا کہ تو کون ہو بتا زمین پر لڑنے کے ہریان سر نہ کر دنگا م پھر فرما کہ یہ دنگا
 وہ بولا تو قیما ز خاوری میں نام ہو اور قیما ز شاہ کا بیٹا ہوں ہی بادشاہ الا جاہ کا بیٹا ہوں میر نے اس سے اسے چھوڑ کے گلے سے لگایا
 اچھی طرح سے پیا کیا اور قیما ز شاہ کو بلا کر فرمایا کہ بیٹا حکو مبارک ہو قیما ز شاہ بہت خوش ہوا میر نے دشت بولا اس کو لشکر میں لے گئے

مدن مجلس جشن کی ترتیبی شکل پیش نشاط کی تیاری کی دوسرے وقت میدا نہیں صفت بندی ہوئی عادی جو کچھ ان
 لکھار سے نکلا اور لشکر اسلام میں فرخاری شبان باہر آیا شام تک دن میں جنگ بھی مگر کوئی کسی پر غفر و
 معور نہ ہوا و دونوں میں سے ایک بھی معلوم مقہور نہ ہوا رات کو دونوں لشکروں نے آرام کیا صبح کو پھر
 اُٹائی ہوئی عادی جو گردان میں لا نہیں کر امیر کو لشکر لٹکا رہے زور و شوق سے نام لیکر بکار امیر نے لشکر کو اس طرح
 انہیں پٹیا کہ میدا کی زمین لشکر کی پٹیا ہونے اور لگی عادی جو گردان نے اپنی جو کچھ دیکر امیر کے سر پر بار
 نے اسکی جو بدست چھین لی جھٹ پٹ اپنے قبضے میں کی اور اسی جو کچھ اس زور سے اس کے بازو پر مارا کہ وہ تیاب
 بر زمین پر گر پڑا عمرو نے بازو دھ لیا اپنے پاس قید کیا بہرام جو گردان نے میدا نہیں کر امیر کا سامنا کیا وہ بھی نہ دھا
 میر تقارہ نظر نہ جاتے ہوئے لشکر گاہ کو پھرے شکرے محفل بہرام و عادی کو طلب کر کے بوجھا کہ اب کیا ارادہ ہے تجھاری
 جسک سرت پر کاڑھ ہو وہ بولے کہ سوائے طاعت کے اور کیا ارادہ ہو گا امیر نے انکو مسلمان کیا اور عمر نے انکے کانوں میں حلقہ غلام
 الدیا امیر نے انکو خلعت مل کر اپنے ساتھ کھانا کھلایا اور اپنے پہلو میں بہت عزا داکر ام سے بھلا یا اور دور سا غریزہ ہوا
 م و عادی نے اپنے لشکر کے کھلا بھیجا کہ آج لشکر تو تیراں پر شخون رکے لشکر اسلام میں غلام ہو کر مکہ کو واپس نیا کی حال
 شان پیدا ہوا شاہزادہ بدرج الزمان کا گیلی سوار و خمر گنجال کے بطون سے اور بہا و دنیا شاہزادے کو
 نرقمیں بند کر کے دریا میں ڈال دیا کہ پرورش کرنا قریشہ بنت آسمان پر کا شہر ہو ویکو حضرت خضر کے حکم سے
 راوی لکھا کہ امیر نے جب کوہ البرز کی طرف کوچ کیا تھا گیلی سوار کو کہ حالت تھی گنجال کے سپر کر کے تھے گویا کہ یہ اپنی
 لمانت کے پاس ہمارے تھے گنجال حسان فروغ نے نوڈیوں و دروایہ کو بلا کر حکم دیا اور نے اقرار لیا کہ جب گیلی سوار
 لڑکا ہو وہ مجھ سے میرے پاس لے آنا ہرگز اس بات میں نہ لگا تا انھوں نے جانا کہ مانا ہو کوئی بات میں و سعد
 نے لیے تجویر کی ہوگی کسی بخومی نے کچھ سعادت یا غوسٹ کی خبر ہی ہوگی لڑکے کو بیدار ہوتے ہی اس کے پاس حاضر
 اس بیرحم نے کہ ترس جائے با سب ظاہر سلطان ہوتا تھا حکم کیا کہ اسکو رڈا اس لڑکے کو اس وقت قتل کر دیا کہ اسکی
 ری پیاری صورت دیکھ کر ترس آیا اسکا کہنا اسکو ہرگز نہ بھایا اسنے شاہ گنجال سے کہا کہ اگر حکم ہو تو اسکو جیتا
 یا میں گاڑ دوں اگر فرمائے تو ایسا کر دن بولاکہ بہت اچھی بات ہو دایہ نے ایک صندوق میں بند کر کے دریا میں بہا دیا
 بچے کو خلا کے سپر دیا اتفاقاً اسدنئی سماں پر ہی اور قریشہ دریا کی سیر کو آلی تھیں وہ صندوق تھے تھے
 یکنارے سے جا لگا جہاں وہ وار تھیں صندوق کو دریا سے نکلا کہ جو کھولا تو ایک لڑکا رنگا خوشنید و غیرت
 کے انکو ٹھے جو ستانظر آیا انکے دلیں اس لڑکے کا پیار سمایا اسکی پیشانی پر جو سیاہ رخ چکتا ہوا دیکھا آسمان پر ہی
 کہ یہ داغ علامت خلیل الہی ہو اسپر طر افصلی کسی ہوتا تھے میں حضرت خضر نے ظاہر ہو کر آسمان پر ہی سے کہا کہ یہ لڑکا
 وہ کا بیٹا ہو تم سے اچھی طرح سے پرورش کیجو جب بالغ ہوے تب حمزہ کے پاس اسکو بھیج دو جو نام اسکا بدرج الزمان

رکھنا یہ کہ حکیم حضرت خضرؑ تو غائب ہو گئے قریشہ کو دین میں ٹھہا کے بدریج الزمان کو قاف پر لگی اور پر لونا کا دو چہرہ
 بلا کر حفاظت حیات سے پرورش کرنے لگی جب تک برس کا ہوا قریشہ نے فنون سپاہ گری میں قی کر کے ہتھیار بند ہوئے
 جتنے فرس سپاہ گری کے تھے سب اسکو سکھائے اور جب کسی محرم پر کجا جانا ہوتا تو اسکو بھی لجاتی اس معرکے کا اسکو
 تاشا دکھاتی جب گیارہویں برس میں پانچون کھا قریشہ سے کہا کہ میرے باپ کا کیا نام ہو اور کہاں ہیں
 انکا کس شہر میں قیام ہو اور بتاؤ وہ جہاں ہیں قریشہ بولی کہ باپ میرے تیرا ایک سہی ہو بروہ دنیا میں سلطنت کرتا ہو
 صاحبقران کہتی تان لازل قاف کو چک سلیماں بوالاعلا عفت امیر حمزہ بن عبدالمطلب ہو باقی تیری
 مان کے نام سے میں قف نہیں ہوں کہ وہ کون ہو اور کہاں ہو اسکا کیا تیر کیا نشان ہو اور تمام کیفیت مستحق
 کی مفصل اس سے بیان کی اس تمام ماجری سے اطلاع دی بدریج الزمان حکم کہ چکو میرے باپ کے پاس بھیجی اتنی مہلت
 میرے حال پر کہہ دو آسمان پر ہی نے بہت سا تحفہ قاف کا ساتھ کر کے قریشہ وریو نکلے پھر کیا کہ اسکو حفاظت
 تمام کوہ البرز پر لشکر اسلام میں بھیج دو اسکو راہ میں کسی خطر کی تکلیف نہ ہو اور چلتے وقت سمجھا دیا اور یہ قصہ سنا دیا کہ
 تیرے جتنے بھائی ہیں سب پہلی ملاقات میں میرے لئے ہیں تو بھی اگر ملازمت کچھ پانے خاندان کا رسم ہا تھوے یہ بھیج
 اور جمع قریب کے نام بتا دیا قصہ بدریج الزمان ملکہ آسمان پر ہی رخصت ہو کر کوہ البرز پہنچا دیکھا کہ دونوں طرف
 کے لشکر صف آرا ہیں جوانان تیغ آرا معرکہ پیرا ہیں پر لونا بدریج الزمان دونوں لشکر کا نشان تباہ یا قرار گاہ
 فوج سب کھا دیا کہ یہ لشکر تیرے باپ کا ہو اور وہ لشکر حر لیت کا ہو اور آپ سبکی نظروں سے پوشیدہ ہو کر تماشہ دیکھنے لگیں
 بدریج الزمان دونوں فوج کے بیچ میں کھڑا ہوا کے لشکر اسلام کی طرف رخ کر کے لگا را باواز بلند پکارا کہ ای عزیزو
 جسکو آرزوے وصال شاہد مرگ ہو وہ میرے سامنے آؤ سب اپنی تجا عت دلیری کھا دو دونوں لشکر بدریج الزمان
 کا حش جلال و لباس سلاح دیکھ کر متعجب ہو کہ نہ ایسا جوان دیکھا اور نہ ایسا سلاح و لباس کبھی نظر آیا ہو شخص کس ملک
 ہو اور یہ سامان کسے کہاں پایا ہو اس میں بدریج الزمان نے پھر لگا کر لکھنا تو اتنی دیر سے میں مبارک طلب میں کوئی
 تم میں سے نہیں آتا ہو میرے مقابلے کی تاب نہیں لاتا ہو ایسی جان بیاری ہو تو سلاح لگا کر میدان میں کیوں آئے ہو
 اور مٹی اوڑھ کر گوشے میں کیوں نہیں بیٹھے ہو یہ آواز سن کر کیو مرث نیزہ باز میرے رخصت ہو کر بدریج الزمان کچا سا
 آیا میدان جنگ میں گر گھوڑا کودا یا بدریج الزمان نے نام پوچھا وہ بولا کہ کیو مرث کہتے ہیں بدریج الزمان نے خطر طلب کیا
 اسنے مذکر کیا کہ ہمارے مذہب میں پیشدستی جائز نہیں ہو پہلے تم حریر کو بشرط حیات میں جواب تکاب نہ کھا کر کھل کے
 میں حریر کو تکا بدریج الزمان نے ہاتھ پڑھا کر اسکو گھوڑے سے اٹھالیا اور گردان کر کے سہولت میں چھوڑ دیا کہا جادو
 کو بھیج دے کہ وہ مجھے مقابلہ کرے قیما زخاوری نے اکر مقابلہ کیا اسکو بھی شاہد اسنے شل کیو مرث گھوڑے پر اٹھا کچے جرج
 دیکر کہا کہ جادو سر کیو بھیج دے لندھوڑنے اکر اسکا کیا شاہد اسنے نام پوچھا کہ منہ ظالم کہتے آٹھا کر میں پڑو پکا شل اڑونکے

اسکو بھی زیر کیا اور کہا کہ حمزہ کے فرزند زمین سے کیونچھ میچ نے سنا ہی کہ وہ نبیؐ اور بہن بڑے صاحب جرات اور
 دلدار بہن لندھو نے میرے آکر کہا کہ وہ جوان کی اولاد سے خواہاں جنگ ہے اس شخص کو تو مجھ تک صدمہ کے قاصد
 خاوری نے میرے رن کی اجازت طلب کی میرے فرمایا کہ خدا کے پیر کیا دیکھو بہت ہوشیار رہی اور نہ یہ جوان کچھ بطرح مجھ کو
 ہوتا ہو اس سے میرے ہونا مشکل نظر آتا ہو اسکی نظر میں کوئی بہادری نہیں سمجھا ہی بارے قاسم سید انہیں جا کر اُس کے مقابل ہوا اُسے
 ہتھیار دے کر کے کمر بند پر قاسم کے ہاتھ ڈالا قاسم نے بھی اسکے دواں لگو پکڑا دو دونوں بالیکد یکد رو کر ٹکلی جب مرکب زانو
 ٹکٹ میں بہن وحش گئے تب دونوں گھوڑے پیچھے آئے اور ہاتھ سے ہاتھ ملائے آخر میں بدرلع الزمان نے قاسم کا لنگر
 اٹھا کے سر پر لجا کے چرخ دیکھ زمین پر چھوڑ دیا اور ونگا سا حال اسکا بھی کیا اور کہا کہ جا رہے ہیں پلٹیں کو چھج کہ میں اسکا
 بہت مشتاق ہوں ذرا وہ بھی میری تیغ آزمائی دیکھے اس فن میں یا شاق ہوں تم نے آکر بدرلع الزمان کا سامنا
 کیا پر بھر کی محنت میں رسم کو بھی بدرلع الزمان نے زیر کیا اور کہا کہ سعد بن عمرو کو بھیجے سعد بن عمرو اُس سے
 مقابل کیا اور بدرلع الزمان سے زیر ہو گیا سعد سے کہا کہ اپنے دادا حمزہ کو بھیج کہ زور کا مزہ بھی ملے سعد نے میرے
 آکر کہا میرے سید انہیں آئے اُس کے مقابلے پر پانچوں جمائے بدرلع الزمان بجلی کی طرح مرکب کو کڑکا کے میرے پہلو میں ہو گیا
 اور جھٹ کر تباہ کیا کپڑا میرے بھی سکی کمر پر ہاتھ ڈالا یہاں تک کہ لون نے زور کیا کہ کڑک حواس ہو گئے اگر تیرے بڑے
 نو یقین تھا کہ کمر کو بکلی ٹوٹ جاتی جب میری عرق عرق ہو گئے نعرہ کر کے بدرلع الزمان لنگر اٹھا نیکا قصدا اسکو سر
 و نجا لجا نیکا قصدا لیکن تب بھی بدرلع الزمان کو جنبش نہ ہوئی میرے دوسرے نعرہ کیا اس سے بھی کچھ سود نہ ہوا نجا
 نے لگا کہ تعجب نہیں اگر حمزہ اس جوان کے ہاتھ سے مارا جاوے اور آج اس جوان کے ہاتھ سے شکست پاوے راوی لکھتا ہو
 اسدن میرے متعدد نعرے کیے مگر بدرلع الزمان کو اس نعرہ کی ہیبت اثر نہ ہوا ذرا بھی خبر نہ لیا آخر میں نے طیش میں لے کر
 سمھام و تمھام کو میانے لیکر جاہا کہ بدرلع الزمان بڑا کرین اپنی تمثیل پر کارا اس جو ابن واکرین کہ قریشیہ نے ظاہر ہو کر کہا
 اہا تمھ پکڑ لیا اور لنگوں میں سے آگاہ کیا کہ بابا جان یہ تمھارا بیٹا میر بھائی ہی میرے حقیر ہو کہ یہ کسکے بطن سے ہی قریشیہ نے تمام
 خدہ ہند وق کا اور جو کہ حضرت خضر نے فرمایا تھا مرقع علی میر سے بیان کیا اس زمانہ کو میرے بیان کیا اسکا کمال
 بناشت بدرلع الزمان کو گلے سے لگایا اسکی محبت نے انکے دل میں جوش کھایا اور عروسے بکار کر کہا کہ یہ فرزند ارجمند میرا ہی یہ
 فت جگر اور دلینا میرا ہی آؤ دیکار نے میری مدد کی واسطے بھیجا ہی یہ کھکھشا دیا نے بجاتے ہوئے خیمے میں داخل ہوا اور جنبش
 پہل روزہ ترتیب دیکر مصروف بعیش عشرت ہوئے یہاں سبیا مان لاحت ہوئے راوی لکھتا ہو کہ سمھدروں نے جو ہر
 دے دے مارے کوہ قاف سے بھاگا تھا کہ وہ البرز پر نکلے اُسے قیام کیا تھا وہاں پناہ جانکر آرام کیا تھا اسکو میر کی خبر ہوئی
 وہ پھرات گئے میرے آکر میں آیا اور کئی حکمت اپنے کو فوج کے اندر بھیج دیا اتھا قاسم سعد بن عمرو کا خیمہ کے مد نظر ہوا
 خیمے کے اندر گیا دیکھا کہ سعد بن عمرو بیرون ہوا ہی سعد کو بیہوش کر کے اپنے مکان پر لنگیا یہ حکم کو میر کو خبر ہو چکی کہ سعد اپنے خیمے

کے اندر چلے گئے اور امیر لکھنؤ کے بیچے سو رہے خواب میں حضرت خضر نے امیر سے فرمایا کہ قلعے کے اندر ایک چمٹہ
عیات کا ہوا ہے جا کر اسکو بند کر دو تب اس سے لڑو نہیں تو تمام عمر لو نہیں لڑا کرو گے اور وہ ما لانہ جائیگا تمھاری تلوار
تالے نہ آئیگا امیر اس خواب کے دیکھتے ہی چونک اٹھے اسوقت قلعہ میں جا کر اس چمٹے کو کوڑے کرکٹ سے بند کر دیا
حضرت خضر نے فرمایا تھا اسپر عمل کیا اور بدستور درخت کے بیچے آکر سوئے اطمینان سے بہتر لگا کر سو رہے جسکو
سندرون بنی فوج لیکر قلعے سے باہر یا امیدائیں کہ پراجا یا اور بدستور روز اول ایک چمٹہ ہزار من کا امیر کے سر پہنکا
بیر نے اسکو رو کر کے ایک ہاتھ ایسا لگایا کہ ادھی گردن سکی کٹ کر لٹک بیڑی ۱۵ امیر کے روبرو سے بھاگا امیر نے بھی
مکا بھجا کیا دیکھا کہ اس نے جو تہ کو چنیا یا وہ چمٹہ اسکو نظر نہ آیا سر ٹپا کے مر گیا اسوقت اپنی جان سے گذر گیا اور دیو
نکے رفیق تھے مانند نترے مہار بھاگے سر پاؤں کی خبر نہ رہی بے اختیار بھاگے امیر نے اس کے سر کو کانٹہ شکار بندھ دیا
جسم ناپاک اسکا خوراک تو ان مھرائی کیا اور سعد بن عمرو کو قلعے میں تلاش کر نیلے آخر ڈھونڈھے ڈھونڈھے ایک
رے میں پہونچے دیکھا کہ سعد کو ہوش پڑا وہ کچھ تہ کی خبر نہیں ہوش پڑا امیر نے سنی حضرت ابراہیم کی بانی پریم کے اسکا
دھمکا یا سعد کو ہوش آیا آنکھ کھول کر اپنے جد بزرگوار کو دیکھ کے شکر خدا کا بجالایا انکے دیکھنے سے جی میں جی آیا امیر
حد کو قلعے سے باہر لائے اور کباب شکار کر کے آپ بھی کھائے اور اسکو بھی کھلائے دوسرے دن سعد کو اشقر پر سوار کر کے
الکیر طوف لچلے جب دریا پر پہونچے سعد سے فرمایا کہ تم سوار ہو کر مکویہ زانیدیں تاہو آپ اشقر کی دم پکڑ کے باز آئے
موقت لشکر میں پہونچے دیکھا کہ باز کا زنا کر رہا امیر نے سر دیو سمندر وں کا حریف لشکر طوف چھینکے فرمایا کہ
یا امیر بے ہوشے کو اٹھا لیگیا تھا سو میں اسکو مار کے لے آیا میرے ہاتھ سے اسے اپنے کردار کا بدلہ لایا یا لشکر کفار دیو کا سر
لیکھ کر تھوڑے عجب ہوا کہ جبکا ایسا سر ہوا دیو کیسا ہوگا جسم اسکا مثل کوہ فلک فرسا ہوگا حمزہ اس قدر وقامت
اسکو مار لیس جو آدمی کہ دیو کش ہوا اس آدمی کیونکر کر سکے یہ کہ رہے تھے کہ جنگ کی طرف سے ایک گردازی دونوں لشکر کے
سوس خبر لے کر دوڑے کہ دوست ہی یا دشمن معلوم ہوا کہ نجیہ شیران اور مالک اشتر با فوج جزا نوشیران کی مدد کو آئے
مالکی ملک کے لیے جمعیت کینرا نے ساتھ لائے ہیں نوشیران نے ہرگز کوئی بادشاہ کو استقبال کے واسطے
بھا جب دونوں شاہزادے سے فوج لشکر کفار میں داخل ہوئے انکے نیسے ہزار طے اطمینان انکو حاصل ہوا نوشیران
اپنی زکشت بچا کے اپنی بارگاہ میں لے نکو لیگیا اور بالواسعت احترام پیش کر خلعت فاخرہ سے انکو سرفرا کیا عنایت
از ش فرما کے اپنے سب سردار و فیسے انکو ممتاز کیا اور مجلس جشن کی انکے لیے تزیینت یاری بزم عیش و نشاط کی کی۔

داستان عجیل بن علی لمطلب برادر کو چاہ امیر حمزہ صبا جہت دان

روایان شیریں سخن اس داستان کو اس طرح بیان کرتے ہیں کہ امیر کے آئیے بعد خواجہ علی لمطلب کے بیٹا پیدا ہوا
اصدق شرافت سے درشا ہوا رہا ہوا خواجہ علی لمطلب نے نام اسکا عجیل رکھا اور پرورش کرنے لگے

عجل نے بارہ دروازے پر سے طے کیے تھے کہ قلمناق شاہ نے مکہ پر چڑھائی کی اُن سے لڑنے کے لیے صفائی کی اہل مکہ صفحہ جنگ میں اُس سے سریر نہ اُس کے قلعہ بند ہونے علت جمیعت سے مستند ہوئے یہ خبر عجل تک پہنچی خواجہ عبدالمطلب سے سائل ہو کر اگر ایک گھوڑا اور ہتھیار بھجو دیتے تو میں اس کا فرسے لڑتا ایک ایک کو چن چن کے مار دیتا خواجہ عبدالمطلب نے ہنس کر کہا کہ تم اپنے حسن وصال کو دیکھو اور ایسے زبردست سے لڑو تو زور و دھم خیال کرو سوائے اُس کے گیارہ بیٹے میرے اور بھی ہیں یہ بات حمزہ ہی پر ختم ہو کر ہزاروں کا مقابلہ کرے لاکھوں سے تو ڈرے عجل نے کہا کہ خدا ہمارا بار ہو آخر ہم بھی حمزہ ہی کے بھائی ہیں جب اس نے بہت اصرار کیا تو لوگوں نے عبدالمطلب سے کہا کہ آپ عجل کو کیوں روکتے ہیں جانے نہیں دیتے سچ ہو کہ جکا خدا یا ہو جو اُس کو کیا پروا ہو معلوم ہوا کہ یہ بڑا شجاع ہو دلیری میں کیتا ہو عبدالمطلب لوگوں کے کہنے سننے سے مجبور ہوئے اور عجل کو ایک مرکب اور اُس کے لائق ہتھیار دے کے فاتحہ خیر پڑھا خدا کی پناہ میں سوچنا عجل پوچھا کہ میں اور ہتھیار لگا کے گھوڑے پر سوار ہو کے قلعے کے باہر نکلا ہوں شائے وہ دلاور نکلا یا جو عجل کے تھے وہ بھی ہمراہ ہوئے جب میدان میں پہنچا قلمناق شاہ نے دیکھا کہ ایک سوار کم سن چند سیادے ہمراہ لیکے قلعے کے باہر نکلا اس طرف کو آتا ہو سچا کہ صلح کا پیغام دینے کو آتا ہو گا کوئی پیغام طرف ثانی کی جانب سے لاتا ہو گا ایک سوار کو حکم دیا کہ خبر تو لاؤ یہ لڑکا کس ارادے پر آتا ہے کون کام اس کو بیان لاتا ہو سوار نے عجل کے نزدیک آکر پوچھا کہ اسے جو ان کس ارادے پر آئے ہو اگر صلح منظور ہے تو میرے ہریان ہو کر جلو میں صلح کرادوں تمھارے درمیان میں مصالحو کرادوں اور بادشاہ سے خلعت بھی ملو دلاؤ دن عجل نے کہا کہ اسے کافر صلح کس سے کرو ایسا اور خلعت کس کو پہنوا ایسا تو نہیں جانتا کہ عجل میرا نام ہوا اور حمزہ کا چٹو بھائی اور عبدالمطلب کا بیٹا ہوں کیسے شخص عالی نسب کا بیٹا ہوں کافروں کی جان کا مالک الموت ہوں اگر مرد ہو تو حربہ کر اس کا فرنے خیر ہو کہ عجل یہ تلوار لنگائی عجل نے ڈھال کے چھٹکے سے اُس کو زد کیا اُس کا زخم اپنے اوپر آئے نہ دیا اور کمر نیر کیڑے اُس کو معلق گھوڑے پر سے اٹھا کے زمین پر دیا ریا ریا روئے عجل کے اسکو باندھ لیا فوراً قید کیا قلمناق شاہ نے دوسرے سوار کو حکم دیا کہ ان جلد جا کر اس لڑکے کو کہ میرے پہلوان کو باندھے یہ جلتا ہو پٹلا دھل میں اپنی جڑ سے رکھا اُس نے بھی متاثر ہو کر عجل کے سر پہ تلوار چلائی عجل نے اُس کو بھی اس طرح سے باندھا حتیٰ کہ ایک ایک کر کے چالیس پہلوان عجل نے باندھے جو اُس کے رد ہوائے سب اس بے بدل بہادری نے باندھے تب تو قلمناق شاہ عیش کھا کر خود عجل سے مقابل ہوا اور گرنے عجل کے سر پر بار عجل نے اُس کی ضرب کو برد کر کے ایک گز ایسا مارا کہ گھوڑا قلمناق شاہ کا مگر گرا کر کے لگتے چلتے گز گیا قلمناق شاہ نے جانا کہ عجل کے گھوڑے کو پے کرے عجل نے گود کر قلمناق شاہ کی کمر میں اٹھ دیا اُس نے اُس کو اٹھایا اپنی بوت بانی سے سر سے اونچا کیا اور چرخ دیکے زمین پر دیا اور سینہ پر چڑھ کر دیکھ کر قلمناق شاہ کے لشکر میں خبر ہوئی تو چکر چاٹا اس ایک پر سب آکر قلمناق شاہ نے اُس پر ایسے نفع کیا کسی کو اُس پر حملہ کرنے نہ دیا عجل نے قلمناق شاہ سے کہا کہ اگر تو مسلمان ہوتا ہو تو میری جان بچتی ہو ورنہ بھی جلتا کر دینا میں ہر گز تیرے فوج و لشکر سے ڈر نہ لگتا قلمناق شاہ بولا لاؤ بھائی میں سن

شرط پر سلمان ہونا ہوں اگر تو مجھے حمزہ کے پاس لیجے یہ اتمام میری قبول کرے مجھ کے کما یہ توبہ استعاذت سے خدائی
 ہر قلماق شاہ ایمان لایا مجھ نے اسکو قید سے رہا کر کے گلے سے لگایا اور اپنے باپ کے پاس لیگیا عبد المطلب نے
 مجھ اور قلماق شاہ کو غلے کیا بہت سا جو اہرات دیا اور بڑے تکلف سے قلماق شاہ کی ضیافت کی اسکی بڑی
 عزت اور حرمت کی دوسرے دن مجھ نے عبد المطلب سے کہا کہ میں اپنے بھائی حمزہ کے پاس جاؤ گا انکو بے سب
 گزشت سناؤ گا خواجہ عبد المطلب نے اسکو خوشی خوشی نصحت کیا جانیکا حکم دیا دو منزل گئے ہونگے کہ سامنے سے ایک فوج
 نظرائی مجھ نے عیارو نکو بھیجکر خبر لگائی معلوم ہوا کہ کرب معدی نام عادی کرب کا بیٹا کہ گسٹم کی بیٹی کے بطن سے اپنے
 باپکی ملاقات کیواسطے کوہ البرز کا عازم ہو مجھ نے اپنے وطن کہا کہ اس سے ملاقات کرنا لازم ہو مجھ خود اس سے جا کر مل گیا
 اور کہا کہ میں بھی حمزہ سے ملنے کے لیے کوہ البرز کی طرف جاتا ہوں اسی ارادے وطن سے آتا ہوں جلو خوب ہوا سہارا تھا رات
 ہو تکلیف سفر راحت سے کیٹکی یہ راہ بہت فراغت سے کیٹکی کرب معدی بولا کہ اگر مجھکو ہمراہ نکال لیجنا منظور ہو تو دونوں دن
 یہاں مقام کر کہ تکلیف سے چند روز آرام کرو میں مکر کی زیارت کر دوں مجھ نے اسکا خیر فرمادلا اور کرب معدی جو تھے دن کے
 زیارت کر کے مجھ کے پاس حاضر ہوا دوسرے دن دونوں لشکر باہم ہو کر کوہ البرز کی طرف چلے مجھ نے اشنا و راہ میں کرب معدی
 سے کہا کہ میں نے سنا ہے جو فرزند حمزہ کا پہلے پہل جا کر ملا ہو پہلے اتنے زور آزمائی کی ہو پس ہم تم بھی حمزہ سے زور آزمائی کر کے ملاقات
 کریں کی رسم کو ہاتھ سے ندین کرب معدی نے کہا بہت بہتر ہے اسی جائیداد کا کیا چاہئے اگے چلنے کی اجازت نہ دیا چاہے کہ حمزہ کے لشکر سے
 چار کوس کا فاصلہ ہو مجھ نے کہا پہلے میں تنہا جاتا ہوں پیچھے سے تم بھی آنا مگر تنہا لشکر کو اسی جگہ چھوڑنا قصہ مجھل دونوں فوج نے چہرے کر
 کھڑے ہو اور امیر کی طرف مخاطب ہو کر کہا کہ حمزہ کے فرزند و نین کی دعوی شجاعت ہو وہ میرے سامنے آئے شاہزادہ ستم پلہ میں امیر
 سے رخصت ہو گیا مجھ نے دور کرستم کی مکر میں ہاتھ ڈالا رستم نے اسکی مکر کی دواں تھا میں دونوں میں زور نہ لگا دونوں لشکر دونوں
 پہلوانوں کا زور دیکھ کر وجد کرتے تھے آخر مجھ نے رستم سے کہا کہ تیرا زور میں نے دیکھا اب اور کسی اپنے بھائی کو بھیج رستم نے
 میرا نسخہ پیر کر تقریر اسکی امیر سے بیان کی امیر نے بدلیع الزمان کو بھیجا اسکے مقابلے کے لیے اس جوان پہلوان کو بھیجا جب
 دونوں میں زور ہوا بدلیع الزمان مجھ پر غالب رہا مجھ نے کہا کہ اسے بدلیع الزمان تیرا بھی زور میں نے دیکھا ماشاء اللہ
 اللہ زور اب تو جا حمزہ کو بھیج اٹھا بھی زور آزمائوں اپنی قوت دکھاؤں بدلیع الزمان نے اگر امیر سے کہا کہ اسطر سے وہ
 پہلوان کہتا ہو امیر اسقدر کوصت سے نکال کہ اسکے سامنے گئے اور یا یکدیگر مکر میں پکڑ کے زور کرنے لگے امیر نے دیکھا کہ
 کسی طر سے اسکا لشکر نہیں اٹھتا ہر چند زور کرتا ہوں مگر یہ دلاور نہیں اٹھتا ایک نعرہ کہے جو زور کیا مجھ کو اٹھا لیا اول
 پرچہ کا سر کہ تو کون ہو جلد اپنا نام بتا اپنے باپ دادا کا مقام بتلا مجھ بولا کہ میں تیرا بھائی اور عبد المطلب کا بیٹا ہوں امیر
 نے اسے آہستہ زمین پر چھوڑ کے گلے سے لگایا انکو اسکے اوپر بہت سا پیر لایا اور کہا اسطر کیا آنا تھا پہلے مجھکو خبر کی ہوتی
 تا میں فوج یہاں سے بھیجتا اور خود استقبال کر کے لے آتا تیرے لینے کو بڑی شان و شوکت سے لشکر آتا یہ لشکر دونوں بھائیوں

میں ہو رہی تھی کہ ایک جوان مانند شیر کے غران میدا نہیں کھڑا ہوا میرے عمل سے بوجھا کہ تم اسکو بچاتے ہو کیا اس شخص کو جانتے ہو عمل نے ناواقفیت بیان کی اس میں کرب محدی نے سن کر روتا رہا کہ تمام بدمنیں امیر کے عرق لگی گئیں انھوں نے اندھیل چھاپا گیا امیر نے گرز کو روک کر کے اسکی مکر کر کے اور ایک لات اسے گھوڑے کو اس زور سے ماری کہ گھوڑا اس قدم پچھے ہٹ گیا اس صدمے سے کچھ اسکا پھٹ گیا اور اسکو سر اٹھا لیا اسنے عرض کی یا امیر مجھ کو زمین پر نہ پٹیکے گا میں آپکا خاندان آپسے محدی کرب ہوں امیر نے اسکو آہستہ سے زمین پر چھوڑ کے گلے سے لگایا اور عمرو نے محدی کرب سے پکار کر فرمایا کہ بیٹا مبارک ہو اسنے کہا کہ یا امیر سے بڑی بے ادبی کی اسکو مار ڈالو اسکا بھیجا اسکو میر سے نکالو امیر نے کہا کہ میں نے اسکی تقصیر معاف کی اور اسکو نجات دی تھی میں قلمناق شاہ سے لشکر حاضر ہوئے وہاں بجالایا بہت بھروسہ سے پیش آیا امیر ستونوں پہلو انکو ساتھ لیکر خمیہ گاہ میں آئے بڑی عورت درخت انکو اپنی فرد و گاہ میں لائے ادھر ایک کسے بیٹھے کو طلالی کرسی غایت کی اور جشن کا حکم دیا رات بھر تو امیر جشن میں بے محجوبہ اور طویل جنگ کی شکر زد گاہ میں گئے بخیمہ تیربان میدا نہیں کر لکا راخبر علی طرح باور بلند پکارا کہی عربو جسکو آرزو مرگ کی ہو وہ میر سے سامنے آئے سیدھا ملک علم کو جائے شبان طائفی امیر سے خصمت ہو کر اسے سامنے گیا اور کہا کہ دشتر بان اسقدر کیوں بلبلاتا ہی سخن بہودہ کیوں زبا نہ لاتا ہی لاکیا حربہ رکھتا ہوں اسے ایک گرز بقوت تمام شبان طائفی کو مارا مگر اسکو کچھ بھری نہوئی جیسا کھڑا تھا اسطرح کھڑا رہا اسی جگہ اڑ رہا اسنے دو لڑو تیار کیا شبان طائفی نے سبکو رو کر کے ایک کرب بخیمہ کے گھوڑے کو مارا کہ ہڈیاں اسکی ریزہ ریزہ ہو گئیں بخیمہ پیادہ ہو گیا شبان طائفی بھی اپنے گھوڑے کو مارا اور گرز بگڑ لڑا کیا شام کی وقت نون لشکر نے اپنے مقام پر گئے جھک کر بخیمہ میدا نہیں آیا بھلے فوج کو وہی بننا زور و شور سنایا ادھر سے قیس قح زبا کر اس سے مقابل ہوا دونوں پہلوان پہل کر گرز بگڑ لڑے بعد ازاں ایک لڑکر مکر کر کے زور کر نیلے بخیمہ نے بڑی محنت سے قیس قح کو لڑا کھڑا کر دیا راجا ہوتا تھا کہ شلیکس باندھے قیس نے لات مار کے بخیمہ کو گرایا اسکو زیر کیا اور آپ اسکی جھاتی پر چڑھ کے قصد باندھے کا کیا بخیمہ نے بھی دونوں پاؤں لڑ کر قیس کے لنگر لایا اچھا لڑا کہ قیس زمین پر گر لڑا الفرض شام تک سیدھے دونوں پہلوان لڑا کیے باخود ہا مقابلہ کیا کیے کوئی کسی بڑا لڑا نہو لڑکر فوج نے آرام کیا جھک کر صف آرا کی کی بدستو میدا نہیں گزرتی آرمائی کی بدلیج الزمان نے جا کر بخیمہ کا مقابلہ کیا بخیمہ نے سخت معنی گرز بدلیج الزمان پر چلایا اسے سر پر گرز گران لایا بدلیج الزمان اسکو رو کر کے کہا کہ دو چلے اور بھی کرے بخیمہ نے بقوت تمام دو چلے اور کیے مگر بدلیج الزمان کے کچھ بھانویں نہو آخر بدلیج الزمان نے نوہ کر کے بخیمہ کو سر اٹھا لیا بے تکلف سے اونچا کیا اور بھگڑ دیکر عمرو کے حوالے کیا عمرو باندھ کر اپنے خیمے میں آیا اسکو اپنا قیدی بنایا ایک شتر نے جب اپنے چپا کا پاں دیکھا فوشیران سے کہا کہ حمزہ کے فرزند بہت زور آور و ہاد ہیں سوقت میرے چپا کو کس بنا دے اس نے جواب دیا کہ بڑا شکر ہے بولا کہ عمرو کی جتنی اولاد ہو سب ایسی ہی ہو مالک شتر نے کہا کہ آج جنگ سے قوت رہے کل میں اس جوان سے بڑا شکر ہے

بین کہ سپہرہ کا قلعہ ہوا تھا اس سے باندھا گیا نو شیروان طبل باز گشت بجا کر اپنے خیمے میں داخل ہوا امیر بھی اپنی بارگاہ
 گئے اور بہت کچھ بدیع الزمان پر سے نثار کیا محتاجوں فقیروں کو بہت کچھ دیا اور پہلوانی کی کرسی پر بختہ کو طلب کیا اور ملک
 نام کے ہوئے اسنے عرض کیا کہ تاتار نے مالک اشتر کے مجھ کو معاف رکھے امیر نے اسکو معدیکریب کے سپرد کیا امین عرض
 ہائے حاضر ہو کر عرض کی کہ ایک قاصد خرمنہ سے آیا ہے معلوم ہوتا ہے کہ کچھ وہاں کے لوگوں کا پیغام لایا ہے امیر نے اسکو بلوایا اسنے
 مرہو کر فتحخوش کا خط گذارنا لکھا تھا کہ مرزوق فرنگی نے یہاں تک ہمارے نوبت پہنچائی ہے کہ ہم قلعہ بند ہوئے اسکے
 رستم سے بہت ستمند ہوئے یا تو آپ آئیے یا رستم پہلین کو بھیجئے بہین تو ملک بھی ماتھے سے جائیگا اور لوگوں کے اسلام میں
 ہ فرق ایسا امیر نے آواز بلند اس خط کو پڑھ کر یارو سے فرمایا سب کو سنا یا کہ میں خرمنہ کو جاتا ہوں اس مردود کو اسکی سرکشی کی
 را کھانا ہوں میری جگہ پر رستم کو سمجھنا رستم نے ماتھے باندھ کر کہا کہ مجھے کو حکم ہووے خرمنہ میں جا کر اس کا فرکو سزا دے کہ
 سنا لائق کا سکاٹ لاؤں امیر نے فرمایا کہ اچھا بچا س ہزار سوار اپنے ہمراہ لیتے جاؤ جلد واپس آئے تین پہنچاؤ رستم نے کہا کہ جاتا
 لمی نہیں ہو کہیے اقبال سے میں کہیلا اس کا فر کے قتل کرنے کے واسطے کافی ہوں امیر نے کہا کہ لشکر کی کثرت سے حریف
 غف ہوتا ہے لہذا تمہارا ہاتھ مارنا زیادہ ہے ایسے حریف زبردست کے مقابلے پر بغیر لشکر حملہ کرنا زیادہ ہے رستم نے مانا اور اکیلا
 بروا سپہ خرمنہ کی طرف راہی ہوا چند روز میں جا پہنچا اس ملک میں کمال جرأت سے جا پہنچا دیکھا کہ لشکر فرنگ قلعہ کو
 صحرے کے ہوئے پڑا ہوا اس قلعہ کے لینے کو لڑا ہے جاتے ہی اسکی فوج میں نعرہ کر کے مبارز طلب ہوا مرزوق شاہ نے مالیا
 سے اپنے خلف اکبر کو کچا جس گز کا قلعہ تھا رستم سے مقابلہ کر نیکی واسطے بھیجا مالیا نے امیر زادہ کا نام پوچھا رستم نے اپنا
 بتایا اپنا حسب و نسب اسکو سنایا مالیا نے قبضہ پر ماتھے ڈالے رستم پر داریا رستم نے اسکا ماتھے کپڑے کے تلوار چھین لی اور
 بی تلوار اس صفائی سے اسکے سر پرادی کہ خود سر و سینہ دشمن کو کاٹتی ہوئی زانو سے ٹکائی اس حال کے دیکھنے سے سب فوج
 سے خوف کے دہل گئی اور مالیا ماندہ دنیا بدتر ہو چکا تھا کہ پڑا لشکر فرنگ اسکی ضرب دیکھ کر خائف ہوا کوئی اسکا
 تابہ کرنے نہ آیا اسکے مقابلے کی تاب نہ لایا تب تو رستم تلوار کھینچ کر اس طرح سے لشکر فرنگ پر گر پڑا جیسے شیر گے میں
 رو پڑے گھٹا ہو چکے سر پر وار لگاتا تھا اسکو کھیرے کی طرح سے سر پادا دو پھانک کر ماتھا اور وہ زمین پر آتا تھا جس سوار
 کمر پر ماتھے جاتا تھا وہ دو ٹکڑے ہوا وھرا وھر کر ماتھا سیدھا ملک عدم کو جاتا تھا لشکر فرنگ میں عجیب طعنی چل پون عجیب
 زروق نے دیکھا کہ مالیا کے ماری جانے سے فوج کا جی چھوٹ گیا دست بہت سبکا ٹوٹ گیا اسنے شاہزادے کی طرف رخ کیا کہ
 ہ لشکریوں کے باڑوں نہ ٹھہرے مثل گدہ رو باہ بھاگ کھڑے ہوئے مرزوق سمجھا کہ میں تنہا حریف پر غالب ہونگا وہ بھی اپنے ہاتھ
 تھکا کر رستم نے اسکا تعاقب کیا اور چار کوس تک کشتوں سے پشتے باندھ دھا چلا گیا فتحخوش بھی فوج لیکر شاہزادے کے پاس پہنچا
 و رکھا کہ بس چار کوس تک تھے حریف کچھ بچا گیا انکو خوب صدمہ دیا اس سے زیادہ دسمتو نہیں ہوا اب کے ہکو منظور نہیں ہے
 تم نے نہ مانا اور کہا کہ آپ جائیے قلعہ کی مضبوطی کیجیے واپس خبر لیجیے ایسا نہ کر حریف قلعہ خالی شکر فوج کو بھیجے کے اپنا

بند و بست کر کے پھر کہیں دھوکا دے فتح نوش تو قلعہ کی طرف پھرا اور رستم حریف کے پیچھے گیا فتح نوش نے اسیدم یہ کیفیت امیر کو لکھ بھیجی انقصہ شاہ زادہ کفار کو مار کے شام تک دوسرے حاکم کی سرحد میں پہنچا اور شب کے لحاظ سے ایک درخت کے نیچے سو رہا صبح کو اٹھ کر شکار کے کباب کھا کر پھر گھوڑے پر سوار ہوا اس طرف جائے ٹیلا ہوا اور کفار کا تعاقب کیا انکو بھاگتے نہ دیا اب تھوڑا حال امیر کا سنئے کہ جسد رستم کو شہر خرسہ کی طرف روانہ کیا اسی شکوہ مرا فروز بنت نوشیروان کے بطن سے لڑکا پیدا ہوا امیر نے اسکا نام مہر شاہ رکھا اور چالیس شبانہ روز کے جشن کا حکم دیا بلا سامان محض عیش جمع کیا بعد انقراض جشن آواز کوں حربی کو سنکر امیر نے اپنے لشکر میں کوں سکندری بچوایا سکولڑنیکا حکم فرمایا اور فوج بیکہ میدان رزم میں صف آرا ہوئے ہنوز لڑائی شروع نہ ہوئی تھی کہ قاصد فتح نوش کا مع نامہ پہنچا امیر نے اس خط کو پڑھ کر یاروں سے کہا کہ دیکھو رستم کا لڑکپن باوجود جانتے کہ مرزوق شاہ کے ساتھ فوج کثیر ہے تنہا اسکا تعاقب کیا ہے دیکھو شاہ اپنے تینوں ایک بلالین پھنسا دیا پھر خدا جانے اب تک کیا ہوا ہوگا بہر حال اب بھگوانا فرد ہوا تم لوگ میری جا بدلیج الزمان کو بھجنا اور عمرو سے فرمایا کہ میں بائیں پہلوان اپنے ساتھ لیے جاتا ہوں باقی سب فوج بیان موجود ہے جو اب ہی لشکر کی بھاری دوسے ہر دم جانو اور بھارا کام جانے جمیع امور میں تمکو اختیار ہر تمہارے حکم میں ہر ساریہ اور سوار ہی یہ کھیر ملک اندھو رہو شبان طائفی و کرب معدی واستقامت نوش و قیام و خاوری کو ہر اہلکے و دواسپہر خرسہ کی طرف روانہ ہوئے دور و دراز و سہ روزہ راہ کو ایک زمین طے کرتے ہوئے خرسہ کے متصل پہنچے فتح نوش استقبال کر کے امیر کو قلعہ میں لگیا اور جشن کا حکم دیا سامان دعوت ہر طرح کا مہیا کیا امیر نے فرمایا کہ بھگوانا تک خوش نہیں آتا جشن کیسا انشاء اللہ تعالیٰ پھر تیرے وقت سمجھا جاوے گا جب تک میں اپنے حریف کو قتل نہ کر دے گا جہاں نہ آئیگا جشن موقوف رہا رات کی رات وہاں آرام کیا صبح کو مرزوق شاہ کے لشکر کی طرف چلے مرزوق شاہ کا حال سنئے اسنے رستم کے منزلوں تعاقب کر نیسے معلوم کیا کہ حمزہ نہیں ہے حمزہ کا بیٹا ہی کیونکہ حمزہ حریف کا تعاقب چار کوس سے زیادہ زمین کرتے ہیں اور مردانہ تجربہ کا ایسی چیز ہے جو ان کے ڈرتے ہیں اور یہ سبب ماکرہ کاری کے منزلوں سے بچھائے چلا آتا ہے اسنے دیکھ کر بے چارہ کا اندیشہ نہیں سما ہی پھر بکر رستم کی طرف پلٹا اور کہا کہ اگر عرب نہ اُسے میں سمجھتا تھا کہ تو حمزہ نہیں تو میں قریب سامنے سے مدد کروان ہوتا میرے ہاتھ سے میں عاجز اور پریشان ہوتا یہ کھیر رستم پر حربہ کیا رستم نے اسکے حربے کو خالی دیکر ایک تہہ کی جھاری ہاتھ مسکا قلم ہو گیا اسنے اپنے گھوڑے کو ٹھاکر لشکر سے کہا کہ مان اسے مارو یہ جانے پائے آگے قدم بڑھانے پائے تمام لشکر نے رستم پر پوزیشن کی رستم نے دونوں ہاتھوں سے اسقدر تلواریں ماریں کہ کشتوں سے پستے بندھ گئے مگر امیر زادہ بھی جبروج ہوا اور گھوڑا بھی مارا گیا کفار نے چاہا کہ رستم کو گرفتار کریں لیکن کسی کو جرأت نہ ہوئی اسنے ہاتھ دھوئے کسی کو قتل نہ ہوئی آخر رستم ایک ٹیکرے پر چڑھ کر تیرے مارنے لگا ہر تیر میں چار چار بائیں بائیں کا فر جمع ہوتے تھے مگر اسپہر بھی مرزوق شاہ اپنے لشکر کو لٹکا رہا تھا کہ جبروج ہوا اس عرب زادے کو پکڑ لیا اسکو ہر گز جانے نہ دو ہر گاہ تیروں سے ترکش خالی ہو گیا اسوقت امیر زادہ نے قمر و ہر گز دست دعا کا بلند کیا کہ

معین دیا و بیکسان یہ وقت مدد کا ہی من سواترے کس سے اعانت چاہوں ہنوز دست دعا کو نہ کھینچا تھا کہ امیر مع
 پہلو انان سام نثر ادا پہنچے رستم کو مجروح دیکھ کر کھار چاگر سے مع ہر ایسان اُس فرقہ اشرار پر جاگے اور فریاد کیا کہ
 جانتا ہوں تو جانے اور جو نہ جانتا ہو تو اب جانے کہ میں حمزہ بن عبدالمطلب ہوں اور کافر و تمکار سے قتل کے لئے برسر غضب
 ہوں لشکر کفار نے جو امیر کا نعرہ سنا ایک تلاطم ہو گیا سبکا ہوش گم ہو گیا ایسے بدحواس ہوئے کہ تلوار سیدھی اُلٹی میں تہانہ تھا
 امیر نے ہزار کا فرقہ قتل کیا ہزاروں نے انکے ہاتھ سے شربت مرگ پیا آخر مرزوق شاہ بھاگ کر قلعہ بند ہوا امیر رستم کے پاس
 آئے اور زخمین بچا ہے نوشدارو کے لگا کر قلعہ کی طرف متوجہ ہوئے مرزوق نے دیکھا کہ حمزہ بے قلعہ لیے رہ گیا ہنیں اُس وقت
 قتل عام کر گیا زون و بچہ و لواط میرے سب مایہ و جنگ اسکے ہاتھ سے ہرگز نجات نہ دینگے اپنے بیٹوں پوتوں سمیت کہیں دانت
 میں دبا کر قلعہ کے باہر آیا اور اپنے سب اہل و عیال کو امیر کے سامنے لایا اور امیر کے قدموں پر گرے امان خواہ ہوا امیر نے فرمایا کہ اگر
 فرزند ان و خلقین سمیت مسلمان ہو اور میرے بیٹے رستم سلطنت کو اپنی بیٹی دے تو البتہ میں تیرے اور تیرے لواحقوں کے
 قتل سے درگزر کروں اور تیرا سب قصور معاف کروں مرزوق اُس وقت مع فرزند ان ہر ای مسلمان ہوا اور رستم کو بیٹی دینے
 کا اقرار کیا امیر کو باروں سمیت قلعہ کے اندر لجا کر مجلس عروسی مرتب کی امیر نے لندھو کو بھیج کر رستم کو طلب کر کے اُسکی بیٹی
 کے ساتھ منعقد کیا امیر زادہ تو محل میں داخلہ کی دینے لگا اور امیر مع یاران دیوان عام میں مصروف بیچن ہوئے
 چند روز کے بعد مرزوق کو ساتھ لیکر خیرستہ میں آئے اُن سب کو اپنے ساتھ لائے اور فتحخوش سے صلحا ملوایا دونوں کو
 شفق کرایا اور ایک شبانہ روز فتحخوش کی دعوت کھائی و مانگی خوب کیفیت اٹھائی دوسرے دن مع رستم سلطنت یاران
 ہر ای مرزوق شاہ کوہ البرز کی طرف روانہ ہوئے عین صفا جنگ میں پہنچے امیر کے لشکر کے سردار امیر کو دیکھ کر بہت
 قوی دل و خوش و خرم ہوئے اور ہر ایک قدموں ہوا امیر نے اُنکو گلے سے لگا کر تمام سرگذشت بیان کی و مانگے حالے ہر ایک
 اطلاع دی مالک اشتر نے امیر کو دیکھ کر نعرہ مار کر کہا کہ حمزہ تو میری دہشت سے کمان بھاگ گیا تھا بارے اجل تیری گوی
 گھیر لائی تیری تقدیر نے اب میرے ہاتھ سے چاشنی مرگ چکھائی امیر نے فرمایا کہ ای پہلوان جنگی ہیو وہ لاف زنی نہیں کرتے ہیں
 لاکیا حربہ رکھتا ہو اُسے گزند گھما کہ اس زور سے امیر پر مارا کہ گزند سے شرائے اُٹھنے لگا امیر نے سپر پر دوکے اسکو روکیا اور کہا کہ ای پہلوان
 دو حملے اور جنگو معاف ہیں جو باری میری ہو اُسے دوبارہ گزند نہ چکھایا لیکن امیر کو کچھ بھی خبر نہ تھی جب باری امیر کی آئی اور اسکے حکو
 فرصت بائی امیر نے اسکو ہوشیار کر کے گیارہ سو منی گرز سام کا اس قوت سے اسکو مارا کہ جبکہ صدر سے اُسکے گھوڑے کی کڑھائی گئی غنائ افتخار
 اسکے ہاتھ سے چھوٹ گئی اور وہ سپر روک کے مرکب سے الگ جا کھڑا ہوا امیر بھی اپنے مرکب سے کودے مالک اشتر کو لا آفرین صد آفرین
 حمزہ تیرے دست و بازو کو بچ ہو کہ مثل تیرا جہا نہیں کمان تو منتخب پہلوانان جہان ہوا امیر نے دوسرا گرز اسکے حال کیا اُسے ہزار
 شقت اسکو بھی رو دیکھا پھر دونوں پہلوانوں میں گرز بازی ہوئی دوپہر کے بعد گرز پھینک دیا اور تلوار با یکدیگر چلنے لگی آخر مالک اشتر کی
 تلوار ٹوٹ گئی قبضہ تلوار کا مع دانڈوں کے اُسکے ہاتھ میں رہ گیا اُسے امیر پر یعتیک مارا اسکو وہاں سے اپنے دوڑ کر اٹھالیا

مالک اشترا نے ایک تیر عمر و بن امیہ کو مارا عمر و نے اپنی کاغذ کی سپر پر اسکو روکا اور ایک جست ایسی کی کہ بہتر گزید میں سے اونچا گیا اور اترتے وقت ایسی گردنی مالک اشترا کی گردن پر ماری کہ مالک کی آنکھیں جھپک جھپکیں اندھیرا آگیا ایک خوف و ہراس مسک دیا چچا گیا مالک نے سنبھل کر ایک تیر اور چلا یا عمر و نے اسکو بھی کاغذ کی سپر پر روکا مالک نے امیر سے کہا کہ حمزہ نے عجب شخص بد ملا کو اپنی رفاقت میں رکھا ہو کہ عقل اسکی چالاکی سے حیران ہو یہ تو آفت کا جواں ہو یہ مکر ایک وار تلوار بدار کا امیر پر کیا امیر نے سپر پر روکا سپر امیر کی چار آنکھ لنگھ گئی لیکن مالک کی تلوار بھی ٹوٹ گئی عمر و بولا کہ اے مالک قبضہ تلوار کا تیرے ہاتھ میں بدنام معلوم ہوتا ہو اور اب یہ میرا حق ہے اسکو ہاتھ سے پھینک دے مالک نے ہنس کر قبضہ کو اسکی طرف پھینکا یا عمر و نے اسکو زمین سے اٹھا کر بوجھ کے زینیل کے حوالے کیا پھر مالک نے نیزہ ہاتھ میں لیکر امیر پر چلایا اسکا صدر کچھ امیر پر نہ آیا امیر نے اسکو پکڑ کے ایک جھٹکا ایسا دیا کہ نیزہ مالک کے ہاتھ سے چھوٹ گیا اسکو ہتھکڑیاں امیر نے اسکے پھل کو نکال کر ڈاڈھ اسکی اس زور سے مالک کو ماری کہ نیزہ کی پور پور جدا ہو گئی لیکن مالک نے مروانہ وار اپنے کو سینھا لکھ کر امیر پر چھینکی امیر نے کند کو پکڑ لیا طعین نے اسقدر زور کیا کہ کند ٹوٹ گئی امیر نے مالک سے کہا کہ اے پہلوان جتنے ہنس پا گہری کے تھے وہ سب ہو چکا اب آ میرے تیرے زور ہو کہ میں تیری کمر کپڑوں اور تو میری کمر میں ہاتھ دے جو سکو اٹھا لو وہ اسکی فرما پر دانی کے غلوں جب تک زندہ رہے تا بعد اسی کرے مالک نے یکشاہ پیشانی اس شرط کو قبول کر کے امیر کی کمر میں ہاتھ ڈالا امیر نے بھی دوال کر دیا مادیون پہلوان زمین زور نہ لگا ان دونوں کی زور آزمایہ تمام لشکر میں شور مہینکا بے کمر خوش ہوئی امیر نے فرمایا کہ ہوشیار ہو جاؤ میں غرہ کرتا ہوں مالک بولا کہ آپکی فرما و وفغان سے لڑکے دڑتے ہوئے مروان جنگ نا دیدہ تجھے خوف کرتے ہوئے اور میں تو بہت غرے سننے چین امیر نے غرہ انداز کر کے پھیلے ہی ہر مین مالک کو سر پر اٹھالیا اور کئی ہاتھ سر سے اونچا کیا ادھر رخ دیکر اس زور سے زمین پر دے ٹپکا کہ مالک بیہوش ہو گیا اسکے مدے سے مدہوش ہو گیا امیر نے جھٹ پٹ دست و بازو اسکے کندے سے ہاتھ لیے مالک اشترا اور امیر حمزہ کی لڑائی اور عمر و کی گردنی دینا مالک کو پھر زیر اور سلمان ہونا اس کا



مالک بولا کہ کیا امیر مجھے باندھنے سے کیا فائدہ ہو اب میں تازہ است آپکا غلام رہو نہ جاتا جب تک زندہ ہوں آپ کی اطاعت جان و دے کرونگا امیر نے اسیدم کلمہ تلقین کر کے اپنے گلے سے لگا یا اسکے حال پر بہت انفات فرمایا اور عمر و نے اسی جا پر

حلقہ غلامی کا اسکے کان میں ڈال دیا اور غلاموں کے زمرہ میں داخل کیا امیر شادی نہ کرنا چاہتے ہوئے اسکو اپنے خیمے میں لے آئے اور کرسی
 طلائی پر بٹھکے کچن کو طلب کیا وہ بھی بلا غرض مسلمان ہوا اور حلقہ غلامی کا اپنے کان میں ڈالا امیر نے اسکو بھی رہا کر کے کرسی طلائی
 پر بٹھلایا اور ستھوری دیر کے بعد باہم بیٹھ کر کھانا تناول فرمایا اور تمام رات شراب چلا کی اور رقص ہو کیا صبح ہوتے ہی خبر ہوئی
 کہ نزدیکیں فلا دتن باغیچہ کثیر نوشیروان کی مدد کو آیا ہوا در لشکر کثیر اپنے ساتھ لایا ہے امیر شکر چپ ہو رہے اور عیش و
 عشرت میں مصروف ہوئے ایک دن سردار امیر سے عرض بیگی نے عرض کی کہ ایک شخص دروازے پر کھڑا کتاب ہے
 کہ میں حمزہ کا باپ ہوں ذرا میری خبر امیر کو کر دو جلد انکو اطلاع کر دو امیر شکر بہت بھیاں تک ہوئے کہ سوا سے
 خواجہ عبدالمطلب کے کون میرا باپ ہو چکو اسکی بات سے کمال حیرت ہو بلکہ مقام غیرت ہو قندز نے یاد دلایا کہ یا
 امیر وہ جو سوداگر دن کا قافلہ خرمنہ کی راہ میں ملا تھا اور اپنے خواجہ عبدالمطلب کا دوست شکر قافلہ سالار کو
 باپ کہا تھا شاید وہی ہو گا ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کسی صورت سے یہ مان آیا ہوا اپنے تین تم تک پہونچا یا ہو امیر نے فرمایا کہ جاؤ
 دیکھو اگر وہ ہوتا اسکو لے آؤ ہرگز توقف نہ لگاؤ قندز جو بارگاہ سے نکلا دیکھا کہ وہی قافلہ سالار ہے اسکو لے آیا بارگاہ
 میں پہونچا یا امیر نے کمال غرت و توقیر اسکو اپنے پاس بٹھلایا اور بہت التفات فرمایا اور احوال پرسی کر کے نوازا
 اور پوچھا کہ آپ کا رنگ کیوں زرد ہے کیا بیمار تھے یا کسی بلا میں گرفتار تھے اُس نے کہا کہ بتلائے بلا ہے تب عشق ہوں اسکے بدست
 یہ میرا حال ہے کیا کہوں جو کچھ بھلاؤں امیر نے فرمایا آخر مفصل بیان تو کرو میں تو سنوں اسکا حتی الامکان تدارک کروں اُس نے
 امیر کو ایک تصویر نکال کر دکھلائی اور کہا کہ یہ جسکی تصویر ہے وہ شہر بردار کے فرمانروا کی ہمشیر ہے اور نام اُس بادشاہ
 کا ہر دم ہر اسکے باپ کی وصیت ہے کہ جو کوئی ہر دم کو پچھاڑے وہ اُس شخص کی بیٹی کے ساتھ شادی کرے قصداً کہ
 میرا شہر بردار میں گذر ہوا ایک دن اُسے جبر و کے کے نیچے سے جو ہر نکلا امیر سے اور اسکے چار آنکھیں ہوئیں دیکھتی ہی جنون
 اگر مجھ کو سلام کیا اُسکے عشق نے مجھے خواب و غور حرام کیا گریبان حیدر و طاقت کو تلبا میں ہوش چاک کر کے مجھے س حال کو پہونچا یا
 میرا یہ حال بنایا میں نے اپنے میں یہ قوت نہ دیکھی کہ ہر دم مجھے زیر ہوئے آپ کے پاس حاضر ہوا کہ آپکی مدد سے وہ نازنین مجھ کو
 لے تصویر اسکی کھینچو اگر میں نے اپنے پاس رکھی ہے جب بیتاب زیادہ ہوتا ہوں تصویر کو دیکھتا ہوں کیسے قدر تسکین ہوتی ہے
 فی الجملہ تسلی پذیر میری خاطر اندوگہن ہوتی ہے جتنے سردار امیر کی محفل میں حاضر تھے تصویر کو دیکھ کر پوئے کہ حتی کجاں اس
 سوداگر بچا رہے کے ہے ایسے معشوق کو دیکھ کر کیونکر دل از دست دادہ ہو سوا سٹے جان دینے پر آمادہ نہوا امیر نے اُس سودا
 کو کھانا کھلو اگر رخصت کیا اور انجام اس مہم کا قول دیا رادوی لکھتا ہے کہ سعد بن عمرو اس تصویر کو دیکھتے ہی ایک جان چوڑ
 ہزار جان سے عاشق ہو گیا جب دو پہر رات گزری دربار سے اٹھ کر گھوڑے پر سوار ہوا اور پریش کی راہ لی اُس ملک کے جانک
 تیار کی کی ہر رنگ و گو رنگ طلا بچہ رہے تھے سعد کو دیکھ کر بچہ کر اسے بار شاہ اسوقت کہ دھکا عزم پر سعد نے کہا کہ اگر
 ساتھ چلنا منظور ہو چکے چلے آؤ کچھ دوسرے ملین نہ لائو باقی کچھ پوچھ نہیں جہاں کہیں جانا ہوں آپ کو خود معلوم ہو جائے گا

جوارادہ میرے دلین ہے تمہارے سامنے آجنگا دھون سعد کے ہمراہ وہ نہ ہوتے چند روز زمین برقع کی سرد حدیں پہنچے ایک بارغ عالی شان نظر آیا اس کا چین اور فضا نہایت ان کے دل کو بھائی اس کے اندر جا کر سیر کرنے لگے ایک طرف سے سب تالاب بکریوں کا گنگ نظر آیا گویا سامان شکم سیری کا پایا سعد نے کہا از بسکہ اس دم اشتہا غالب ہے چار پانچ بکریاں اس سے بکڑے کے کباب کرو اب اس میں کسی سے نہ ڈرو اور رنگ گورنگ اپنے بادشاہ کا حکم یہاں سے جھٹ پٹ ان بکریوں کے کباب لگائے رکھو لے نے جو دیکھا کہ تین آدمی بکریوں کے کباب لگا رہے ہیں بے تکلف کھا رہے ہیں اگ ہو گیا نزدیک جا کر کہنے لگا کہ لے مسافر کو کیا تمہاری موت یہاں لے آئی ہے یہ کیا بات تمہارے دلین سمائی ہے نہیں جانے ہو کہ یہ بکریاں ہر دم ملک الموت کی ہیں سعد نے کہا کہ کیوں یہودہ بکتا ہے جانے نہیں کہ کھڑک پڑنا آیا ہے اور جھکوتا ہے دیکھ تو وہ اس کا جواب کیا تھا کہ سنا تیری رکھو لے نے ہر دم سے جا کر کہا ہر دم نے ہمت زردہ دادی دینی اور گرز کو ہاتھ میں لیکر دیوانہ وار چھوٹا ہوا بارغ میں آیا اسکے پاس جلد اپنے تین پہنچا یا سعد و اورنگ گورنگ کو دیکھ کر کہنے لگا کہ اے جوانوں تم کون ہو اور کہاں سے آئے ہو سچ بتاؤ یہاں کیوں تشریف لائے ہو سعد بولا کہ میں حمزہ کا پوتا ہوں اور نام میرا سعد بن عمرو ہے تجھ کو گرفتار کرنے آیا ہوں اس پر ت کو دیکھ کہ فطوہ و آدمی اپنے ساتھ لایا ہوں ہر دم یہ سن کر بہت ہنس ا اور بولا کہ اے غلط ہے اتنی فضولی کیوں بکتا ہے میری کثرت لشکر سے نہیں ڈرتا ہے حمزہ نے کیا میلاؤ ازہ نہیں سنا کہ تجھ سے لڑنے کو میرے پاس بھیجا ہے ایک نفس کو اتنی جمیت کے مقابلے کو بوسہ بھیجا ہے سعد نے کہا کہ پہلے تو مجھ کو جواب دے مجھے حمزہ کا نام لینا ہر دم اس کا سامنا کر نیکی موجود ہوا اورنگ گورنگ بولے کہ بادشاہ ہم سرفروش جو ہمراہ ہیں کہہ دے لے ہیں پہلے ہم سے طریقہ بے جلا زان آپسے مقابلہ کرے ہر چند سعد نے منع کیا مگر ان اہل گرفتہ نے نہ مانا پہلے ہر دم کا مقابلہ اورنگ گورنگ سے کیا ہر دم نے اورنگ کو ایک ہی ضرب میں ٹھنڈا کیا اورنگ مقابل ہوا اس کا بھی وہی حال ہوا چھ دو دنوں بارگئے تو سعد کو بہت ملال ہوا سعد نگین ہو کر ہر دم کے سامنے آیا اس نے گز گھا کر سعد پر مارا سعد نے اس کو روک دیا اور بھی شکر اس قدر تیر مارے کہ ساتون زردہ ہر دم کی سوراخدار ہو گئیں ہر دم نے کمر بکڑ کر سعد کو اٹھا لیا اور زمین پر پھینک کر کہا کہ جا جو کو بھیج تیرے اور مجھ کو رحم آتا ہے میرے ہاتھ سے تو قتل ہو گا یہ کام مجھ کو نہیں بھاتا ہے یہ بکریاں بہن سے جا کر کہا کہ حمزہ کا پوتا دور و رفیقوی آیا تھا سو رفیق تو اسکے میرے ہاتھ سے مار لی ہیں مگر میں نے اس کو بچھا کر چھوڑ دیا اس کو قتل نہ کیا اور کہا جا حمزہ کو بھیج دے کہ وہ اگر میرا مقابلہ کرے وہ بولی کہ بہت خوب کیا سعد جو اس بارغ سے نکل دھوکوس گیا ہو گا کہ دلین خیال آیا کہ تو امیر کو جا کر کیا منہ دکھائے گا کیونکہ اس کے سامنے جائے گا اس کو بہتر ہے کہ کسی اور ملک میں چلے اور نام و نشان سے اپنے کیوں دھن نہ کہ سوچ کر جنگل کی راہ لی کہیں فرنگ گیا ہو گا کہ ایک بل نظر آیا بارغ کے اندر گونہ بہشت پایا گھوڑے کو نہر سے پانی بلا کر چرنیکے لے چھوڑ دیا وہ آب لب حوض زین پوش بچھا کے بیٹھا فکر و تدبیر میں اپنے عصا پر تکیہ لگا کے بیٹھا اسی وقت صاحب بارغ کہ ہر دم کی بھائی تھی چند خواصوں کو ساتھ لے ہوئے مہرین

آئی بطریق سیر وہاں تشریف لائی دیکھا کہ ایک جوان رعنا لب حوض بیٹھا ہوا ہے سعد بن عمرو کے پاس آ کر مستطویٰ
کہا کہ جوان تو کھن براؤ کر کے آیا ہو کس ضرورت نے تجھ کو بہانہ کیا ہے سعد نے اس کو دیکھا کہ جھٹ بٹ سلاح اپنے
پرنے لگائے اور اس کے مقابل ہوا اس ماہ پارہ نے چھوٹی سی سعد پر نیزہ چلایا سعد نے نیزہ پھینک کر لڑائی ڈانڈ ماری کہ
وہ باغین بوط بوط ہو گئی سعد اس کے سینہ پر چڑھ بیٹھا اور قصد باندھنی کا کیا کہ ہاتھ اس کے سینہ پر جا پڑا فوراً اس کے سینے پر
آ کر کے نقاب لٹک دیکھا کہ ماہ چہار دہم اس ماہ چہار دہ سالہ کے پر تو حسن سے کسب ضیا کرتا ہے اس کے سامنے
سے حیا کرتا ہے اس کو دیکھا کہ سردم کی بہن کو بھول گیا اس کی صورت و فیروز دیکھا کہ مارے خوشی کے پھول گیا پوچھا کہ
اے جہان افروز تو کون ہے وہ بولی کہ سردم کی بہانچی ہوں سعد نے کہا کہ سردم کی بہن کی گھنڈہ زادی نہیں ہوتی
تو کیونکر پیدا ہوئی اس غیرت ماہ نے کہا کہ وہ میری خالہ سی سعد نے کہا کہ اگر مجھ غریب مسافر پر کرم کیا ہو تو ایک امت اپنے
لو جو حال سے میری آنکھوں کو روشن کر میرے ویلانہ دیکھ اپنا جمال دکھا کر گلشن کو وہ بولی تمام عمر نوڈی کر ہی میں حاضر ہوں
مگر تو سچ اپنا نام و نشان بتا اپنا حسب نسب ٹھیک ٹھیک جتنا سعد بولا کہ میں حمزہ کا پوتا ہوں سعد بن عمرو و ملہ نام
ہے میرے آبا و اجداد کا مکہ معظمہ تمام یہ کہہ کر کیفیت اپنی انکی مفصل بیان کی کہ اپنی قصد و ارادہ سے اس کو اطلاع دی وہ
ماہ پارہ سعد کو اپنے مکان پر لے گئی اور خوشی خوشی سعد کے نکاح میں در آئی وہ سبھی کہ میں نے نیت غلطی پائی اور شرف
و دونوں ملکر وادعیش کی دینے لگے مرزہ زندگی کا اتصال جسمانی سے لینے لگے امیر کا حال سننے سعد کے کم ہوئی خبر نہ لگتی
متردد ہو چار طرف آدمی تلاش کو دوڑاے لیکن سعد کا کہیں تہ نہ ملا کسی نے اس کا نشان کچھ نہ دیکھا اندھونے عرض کیا
کہ جو وقت اس سو داگر نے تصویر دکھائی تھی میں نے دیکھا تھا کہ سعد کے حواس درست نہ تھے کیا عجب ہوا اگر سعد نے بوجہ
کی راہ لی ہوا کہ شہر میں پہنچنے کی نیت کی ہوتی میں خبر پہنچی کہ او رنگ گورنگ بھی لشکر سے غائب ہیں امیر
نے فرمایا کہ بلاشبہ سعد بدع کی طرف گیا او رنگ گورنگ بھی اسکے ساتھ کی عمر و بولا کہ میں نے سنا ہے کہ سردم طائر دہشت
پہلوان کے لشکر کا منتخب زمانہ ہر ایک جوان ہر ایسا نہ ہو کہ سعد کے دشمنوں کو کچھ چشم زخم پہنچی امیر نے رستم بلیٹن کو اپنا
فائق مقام کیا اور اپنے سب کار بار کا اس کو اختیار دیا اور عمرو کو ہمراہ لیکر بدع کی طرف روانہ ہوئے چند روز کے بعد بدع
کی سرحد میں پہنچا کسی باغ میں وارد ہوئے جہاں سعد پہنچا تھا دیکھا کہ او رنگ گورنگ کی لاشیں بڑی ہیں
عمرو کہہ کہ سعد بھی مارا گیا عمرو بولا کہ اگر سعد مارا جاتا تو اس کی بھی لاش یہیں ہوتی مگر سردم نے اس کو زندہ پکڑ کے قید کیا
و عجیب نہیں ہوا امیر نے او رنگ گورنگ کو اسی باغ میں دفن کیا اور بہت سا نئے لٹو روئے امین ہی لگے مگر نو کا نظر آیا عمرو نے
پیارے کریمان کو پکڑ کر لے گیا لگانے لگا اور نہایت اطمینان سے وہ کیا کھانا لگا کھلا کھلا چار کھان گئے میں کم دیکھا کہ امین تلاش
لگا کہ کدو شخص بیٹھے ہوئے کبر لوگوں کی باب لگا رہے ہیں بہت مرے سے کہہ رہے ہیں دو شکر امیر کے پاس آیا اور بھٹک کر
امیر کو کہہ لگا کہ لے مرزا کو کیا اہل قہار نے انکی مرہوی ہو کر کبر لوگوں کو کر کے باب لگائے ہو پر ایسا مال پنا سچھ کر قبضہ میں لایا ہو بھی کسی

ہو کہ حمزہ کا بڑا دو قیوسو بیان وارد ہوا تھا اور اس نے بھی تین بکریوں کے کباب لگائے تھے ہروم نے آکر لگو جائسے ہلاک کیا کسی سے کچھ خوف و بان کیا امیر نے دچھا کہ حمزہ کا پوتا بھی مارا گیا یا زندہ گرفتار ہوا اسے کہا کہ ہروم نے اس کے رفیقوں کو مار کے حمزہ کے پاس رکھا اسے اسکو جیتا چھوڑ دیا اسے قتل کا ارادہ نہ کیا پھر حکم نہیں کہ وہ کہہ کر گیا امیر نے سجدہ شکریہ کیا بارے سعد زندہ ہوا نہیں گیا رکھو لے سو فرمایا کہ جا کر ہروم کو خبر کر کے کہ حمزہ آیا ہو اور تجھ بلاتا ہو کچھ سخن ہر دوری تجھ کو سناتا ہو رکھو لے نے ہروم کو اطلاع کی حمزہ کے آنکلی خبری ہروم اسنی گم گزرا تھا کراغین لیا امیر ہروم کو دیکھ کر سلاح لگا کے گھوڑا پر سوار ہو کر امیر کو دیکھ کر ہنسنا اور کہنے لگا کہ حمزہ جسے میں نے تیرا نام سنا تھا میں تیرا شائق تھا کہ تجھ سے ملاقات ہو دے تو میں تجھ سے لڑوں تیری شجاعت و بہادری کی بھون ہاں حربہ کہ میرے کہا کہ پیشہ سنی کرنے کا بدنام ہوں نہیں ہو پہلے تو حربہ کر پھر میں کرونگا تیرے حربہ کا جواب دوں گا ہروم نے گرز کو جو رخ دیکھا میرے سر پر ہا امیر نے اپنے گرز پر دو کا تو زنجیر سے لگ کر زمین پر پٹ گئی سانپ کی طرح سے چمٹ گئی دونوں دی بنی اپنی طرف کھینچنے لگے اس زنجیر کو سے گرز انچھے لگے زنجیر ہروم کے گرز کی جٹ جٹ ٹوٹ گئی اس کے ہاتھ سے چھوٹ گئی ہروم نے قبضہ اس کا امیر کے اوپر پھینک مارا امیر نے اسکو خالی دیا اسے حربہ نے کچھ کام نہیں کیا ہروم جب اٹھا ہو گیا بلوغت سے درخت کھینک کر امیر پھینکا امیر جھٹ کر کے اسکی دوسے اگ ہو گئے درخت ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا ہروم نے کہا کہ حمزہ خون صد آفرین تیرے دست بازو کو جیسا میں نے سنا تھا ویسا ہی پایا تھا جوان لیر آج تک نظر نہیں آئی یا ڈرا اپنے چہرہ سے نقاب اٹھا دے اپنا جمال باکمال برے خطہ مجھ کو دکھا دے کہ میں تیری زیارت کروں اپنی آنکھوں کو جلا دے وافر دونوں میرے اپنے چہرہ انور سے نقاب کو اٹھا دیا اپنا چہرہ پر نور اسکو دکھا دیا ہروم نے دیکھا کہ چہرہ امیر کا آفتاب کو شرماتا ہو مگر سن رسیدہ ہی ایک مرد دانشمند اور جہاندیدہ ہی ہروم نے کہا کہ آج تو رات ہوئی اب کل تجھ سے لڑو گا صبح پھر تیرا مقابلہ کرونگا یہ کہہ کر اپنے مکان پر گیا اور چند بکریاں مجرب مزاحیان گوناگون شراب کی کیر لے کر سطحیں بچھیں غرنے کو کباب لگاؤ امیر نے جو کو

امیر یہ ہروم کا ایک درخت کھا کر پھینکنا اور امیر اس سے بچنا

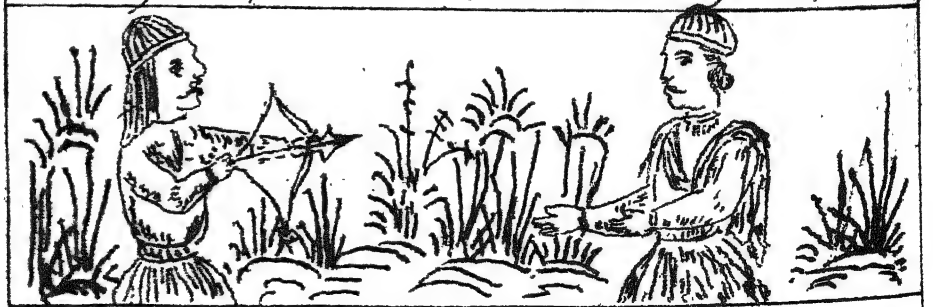


بیکر کیا ب و شرب کھاپی کے چین سے آرام کیا اور سردم نے بہت سی تعریف امیر کی اپنی بہن سے کی اور کہا کہ ہر جا
 ہر گز ایسا دی قوت و صاحب جمال دیکھنے میں کیا بھی سننے میں نہیں آیا اللہ نے اسکو سب باتوں میں پیش
 کردہ منکر بہت خوش ہوئی دوسرے دن پھر سردم گزر لیا امیر کے پاس آیا اور مستعد جنگ ہوا آخر لڑتے لڑتے شام
 تا قریب شام گزر سردم کا لڑنا گیا سردم نے امیر سے کہا کہ میری پاس دو گرز تھے سو وہ دونوں لڑ گئے اب جب تک
 نیار ہو چکا ہو مہلت ملے لڑائی سے وہ ایک روز فرصت ملے امیر نے کہا بہت بہتر ہے مگر سچ بتا کہ پونا میرا
 واسطہ ہے لڑا کہ حمزہ تیرا نام منکر میں نے تیرے پوتے کو زندہ چھوڑ دیا اس کے ساتھ سلوک بدنہ کیا مگر یہ نہیں
 کہ وہ کہہ کر گیا یہ کہ سردم اپنے گھر کو گیا اور چند دنہ اور شیشے شراب کے امیر کو واسطے بھیج دیے اسدن
 امیر کی جو انمندی کا حال اپنی بہن سے بیان کیا اور کہا کہ اس سے بہتر تیرے واسطے دنیا میں جفت نہ ہوگا
 ہمارے کہلا کر حکم دیا اور اسکو اس بات پر آمادہ کیا کہ راتوں رات تو سو من بوسے کا گرز تیار کر دے ابھی مزدوری ہوئے
 نے لوہا بڑے صبح ہوتے ہوتے گرز تیار کر دیا سردم کا حکم تعمیل کیا سردم ضرور یہ سنا کہ فریخت کر کے باہمیں آیا اور یہ
 خولگا کہ دو گرز تو میرے ٹوٹ چکے ہیں اگر یہ گرز بھی ٹوٹ جائیگا تو چھوڑ بیٹھی وقت ہوگی کیونکہ تم اپنی گرز پر گرز لڑا
 س سے بہتر یہ ہے کہ تم اپنی گرز کو الگ رکھ دو اگر بہادری کا دعویٰ ہو تو میرا کہنا کرو امیر نے قبول کیا اور گرز اسکا سر
 تا امیر کے سر میں چار انگلی گرز در آیا اس ضرب انھوں بڑا صدمہ پایا امیر نے بھنگ لڑا کہ ایک ہاتھ تلوار کا مارا ساتوں
 کی انگلیوں اور جرح ہوا سردم نے دم سرو چھوٹا امیر سے کہا یہ سن ہو امیر لڑتے لڑتے مگر آج میں زخمی ہوا دونوں ہاتھوں
 اپنے زخم اچھا کر نہیں مصروف ہوئے مقابلے موقوف ہوئے چند روز میں سردم و امیر اچھے ہوئے اور با یکدیگر لڑنے
 سردم نے چاہا کہ پھر اسی زخم پر گور مارا امیر نے دوڑ کر دونوں بازو اس کے پکڑ لئے اور زحہ کر کے سر پر اٹھالیا اور چرخ دیکر زمین
 مارا اور چھائی پر پڑنے کے دعوت اسلام کی کی اسلام لانے پر اس نے قسم لی وہ صدق دل سے مسلمان ہوا سردم
 فرمان ہوا اور امیر و عمر کو اپنے مکان میں لے جا کر بیٹے تکلف سے دعوت کی اور کہا کہ میرے باپ کی وصیت
 ہے جو کوئی تیری بیٹھ زمین کو لگے تیرے اوپر غالب آئے اسکے ساتھ اپنی بہن کی شادی کر دینا اسکی بیوی
 لہو دینا سو اپنے چھوٹے بھائی اب میری بہن کیساتھ شادی کیجئے اسکو اپنے عقد میں لیجئے امیر کی اجازت سے عمر
 وصیت پڑھا امیر محل میں جا کر ضرور پیش ہوئے یہ خبر سنا کہ پہونچی کہ امیر بہانہ پوچھے اور سردم کی بہن کے
 ہاتھ عقد کیا اسکو اپنے مکان میں لے گیا جس طرح ہو کر اپنے گھوڑے پر سوار ہو سردم کے پاس جانیکیا تیار ہوا
 ر ہر برج کی راہ لی ہر گاہ سردم کو دروازے پر پہونچا ایک نعرہ اس نے دیا کہ امیر کے کان میں دیا ہوئی
 را میرے سردم سے کہا دیکھو یہ نعرہ کس پہلوان نے کیا ایسا قصد دیکھو کہ کس جوان نے کیا سردم اپنا گرز اٹھا کر اپنے
 سب جری کو اپنے دروازے پر کھڑا پایا سعد نے مگر جسے کو در دونوں بازو سردم کے پکڑ لئے اور پکڑ دیکر زمین کاٹھا لیا

پھر چرخ دیکر زمین پر دیکھا اور سینے پر چڑھ بیٹھا ہر دم بولا کہ اے بہادر اپنا نام بتا کہ تو کون ہے سعد نے کہا کہ میں سعد بن
 عمر بن حمزہ ہوں ہر دم نے کہا کہ میرے سینے سے اتنا بھگت تیرے دادا سے ملا دون تیرے ساتھ یہ احسان کروں میں
 اسکے سینے سے اتر کے ہمراہ ہوا جو چین امیر سے چار انگلیں ہوئیں دو لڑکے دون پر گرا امیر نے سعد کو چھانی سے لگا یا اسکے
 دیکھنے سے لٹک قلب کو چین آیا اور سرور و کے بو سے لئے ہر دم نے امیر سے عرض کی کہ ایک مہینہ میں کمال متخیر
 پہلے آپ بوئے سعد کو یا سانی تمام میں نے اٹھایا تھا اور کچ سعد نے اس سے ملنے بھاگ اٹھا جیسے کوئی پہلو ان
 کسی بچہ شیر خوار کو اٹھالے اسدن کیا تھا اور آج کیا ہو اسکا حال مجھ سے کہئے کہ یہ کیا ماجرا ہو امیر نے فرمایا کہ آگے وہ پہلو
 عشق غلام خواب تھا حواس خمر نہ شتر تھے طاقت سلب تھی دلیں غلبان ماوراضطراب تھا اور آج بفضلہ تعالیٰ
 تندرستی اور قوت اصلی موجود ہے وہ سامان تر دو انتشار یکعلم مفقود ہے یہ کہ ہر دم کو سعد سے بخلگیر کر دیا دونوں
 آپس میں ملوادیا اور کھانا منگوا کے بہوں نے ایک دسترخوان پر تناول کیا ساقیان ماموش خورشید منظر صریح
 بادہ گلند کی لے لیکر حاضر ہو کر اور مطربان خوش آہنگ رقاصان بری پیکر بھر کرنے لگے صبح کو امیر نے ہر دم سے کہا
 کہ اب میں اپنے لشکر میں جاکر کھانا اپنا ارادہ تاکہ کیا ہو تو کس بات پر مہیا ہو اسے عرض کی یا امیر ہر دم آپ کے ساتھ
 موجود ہے جب تک ہم میں دم ہے ایک دم توجہ ہونی کا نہیں امیر ہر دم کی بہن سے رخصت ہوئے اور ہر دم کو سعد
 کو ہمراہ لیکر اپنے لشکر کی طرف چلا سوقت پہونچے کہ ژوپین اور مرزوق شاہ فرنگ سے عفت جنگ میں لڑائی ہو رہی
 تھی باجوہ دہانچ آزمائی ہو رہی تھی امیر کو دیکھ کر جتنے سپہ دار تھے سب خوش ہو گئے اور اگر قدیموس ہوئے ژوپین
 فولادین نے مرزوق کو اٹھا کر زمین پر چا کر کہا کہ اے فرنگی بھگت کیا ماروں جا اور کسی کو بھیج مرزوق تو لشکر میں
 آیا اپنا حال خراب سکو سنایا مالک اشتر نے جاکر ژوپین کا مقابلہ کیا ژوپین فولادین نے مالک اشتر پر ایسا گزدارا کہ
 ہر دم سے عرق ٹپکنے لگا مالک اشتر نے بھی اپنے کو سنبھال کر ایسا جواب دیا کہ ژوپین بھی چیلن ہو گیا وہ ہر تنک دونوں
 پہلو ان گرز لڑنے لڑے بھر تلوار کھینچی ژوپین فولادین نے قرب شام کے مالک کے ہاتھ کو زخمی کیا جرات کر کے زخم کاری دیا کہ
 شہسوار فلک نے درمیان میں مکر مصلحہ کیا دونوں لشکر اپنے اپنے مقام پر گزشتہ شاہ فلک چہام پہلو نوکی جنگ کا تار
 دیکھ کر پائے تخت مدد پہ جلوہ افروز ہوا اسکی روشنی سے سطر وی زمین بہرہ اندر و مواد دونوں لشکروں نے نصرت الائی کی
 نیت زور آزمائی کی ژوپین اور خیر شیربان سے مقابلہ ہوا ژوپین نے نیزہ سے مرکب بکھیر کر اگر کہا کہ جا اور کسی کو بھیج پھر
 میں آقاوند زرشبان ژوپین کے سامنے گیا قند نے ژوپین کے دار کو در کے ایک گز مارا ژوپین نے خالی دیکر کہ
 ہاتھ بھینک کر قند کو گھوڑے پہ بھینچ لیا کند کا بنوچ اسکی گردنیں ڈاکرا نی طرف لانچ لیا اندر و کو برداشت نہ ہوئی میرا
 میں جا کر ژوپین کو تاشام گز بگڑا اس چکے مک سڑا کہ دونوں لشکر زمین اٹھا راحت و آفرین کی بلند ہوئی ہر ایک ان کی
 سے صد انجمن کی بلند ہوئی ہر گاہ دونوں لشکر اپنے اپنے خیمہ گاہ کی طرف پھرے جنگ کے نوشیروان کو کہا کہ کل ژوپین فولادین سے

بدیع الزمان کو ضرور جنگ ہوگی کہ اس لطیفی کے دیکھنے سے عقل بہادر فکری ذنگ ہوگی نوخیز دان نے کہا تعجب کیا ہے میرا دل بھی اس بات پر گواہی دیتا ہے بارے رات گزری جب صبح ہوئی اور میدان میں طرفین کے لشکر کے ٹپوں نے ٹھوڑا امیدائیں نکالا اپنے تئیں خوب سنبھالا اور مبارز طلب ہوا ادھر سے شاہزادہ بدیع الزمان اپنے مرکب کا ٹھکانا اس سے مقابل ہوا روپین بولا کہ اوہیت قدر تو کون ہے اپنا نام بتا کہ بے نام و نشان مایانہ جاتے تھے قتل یہ شخص افسوس کہلے امیر زادہ بولا کہ بدیع الزمان بن حمزہ میرا نام ہے لاکیا حرم رکھتا ہے روپین نے ایک گز امیر زادہ کے ایسا مارا کہ تین سو ساٹھ روپین خون دوڑ گیا اور ہر بن ہو سی خون چکنے لگا مگر امیر زادہ نے مردانہ وار اپنے کو اٹھ کھڑا کہا کہ ہاں اور دو جہر کرے روپین نے کمال گرما گری سو دو جہرے اور شاہزادہ پر کئے اور چند گز متوازی اس کے کنارے شاہزادہ نے اس کے جہرے کو رد کر کے ایسا گز مارا کہ سپر روپین کی ٹکڑے ٹکڑے ہو گئی اور روپین کی انگوٹھیں اٹھ کر لیا یہاں کا عالم سپر چھا گیا اس طرح دو پہر کامل تک دونوں پہلوان گز بگڑاٹے پھر نوبت تلوار کی آئی تو کہ جنگ نے اور ہی صورت دکھائی تلواریں بھی ٹپنے لگیں ہو گئیں کندین چلنے لگیں بعد ازاں دونوں بہادر پیادہ ہو کر ایک دوسرے کو زور کرنے لگے امیر زادے نے دوبار روپین کو تازا ہاتھ لیا بڑے زور سے گھٹکوں تک لایا لیکن زیادہ اس سے نہ اٹھا سکا کسی طرح وہ سر سے اس کا اسمین شام ہو گئی دونوں لشکر و زمین بطل باگشت بجا صبح کو پھر بدستور صف آرائی ہوئی روپین نے لنگ بن جا لاکار نے لگا ہر ایک کا نام لیکر پکار نکلا کہ جسکی موت ہو میرے سامنے آئے مکن ہے کہ میرے سامنے سے چکر زندہ جاوے میرے آشتی دوزار کو قلب لشکر سے نکالا اور روپین نے پھوٹتے ہی امیر کی کمر پکڑی امیر بھی اسکی کمر پر دست انداز ہوئے اور ایک دوسرے کو زور کرنے لگے جب دونوں کے مرکب تازا نو زمین میں دھنسن گئے دونوں بہادر پیادہ ہوتے کشتی کرتے پر مادیہ ہوئے دیر تک داؤد وچ چلائے آخر امیر نے نعرہ کر کے روپین کو اٹھا کر سرگرداں کیا اور زمین پر دیا کہ بھائی پر چڑھ بیٹھے عمرو بن امیہ نے کند سے باندھ لیا فی الفور امیر کیا امیر نقارہ شادمانی کا بجاتے ہوئے غصہ گاہ کی طرٹ بھرے اور سید سے غلطی میں چلے گئے یہاں پہلوانوں نے جمع ہو کر عمرو بن امیہ سے کہا کہ روپین نے ہم سب کو ذلیل و سبکا جنگ میں کیا ہے بڑا صدمہ دیا ہے اگر یہ زندہ رہے گا تو ہمیشہ نکلے اس جھپکتی رسی کی تمام خلقت ہکو بڑا سخت کہیں کسی مذہب سے یہ وہ والا جاتا یہ بھی ہماری ماتھ سے ذلت اٹھاتا تو بچ مٹا عمر دے کہا کہ امیر بھی روپین سے پہلوانوں کو نہ ماریں بلکہ نہایت سبکے زیادہ عزیز رکھیں گے کہ ایسے پہلوان شہ زور سیر نہیں آتے ہن قدر شناس بہادران اسے جو ان جری کا قتل بھی خیال میں بھی نہیں لاتے ہن جب لوگوں نے عمر کو لالچ دیا عمر نے ہر دم سے کہا کہ تو سیدہ گم کر کے روپین کو ماریں اگر امیر بچا زندہ ہوئے تو میں جواب دہی کرونگا انکو بہر صورت رضا مند کرونگا ہر دم نے سیدہ گم کر کے روپین کو بلایا روپین کا دل و جگر اسی وقت پھل گیا امیر جو محل سے برآمد ہوئے روپین کو طلب کیا معلوم ہوا کہ ہر دم نے اس کو سپر پلا کر سیدہ گم کر دیا اس کے ساتھ ایسا سلوک نامناسب کیا امیر ہر دم سے بہت ناراض ہوئے ہر دم نے عرض کی کہ

عمر دین امیر کے لئے سب عمل کیا انکے کہنے سے میں نے اسکو سیدہ بدلا دیا امیر کو اس میں قصور نہیں ہوا اسکا نام از خود کرنا میرا
مقدور نہیں خون اسکا عمر دین امیر کی گردن پہ ہوگا امیر نے عمرو سے ناخوش ہو کر کہا کہ اس نے تیرا کیا بگاڑا جو تیرے اسکو
مر واد لاہم و دولا کہ یا امیر یہ گردن زدن فی ہا سی قابل تھا کہ مارا جائے تا مخلوق اس کے دست ظلم سے نجات پائے امیر نے تلخ
کیا کہ کیا گردن اگر عمرو کی جا پر کوئی اور ہوتا تو بربک جہ اسکو بھی سیدہ بدلا کر مار ڈالتا مگر اس پر بھی سنا چاہا کہ عمر کو مایہ
اور فرمایا کہ اگر مارا گیا اسطرح کی حرکت بے حکم میرے کی تو بہت بُری طرح سے پیش آؤ گناہ ایک بدلے عظیم تیرے سر پر لاؤ گناہ
نے کہا کہ سات کوڑے دئے ستر کوڑے امیر کو نہ مارے تو امیر نے میری کٹھن سے نہیں یہ کہہ کر سیدہ جانو شیروان کیسے
چلا گیا اور کہا کہ اے شاہنشاہ میں نے اس پر کٹھن کیا کیا اس پر بھی اور جانفشانی کی اسکا نتیجہ یہ حاصل ہوا کہ ایک
کا فر کوڑے سات کوڑے چھ کوڑے تمام پہلو نو لگی تاکہ وہ نہیں بچا جو سبک و ذلیل کیا امیر کے دل پر کتنا براؤ افندیا اگر حضور
محمّد رحیم تو خدمت گزادی میں حاضر رہے ہوں دل و جان سے اپنی تابعداری میں حاضر رہے ہوں نوشہرہ دان نے خوش
ہو کر کہا کہ امیر تو میری آنکھوں پر یہ بیکہ خلعت فاخرہ سے سرفراز کیا سب مصاحبوں سے اسکو ممتاز کیا اور کرسی
بٹھے کو دی بہت توقیر اور عزت کی امیر نے جو یہ خبر سنی اسکی دہشت سے شب بیداری اختیار کی ہر طرح سے ہوشیاری اختیار
کی اور عمرو پر شب امیر کی فکر میں آتا مگر بیدار پا کر چپکا چلا جاتا آخر ایک شب کو امیر سہلے بہت قضاے بغیر غافل ہو گئے
عمرو تو اسی تاک جہاں تک میں رہتا تھا امیر کو غافل پا کر تنگ سے دار سے ہوشی تھنوں میں پھونک کر بیہوش کیا اور کندہ
بانہ صحران کھل کر بیٹھ لیا اگر ایک درخت تنہ دار سے مضبوط باندھ کر رفیع بیہوش کی ان کوڑوں کے عوض میں یہ ذلت
دی امیر نے اپنے کو درخت سے بندھا دیکھ کر انگلی دانتوں میں دبائی انکو بڑی غیرت آئی عمر و ایک ٹہنی ڈبت
بدلے لینا عمرو کا صاحب قرآن سے اور معاف کرانا اپنے قصور کا صاحب قرآن سے بچر وانساری ۛ



سے کاٹ لایا اور ستر لکڑیاں گن کر امیر کو مار دیں امیر نے قسم کر کے کہا کہ بھلا اے دزد و مکار اگر خون تیرا گردن تو میرا
حمزہ نام نہیں اب بغیر قتل کئے تیرے مجھ کو چین و آرام نہیں یہ کہہ کر زور کر کے کندہ کو توڑ ڈالا عمرو مثل شتر بے ہمار امیر
کے سامنے سے بھاگا امیر نے تیر و مکان کو ہاتھ میں لیا عمرو نے جانا کہ تیرا میرا بوجھلوتا ہے مفت میں تو مارا جائیگا اسکے
ہاتھ سے نجات نہ پائیگا دوڑ کر امیر کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ یا امیر میرا قصور معاف کر دے امیر نے فرمایا کہ میں نے سو گناہ کھائی

میر نے بدنہ خون نکال دیا کھجک غدا میں ڈال دیا کھجک دے کہا کہ اگر یہی مرضی ہو تو میں حاضر ہوں میری گردن مانگئے نائل
 ہر جتن کو تارے میرے سو گدازنے کیواسے نشتر نکالے عمر کی رگ سے قہر خون لگلا اور بعد ازاں عمر کو لیکر لشکر میں لے
 مزدک سکیم کا شکر امیر بن اشار سے جنگ کے اور اندھا کر دینا امیر کو مع سرداروں کے
 لکھتا ہے کہ ایک دن مزدک نامی حکیم کہ جنگ سے بہت دوستی رکھتا تھا جنگ کے پاس آیا اور یہ سخن اسکو سنایا کہ اگر تو شہر
 میں امیر کو اس کے یاروں سمیت اندھا کر دے ایک تدبیر سے سکون پانچا کروں تو غیر وان نے جنگ سے یہ تقریر سنکر
 ماندھا کیا چاہئے وہ انھیں انکی کور کیا چاہئے مزدک کو بل کر خلعت دیا اور بہت سی نوازش کی اور انھیں دیکھ
 نا خوش کیا مزدک عمر بن امیر کے پاس گیا اور اپنی سبکی و مصیبت بیان کر کے بہت سی زار و نالی کی اور کہا
 ر آپ کی عنایت سے امیر بخیر دست میں میرا رہنا ہوتا تو لشکر یونگی دو کر کے اوقات بسر کرتا عمر دے موقع پا کر امیر عرض
 میرے کہا کیا مضائقہ ہے اگر وہ حکمت کر کے اپنی اوقات بسر کر لیں تو خالی بازو اب نہیں ہو جائے عمر و حکیم مزدک
 کے پاس لے آیا اور اسکی تعریف کر کے اسے ملایا امیر نے اسکی حال بہت سی نوازش کی اور فرمایا کہ بہتر ہو جاوے لشکر میں لکھنا
 درج کیا کرو جو یہاں ہوا سکودا دو مزدک لشکر میں رہنے لگا اتفاقاً امیر کی آنکھوں میں کچھ غبار سا لگیا اعلیٰ نے اپنی ہر حال سا بھیج
 ہر نے مزدک بل کر بیان کیا مزدک نے ایک سرمہ مقبول تیار کر کے امیر کی آنکھوں میں لگایا امیر کی آنکھیں تار سی
 بن ہوئیں ان میں تکلیف سے افاقہ پایا امیر نے دوبارہ دوبارہ اس سرمہ کا استعمال کیا اور مزدک کو بہت کچھ انعام دیا ہر
 بت و خوش کیا یاروں نے بھی میرے مہر کی تعریف سنکر اپنی آنکھوں میں اس سرمہ کو لگا یا ہر شخص اپنی حاجت اسکے پاس لایا
 وہ دیکھ کر حسب استطاعت مزدک کے پیشکش کیا جسکو جو میر ہوا سکودا دو مزدک اس سرمہ میں اندھے ہوئی
 بیان شامل کیں اور امیر سے جائز عرض کی کہ باقاعدہ جو سرمہ میں نے بنایا ہے ایک جزا عظمیٰ میں ملایا ہے پہلے سرمہ
 ہمیں بہتر و حقیقت میں اس کے برابر ہی زیادہ ز صفت اس میں یہ ہے کہ ایک دفعہ کے لگانے سے زندگی بھر آنکھوں میں نہ
 نیکی احتیاج نہ ہوگی پھر بھی آنکھ سرمہ کی تخلیق نہ ہوگی امیر نے یاروں سمیت اس سرمہ کو لگا یا سب کے استعمال میں وہ سرمایہ
 لے دیکھا کہ میں بنایا کرو چھ سب کام تمام کر چکا اب اگر بیان رہ ہو لگا تو امیر انھیں میری نکلوانے اس میری حرکت کی کسر
 لینے وہاں سے چلتا ہوا ادب یہاں رہنا نامناسب ہوس جگہ سے بھاگنا واجب ہو تو شیر وان سے اگر کہا کہ میں نے امیر کو یاروں
 بتا دینا کہ رو یا سکون کھل اندھا کیا تو شیر وان نے کہا کہ نہ مگر معلوم ہو کہ قول تیرا راست ہو جو تو کہتا ہے کم و کاست میرے سامنے عرض
 بل جنگ بولے آپ ہی معلوم ہو جائیگا سارا لشکر اندھا ہو گیا تو کو کوں آئینا تو شیر وان نے اس وقت طبل جنگ بجا یا
 میرے معیار دن کے طبل جنگ کی آواز سنکر بانی منہ دھوئے کو منگو کر چند دھویا دھوینے کو کچھ نظر نہیں آتا ایک سرور
 بن اندھا پایا امیر نے فرمایا کہ ان مزدک کو دیکھو تو کہاں ہر مزدک کو لب بکب دکھائی دیتا ہے امیر نے کہا کہ اگر تو غلام ہو لکھو
 نہیں آتا در حقیقت کے لشکر میں طبل جنگ بجا اگر میدان میں نہیں جاتے ہیں تو وہ دن دھار کر لشکر پر اگر نیکی سب اسباب لے

لیجائینگے اور سکو ایک ایک کوڑیا محتاج کرینگے ہر حال جو کچھ صفت آرائی کیا چاہئے امیر سوچ کر میدان میں آئے اور لشکر کی صفوں کو قائم کیا نو شیروان نے فروک سے کہا کہ اگر یہ لوگ اندھے ہوتے تو میدان میں نہ آتے اندھوں کو رٹنے کے لئے نہ لاتے وہ مردک بولاکہ کسی کو رٹنے کے واسطے بھیجے معلوم ہو جائیگا نو شیروان نے عادیونین سے ایک پہلوان کو بھیجا اُس نے میدان میں آکر آیا واز بلند کیا کہ اے عروجم کیا ایک سر سے اندھے ہو گئے ہو کہ میں کب سے سباز رطلب ہوں اور تم میں سے کوئی نہیں آتا میدان میں آکر اپنی جادری نہیں دکھاتا ہر دم کو اس کا کھانا گوارہ ہوا ہے پھر پھر اٹھا کر اُس کے روہرہ آیا اور گڑبڑ بپٹا کھا کر لیا اُس عادی کے سر پر بار کہ عادی مع مرکب بست ہو گیا تو نو شیروان نے پے درپے چھ پہلوان عادیونین سے ایک ایک کر کے ادب بھیجے ہر دم نے سب کو طعنے گزندہ شیریں کیا نو شیروان نے قی کو حکم دیا کہ ہر دم کا گھیر کے اور ہر گرجانے نہ دو جب لشکر نو شیروان کا ہر دم پر آگرا ہر دم نے دو تھڑ گرز مارنا شروع کیا سیکڑوں کا فرار کیئے آخر تاب نہ لاکر ہر دم کے سامنے سر بھٹکے اور ایک بہت بڑے فاصلے سے تیرا نیچے لگے ہر دم کے گئے میں ہفت زردہ واؤدھی تیرک اتر کر ناٹھا ان کا تیرا ناٹھ اس کو بھڑکرتا تھا آخر پنجک بولا کہ یار ہر دم ہفت زردہ واؤدھی پہنچے ہوئے ہے اُس کے بدن میں تیرنے لگے گا مگر ان پانوں میں تیرا دو تو ابھی گڑبڑ ہاڑی تیرا انداز نہ تے ایسا ہی کیا ہر دم نے امیر کو آواز دی کہ کیا امیر اس دم وقت مدد کا ہی جلد آئے اور کافروں کے ہاتھ سے بچائے امیر نے اشقری باگ لیکر زبان جنی میں کہا کہ اس دم میں نامیا ہوں تو جوان کافروں کو کھٹا مسطون جانا ان کافروں کو عاجز بنانا یا یہ امیر نے لشکر کفار میں کھسکے کشتوں سے پشتے باندھ دیے ہزاروں میدان قتل کئے نو شیروان نے لشکریوں سے کہا کہ حریت کی طرف سب اندھے ہیں کہناک لڑینگے آخر ٹھوکرین کھا کھا کر گڑبڑینگے سو وقت تم لوگ بہت کونہ ہارنا ایک لڑائی میں مارنا ہر خد کفار نو شیروان کے کہنے سے لڑے مگر آخر بھاگ کھڑے ہوئے امیر مظفر و منصور اپنے غیصے میں داخل آگوا و یاروں سے کہنے لگے کہ جب تک آنکھیں روشن نہ ہوں تب تک یہاں رہنا اچھا نہیں ہے جو غم کر رہا ہے نہ نیک ہو و ان چکر آنکھوں کا علاج کیا چاہیے پھر سمجھ لیا جائیگا بعد اذینان کے سامان جنگ کا کیا جائیگا چوب گردان پہلوان نے غم کی کہ یہاں تین منزل پر میرا شہر بنام اسکا آمد پیل ہی اور قلعہ اسکا بہت مستحکم ہے اگر مرضی مبارک ہو تو صحت تک وہاں چلے تشریف رکھئے امیر نے فرمایا کہ اچھا تم پیش خیمہ مع لشکر لیکر روانہ ہو اور آگے سے جا کر قلعہ کو مستحکم کرو میں بھی آتا ہوں سب لوگوں کو آرام سے اپنے ساتھ لانا ہوں اسیدن امیر کے لشکر نے دانے کو چ کیا تمام فوج و لشکر اپنے ساتھ لیا اور آدھیل کی طرف راہی ہوئے نو شیروان نے اندھا سمجھ کر ان کا تعاقب کیا تو جگہ تک پہنچا کہ حکم دیا امیر جو چاہو پہلوانوں سے رو گئے تھے لشکر کفار ہر جا گئے اور اس قدر غزنی کی اور کافروں کے کہ عالم نیسانی میں بھی کبھی ایسا کشت و خون نہ کیا ہوگا آخر فوج کفار بھاگ کھڑی ہوئی ایک بھی نہ بچا سب فرار ہوئے یہاں تک کہ بے اختیار ہوئے امیر مظفر و فیروز قلعہ آدھیل میں داخل ہوئے جب وہاں پہنچے تو سب طرح کا طعنہ حاصل ہوا

و قلعہ کے دروازے کو مستحکم کر کے خندق کو پانی سے لبریز کر دیا حریف کے آنے جا سیکا بالکل راستہ بند کر دیا اور جا بجا فسیلون
بموجب بندی کر کے آنکھوں کی بنیائی کیواسطے بارگاہ آسمانی میں مناجات کرنے لگے نوشیروان نے جا کر پہلے تو قلعہ سے لڑائی کی
جب قلعگیوں نے اس کے بہت سے لوگ مارے تب محاصرہ کر کے اتر پڑا قلعہ کے لینے پر اڑا۔

نامہ ششم بن حمزہ اور حارث بن سعد کا امیر کی ملازمت کیواسطے اور اچھا ہونا امیر کی آنکھ کا حضرت خضر کی مدد سے

راوی لکھتا ہے کہ ہر دم کی بہن کے بطن سے امیر کا بیٹا ہوا تھا اسے نام ہاشم رکھا تھا اور سعد بن عمرو بن حمزہ
کی منگوت بھی بیٹا بنی تھی اسے نام اسکا حارث رکھا تھا دونوں دادا پوتے تو برس لگے ہوئے تھے بسبب سنی کے دونوں
بین یا یکدیگر بڑی محبت تھی باخود ہا کمال الفت تھی شکار کھیلنے کو بھی دونوں ساتھ ہی جاتے تھے کھانا بھی ہر روز ساتھ ہی کھاتے
تھے ہاشم بن حمزہ کا معمول تھا کہ جب شیر کا شکار کرتا اسکا کلبہ بچوں کو کھانا ہمیشہ ہی ملتا تھا اس سے ہاشم شیر خوار اسکا
نقب ہو گیا تھا جب امیر کے قلعہ جبہ بنو تکیہ لشکر میں پہنچی دونوں دادا پوتے لشکر دار لیکر آدھل کی طرف روانہ ہوئے چند روز قلعہ
آدھل پر پہنچے دیکھا کہ قلعہ کو محاصرہ کیے پڑے ہیں فوج کے نشان جا بجا گرے ہیں جس طرح شیر خوار بکر دیکھ کر کھینکتا
ہا شم اور حارث ملواریں کھینچ کر لشکر کفار میں گھس پڑے بیدار ہوئے اس فرقہ بجا رہیں گھس پڑے اور اس قدر تیزی کی
ایسی ادا شجاعت دی کہ کافروں کے حواس بجا نہ رہے ہزار ہا کافر طعمہ زندگانی شیر ہوئے سنا کہ جنم سے جا کر بنگلہ ہوئے آخر قلعہ کے
نیچے سے بھاگ کر کئی پر تباب تیر کے فاصلہ پر خمیر زن ہوئے لشکر اسلام نے جانا کہ غیب سے ہماری مدد آئی قلعہ کا دروازہ کھول
کر ہاشم و حارث کو قلعہ کے اندر لے لیا ان دونوں کو داخل قلعہ کر لیا دونوں جا کر امیر کے قدموں پر گر پڑے اور اپنے نام و نشان
سے امیر کو گاہ کیا انکو اپنا قصہ سب سنا دیا امیر کو عجیب طرح کی خوشی ہوئی کہ جسکا پاپا یا نین بیان اسکا ہو سکے یا مکان میں
دونوں کو دونوں زانو زانو بیٹھائے پیار کرنے لگے اور لوگ اپنے زبرد و جواہر شہزادہ لگے ہاشم نے عرض کی کہ یہ مقام اچھا نہیں ہے ہمارے
لشکر کو کمال تکلیف ہوگی اس سے بہتر یہ کہ ہر جس میں تشریف لیجئے کہ وہاں لشکر کو آرام ملیگا سب کے رہنے کو اچھا مقام
ملیگا امیر نے تقارہ کوچ کا جو ایسا اور بدست کی طرف روانہ ہوئے لشکر کفار بھی مجھے پیچھے چلا گیا جب امیر نے حالی دہوائی قلعہ
بر در معین داخل ہوئے لشکر کفار قلعہ کو محاصرہ کر کے اتر پڑا امیر شب و روز اپنی آنکھوں کی بنیائی کیواسطے روم و کریمات کیا
کرتے تھے وگاہ آسمانی میں بصارت کیلئے دعا کرتے تھے ایک دن خواجہ خضر وادھوئے اور ایک پتہ لکھانے لگے سے چند قطرے عرق کے امیر کی
آنکھوں میں ڈالے امیر کی آنکھیں تان اسے روشن ہوئیں سب غبار و رند و حیر و دھوکا خادہ ششم پڑ پڑ گیا امیر نے خواجہ خضر سے شرف ہو کر کہا کہ میں تو
آپ کی بدولت اچھا ہوا لیکن میرے جتنے باہرین سب اندھے ہوئیے کیا میں بنیائی کے جانیسے سخت مجبور و لاچار رہوں اور ظاہر یہ کہ بے یار و مدد
ہو سچا کارہ ہو خواجہ خضر نے چند پتے دیکر فرمایا کہ انکو عرق کی آنکھوں میں ٹپکا دو بس یہی دوا کرو سب بنیا ہو جائیگی اللہ کی
عنایت سے بنیائی پائیں گے یہ کہ کفار غائب ہو گئے امیر نے سب یار و کئی آنکھوں میں ان تو کفار عرق ٹپکا یا سب بنیا بنیا ہو گئے حضرت
خضر کی عنایت سے مقصود دلی پایا عمر و بن امیہ نے امیر سے کہا کہ معلوم ہوا یہ سب شہزادے تھے کہ باطن کی تخی اگر حکم ہو تو

اسکو کچھ سزا دیں اُس سے اس حرکت کا انتقام دیں امیر نے فرمایا کہ وہ اپنا بی سزا کو پہنچ رہا کسی کو رنج دینا کیا فائدہ ہے یہ بات ہو کر ہرگز نہیں منظور ہو سکتی تھی تو اس پر زہر کھلے ہوئے تھا اسکو جین کمان تھا اسوقت تو چپ ہو رہا امیر کے خوف سے کچھ نہ کہا شکوہ و دجی کی صورت نہ کر بخجک کے خیمے پر گیا دربانوں سے کہا کہ وزیر سے عرض کر دو جلد اطلاع دو کہ ایک باورچی روم سے آیا ہے اگر چنگین و شیرین سب خوب پکاتا ہو لیکن ہر سہ ایسا پکاتا ہے کہ دنیا میں اسکا جواب نہیں ہو بخجک نے اسکو شیعے میں بلالیا اپنے پاس آئیگا حکم دیا کہ مگر ڈاکہ ایسا ہو مگر وہ ہے پھر دین سمجھا کہ عمر تو بامینا ہے البتہ یہ باورچی ہی ہوگا مگر اُسے بھی کئی حیا رہی اسکی تھکات کے لئے کئی آوی ہو شیار بھیجے کہ دیکھو عمر حمزہ کے پاس یہ یا نہیں حیا رہی ہے سے شکوہ کیا یکے کے شہدہ کرنے لگے کہ اگر شاید یہ شخص عمر وہی ہووے تو ہمارے ساتھ آئندہ کو عداوت کر جائیہ ایسا شخص ہو کہ کسی سے نہ ڈر جائیہ سوچ کر تو بڑی دودھ جاکے پھرتے اور بخجک سے کہا کہ حمزہ کے پاس عمر وہی بخجک کو اطمینان ہوا عمر کو کہ ہر سہ پکاتا حکم دیا سب سامان اسکا فوراً لایا گیا عمر نے ایسا عمدہ ہر سہ پکایا کہ بخجک نے پیالہ پات جاتا کھلایا اور نوشیروان جاکر کمان مفت و ثنا اسکی تقریب کی اور اس کے کالات سے اطلاع دی نوشیروان نے اپنے باورچی خانے کا اسکو داروغہ کیا سطر ج کا اسکو اختیار دیا عمر ہر روز نئی طرح کے کھانے پکا کر کھلانے لگا ایک شکوہ سہ منی دیگ جو طے پر چڑھائی کر سواے اوصن کے آئین گوشت وغیرہ کچھ نہ ڈالا جب نصف شب گزری باورچی کو بیوش کر کے بخجک کے خیمے میں گیا دیکھا کہ بخجک کی نفر خواب بندی جو ش خواب سے سکی آنکھ بند کی شغال عبیر بیوشی اسکی ناک میں دیا جھینک مار کر وہ بیوش ہو گیا عمر اسکو چادر میں لپیٹ کر باورچی خانہ میں لایا اور اُسی دیگ میں کہ بانی جو ش کھارنا تھا ڈال دیا جب وہ اودھ ہو گیا تب پوست دس کر توڑ میں مین کاڑ دیا حکمت علی سے تہ خاک کیا باقی اعضا کا ہر سہ پکا کر صبح بادشاہ کے دسترخوان پر لگا دیا بادشاہ نے اکثر اراکوں آئین سے عنایت کیا اور تعریفیں کر کے کھلانے لگا اسکی کارگیری کی تعریف سکوت نے لگا اتفاقاً ایک انگلی ہر سہ میں سے نکلی اور اس انگلی میں انگوٹھی غائبی بادشاہ کی حق نوشیروان نے اُس انگلی کو دیکھ کر ماتھ کھانے سے کھنچا باورچی سے پوچھا کہ یہ انگلی کسکی ہے اس کھانے میں کمانے آئی ہو تو نے کیوں پکائی ہو باورچی تو کچھ نہ بولا مگر انگوٹھی سے پچانا کہ بخجک کی ہر حکم کیا کہ دیکھو تو بخجک کیا کرنا ہو بلا لاؤ اسکو میرے پاس جلد لاؤ لوگ بخجک کے خیمے میں گئے تو بخجک کا پلنگ خالی پایا معلوم نہیں کیا ہوا کس بلا میں مبتلا ہوا ادھر ادھر ڈھونڈھو بیٹھ کر غصہ کی بخجک اپنے خیمے سے غائب ہو بادشاہ نے معلوم کیا کہ یہ ہر سہ بخجک کے گوشت کا تیار ہوا تھا قے کرتے کرتے جا رہا ہو گیا اس تکلیف شدید سے حال اسکا زار ہو گیا اور عمر وہاں سے اڑ پھو کہ امیر کے پاس جاکے موجود ہوا آئین بند چہرے نے نوشیروان نے دل بزر چہرے فرمایا کہ تھوڑے عرصے کا ہر سہ رکھا ہے اسے کھاؤ تم بھی اس غذائے لطیف سے مزہ اٹھاؤ جب بزر چہرے نے عذر کیا کہ میں کھانا کھا کے آیا ہوں اور غذا پر غذا کھانے سے داخل واقع ہوتا ہے کھانا کیونکہ اس وقت ہوتا ہے نوشیروان نے کہا کہ میں نے جانا بس سب سے تم نہیں کھاتے ہو اس کے کھانے میں غذا ملا تھی یقیناً تھے از رو سے رمل و زبانت یہاں ہو کر مجھ پر اطلاع دینے کی کچھ بھیجے خبر دے

بنر چھوڑنے لگا کہ حکم کا دستور نہیں ہو کہ بے پوچھے کچھ کہیں اور جب پچھین تھا موش بہن نہ کہ ایسی خبر دینا تو شیر وان جب
 واقف ہوا اور بندہ چھوڑ کے اس کلام سے ثابت ہوا برہم ہو کر بند چھوڑ کر آنکھوں میں لیل کی سالیان پھر وادین لکھی سکھین بھی کر دین
 اور ہرگز کو اپنا قائم مقام کر کے خود مدائن کو چلا گیا بند چھوڑنے امیر سے آکر کہا کہ اسے فرزند میں نے سنا ہے کہ خاتم النبیین نے
 خروج کیا ہے میں نے جو کہ بھیج دیا کہ زیارت حاصل کروں انکی قدر ہوئی سے سعادت حاصل کروں امیر نے لوگ ہمراہ کر کے طرے اہتمام
 بند چھوڑ کر کہیں بھیج دیا خوشی خاطر نصرت کیا خواجہ عبد المطلب بند چھوڑ سے ملاقات کر کے کہا کہ اسے وضع ذکر پر پیش لے دیر آ کر وادین
 صلی اللہ علیہ وسلم کا قدوس کر دیا جب بند چھوڑ کو جمال بالکال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نظر آیا بند چھوڑ نے وہ خلیفین رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم سے خاک اٹھا کر اپنی آنکھوں میں لگا لی فوراً بند چھوڑ کی آنکھیں روشن ہو گئیں اور اسکی برکت سے آنکھوں میں روشنی
 اور دین حضرت اسی ہی تھائی اور بیخبرہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کا ملک ملک مشہور ہوا اب ہر مڑ کا حال شیخہ شیر وان ہر مڑ کو
 تحت پر چھوڑ کے آپ مدائن کی طرف گیا ہر مڑ نے سیاوش بن بند چھوڑ کو خلعت و زارت دیکر وزیر اول کیا اور اپنے دہنے
 کر کے پیچھے کو دی بہت سی عزت و توقیر کی اور بختیارک بن بختیارک کو کرب و محنت میں اپنے باپ کا باب تھا ضرور دم
 کر کے بائیں طرف کر سی بیٹھے کو غنایت کی بختیارک نے چند روز میں ایسا ہر مڑ کے مزاج میں دخل کیا کہ گویا خود بادشاہ
 ہو گیا بے اسکی اجازت کے کوئی امر ہرگز نہ کرنا تھا اتفاقاً ایک دن ہر مڑ نے بختیارک سے کہا کہ اسے وزیر صاحب تدبیر
 ایسی لکھ گیا چاہیے کہ حمزہ حق فرزند ان و عزیزان در قمار اجاتے تب میرے دل کو قرار آئے اسنے عرض کیا کہ باختر می شہزادہ
 کو آؤدھ چھوڑ کر وہ لوگ یہاں آدین تو ہاں شہرہ مطلب حضور کا حاصل ہو یہ لکھ ایک نامہ ہر مڑ کی طرف سے گاؤننگی بادشاہ خا
 کو شکایت حمزہ کا لکھا اور اس میں مدعی کیا کہ یہاں تو ایسا ایسا اس عرب نے کیا ہے اس شہر کے سب آدمیوں کو کھینچے
 میں لینا ہو گئے کہے ملک کو بھی ناخست قرار کیا جاتا ہے تو کو بھی اذیت دیا جاتا ہے ہر گاہ گاؤننگی نامہ کے مضمون سے
 آگاہ ہوا اپنے بیٹوں کی طرف دیکھ کر کہا کہ کوئی جا کر حمزہ کو میرے پاس پکڑ لائے اس مقدمہ میں اپنی دلاوری دکھاسا
 ہر مڑ ان زمرہ میں نام گاؤننگی کا حامد و اٹھ کھڑا ہوا اور زمین ادب چوم کر بولا کہ یہ کام میرا ہے گاؤننگی نے
 تیس ہزار شیر سوار ہمراہ کر کے روانہ کیا جب ہر مڑ بان ظہر پر دوع کے متصل پہنچا ہر مڑ استقبال کر کے اسکو اپنے لشکر
 میں لے آیا اور خلعت فائزہ پہنا کر شرط سہانہ داری بجا لایا اور لشکر میں شادیاں بے کھجے کا حکم دیا اور سامان عیش و نشاط کا
 بخیل میا کر انہیں شہر دے پوچھا کہ آج لشکر کفار میں شادیاں کیسے بچتے ہیں یہ نقاسے رعد کے مانند کیوں کرتے ہیں
 اسنے دریافت کر کے عرض کیا کہ بختیارک نے نامہ مضمون استعانت ہر مڑ کی طرف سے گاؤننگی بادشاہ رخام کو بھیجا تھا
 اسنے مڑ بان زمرہ میں نامی اپنے داماد کو ہر مڑ کی مدد کو اسطے بھیجا جو اسکے ایکلی خوشی لشکر کفار میں ہو ہی چکی تھیں کہ
 جب ہوئے اسات کا کچھ جواب نہ دیا اور ہر مڑ کچھ اندیشہ نہ کیا جب جو لشکر کفار سے طبل جنگ کی آواز آئی سب بہادر و دل نے جمل
 امیر نے بھی مدد لینے جا کر اپنے لشکر کی صف آرائی کی مڑ بان نے ایک خیر سوار میدان میں بھیجا اسنے لشکر عرب کی طرف

رخ کر کے آواز دی کہ جسکو روح قبض کروانی ہووے وہ خود ملک الموت کے سامنے آوے مگر میں اگر بادی دیکھا دے
 امیر سے یاروں نے کہا کہ گھوڑے ہمارے شیر کی بو سے بھرنے لگے کبھی شیر کی صورت نہیں دیکھی جو اس سے بہتر یہ ہو کہ ہم پیادہ ہو کر
 شیر سوار سے لڑیں یہی مناسب ہو کہ بے سواری اس نابکار سے لڑیں امیر نے کہہ دیا کہ اس شیر سوار سے جا کر مقابلہ کروں پیادہ
 نے عرض کی کہ کیا امیر آپ جانتے ہیں کہ میں ہمیشہ پیادہ ہو کر لڑتا ہوں جولو حکم ہو کہ اس شیر سوار سے جا کر مقابلہ کروں پیادہ
 ہو کر لڑوں امیر نے فرمایا کہ جاؤ خدا کو سونپا ہر دم نے شیر سوار سے جا کر مقابلہ کیا اُسے ہر دم پر حملہ کیا ہر دم نے اُسکے
 حربے کو اپنے گمزدگی زنجیر سے لٹا کر چھین لیا چالاک کر کے اپنے قبضے میں کیا اور گر لکھا کر اُسے اس زور سے مارا کہ مسکو
 شیر سمیت پست کر دیا عمرو بن اُمیہ دوڑ کے شیر کی گردن کاٹ لایا اس کام پر اُسے قابو پایا اور گھوڑہنگو اُسکی بوٹنگھٹا امیر
 نے کہا کہ یہ سختی کیا ہو اس حرکت سے کیا فائدہ ہو بولا کہ بوٹنگھٹا کر گھوڑہنگو ڈھیسٹ کرتا ہوں کہ پھر شیر کی بو سے نہ ڈر میں جرات
 کر کے مقابلہ کر میں امیر ہنسنے لگے اُمیہ دو سر شیر سوار ہر دم سے لڑ کر پہلے شیر سوار کے پاس پہونچا اس پر سے ایک
 ایک کیے چالیس شیر سوار ہر دم نے شام تک جہنم واصل کئے اپنی شجاعت اور دلیری سے دوزخ میں داخل کیے شام کو
 دوزخ شکاریوں نے طبعی باز گشت بجایا ہر ایک لشکر اپنی اپنی جگہ پر آیا ہر دم کو امیر نے گلے سے لگا کر بہت سی شاباشی دی
 بلکہ سامنے بہت سی توفیق کی صحیح پھر بدستور ہر دم اور ایک شیر سوار سے مقابلہ ہوا بھی ہر دم کے ہاتھ سے مارا گیا
 پھر کسی شیر سوار نے جرات نہ کی ہر چند مرزا بن نے حکم دیا لیکن کسی نے نہ سنا اور غلہ کرنے لگے کہ جو اس پہلوان دیوانہ
 کے سامنے جاتا ہو وہ جیتا نہیں پھر تاہیں بس پہلوانی جان بھاری نہیں ہو کہ اس پہلوان سے مقابلہ کریں اُسکے سامنے جا کر
 بیوت مرین قہر مرزا بن خود کھسیا نہ ہو کہ ہر دم کے سامنے آیا اور بقوت تمام ہر دم پہلے کیا ہر دم نے بدستور اول اُسکے
 حربے کو گزری زنجیر سے لپیٹ کر چاٹا کہ حربہ مرزا بن کا چھین لے مگر چھین نہ سکا بلکہ اُدھننے کھینے لگے کھینے لگے گزیر ہر دم کے
 ہاتھ سے چھوٹے لگا بے اختیار امیر کو پکارا کہ جلد آئیے تجھے تک اپنے تیل پہونچائیے ہنہ گزیر امیر کے ہاتھ سے جاتا ہو
 حربہ بچھیر قابو پاتا ہو امیر نے شہر کی باگنی اور متصل جا کر ایک نعرہ اس زور سے کیا کہ مرزا بن فلک کو اس
 آواز سے دیکھنے لگا کہ شاید ہفت فلک تو لکڑی میں پر گھر پڑے اور ہاتھ مرزا بن کا سست ہو گیا بلکہ غصہ اُس جوان کا
 سست ہو گیا ہر دم نے گزرا اپنا اُسکے ہاتھ سے کھینچ لیا مرزا بن امیر کی طرف مخاطب ہو کر بولا کہ اے جوان تو کون ہو کہ میرے
 غلہ کو مجھے چھڑا دیا یہ تو نے میرا غضب کیا بھلا اب اُسکے بے تو ہی میرا صید ہو یہ کہہ کر امیر پر جبر کیا اور بولا کہ اگر
 سکندری ہو تو اس حربے سے مجھے جاتی اس کو تارہ قدر کی کیا حقیقت تھی کہ تاب لاتا ہر گز میرے ہاتھ سے نجات نہاتا امیر
 فرمایا کہ اے مردوک دو حربے اور بھی کرنے تب تجھ کو معلوم ہو گا کہ ضرب اسکو کتنے ہیں باوجود کہ پہلو انوکھے حربے یوں ہتھ ہیں
 مرزا بن نے بے دردی دو حربے اندر کیے امیر غصے کھڑے تھے دیکھو یہ کھڑے رہے جیگر ہارے تھے اُسے رہے بارے امیر
 کی بادی آئی امیر نے گزیر لکھا اس زور سے ہر مرزا بن پر مارا اور اس قوت سے اس پہلو اتار مارا کہ انرا آدی لشکر کفار کے

اسکی و حکم سے بہرے ہو گئے اور مرزبان کے ہر بن موسے عرق چٹکنے لگا اسوقت مرزبان نے اپنے دلین اندیشہ کیا کہ
 حمزہ بڑا زبردست ہو گیا کہ ایک فیل مست ہو اسکا زبردست ہونا معلوم اور اپنے واسطے اسکے ہاتھ سے ضرر پہنچا تعجب
 نہیں کیسے غیث کے واسطے اپنی جان شیریں دینا مطلق و اتالی سے بعید ہو یہ سوچ کر امیر کے سامنے سے گھڑا اٹھا کر
 بھاگا گئی جان بچا کر بھاگا امیر نے اپنے رقب کو اس کے رقب کے پیچھے تک لجا کر اس زور سے گزرا کہ مرزبان کا بازو ٹوٹ
 گیا عربہ اس کے ہاتھ سے جھوٹ گیا اور ایک قدر کھر کو خون منہ سے نکل پڑا مرزبان اس ہیئت کذائی سے مرنے لگا
 گیا اور کہا کہ اے شاہزادے حمزہ مجھے بہت نفع دیا ہے وہ شخص بڑا دلاویز ہے میں اس سے لڑ نہیں سکتا اگر نکلو اس سے
 اپنی نجات منظر ہو تو قصا و قدر میں سریاں بن مصلال کے پاس جا کر نہا لو اس سے التجا کرو وہ البتہ حمزہ پر غالب
 آویگا یقین ہو کہ وہ اسپر قابو پاویگا ہر مرنے پر چچا کہ قضا و قدر کمان ہو مرزبان نے کہا کہ باختر کے نزدیک ہو اور
 و باختر بادشاہ سریاں بن مصلال ہو بڑا زبردست پہلوان اور قدر اسکا ایک سو چالیس گز کا اور نہایت صاحب جاہ
 جلال ہو اگر ارادہ آپکا ہو تو میں وہاں آپکو پہنچا دوں آپکا حال مفصل اس سے کہوں ہر مرنے کو گون سی شودی کیا سنا
 بالاتفاق کہا کہ جمین حمزہ مارا جائے وہ کام بھیجے اس سے ضرورتاً تمام نیچے سیاوش بن نرچہر نے کہا کہ میری صلاح وہاں
 جانیکی نہیں ہو اور اگر جائے گا تو پشیمان ہو جیے گا میں کہہ رہا ہوں بہت حیران ہو جیے گا بختیارک بولا کہ ہاں یہ تو کہا ہی جائیگا
 اپنے ہم مذہب کا سیکو پاس ہو تا ہی سیاوش یہ سن کر جیکا ہونا دوسرے دن ہر مرنے دانے سے کوچ کیا سب نو جوان ملے ملے کا
 حکم دیا اور چند درمیں ساقی قلع کیے قضا و قدر کی سرحد میں پہنچا مرزبان نے پہلے سے جا کر سریاں سے ہر مرنے کی توفیق
 کی اسکی پریشان حالی کی اطلاع دی سریاں ہر مرنے کو استقبال کر کے لیکر شکوہ کھانا کھانے بیٹھے ہر مرنے دیکھا کہ ہر
 سو رقباب کیا ہو سریاں کے روبرو دکھائی ہو سریاں نے اپنے ہاتھ سے ہتھیار سا گوشت کا لکڑا ہر مرنے کو دیا ہر مرنے کو کچھ عذریہ
 مرزبان نے ہر مرنے کا نہیں کہا کہ اگر نہ کھائے گا تو سریاں بہت ناراض ہو گا ہر مرنے مجبوراً ایک نوالہ اپنے منہ میں لگا لیا کہ
 قحی سریاں کو بہت ناگوار ہوا اور اپنے ہتھنیوں کو حکم دیا کہ لات و سات نے یہ بکریاں تھارے لیے بھیجی ہیں تم شوق سے ہر مرنے
 لشکر میں جا کر خوش کرو نرم غذاؤں سے طبیعت کو لذت دو لوگ اس کے ہر مرنے کے لشکر میں جا کر آویس کو کچھ کچھ کھانے لگے پانٹا لے
 سر پر لائے لگے ہر مرنے کمال خائف و عاجز ہوا اور ہزار ہفت بختیارک کی عقل پر کی بعد از ان سیاوش سے مخاطب ہو کر کہنے لگا
 کہ اے خواجہ زردے نفس الامری اگر میں تمھارا کہنا مانا تو یہ دولت و خوارگی و انفعال نہ اٹھانا اپنے تمام لشکر کو اس
 بلایں نہ پھینکا تا کہ اب کی طرح یہاں سے نکلنا چاہیے کوئی تدبیر یہاں سے چلنے کی کیا چاہیے سیاوش بولا کہ بغیر از اعانت حمزہ
 آپکا نکلنا یہاں سے دشواری زندہ اس امر میں مجبور و لاچار ہو ہر مرنے کہا کہ حمزہ کا بچہ کو کھلا میری مدد کرے گا وہ تو مجھے
 ناراض ہو البتہ اگر آپ کیسے گا تو ہندو لکھ کر یہاں سے نکلے گا حمزہ از مذہب صاحب مروت ہو آپ جانتے ہیں کہ پہلا
 بہت ہو البتہ اگر آپ کیسے گا تو ہندو لکھ کر یہاں سے نکلے گا اگر ایسا جائے تو تو تمھیں میری طرف سے جا کر کو میری خرابی ہے

اطلاعدنیاوش نے امیر سے جا کر بہت کچھ ہر مہر کی سفارش کی امیر نے فرمایا کہ ایک شرط سے میں اس کی اعانت کرتا ہوں کہ وہ بصدق دل مسلمان ہو دین اسلام کا تابع فرمان ہو سبیاوش نے ہر مہر سے جو کچھ امیر نے کہا تقابسان کیا ہر مہر نصف شکو امیر کے پاس گیا اور بہت سے زائد دانی کی شرح مستعالی کی امیر نے اس کو کلمہ پڑھا کر یہ نشانی تمام تخت پر بٹھلایا اور کھانا مٹا کر بالاتفاق نوش جان فرمایا ہر مہر نے کہا کہ یا امیر مجھ کو دلائل پہنچاؤ کیے اتنی مہربانی میر جا کر کیجئے امیر نے فرمایا کہ تم کو اختیار چھان جی چاہے وہاں تم جیسا مناسب جانو وہ کرو مگر دین اسلام سے نہ پھرتا میں تو بچاؤ کی گنت افسوس کھاؤ گے یہ کہ مہر مہر کو رخصت کیا سریال ہر مہر کے بے رخصت چلے جائیے بہت برہم ہوا اس بات کا اس کو بڑا غم ہوا اور اس پر یہ طبع تنگ ہو کر میدان میں آیا سب لشکر کو مہر کے میں لایا امیر نے بھی اپنے لشکر کی صف بندی کی سریال نے امیر کو دیکھ کر خود ہی گھوڑے کی باگی اور میدان میں کھڑے ہو کر لگا کر اڑی کر چوڑی کوچہ کی اونٹ تھپتھپو وہ میرے سامنے آوے میں نے بے فوج کیے اس کو کچا چباؤنگا پڑی چڑا سب کھا جاؤنگا شیر شاہ سزا ندیپ تاجدار ہندوستان ملک سندھ حور بن سعدان امیر سے رخصت لیکر سریال کے سامنے گیا سریال نے اس کو دراز قامت دیکھ کر پوچھا کہ حمزہ تو ہی ہے لندھو نے کہا کہ میرا نام لندھو بن سعدان ہی میری جو انخوری سے واقف سارا جہان ہی سریال نے گزرنے لندھو پر بار لندھو نے ہزار محنت و مشقت اس کو روکیا اس کا صدر سے اپنے اوپر نے ندیا سریال بولا کہ معلوم ہوا تو بڑا مرد ہے لاکیا قرب رکھتا ہو لندھو نے سریال پر گزرنے لایا ندیا دیکھ لیا سریال تعجب سے کہنے لگا اور کہنے لگا کہ ای لندھو تو اس قدر قدامت کا آدمی ہو کر ایسا کم قوت ہو معلوم ہوا کہ تیرا جسم بالکل بے طاقت ہوا ہے دوڑنے گزرنے کے شام تک کوئی کسی سے مجروح ہوا لشکر کو نے بے عزت و آفتاب کے لشکر گاہ میں جا کر استراحت کی اپنے اپنے مقام پر ہو چکر اقامت کی دوسروں پر صرف آرائی ہوئی قیما خاوری نے سریال کا جا کر مذاق کیا اور سریال کے گزرنے کی ضرب کو روکر کے سریال کے مرکب کے چاروں پاؤں تلوار مار کے قلم کئے اور گھوڑے پر سے کود کر سریال سے لپٹا سریال نے تیار کو اٹھایا کے زمین پر دے مارا امیر نے غصہ کر کے قیما ز کو سریال سے چھڑا با اس ظالم کے ہاتھ سے بچا یا سریال دوسرے گھوڑے پر سوار ہوا کہ امیر سے کہنے لگا کہ او کو تاہ قامت تو نے میرے قتل کو کیوں مجھے چھڑا تو نے مجھ کو شاد رکھنا یا اب واجب ہوا کہ تجھ کو صید کروں ہر گز زندہ نہ چھوڑوں جلد اپنا نام تہا کہ بے نام و نشان مارا تھا وہ میرے بے نشان کرنے پر کوئی نہاسف کھاوے امیر نے فرمایا کہ حمزہ بن عبدالمطلب ہی نام ہی میری شوکت و جلال سے واقف ہر ظالم عام و سبیل نے گزرتا امیر نے چھاپا امیر نے ڈھال کے جھٹکے سے اس کو روکیا اور کہا کہ او کا فرد و حر ہے اور گزرتا میری باری ہو سرنے دوسرا گزرتا امیر کو مارا امیر نے اس کو بھی خالی واجب تیرا گزرتا امیر نے تیرے بچے کے قتل کو دیکھ کر پشیمان اور کمان کو گنگے میں ڈال کر جو کھینچا سریال زمین پر آ رہا ہر مہر نے پچھے کند کے اس پر مار کے دست و پا کر کے پھینکا و منصور شادیا نے بجاتے ہوئے میں داخل ہوئے فضل اتقی سے سب طرح کا اطمینان حاصل ہوا اور سریال بھی کہہ کتا ہے وہ

بولا کہ ملک غلامی میں منسلک کیجئے اپنی نالہ داری میں بیٹھو لیجئے امیر نے اسکو مسلمان کر کے خلعت دیا اسکو فرما سلام میں داخل کیا
 اور طلحائی کرسی لے کر بیٹھ کر دست بچہ کے بیٹھنے کو حکم کیا عمر و نے حلقہ غلامی کا اسکے کانین ڈال دیا سریال نے امیر کو اپنے شہر میں
 لیجا کر جشن ترتیب دیا امیر نے بعد ازین کے فرمایا کہ اے سریال تیرے ملک میں کچھ عجائبات ہوتی ہیں کھانا کھانے والے اور ات
 اس دیا کے میرے سامنے لا سریال نے عرض کی کہ یہاں سے تین منزل پر طلسمات جسدی واقع ہو چکے ہیں اسکی سیر کیجئے طلسم
 کے دیکھنے سے اپنی طبیعت کو سرور دیکھئے امیر نے کہا کہ اگر تو نے اس طلسم کو دیکھا ہو تو پہلے اسکی کیفیت بیان کر کہ کھانا یا
 ہوا ہے اور کسے بنوایا ہے سب اسکی حقیقت بیان کر وہ بولا کہ جسدی قریب برگ اپنے شہر کو رہا ہے خالی کر کے سوار پادے
 جو بدراج بعد از چوبی بوا کر جا بجا قائم کیئے اور قبوین کہ اپنے لیے اسی جان بوائی تھی جا کر سورا اس مکان میں تمام دنیا سے دل کشا کر
 سورا اور دوسرا تماشا ہے کہ خشک میں جاوے جسدی یہ کہ اسکا دامہ علم نام ہے وہ بھی عجیب ایک مقام ہے اور بھی اس
 بیابان میں ایک دیو سفید رہتا ہے کہ اسکو ہر شخص ظالم مردار خوار کہتا ہے امیر نے فرمایا کہ وہ دیو میری رہشت سے کوہ قاف سے
 بھاگا تھا معلوم ہوا کہ یہاں اگر چھپا ہے جیسے یہین اگر رہا ہے امیر نے لشکر توہین چھوڑا اور آپ عمر و سریال سمیت
 جاوے جسدی کی طرف روانہ ہوئے جب جسدی میں پہنچے ایک آواز مہیبا امیر کے کانین آئی کہ سب سنئے والوں نے
 دہشت کھائی پوچھا کہ یہ آواز کسی ہے سریال نے کہا کہ یہ آواز طلسم کی ہے جب دروازے پر پہنچے امیر نے چاک اس طلسم
 اندر جاوے اسکے عجائبات دیکھ پائین دروازے پر جو سپاہی کھڑا تھا اسنے امیر پر تلوار چلائی امیر کو درالگ ہو سریال
 نے کہا کہ میں نے اپنے دادا سے سنا ہے کہ اس شہر میں مطلق آدمی طلسم کے ہیں اور اس گنبد پر جو سامنے دکھائی دیتا ہے ایک
 مرغ طلسم کا رہتا ہے جو چمکو دیکھتا ہو آواز دیتا ہے اگر اسکو مار سکو تو تمام طلسم کا حال معلوم ہو جاوے گا کہ کوئی صدہ نہ آئے امیر نے
 گنبد پر جو نگاہ کی تو واقع میں ایک جانور خوش آوازی تمام بول رہا ہے امیر نے سوٹا ریت کا مٹین جوڑ کر ایسا نشانہ لگایا
 خوب شست جوڑ کے ہدف بنایا کہ وہ مرغ مرکزہ سے پیچھے آئے اسکا گڑا تھا اور طلسم کا ٹوٹا تھا امیر دروازے کھول کر
 اندر گئے لیکن آدمیوں نے امیر پر حملہ کیا تھا انکو مع سلاح زمین پر گرا پایا جمیع الوجہ اس طلسم پر قبضہ کیا امیر سریال کے
 خزانہ کی کھڑکی کھول کر انکو جو کھولا تو اس میں لکھو کھا سانپا دیکھو دیکھتے امیر نے بدستور قفل کر دیا اسکو بدستور بند کر دیا اور سریال سے کہا کہ
 جاوے جسدی کا دیکھا اب سفید دیو کو بناؤ کہ کہاں ہے اسکے رہنے کا کون مکان ہے سریال نے امیر کو بیابان اظھر میں لیجا کے
 ایک کنوئین کو دکھا کہ کہا کہ اس میں دیو سفید رہتا ہے امیر نے سریال سے فرمایا کہ اس کنوئین کے منہ پر جو پتھر ہے اسکو تو ہٹاؤ ذرا
 زور لگاؤ سریال نے ہر چند زور کیا لیکن پتھر اپنی جگہ سے نہ ٹسکا امیر نے جو پتھر کمر باری پتھر کھڑے کھڑے ہو گیا سریال سے
 کہا کہ میں اسکے اندر رات رہوں تم اسی جگہ پر ہو شلیبی تمام حاضر رہنا اور اس شہر سے زبان چینی میں کہا کہ خبر دے دے نہ ملتا اور
 دیو کو اس کنوئین کے اندر جانے نہ دیتا ہر گز گئی آنے نہ دینا یہ کہ گنبد کے سہارے سے کنوئین میں اتنے دیکھ دیکھا
 اسپر ایک تختہ سنگ کا لگا ہوا تھا اس تختے کو جٹھایا یہ نظر آیا کہ سفید دیو ششہند و تہہر سر نیچے کیے ہرے شوش تخت پر بیٹھا

ہوا اور جس دیو نے امیر کے آنکلی خبر سوچائی تھی اور امیر کے اس جگہ پہنچنے کی کیفیت سنائی تھی اس سے پوچھا کہ تو نے زلزل قاف کو اپنی آنکھ سے دیکھا اور پچھتاہٹ سے کہا کہ زلزل قاف گھوڑے پر سوار تھے اور آدمی پیادہ ہوا اور میں بخوبی زلزل قاف کو پچھتاہٹوں آنکھوں خوب جانتا ہوں بولا کہ اس آدمی نے اٹھارہ برس قاف میں رہ کر تمام دیوان قاف کا کھوج کھویا لاکھوں کو دریائے ہلاکت میں ڈبو یا چنا چھڑا کسی کی درشت سے میں نے یہاں کر سکوت اختیار کیا تھی سو بلاے آسانی کی طرح سے یہاں بھی نازل ہوا اس جرأت کو تو دیکھو کہ کنوین کے اندر داخل ہوا معلوم ہوا کہ اپنی زندگی کے یام آخر ہوئے سب موت کے نشان ظاہر ہوئے یہ کتابی تھا کہ صا جقران نے نعرہ کیا سفید دیو بولا کہ اے زلزل قاف میں تیرے خوف سے جلا وطن ہوا اور یہاں گوشے میں رہنا اختیار کیا سب عزیز واقربا کو چھوڑ دیا تو نے یہاں ہی میلوں بچھا کیا اس گوشہ نشین تاریک میں گھس لیا بہر حال مجھ سے بھی جہاں تک سیکھا قصہ ناز و گستاخانہ بہت سی اذیت و ذلالت کا کمر سو من کا پتھر اٹھا کے امیر کے سر پر مارا میگو کہ لگ ہوئے تھوڑے میں پر لڑا پھر تھوڑے کو زمین پر جمکا امیر نے سچے سے ایک تلوار ایسی لگائی کہ سر پر سے کمر میں درازی اور تندرہ صاف ہو کر بولا کہ ایک ہاتھ اور بھی لگاؤ اتنی مہربانی فرماؤ کہ جلد اس عالم فانی سے عالم جاوون کو جاؤں ان زخموں کی اذیت نہ اٹھاؤں امیر نے فرمایا میں پتھر اٹھا نے میں ایک ضرب خمیر لگانا صا جقران کا سفید دیو کو اور سر ٹپک کر مرنا اس کا



تیری قوم سے بخوبی واقف ہوں جو تیرا مطلب ہی سونو کا سفید دیو لو اس ہو کے سر ٹپک کر گیا اور اپنی جان سے گذر گیا اور دیو جو اس کے ساتھ تھے اکثر مارے گئے بعضوں نے بھاگ کر اپنا راستہ لے لیا بعض ان طلب ہوئے امیر نے آنکھوں سے مسلمان کر کے اپنا فرمان بردار بنایا اور فرمایا کہ تم قاف میں جا کر قریشہ کے پاس حاضر ہوؤ ان جا کر اسکی ماعت کرو بعض ان سفید دیو کو اس کے کنوین کے باہر آئے اور سر پال کو دکھا کر شکار بند میں لگا دیا دیو دیکھ کر اس طرح زیر کیا اور گھوڑے پر سوار ہو کر واپس روانہ ہوئے تھوڑی دور جا کے ایک مرغزار دیکھ کر شکار کھیلنے میں مصروف ہوئے سب کھلے دسے موقوف ہوئے شہید ہونا رستم سلیمان کا امیر شہر گردان والی باختہ کی جنگ میں مارا جانا قندرز شہر میں انچوتش کے امیر کے ہاتھ سے رادیاں نغن سچ اس طرح قصہ پرداز ہیں کہ رستم سلیمان نے دیکھا کہ امیر کو گئے ہوئے عرصہ ہوا انکی ایسا کچھ خبر نہ پائی

انکی کیفیت سننے میں نہ آئی پس ہم بیان بھٹک کر کیا کریں اس سے بہتر یہ ہو کہ جمشید میں جا کر طلسمات کی سیر کریں سریال
 بیٹو نکور رہ کر کے تھا و قدر سے مع فوج روانہ ہوا چند روز کے عرصہ میں طلسمات جمشید میں پہنچا اسکولٹا و ٹاٹا لیکر کہا کہ
 ہوم ہوا کہ ایملر اسکولٹو کو روک و وطن گئے یہاں تک سب یو و کا کام تھا کیا تب دوسرے ملک راستہ لیا مع فوج شہر کے
 بر جا کر گین کا جو دروازہ توڑا تو ایک تخت پر جمشید کی لاشیں کھینچے انہیں نکال کر خزانے کی کوٹھڑیاں کھولیں سانپ کچھو وں کو
 اور سریال کے بیٹو سے کہا کہ باختر چلا جائیے وہاں کی بھی سیر کیا جائیے انھوں نے کہا کہ لہر من شیر گردان نامے وہاں
 شاہ پوٹرا صاحب خیمت جاہ ہر دور کیسے بچیں گے کا قہر و قاست ہو اور کام فوج و رعایا اسکی آدھوار ہو وہ شہر گو با تہر
 درو گاہ و دیوان جا مار بھا نہیں ہو و ان سے کوئی زندہ بھا نہیں ہو رہے تھے کہ کہا کہ معلوم ہوتا ہے سریال کا وہ ہمزور
 بب تو اسکا ایسا در و شور ہو انھوں نے کہا کہ سریال سے کہیں زیادہ تر در و در ہو وہ اس سے ہزار درجے بڑھ کے
 اور ہر جب وہاں سے لگا میں تاہو باب ہمارا اسکی ہشت سے بہار بھاگ جاتا ہر رستم نے بوجھا کہ ملو بان دشت
 ن گیا وہ بوسہ کہ جسدن میر نے سریال کو سخر کیا اسدن ہھاگ کر اہر من شیر گردان کے پاس گیا وہین اسنے
 لیا رستم نے یاروں اور برادر وں سے کہا کہ امیر تو سفید لو کو مارنے گئے ہیں اور تھینا پھرتے وقت باختر کو جا و گئے وہ
 جنین اس شہر میں بھی ضرور پہنچا دینگے اگر امیر کے آنے تک ہم جا کر اہر من شیر گردان کو دیر کریں تو کیا نیک نامی حاصل ہو
 اہم بھی خجاعون میں خل ہو سکھوں نے کہا وٹلے مولی از ہمدانی ہم تا بعد ازین حبسا حکم ملیگا ویسا کرینگے آپکی طاعت
 بھی نہ پھرنگے رستم نے اسیدم کو بچ کیا اور چند روز میں باختر کے متصل پہنچا ہر زبان تو وہاں موجود ہی تھا اسنے
 غم کے پہنچنے کی خبر اہر من شیر گردان کو دی اسکولٹے پہنچنے سے اطلاع کی وہ مروک بہت ہنسنا اور مر زبان
 ہرا لیکر رستم کے لشکر کے قریب آکر لگا راکہ ای بکر یو جسکو آرزو گلا کٹوانے کی ہو وہ میرے سامنے آوے اس میدان میں
 اپنا گلا کٹواوے قہر ز سرشیاں رستم سے زحمت لیکر اس سے مقابل ہوا اور شہید ہوا آدھوار وں نے دور لڑائی
 کی بوئی تقسیم کر لی ہڈی سبلی سب نوش کی الجوش نے جا کر اہر من شیر گردان کے شکم میں اس زود سے پیش تھن ماری
 تھک الجوش کا گھس گیا لیکن اسکا کچھ ہر نہوا اس صدر سے وہ ہرگز خبر نہوا اہر من شیر گردان نے الجوش کو پکڑے
 ہاکہ اسکولٹو بھی چاہا دے مگر وہ ہزار وقت اس سے الگ ہوا اور جے کر نیلگا آخر لیتے لیتے اس آدھوار نے الجوش
 بڑے کچا جبا ڈالا رستم نے دیکھا کہ دو پلیدانی شہید ہو جھٹلا کر گھوڑے کی باگ لی اسکے مقابلہ کی جرات کی
 رمن شیر گردان نے گزر رستم کو مارا رستم نے اسکولٹو فعال سے رو کر کے ایک تلوار لے لی کہ اگر اسپر پڑتی تو وہ دو
 سے ہو جاتا کہیں نشان تک نظر نہ آتا مگر اسنے غالی دی رستم نے گھوڑے سے کود کر اسکے دونوں بازو پکڑے یہاں تک نہ
 کہ بردہ شکم پھٹ گیا قاسم خاوری نے دیکھا کہ رستم سست ہو گیا ہوا ایسا انوکھا مارا جائے اسکے مارے جانیے آدھوار
 راجی و شہت کھائے گھوڑا کو مارا ایک نوحہ مارا اور اپنے باپ کو بچے پٹا کر آپ اس کو نیکلا کر رستم کو لشکر میں لے گئے اہر من شیر گردان

نے قاسم سے پوچھا کہ وہ کون تھا اور تو کون ہو قاسم نے کہا کہ وہ میرا باپ تھا اور حمزہ کا بیٹا تھا اہرمن بولا کہ باوجود
 رہنے حمزہ کے اُسے کیوں اپنی جان دی اُسکے اپنے مدد کیوں نہ کی قاسم بولا کہ امیر سفید دیو کے مارنے لگو گئے ہیں لشکر
 میں نہیں ہیں اہرمن بولا کہ حمزہ لشکر میں نہیں ہو تو میں تم لوگوں کے ساتھ کیا کروں محکوم لازم نہیں ہو کہ تمہارا مقابلہ
 کروں یہ کہہ کر بچے کھڑے ہوا گیا وہ تو اُدھر گیا قاسم حسیہ اپنے لشکر میں یاد کیا کہ رستم جان جن قیسم ہوا اُنھی صدمہ سے
 مبرا عجیب طرح کا لشکر اسلام میں تھا کہ جسکی تحریر سے جگر غامض ہو جاتا ہے سنے والوں کا کثرت غم سے رنگ نہتی ہوتا ہے اور
 رستم کو چہرہ و کیفین کر کے سب لوگ اسکا نظار کر بیٹھے امیر جب شکار سے فارغ ہوا کہ چند کھوکھلے لڑکے اُن کی علامت دیکھ کر
 غم و سوز فرمایا کہ معلوم ہوتا ہے کہ رستم یا تانکے تھا بے شبہ نہ پانچ تین ہوا تھا کہ بچا ہوا تھا جمشید یہ کوئی برونڈ پر کر کے
 باختر کی طرف گیا خدا اسکو چشم زخم زدگار سے بچا دے محکوم سے محج و سالم دکھا دیکھو کہ میل دل خود بخود میٹھا جا تا ہے کچھ چلے کر
 آتا ہے یہ کلمہ امیر باختر کی طرف روانہ ہوئے جب قریب پہنچے مئے یار و فرزند سے سب مٹا ہوا ہندو تے ہو کر میرے قدموں پر
 گرے امیر رستم و قد زرد و بھوش کی سنائی لشکر کبست زمین پر گر پڑے اور خاک پر لوٹنے لگے نہایت بظہر ہوئے بڑے غم و
 اندوہ میں گر قتل ہوئے یاروں نے دیکھا کہ امیر کا حال تیرا بالائے لہجہ تھا کہ امیر اگر چہ تھا و قدرت سے چارہ نہیں ہی
 اللہ کے حکم میں ماریا یا را نہیں ہو لیکن تمام یار و فرزند تھا کہ رستم کے غم میں گر قتل ہوئے اور سب زیادہ تر تھا را حال
 دگرگوں ہو کہ دیکھنے والوں کا جگر خون ہوا اس سے بہتر یہ ہو کہ چندے جنگل کی طرف چل کے برف شکار سے غم غلط کیجئے اپنے دل بظہر
 تسکین دیجئے آخر ہر طرح سے سمجھا کر امیر کو لوگ جنگل کی طرف لے گئے ناگمان مرزاں زر و شہت لہر میں شخصیت ہو کر شہر رخام
 جاتا تھا اتنا رولہ میں اُسے سننا کہ حمزہ مع یاران فرزند شکار میں مشغول ہو چکے ہیں اسکو بڑی رحمت اور سب
 طرف غفلت ہو چکی تھی وقت فرصت ہو ایک جاوگر کو بلا کر ایک گھوڑا جادو کا سنوڑی ساز مرغ تیار کر دیا اور اسکو مٹھا کر ایک
 طرف کھڑا کر کے اب کچھ لوگوں سے کہیں گاہ میں بیٹھا جو کئے انکی راہ تھی سکیا میں بیٹھا اتفاقاً سعد بن عمرو شکار کرتے کرتے
 اس طرف کو جاتا تھا گھوڑے کیونکہ کچھ ہی چھل پڑا فوراً بچے گھوڑے سے اُڑ کر پیسہ اور ہوا کر ایک چابک لگا یا وہ گھوڑا وہاں سے
 ہوا ہوا اہر جن سعد نے اسکی لگام کو پھینکا لیکن گھوڑا نہ تھا سعد نے تلوار نکال کر اس گھوڑے کی گردن پر ماری گھوڑا اسکو
 زمین پر گر پڑا مرزاں نے دوڑ کر سعد کو بلا لیا اسکو قید کیا اور رخام کی طرف روانہ ہوئے موت کا و لنگی بس
 ہو چکا سعد کو حاضر کر کے کہا کہ یہ تھا حمزہ کل ہی اور شکار اسلام کا باوجود کہ اسکو قید کر کے میں لایا ہوں نصاف کیجئے کہ کیا بڑا
 کام کر کے آیا ہوں سعد بولا کہ ای گا و لنگی یہ جو کتابی کہ میں زبرد کر کے لایا ہوں اسکو حکم دے کہ تیرے سامنے یہ مجھے لڑے
 زیر زنا معلوم ہوا ایگا جب میرا سکا مقابلہ ہوگا تب جھوٹ سج میں تیار ہوگا گا و لنگی بولا کہ راست ہو محکوم منظور ہی
 جو کچھ تیری درخواست ہو سعد کے بند کھلو اسے سعد نے یہ سب حال سمجھوئے بیان کیا مرزاں نے گھر لڑا تھا کہ سعد پر اسکا
 غلی دیکر مرزاں کے دونوں بازو پکڑ لیے اور زور کر کے سر پٹھا لیا کئی باجوہ سر بلند کیا اور چرخ دیکر زمین پر یاں مرزاں نے چاہا کہ اٹھے

ی نے کہ نصف مزاج تھا ہر زبان کو گزرا کہ مارا لا بھجا اسن لائق کا اسکے سر کے مغز سے نکلا اور حد کو حسنت
 رین کر کے گلے سے لگایا اور اپنے پہلو میں تخت پر بیٹھایا اور کہا کہ ای فرزند یہ تیرا گھر ہو خاطر جمعی سے رہ میں تجکو نصرت کرتا
 ہوا سطر رکھتا ہوں کہ حمزہ تیرے واسطے یہاں ضرور آوے گا تیرے دیکھنے کے لیے وہ بیان ان کی شہقت ضرور
 غا دیگا اور میں مدت سے حمزہ کا مشاق ہوں پس تیرے سبب سے حمزہ سے ملاقات ہوگی بہت خوش ہونگا
 ب مجھے اس سے بات ہوگی سعد کا ولنکی کی آفت و محبت دیکھ کر بخوشی رہنے لگا اسکے التفات کا شکر ہر دم کرنے لگا
 بیع الزمان نے جو سعد کے گھوڑے کو خالی اور جاوے گھوڑے کو مود دیکھا حیران ہوا اس کا لکھ دیکھ کر بہت پریشان ہوا
 سعد کہاں گیا اور ہر ادھر خوب سہی تلاش کی مگر کہیں ٹھکانا نہ لگا دست پا چہ ہو کر بار و نئے کہا کہ بڑا غضب ہوا غریب
 بلکہ اسکی تلاش بے باج ہو امیر ہنوز رستم کے ماتم سے فارغ نہیں ہوئے ہیں سعد کے گم ہونے کی جو خبر سن لینگے تو اور بھی
 لہذا باز یوں کر نیگے فطعم دالم سے جگر اپنا خون کر نیگے چلیے سعد کو تلاش کر کے لے آیا جائے اب سن میں رہنے لگا اچھا
 پس چاہتا ہوں کہ یہ بد ذاتی مر زبان کی ہو بے شبہ یہ حرکت کسی مرد و جہان کی ہو خیر کیا مضائقہ ہو دیر آئے ہوتے آگے گزرا
 ہے تو وہ میرے ہاتھ سے بھری دولت اور خفا ٹھانے کیلئے سعد کی تلاش میں نکلا کئی دن کے بعد ایک شہر نظر آیا معلوم ہوا
 یا نکا حاکم طاووس باختری داماد دوم کا ولنکی ہو یا رونسے کہا کہ سعد کو بیان یافت کرنا ضروری ہو شاید مر زبان
 یہاں لاکر رکھا ہو اسی شہر میں اسکو چھپا کر رکھا ہو یہ سوچ کر ایک مٹا و سن ختری کو لکھا کہ ای طاووس باختری آگاہ ہو
 سعد طے میرے بھیجے کو مر زبان فریب کر کے لے آیا ہو میرے گمان میں ہو کہ اسکو یہاں چھپایا ہو اگر تیرے پاس لاکر رکھا
 دو اسکو میرے پاس بھیج دے اور مر زبان کو بھی باندھ کر میرے پاس روٹے حوالے کر نہیں تو تیرے ملک کو بھلا کر دوں گا
 بچہ کو بھی دلیل کروں گا اور اس خرابی سے ماروں گا کہ حیوانوں کو بھی فسوس ہوگا قطعاً ہر دم بردعی نے جا کر طاووس ختری کے
 تھ میں مہ دیا اسکو اس کیفیت سے آگاہ کیا اسنے پھر ہلکے چار ڈال ہر دم نے گز رکھا کہ اس ور سے طاووس باختری
 مالک تخت اسکا تختہ تابوت ہو گیا ہر شخص یہ ماجرا دیکھ کر بہوت ہو گیا کفار دن لے آیا سنگ مہر یا کیا اور ہر دم کو جاکر
 لے کر لیا ہر دم نے گز رکھا نا اور کفار کو مارنا شروع کیا بدیع الزمان یہ خبر سن کر یار وں سمیت ہر دم کی مدد کو دوڑے
 اور کفار کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے شمشیر کر نیلے جب صدمہ کا فرما لیا بقیۃ السیف فاما انما کی بدیع الزمان نے اکلوانی کی
 بچے حاضر ہر مانی کی اور کفار کے سر و نگو کیا بڑھ کر دیا اور بچے اور طاووس ختری کی سر رکھا اور اسے آگے کچلے دوڑے
 بدیع الزمان شہر میں پہونچے وہاں قیل و دلا کا ولنکی کا حکومت کرتا تھا گویا سلطنت کا دم بھرتا تھا اسکو بھی بدیع الزمان
 بھنور ساق بن خط لکھ کر ہر دم بردعی کے ہاتھ بھیجے اور وہ بھی قیصو طے علی ہر دم کے ہاتھ سے مارا گیا اور بدیع الزمان جا کر
 اس شہر کے سکنہ کو بڑھ کر لیا سیکو بیچ و انار دیا اور بقیۃ السیف کو لانے لگا کہ کو رواد ہو چند روز میں شہر خرام میں پہونچا اور
 ہاتھ میں بالاکا ولنکی کے نام لکھ کر ہر دم کے ہاتھ بھیجا اور زبانی پیام دیا کہ اگر میرے کہنے پر عمل نہ کرے گا تو میرا ہاتھ سے بے مروت ہوگا

نے دیکھا کہ ایک ہی تخت پر گاؤ لنگی و سعد بیٹھے ہوئے ہیں ہر دم گاؤ لنگی کا قد و قامت دیکھ کر تعجب ہوا کہ اس قدر کا آدمی بھی
 خدا نے پیدا کیا ہو کہ جسے دیکھنے سے خوف آتا ہو دل دشت کھاتا ہو گاؤ لنگی نے ہر دم کو سعاد دیکھ کر کہا کہ اے نرعی خلاق کہا کہ
 ہر دم خوشی مری بیانا نہ تست یہ کہہ کر بلا مکت اس سے کہا کہ اگر یہ بدیع الزمان نے میرے دو دام و کجوار ہو کر میں
 بیاس حمزہ انکے خوف سے درگزر باوجود قدرت کے اس سے انتقام نہ کیا ہر دم خلاق گاؤ لنگی کا دیکھ کر کمال محل ہوا
 ولین بہت فعل ہوا کہ اس کا یا خلاق اوزامہ کا وہ مضمون مگر عجیب نامہ بغیر دیے نہ بنتا تھا کہ نامہ برچو گیا تھا نامہ گاؤ لنگی کے
 ہاتھ میں آیا وہ پیام زبانی بھی ادا کیا گاؤ لنگی نامہ پڑھ کر سوسے مخاطب ہو کر کہنے لگا کہ اے سعد میں نے تمھارے ساتھ
 کیا برائی کی ایسی کیا اذیت دی کہ جسکے عوض میں تمھارے چائے سطح کا نامہ لکھا ہو کہ جسکے پڑھنے سے مجھ کو ملال ہو اے اب
 طرح کا حال ہو سعد نے کہا کہ وہ تو واقعت نہیں ہیں کہ تم نے اس طعنت و کرم سے مجھ کو کھا ہو اگر ایسا جانتے تو ہرگز ایسا
 نہ لکھتے گاؤ لنگی بولا کہ البتہ یہ بات بھی سچ ہے ہر دم کو خلعت دیکر کہا کہ اچھا تم جاؤ اور میری طرف سے بدیع الزمان کو بدعلا
 کے یہ پیام سناؤ کہ فی حقیقت سعد کو مر زبان و قاس سے لایا تھا مگر و فریبے استیصالو پایا تھا میں نے اسکو اس تصور پر جنم
 واصل کیا زمرہ اہل ذرخ میں غل کیا اور سعد کو اتانے حمزہ کے اپنا مہمان کیا کہ آپ یہاں رام فرمائیے ہرگز نہ کھائے نہ پکھو
 حمزہ سے ضرورت داعی ہو پس تم بھی جاتے حمزہ کے پیشکار میں ضرورت ہو رسد تمھارے پہلے پہنچا کر گی اور اگر مجھے روٹکا تھا
 کرو گے تو انجام اسکا پیشانی ہو تمھاری خرابی کی نشانی ہو بدیع الزمان پیام گاؤ لنگی کا سنکر کہا کہ فقارہ کو روح کا
 بجایا جائے سیدائمن پر فوٹ کا جمایا جائے میں ابھی کھڑے کھڑے سعد کو اس سے نوٹکا کوئی عذر اسکا نہ منو بنگا ہر گاہ
 بدیع الزمان سے فوج قلعہ کے متصل پہنچے گاؤ لنگی نے سعد سے کہا کہ معلوم ہوا کہ بدیع الزمان محض دان ہو یہ
 شخص نذر حیوان ہو بہر حال تم قلعہ کے برج میں بیٹھ کر تماشا دیکھو میں تمہا جا کر بدیع الزمان کو نشانی دے اسکا ہونے سے غور
 اسکا نہ چکھتا ہوں یہ کہہ کر گاؤ لنگی زنگاؤں پر سوار ہو کے قلعہ سے نکلا اتنا بار دن بدیع الزمان کو سن کر کہہ گاؤ لنگی سے
 زمرین مگر بدیع الزمان نے بنا دیا گھوڑے کی باگ لٹھائی لندھوڑے گھوڑے کی باگ پکڑ کر کہا کہ خرم کس دن کیلے ہیں ہر چند بدیع الزمان
 نے انکار کیا لیکن لندھوڑے نے دما خا خود کھا گاؤ لنگی سے مقابل کیا گاؤ لنگی نے پوچھا کہ اے جوان پنا نام و نشان بتا کہ تو
 کون ہو اور تیرا نام کیا ہو اور تیرا کہاں مقام ہو بولا کہ خسرو ہندوستان ملک لندھوڑے بن سعد ان گرد میرا نام ہو
 ہر چند تمھارے ہزار جزیرے کا بادشاہ ہوں لیکن اسیر چو کا غلام ہوں انھیں کی تابعداری سے میں مدح خاصہ عالم
 ہوں گاؤ لنگی بولا کہ آوازہ تیرا میرے کان تک پہنچا تھا اچھا لاکھا حریہ لندھوڑے نے کہا کہ حمزہ کلے میں مذہب
 میں بغیر سچی سن ہو پہلے تو حریہ کر بیٹھے میں بھی لنگا جو بیٹھے بن آئیگا کہ وہ نگاہ لنگی نے ایک گز رفعت
 تمام لندھوڑے سر پر لندھوڑے نے بمشقت تمام اس کے گز کو رو کیا اور اپنی جگہ پر قائم رہا گاؤ لنگی نے کہا کہ اب
 تو وار کر لندھوڑے نے کہا کہ ابھی دو چلے تو اور کرے تو میں چاہے لنگا گاؤ لنگی نے تعریف کر کے کہا کہ اے لندھوڑے سچ ہے

نہ تو بڑا بہادر ہی نہیں تو آج تک کوئی میر گز رکھا کر سائے میرے قائم نہیں ہا اچھا تو خاکہ بنے خیمے میں لہام کر دوسرے پہلوان کو
 بھیج میرے مقابلے کی واسطے اور جہان کو بھیج لندھو نے کہا کہ میں نے میرے تیرے خیمے کی طرف منہ نہیں پھیر سکتا گاؤ لنگی نے
 قبول کیا اور میدان سے پھگیا ملک لندھو نے خیمے میں یا یہ حال مسکو سنایا ہر گاہ پھر گاؤ لنگی میدان میں آکر لنگا رالک ٹیٹر
 اس سے مقابل ہوا اور گز رکھا کر سست ہوا گاؤ لنگی نے دوسرے پہلوان طلب کیا سر بہنہ تپشی میدان میں یا نہایت
 دلاوری سے گھوڑا کودایا گاؤ لنگی نے کہا کہ ای پہلوان سپر کی پناہ کر میں گز رتا ہوں سر بہنہ تپشی بولا کہ میں سر
 ہی برگز کو روکا کرتا ہوں ایسے حربے نہیں جانتا ہوں تو حربہ بکھاؤ لنگی نے گز رکھا کر جو دارا سینہ سر بہنہ تپشی کا حندق
 سر ہو گیا دیوانہ تپشی نے جا کر تھا بلکہ کیا گاؤ لنگی نے ہز بگرتے اسکو بھی مع سب پست کیا اسکو بھی زیر دست کیا اور
 بیل پر سے اتر کر دونوں لاشیں لیا کر بد ریلح الزمان کے سامنے رکھ کے بولا کہ ای شاہزادے تو نے یہ وہلوان قوی پہل حث
 میرے ہاتھوں بڑا کروائے مفت میں جا لے عروائے اور چکوا اپنے باپ شہزادے کی حقیقت میں بڑا بیخ ویاہر حال
 جو ہوا سو ہوا اب بھی لڑنے سے باز آؤ جنگ کا ارادہ ہر گز اپنے دیش لاؤ اگر چہ میر قتل کرنا منظور ہو تو میں ہوا
 تمنا آیا ہوں لے چکوا بارشوق سے میسر سے ہی گردن سے آنا بد ریلح الزمان نے کہا کہ میں جلا تو دھن نہیں کہ بے بس
 لڑ سکا روئی کیا نامزد ہوں جو ایسا کام کروں تو تمہارا بازو ہلکے میرے سامنے آتا میں بھی جو ہر تجھے معلوم ہوگا گاؤ لنگی
 مجھو مسلح ہو کر اپنے بیل پر سوار ہوا اس کے مقابلے کو تیار ہوا اور شاہزادے کے سامنے آکر چھ پر غر کر لیا کہ میرے مقابلہ
 کرنا اچھا نہیں ہو یہ حرکت تم کو ہر گز دیا نہیں ہو حمزہ کے روبرو دارمان نکال لینا بد ریلح الزمان کب نہ تھا اسکی وہ
 کیا حقیقت جانتا تھا آخر گاؤ لنگی نے گز بد ریلح الزمان کو مارا بد ریلح الزمان اسکو روکیا اور کہا کہ دو حلے اور کرے
 گاؤ لنگی نے دو حلے اور کیے شاہزادے نے اسکو بھی روکیا تب تو گاؤ لنگی پر حساب ہو کر شاہزادے کی تعریف کر لیا اسکی جڑ
 اور دلاوری کی سبے توصیف کر لیا اور کہا کہ دعوی جنگ کا غلط نہ تھا بد ریلح الزمان نے گز رکھا کر گاؤ لنگی پر اس
 دوسرے مارا کہ اسکے صدر سے گاؤ لنگی کا بیل مر گیا اور ایک ہی ضرب میں بیل بجا رہا اپنی جان سے گز گیا اور گاؤ لنگی
 کے ہرین ہوئے عتی ٹھکنے لگا شاہزادہ اپنے مرکب کو کو کر شام تک گاؤ لنگی سے گز برگزادہ تیغ یہ تیغ نیزہ یہ نیزہ لڑا کیا
 سوکر قتال میں راو شجاعت دیکھتا یہ خبر میر کو ہوئی کہ مرزبان سعد کو دغے پکڑ لیا گیا اور بد ریلح الزمان اس کے تاقہ
 میں تارخام پیونجا میر نے عمرو سے فرمایا کہ میں تو جنگ اہر من شیر گردان کی محسوس کر دکھاتا کیا تائے نہ ٹلو گایا کرتا
 جا کر میرے فرزند دن اور یار وکی خیل لڑا بنے تین جلد ہو چکا عمرو بن امیر ہوا کا خندہ ہائے ہر ہوا اور سب جلد خام میں
 دیکھا کہ بد ریلح الزمان اور گاؤ لنگی سے لڑائی ہو رہی ہو یا خود با تہ زانی ہو رہی ہو ستران شکر دڑ کر عمرو نے بنگاہ ہو کے
 گاؤ لنگی نے جو عمرو کو دیکھا اتھ لڑائی سے پھینچا اور عمرو سے با تین کرنے لگا عمرو نے کہا کہ فضل انبی سے آج تہا قاتل
 ہیں اس سے بات سنا لی نہیں تھی آپ کے پاس گز رکھیں تو آپ کے حکام سے مخلوط ہوں یہ مکر ایک جست کرے گاؤ لنگی

ہا تھا ہر جا بیٹھا اور کھنے لگا کہ مین نے تیری جو انمندی کا شہرہ جب سے سنا تھا تب سے تیرے دیکھنے کا اشتاق تھا مجھ کو تیری
 ملاقات کا بہت اشتیاق تھا مگر بڑا تعجب ہو کہ تو امیر کے غائبانہ امیر کے فرزند سے لڑتا ہو اور امیر کے پہلوانوں کو شہید کرتا ہو
 گاؤں لنگی بولا کہ امیر اس میں کچھ تصور نہیں ہو کوئی بات امیر کے خلاف کروں یہ ہرگز میرا مقدر نہیں ہو جو کچھ کیا شاہود سے کے
 اصرار سے کیا ورنہ میں نے کیا کیا عذر نہیں کیا اور نہایت عجز کرتا رہا کہ میرے کلام کا تمام لشکر امیر کا گواہ ہو اب تم نے ہو خلا کیلئے
 شاہزادہ کو منع کرو مجھ کو امیر سے مجالت نہو وے کسی امر میں مجھ کیلئے ندامت نہو وے عمرو نے بدیع الزمان کو سمجھا اگر زرنگاہ
 سے پھیلو اور اب گاؤں لنگی کے ساتھ قلعہ میں گیا ہر چند عمرو نے رخصت طلب کی مگر گاؤں لنگی نے نہ مانا اس شب کو اپنے
 یہاں یہاں رکھ کر کہا کہ مین آج تمہارا تماشا دیکھا چاہتا ہوں مجھے لوگوں نے تمہاری تعریف زیادہ از حد بیان کی
 ہو تمہارے صفات عجیبہ سے مجھ کو اطلاع دی ہو یہ کہہ کر کھانا منگو کے مع سعد و عمرو نہو خجائ کیا اور شراب کیاب
 کھا جاتی کے کہا کہ اور تو چھین سب خوبیاں ہیں مگر ایک عیب ہو کہ تو ڈار بھی منڈوا تا ہو اپنے اس فعل قبیح سے مردوں کے
 سامنے نہیں شرارتا ہو عمرو بولا کہ سات سو دم اپنی ڈار بھی کا بھی خروج دلو ایسے اس میں بلبل داکے دینے میں ہرگز دیر نہ لگائے
 ورنہ یہ ڈار بھی روے مبارک پر نہ رہی تھو خلقت میری طرح ہے جسیت کیسی گاؤں لنگی نے کہا تب ہی میں مجھ کو جانو بگا جیو
 میری ڈار بھی مونڈیگا اور مین ہرگز نہو وے نہو نگا عمرو بولا کہ اپنی ڈار بھی مونڈا کچھ شکل نہیں ہو بہت اچھا آج میں اسکو
 اپنی ڈار بھی مونڈو نگا خبردار رہیے گا اس بات سے بہت ہوشیار رہیے گا گاؤں لنگی ہار کا ن دولت کو رخصت کر کے تنہا تخت
 بیٹھ کر شراب پینے لگا عرض یہ تھی کہ جاگ کر کھڑو کیجئے کیسے غفلت نہ کیجئے ایسا ہو کہ عمرو غافل پا کر اپنے کلمے پر عمل کرے
 میری پیشانی پر داغ بنامی دھرے عمرو کی جھینے آئے دیکھا کہ گاؤں لنگی تنہا تخت پر بیٹھا ہو اور شراب پی رہا ہو تاج سر پر
 رکھ کر کسے قریب آیا اور باتو میں بھلایا پھر چند منوال داروے بیہوشی مہرا ح میں ڈال دی انشندی سے ایسی جالاک کی
 گاؤں لنگی نے تین جارجام پیے تھے کہ بیہوش ہو کر تخت پر گر پڑا عمرو نے نصف ڈار بھی مونڈ کر گاؤں لنگی کو ہوش میں لاکے دو سے سلام
 کیا اور کہا کہ ذرا آئینہ دیکھیے گاؤں لنگی نے جو آئینہ دیکھا تو نصف ڈار بھی منڈی بانی اسکو بڑی مجالت آئی عمرو کی تعریف
 کر کے بولا کہ حقیقت میں تو شاہ عیاران روزگار ہو فی الواقع تو بے مثل عیار ہو جیسا مین نے سنا تھا اس سے زیادہ پایا
 فن عیاری میں بے نظیر نظر آیا مگر اب کوئی تدبیر لسی کیا چاہیے کہ ڈار بھی بدستور میرے ٹھہر ہو جائے کوئی اس بات کا اطلاع
 نہ پائے نہیں تو ارکان دولت کے روبرو تخت مجھ کو مجالت ہوگی حد سے زیادہ ندامت ہوگی عمرو نے نصف بھی مونڈ ڈالی
 اور ڈار بھی علی زنبیل سے نکال کے اسکے چہرے پر لگا دی مثل اصلی ڈار بھی کے بنادی اور کہا کہ جب تک گرم بانی سے نہ
 دھویئے گا یہ ڈار بھی قائم رہیگی مخلوق اسکو ہرگز ڈار بھی جلی نہ کیسی گاؤں لنگی نے جو آئینہ دیکھا تو ڈار بھی بدستور چہرے پر چڑھ
 ہو جب صبح ہوئی گاؤں لنگی نے سرور باہات سوتن خلعت پر لٹا نہ کر کے عمرو کو دیے اور رخصت کیا عمرو نے ہاتھ اگر بدیع الزمان
 کو بخوبی سمجھا دیا کہ جب تک امیر نہ آوین بیان شریف دین خبردار خبردار گاؤں لنگی سے نہ لڑنا اس خیال میں ہرگز نہ پڑا کہ امیر کے

ی دن میں ہوا بچہ تمام کیفیت مفصل بیان کی یہاں تک حال سے اٹھو جو ہی میر نے دیوانہ بستی سر پر ہستی
ان دنوں کا بڑا نام کیا بھلا ہر من شیر گردان کو جس جنگ بجا کر میدان میں یا بہت کلمے فخر کے زبان پر
آئی کہ کس ہر من شیر گردان سے مقابل ہوئے امیر اپنے گرز جلایا امیر نے اسکو خالی کر فرمایا کہ
بھلا کر اس زور سے گز مارا کہ اتر کر فریاد کر نیلگا انھوں نے حیرت میں جب کر چکا امیر نے پہلے ہی اس کے سر
ہاں علام کا مہمان کیا اور خود اتر کر اس کے مقابل ہوئے تھوڑی دیر تک گرز چلا کہ جنگی حکمت
جلد ان تلوار چلی پھر نیزہ بازی کر کے گند کے ٹپکے دوسرے پر پھینکے لیکن کسی سے باز نہ کیا
دونوں لشکر اپنے اپنے خیمہ گاہ کی طرف پھرے دوسرے دن بھی لڑتے رہتے شام ہو گئی اور کوئی کسی غائب
لی ہوا اقیاس جو تھے دن میں نے نعرہ کر کے اسکو سر پر اٹھایا اور جیخ و دیکر زمین پرے ادا و عمر و کما کہ
ہر من کو باز کر لیا اور امیر کو بچا کر اس کے لشکر میں گھسنے جو سلمان ہوا اسکو امان ملی گویا زمرہ نوجوان ملی
دیرینہ کیے گئے یا ر ہوں نے عمر سے کہا کہ امیر ہر من کو بھی دے مارے تو رستم کے خون کا قصاص کر عرو نے یہاں
سے کانٹوں میں ڈال دیا اس کے ساتھ یہ معاملہ کیا وہ مردانہ اصل جہنم ہوا اسکے دل سے دغ و غم ہوا امیر نے
کہ ہر من کو میرے سامنے لاؤ اسکو میرے پاس بلاؤ عرو نے کہا کہ اس سے خون رستم کا قصاص لیا گیا
دوسرے دن میں نے فرمایا کہ آدم خور سے جو قطعہ بند ہوئے میں انکو مع قطعہ سرنگ لگا کر ادا و سکرو پر
روئے فی الفور سرنگ کھدوا باروت بچھا قطعہ کو ادا و یا امیر کے کہنے پر عمل کیا جتنے آدم خور تھے سب
وے سب شخص بجز و خط ہوا امیر نے ہر من شیر گردان کی لڑائی فتح کر کے کوچ کیا چند دفعہ تمام
اوتنگی نے امیر کے آنکلی خیمہ سرنگ کو با سفاخہ بچھا کے با تحالف سوغات امیر کے پاس بھیج دیا
بھی نقد و جنس کے بہت خوش کیا امیر نے سعد کو گلے سے لگایا اور گاؤ لنگی کے سلوکات سن کر بہت خوش
و گاؤ لنگی کو جس حریف بجا کر میدان میں آیا معرکہ قتال میں اپنی فوج کا بڑا جہاں امیر بھی مسلح ہو کر زمرہ میں گئے
لو کو تاہ قامت لیکر گئے اس پر پہلوان کا کیا کئے لگا لگا کر پہلوان بھلا کام حمزہ سے ہی ٹھٹھے سروکار
ایسے پہلوانوں سے لڑتا امیر شعاع زمین ہی تو جا حمزہ کو بھیج دے کہ وہ اگر میر مقابلہ کرے امیر نے فرمایا کہ
ب میں ہی ہوں گا و لنگی بولا کہ یا امیر میں بھیجا تھا کہ تم مجھے طویل القامت قوی سیگل ہوا قیامت و قیامت
ن گزشتہ کو حشر و طبع اور قاف میں یوان زبردست کو زیر دست کیا ہوا ہی تن تو ش پر پڑے بڑے دیوانہ
نے فرمایا کہ اگر میں ضعیف و نحیف ہوں تو کیا ہوں میرا تو بہت بڑا توانا ہوں جسکے ساتھ آسمان زمین کا جو کچھ میل
کیا حریف کھتا ہوا امیر نے سامنے آکر ڈالا اپنی جواخردی کھا گاؤ لنگی نے کہا کہ پہلے تم حربہ کر دینا تھا حریف کو
یا امیر بولے کہ ہم خاں پرست زمین سے بہت کرنا دستور زمین ہی حریف پرستیدستی کریں یہ ہم کو منظور نہیں

گھاؤ لنگی نے تواتر تو لالی تین حربے امیر پر کیے امیر کے ہر ہن ہوتے عرق تو نکلیں کیا مگر روانہ دار سامنے اُسکے قائم رہے
 پیچھے یا تو نہ ہٹایا گاؤ لنگی کمال تعجب ہوا کہ اسقدر قوت ہو اندکی قدرت ہو بارے امیر نے گیارہ سو سو گزر
 گھاؤ لنگی پر اس زور سے لگایا کہ اُسکی دھمک سے گاؤ لنگی کی سواری کا بیل مر گیا اور اُسپر بھی صدر نہ آیا گاؤ لنگی
 نے جاہا کہ امیر کے مرکب کو بھی ڈکریے امیر کو ڈکرائے اس کے ساتھ ہوسے گاؤ لنگی نے دقتلوار میں امیر کو مارا مگر جہ چار
 اُنکے سپر امیر کی لنگی مگر اُسکی بھی تلوار ٹوٹ گئی شمشیر کے قبضے سے چھوٹ گئی گاؤ لنگی نے قبضہ پھینک کر امیر کی کمر میں
 ہاتھ ڈالا امیر نے اُسکی وال مگر تھامی شام تک بائید کر زور دیا گاؤ لنگی نے کہا کہ یا امیر شرب سترحت کے لیے ہو اسوقت
 آرام کئے اب مجھکو مہلت دیجیے مجھکو جو ہونی ہو سو ہوگی امیر نے فرمایا کہ بے کیو کیے میں نہیں پھر نکادو تو کچھ مطبخ سے کھانا آیا
 بائید کر کچھ کھانا کھایا اور چند شراب کے ساغر پیکر شعلوں کی روشنی میں پھر زور کرنے لگے راوی لکھتا ہوا کہ اکیس شبانہ روز
 نہ پھر امیر و گاؤ لنگی اسیے دونوں شخص خوب میدان میں اڑے کوئی فن سپا گری کا ایسا نہ تھا کہ طرفین باقی رہ گیا
 آخر بائیسویں دن امیر نے گاؤ لنگی سے فرمایا کہ کوئی فن سپا گری کا باقی عین ہا اب تم ہمارا لنگر اٹھاؤ اور ہم تمہارا جس سے
 جس کا لنگر اٹھ جائے وہ حلقہ اطاعت میں درگئے گاؤ لنگی نے بخوشی تمام قبول کیا اور ہنسکر امیر کو جواب دیا اور
 کہا کہ یا امیر اس شرط سے تم جو کہے اور بڑی خطا کی جو یہ شرط درمیان میں ہی میں بڑے بڑے غیظ و نشان سخت جڑے
 اُٹھ کر پھینک دیتا ہوں تنگے کی طرح جڑے اُٹھ کر لیتا ہوں اب کا لنگر کچھ اُن درختوں سے زیادہ نہیں ہو امیر نے فرمایا کہ اچھا کیا
 معاف لکھ ہو اب بھی معلوم ہوا ہو دیکھو تو کوئی لٹ اٹھتا ہو گاؤ لنگی نے اسقدر زور کیا کہ انگلیاں پھٹ کر خون نکل پڑا
 ناک کان سے بھی خون جاری ہو غش اُسکے اوپر طاری ہوا لیکن امیر کا لنگر اٹھ نہ سکا امیر اکر زمین میں دھنس گئے گاؤ لنگی
 سست ہو کر بولا کہ یا امیر مجھ میں جہانک زور تھا کہ چکا امیر نے فرمایا کہ ہوشیار ہو جا میں نعرہ کر رہا ہوں بولا کہ جہاں جا
 آتا شور و غل کچھ خوب چلا کر زمین کو سر پر دھر لیجئے میں لڑکا تو ہوں نہیں کہ مل جاؤ گا تمہاری آواز سے خوف
 کھاؤ گا امیر نے نعرہ انداز کر جو کیا سولہ کوس تک دشت کا نپ گیا اور گاؤ لنگی کو سر پر اٹھا کے جرخ دیکے بسوٹ
 زمین پر رکھ دیا اسکا سب عوی باطل کر دیا پھر عرو سے فرمایا کہ اسکو باندھ لے اب سکو ذرا مہلت دے گاؤ لنگی بولا کہ امیر
 مجھے باندھے کس واسطے ہو میں تو آپ کے رشتہ اطاعت میں بندھا ہوا ہوں امیر نے فرمایا کہ تو پھر سلام قبول کرتے نہیں پھر بند
 کلمہ پڑھا امیر نے اسکو گلے سے لگایا اور سبکو اُسے مسلمان ہونا کا شرعہ سنایا اور غصے میں یجا کر تمام پہلوانوں سے ملوایا
 اور کھانا اپنے ساتھ کھلایا گاؤ لنگی امیر کو مہیا روئے اپنے شہر میں لگیا اور جالیں میں میر کو جشن میں شمول رکھا
 روانہ ہونا امیر کا باختر کی طرف اور قتل کرنا کا رخ باختر تارے وہاں کے بادشاہ کو
 راوی لکھتا ہوا کہ بعد جشن کے امیر نے گاؤ لنگی سے پوچھا کہ اب یہاں سے آگے کون شہر ہے اسے کہا کہ کاخ باختر
 شہر ہے اور باختر اس شہر کا نام ہے بہت اچھا مقام ہے مگر کاخ باختر بادشاہ کے محل اور ایک سا چھوٹا

در پہلو اتی میں ضرب باطل ہو جرات اور ہادی میں بھی بے بدل ہو ہر گاہ وہ میرے شہر میں آتا ہو میں اس کے خوف سے
 بے باک لیکر ہار پڑ بھاگ جاتا ہوں اس کے ظلم سے اپنی جان بچاتا ہوں کہ وہ مجھے کہیں زبردست ہو گا یا وہ
 یہ نیک مست ہو اور علاوہ اس کے خود بھی جادو گر ہو اور رفیق بھی اس کے جادو گر میں اس فن میں بڑے ہنرور ہیں میرے
 نایاک میں جادو گردن اور دغوارون اور کافر نکاد تمین ہوں ان سب فزون کا غرور شکلیں ہیں جتنا کہ اس کا قلع قمع نہ کر لوں گا
 میں محکومہ آویگا بے قتل کیے میل دل تسکین یا بیگا بقول بزرگوار فرشتے میں میرا لقب ہو یہ کلمہ میرے کا ونگلی سے فرمایا کہ چھا
 مرا حافظ ہو میں رخصت ہوتا ہوں گا ونگلی نے عرض کی کہ کیا میرے جتنے جو آپ کے قدموں سے میں جدا نہیں ہوتا محکم
 پ چھوڑے کہاں جاتے ہیں یا سابع محکم کیوں دکھاتے ہیں امیر نے کہا اگر یہی مرضی ہو تو سب امیر کے ساتھ ہوں غمناک
 پنے دے دھو گا ونگلی نے اپنے بڑے بیٹے کو کہ نام اس کا یہ لگا ونگلی تھا اپنا بیٹا لے گیا اپنے سب دیا اس کو اختیار دیا اور
 دیا میرے ہمارے ہوا چند عرصے میں باختر کی سرحد میں پہونچے اور جا کر کوس کے فاصلے پر آ کر کے کاخ باختر کو مار لکھا کہ ای کلخ
 ختر میں آج ہنر ہو کر مسلمان ہو میرا تابع فرمان ہو نہیں تو اس خرابی سے بھگوار ونگلی اس ذلیل خوار کو دنگا کیر نہ پڑو میرے
 اپنا لہ و فرما کر گئے جب عمرو بن امیہ نام لیکر گیا اور اس کو خبر ہوئی کہ حمزہ نامے خدایہ کے نام بھی ہو ہی حکم کیا کہ نامہ لے آؤ محکم لاکر
 بھاؤ عمرو نے کہا کہ اس کے کہو کہ اپنی عقل کے ناخن لیو کہ نامہ کسی سے دینے بڑے کشتور کا نہیں ہو کہ تیرے پاس بھی ہوں اور
 نو دیکھ کر نہ آؤں کاخ باختر نے کہا اچھا حاضر ہونے دو اس کو نیک حکم کرو عمرو نے بارگاہ میں جا کر کاخ باختر کے قدموں پر
 دیکھ کر خدا کی قدرت پر عرش عرش کیا اور نامہ کاخ باختر کے ہاتھ میں یا اسے تعویذ ہی سا پڑھا تھا کہ بارے غلط کے نہ کہتا تھا
 نیا حکم دیا کہ ہاں اس نامہ بر کو بکرو اس کو جانے نہ دو عمرو نے ٹوپی چھاڑ کر سر پر رکھی اور سبکی نظر سے فائب ہوا چلتے
 وقت ایک دھول نا کے کاخ باختر کے سر سے تاج اتار کے زنبیل کے حوالہ کیا وہ تاج اپنی چالاک سے لے لیا اور باواز بلند کہا
 نہ مجبور ہوں میرے آقا کا حکم نہیں ہو نہیں تو قرار واقعی تجھ کو ہزار دینا تجھے خوب نامتھام لیتا جتنے لوگ حاضر تھے
 سمجھوں نے بالائے اتفاق کہا کہ ہم نے ایسا آدمی نہیں دیکھا جیسا یہ نامہ بر تھا یہ فرشتہ تھا یا بشر تھا کاخ باختر بولا کہ
 کل اس نامہ بر کے آقا سے اس کا عوض لوں گا مگر لینے کی فرصت نہ دنگا عمرو نے کہا کہ امیر سے نام سرگشت بیان کی اس
 حال سے آنگو طلا عدی رات تو امیر نے عبادت میں کالی حبص ہوئی اور کاخ باختر طیل جنات بھوکا میدان میں آیا
 اپنی فوج کو معرکہ میں لایا امیر بھی مسلح ہو کر زرنگاہ میں گئے کاخ باختر نے امیر سے کہا کہ اس ضعیف لغوی میں نے تجھ کو
 نہیں بلایا ہو تو میرے سامنے کیوں آیا ہو میں حمزہ کا طالب ہوں تو کیوں جان کے عوض جان دیتا ہو امیر نے فرمایا
 کہ حمزہ میرا نام ہی بولا کہ تو نے اس ضعیف جتنہ پر تمام عالم کو بھڑکایا ہو مگر تو جادو گر ہو امیر بولے کہ میں جادو گر اور جادو پر
 لعنت کرتا ہوں میرا خدا بہت قوی اور توانا ہو جو مجھ کو نظر دیکھ کر ہوتا ہو میرے دشمنوں کو مٹا دے اور دشمنوں کو مٹا دے
 لایا حریہ رکھتا ہو اس نے گزر گھا کر امیر کے اوپر چلایا امیر جان کھڑے تھے وہاں سے ہٹ کھڑے ہوئے گزرے میں بہر گرا

کئی بیگمہ زمین کے صدرے سے دھنس گئی اور بانی نکل آیا سب کھینچے والوں کے دل میں ہول سما یا اسنے دوسرے گزرا
 امیر نے اسکو بھی خالی دیا کچھ سکے جربے نے فرزہ کیا جب تیس گز پارا امیر نے اسکو دھال پر روکا اسے صدرے سے نازا
 امیر زمین میں دھنس گئے کاخ یا خیر لو لاکہ مارا اور پست کیا ایسے زبردست کو زبردست کیا امیر نے گردن سے ٹکڑا کر دیا کہ
 اور حراخو کسکو مارا اور پست کیا میں تو تیرا حریف موجود ہوں یہ کسکا ایک ہاتھ حراخو کا مار کے اسکو زمین پر گر دیا ایک ہی
 ضرب میں اسکو ملک عدم میں پہونچا دیا کاخ یا خیر سر تک کر گیا کاخ یا خیر کی فوج امیر پر گری امیر نے دلوں میں
 سے تلواریں ماری شریکین جب قلیل ہی فوج باقی رہ گئی بھاگ کر تلہ بند ہوئی عمرو نے بوجہ حکم امیر سر تک
 دوڑا کر قلعہ کو آؤں دم بھر میں خاک سیاہ کیا جتنے آؤ خوار تھے طعمہ آتش فدا ہوئے راہی ملک بقا ہوئے بعد ازاں
 امیر نے سکوپ کر کے ارعاش کے شہر میں لے دیا کئی سیر کر کے ارعاش کے شہر میں شریف لائے ارعاش امیر کے
 آنکلی خیر شہر قلعہ سے نکلا امیر نے دیکھا کہ ایک سو تالی گز کا قلعہ اور بڑی قوی اسکل ہو گا گاہ اسنے امیر پر گز چلایا امیر کو دیکر
 دوسرے طرف جا کھڑے ہوئے گز اسکا زمین پر گز اتنا قطعہ زمین کا دھنس گیا اسنے جھک کر جاہلہ گز ٹکھا دیکھ اسے گز
 کو ٹکھا امیر پر جلا دے امیر نے بسم اللہ کر کے ایک ہاتھ تلوار کا ایسا اڑا کہ ارعاش میں گر پڑا ہو گیا فوج اسنے گز گیا فوج
 اسکی یہ سانچہ دیکھ کر قلعہ بند ہوئی ہر طرف سے عاجز اور مستعد ہوئی عمرو دین میں نے بار دو سرنگ میں بچھا کر اس قلعہ کو بھی آؤں یا
 سب ملک مال ارعاش کا بر باد کیا جتنے آؤ خوار تھے سب جنم حاصل ہوئے بالکل دورخ میں داخل ہوئے
 روانہ ہونا امیر کا نستان کی طرف اور قتل کرنا نستان شاک انداز خوشخوار وہاں کے حاکم کو
 راوی کہتا ہو کہ امیر نے بعد استیصال ارعاش کا و لنگی سے بوجھا کر اب اسکے آگے کون شہر اسنے عرض کی کہ
 نستان ہوا در وہ بڑا ایک شہر عظیم الشان ہوا در وہاں کے حاکم کا نام سنگ ندران خوشخوار نستان ہوا در فوج بھی
 اسکی بہت جلا در و دلا در ہوا در قدا اسکا ایک سو نوے گز کا ہوا در کھینچی سکی شل تندر و شن ہیں اور شکر بھی اسکے پاس
 بحساب ہوا در وہ ایسی تنگ ہو کہ دو آدمی برابر جانیں سکتے ہیں جانور وہاں خل نہیں پاسکتے لیکن دور در میں خطا
 آگے نکلے ہیں جسکی گرمی سے بہاڑ تک پہنچتے ہیں امیر نے ان باتوں کا خیال نہ کیا اور نستان کی طرف روانہ ہوئے
 جب ایلوس مقام پر پہونچے لشکر میر کا نائب لاسکا وہ شدت اٹھا ساگ کی گرمی سے گئے اسوتو تیرا
 کھنڈ خواجہ خضر کی زمین پر ٹوٹی اور فرمایا کہ اسکے سرے کو لے کر چلے آؤ اب کچھ اپنے لمبی سوسہ لاورادی لکھا ہو کہ تمام
 سپاہ امیر کی راج مرکب جل گئی ایک شہر پر ایک پہلوان اور تین ہوسا ہی مند کو بڑسکاں میرا سے آتش سے پاک ہو باقی
 سب ہی ملک عدم ہو جائے ہنر خرابی امیر شہر کے پہونچے نستان شاک نماز خوشخوار اور کھانا کھا اٹھا
 ایک خیر شہر سے باہر اپنا تمام لشکر مقابلہ کر کے لے آیا امیر نے دیکھا کہ ہر سپاہی کے گلے میں ایک توپ تھوڑی بڑی
 ہوا در دھام امیر کو دیکھا کہ ایک سرے سے سب پھارنے لگا امیر کچھڑ ہو زمین سے اکھڑا دی بچے باقی سب حریف کے

ہا تھوئے سنگسار ہوئے امیر اس حال کو دیکھ کر سخت مجبور و ناچار ہوئے امیر تلوار کھینچ کر اس طرح سے اسکی فوج میں گئے
جیسے شیر بکریوں کے گلے میں گھسنا ہو اور دونوں ہاتھوں سے تلواریں بارتے لگے سر کے گرد نوٹے آمار نیلے یہاں تک کہ خونخوار
مار گئے کہ انکے خون سے ایک دریا بننے لگا ہر شخص میر کی تعریف زبان حال سے کہنے لگا آخر لاہورستان سنسٹ انڈیا
خونخوار نے اگر امیر کے سر پر تلوار داری امیر نے اسکو خالی دیا جب گڑاٹھانے لگا امیر نے جھٹ کر کے ایک تلوار ایسی لگائی
کہ اسکے دونوں پاؤں زانوؤں سے کٹ کر گر پڑے اور زمین میں دیرانی امیر نے دو سڑاٹھ اور لگا کر اسکو جہنم واصل کیا اسکو
بہن مخین جہنم میں شامل کیا اور بقیہ السیف جو قلعہ بند ہوئے تھے انکو آگ لگا کر جلا دیا سب کو خاک کیا اور بایا
مین نے بزرگ چہرے ستا دی کہ ستر بار دن سمیت ظلمات باہر نکلوں گا ان سب شخصوں کو زیر و زبر کر دینا اب کھڑادی میر
ساتھ ہیں دیکھا چاہیے کہ انہیں سے کسی قصدا ہو کہ کا نام صفحہ ہستی سے مٹا دیو کہ کہہ سبت مخوم ہوئے راوی کہتا ہو کہ
امیر نے گاؤں لنگی سے کہا کہ دو دست لاکھ سوار پیدل میر ساتھ تھے پھلنے لگے یہ کھڑادی نے پہن باقی سب کام آئے
مین نے انکے مرجانے سے بڑے رخ اٹھائے اب بتاؤ کہ انکے اسلحے کون شہر ہو گا و لنگی نے کہا کہ یہاں سے چند منزل پر دیل
ہو اور اسکے حاکم دو بھائی ہیں آردیل پیل دندان مر زبان پیل دندان اور اسکے آگے زر و ہشت جادو کا طلسمات ہو
دہانکی ہر شے عجائبات ہو امیر آردیل کی طرف روانہ ہوئے چند روز کے عرصہ میں منزل مقصود پر پہنچے آردیل
پیل دندان و مر زبان پیل دندان کو خبر ہوئی کہ حمزہ نامے بھلوان کسی ملک سے آیا ہو وہ قاتل کفار یہاں بھی
تشریف لایا ہو دونوں بھائی لشکر لیکر میدان میں آئے مگر کہ جنگ میں برے جائے اور جرح خوانی کر نیلے امیر مسلح ہو کر
انکے سامنے گئے آردیل نے چھوٹے ہی امیر پر حملہ کیا اور چاہا کہ دانوئے امیر کو زخمی کرے امیر نے تلوار کھینچ کر اسکی گردن پر
ماری سر اسکا بٹھا ساتن سے اڑ گیا مر زبان پیل دندان اپنے بھائی کو موادیکھ کر امیر پر دوڑا امیر نے اسکو بھی یکسہی
دار میں ٹھنڈا کیا جہنم میں اسکو مقام دیا اور انکی فوج کو قتل کر کے وہاں سے کوچ کیا کئی دینین زر و ہشت جادوگر کے طلسمات
میں پہنچے ایک چار دیواری بے در نظر آئی دہانکی عمارت نئے طرز کی بانی اندر اسکے ایک گنبد تھا بلند کہ باہر سے دکھائی
دیتا تھا اور اس گنبد سے آواز قہقہہ سرور کی آتی تھی صدا گانے بجائیںکی و ترانے جاتی تھی امیر نے گاؤں لنگی سے فرمایا کہ اسکے
اندر کچھ آدمی معلوم ہوتے ہیں کہ آواز گانے بجائیںکی آتی ہو جس سے طبیعت بہت حفا اٹھائی ہو گا و لنگی نے عرض کی کہ
یہاں آدمی کا کیا ذکر ہو یہ طلسمات ہی اس میں سے اس طرح آواز آیا کرتی ہو یہ نیزنگی طلسمات اس طرح سے شعبہ دکھایا کرتا
ہو امیر نے فرمایا کہ ہم سب میں تم طویل القامت ہو کیونکہ یہ حال کہ کیا تحقیق کرو کہ یہ جرح کیا ہو گا و لنگی نے جو دیوار سے
جھانک کر دیکھا بے اختیار نسو مار کے کود پڑا امیر نے اندھور سے کہا کہ قرا تم تو دیکھو گا و لنگی کس شے کو دیکھ کر نعرہ مار کے
خاڑ دیواری کے اندر کو دیکھ کر اندھور نے جو جھانکا وہ بھی سننے سننے چار دیواری کے اندر کو دا الغرض جو گیا وہ کھیت
کسی نے وہاں حال کچھ نہ کہلا دیا امیر نے کہا کہ اگر حکم ہو تو میں خود پر دیلیٹ کر جھانکوں کیونکہ اسکا اندر کیا ہو کہ کچھ

بے اختیار ہو کر احاطہ کے اندر کود پڑا ہی امیر نے کہا کہ اچھا دیکھو مگر بہت ہوشیار رہو ایسا نہ کہ تم بھی یاد رکھو کہ بائیں ہونچو کی طرح تم بھی سی بل میں چھپنے سے روکنا کہ گمان ہو کوئی معصومہ احاطہ کے اندر ہوگی یا رولنگ سکودیکھنے کو دپڑے میں تو بوجھ عاشق تن نہیں ہوں کہ اس پر شیفہ ہو کر کود پڑو گا اسکے حسن پر فریفتہ ہو گیا یہ کہہ کر دیوار پر چڑھا اور بدستور یارانِ دیگر تہقیر مار کر کود پڑا امیر تنہا رہ گئے بے اختیار یاروں کے لیے رونے اور مناجات کرنے لگے روتے روتے جی سے گزرنیلکے اتفاقاً اسی عالم میں کہ لگ لگی دیکھنے کیا ہیں کہ آسمان پر سے ایک تخت اتر آیا اور اس پر ایک بزرگ بیٹھے ہوئے ہیں امیر سلام کر کے رو نیلکے اُس بزرگ نے کہا اے فرزندِ روتا کیوں ہو مرغ سفید جو گنبد پر بیٹھا ہو اسکو تیس مار طلسم فرج ہو جائیگا تو اس بلا سے نجات پائیگا یہ کہہ کر تخت تو آسمان کی طرف اڑ گیا دفعۃً اُنکی نظر سے غائب ہوا اور امیر کی آنکھ کھل گئی دیکھا تو واقعی گنبد پر ایک مرغ سفید بیٹھا ہوا ہی امیر نے جو اسکو ہدف تیر کیا وہ مرغ زمین پر گر کر طلسم ٹوٹ گیا یا رولگ جو اسکے اندر تھے خود رفتگی سے آپ میں آئے اُس مہوشی سے آفاقہ پائے اور امیر کے قدموں پر گر پڑے امیر نے سب کو چھاتی سے لگایا سبکو پیار فرمایا اور خلا سے عزوجل کا شکر ادا کیا یا رولے جو سب کے نیک امراں حاطے میں پوچھا بھولنے کہ کہ ایک ایسی پاکیزہ صورت دکھائی دیتی تھی کہ اسکو دیکھا کہ ہم اسو سے خیر ہو جاتے تھے اور حاطے میں کود پڑتے تھے امیر فرمایا کہ گنبد کے دروازے کو کھولو دیکھو تو کو لکے اندر کیا ہو دریافت کر دن کہ اُن میں عالمہ کیا ہو ہر چہ بھولنے زور کیا مگر گنبد کا دروازہ نہ کھلا کئی کچھ قابو نہ چلا آخر میر نے اس دروازہ کو توڑا اندر جا کر دیکھا کہ چھت میں یکتابوت لٹکتا ہو کتابوت کو تار تو دیکھا کہ زردہشت جادوگر کی لاش زمین کھلی ہو نہایت احتیاط سے رکھی ہو اور ایسا معلوم ہوتا ہو کہ گویا بھی سو یا ہی امیر نے فرمایا کہ کتابوت میں اسکے بائیں کچھ بھی ہو گا بغور دیکھا چاہیے اس مقدمے میں تباہ کیا چاہیے عمرو نے جو تلاش کیا تو ایک کتاب جادو کی ملی امیر نے اسکو سے کتاب جلا دیا نام و نشان اسکا بالکل سار یا عمرو نے کئی درزی اسکے نکال کئے کہ وہی جادو ایک نیا میں بھلا ہوا ہی شخص معلوم ہوا یہ عمل کر رہا ہو اتفاقہ جب میر زردہشت جادوگر کی لاش سے کتاب جلا چکے اسطرح نے طہنیاں کلی پانچے طلسمات کے کنارے آئے اور یاروں نے فرمایا کہ یہ مقام بہت خطرناک ہی ہو کہ وہ جگہ خون ہلاکت ہو سکے سب یکبارگی نہ سوچو جو دنیا ضرور ہو یہ کہہ پہلی چوکی عمر و محمد یکرب کی دوسری چوکی مالک شتر تیری چوکی مالک لندھو کی چوکی جہ بھی چوکی انبی امیر نے مقرر کی اسطرح جا گئے اور ہوشیار رہنے کی اجازت دی عمر و محمد یکرب جو چوکی دے بیٹھا ایک ہرن سامنے سے نظر آیا اسنے اسکو شکا رہنایا اور وہاں کے گشت اسکا بکائیگا جب گوشت تیار ہوا ایک ضعیفہ پیدا ہوئی ایک بلا کی صورت ہو گیا ہوئی محمد یکرب بردانت سینے لگی محمد یکرب نے کہا کہ لاڑھیا یہ کہ تو کون ہو بیان کیوں کی ہو تو نے اس سھر کی اذیت اٹھائی اور مجھ پر انت کیوں سستی ہو نہیں تو ابھی تھک کر قتل کر دینا اپنا حال سچ بتا نہیں بھی نہ اوروں کا تتبع بجا نہی کہنے لگی کہ اے فرزندِ من یک سو داگر کی جو روہن اسکو تو شیر نے مارا میں سن جنگل میں حیلان پریشان پھرتی ہوں یا رولیا ویرلیمہ مگر دان بھرتی ہوں آج چار روز ہو ہیں کہ ایک نانا جی کا کچھو نے

نہیں کیا اگر تھوڑا سا گوشت بچا دیکر تو میں کھا کر تیرے حق میں ہا کر دوں جان دل سے تیری شکر گزار ہوں میرا
 معذکر کیا میرا چم آیا گوشت اُسکے دینے کے لیے دیکھی سے نکالنے لگا اس نے بیچانے کو دیکر ایسا طمانچہ معذکر کیا مارا کہ وہ بیچا
 ہو کر گڑا بجلا کساعت کے ہوئے اس نے اس صدمے سے جبفاقہ پایا دیکھا کہ دیکھی خالی پڑی ہوئی اس میں ہر رات گزرتی تھی
 مالک شتر کو جگا کر سو رہا مالک شتر نے خالی دیکھی دیکھ کر کہا کہ اوشکر بزرگ تو نے گوشت بچا کر تنہا خوری کی تھی شتر کیا
 ہکو در ابھی نہ یاد ہو لولا کہ میں بھوکھا تھا اسلئے میں نے کھا لیا اگر تھوڑا بھی بھوک ہو تو شکار کر کے تو بھی بچا کر کھا بھوک کی تکلیف
 نہ تھا تھوڑی دیر کے بعد مالک شتر کے سامنے بھی ایک ہرن آیا مالک شتر نے شکار کر کے گوشت بچا کر یاہر گاہ وہ گوشت
 بچکا وہی پڑھیا پھر لئی اور زور دیا کہ گوشت مانگنے لگی مالک شتر نے بھی ہم کھا کر جا ہا کہ گوشت نسکو دیکھی سے نکال کر دیا
 بھوکے کو کھانا دیکر نواب لیوے اس نے بیچانے لیا کہ طمانچہ مارا وہ بیہوش ہو کر گڑا پڑھیا گوشت کھا کر چلتی ہوئی بچا
 بچا لے کھا نیکام نہ تھا کر چلتی ہوئی مالک شتر ہو شیخی یا مالک لندھور سے پھر بولوا لندھور نے خالی دیکھی جو لے کر بھوکھا
 کہ کیوں مالک شتر تو نے گوشت بچا یا اور آپ ہی آپ کھایا ہکو ایک بار بھی نہ دیا مالک نے کہا کہ یا گوشت تھوڑا تھا میرا
 پیٹ نہیں بھرا میں تجھ کو کیا خبر یا کہ تاتنا کار بیان کثرت ہی تو بھی شکار کر کے گوشت بچا کر کھا اس بھگ کے ہرن گوشت
 بہت لذیذ رکھتے ہیں تو بھی مزہ اٹھا لندھور نے بھی ایک ہرن شکار کر کے گوشت اُسکا بچا پھر اس نے بیچانے اکر لندھور
 کو طمانچہ مار کے بیہوش بنایا اور وہ گوشت نکال کر کھا کے چلی گئی گوشت کھا لیا اور اُسکو غافل بنا کر چلی گئی جب لندھور
 ہوئے یا اور اسے افاقہ پایا معذکر کیا اور مالک شتر نے کہا کہ ایسی ہی تنہا خوری مجھے بھی کی تھی جیسی تجھے کی لندھور
 بولا کہ تم اگر مجھے کہہ دیتے تو میں کیوں فریب کھاتا کوئی تدبیر عمل میں لاتا معذکر کیا اور مالک نے کہہ کر جو ہوئی تھی
 ہوئی اب چیکے ہو رہا ہرگز نہ بانیے کچھ نہ کہو میر کو جگا دو دیکھو تو امیر سے اور بیچیا سے کسی ہنسی لندھور نے کہا کہ ایہ
 دغا کھانا گوارا نہیں ہو گا اذیت اٹھانا گوارا نہیں ہو گا معذکر کیا بولا کہ امیر بھی غما میں نہ آئیے ہرگز فریب
 نہ کھا نیکیا پسین یہ باتیں کر کے امیر کو جگا دیا امیر نے بھی بی چو کی میں شکار کیا اور گوشت بچا لے کر تو مزہ بڑھا
 حبوت گوشت پاک بچا امیر کے دوبرو بھی انکر وہی راگ گانے لگی وہی بخون باہر لائی امیر کو جو اس کے منہ سے گوشت
 محسوس ہوئی دلعین سوچے کہ یہ ظلمات ہی خدا جالے کہ یہ بیچیا کون بد بلا ہی بیشک چڑیل ہو اس سے اپنے تئیں بچا لند
 ایک ہاتھ میں تلوار لیکر دوسرا ہاتھ سے گوشت نکالنے لگے پڑھیا نے امیر کو بھی طمانچہ مارنا کھا کھا دیا امیر نے ایک تلوار جوا
 لندھور سے جلا ہو کر زمین پر گر رہی تھی لندھور کو دیکر امیر نے اسکا تعاقب کیا دیکھا کہ وہ سر ہونے کو اپنے ایک کنوین ہا
 اتار گیا امیر کنوین کے اوپر کھڑے ہو گئے یا بھی امیر کے پاس پہونچا امیر نے فریاد کیا کہ سپر کنوین میں باز ہو کر میں سکے اندر آؤ
 میں یہ بولا کہ اپنے ہوتے آہو کا اسکو کنوین کے اندر آئے دیکھو میں اس کا میں مل کر دنگا آپ کنوین کی جگت کھڑے رہے
 جا کر خبر لانا ہوں آپ کے بدلے میں جانا ہوں یہ کہہ کر وہ کنوین کے سہارے کنوین میں اتر گیا دیکھا کہ وہ سر ہونے کی بات میں ایک مشا

چہارہ سالہ کے سامنے رکھا ہوا اور وہ مشوقہ رود و کر کہہ رہی ہو کہ میں نے منع کیا تھا کہ تو میرے نزدیک جانا آخر تو نے منع
 نہ مانا اور جان بچی گئی اور مجھ کو بھی مہبت دکھائی عمرو نے یہ سن کر کمال چالاکی چار حلقہ بند کے آہستہ لکے باز دھلیا جلا چلا کر
 امیر کیا اور کنوین سے لشکر رخ سرسکوا میر کے سامنے حاضر لایا اور جو کچھ اس مشوقہ سے سنا تھا وہ بھی بیان فرمایا امیر نے اس کو بوجھا کہ
 تو کون ہو اور یہ بڑھیا کون تھی وہ بولی کہ میں زردشت کی بیٹی ہوں اور یہ بڑھیا اسکی ماں تھی امیر نے پھر بوجھا کہ تو کیسی ہو
 تیرے اور بھی کوئی ہوا ہے کہ وہ دہشتن مہری اور بھی ہیں وہ طلسمات میں مع لشکر رہتی ہیں وہ بھی اس بڑھیا کے مرنگی خبر ہا کہ
 آونگی اسکو مقتول دیکھ کر بڑا ہیچ اٹھا نیلنگی اور قد و بھر عرصہ زندگی کا تیر تنگ کر نیلنگی تھے ارا وہ جنگ کر نیلنگی امیر نے
 اسکو عمرو کے حوالے کرے فرمایا اسکو حفاظت سے رکھو اور اس سے سطح سے غافل نہ رہو وہ رات کو گذر گئی فجر کو جوق جوق
 لشکر جادو گر نکلا اسی کنوین کے اندر سے لشکر میدان میں اتر اور اس لشکر کی سردار زردشت کی دو بیٹیاں تھیں
 ایک کا نام گل رخ تھا اور دوسرے کو فرخ کہتے تھے اور انکی ایک نایہ جادوگری میں ضرب المثل تھی انھوں نے اسی دایہ کو جادو کر نیلنگی
 واسطے حکم دیا اسکو جادو کرنے پر مستعد کیا ایک دن امیر نے اسی لڑکی کو جو عمرو کی قید میں تھی طلب کر کے بوجھا کہ ہنسن
 تیری مجھے کیا لڑ نیلنگی میرے مقابلے میں کیا اڑ نیلنگی وہ بولی کہ آپسے لڑ نیلنگی طاقت تھیں کہاں ہو مگر جادو والہ تہہ کر نیلنگی اور
 بزور بحر بلا شہر پہ پڑیا وہ لڑ نیلنگی اسوقت انکی کار سازیاں نظر پڑی امیر نے عمرو سے فرمایا کہ تم اس سے بچاؤ خود
 دریافت کرو اس سے ابھی طرح سے بوجھو کہ جادو کیا شہر ہو اور کیونکر کرتے ہیں عمرو اسکو اپنے مکان پر لے آیا اور وہ جہاں پھلا
 جہاں لڑ بوجھا کرتے تھے نہ تیار آخر شش عمرو نے تنگ ہو کر اسکو مار ڈالا مگر اس کے سر سے نکلا اور امیر سے اکر کہا کہ میں نے
 ہر جہاں دم دلا اسکو لکڑی سے بوجھا لیکر اپنے کچھ نہ تیار آخر شش عمرو نے تنگ ہو کر اسکو مار ڈالا مگر اس کے سر سے نکلا اور امیر سے اکر کہا کہ میں نے
 امیر نے کہا کہ تاق تو نے اسکو مارا شاید قہر میں آکر تباہی اسکی حقیقت سنا دیتی عمرو نے عرض کیا کہ یا امیر وہ بڑی
 خام پیارہ تھی میں نے اسکو کس سطح میں دم دیا مگر نے نہ تیار تھا نہ بتایا اسلئے میں نے اسکو مار ڈالا کہ مبادا اس سے
 بھی کوئی ضرر پہونچے باقی رہا حال کا دریافت کرنا میں بھی کیوں دریافت کیے دیتا ہوں اسے ہر ہونے اس بات کا سرعہ لیتا ہوں
 یہ کہ جادو گر و کونکلی طرف روانہ ہوا اٹار رہا میں اسکو اور جادو گر و کونکے لشکر کا ملا اسے جا ہا کہ عمرو کو بکریو کی سطح کی ذیت دیوے
 عمرو کو دیکر اس کے شانے پر چڑھ بیٹھا اور حلق کو اس کے فشار دیکر مار ڈالا اور آپ اسکی صورت بنکر جادو گر و کونکے لشکر میں گیا کہ موقع
 پاکے اپنا مطلب حاصل کرے کسی خیمہ کے اندر اپنے کو داخل کرے جب تہ موتی تب چوکی کے لوگوں کے ساتھ فرخ کے پلنگ کی چوکی
 دینے کیلئے گیا اتفاقاً ایک جادو گر نے فرخ سے اکر کہا کہ مضطرب کر جلید جا کر کہا کہ آج کئی دن ہو ہیں یہ حمزہ کے لشکر پر جادو
 کرنے لگی ہو مگر اتنا کہ اسکا کچھ اثر معلوم نہ ہو کہ وہ کیا ہوئی کس بلا میں مبتلا ہوئی فرخ بولی کہ کل تمام کنگ دوتا رہا ہو گا دیکھو
 کہ حمزہ کے لشکر میں کیسی تباہی پڑی گی کہ ایک آدمی نظر نہ لے گا کوئی نجات نہ پائیگا عمرو نے بھکوا کر امیر سے بیان کیا امیر نے فرمایا
 کہ کوئی ایسی تدبیر ہوئی کہ اسی کے لشکر پر اسکا جادو مارا جائے اسکا باز اسے پرتا عمرو نے عرض کی کہ وہ سردار آپ کے لشکر کے بھیجے پھر

تیار کر دی ہو کل شام تک تیار ہو گا میں جا کر اس قحبہ کو بکرونگا اور اسکا جادو اسی کے لشکر پر لٹ دوں گا بارے وہ وہ وا
 گزرا دو سریدن عمرو عصر کی وقت جادو گر نوکا لباس پہن کر ایک صراحی شراب بیونچی میخنے کی لیکر دایہ کے پاس گیا اور
 فرخ نے جھکو بھیجا ہر کتن دن سے تم کیا کرتی ہو ہونو کچھ جادو کا اثر حمزہ کے لشکر پر نہیں ہوا ان لوگوں کا ذرا بھی ضرر نہ
 اور یہ صراحی شراب کی آپکے واسطے بھی ہو وہ بولی کہ بیٹھ جادو کا تیار ہو چکا ہے آفتاب جسد م غروب ہو گا اس
 تاشا دکھائی دیکھا کہ حمزہ کے لشکر کا کیا حال ہوا اپنی کسی انت پڑی اور ہر شخص کس طرح سے گرفتار و بال ہوا یہ کہ
 منہ سے لگا کے غٹ غٹ پانی گئی بے تامل جھٹ پٹ پانی گئی شراب کا نیچے حلق کے اترا تھا اور دایہ کا بیوش ہوا
 عمرو بن امیہ نے اسکو تو جیتا ایک گڑھے میں گاڑ دیا اس قحبہ کو دھل جہنم کیا اور بیٹھ شیشہ لیکر میرے پاس آیا
 کہ اسی بیٹھ شیشہ میں جادو بھڑا ہوا سو اب میں جا کر گلرخ و فرخ کے لشکر پر اتا ہوں اس جادو کو انھیں پڑا تا تا
 اسیر نے فرمایا کہ جلدی کر اس کام کے کرنے میں دیر نہ لگاؤ عمر نے جادو گروں کے لشکر میں جا کر پہلے تو بیٹھ کا
 لشکر پر چھوٹ کے تمام خیمہ و خرگاہ کو جلا دیا دم بھڑ میں سب کو خاک سیاہ کیا بعد از ان بیٹھ میں جو چھپر بھڑ تھا اسکو
 اسقدر بارش ہوئی کہ تمام لشکر جادو گر نوکا مع گلرخ و فرخ تہ آب ہوا سب سب لشکر کا تباہ و خراب نام
 زندہ نہ چندر روز امیر اس نواح میں مشغول رہے و شکار رہے ایک ن گاؤں کی سے پوچھا کہ اب جو اور بلا باقی
 بھی بتایا جا ہیے کوئی تازہ خبر سنایا جا ہیے وہ بولا کہ باختر سے ظلمات تک جتنا فتنہ و فساد تھا سب فہ ہوا
 میں چکر حیدرے استراحت فرمائیے میرے ساتھ تشریف لائیے وہاں سے کوچ کر کے رغام میں آئیے اس شہر عالمیقا
 آئیے گاؤں کی نے بلال کلف امیر کو اپنے جہنم تب کیا تیاری سامان عوت کا کار پر دانان کو حکم دیا بعد نفل
 شکار کے لیے شہر سے نکلے کہ ناگمان ایک ہرن بدیع الزمان نے دیکھا چاہا کہ اسکو صید کر میں ہرن چو کر بیان جہنم
 چلا بدیع الزمان نے اسکی پیچھے گھوڑا ڈالا اسکے مارنے کے لیے بندوق کو سنبھا لا تھوڑی دوا جا کر ایک حوض میں ہرن
 بدیع الزمان نے بھی اپنے گھوڑے کو اس حوض میں لا امیر بھی یاروں سمیت اسی حوض میں کود پڑے اکٹھے کھول کر جو
 میدان وسیع نظر آیا محب طرح کا جنگل پایا ہر چند ادھر ادھر بدیع الزمان کو تلاش کیا لیکن ٹھکانہ نہ لگا اسنے آہ
 یاروں سے فرمایا بہت بہت خج مال ہے سخن نکوستایا کہ سترا دی رہ گئے اکھڑوین بدیع الزمان تھے جو غائب
 حیف ہو کہ تازہ سوراخ میرے کلیے میں اور ہوا اس غم سے میل ملتا طور یار و خج بجائے خود امیر کو بھیجا کہ کہا
 تقدیر سے کوئی ستیزہ نہیں کر سکتا ہوشیت ایندی میں اڑہا سکوت کوئی قدم باہر نہیں چھڑ سکتا ہو سو آہم
 اس زخم کاری کا علاج نہیں ہی میرے سوا ہے صفر شکر کے دم نہ مارا سو خاموشی کے چارہ نہ دیکھا بولنے کا
 روانہ ہونا میرے کا مکہ معظمہ کی طرف اور شدید ہونا رکاب خضر انقباب ہر رکاب غنائت علی اللہ علیہ السلام
 راویان سخن پنج اہلستان مجسٹ کی طرح بیان کرتے ہیں کہ جب امیر کو کسی قدر صبر آیا اور انکے قلب نے احتضار

نے شکر فرمایا حمزہ میرے چچا ان فوجوں کے قلع قمع کرنے کے واسطے اکیلا کافی ہو چکا تھا حضرت پہلے کلمہ انشاء اللہ تعالیٰ ادا فرمایا یہ کیا تھا جناب احدیت کو باگوار ہو اجب آنحضرتؐ اصحاب کو لکھ کر کفار سے مقابل ہو کر ہزمنے اپنے شکر سے کہا کہ ایک شکر کے ان عربوں سے نہ لڑو بالافغان اپنے گرد اور ہاتھوں ہاتھ مارو لا اپنے غائب ہو گے ہزمن کا لشکر ایک بار اہل اسلام پر لڑ پڑا نہ دھور وسعد بن عمرو بن حمزہ و معدیکرب وغیرہ جتنے یارا میر حمزہ کے تھے سب شہید ہوئے اور حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ پر کفار تیر رہا نے گے چاروں طرف سے اپنی تیر آنے لگے لو کافرنے چھوڑ کے ایک دانت جناب سالتاب صلی اللہ علیہ وآلہ و اصحابہ وسلم کا شہید کیا یہ خبر عربوں میں پھری۔

امیر حمزہ کو دلی مصیبت جاننا کہ اسے انکو خبر کی امیر مسلم ہو کر گھوڑے پر سوار ہوئے قتل کفار پر تیار ہوئے اور کھانا قتل کرتے ہوئے ہر ترک پہنچے ہزمن امیر حمزہ کو دیکھ کر سخت ہنستا رہا گا اور شکر بھی اُسکا مفرور ہوا اُسکو دیکھ کر نیک یار اہل چاروں کو سب امیر حمزہ نے انکا تعاقب کیا اور جا بجا کشتوں سے پستے باز دھو دیے ہزاروں کافرانہی شمشیر ادا سے قتل ہو گئے مظفر و منصور کے کیطرن پھرے اثنائے راہ میں ہندہ مادر پور ہندی نے کہ کیننگاہ میں فوج لیے بیٹھی تھی بچھے۔

ایک تلوار شکر کے ایسی لگائی کہ چاروں بانوں اُسکے قلم ہو گئے امیر حمزہ تو غافل تھے مرکب کرتے ہی زمین پر آئے۔ اُس خانہ خراب نے تلوار خون آشام زہر آلودہ امیر حمزہ کے سر مبارک پر ایسی لگائی کہ امیر کا سر سے جدا ہو گیا اولہ بیٹ چاک کر کے کھینچا لگا لگا لگا اور جسم مبارک کے سر ٹکڑے کیے بعد ازاں اُسکا نشہ غفلت جو اترا مترد ہوئی کہ قرآن و خیر امیر حمزہ جب اپنے باپ کی شہادت کی خبر سے گی تو مع فوج دیوان جنات اگر مجھے بدلا لیوگی یہ سوچ کر جناب سالتاب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس کر پناہ لی اور حضرت جناب سالتاب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے بہت منٹ نا کی اور اسلام قبول کیا حضرت نے فرمایا کہ میرے عم بزرگوار کی نشن مجھ کو دکھا کہ وہ شیر خدا کمان ہی ہندہ نے حضرت اچھا لیکر نشن میری دکھائی اپنے ساتھ آنحضرتؐ کو امیر حمزہ کی لاش پر لائی آنحضرتؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے امیر کے ٹکڑے جمع کر کے ہر ٹکڑے پر جدا گانہ نماز پڑھی اور اسوقت انکو ٹھون کے بھل حضرت کھڑے تھے بعد دفن کرنے کے لوگوں انکو ٹھنے کے بھل کھڑے ہو کر نماز پڑھنے کا سبب پوچھا آنحضرتؐ نے فرمایا کہ بلحاظ اسکے میں سطر سے کھڑا تھا کہ فرشتہ کثرت سے میدا نہیں جگہ تھی اور ملائکہ نے ہر ٹکڑے پر ستر ستر مرتبہ نماز ادا کی امیر حمزہ کی اس مرتبہ بزرگی کی سبکو خوشخبری آئی آخر حضرت جب امیر کو دفن کر کے پھرے ہندہ حضرت جناب سالتاب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے آئی آنحضرتؐ اسکی طرف سے پھر لیا اسکی طرف مطلق التفات نہ کیا امیر فوت حی نازل ہوئی اوی حبیب میرے حمزہ تو شہید ہوا آسمان کی طرف تو نظر کر حضرت نے ستر کھاکر دیکھا کہ امیر حمزہ تخت مرصع پر بہشت میں بیٹھے ہوئے ہیں در حور و غلمان دستہ سامنے کھڑے ہیں آنحضرتؐ صلی اللہ علیہ وسلم نے قسم کر کے دو گانہ شکر ادا کیا کئی دن کے بعد قریشہ مع لشکر پیشا آنحضرتؐ حرمین حاضر ہوئی اور اپنے باپ کے قاتل کو طلب کیا آنحضرتؐ مرزا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کے کھلا کر فرمایا کہ تو

نوش ہوا اور سپاس خدا کا کر دے قریشہ اگر تیرا بپ شہید نہ ہوتا تو یہ رتبہ بناتا اللہ تعالیٰ اسکو ایسے درجے پر کو نہ کر دیتا جتنا
 من ب تو ات مقام سے بڑا نہ کرنا بجا لا راوی لکھتا ہوا کہ اس وقت سورہ جن زل ہوئی قریشہ کو سکین قلب حاصل ہوئی
 سے قریشہ بموجب حکم آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مقام سے باز آئی پھر صرف قصاص کا زانیہ نہ لائی اور خست ہو کر
 بنے ملک کو روانہ ہوئی ایک قول تو یہ ہوا کہ آنحضرت نے جو کلمہ بے انشاء اللہ تعالیٰ کہے فرمایا تھا کہ اس فوج کے قلع قمع کرنے
 کے واسطے میرا چچا اکیلا کافی ہے لاکھوں کفار کے قتل کے لیے یہ جوان تنہا کافی ہے جناب باری تعالیٰ کو یہ کلمہ پاسبند
 ہوا اسی سبب سے امیر حمزہ کے جسم مبارک کے ستر نہ کڑے ہوئے اور آنحضرت کا زمان مبارک شہید ہوا اور وسیع
 رایت یہ ہو کہ ایک شب کو عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اپنے پیرا من میں بیوی لگا رہی تھیں اپنے پیٹے سے بچہ کو نکلو
 گا کہ درست بنا رہی تھیں کہ آنحضرت وارد ہوئے اور اتفاقاً چراغ گل ہو گیا اور سوئی کے ناکے سے ناکا عمل گیا اہل منین
 کو کال ترد ہوا حضرت نے تبسم کیا اور تکی کو شئی میں حضرت عائشہ نے ناکا سوئی میں پروا حضرت نے فرمایا کہ دیکھا تھے
 رات میرے ایسے روشن ہیں جتنی روشنی میں تھے ناکا سوئی میں پروا میرے دانت نے کام شمع کا کیا یہ بات جناب
 امیر کو پسند نہ آئی اور اس سے دانت آنحضرت شہید ہوئے اور اسی طرزی میں حضرت امیر منین علی کرم اللہ وجہہ
 باؤنیں بیکان ٹوٹ کر رہ گیا ہر چند جراح نے چاہا کہ بیکان کو زخم سے نکلے مگر نکال نہ سکا ہر گاہ حضرت ناز کے سچا آخر
 میں گئے خیاب ساتم اب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اس وقت علیؑ کے ہاتھ بیکان نکال لو کہ نیکے جسم کو
 اذیت نہ ہو چہ پہلو انون نے اس بیکان کو زبور سے پکڑ لیا نکالا اور آنحضرت کو مطلق خبر نہ ہوئی جب غار سے فارغ ہوئے
 ابو دیکھ کر بوجھا کہ یہ لہو کیا ہو یہ بیکان میرے زخم سے کس وقت نکالا ہوا صحابون نے حقیقت حال عرض کر کے
 بوجھا کہ یا حضرت آپ کو کیا خبر نہیں ہو اپنے فرمایا کہ لاؤ اللہ لا یعنی قسم خدا کی کہ ہرگز مجھ کو معلوم نہیں ہوا کہ بیکان کس وقت
 نکالا گیا خداوند سبحان شہادت دہان مبارک محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و بعدد زخم پائے مبارک ناز
 و نیاز علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ اس مترجم و محرر کی عاقبت بخیر کرو دنیا میں کسی کا محتاج نہ کر کے
 اپنے خزانہ عجب سے حسب نخواستہ سرفراز کر دو راست و دروغ اس قصہ کا راویان موجد سے متعلق کر

خاتمہ

قدرت ضائع ہوا قابل سپاس لاکھ ہوا اور سب سے زیادہ شمار ہے قہر کا یہ مقام ہوا کہ فصحا اور بلحا کو قوت
 تصنیف عطا کر کے طریقہ تالیف میں مترایخ بنادیا داستان گوئی و ایما و قصص کل ملکہ یا اگر نظر غور سے دیکھا جائے
 تو افکار اور پریشانی مٹائے گا کوئی طریقہ ملاحظہ تاریخ و معائنہ قصص بہتر پیدا نہیں حالت سبج و غم میں کوئی
 مونس اور رفیق اسانید اگر یہ داستان کو بھی مرتبہ حاصل ہو مگر خاتمہ داستان ناوہ بیان امیر حمزہ کا رتبہ

بادستان میں اعلیٰ وکال ہو سکے مولف نے عجب بحرکاری فرمائی اور نہیں معلوم ہوتا کہ دل آویز و لہجہ چمکا توں
 نچی کمان سے اسکے ہاتھ آئی ہو کہ ہر شخص اس کا دل چان سے خریدار ہو مشرق سے مغرب تک اسکی سوداگری
 گرم بازار ہو جو بصرف توجہ و زکثیر جناب معلیٰ نقاب مجسم فیض نوال منظر جو دو افضال عالی ہست لا مرتبت
 ناب نشی نول کشور صاحب سی۔ آئی۔ ای۔ مرحوم بجا و فہم عطیہ گرا بہنا سر دفتر فصحا سے
 مصر مولوی حافظ سید عبداللہ صاحب بگلرامی رحمۃ اللہ علیہ نے آراستہ فرما کر اور تعقید عبارت فتح کر کے
 سر قصہ کی عبارت کو اردو میں معلیٰ بنادیا اسی زمانہ میں غایت اہتمام سے یہ کتاب سی مطبع میں حلال نطبع
 سے آراستہ ہوئی اسکی بھی خریداری کی تقدیر نوبت پہنچی کہ تھوڑی مدت میں ایک جلد بھی نظر نہ پڑی بجا
 رچا ہر صاحب قصہ کا ماہر زبان ہونہ مرہ لودوے مطبع مولوی سید تصدق حسین صاحب مرحوم
 طبع نے جمیع نظر ثانی فرما کر طرز مناسب عبارت قصہ کو آراستہ کیا فی الحال یہ کتاب حسن محنت اور صفائی
 ثابت سے بار ہفتم مطبع نامی و گرامی غشی نول کشور واقع کھنویں میں سید بایاے جناب نشی بکشن
 صاحب مالک مطبع موصوف ماہ اپریل ۱۳۲۵ء مطابق ماہ ذی قعدہ ۱۳۲۶ء ہجری میں ہزار
 بیب و تریمن حلیہ طبع سے آراستہ ہو کر کمال بصیرت و دیدہ ارباب نظر ہوئی مشتاق سراپا انتظار
 اس بھر گو ہر بار کی خریداری فرمائیں اور اس کے مضامین ل آویز اور حسن ترکیبات فقر کے لطف
 اور قند مکر کا ذائقہ پائیں فقط

اعلان

تہذیب و تہذیب اسکی عبارات و محاورات کی بصرف زخیمہ مطبع ہوئی اور جناب مولوی حافظ سید محمد عبداللہ
 صاحب بگلرامی نے یہ دماغ سوزی پایاے جناب نشی نول کشور صاحب سی۔ آئی۔ ای۔ مرحوم
 مالک مطبع گوارا فرمائی ہو اور بعد ازاں بار چہارم میں ماہر زبان مولوی سید تصدق حسین
 صاحب رضوی مصحح مطبع نے کمال سعی و عرق ریزی کے ساتھ آخرین نظر سے اس کو
 آراستہ کیا ہو پس ادل یہ داستان امیر حمرہ اردو و نشر سابق باہ جون ۱۳۲۵ء میں طبع ہوئی
 تاریخ ۲۵۔ اگست ۱۳۲۵ء نمبر ۵ و ۶ جہشری ہوئی ہو لہذا حق تالیف اس کتاب کا بحق مالک
 پر ہیں محفوظ و محدود ہو کوئی صاحب بغیر اجازت تحریری مالک مطبع کے قصد طبع کا نہ فرمائیں

اعلان

داستان امیر خسرو ہر چار دفتر۔ یہ مشہور و معروف کتاب ہے جس کا پہلا
 جلد پہلا جلد ہے۔ یہ کتاب شریف و محترم ہے۔ اس کے ذریعہ سے
 تہذیب و تمدن کے بارے میں بہت سی باتیں معلوم ہوتی ہیں۔
 اس کتاب کے مصنف نے اس میں بہت سی باتیں لکھی ہیں۔
 اس کتاب کے مصنف نے اس میں بہت سی باتیں لکھی ہیں۔
 اس کتاب کے مصنف نے اس میں بہت سی باتیں لکھی ہیں۔
 اس کتاب کے مصنف نے اس میں بہت سی باتیں لکھی ہیں۔
 اس کتاب کے مصنف نے اس میں بہت سی باتیں لکھی ہیں۔
 اس کتاب کے مصنف نے اس میں بہت سی باتیں لکھی ہیں۔